www.KitaboSunnat.com

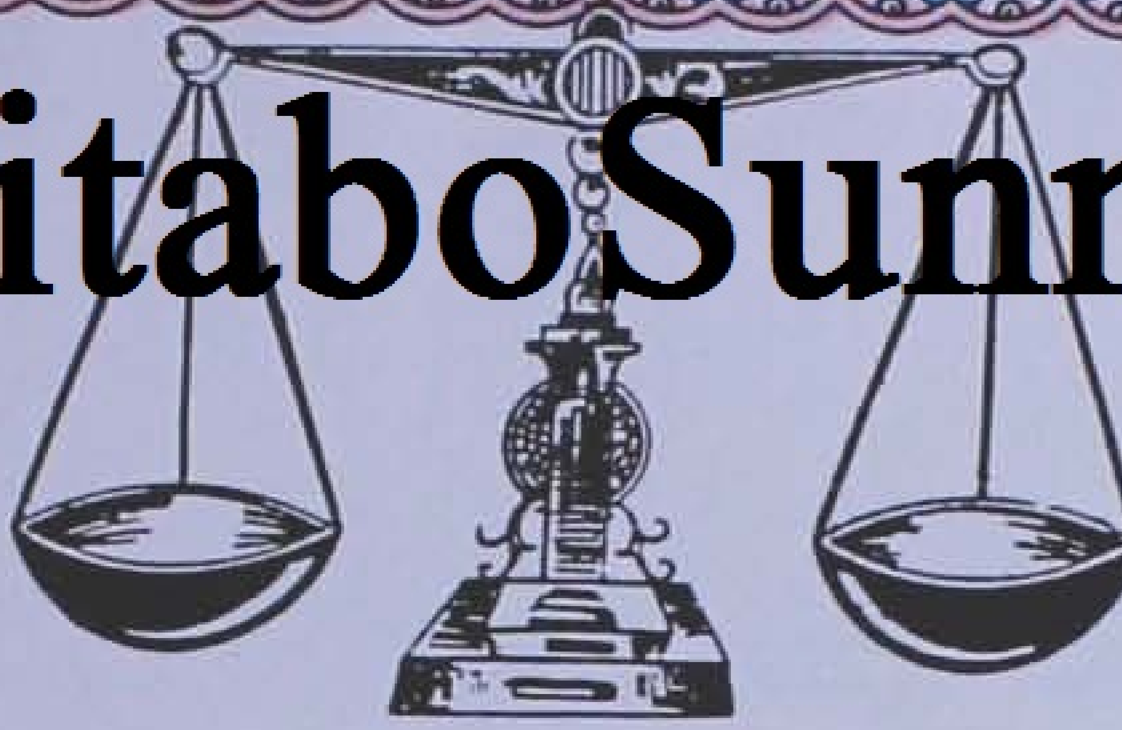

حق و باطل کا عظیم معرکہ

مقدمہ مرزائیہ بہاولپور ۱۹۳۵ء

NafseIslam
Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

جلد سوم

عالی جناب محمد اکبر خاں صاحب بی۔اے۔ ایل ایل بی۔ ڈسٹرکٹ جج بہاولپور
نے مرزائیت کو اِرتداد قرار دے کر مسلمہ کا نکاح مرزائی سے فسخ فرمایا

↔

جواب الجواب حضرت مولانا ابوالوفا صاحب رح مختار مسماۃ غلام عائشہ مدعیہ

جس میں

جلال الدین شمس مختار مدعا علیہ کی تحریری بحث کا براہین ساطع و دلائلِ قاطع
سے نہایت مدلل و جامع جواب پیش کر کے فرقہ ضالہ مرزائیہ
کا کفر و اِرتداد پورے عالم میں ابیض من الشمس کر دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیراہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حق و باطل کا عظیم معرکہ

مقدمۂ مرزائیہ بہاولپور ۱۹۳۵ء

جلد سوم

عالی جناب محمد اکبر خاں صاحب بی۔اے۔ ایل ایل بی۔ ڈسٹرکٹ جج بہاولپور نے مرزائیت کو ارتداد قرار دے کر مسلمہ کا نکاح مرزائی سے فسخ فرمایا

جواب الجواب حضرت مولانا ابوالوفا صاحب مختار مسماۃ غلام عائشہ مدعیہ

جس میں

جلال الدین شمس مختار مدعا علیہ کی تحریری بحث کا براہین ساطع و دلائل قاطع سے نہایت مدلل و جامع جواب پیش کر کے فرقہ ضالہ مرزائیہ کا کفر و ارتداد پورے عالم میں ابیض من الشمس کر دیا۔

ناشر

اسلامک فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) ۱۲ ڈیوس روڈ لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ مرزائیہ بہاولپور ۱۹۳۵ء

تاریخ طبع

۲ ربیع الاوّل ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۸ء

طابع ——— محمد ریاض۔

مطبع ——— محمود ریاض پرنٹرز
ہجویری پارک۔ لاہور

تعداد ——— ایک ہزار

ملنے کا پتہ

۱ : اسلامک فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) ۱۔ ڈیوس روڈ، پوسٹ بکس نمبر ۹۰۰ لاہور ۵ فون : ۳۰۳۲۰۳ / ۳۰۳۳۰۹

۲ : سیّد رشید احمد اندرابی، ۲۱-بی ماڈل ٹاؤن، لاہور، فون : ۸۵۲۲۲۱

۳ : مکتبہ نبویہ، گنج بخش، لاہور۔

۴ : میر عبدالقادر عبدالغنی اینڈ برادرز رین بسیرا۔ محلہ میر سراج الدین صاحب بہاولپور فون : ۶۳۶۶

۵ : محمد منشاء ۱۵۸ بیت البدر، عظیم روڈ، بہادر نگر

مقامِ اشاعت

اسلامک فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) ۱۔ ڈیوس روڈ، لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب

جواب الجواب حضرت مولانا ابوالوفا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مختار مسماۃ غلام عائشہ مُدعیہ ۱۲۵۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عدالتِ عظمیٰ ریاست بہاولپور سے مقدمے کی واپسی پر جب از سرِ نو تحقیقات شروع ہوئی تو مسماۃ غلام عائشہ کی جانب سے مختلف اوقات میں مختلف اکابرین نے بطورِ مختار مدعیہ پیروی مقدمہ کی ۱۹۳۳ء میں جب فریق ثانی کی شہادت شروع ہوئی تو ہندوستان کے شہرۂ آفاق رأس المتکلمین حضرت مولانا ابوالوفا صاحبؒ بطور خاص دیوبند سے بہاولپور تشریف لائے۔ آپ کو فنِ مناظرہ میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ آپ نے بحیثیت مختار مدعیہ تین برس عدالت میں پیروی مقدمہ فرمائی۔

جلال الدین شمس کی تحریری بحث کا نہایت جامع اور مدلل جواب الجواب قرآن مجید اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں پیش فرمایا، جس کے بارے میں علماء ربانی نے تحریر فرمایا ہے۔ تردید مرزائیت کے موضوع پر لکھی گئی علم وعرفان کی یہ عظیم دستاویز اسلامی تاریخ میں آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

__________ ادارہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب الجواب مسماۃ غلام عائشہ مدعیہ

مدخلہ ۲۸ اپریل لغایت ۱۰ مئی ۱۹۳۴ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

ایمان و اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـــ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ وافضل الصلوٰۃ واکملھا علی حبیبہ سید الوریٰ وعلیٰ آلہ واصحابہ مصابیح الدجیٰ

اما بعد :

تمہید : الحمد للہ کہ مختار مدعا علیہ باوجود اتنی لاطائل بحث تو درکنار اس کے قریب بھی نہ پہنچا۔ اس نے عاجز آکر جواب میں دیدہ دانستہ محض لاجواب ہونے کی وجہ سے وہ پوائنٹ ہی سپا گیا۔ جن پر بحث مبنی تھی باوجود اس کے میں بحول اللہ وقوتہ کے دعویٰ کے ساتھ علی وجہ البصیرۃ کہہ سکتا ہوں کہ اگر اس طولانی بے معنی بحث کو اس کی خاطر کوئی نیک طینت اور رحم دل انسان اعلیٰ پایہ کی خدانخواستہ بحث ہی مان لے پھر بھی مرزا صاحب اور مرزائیوں کا کفر و ارتداد اس قدر اٹل ہے کہ وہ بدستور قائم رہتا ہے اور کوئی بھی عنوان تک بدلنا نہیں پڑتا کیونکہ ہماری بحث کا بحمد اللہ کوئی بھی ہیڈنگ ایسا نہیں جس میں ایک دو تین بلکہ متعدد حوالے ایسے لاجواب نہ رہے ہوں جن کا جواب تو کجا ذکر و اشارہ تک دیدہ دانستہ ترک کرکے مختار مدعا علیہ اپنے عجز اور ان کی لاجوابی کا اقرار نہ کرچکا ہو (اور چونکہ شہادت کی طرح بحث بھی جماعتہ کی مرتبہ ہے لہٰذا تمام جماعت کے نزدیک) پس مرزا صاحب اور مرزائیوں کا کفر و ارتداد لاجواب و اٹل ہے بجائے کسی جواب کے اگر میں ان لاجواب حوالوں کو جمع کروں تو بھی میری بحث ان شاء اللہ تعالیٰ بدستور اٹل و لاجواب رہے گی (مثلاً بحث کے ہیڈنگ لاالٰہ الا اللہ کا پہلا نمبر الوصیۃ۔ الخ) جس کا کوئی ہیڈنگ بھی ان شاء اللہ بدلنا نہیں پڑے گا اور میری بحث کو لاجواب ہونا ہی تھا کیونکہ آقای کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کٹنے والوں ان کے مقدس ناموس پر حملہ کرنے والوں اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کو کوئی تاویل، کوئی آڑ کائناتِ عالم کا کوئی ذرہ پناہ نہیں دے سکتا ؎

کچھ اس طرح سے کیا میں نے شکوہ والحاح
نگاہیں جھک گئیں ان سے نہ کچھ جواب بنا

میں ان شاء اللہ العزیز درمیان میں ان لاجواب باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آخر میں ان کی ایک مکمل لسٹ دوں گا جو مرزا صاحب اور مرزائیوں کے کفر و ارتداد کی ان شاء اللہ تعالیٰ تاقیامت باقی رہنے والی دستاویز ہوگی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل جواب الجواب

اس اجمالی تمہید کے بعد کسی مفصل جواب کی حاجت نہ تھی مگر صرف دنیا پر اس جماعت کا دجل و فریب آشکارا کرنے کے واسطے کچھ اختصار سے عرض کرتا ہوں۔

مختار مدعا علیہ کے افتتاحی کلمات۔

"مبادی بحث بعد میں ہوں گے آج میں اس سوال کو لیتا ہوں کہ مختار مدعیہ نے عقائد مدعا علیہ پر اعتراض کیا ہے حالانکہ مدعا علیہ نے جواب دعویٰ میں صاف طور پر بیان کر دیا تھا کہ میں مسلمان ہوں"

یہ فرمانا کہ مبادی بعد میں آئیں گے عجیب الٹی منطق ہے کون نہیں جانتا کہ مبادی مقاصد کے بعد نہیں آتے۔ ہاں قادیان کی الٹی گنگا کا ہمیں علم نہیں باقی مدعا علیہ کا اقرار اسلام درست مگر ساتھ ہی مدعا علیہ کو اپنی مرزائیت واحمدیت) اور مرزا کی نبوت اور وحی کا بھی تو اقرار ہے گویا وہ تمام کفریات جو خاصہ مرزائیت و احمدیت ہیں اور جن سے مرزا صاحب کی کتب بھری پڑی ہیں مدعا علیہ کے ایمانیات کا جزو اعظم ہیں۔

زاہدا تسبیح میں زنار کا ڈورا نہ ڈال
یا برہمن کی طرف ہو یا مسلماں کی طرف

مرزائیت سے توبہ کر ڈالنے پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آغوش اس کے لیے کھلا ہے اور ہم غلاموں کی آنکھیں بھی اس کے لیے فرش راہ ہیں۔

جواب بحث:۔

اپنا اور مرزا صاحب کا ایمان و اسلام ثابت کرنے کے واسطے جس قدر آیات و احادیث و اقوال فقہا و متکلمین و عبارات مرزا صاحب پیش کی ہیں یہ وہی شہادت کا گذرا ہوا مجروح سبق (دیہاتی سے) مکرر دہرایا گیا ہے جس کا دندان شکن جواب ۱۸ اکتوبر ۳۲ء کی بحث میں مکمل دیا جا چکا جس کے لاجواب ہونے کا یہی ثبوت کافی ہے کہ مختار مدعا علیہ باوجود دعویٰ ہمہ دانی اور اس ادعا کے کہ اس کے پاس مختار مدعیہ کی بحث لفظاً بلفظ لکھی ہے مخصوص بنیادی پوائینٹ میں سے ایک حرف کا جواب کجا اشارہ تک نہیں کیا۔ ملاحظہ عدالت کے واسطے اس کے مکررہ کا بالاختصار اعادہ کرتا ہوں۔

(۱) ہم بھی مانتے ہیں کہ مرزا صاحب کے اسلامی عقائد بھی تھے ورنہ مادر زاد کافر کہا جاتا مرتد کا حکم نہ لگتا۔

(۲) ان آیات آمن الرسول وغیرہ اور احادیث بنی الاسلام وغیرہ نیز کتب فقہ و عقائد میں جس قدر ایمان کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارکان مذکورہ میں یہ ضروری تو ہیں مگر ایمان کے واسطے کافی نہیں ان کے باوجود بھی انسان ختم نبوت کا منکر (نیز دیگر کفریات) یا بقول مرزائیاں مرزا صاحب کے انکاری یا ان کی بیعت میں داخل نہ ہونے سے کافر ہو سکتا ہے ملاحظہ ہو جرح گواہ مسٹ نمبر ۷، مارچ ۳۲ء لہذا باوجود بالفرض محال ان تمام ایمانیات کے عمارت قائم کردہ اور خصوصاً لاجواب کفریات کی وجہ سے بچ نہیں سکتے اور ایمان و اسلام قیامت تک کسی طرح ثابت کر سکتے ہیں۔

(۳) باقی مرزا صاحب کی عبارت اور دعاوی یہ صرف زبانی ادعا اور محض مغالطہ ہے جو کہ بحث زیر متنازعہ بنایا گیا ہے اور بقدر ضرورت مختصراً آگے عرض ہوگا یہ قابل ملاحظہ ہے کہ ادعاء ایمان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخر الزمان ہونے کا انکار۔ جہاد جیسے عظیم الشان مسئلہ کو خراب بتا کے محض رضا برٹش گورنمنٹ کے لیے دین سے اخراج یہ چندہ ماہوار کی جدید زکوٰۃ کا اضافہ دسمبر کے جلسہ کو حقیقی اصلی حج قرار دینا باری تعالیٰ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے حشر و نشر کا انکار اور فلاسفہ کی پیروی۔ اپنے تمام نہ ماننے والے مسلمانوں کی تکفیر و تذلیل بلکہ بیعت میں نہ شامل کرنے والے تک کو پکا کافر بتانا باری تعالیٰ کی توہین اس کے تقدس و جلال پر یہود و نصاریٰ اور مشرکین جیسے ناپاک حملے کشفی طور پر اس سے عیاذاً باللہ ثم عیاذاً باللہ ہمسری کا دعویٰ تمام انبیاء اولوالعزم علیہم السلام حتی کہ سیدالانبیاء کی ہمسری بلکہ برتری کا دعویٰ سب کی منہ بھر کے توہین و تذلیل والعیاذ باللہ اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً سیدنا علی مرتضیٰ ؓ سیدنا امام حسین ؓ و لخت جگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمۃ الزہراء ؓ کی زہر گداز ناقابل برداشت گندی توہین خلفاء راشدین صحابہ کرام ؓ ائمہ دین تمام اقطاب و ابدال غوث اولیاء اللہ سب سے برتری کا دعویٰ بلکہ دل کھول کے توہین کتاب اللہ پر صرف اپنی خرافات وحی کی طرح ایمان رکھنا احادیث نبویہ جو اپنی تراشیدہ وحی کے خلاف ہوں ردی کی ٹوکری میں پھینکنا اپنے مقبرہ کو بہشتی مقبرہ بنانا حرم نبوی اور خصوصی القاب سے اپنی بیویوں کو امہات المومنین کے القاب استعمال کر کے منہ چڑھانا کونسا دون کفر ہے۔ جو مسٹر مرزا صاحب یا مرزائیوں نے ترک کر دیا ہے ؎

تم گریباں میں منہ ڈال کے خود ہی سوچو
ہم اگر کچھ بھی کہیں گے تو شکایت ہوگی

شیطان لعین ایک کفر یہ اور ایک نبی کی توہین کر کے ہمیشہ کے لیے مردود بارگاہ ہو جائے اور یہ بزرگ سب کچھ کریں اور پھر سب سے مقرب ؎ بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) یہ تمام امور ایمانیہ حقیقتاً اور معنیً بدرجہ اتم مدعیہ اور اس کے ہم عقیدہ تمام دنیا کے مسلمانوں میں موجود ہیں پھر بھی مرزا صاحب کی بیعت میں داخل نہ ہونے کی وجہ سے خواہ بیچاروں نے ان کا نام تک نہ سنا ہو کافر دائرہ اسلام سے خارج بلکہ پکے کافر ہیں یہ تمام امور ایمانیہ باوجود کوئی کفر نہ ہونے کے صرف مرزا کی بیعت میں شامل ہونے سے کافر ہونے سے نہ بچا سکیں اور مرزائی سینکڑوں کفریات کے باوجود انہی امور سے پکے مسلمان رہیں کچھ تو شرم چاہیئے ؎

حیا و شرم جو ملتی کہیں زمانہ میں،
تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہرباں کے لیے

مختار مدعیہ کے جواب کی آڑ میں مختار مدعا علیہ کی مغالطہ دہی کی ناکام کوشش

مختار مدعیہ کے ہیڈنگ کے تحت یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مختار مدعیہ کا یہ مغالطہ ہے کہ یہ پیش کردہ کتب دعویٰ نبوت سے پہلے کی ہیں۔ ملخصاً۔ یہ محض مختار مدعا علیہ کا بوجہ جواب نہ بن سکنے کے مغالطہ ہے کیونکہ میری بحث میں یہ نہیں کہ ۱۹۰۱ء کے بعد اسلامی عقائد کا نام ہی نہ لیا بلکہ یہ ہے کہ پھر یہ لمبے لمبے زور دار دعوےٰ ذرا اس کے بعد پھیکے پڑ گئے اور یہ بلند آہنگی باقی نہ رہی بلکہ آخر تک مرزا صاحب مغالطہ آمیز عبارتیں بولتے رہے۔ اور بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدعیان نبوت کاذب کی مناسبت لازماً یہی ہے کہ وہ دجل سے کام لیں جیسا کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور مرزا صاحب نے خود دجال کی یہی تعریف کی ہے کہ وہ غلط ملط کرے ملاحظہ ہو تبلیغ رسالت جلد ۲ دجال کے لیے ضروری ہے کہ نبی برحق کا تابع ہو کر پھر سچ کے ساتھ باطل ملا دے اگر حق محض پر زیادت کی جائے تو اس زیادت کا نام عربی زبان میں دجل ہے اور اس کے مرتکب کا نام دجال ہے اور چونکہ آئندہ کوئی نیا نبی نہیں آسکتا اس لیے پہلے نبی کے تابع جب دجل کا کام کریں گے تو وہی دجال کہلائیں گے۔

میری بحث کے اصل لفظ ملاحظہ ہوں۔

(۱) ” یہ تمام بڑھ چڑھ کے ادعاء اسلام اس وقت تھا جب ادعاء نبوت کا سودا دماغ میں نہ تھا اور ہر قسم کے مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے تھے اور کسی قسم کے نبی کا آنا خاتم النبیین کے منافی اور لانبی بعدی میں تخصیص و تاویل شرارت قرار دیتے تھے اور عیسےٰ علیہ السلام کا نبی ہو کر آنا مجازی بتلاتے تھے ملاحظہ ہو ایام الصلح صفحہ ۱۴۶ وحقیقۃ النبوۃ صفحہ ۸۹ و سراج منیر صفحہ ۳ وحمامۃ البشریٰ “ اس کے بعد یہ بلند آہنگی نہ رہی۔

باقی ۲۴ اگست ۳۲ء کی جرح سے گواہ ۲ مدعیہ کا ایک فقرہ لینا کہ ” ازالہ اوہام کی تالیف تک مرزا صاحب مسلمان تھے “ یہ مغالطہ دینا چاہا ہے کہ اس کے بعد بس کفر ہی کفر فرماتے رہے اور یوں ازالہ اوہام جو ۱۸۹۱ء کا ہے اس کے بعد اسلام کا دعویٰ پیش کیا ہے محض بے سود حیلہ ہے۔ اس کے بعد بھی اسلامی نمائش فرماتے رہے ہیں ۱۹۰۱ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد کے صرف ۔

(۲) حوالہ کشتی نوح اور مواہب الرحمٰن ہیں جس میں الفاظ تو خوش آئند ہیں مگر معانی بدل بدل کر الحاد اور بے دینی کی بنیادیں ڈال رہے ہیں اور اس سے بھی ان کا کفر و ارتداد ہی ثابت ہوتا ہے ملاحظہ ہو اصل بحث ۸ و ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء جہاں اس کا مفصل جواب ہے۔ مختار مدعیہ کا یہ کہنا کہ ”ہمارا استدلال جب غلط ہوتا کہ ۱۹۰۱ء کے بعد ان کی تردید مختار مدعیہ دکھاتا اور وہ نہ کر سکا“۔ ماشاء اللہ جناب دیدہ و دانستہ چشم پوشی فرما کر تجاہل عارفانہ اختیار کریں اس کا کیا علاج ۔ میں نے لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیڈنگ نیز دوسرے کفریات کے حوالے مثلاً لیکچر سیالکوٹ ۱۹۰۴ء براہین حصہ پنجم ۱۹۰۵ء حقیقۃ الوحی ۱۹۰۷ء اور البدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء تک کے حوالے پیش کئے ہیں جو نہ صرف ۱۹۰۱ء کے بعد کے ہیں بلکہ انتقال سے دو ماہ قبل تک کے ہیں نیز خلیفہ محمود صاحب کے کفریات کے حوالے بھی درج ہیں مگر آپ دیدہ و دانستہ جواب نہ بن سکنے کی وجہ سے ٹال ہی جائیں اس کا کیا علاج مختار مدعا علیہ نے حقیقۃ الوحی اور چشمہ معرفت سے دو تین حوالہ اسلامی عقائد کے پڑھ دیئے اور سمجھ گئے کہ دنیا اس سے مغالطہ کھا جائے گی انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ مومن کی فراست غضب کی ہوتی ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ کفریہ عقائد بھی انہی کتابوں کے ملاحظہ فرمادیں جو میں نے بحث کے ابتدائی حصوں میں دیئے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ حق ملتبس کرنے کی ایک شکل ہے اور یہ وہی فرضی ادعا اسلامی کا شہد ہے جس میں کفر و ارتداد کا زہر ملا کے مسلمانوں کا ایمان غارت کیا جاتا ہے جواب تو یہ تھا کہ ۱۹۰۱ء کے بعد قبل جیسے بلند آہنگی کے اسلامی دعویٰ پیش کرتے ہوئے ان کفریات کی تردید کھلے ہوئے غیر مشتبہ لفظوں میں بعد کی کتب سے پیش کرتے مگر یہ کیونکر ہو سکتا تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں اور کفر و اسلام دونوں کشتیوں پر سوار ہونے والوں کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی کوئی اور پناہ کیونکر ملے قرآن پاک پڑھیئے۔

ان الذین امنوا ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرًا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلاً۔

ترجمہ :۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے پھر کفر کیا پھر ایمان لائے پھر کفر کیا پھر کفر میں اضافہ ہی کرتے رہے اللہ ان کی مغفرة نہیں کرنے کا اور نہ انہیں سیدھا راستہ دکھائے گا۔

باقی مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ ”حقیقۃ الوحی سے جو کمال نادانی سے مختار مدعیہ نے حوالے خلاف توحید سمجھ کر پیش کئے ہیں اکثر ان میں سے براہین احمدیہ میں موجود ہیں جب کہ گواہان مدعیہ و مختار ان مدعیہ کے نزدیک مرزا صاحب مسلمان تھے“ کچھ الٹا سیدھا ہی جواب دے کر نادان فرماتے تو اچھا تھا اب جواب سے عاجز آکر منہ چڑھانے کو مخول پر اتر آئے اور سچ ہے جب جواب کسی سے نہیں بنتا تو ایسی ہی باتیں کیا کرتا ہے ۔ اللہ انہیں ہدایت دے اور سلیقہ کی گفتگو کی توفیق ۔ یقیناً ایک دو قرآن پاک کی آیات براہین احمدیہ میں بھی ہیں مگر وہاں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ پتہ نہیں دیا ہے کہ یہ قرآن کی آیات نہیں بلکہ میرے الہامات ہیں اور ان سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہیں بلکہ میں مراد ہوں مسلمان بچارے یہ سمجھتے رہے کہ یہ قرآنی آیات آریوں اور عیسائیوں کو جواب دینے کے لیے منتخب کی گئی ہیں جن پر بعد کو دلائل مبنی ہوں گے اور یہی انہیں باور کرا کے ہزاروں کا ان سے چندہ وصول کر لیا۔ بعد میں بھی اربعین اور حقیقۃ الوحی ۱۹۰۷ء وغیرہ میں آ کر جب نبوت سے پردہ اٹھا مرزا صاحب کے الہام بن گئے اور پہلے تو مصداق باری تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ کبار تھے اور اب وہ سب آیات صرف مرزا صاحب کے واسطے بن گئیں اور ہونا بھی تھا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر دعویدار نبوت دجل نہ کرے تو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پر حرف آ جائے جن کی شان گرامی میں ابوجہل والولہب جیسا دشمن بھی "ماجربنا علیك كذبا" کے مداحانہ قصائد پڑھ رہے ہیں۔

البدر اور اخبار عام کے مغالطہ کا جواب

قول مختار مدعا علیہ۔

اور مختار مدعیہ کا یہ کہنا کہ مدعیہ کی طرف سے بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء کا حوالہ پیش کیا گیا جس میں دعوے نبوت کا ذکر ہے لیکن مدعا علیہ کی طرف سے اس کے بعد کوئی تحریر پیش نہیں کی گئی صریح جھوٹ ہے کیونکہ مدعا علیہ کی طرف سے اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کا حوالہ پیش کیا گیا ہے اور وہ ایک خط ہے جو آپ نے ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو اپنی وفات سے تین روز قبل ایڈیٹر اخبار عام کے نام تحریر فرمایا الخ"

جھوٹ کہنا تو آسان ہے مگر مسیح صادق و مصدوق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی طرف نسبت کر کے ثابت کرنا دشوار ہے مختار مدعیہ کا دعویٰ تو اس وقت جھوٹا ہو سکتا تھا کہ اس نے اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء سے جو یہ حوالہ پیش کیا کہ "ہم خدا کے حکم سے نبی اور رسول ہیں" مختار مدعا علیہ اخبار عام سے اس سے رجوع اور انکار ثابت کر دیتے کہ میں اب دعویٰ نبوت و رسالت سے باز آتا ہوں میری غلطی یا دماغی خلل کا نتیجہ دعویٰ نبوت تھا پھر ہم بھی مرزا صاحب کو اسلامی لفظوں سے یاد کرتے آج مختار مدعا علیہ یا ان کے ہم عقیدہ اس کفریہ عقیدہ سے تائب ہو جائیں پھر تو مسلمان اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اپنی آنکھیں فرش راہ کرتے نظر آئیں گے۔

مختار مدعا علیہ نے با غور نہ فرمایا دیدہ و دانستہ مسلمانوں کو سیدھا سادا سمجھ کر اخبار عام کا خط

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقل کر دیا کہ شائع ہونے پر عوام زبن گے نہیں صرف ہیڈنگ سے مغالطہ کھا جائیں گے ۔ انہیں یہ نہیں معلوم کہ یہ خط ایک عدالت عالیہ میں پیش کر رہا ہے جہاں وہ ہر طرح پرکھا جائے گا ۔ اس خط میں دعوئے نبوت سے دست برداری یا اس پر توبہ و ندامت تو درکنار اسی عظیم الشان کفریہ کا ...... بار بار نہ صرف اقرار ہے بلکہ اسی پر اس وقت تک باقی رہنے کو فرمایا جاتا ہے جب تک دنیا سے گذریں اس خط کے فقرات ذیل ملاحظہ ہوں ۔

"میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں"

"اس نے میرا نام نبی رکھا ہے"

"سو میں خدا کے حکم کے مطابق نبی ہوں ۔ اور اگر میں اس سے انکار کروں تو گنہگار ہوگیا"

"اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں"

"میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک کہ دنیا سے گزر جاؤں"

"میں نبی ہوں اور امتی بھی ہوں"

"مرزا صاحب نے آخر وقت بھی ہماری ہی تائید کی نہ مختار مدعا علیہ کی لاسے نہ پیش فرماتے تو شاید اچھا ہوتا ۔

صداقت چھپ نہیں سکتی ہے آخر کھل ہی جاتی ہے
زلیخا نے کیا پاک دامن ماہِ کنعاں کا

یہ کہنا کہ میں ایک ایسا نبی ہوں ویسا نہیں بے سود ہے کیونکہ قرآن و احادیث وکتب عقائد کے دلائل قاطعہ سے ثابت ہو چکا کہ ہر قسم کا دعویٰ نبوت ظلی ہو یا بروزی مستقل ہو یا تابع شریعت ہو یا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اعظم ترین کفریات سے ہے علاوہ بریں کہ مرزا صاحب کا یہ فرمانا کہ میری نبوت کا معنی کثرت مکالمہ وغیرہ ہیں یہ بھی دی مغالطہ دہی ہے جب کہ خود ہی فرما چکے ہیں کہ سوا صاحب شریعت نبی کے اور کسی ملہم وغیرہ کے انکار سے کفر لازم نہیں آتا نہ صاحب شریعت نبی کے شریعت کے علاوہ کسی کا منکر کافر ہوتا ہے اس کے بعد اپنے منکرین کو محض انکار کی بناپر کھلے بندھن کافر بھی بنا گئے ۔ گویا کہ اپنے ہی اقرار سے مرزا صاحب شرعی نبی بن گئے ۔

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے شہادت تیری ۔

ابو الوفاء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بار بار کہنا کہ میں قرآن کے خلاف نہیں اسلام کے خلاف نہیں میری گردن اسی جوئے کے نیچے ہے۔ باوجودیکہ وہ جو کب کا اتار پھینکا تمام دین کو برباد کر دیا اللہ و رسول ؐ سے علم بغاوت بلند کر چکے نہ صرف لغو بلکہ مضحکہ خیز ہے۔

اس ہیڈنگ کے لاجواب پوائنٹ۔

ابتدا حصہ کے تینوں نمبر جس کا ہیڈنگ تفریق اسلام مدعیہ و مدعا علیہ جس میں تفصیل سے یہ بتایا گیا کہ مدعیہ یقیناً مسلمان ہے اور مدعا علیہ کے کفر میں شک نہیں۔ ملاحظہ ہوں الفاظ نوٹس تحت مختار مدعیہ۔

اسلام کا سنگ بنیاد

لا الٰہ الا اللہ - محمد رسول اللہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پر مرزائیوں کا ایمان نہیں لا الٰہ الا اللہ اس سلسلہ میں مختار مدعا علیہ نے جس تحیر کا اظہار کیا ہے اور ان عیوب پر جن لغو طرق سے پردہ ڈالنے کی لغو کوشش کی ہے اس کو بے کرنے سے قبل یہ عرض کروں کہ میرا یہ دعوے کہ مرزا صاحب اور کسی مرزائی کا جب تک وہ مرزا صاحب کو مسلمان سمجھے نہ لا الٰہ الا اللہ اصل اصول ایمان پر ایمان ہے نہ کبھی ہو سکتا ہے بہ سند اٹل قائم ہے شائع ہونے پر کوئی اُن سے حسن ظن رکھنے والا آنکھیں بند کر کے ان کی ساری مغالطہ آمیز رکیک تاویلات خدانخواستہ عقل و دانش کا خون کرتے ہوئے صحیح و درست بھی تسلیم کرے پھر بھی تمام بنیادی حوالے جن پر اس دعوے کا مدار ہے ایسے لاجواب ہیں کہ ان کا جواب بھی مختار مدعا علیہ نے دیدہ و دانستہ نام تک نہ لیا اس ہیڈنگ کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں جو کہ عدالت عالیہ کی نظر عالی میں پوشیدہ نہیں۔

تاویلات رکیکہ کی حقیقت

(۱)

رأیتنی فی المنام عین اللّٰہ وتیقنت انہ ھو

تمام نمبر چھوڑ کر لا الٰہ الا اللہ کے ہیڈنگ کے تحت کے بارھویں نمبر کا جو کفریہ بعنوان ادعاء عینت باری تعالےٰ عقیدہ نقل کیا گیا ہے سب سے پہلے اس کے واسطے ایک طول طویل عبارت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سپرد قلم فرمائی ہے جس کا خلاصہ سات امور ہیں۔

(۱) مرزا صاحب نے اس سے یہ کبھی نہیں سمجھا کہ آپ خدا بن گئے؟

(۲) نہ کبھی آپ نے خدائی کا دعویٰ کیا۔

(۳) ان کا عقیدہ نہیں بلکہ رؤیا ہے۔

(۴) اس میں ہے کہ خواب ہی میں میں نے یقین کیا کہ خدا ہوں

(۵) اس سے خدا کا اظہار مقصود نہیں بلکہ کشف کا اظہار ہے۔

(۶) جو خواب میں دیکھا جائے اسے حقیقت پر محمول کرنا ضروری نہیں۔

(۷) تقریباً آٹھ حوالے قطع و برید کر کے احادیث و صوفیاء کرام کے بے محل اور بے جوڑ بطور نظیر نقل کیئے ہیں۔

نمبروار مفصل جواب عرض ہے

جواب

(۱) "مرزا صاحب نے اس سے یہ کبھی نہ سمجھا کہ آپ خدا بن گئے ہیں" اور کیسے سمجھتے تیقنت انتی ھو خود فرما رہے ہیں کہ میں نے یقین کر لیا ہے کہ میں ہو بہو خدا ہوں۔

(بطور جملہ معترضہ)

(۲) "اور نہ کبھی آپ نے خدائی کا دعویٰ کیا":

جواب آخر تک اسی ذہن میں رہے مختار مدعا علیہ کو تعلیم میں نہ نظر آئے تو اس کا ذمہ دار کون ہے آئینہ کمالات جو فروری ۱۸۹۳ء کی تصنیف ہے اس کے بعد لیکچر سیالکوٹ جو ۱۹۰۴ء کا ہے ہندوؤں کے لیے خدا کا اوتار بن رہے ہیں۔ اس آئینہ کمالات کے بعد کی کتاب البریۃ صفحہ ۷۶ میں الہام موجود ہے ...... خدا تیرے اندر اتر آیا۔ خطبہ الہامیہ میں بھی اپنی خدائی پر قائم اور حقیقۃ الوحی کی تصنیف تک جو ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء ایک سال قبل وفات ہے مالک کن فیکون بنے بیٹھے ہیں۔ تفصیل کے واسطے میری بحث جہاں کفریات کا شمار کرایا ہے ملاحظہ ہو جبھی تو وہ تریاق القلوب، صفحہ ۳۹۷ پر نئے خدا نئی زمین نئے آسمان ماننے کی دعوت دے رہے ہیں وہ اسی کشف کی تفسیر ہے کیونکہ آئینہ کمالات اسلام میں خود خدا بن کر ایک جدید نظام نیا آسمان نئی زمین تیار کی ہے پھر تریاق القلوب ۱۸۹۹ء صفحہ ۳۶ پر فرماتے ہیں "نئی زندگی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی جب تک ایک نیا یقین پیدا نہ ہو اور کبھی نیا یقین پیدا نہیں ہو سکتا جب تک موسیٰ اور مسیح اور ابراہیم اور یعقوب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نئے معجزات نہ دکھائے جائیں نئی زندگی انہیں کو ملتی ہے جن کا خدا نیا ہو یقین نیا ہو نشان نئے ہوں"۔

اگر مرزا صاحب اور ان کے یہ زمین آسمان مراد نہ ہوں تو جدید نہ ہوں گے ہمارا خدا قدیم وازلی زمین آسمان پر ہے سا ب تو مرزا صاحب کی خود شہادت ہے اب تو انکار نہ ہوگا۔

جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے
کیا لطف جو غیر پردہ کھولے (ابوالوفاء)

(۳) "ان کا عقیدہ نہیں بلکہ رویا ہے"۔

جواب یہ مختار مدعا علیہ کا اختراع ہے وہ خود تو ترجمہ رویا نہیں فرماتے بلکہ فرماتے ہیں" اور میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کتاب البریۃ صفحہ ۷۸"۔

نیز لفظ "تیقنت انی ہو" کہ میں نے یقین کر لیا کہ میں خدا ہی ہوں سے کھلے لفظوں میں اپنی رائے اور عقیدہ کا اظہار کر دیا ہے پھر اور عقیدہ کسی چیز کا نام ہے۔ نیز اپنے کشوف والہامات کے متعلق جن کا نام وحی رکھتے ہیں فرماتے ہیں کہ مجھے ان پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ قرآن پاک اور تورات وانجیل پر الخ

(۴) "اس میں ہے کہ خواب ہی میں میں نے یقین کیا کہ خدا ہوں"۔

جواب محض غلط ہے کوئی لفظ ایسا نہیں جس کا ترجمہ ہو کہ خواب ہی میں میں نے یقین کیا ایسا ہوتا تو لفظ فیہ کا اضافہ کرتے۔

(۵) "اس سے خدائی کا اظہار مقصود نہیں بلکہ کشف کا اظہار ہے"۔

جواب یہ شاید مختار مدعا علیہ کو کشف سے معلوم ہوا ہوگا۔ ورنہ وہ تو فرما رہے ہیں کہ میں یقین کئے ہوئے ہوں کہ خود خدا ہوں تیقنت انی ہو" الفاظ کا زور اور ٹھاٹھ تو ملاحظہ فرمائیں۔

(۶) "جو خواب میں دیکھا جائے اسے حقیقت پر محمول کیا جانا ضروری نہیں"۔

جواب مگر ممکن تو ہے اور جب وہ خود اسے حقیقت سمجھ رہے ہیں کہ میں نے یقین کر لیا ہے کہ خود خدا ہوں پھر کوئی کیا کرے۔ وہ تو خود اپنے ناطق فیصلہ سے تمام تاویلات کا بیڑا غرق کر گئے۔ ہاں اگر دوسرے کفریات اس کے مؤید نہ ہوتے تو ممکن تھا کہ ہم بھی ان تاویلات کو بادلِ ناخواستہ منظور کرتے یا کوئی اور محمل تلاش کرتے مگر کفر آشکارا ہونے کے بعد تاویل کا امکان ہی نہ رہا۔

(۷) (نظائر پیش کردہ کی اصلی تصویر)۔

www.KitaboSunnat.com

نوٹ :-

یہ تقریباً تمام وہ حوالے ہیں جو مسل پر نہیں آئے ۔ اور باوجود اکثر ثبوت طلب اور قابل جرح ہونے کے شہادت میں بجا کر خلاف قانون نظائر کی آڑ لے کر پیش کئے گئے ہیں ۔ حالانکہ نظیر وہ ہو سکتی ہے کہ فریقین نیز عدالت کو اس کا قابل اعتبار ہونا مسلّم ہو ۔ ہاں اُس کے منطبق و غیر منطبق ناطق و صامت ہونے میں کوئی کلام کیا جا سکے ۔

اگر جو بھی بنائی جائے دراصل یہ ایک جدید شہادت ہے مگر جب کہ یہ ریکارڈ نہیں ہے اگر عدالت اس کی پابند نہیں نہ عدالت کے لائق التفات ایسی غیر ذمہ دار چیزیں ہو سکتی ہیں) تو اس کا جواب بھی تبرعاً پیش ہے ۔

(۱) حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب میں گیارہ ستارے اور چاند و سورج کو اپنا سجدہ کرتے دیکھنا الخ نتیجہ یہ نکالا (تو کیا درحقیقت خدائی کا دعویٰ کر دیا) اور اس میں یہ مقدمہ لگا دیا کہ سورج و چاند صرف خدا ہی کو سجدہ کرتے ہیں " سبحان اللہ اتنی دور خواب تک پہنچے اور فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا اور فرشتے خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ نہیں کر سکتے ۔ لہذا (عیاذاً باللہ) آپ کے نزدیک وہ خدا ہو جائیں گے ۔ نیز بعد کے واقعہ کو کیوں نہ لیا کہ ان کے گیارہ بھائیوں اور ماں باپ نے سجدہ کیا ۔ یہ خواب اس واقعہ سے بالکل بے ربط و غیر متعلق ہے نہ اس میں انہوں نے اپنے آپ کو خدا دیکھا نہ خدائی کا یقین کیا نہ زمین و آسمان تیار کئے نہ آسمان دنیا پر ستارے چمکائے ۔ ہاں چاند سورج ستاروں کو اپنے سامنے جھکتا اور اپنے آپ کو اُن کا قبلہ ضرور دیکھا چنانچہ اس کے بعد ان کے یازدہ بھائیوں اور ہر دو والدین نے اللہ کے حکم سے انہیں قبلہ بنا کر خدا کا سجدہ شکر ادا کیا جیسے ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی وساطت سے اشیاء غیر معلومہ کا علم حاصل کر کے خدا کے حکم سے حضرت آدم کو قبلہ بنا کر خدا کا سجدہ شکر ادا کیا تھا ۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ملائکہ یا سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے صاحبزادے عیاذاً باللہ غیر اللہ کو سجدہ کر کے مشرک ہو گئے حالانکہ یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام و شرک ہے ۔ سجدہ صرف خالق کو ہو سکتا ہے جیسا کہ قرآن و احادیث میں مصرح ہے ۔

یہ ایسا ہی ہے کہ کعبہ کو کوئی سجدہ کی وجہ سے مسجود سمجھے ۔ حالانکہ کعبہ کی طرف خدا کو سجدہ ہوتا ہے رہی یہ بات کہ پتھر اور کسی کی طرف کیوں سجدہ نہیں کرتے اس کا جواب یہ ہے کہ قبلہ کی نامزدگی اپنی رائے پر نہیں بلکہ خدا کے انتخاب پر ہے ۔

یہ مذکورہ بالا تفسیر اپنی رائے سے نہیں بلکہ اکابر دین صحابہ و تابعین و علماء راسخین سے ماخوذ ہے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کنگن پہننے کا خواب آپ نے اسے اسی وقت برا سمجھا اور پھونک کر اڑا دیا ملاحظہ ہو اصل حدیث ۔

بخلاف مرزا صاحب کے کہ اس پر ڈٹے رہے اور "نیفنت انی ہو" سے اپنی خدائی کے یقین ہونے کا نقارہ بجاتے رہے ۔ مختار مدعا علیہ اور مرزائیوں کے اپنے جذبات کے لحاظ سے بلکہ ہم غلامان سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لحاظ کرتے ہوئے شرم چاہیئے تھا کہ مرزا صاحب کا مقابلہ اور ان کی مثال سید الاولین والآخرین کو پیش حدیث کرے جن کی نظیر نہ مخلوقات عالم میں ہوئی نہ ہو سکے نہ قدرت نے دوسرا بنایا نہ بنائے خدا اپنی خدائی میں یکتا و بے مثل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم محبوب خدائی ہیں بے مثل و بے نظیر کہاں مرزا صاحب اور کہاں محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم ۔

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا
ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اس سے یقیناً مسلمانوں کے جذبات سخت مجروح ہوئے ہیں ۔ ابوالوفاء

(۳) حوالہ ارشاد رحمانی ۔

(۱) جدید ثبوت طلب غیر مسلم حوالہ ہے ۔

(۲) حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے حالات زندگی بعد میں مرتب کی گئی ۔

(۳) آپ کو معلوم نہیں ان کے مریدوں سے پوچھئے کہ اس کتاب کے متعلق ان کی کیا رائے ہے ۔

(۴) مولانا محمد علی صاحب کو دیوبندیوں کا مسلم مقتدا ہونا جو تحریر فرمایا اس کا کیا ثبوت ابھی انہیں انتقال ہوئے کے دن ہوئے ۔ وہ تو دیوبندی بھی نہیں ۔ جرح میں بلا کسی گواہ یا فریق سے منوائے مسلم کر کے کسی کو عدالت میں پیش کرنا خلاف قانون ہے ۔

تبرعاً جواب

یہ استدلال صوفیاء کی اصطلاح سے نادر واقفیت پر مبنی نہیں ۔ صوفیاء کے وہاں جب لفظ مادر کا بولتے ہیں اس سے خاک مراد لیتے ہیں اور جب پدر کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے روح ۔ کیونکہ خاک سفلی ہے اور روح علوی ۔ جفت ہونے سے مراد اپنے آپ کو خاک میں مٹانا تاکہ پوشیدہ جوہر نمودار ہو جائیں جس طرح فرمایا گیا ہے

www.KitaboSunnat.com

در بہاراں کے شود سرسبز سنگ
خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

؏ دانہ جب خاک میں مل لے تو شگفتہ نکلے۔

یہ محل تفصیل نہیں ورنہ عرض کرتا تفصیل کے لیے ملاحظہ ہوں کتب صوفیائے کرام واصطلاحات التصوف التعرف وغیرہ۔ یہاں کے لائق مختار مدعا علیہ کی پیش کردہ ارشاد رحمانی کے حوالے کا ایک فقرہ جو اسی جگہ وہ غلطی سے نقل کر لیا گیا ورنہ عادت، تو قطع و برید کی پیش کرتا ہوں۔

صوفیائے لکھا ہے کہ تا از مادر خود جفت نشود و برادر خود نکشد کامل نشود الخ

اس قسم کی صوفیہ کے ہاں سینکڑوں اصطلاحات ہیں مثلاً در زی۔ خمر۔ بادہ۔ صنم۔ بتکدہ۔ میخانہ۔ قتل حبیس وغیرہ باقی اس سے بھی مرزا صاحب کا جواب جس میں اپنی خدائی کا یقین کیے بیٹھے ہیں۔ حل نہ ہوا۔ یہ صوفیہ کی مثالیں آپ فضول لے رہے ہیں۔ مرزا صاحب تو اس کے ساتھ فرماتے ہیں۔

"ہماری مراد اس واقعہ سے یہ نہیں جیساکہ وحدۃ الوجود کی کتب (یعنی تصوف) میں لی جاتی ہے۔ الخ آئینہ کمالات صفحہ ۵۶۵

انہوں نے تصوف کی تمام مثالیں غیر متعلق قرار دیں اور آپ پیش فرما رہے ہیں۔

توجیہ القول بما لا یرضیٰ بہ قائلہ

(۴) رأیت ربی فی صورۃ شاب امرد۔ الخ یواقیت ج ۲ صفحہ ۱۹۳ (مختار مدعا علیہ)

اس کو علامہ ابن جوزی جیسے جلیل القدر محدثین اور امام جرح و تعدیل موضوع یا ضعیف بتاتے ہیں۔ جس سے عقائد میں اسناد درست نہیں۔ باوجود اس کے یہ کبھی نہ دیکھا۔ کہ خود خدا ہوں۔ اور یہ کبھی نہ فرمایا۔ کہ میں نے اپنے خدا ہونے کا یقین کر لیا۔ باقی پھر اس کا مطلب کیا ہے۔ تو جہاں سے یہ حدیث نقل کی ہے وہیں یواقیت والجواہر میں لکھا ہے ملاحظہ فرمالیں تمام غیر متعلق امور یہاں مفصل ذکر نہیں ہو سکتے۔

(۵) حضرت اقدس عبد الکریم جیلی قدس سرہ العزیز کی انسان کامل کا حوالہ۔

چونکہ مقربان بارگاہ الٰہی بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس اور ان کی عظمت و جلال کے صحیح معنی میں محافظ ہوتے ہیں اس لیے اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کو ان کے دامن میں بھی پناہ نہیں مل سکتی اس حوالہ میں ترجمہ بھی غلط کیا ترجمہ میں درمیان سے ایک سطر مغالطہ دینے کے واسطے حذف کر دی پیچھے سے بھی قطع و برید کیا پھر بھی یہ ان کی کرامت ہے کہ کچھ پلے نہ پڑا۔

آخر نتیجہ یہ نکالا ہے کہ یہ کشف مرزا صاحب کے اس کشف سے یعنی کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کر چکا ہوں کہ میں وہی خدا ہوں) جس پر مختار مدعیہ نے یہ اعتراض کیا ہے بالکل ہی مطابق ہے میں عدالت کی توجہ عالیہ خصوصیت سے اس کی طرف مبذول کراتا ہوں کہ مرزا صاحب کا یہ کشف اور عبد الکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبارت کا ترجمہ وہی سہی جو مختار مدعا علیہ نے پیش کیا ہے مقابلہ فرمائیں اور پھر "بالکل ہی مطابق ہے"
جیسے معاذ اللہ کی داد دیں مرزا صاحب نے خدا ہونا دیکھا اور یقین بھی کر چکے زمین و آسمان بھی خود بنائے اور ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح کا نعرہ مستانہ بھی لگایا وغیرہ وغیرہ۔

اور برخلاف اس کے یہاں اس بزرگ کا عجز و انکسار ملاحظہ ہو خصوصی فقرات از ترجمہ مختار مدعا علیہ۔

(۱) جب مجھ پر یہ تجلی ہوئی تو میں نے گھنٹی کی آواز سنی۔
(۲) میں ایک بلند درخت میں لٹکے ہوئے چیتھڑے کی طرح ہوگیا۔
(۳) میں ظاہر میں سوائے جھکڑوں اور گرجوں کے اور کوئی چیز نہ دیکھتا تھا۔
(۴) اور بادل انوار برسا رہا تھا اور سمندر آگ میں موجیں مار رہا تھا۔
(۵) اور آسمان و زمین ایک دوسرے میں داخل ہو کر مل گئے۔
(۶) اور میں سخت اندھیروں میں ہوگیا۔
(۷) یہاں تک کہ حضرت عزت و جلال کے خیمے مجھ پر لگائے گئے۔

اس جگہ درمیان سے ایک شعر کا ترجمہ جس سے پردہ فاش ہوتا تھا اڑا کے لکھا۔

(۸) پس اس وقت اشیاء صاف ہوئیں اور بادل جو وہاں ساتھا صاف ہوگیا۔
(۹) آواز دی گئی کہ اے آسمان و زمین الخ۔

ملاحظہ ہو اس میں کسی جگہ خدا ہونا اور یقین کیا دیکھنا یا خدائی کا دعوی کیا یا خود زمین و آسمان پیدا کئے یہاں تو اپنے آپ چیتھڑے کی طرح فرما رہے ہیں اور بجائے قول مرزا صاحب "میں نے زمین و آسمان پیدا کئے" بیچارے فرما رہے ہیں "پس اس وقت اشیاء پیدا ہوئیں اور بادل جو وہاں ساتھ صاف ہوگیا" آواز دی گئی اے آسمان اور زمین "اس جماعت کی خذلان کا راز یہی ہے کہ بزرگان دین اور پاکان خدا پر زبان درازی اور بہتان طرازی سے باز نہیں آتی۔ ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں کند

ترجمہ کی ایک فاش غلطی

اصل الفاظ:- فلم تزل القدرۃ تخترع لی ما ھو الاقوی فالاقوی و تخترق لی ما ھو الاھوی فالاھوی

ترجمہ:- مرزائیان "پس قدرت نے میرے لئے اقوی سے اقوی چیز بنائی اور محبوب سے محبوب چیزوں کو بیان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی۔

صحیح ترجمہ: بس ذرہ ذرہ سے انوکھے معاملات ظاہر ہونے لگے اور میری خاطر محبوب سے حجاب پردے اٹھائے گئے۔ دونوں کا فرق ملاحظہ ہو۔

کیونکہ باری تعالیٰ نے باوجود کمال ظاہر ہونے کے ہزاروں جلال و جمال کے انوار و تجلیات کے اپنے پر پردے ڈال رکھے ہیں۔

بے حجابی یہ کہ ہر ذرہ میں جلوہ آشکار
اس پہ گھونگھٹ یہ کہ صورت آج تک دیکھی نہیں

دوسرا غلط ترجمہ

اصل عبارت۔ " الی ان ضرب الجلال علی سرادق الفعال "

ترجمہ مدعا علیہ: " یہاں تک کہ حضرت عزت جلال کے خیمے مجھ پر لگائے گئے۔

صحیح ترجمہ: " یہاں تک اللہ کے جلال نے بزرگی کے خیمے مجھ پر نصب کر دیئے " کہاں اللہ کے خیمے اور کہاں بزرگی کے خیمے۔ اس کے بعد کی عبارت کا ترجمہ دیدہ و دانستہ چھوڑا " ففتق فی النظر الاعلی رتق الید الیمنی " اوپر نظر کرنے سے ایک داہنا ہاتھ نمودار ہوا بس اس ذات جیسی پیدا کی گئیں اگر اس فقرہ کا ترجمہ نقل کر دیتے تو سارا راز فاش ہو جاتا کہ خالق کا اوپر سے یدِ قدرت تھا جس کو یہ بھی کہا جاتا ہے کلتا یدی الرحمٰن یمینی۔ مختار مدعا علیہ نے اپنی طرح ہر ایک کو صوفیاء کرام کی عبارت سے ناواقف سمجھا ہے جب تک صوفیاء کرام کی عظمت کما حقہ دل میں نہ ہو ان کی عبارت کا مطلب کسی پر منکشف ہی نہیں ہو سکتا

مرزا صاحب تو کہہ رہے ہیں کہ ہماری مراد صوفیہ کی کتب والی نہیں اور اب یہ نظائر پیش کرتے ہیں۔ سبحان اللہ۔

(۹) اس کے بعد ایک نیا حوالہ سوانح احمدی سے جو سید احمد صاحب بریلوی کی تاریخ ہے اور جسے مولانا اسماعیل صاحب شہید دہلوی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جس میں مندرجہ ذیل خیانتیں کیں۔

(۱) " دیوبندیوں کے مقتداء جناب مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ "

(جواب)

(الف) حالانکہ کسی دیوبندی کے سلسلہ اساتذہ و تلامذہ میں ان کا وجود تک نہیں البتہ ان کے والد بزرگوار وغیرہ مثلاً شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبد العزیز صاحب وغیرہ ضرور ہیں۔

(ب) جب تک شہادت بین مسلم یا مقتدا ہونا نہ ملا لیں تو پھر یوں کہنا قانوناً درست نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج) معلوم ہے کہ دینی مسئلہ علماء کے ایک عالم میں قرآن وحدیث آثار صحابہ اقوال ائمہ کے مقابل ان کا قول حجت نہیں۔

(۲) اس مسئلہ کے نقل کرنے میں اول و آخیر کی عبارت قطع کر دی جس سے اصل مسئلہ پر روشنی پڑتی تھی اور موضوع بحث کا پتہ چلتا ہے۔

(۳) یہ مسئلہ وحدۃ الوجود اور فنا بقاء مسلم مگر ایک غیر ذمہ دارانہ تاریخی رسالہ کا حوالہ اس شدومد سے کفر و ارتداد اور ایمانیات و عقائد کے سلسلہ میں پیش کر دیا جس سلسلہ میں مختار مدعا علیہ و گواہان تسلیم کریں قطعیات کا اعتبار ہو احادیث احاد تک معتبر نہیں۔

(۴) سوانح احمدی کے اثبات کے سلسلہ میں مختار مدعا علیہ کو علماء کی رائے کا پتہ نہیں ورنہ اس کا ذکر نہ کرتا ملاحظہ ہو النقد الجدید علی تصانیف الشیعہ مصنفہ مولانا حافظ عبدالشکور صاحب مرزا پوری۔

اصل جواب

اور اگر مختار مدعا علیہ کی خاطر یہ حوالہ بالکل قطعی فرض کر لیں تو بھی اس کا مدعا اس سے حل نہیں ہو سکتا یہاں پر حضرت مولانا شہیدؒ مقام فنا و بقاء مقام محبت۔ اور وحدۃ الوجود کا وہ انتہائی درجہ بیان فرما رہے ہیں کہ جہاں در سیر الی اللہ متناہی ختم ہو کر سیر فی اللہ غیر متناہی ابدالآباد تک کے لیے شروع ہو جاتی ہے اور انسان اس وحدت محبت کے بے کیف دریا ناپیدا کنار میں غوطہ مارنے لگتا ہے اور پھر انا الحق سبحانی ما اعظم شانی لیس فی جبتی سوی اللہ وغیرہ کے نعرہ مستانہ لگائے جاتے ہیں اور ؎ من نمی گویم انا الحق یار می گوید بگو زبان پر ہوتا ہے۔ اس وقت نہ انہیں اپنا ہوش ہوتا ہے نہ دنیا و مافیہا کا نہ جنت کا شوق نہ دوزخ کا کھٹکا۔ نہ نماز کا پتہ نہ روزے کی اطلاع بس انا اللہ الحق بلکہ آخر میں انا بھی ختم ہو جاتا ہے اور حق ہی حق رہ جاتا ہے ؎

ع خود زدی بانگ انا الحق خود سر دار آمدی۔

اس کی تفصیل کے واسطے التعرف الشہود فی وحدۃ الوجود وغیرہ متقدمین کے رسائل ملاحظہ فرمائیں یہ ذوقی چیزیں ہیں پلیٹ فارموں پر کہنے سننے کی نہیں ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست

یہ ذوقی امور ہیں نہ ان کا کوئی نصاب ہے نہ کسی سعی کا نتیجہ یہ صرف مولےٰ کی دین اور ان کی انتخاب کا نتیجہ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عشق پر زور نہیں ہے یہ وہ آتش غالب
کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے

آج بھی جن پر نظر ہو جاتی ہے۔ یہی ہوتا ہے کہ انہیں سوائے اس کے اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔

کچھ نہیں دیکھا ہے جب سے تو نظر آیا مجھے
جس طرف دیکھا مقام ہو نظر آیا مجھے

یہ عدالت ہے اور عدالتی مسل ہے یاران طریقت اور اہل ذوق کی محفل ہوتی تو مقام فناء و بقاء پر کیف اور طرب انگیز نظارے پیش کئے جاتے یہاں تو یہی کہہ سکتے ہیں یاں دل کو کون عتاب مول لے۔

بھری بزم میں راز کی بات کہدی
بڑا بے ادب ہوں سزا چاہتا ہوں

عبارت پیش کردہ سے اس امر کے شواہد کہ مقام فناء و بقاء یعنی وحدت الوجود اور صوفیاء کرام کے انا الحق وغیرہ کا یہاں فلسفہ بیان ہو رہا ہے۔

فقرات ذیل ملاحظہ ہوں۔

(۱) خلعت مکالمہ اور سرور حاصل ہوتا ہے۔

(۲) اور اس کی وحشت انس سے بدل جاتی ہے۔

(۳) مقام فناء و بقاء کے پردہ انفار سے ظاہر ہو جاتے ہیں۔

(۴) "اس وقت دریائے وحدت میں ڈوب کر اس کی عجب حالت ہو جاتی ہے"۔

(۵) "وہ اور کلمہ انا الحق اور لیس فی جبتی سوی اللہ کہنے لگتا ہے"۔

اس کے بعد اس مسئلہ کو قرآن و احادیث اور فلسفہ سے ثابت کر کے فرماتے ہیں۔

(۶) مگر یہ بات بہت باریک اور مسئلہ نہایت نازک ہے اس کے پیچھے پڑنا نہیں چاہیئے الخ

مگر یہاں مدعا علیہ کے واسطے یہ کسی طرح مفید نہیں بلکہ محض بے سود ہے کیونکہ یہاں وحدت الوجود کا ذکر ہے اور مرزا صاحب اپنے دعوئی خدائی کے ساتھ ایسی کشف میں فرما دیا کہ ہمارا اس مراد اس واقعہ سے یہ نہیں جیسا کہ وحدت الوجود کی کتب میں مراد لیجاتی ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۵۶)

ایسی غیر متعلق مثالوں سے جسے مرزا صاحب خود تسلیم نہیں کرتے بلا وجہ مختار مدعا علیہ نے اپنا اور عدالت کا وقت رائگاں کر کے مقدمہ کو طول دیا تا کہ دنیا کے سامنے یہ کہہ سکے اتنے صفحات کی بحث پیش کی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) اسی مذکورہ بالا اصول پر تذکرۃ الاولیا سے جو حوالہ وحدت الوجود کے سلسلہ کا نقل کیا ہے ہر گز چسپاں نہیں ملاحظہ ہو۔ "جو شخص حق میں محو ہو جاتا ہے وہ حقیقت میں سراپا حق ہی ہو جاتا ہے اور اگر وہ آدمی خود نہ رہے اور سب حق ہی دیکھے تو عجب نہیں ہوتا"

(نوٹ)

یہاں یہ عبارت کاٹ کر لی تاکہ اصل مسئلہ منکشف نہ ہو نیز اس کتاب کی نسبت حضرت سید الطائفہ شیخ فرید الدین عطارؒ کی طرف تو ضرور ہے مگر صوفیائے کرام کے نزدیک اس میں دشمنان صوفیہ نے کمی زیادتی بھی کر ڈالی ہے اور بلا کسی خارجی شہادت کے بکلم قابل اعتماد نہ رہی اسی لیے تو مدعا علیہ کی طرف سے شہادت میں پیش نہ کی گئی۔

(۸) خزائن الاسرار کا بیا حوالہ جس میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عین اللہ تھے الخ

یہ ایک فصوص الحکم کی نہایت غیر معتبر شرح ہے جس سے یہ حوالہ نقل کیا گیا ہے۔ اس کے غیر مسلم ہونے کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا۔ کہ قرآن پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عبداللہ اور رسول بتلائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخر وقت نزع کے عالم میں تمام صحابہؓ کو وصیت فرمائیں کہ دیکھو مجھے حد سے نہ بڑھانا اللہ یا اس کا بیٹا نہ سمجھنا انما انا عبدہ ورسولہ اذان ونماز میں رسول اللہ اور عبدہ رسولہ لازم کیا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود سلامتی ہوش وحواس عین اللہ بتائیں اور نا سمجھی سے اسے قرآن سے ثابت کریں اور مسلم ماننے پر یہ وہی وحدت الوجود ہے جو مرزا صاحب کو مسلم نہیں کیونکہ محی الدین ابن عربیؒ فرقہ وجودیہ کے موجد ہیں اور تمام ان کے شراح وحدۃ الوجودی ہیں اس کے بعد حکمت اس خواب کی مدعا علیہ کی طرف سے پیش کی گئی ہے کہ اس مقدمہ میں جو اسلام وکفر کا مسئلہ درپیش ہے صرف اس کا جواب دینے کے لیے پڑا تھا تاکہ معلوم ہو جائے کہ مرزا صاحب صراط مستقیم پر ہیں اور علامہ عبدالغنی نابلسی کی کتاب تعطیر الانام صبح ج ۱ سے ایک تعبیر نقل کی ہے

من رای کانہ صار الحق سبحانہ وتعالیٰ اھتدی الی صراط مستقیم۔

جواب یہ ہے کہ

(۱) اولاً یہ ایک کشف ہے محض خواب نہیں مرزا صاحب خود فرماتے ہیں "میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ (کتاب البریہ)

اور یہ کشف کا تعبیر نامہ نہیں بلکہ خواب کا ہے۔

(۲) کشف کی تعبیر صوفیائے کرام دیا کرتے ہیں چنانچہ وہ اسے محض شیطانی خواب اور گمراہی بتاتے ہیں جس پر یقین کرنے سے ان کے نزدیک کفر سے بھی بدتر ہوگا ملاحظہ ہو آپ کی مسلم کتاب یواقیت اور مسلم بزرگ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ عبدالوہاب شعرانی کی یواقیت ج ۱ ص ۱۲ اعلم ان الی الطال ذالک جس کا خلاصہ یہ کہ رویت باری تعالےٰ خواب میں بھی دنیا کے اندر سوائے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو نہیں ہو سکتی کیونکہ خواب میں بھی کسی صورت درمثال پر ہو گی اور وہ بے مثال و بے نظیر ہے کیونکہ وہ رب العالمین ہے فرماتا ہے لا تضربو اللہ لامثال۔ لیس کمثلہ شئی۔ ولم یکن لہ کفواً احد آخری فیصلہ یہ کہ جو خدا کو یوں دیکھے اور خیال کرے کہ وہ اللہ ہے فذالک من ارادۃ الشیطان واغوائہ وتضلیلہ وھو شبہ یعتقدہ کذالک فی الیقظہ۔ یعنی یا تو یہ شیطانی وسوسہ اس کے بہکانے اور گمراہ کرنے کے واسطے ہے یا درحقیقت وہ خدا کے جسم وصورت کا معتقد ہے جسے دہ یوں دیکھ رہا ہے ملاحظہ ہو۔

صوفیاء کرام اسے شیطانی شرکت قرار دیتے ہیں۔

اس جس کسی بزرگ کو ایسا کشف ہوا انہوں نے اسے شیطانی ہی قرار دیا ملاحظہ ہو گواہ مدعیہ کے مسلم حضرت علامہ امام عبدالوہاب شعرانی یواقیت ج ۲ ص ۲۸ مبحث ۲۲ قال الشیخ عبدالقادر۔۔۔ الی ۔۔۔ انتہی۔ خلاصہ یہ کہ سید الطائفہ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے عظیم الشان نور دیکھا جس نے آسمان کے کنارے بھر دئیے ہیں۔ اس سے ایک صورت نمودار ہوئی اور مجھے پکارا۔ اے عبدالقادر نار بک فرماتے ہیں میں نے کہا۔ ذلیل ہو اے لعین۔ پس وہ عظیم الشان نور یکدم اندھیرا بن گیا۔ اور وہ صورت دھواں بن کر وہ لعین مجھ سے کہنے لگا۔ کہ عبدالقادر چونکہ آپ کو اپنے رب کے احکام اور اپنے مرتبے کی سمجھ تھی۔ اس لئے بچ نکلے۔ میں نے اس قسم کا واقعہ ستر سے زائد اہل طریق صوفیاء کرام کو گمراہ کر چھوڑا۔ الخ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بے سر تا پا امور کو شیطانی وسوسہ قرار دیتے ہیں۔ نہ کہ قابل تعبیر خواب۔ مشکوٰۃ کتاب الرؤیاء

حدیث:۔ خواب قابل تعبیر کب ہے اور کب وسوسہ ہے۔ ملخص قرآن پاک میں بھی اس قسم کے خوابوں کا لقب اضغاث احلام پراگندہ غیر قابل تعبیر خواب ہے۔

(نوٹ) یہ بھی واضح رہے کہ عبدالغنی نابلسی کوئی فن تعبیر کے امام نہیں۔ ابن سیرین جو اس فن کے امام ہیں جنھوں نے یہ علم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا۔ انکی کتاب التعبیر کا دیباچہ ملاحظہ ہو اور یہ اس قسم کے خواب سب شیطانی وسوسہ ہیں جن پر یقین نہ کرنا چاہیئے نہ کسی سے بیان کرنا۔

نیز دافع البلاء الوصیت۔ کشتی نوح وغیرہ سے عقیدہ توحید نقل کرنا بالکل بے سود ہے۔ اس کے بعد اور اس کے ساتھ اور اس سے قبل تمام مشرکانہ عقائد واحوال موجود ہیں جن میں سے ایک سے بھی رجوع یہ منقول نہیں۔ البتہ اس امر (یعنی اس کا یقین کہ میں خدا ہوں) سے تو یہ صاف لفظوں میں غیر مشتبہ طور پر پیش کردو ہم یہ کفر واپس لے لیں گے رہیں ان سے کوئی ذاتی نزاع ہے نہیں۔ صرف باری تعالیٰ۔ اس کے حبیب پاک م

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولوالعزم انبیاء کرام ؑ صحابہ و اہل بیت عظام اور خاصان خدا رح نیز مذہب اسلام کی توہین و دشمنی کا باعث ہے۔
جب تک اس سے توبہ نہ کرلیں مرتد اور اسلام سے خارج ہیں۔

(۲)

جواب خالق ارض والسموات کا دعویٰ

اس جواب میں بھی حسب عادت عدالت مغالطہ کی ناکام سعی کی گئی ہے اور گو اس سے سابق جو مفصل جواب عرض کر چکا ہوں اس کے جواب کی ضرورت نہیں مگر چونکہ اس پر ۲ کا ہیڈنگ قائم کر کے مختار مدعا علیہ نے ایک لمبی بحث کی ہے۔ جس سے یہ چاہتا ہے کہ پہلی بحث ذہن سے نکل جائے اس لیے مختصراً جواب عرض ہے کہ وجہ تکفیر صرف خالق ارض وسماء کو علیحدہ کر کے اگر گواہ مدعیہ ۲ قرار دیتا تو شاید یہ لا یعنی تقریر کچھ باربط تو ضرور ہو جاتی یہاں تو دعویٰ خدائی کے مضبوط کرنے کے لیے ایک قرینہ بنایا ہے یعنی دعوے خدائی اور اس پر یقین کر کے خلق ارض وسماء کا دعویٰ اس خدائی دعویٰ کو اور پکا کر کے ایسا کفر ثابت کرتا ہے کہ جس کا جواب ہی ناممکن ہے اس کی تائید میں مختار مدعا علیہ ہی کی پیش کردہ عبارت ملاحظہ ہو۔

"اگر کوئی شخص خدائی کا دعوے اور اپنے آپ کو خالق جانے وہ اسلام سے مرتد ہو جاتا ہے ملاحظہ ہو کہ منشاء اعتراض اور وجہ ارتداد صرف خالق ہونا نہیں بلکہ خدائی کا دعوے اور اپنے کو خالق جاننا۔ مختار مدعا علیہ محض مغالطہ کے طور پر صرف خالق زمین و آسمان لے اڑا اور دور از کار عقل میں نہ آنے والی تاویلات کرلیں۔ (ابوالوفاء)

باقی یہ کہنا کہ اس کا ترجمہ خواب ہے جیسا کہ گواہ مدعیہ ۲ نے بھی کیا ہے محض لغو ہے کیونکہ وہ تو ترجمہ لغوی لکھوایا ہے مگر مراد تو ترجمہ ہوگا جو متکلم مرزا صاحب نے خود کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کشف میں دیکھا کتاب البریہ
نیز دیکھئے انتی ہو۔ خارج میں خدا ہونے کا یقین کر بیٹھے اعتراض تو یقین کرنے کے بعد پیدا ہوا ورنہ

اگر وہ اس خواب کو اضغاث احلام پراگندہ خواب اور اس کشف کو شیطانی وسوسہ قرار دیتے جیسا کہ حضرت سید الطائفہ شیخ عبد القادر جیلانی رح نے کیا تو پھر اعتراض بھی نہ تھا۔ آج اگر مختار مدعا علیہ یا مدعا علیہ اس کا اقرار کرے کہ یہ شیطانی وسوسہ تھا اس پر اعتراض نہ رہے گا۔ ہمیں کسی کو خواہ مخواہ کافر تو بنانا نہیں مگر جب کہ اسے وحی ربانی اور مثل قرآن کے منزہ اور قابل ایمان سمجھا جاتا ہے تو ہزار تاویل کریں اور مجلدات اس پر لکھ ڈالیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفر دار مدار مل نہیں سکتا ہے

سچ ہے حکیم کام نہ نکلے بناؤ سے
بیڑا کبھی نہ پار ہو کاغذ کی ناؤ سے

اس کے بعد مختار مدعا علیہ نے اس کا تفصیلی جواب دینے کے واسطے تین نمبر قائم کئے ہیں۔

(۱) کیا خواب میں آپ نے موجودہ زمین و آسمان بنانے کا ذکر کیا۔

(۲) اگر نئے آسمان و زمین بنانے کا ذکر ہے تو اس سے کیا مراد ہے۔

(۳) کیا آپ اپنے آپ کو موجودہ زمین و آسمان کا خالق سمجھتے ہیں یا اللہ تعالےٰ کو جوابات۔ پہلے کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو عین اللہ عین خدا مان لیا تو نئے آسمان و زمین بنائیں یا دو سروں کے پیدا کئے ہوئے یا ازل میں پہنچ کر ابتداءً پیدا کریں ایک ہی جیسا ہے کہ اپنی تصریح کے مطابق اولاً عین خدا بنتے ہیں۔ جس پر یقین کامل ہے پھر آسمان و زمین بنائے جاتے ہیں۔ پس اس کی ذات میں بھی شرک کیا اور افعال میں شرک اور نئے آسمان و زمین مانتے ہیں تو شرک دو بالا ہو جاتا ہے کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ خدا کے مقابل خود خدا بن گئے اور اس کے نظام اور زمین و آسمان اور آدمؑ کے مقابل اپنا نیا نظام نئی زمین کا بنا کر کھڑا کیا اور نیا آسمان نئی زمین بنا کے جو خدا نے فرمایا خود بھی بول اٹھے کہ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح پھر آدم کو سلالۃ طین سے بنایا۔ بنانے کی قدرت کی اپنے اندر محسوس کی۔

دوسرے نمبر میں یہ کہنا کہ اس سے مراد یہ ہے اور وہ ہے اور دوسری مرزا کی کتب کا حوالہ سب بے سود ہے کیونکہ انسان کا اصول ہے کہ جب گرفت میں آجاتا ہے تو تاویلیں کرتا پھرتا ہے کفار مکہ بھی بتوں کو خدا سمجھتے ہوئے عبادت کرتے تھے اور جب گرفت میں آجاتے تو کہتے کہ ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ ہم تو صرف انہیں خدا تک رسائی کا ذریعہ بناتے ہیں۔ عیسائی بھی دیکھو تثلیث کی التثلیث فی التوحید و بالعکس تینوں ایک میں تین ایک کی تاویل کرتے ہیں اور مطلب بناتے ہیں تو کیا وہ بھی موحد ہو جائیں گے۔ نیز عیسائی رب و ابن کی بھی تاویلات کرتے ہیں۔ باقی تو یہاں بنیاد اعتراض اولاً دعوےٰ خدائی اور اس کا یقین اور پھر زمین و آسمان اور آدم و انسان کو پیدا کرنا وہی الفاظ جو خدائے قدوس نے خلق کے بعد یا اسی وقت استعمال فرمائے استعمال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا اور عیاذاً باللہ خدا کے مدمقابل ہو کر اس کا منہ چڑھاتا ہے لہذا یہ تاویلیں محض بے کار ہیں جب تک یہ خدائی کے دعویٰ کا کشف جو بنائے اعتراض ہے۔ شیطانی نہ مانا جائے اور اس کی یقین سے مرزا صاحب کا رجوع اور غیر مشتبہ الفاظ میں مرنے سے قبل توبہ نہ دکھائی جائے بات بنانے کے واسطے تاویلیں تو اور کفر وارتداد کو مضبوط کریں گی۔ قرآن پاک پڑھئے۔

یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر الخ

باقی پطرس اور یسعیا کا حوالہ اولاً وہ کتابیں محض اور ناقابل اعتبار ہیں نیز قرآن سے منسوخ ہو چکیں ہر سال اس میں ترمیمات ہوتی رہتی ہیں اس کی اصلی ونقلی کیا پتہ۔ ہم پر قرآن وحدیث حجت ہے نہ یہ محرف توراۃ وانجیل۔ دوسرے یہ حوالہ بیان محض بے ربط ہے اعتراض تو یہ ہے کہ پہلے دعوئے خدائی کا اور اس کا یقین ہوا اور پھر زمین آسمان کی بناء۔ صرف زمین وآسمان کا ذکر کافی نہیں۔ اور محرف توراۃ وانجیل تو کیا شیطان لعین کی تاریخ میں بھی دعوئے خدائی کے بعد اس کا یقین اور زمین آسمان کا خلق نہ دکھا سکیں گے۔

فرعون نے بھی انا ربکم الا علی کہا مگر خلق زمین آسمان چاند وسورج کا دعوئے نہ کیا اور جب موسیٰ نے اپنے ایک مخالف خدا کا ان صفات سے تعارف کرایا تو لاجواب رہ گیا۔ مگر چودھویں صدی کے مدعیٰ نبوت اور اس کے متبعین پر حیرت ہے کہ اتنی بد بھی البطلان چیز پر جسے ہوئے کمال مضبوطی سے تاویلات رکیکہ کر رہے ہیں۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

ہاں اگر مرزا صاحب یہ نہ فرما دیتے کہ میں وحدۃ الوجود اور صوفیا کرام کی یہ اصطلاح پر نہیں کہہ رہا تو ہم "ہمہ اوست" پر حسن نیک نیتی سے محمول کر لیتے مگر انہوں نے تو کفر کے وہ مضبوط ستون قائم کئے ہیں کہ ساری عمر مرزائی کوشش کریں کفر دفع نہیں کر سکتے۔ باقی مثنوی صبح امید سے علامہ شبلی کے یہ اشعار سے

بحث مدعا علیہ۔

ان کے متعلق یہ ہے کہ یہ وہی قدیمی عادت ہے کہ جب قرآن اور حدیث نیز کسی معقول دلیل سے یا بزرگوں کے قول سے مرزا صاحب کا ثبوت نہیں ہوتا۔ تو انگریزی تعلیم یافتہ اڈیٹران اخبار۔ شعراء زمان کی آڑ بن جاتی ہے۔

میں عدالت پر یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ کشف والہام رویاء صالحہ وحی وغیرہ کا ذکر ہے وہ کشف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحی جس کے متعلق یہ ہے کہ

ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم
(درثمین)

یہ کسی شاعر کے شاعرانہ تخیل کی اُڑ کانی نہیں نیز علامہ شبلی کے کلام میں نئے آسمان و زمین کی پیدائش کا کوئی تذکرہ نہیں بلکہ اسی قدیم چرخ کی نئی اداؤں اور سیاروں کی نئی چمک اور فلک کے موسمی بہار نہ بدلنے کو مجازاً نئی صورت زمین و زبان پیش کر رہی ہے۔

آسمان فضار کے تکدر وصفائی اور تغیرات کو شعرار برابر زمین و آسمان کہا کرتے ہیں۔

نظامی فرماتے ہیں۔

زمستم ستوران دراں پہن دشت،
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت۔

کوکب:

بام پر چڑھ کے ابر کو دیکھا
ایک نیا آسمان نظر آیا

باقی اس کشف کے آخری الفاظ آئینہ کمالات صفحہ ۵۶۶ سے جو الفاظ نقل کرکے اس کی شرح بتانا چاہا ہے۔ وہ محض مغالطہ ہے۔ کیونکہ بنیاد اعتراض رایتنی فی المقام عین اللہ و تیقنت انی ھو ہے کہ اولاً دعویٰ خدائی اور اس کا یقین تام جب تک اس سے تائب نہ ہوں کوئی تاویل قبول نہیں (زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہیں)۔

باقی مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ دریں شاید مختار مدعیہ کا اس تشریح کو عمداً نظر انداز کر کے عدالت کو مغالطہ دینا اس کو ثقہ شاہد کی حیثیت سے بالکل گرا دیتا ہے، کہ اس کے فہم کا قصور ہے منشاء اعتراض ہی یہ نہیں بلکہ دعویٰ خدائی کا اور پھر زمین و آسمان پیدا کرنا۔ یہ تشریح دعویٰ خدائی اور اس کے یقین سے غیر متعلق ہے۔

رہ گئی ثقہ شاہد کی حیثیت اس کے واسطے میری بحث کا ہیڈنگ گواہان مدعا علیہ کا پوزیشن ملاحظہ فرمائیں۔ اور مولانا مرتضیٰ حسن صاحب کی بحث سے کا بلی خیانات تاکہ مدعا علیہ کے گواہوں کی حیثیت اور عدم ثقہ ہونا واضح ہو جائے۔

باقی تیسرے نمبر کے سلسلہ میں یہ ثابت کرنا کہ مرزا صاحب نے دوسری کتابوں میں خدا کو خالق ارض و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سمانا ہے محض بے کار ہے۔ کیونکہ ان بزرگوار کی عادت ہی دورخی باتوں کی ہے کیا حمامۃ البشریٰ میں مدعیٔ نبوت پر لعنت نہیں بھیجی اور دعویٰ نبوت کو کفر نہیں بتایا۔ اور جو لوگ مرزا صاحب کو نبی کہتے ہیں انہیں دجّال قرار نہیں دیا۔

پھر اس کے خلاف بھی سب کچھ کہا مثیل مسیح کا دعویٰ بھی ہے انکار بھی پوری تفصیل میری بحث سے ملاحظہ فرمائیں۔ اس کی ایک لسٹ درج ہے ان مغالطہ آمیز اور متعارض مخلوط باتوں سے ایماندار ہونا کجا مرزا صاحب کے معیار پر دجال ہونا لازم آئے گا۔ ملاحظہ ہو تبلیغ رسالت۔

اللہ تعالےٰ کو تیندوے سے تشبیہ

مختار مدعا علیہ کا یہ جواب سراسر مغالطہ ہے۔ تیندوے سے تشبیہ کا اعتراض نہیں نہ تمثیل سے اس کا کوئی علاقہ ہے۔ عقیدہ تثلیث کا ہیڈنگ ۲ ہے اور یہ ہیڈنگ در عقیدہ جسمیت ۳ کے تحت میں ہے محل اعتراض صرف ابتدائی حصہ ہے "اس وجود اعظم کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر ہیں عرض طول رکھتا ہے۔"

اور خصوصیت سے آخری فقرہ "عرض و طول رکھتا ہے" قابل غور ہے کیونکہ عرض و طول خدا کی شان کے سراسر خلاف اور خواص جسمیت سے ہے۔ اس کے متعلق مختار مدعا علیہ نے باوجود طول لاطائل بحث کرنے کے ایک حرف نہ کہا اور گویا اس الزام کو اپنے اس رویہ سے لاجواب تسلیم کر لیا۔ لہٰذا غیر متعلق امور کا جواب دینا ہمارا منصب نہیں نہ عدالت ہی اتنا وقت دے سکتی ہے ورنہ اس جواب کی ہر سطر اپنے اندر ایک انوکھا مغالطہ رکھتی ہے جو اہل فہم پر مخفی نہیں۔

ربنا عاج ۴

مختار مدعا علیہ نے اس کے جواب میں لاجواب ہو کر اپنی طرف سے منگھڑت استدلال گھڑ کر جواب کی لاحاصل سعی کی کہ "مختار مدعیہ نے اس الہام کے متعلق کہا ہے کہ اس سے شرک فی الصفات لازم آتا ہے۔ اور اس امر کے لیے ایک فارسی شعر پڑھ کر یہ ظاہر کیا ہے کہ لفظ بتوں کے لیے مستعمل ہوتا ہے اور یہ لفظ فارسی ہے الیٰ آخرہ۔ حالانکہ مختار مدعیہ کے بحث میں یہ دوسرے نمبر کے ہیڈنگ کے تحت میں بیان کیا گیا ہے جس کا عنوان شرک فی الاسم ۲ ہے۔

اور بحث یہ کی گئی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات و اسماء سب لاشریک ہیں اور ہونے چاہئیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا صاحب نے اپنی طرف سے خدا کا ایک یہ اسم تراشا ہے جو ناجائز اور شرک فی الاسم کے مرادف ہے۔ اور مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ اس کے معنیٰ اب تک معلوم نہیں ہوئے لغو حیلہ ہے کیونکہ توفی اور خلت وغیرہ کے معنے کے واسطے سینکڑوں لغات دیکھی جاتی تھیں اس کے واسطے ایک لغت بھی نہ دیکھی۔ عربی میں یہ لفظ ہاتھی دانت کے واسطے صرف حقیقۃً استعمال ہوا ہے اور اگر عربی کی توفیق نہ ہوئی تھی تو بوستاں کا شعر ؎

بتے دیدم از عاج در سومنات
مرصع چو در جاہلیت منات

پڑھ لیا ہوتا یہاں بھی اسی عربی ہاتھی دانت کے معنے میں مستعمل ہے الخ۔

نہ اس میں اس لفظ کو فارسی بتایا ہے نہ شرک فی الصفات ثابت کیا ہے۔ ہمارا مدعا تو بہر طور حاصل ہے یہ لفظ فارسی بنائیے یا عربی مہمل ہو یا بامعنے مشتق ہو یا جامد اللہ تعالیٰ کی ذات پر بلا شارع علیہ السلام سے ثبوت کے بولنا جائز نہیں کیونکہ باری تعالیٰ کے اسماء توقیفی ہیں۔ جب تک شرع میں اس کی استعمال کی تصریح نہ ہو ہرگز جائز نہیں۔ اور بالخصوص اسماء صفاتیہ میں تو کسی کا اختلاف نہیں۔ اور یہ مسئلہ کہ اسماء باری تعالیٰ توقیفی ہیں کوئی فروعی مسئلہ نہیں بلکہ اعتقادی مسئلہ ہے ملاحظہ ہو گواہان مدعا علیہ کے مسلم بزرگ درباب اسماء توقیفی ہیں امام عبدالوہاب شعرانی کا ارشاد " المبحث الخامس عشر فی وجوب اعتقاد ان اسماء اللہ تعالیٰ توقیفیۃ فلا یجوز لنا ان نطلق علی اللہ تعالیٰ اسمًا الا ان ورد فی الشرع۔

(الیواقیت والجواہر صہ ۳۱)

یعنی پندرھویں بحث اس بیان میں کہ اعتقاد اس امر کا کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفی ہیں اللہ تعالیٰ کی نسبت کوئی بھی اسم استعمال کرنا جائز نہیں جب تک وہ شرع میں ثابت نہ ہو۔ پھر سے مدلل بیان کیا ہے۔ اور اسی ضمن میں و للہ الاسماء الحسنیٰ کی یہ تفسیر کی ہے۔ کہ "یعنی الواردۃ فی الکتاب والسنۃ" یعنی خدا تعالیٰ کو انہیں اسماء حسنیٰ سے پکارو جو کتاب وسنۃ میں آئے ہیں۔

لہٰذا شرک فی الاسم بدستور باقی رہا اور یہ استدلال بھی لاجواب ہی رہا اس کے بعد مختار مدعا علیہ نے اس کے عربی سے ماخذ نکال کر جاہا ہے مگر اولاً تو یہ گذارش ہے کہ مرزا صاحب تو لکھتے ہیں کہ معنی معلوم نہ ہوئے اور گواہ اس میں معنیٰ ڈال رہے ہیں۔ دوسرا یہ کہ آپ کے پیش کردہ معنی جب درست ہوں گے کہ یہ بالتشدید ہو۔ عاجٌ یا عاجٍ داعٍ کی طرح ہو حالانکہ اس کی کوئی تصریح نہیں۔ بلکہ ظاہر عاج ہے جو جامد بمعنی ہاتھی دانت ہے اور کوئی بھی معنی کیجئے اس کا اطلاق بلا اذن شرع درست ہی نہیں اور شرک فی الاسم کا اعتراض خصوصاً جب کہ اسے عربی مانیں۔ اور بھی اٹل ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵)

انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی

یہاں بھی نقل استدلال میں مغالطہ دیا ہے اس کا عنوان ادعائی یکتائیت ہے یہاں ہرگز یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ مرزا صاحب نے جیسے آپ کو توحید و تفرید میں شریک کیا یہاں تک یہ لاطائل جواب قابل توجیہ ہو یہاں تو صرف یہ ثابت کرانا ہے کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو بمنزلۃ اللہ کی توحید و تفرید کے قرار دیتے ہیں یعنی جس طرح اس کی توحید و تفرید یگانہ ہے مرزا صاحب بھی یکتا ہیں پھر صرف اس کو توہین نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ ہی اس کے موید اور قرائن ہیں مثلاً انت منی بمنزلۃ لایعلمہا الخلق اربعین ۳

تو مجھ سے ایسے مرتبے پر ہے کہ ساری مخلوق اسے نہیں جان سکتی۔ نیز مرزا صاحب کی اربعین ۳ کی تشریح جو لوگوں کی گرفت کے بعد گھڑی ہے اور بھی قباحت دوبالا ہو جاتی ہے کیونکہ خدا کی توحید و تفرید اس کی ذات سے غیر نہیں بلکہ عین ہے تو لازم آئے گا کہ مرزا صاحب عین ذات باری کی طرح ہو جائیں نیز بڑا سوال تو یہ ہے کہ اگر مخلوق کے واسطے یہ استعمال جائز تھا تو کسی اور نبی حتی کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ فرمایا۔

تینوں فقروں کو اربعین ۳ صہ ۲۵ جس حوالہ سے پیش کیا ہے ملاحظہ فرمائیں جو واضح قرینہ ہے۔

(۱) انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی۔ انت منی بمنزلۃ عرشی۔
انت منی بمنزلۃ لایعلمہا الخلق۔

اس سے صاف واضح ہے کہ اپنی نہ صرف یکتائی بلکہ وہ مرتبہ ثابت کر رہے ہیں جو مخلوقات کے علم سے بالاتر ہے یہ خدائی تک پہونچنے کا تیسرا زینہ ہے بتدریج دعویٰ کیا ہے جیسا کہ ان کی عادت دوسرے دعاوی میں ہے۔

باقی مرزا صاحب کی کتب میں توحید کے تذکرے بھی ہیں اور شرک کے بھی ان کی عادت ہی متضاد بیانی کی ہے جس کے نمونہ کے لیے بحث میں ایک لسٹ دے چکا ہوں نیز جو جرح میں مفصل مذکور ہیں۔

(۶)

انت اسمی الاعلیٰ

یہ الہام بھی اربعین ۳ صہ ۲۴ سے نقل کیا ہے مرزا صاحب نے خود ہی اس کا ترجمہ کیا ہے کہ "اور تو میرا سب سے بڑا نام ہے"۔ جس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ مرزا غلام احمد اللہ کا سب سے بڑا نام ہے یعنی اسم ذات اللہ سے بھی بڑا پس جو شخص اپنا نام خدا کے تمام ناموں حتی کہ اللہ سے بڑا سمجھے لا الہ الا اللہ پر کیا ایمان رکھ سکتا ہے؟۔

باقی یہاں اسم اعظم وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں جس کے لیے مختار مدعا علیہ نے تریاق القلوب کی تشریح پیش کر کے مغالطہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینے کی ناجائز سعی کی ہے ان مغالطوں سے جواب نہیں ہوتا اور نہ ایسے کوئی عقلمند جواب قرار دے سکتا ہے الحمد للہ کہ اب تک مختار مدعا علیہ نے ہمارے پیش کردہ پوائنٹ میں سے ایک کو بھی چھوا نہیں اور ان شآء اللّٰہ کبھی ان کا جواب دے سکتا ہے۔

(۷)

انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق

یہ فقرہ ادعاء یکتائیت سے انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی کی تائید میں ذکر کیا گیا ہے مستقل کوئی عنوان نہیں دیدہ و دانستہ ٹکڑے ٹکڑے کرکے مختار مدعا علیہ نے غیر مرتب جواب دینا شروع کیا ہے تاکہ اصل مدعا خبط ہو جائے اور یوں مغالطہ کی تکمیل ہو سکے۔ حالانکہ یہ ناممکن ہے خود مرزا صاحب کا ترجمہ آپ نے نقل کیا ہے کہ مجھ سے تو وہ مقام و مرتبہ رکھتا ہے جس کو دنیا نہیں جانتی" (اربعین)......... اور اس کے ساتھ یہ ترجمہ بھی ملا لیجیے کہ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید و تفرید" پھر یکتائی کے ادعا کے ثبوت میں کونسی کمی رہ جاتی ہے اور جو شخص اپنے آپ کو خدا کی توحید کی طرح سمجھتا ہو وہ بھی کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ پر ایمان دار شمار ہو تو پھر کافر کون ہوگا۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

(۸)

انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون

یہ ایک کھلا ہوا شرک تھا اور اس کے بعد ناممکن تھا کہ مرزا صاحب کا ایمان لا الٰہ الا اللہ پر ہو سکے اس لیے سب سادت اس کو رلانے اور اس میں دیدہ دانستہ مغالطہ ڈالنے کی ناکام کوشش مختار مدعا علیہ نے ختم کر لی مگر الحمد للہ جواب تو کیا ہونا نامرادی ہی رہی۔

مختار مدعیہ نے عدالت کے روبرو یہ الہام شرک فی الامر کے تحت میں پیش کیا ہے اور ہمارا اعتراض انما امرک ہے یعنی کسی کی امر کی سوائے اس کے کوئی شان ہو نا کہ جب بھی وہ کسی چیز کا ہونا چاہے اور کہے کہ "ہو پس وہ فی الفور ہو جائے" یہ اللہ تعالیٰ کی خاص خصوصیت ہے اس میں کوئی نبی ولی مرسل ملائکہ شریک نہیں کسی کو شریک ماننا شرک فی الامر والتکوین ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولہ الخلق والامر پیدا کرنا اور امر کا مالک ہونا صرف اس کی شان ہے۔ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون اور اس آیۃ اور اس کے ترجمہ و مطلب کا مختص ہونا ذات الٰہی کے ساتھ جواب بحث میں مختار مدعا علیہ کو بھی مسلم ہے وہ لکھتا ہے کہ کن فیکون کے کامل اختیارات کہ جس بات کا ارادہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے وہ فی الفور ہو جائے صرف خدا ہی کو حاصل ہے"۔ چنانچہ فرماتے ہیں (یعنی مرزا صاحب) حکم اس کا (یعنی خدا کا) اس سے زیادہ نہیں کہ جب کسی چیز کے ہونے کا ارادہ کرتا ہے اور کہتا ہے ہو پس ساتھ ہی ہو جاتی ہے پس وہ ذات پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر ایک چیز کی بادشاہی ہے" (جنگ مقدس ص۱۵) جب کہ اس آیت کا مضمون و ترجمہ باری تعالیٰ سے مختص رہا تو یہی مضمون کسی اور کے واسطے کیونکر استعمال ہو سکتا ہے۔

چنانچہ اسی اقرار کرانے کو یہ صرف خدا ہی کی شان ہے سب سے پہلے استفتاء سے یہ پیش کیا انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون ۔ استفتاء ص۸۶ یہی مع ترجمہ اس سے قبل حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۰۵ پر بھی ہے اس سے پہلے براہین احمدیہ وغیرہ میں بھی یہاں گواہ مدعا علیہ نیز مختار مدعا علیہ نے اسے شرک تو تسلیم کر لیا ہے صرف اپنی طرف سے یہ (ناجائز) تاویل کرتا ہے کہ اس سے مرزا صاحب مراد نہیں بلکہ خدا تعالیٰ مراد ہے اور ضمیر (ک) خطاب خدا تعالیٰ کی طرف ہے ملاحظہ ہوں الفاظ کہ "یہ خطاب اللہ تعالیٰ کو ہے اور یہ بالکل صحیح تھا چنانچہ وہاں الہامات کی وہی ترتیب ہے جو حقیقۃ الوحی ص۱۰۵ میں ہے۔ الیٰ قولہ تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس میں جو ضمائر خطاب ہیں وہ جناب الٰہی کے متعلق ہیں الخ" اس کا شرک اور مختص بجناب الٰہی ہونا ما بہ النزاع نہیں بلکہ اس کی شرح یہ کی جاتی ہے کہ اس سے مرزا صاحب مراد نہیں بلکہ اس ضمیر سے خود باری تعالیٰ مراد ہیں۔

مرزا صاحب کی براہین احمدیہ حصہ پنجم جس کو مرزا صاحب نے ان تمام قابل اعتراضات الہامات و نشانوں کی تشریح کے لیے لکھی ہے اس میں تشریح و تصریح فرماتے ہیں کہ اس الہام میں میں خود مراد ہوں اور یہ خدائے تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا ملاحظہ ہو براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸) اب جب مصنف نے خود اس الہام کی شرح کر لی اور اس کے ساتھ مختص کر لیا اور ضمیر خطاب سے اپنے آپ ہی مراد لے لیا۔

نیز گواہ سا مدعا علیہ نے بھی بجواب جرح ۲ مارچ ۳۳ء تسلیم کر لیا کہ "لیکن اس الہام میں مرزا صاحب کو خطاب ہے"۔

پس ثابت ہو گیا کہ وہ خصوصیت الٰہی جو صرف اسی کو زیبا ہے جس کی تعبیر۔ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون یا انما امرنا الخ ضمیر غائب یا متکلم سے خدا نے اپنی کامل اختیار کے اظہار کے لیے قرآن پاک میں اختیار فرمایا جسے گواہ اور مختار مدعا علیہ نے بھی استفتاء کے اندر ضمیر خطاب سے بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ مختص قرار دیا اور مرزا صاحب کو شرک سے بچانے کے لیے جھوٹی تاویل کی۔

مگر مرزا صاحب نے بتصریح اپنے واسطے ثابت کر کے ایسا اٹل اقراری شرک تسلیم کیا ہے جس کا جواب قیامت کی صبح تک مرزا صاحب یا کسی مرزائی سے ناممکن ہے۔ اس سے یہ امر بھی معلوم ہو گیا کہ ہمارا اعتراض اسی استفتاء یا حقیقۃ الوحی اور براہین یا جہاں بھی یہ الہام ہے اس پر ہی ہے براہین حصہ پنجم صفحہ ۱۰۸)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختار مدعا علیہ یا اس کے شاہد کی اڑ کھی طبع زاد تاویل کو باطل کرنے کے واسطے پیش کی ہے تاکہ توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ۔ اور مدعی سمت و گواہ چست کا نظارہ ہو جائے اور دنیا سمجھ لے کہ اس بحث کا ابتدائی حصہ کس قدر با معنی ہے۔

اولیاء اللہ پر صریح بہتان

باقی اولیاء اللہ اور مقربان باری تعالیٰ (ہمارا حشر ان کے ساتھ فرمائیں) کبھی کن کہیں اور وہ چیز باذن یا بحکم الٰہی ہو جائے یا کوئی نبی مردہ کو قم باذن اللہ کہے اور وہ زندہ ہو جائے وہ بطور کرامت یا اعجاز کے احیاناً ہی دائمی نہیں نہ یہ معنی ہیں کہ اب اس امر کے سوا اس کے کوئی معنی نہیں کہ جب ہی وہ کسی چیز کو چاہے ہو جائے اور کہے کہ ہو جا پس وہ فی الفور ہو جائے"

انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون

اور یہ کامل اختیار کہ اس کے امر کے سوا اس کے کوئی معنی نہ ہو خدا ہی کے لائق ہے کوئی اس میں اس کا شریک و سہیم نہیں بد قسمتی سے مختار مدعا علیہ کو بلکہ مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے بحث کے مندرجہ ذیل کوٹیشن (QUOTATION) ملاحظہ ہوں۔

(۱) کہ کن فیکون کے ایسے کامل اختیارات کہ جس بات کا ارادہ کرے وہ فی الفور ہو جائے صرف خدا ہی کو حاصل ہے۔ الخ (بحوالہ جنگ مقدس صفحہ ۱۰۵)

(۲) یاد رکھنا چاہیئے کہ جو تکوین کشتگان محبت الٰہی سے صادر ہوتی ہے اس میں اور خدا تعالیٰ کی تکوین میں فرق ہے جیسے انسان کا کن کہنا ہمیشہ نتیجہ پیدا نہیں کرتا جیسا کہ خدا تعالیٰ کا الخ"۔

(۳) "اور اذا اردت شیئاً سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ہر وقت مقربان بارگاہ الٰہی کو یہ مقام دیا جاتا ہے"۔

(۴) "پس اسی طرح کامل انسان کا کن دائمی طور پر نتیجہ نہیں کرتا بلکہ الخ"۔

اس کامل طور پر اور دائمی کے مقام حاصل ہونے کی تعبیر بتصریح مرزا صاحب اور مختار مدعا علیہ انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون ہے ملاحظہ ہو کونٹینشن (CONTANSHION) بحوالہ جنگ مقدس ملحق انما امرہ یا انما امرنا یا انما امرک کے اضافہ کے صرف کسی کے کن کہنے سے کسی چیز کا کبھی ہونا دائمی اختیار تکوین اور مقام تکوین حاصل کرنا نہیں کہلاتا بلکہ انما امرک اذا اردت شیئاً کے صرف انما لفظ ہوگا کہ تقول للشئی کن فیکون۔

خلاصہ یہ کہ اعتراض صرف ان الفاظ اور اس کامل اختیار پر ہے جو انما امرک اذا اردت شیئاً میں جو خدا کے ساتھ مختص ہے قال اللہ تعالیٰ انما امرہ الخ انما امرنا اذا اردنا شیئا ان نقول لہ کن فیکون (قرآن حکیم)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس مرزا صاحب کی عبارت والہام میں بعینہ وہ تعبیر ہے کہ انما امرك اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون (بحوالہ سبق)

مگر حضرت سید الطائفہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ (اللہ ہمیں ان کے طریقے پر چلائے) کی عبارت میں متفقہ قابل اعتراض دائمی اور کامل مقام تکوین پر دلالت کرنے والے خدا تعالےٰ کے ساتھ مخصوص منفرد فقرہ انما امرک اذا اردت شیئاً۔ کا کہیں پتہ و نشان نہیں۔ وہاں تو صرف بطور کرامت کبھی کسی کے لیے صرف تقول للشی کن فیکون ہے (ملاحظہ ہو فتوح الغیب مقالہ ۱۳)۔

اسی طرح حکم الاشراق مطبوعہ ایران کی ص ک کی جو طول لاطائل عبارت پڑھی اس میں کہیں بھی انما امرک اذا اردت شیئاً کا شائبہ تک نہیں اس میں صرف یہ لفظ ہے "پس وہ خدا کے نور کو نفس اشارہ کرتا ہے پس وہ چیز اشارہ سے موجود ہو جاتی ہے" کسی کے اشارہ سے مخصوص حال میں بطور کرامت کسی چیز کا ہو جانا اور چیز ہے اور یہ کامل اختیار دائمی ملنا کہ انما امرك اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون اور بات ہے ان مقدس مقربان الٰہی کی عبارت سے یہ مطلب سمجھنا مدعا علیہ کی قلت درایۃ کی کھلی نشانی ہے اور اولیاء اللہ کو بلا وجہ ہدف ملامت بنا کر اپنی عاقبت بگاڑنا ہے اور وعید من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب کا مصداق بن کر دنیا و آخرت کا دائمی خسران خریدنا ہے۔

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است

سخن شناس نئہ دلبرا خطا اینجاست

مگر ایسی جماعت سے کیا بعید ہے جو حضرت سید الطائفہ کو عیاذاً باللہ مرزا صاحب کے مقابل اس قدر ذلیل سمجھتے ہوں کہ۔

سرمۂ چشم بنائے تیری خاک پا کو

غوث اعظم شہ جیلان رسول قدنی (رسالہ مولانا محمد الیاس برنی فاروقی)

رسول قدنی کے وزن پر مرزا صاحب رسول قدنی ہیں اور ان کا یہ مرتبہ ہے۔ کہ حضرت غوث اعظم سیدنا عبدالقادر محی الدین جیلانی رض مرزا صاحب کے پیر کی خاک سرمہ کی طرح آنکھوں میں لگاتے ہیں۔ استغفر اللہ باقی رہا (رسالہ برنی) ہمارا عقیدہ تو بالفاظ آقائے کائنات صلعم یہ ہے کہ رب مغبر مدفوع ۔ بالابواب لو اقسم علی اللہ لابرہ ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعدی۔ خاک ساران جہاں را بحقارت منگر | تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد
در بہاراں کے شود سر سبز سنگ | خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ
مردان خدا خدا نباشند | لیکن ز خدا جدا نہ باشند

انبیاء کرام پر بہتان،

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور سرکار دو عالم صلعم کے کچھ معجزات بھی اسی مرزا صاحب کے شرک کی تائید میں نقل کئے ہیں۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ کہاں معجزات جو اپنے اختیاری نہیں بلکہ باذن اللہ ہوتے ہیں قال اللہ تعالیٰ ما کان ان یاتی بآیتہ الا باذن اللہ اور کہاں مالک امر و ارادہ کن فیکون ہونا۔ لیکن یہ صرف اسی کی دلیل ہے کہ جب بھی کوئی گندلے سے گندا عقیدہ یا الہام یا واقعہ مرزا صاحب کا پیش کیا جاتا ہے تو فوراً وہ کسی نبی اور خصوصیت سے مسلمانوں کی غیرت اور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبہ غلامی کو مجروح کرنے کے واسطے آقائی دو جہان ہمارے ماں باپ اُن پر قربان ہوں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُسے چسپان کرتے ہیں مگر باادب ہم یہ کہتے کہ مسلمان اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہرگز برداشت نہیں کر سکتے

جو جان چاہو تو جان لے لو جو مال مانگو تو مال دیں گے
مگر یہ ہم سے نہ ہو سکے گا نبی کا جاہ و جلال دیں گے

اور اگر احتیاط نہ ہوتی تو نتائج کے خود ذمہ دار ہیں

ہم اس کے متعلق صرف اتنا واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ تمام اولیاء اللہ مقربان الٰہی قطب غوث ابدال اولوالعزم انبیاء کرام حتیٰ کہ اللہ کے پیارے حبیب سید الاولین والآخرین خاتم النبیین رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہزاروں بلکہ بیشمار خرق عادات کرامات معجزات صادر ہوئے۔ جس مخلوق سے جو کچھ ہوا پھر بھی خدائے تعالیٰ نے کسی نبی رسول ولی قطب غوث کو یہ نہ فرمایا کہ انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون۔ ساری دنیا میں ایک نظیر نہیں مل سکتی کہ انما امرک اذا اردت شیئا الخ خدا کے سوا کسی کے واسطے استعمال ہوا ہو، یا خود خدا نے کسی کے واسطے کسی الہام یا کتاب یا صحیفہ میں فرمایا ہو۔ یہ ایسا کھلا ہوا شرک اور کفر ہے کہ اگر ایک بھی کفر یہ نہ ہو تو بھی صرف یہ ہی ایک وجہ ان کے لاالہ الا اللہ پر ایمان نہ ہونے کی آفتاب سے زیادہ روشن و بین دلیل ہے ان اقوال و الہامات کے بعد دعویٰ اسلام کیونکر باور ہو سکتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہرگزم باور نمی آید زروئے اعتقاد

ایں ہمہ با گفتن وایں ہمہ داشتن

شیطان اور دجال نے بھی اپنے لیے یہ امر پسند نہ کیا کہ یہ الہام تراشے کہ خدا نے مجھے فرمایا انما امرک الخ۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

(مدعا علیہ کی قابلیت)

ایک جگہ اسی بحث میں یہ بتایا ہے کہ یہ قضیہ شرطیہ کلیہ نہیں ہے بلکہ مہملہ ہے جو قوت میں جزیہ کے ہوتا ہے اور اکمال شرح مسلم کے حوالے سے إِذَا أَحَبَّ اللهُ عَبداً الخ کی عبارت سے استدلال کیا ہے اولاً یہ خوش فہمی ملاحظہ ہو کہ جملہ انما امرک پر اعتراض ہے نہ کہ صرف اذا اردت پر اور مثال صرف اذا احب کی ہے دوسرے اس سے واضح ہو گیا کہ منطق اور فقہ میں بھی وہی مغالطہ دیا جو مذہب میں کیونکہ ہمارے مدارس عربیہ کا ادنیٰ طالب علم مبتدی بھی جانتا ہے کہ اذا سے قبل انما آنے سے کلیہ بنجاتا ہے اور ایک نظیر بھی اس کے مہملہ ہونے کی نہیں مل سکتی تھیا ..... للعجب ولضیعۃ الادب۔

نیز منطق کا کوئی ابتدائی رسالہ صغریٰ مرقات بھی دیکھی جاتی تو معلوم ہو جاتا کہ قضیہ مہملہ محصورہ طبیعہ وغیرہ اس قضیہ کے اقسام ہیں۔ جن کا موضوع کلی ہو اور بیان موضوع امرک جزئی اور شخصی ہے یہ مہملہ میں مندرج بھی نہیں ہو سکتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۹)

مرزا صاحب کا خدا کے مانند ہونا

(۱)

مختار مدعا علیہ کے جواب کا خلاصہ ۔

(۱) اس پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے مرزا صاحب یہ نہیں فرماتے کہ میں خدا کی مثل ہوں ۔

(۲) آپ کو تحفہ گولڑویہ میں خدا نے آدم کی مثل کہا ہے اور حدیث میں ان اللہ خلق آدم علی صورتہ ہے ۔ یعنی اللہ نے آدمؑ کو اپنی شکل پر پیدا کیا ۔ لہذا مرزا صاحب گویا کہ خدا کے مشابہ ہو گئے ۔ کیونکہ مرزا صاحب آدمؑ کے مثل ہیں اور وہ اللہ کی شکل پر پیدا ہوئے ہیں ۔

(۳) میکائیل کے معنی چونکہ خدا کے مانند ہیں اس لیے تمام مسلمان جو قرآن شریف کی رو سے میکائیل فرشتہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے منکر کو کافر کہتے ہیں ۔ مشرک قرار پائیں گے ۔

(۴) پیشگوئیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا خدا کا آنا قرار دیا گیا چنانچہ استثنا ۳۳ کی پیشگوئی کہ خدا فاران پر ظاہر ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لگائی گئی ہے ۔ چنانچہ مختار مدعیہ کے مقبول و مسلم مسلمان سرسید الخ وغیرہ وغیرہ نے لیا ہے ۔ (مقبول و مسلم کا لفظ خلاف ضابطہ ہے) ۔

جواب

(۱) اول کا جواب یہ ہے کہ مختار مدعا علیہ کے پیشکردہ الفاظ کہ " میں خدا کے مثل ہوں " ۔

اگر مرزا صاحب نے نہیں فرمائے تو یہ ان سے پوچھیں یہاں تو مطلب واضح ہے ۔ کہ " اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل لکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں خدا کے مانند الخ ۔ حاشیہ اربعین ۳ ص ۲۵)

اب مرزا صاحب اپنا نام دانیال کے حوالہ سے میکائیل بتاتے ہیں اور اس کا معنی خود ہی خدا کے مانند کہتے ہیں ۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ خود کو خدا کے مانند ہونا بہت پسند ہے بلکہ دعویٰ ہے ۔

رہا یہ امر کہ میکائیل کے معنی عبرانی میں یہ ہیں اس کے واسطے یہ گذارش ہے کہ نہ تو مرزا صاحب عبرانی جانتے تھے نہ مختار مدعا علیہ عبرانی کجا مرزا صاحب باوجودیکہ سلطان القلم اپنی جماعت میں مسلم ہیں اور اردو یہ ہے کہ " جیعنہ کی آمدن ہونے والی ہے ۔ البشریٰ ج ۲ ص ۱۳۳ ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عربی بالخصوص قصیدہ اعجازیہ کی علاوہ بے شمار صرفی نحوی غلطیوں کے یہ ہے
واما حسین فاذکروا دشت کربلا - - - - الخ (قصیدہ اعجازیہ ہے وعلیٰ ہٰذا القیاس
اور زبانیں - چونکہ مجھے غیر متعلق امور مختار مدعا علیہ کی طرح ذکر کر کے طول دینا نہیں ورنہ کئی جزو اسی پر ہو سکتے ہیں۔

البتہ مختار مدعا علیہ نے ایک حوالہ اقرب الموارد کا پیش کر دیا ہے - جس کی حقیقت واضح کرتا ہے
جواب یہ ہے کہ کسی مسلمان باایمان کا حوالہ پیش کرتے تو ہم بھی دیکھتے - ایک متعصب عیسائی کا جدید حوالہ پیش کر دیا کیونکہ یہ عیسائی کی تصنیف ہے - ملاحظہ ہو اکتفاء القنوع بما ہو مطبوع ص۳۲۹ اور یہ اصول گواہان مدعا علیہ کو مسلم ہے۔ کہ لغت زبانی محاورات کا نام ہے - لغت اور ڈکشنری کی کتابیں چونکہ لیپنے اپنے عقائد کے تحت میں لکھی جاتی ہیں - لہٰذا جب تک کوئی مسلم شعری محاورہ وغیرہ کا حوالہ پیش نہ ہو صرف کسی لغوی کا لکھنا معتبر نہیں ملاحظہ ہو جرح گواہ ۱/۸ مارچ .... اور یہاں کوئی شعر وغیرہ کی سند نہیں لہٰذا لغو و باطل ہے۔

نیز یہود و نصاریٰ نے اس قسم کے تشابہ الفاظ خدا - ابن - اب وغیرہ کا عبرانی سے ترجمہ کرنے میں اپنے تخیل فاسد کی بنا پر سخت دھوکہ کھایا ہے - اور ان کی انتہا اکثر انہیں لوگوں پر ہے جن کا معنوں کے ہیر پھیر سے گمراہ کرنا اور کلام الٰہی میں تحریف کرنا ایک پسندیدہ شغل اور محبوب شیوہ تھا (ملاحظہ ہو بیضاوی صفحہ ۱۱۲ - .. یحرفون الکلم عن مواضعہ الخ مع تفسیر -

بخلاف اس کے مسلمانوں نے ہرگز یہ معنیٰ قبول نہیں کئے - بلکہ عبرانی صحیح معنیٰ لئے - کثرت حوالجات موجب طوالت ہیں - میں صرف اسی کتاب سے حوالہ دیتا ہوں جسے مختار مدعا علیہ بار بار بڑے القاب اور شد و مد سے پیش کرتا رہا ہے - کہ میکائیل کے معنیٰ عبد اللہ کے ہیں - بلکہ اصول باندھا کہ جس کے آخر لفظ ایل ہو اس سے مراد خدا کا بندہ ہی ہوگا - اور قول بھی ایسے مسلم بزرگ کا ہے جو تمام امت میں حبر الامت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمزادہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے متعلق اللہم علمہ الکتاب والحکمۃ کی بشارت ہے - جو اللہ تعالیٰ کی کتاب سمجھنے کے احق ہیں - (ملاحظہ ہو تفسیر اتقان ج ۱ ص ۱۴۱ - اخرج ابن جریر من طرق عکرمۃ عن ابن عباس قال جبریل عبد اللہ ومیکائیل عبید اللہ وکل اسم فیہ ایل فہو عبید اللہ الخ
یعنی ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ جبرئیل کے معنیٰ عبد اللہ اور میکائیل کے عبید اللہ ہیں لہٰذا یہ معنیٰ مرزا صاحب اور مختاران مدعا علیہ کی ناواقفی یا مغالطہ پر مبنی ہیں ورنہ خدا کے کلام میں میکائیل کے ہرگز یہ معنیٰ نہیں بلکہ عبید اللہ کے ہیں - یعنی خدا کا ادنیٰ بندہ اس سے ت کا بھی جواب معلوم ہو گیا کہ تمام مسلمان باتباع حضرت سیدنا ابن عباس رض وائمہ دین و بزرگان اسلام میکائیل بمعنی خدا کا ادنیٰ بندہ قرآنی رو سے سمجھ کر ایمان رکھتے ہیں۔

البتہ بعض لوگ عیسائیوں کے اتباع میں میکائیل کو خدا کی مانند یا خدا سے بھی بڑھ کر سمجھیں تو کچھ تعجب نہیں - ہمارا ایمان تو یہ ہے کہ میکائیل کجا مخلوقات میں کوئی بھی حتیٰ کہ اشرف المخلوقات باعث الکل سید الکل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی خدا کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثل نہیں - لیس کمثلہ شیئ . لا تضربوا للہ الا مثال ۔ قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تطرونی کما اطرت الیہود والنصاری الحدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود نصاریٰ کی طرح مبالغہ مدح کو وصال کے وقت تک سختی سے روکا ہے

جواب :-

(۲) تحفہ گولڑویہ کا حوالہ اڈیشن اول کا جو ختم اور نایاب ہو چکا صرف مختار مدعا علیہ کو تنگ کرنے کے واسطے دیا گیا۔

اب ہم وہ اڈیشن کہاں سے لائیں اور باوجود تلاش کے اس موجودہ ایڈیشن میں اس کے قریب قریب بھی نہ ملا ۔ مگر ہم ان کی خاطر تسلیم کر کے جواب دیتے ہیں ۔ کہ مثیل آدم ہونے سے خدا کے مثل کیونکر ہو گئے اور اگر آپ نے اس الہام سے خدا کے مثل سمجھتے ہیں تو اور اچھا ہے یہی ہمارا مدعا ہے ملاحظہ ہو جو بھی الہام تراشتے ہیں وہ مشرکانہ ۔

باقی رہا حدیث ان اللہ خلق آدم علی صورتہ ہمارے آقا و مولیٰ مدنی تاجدار محبوب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ہمارے سر آنکھوں پر مگر یہ دامن حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے آقا سے کنکر غلاموں سے جوڑنے والے کو پناہ نہیں دے سکتا ۔

کاش کسی محدث کی کفش برداری کا فخر حاصل ہوتا تو اس کی نورانیت سمجھ میں آتی ۔ یہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے جو تمام مخلوق کے بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور کلام الملوک ملوک الکلام مشہور ہے ۔ اس حدیث پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمان بخش تحقیق تو بعد میں پیش ہوگی اولاً ان بزرگ کا حوالہ پیش کرتا ہوں جن کی محض کرامت سے گواہ مدعا علیہ ۓ انہیں مسلم مان گیا ہے حالانکہ ان کے نزدیک مطلقاً مسلم صرف مرزا صاحب اور ان کے ہر دو خلفاء ہیں ملاحظہ ہو جرح گواہ ۓ یکم مارچ ۱۹۳۳ء جس میں ابن عربی مجدد الف ثانی امام عبدالوہاب شعرانی وغیرہ کے متعلق پوچھا گیا تو کہا کہ ہاں مسلم بزرگ ہیں کتاب الیواقیت والجواہر ۔ صہ ۱۱۸/۱ مصنفہ حضرت العلام امام عبدالوہاب شعرانیؒ فان فی الحدیث تا فافہم۔ یعنی حدیث میں ہے کہ خدا نے ہر ایک مخلوق کا ایک نقشہ عرش کی ساق میں قبل پیدائش کھینچا جس صورت پر اسے پیدا کرنا تھا پھر آدمؑ کو اسی صورت پر جو اپنی پہلی کھینچی ہوئی تھی آدمؑ کو پیدا کیا اسی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں ارشاد ہے کہ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ یا علی صورۃ الرحمٰن ۔ یعنی آدمؑ کو اللہ نے اسی صورت پر پیدا کیا جس کو عرش یا لوح میں قبل پیدائش آدمؑ کھینچی تھی ۔ ورنہ باری تعالیٰ و تقدس کی کوئی صورت ہی نہیں کیونکہ وہ تمام مخلوق سے جداگانہ و یگانہ ہیں تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا ۔ پس آدمؑ خدا کی صورت پر نہیں بلکہ اسی کی تجویز کی ہوئی صورت پر پیدا ہوئے پھر بعض شراح حدیث نے ضمیر آدمؑ کی طرف پھیری ہے یعنی آدمؑ کو آدم کی صورت پر پیدا کیا جو کہ ان کے شایان شان تھی اور تمام مخلوق سے ممتاز ۔

مگر اہل اللہ کی یہی رائے ہے کہ اللہ نے آدمؑ کو اپنی صورت پر پیدا کیا جس کے یہ معنی کرتے ہیں کہ اپنی مرغوب و پسندیدہ و برگزیدہ شکل پر ۔ اور فرماتے ہیں کہ جبھی تو خواب میں باری تعالیٰ کی زیارت سوائے انسانی شکل کے اور کسی شکل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہیں نہیں ہوتی حالانکہ درحقیقت ان کی کوئی بھی شکل نہیں نیز اپنی طرف باری تعالیٰ انسانی اعضاء کا نام بوجہ محجوب ہونے کے منسوب کرتا ہے حالانکہ ان کی ذات اس قسم کے اعضاء اور ان کی مشابہت وکیفیت سے پاک ہے قال اللہ تعالیٰ ویبقیٰ وجہ ربک۔ ید اللہ فوق ایدیھم یوم یکشف عن ساق۔ وغیرہ وغیرہ۔

جن پر ہمارا ایمان بلا تفصیل کیفیت ہے کیونکہ اُن کی شان لا نظیر لہ و لا مثال لہ۔ و لا ضد و لا ند۔ سبحانہ ما اعظم شانہ لا یحد و لا یتصور ہے

چونکہ یہاں اس کا زیادہ تعلق نہیں ہے اس لیے طول نہیں دیتا صرف یہ کہکر ختم کرتا ہوں کہ ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز،

ورنہ در محفل رندان خبرے نیست کہ نیست

جواب :-

(۴) باقی پیش گوئی میں خدا کا فاران پر اترنا اولاً انجیلی اصطلاح میں خدا و خداوند کا لفظ برابر نبی کے معنی میں مستعمل ہے اور ترجمہ میں وہی تحریف معنوی متحقق ہے۔

فاران پر خدا کے اترنے سے اس کی وہ تجلیات خاصہ اترنا مراد ہیں جو کسی نبی کے وجود سے اترتی ہیں۔ جیسا کہ کوئی کہے کہ وہ طور پر خدا اترا یہ ہرگز مراد نہیں وہ نبی خدا یا خدا جیسا ہو گیا نہ کسی نے یہ مطلب مشرکانہ لیا انہیں پیش کردہ حوالجات کو بغور ملاحظہ فرمائیں مطلب بالکل واضح ہے بیجا ضد کا کوئی علاج نہیں من یرد اللہ بہ خیرًا یفقہہ فی الدین۔

پس مرزا صاحب کا خدا کے مانند ہونے کا خیال بھی گویا لاجواب اور مسلّم ہونے کے قریب لاجواب ہے۔ کیونکہ جو اس مشرکانہ بات کے واسطے اڑیں ڈھونڈی تھیں اور تلاش کی تھیں۔ وہ سب بحمداللہ بے نقاب ہو گئیں۔ باقی مرزا صاحب کے دوسرے عقائد اور تعارض باتیں نقل کر کے صفائی بے سود ہے۔

(لاجواب) انا نبشرک بغلام مظہر الحق و العلا وکان اللہ نزل من السماء۔

مختار مدعا علیہ نے دراصل میرا مفہوم ہی نہ سمجھا یا حسب عادت اپنے لفظوں میں اعتراض نقل کر کے جواب دے ڈالا۔ بہرحال میرا یہ اعتراض بالکل لاجواب اسی قسم کا ہے جو بحث کے جواب میں لاجواب ہونے کی وجہ سے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ مختار مدعیہ کی بحث میں یہ الہام عقیدہ مثلیت کے تحت میں مذکور ہے۔ اور نوٹس میں اسی ہیڈنگ عقیدہ مثلیت کے تحت میں اولاً اس سے ماقبل کا حوالہ اربعین ہے اور پھر یہ حوالہ۔

اعتراض یہ ہے کہ یہ کہنا انا نبشرک الخ یعنی ہم تجھے ایک ایسے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جو حق و بزرگی کو ظاہر

www.KitaboSunnat.com

کرنے والا ہوگا گویا ہو بہو خدا آسمان سے اتر آیا۔ خدا کے ساتھ غیر خدا کو اس کے ہو بہو قرار دینا ہے جو کھلا ہوا شرک بلکہ شرک عظیم ہے۔ منشاءِ اعتراض کَاَنَّ اللّٰہَ کا تشبیہی لفظ ہے جو کمال تشبیہ یعنی کسی کے ہو بہو وہی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ نہ کہ لفظ نزول اور نزول باری کی کیفیت و معنی پر۔ مختار مدعا علیہ نے اسی اعتراض لفظ کَاَنَّ اور تشبیہ بلیغ سے آنکھیں بند کرکے لفظ نزول کے معنیٰ شروع کر دیے۔ کہ نزول سے مراد رحمت خداوندی کا نزول یا جلال و تجلّی وغیرہ ہے۔ اور اس کے واسطے تبلیغ رسالت آئینہ کمالات۔ مشکوٰۃ۔ حاشیہ مشکوٰۃ کے پانچ حوالے نقل کیے۔ مگر یہ نہ ہو سکا کَاَنَّ کی تشبیہ کا اعتراض کردہ بیٹا وہ ایسا ہوگا جیسے ہو بہو خدا آسمان سے آگیا۔ مرزا صاحب سے اٹھا سکتے۔ یا اس کے متعلق کوئی بھی حوالہ دیتے۔ گویا مختار مدعا علیہ نے مرزا صاحب پر اس کفر کو بلا چون و چرا تسلیم کر لیا۔

کچھ اس ادا سے کیا میں نے شکوۂ الحاد
نگاہیں جھک گئیں اُن کو نہ کچھ جواب آیا

نوٹ:۔ چونکہ نزول کی بحث غیر متعلق تھی اس لیے اس کے متعلق مفصل ضرورت نہیں اگر تفصیل منظور ہو تو فتح الباری عمدۃ القاری شرح بخاری نیز نووی شرح مسلم ملاحظہ فرمائی جائے۔

(۱۱)

(لاجواب) متعلقہ نشان ۱۰۶ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۵۔

اس میں بھی اسی قدیمی مغالطہ سے کام لیا ہے کہ اعتراض کچھ اور جواب کچھ یہ نشان بھی عقیدہ جسمیت کے ہیڈنگ کے تحت میں پیش کیا گیا تھا۔ اور بتلایا تھا کہ مرزا صاحب اور ان کے مرید خدا کی ذات و صفات میں جسمیت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اصل نشان ۱۰۶ کا الفاظ ملاحظہ ہوں۔

نشان ۱۰۶۔ ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں۔ تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لیے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کی قلم سے اس پر دستخط کیے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ روشنائی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیے۔ اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اسی وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرے میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اس کے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کرے گا کیونکہ اس کو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا۔ مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کر سکتا اسی طرح خدا نیست سے ہست کر سکتا ہے۔ غرض میں نے یہ سارا قصہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میاں عبداللہ کو سنایا اور اس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔
عبداللہ جو اس رویت کا گواہ ہے اس پر بہت اثر ہوا اور اس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جواب تک اس کے پاس موجود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۵) محل اعتراض خط کشیدہ الفاظ ہیں خدا کو خواب یا کشف میں دیکھنا محل اعتراض نہیں۔ بلکہ یہ کہ سرخی سے دستخط کرنا اور صرف یہ بھی نہیں بلکہ روشنائی چھڑکنا اور روشنائی کا کپڑے پر گرنا پھر اس کپڑے پر عالم بیداری میں روشنائی کا باقی رہنا اور پھر اُسے تبرک بنا کر اس عقیدہ سے رکھنا کہ یہ خدا کے قلم کی روشنائی ہے اور صرف خواب نہ سمجھنا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ اعتراض تو تھا یہ اس کا جواب لاجواب سمجھ کر بالکل نظر انداز کر دیا اور جواب یہ دے رہے ہیں کہ
"بطور تمثیل خدائے تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا ہرگز قابل اعتراض نہیں" پھر اس کی تائید میں بحر المعانی۔ اور سوانح مولانا نانوتوی رضی اللہ علیہ۔ دو جدید کتابوں کے حوالے درج کیے ہیں۔ جو نہ مسل پر ہیں نہ عدالت کے سامنے آئے مطالبہ پر بھی پیش نہ ہوئے جواب یہاں خواب میں دیکھنے پر اعتراض کیا ہے اعتراض تو روشنائی چھڑکنے اور کپڑے پر پڑنے اور باقی رہنے اور تبرک بنا کر اس اعتقاد سے رکھنے پر کہ یہ خدا ہی کی روشنائی پڑی ہے اس پر ہے جس کے ایک حرف کا بھی جواب نہ دیا بلکہ زبان پر بھی نہ لائے اور اسے بھی بالکل لاجواب مان لیا۔ درمیان میں اپنی عادت کے مطابق علماء دیوبند کثرہم اللہ تعالیٰ سواد ہم اور ان کی جماعت پر ذاتیات کے حملے کیے ہیں جنہیں عدالت خود ملاحظہ فرمائے۔ پھر غیر متعلق۔ نزول کے حوالہ مشکوٰۃ۔ ترمذی۔ مسلم۔ ابن ماجہ۔ نیز رویت کے متعلق بحر الرائق۔ یواقیت۔ بحر المعانی کے پڑھے جن کے متعلق اپنی جگہ پر آئے گا مگر ان کا مقصد ان غیر متعلق اور اکثر جدید مسل کے باہر خلاف قانون حوالوں کی بھرمار سے مقدمہ اور مسل کو طول دینا اور مدعیہ کو بلا وجہ تنگ کرنا تھا۔ فالی اللہ المشتکی۔

(۱۲)

انت منی بمنزلۃ ولدی

خلاصہ استدلال مختار مدعا علیہ۔ یہ غلط نتیجہ نکالا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے خدا کے بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا ہے اصل ملاحظہ ہو۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۳۳ء
جواباً گذارش ہے کہ میرا استدلال توڑ موڑ کر اپنے الفاظ کے رنگ میں ڈھال لیا تاکہ جواب ضابطہ کا دیکر لوگوں کو حسب عادت مغالطہ میں ڈال سکے حالانکہ یہ بھی انہیں اعتراضات میں سے ہے جس کا جواب تا قیامت ناممکن ہے انشاءاللہ تعالیٰ۔
اور اس شرکیہ بلکہ عظیم الشان ناقابل عفو جرم سے جب تک مرزا صاحب کی توبہ و رجوع غیر مشتبہ الفاظ میں مد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کر کے کوئی بھی دلیل کام نہیں دے سکتی۔

مختار مدعیہ کے استدلال کا خلاصہ

مولانا نے اس بحث میں بطور تمہید جرح گواہ مدعا علیہ نمبر ۱ ۲ مارچ ۱۹۳۳ء سے تین آیات۔

(۱) قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد۔ (پ ۳۰)

(۲) تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدًّا ان دعوا للرحمن ولدا
وما ینبغی للرحمن ان یتخذ ولدا۔ (مریم پ ۱۶)

(۳) وقالوا اتخذ الرحمن ولدا لقد جئتم شیئا ادًّا۔ (مریم قریب الختم پ ۱۶)

نقل کی ہیں اور ترجمہ بھی گواہ نمبر ۱ نے کا پیش کیا ہے اول کا ترجمہ نقل کرنے کی ضرورت نہیں دوسری کا ملاحظہ ہو۔
"قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائیں اور پہاڑ گر پڑیں اس وجہ سے کہ انہوں نے خدا سے رحمان کے لیے بیٹا پکارا۔ حالانکہ رحمٰن کی شان کے لائق نہیں کہ وہ بیٹا بنائے"۔
تیسری کا ترجمہ بھی واضح ہے۔

پھر یہ عرض کیا گیا ہے کہ گفتگو صرف اس میں ہے کہ خدا کی شان گرامی میں لفظ ولد کا استعمال جائز نہیں لفظ طفل وغیرہ میں بحث نہیں کیونکہ ولد تین طور سے استعمال ہوتا ہے۔

(۱) خدا تعالیٰ عیاذاً باللہ واقعی ولد جنے اسے پہلی آیت نے منع کیا اور توحید کے منافی ٹھہرایا۔

(۲) واقعی جنا نہیں مگر خارج سے منہ بولا بیٹا مجازاً بنا کے ولد اور بمنزلہ ولد لفظ استعمال کیا اس کو آیت نمبر ۳ نے رد کر دیا اور شان کبریائی کے خلاف اور منافی توحید قرار دیا۔

(۳) نہ خدا نے ولد جنا نہ خارج سے مجازاً کسی کو بمنزلہ ولد کے بنایا بلکہ کسی معنی سے کسی نے خدا کی طرف نسبت ولد کی گو ناویلاً مجازاً صحیح اس کو بھی نہایت شد و مد سے آیت نمبر ۲ نے باطل قرار دیا۔ گویا لفظ ولد کے استعمال کی خدا کی نسبت جس قدر بھی صورتیں ہو سکتی تھیں انہیں باطل اور عظیم الشان شرک قرار دیا جس کا اقرار گواہ مدعا علیہا جرح ۲ مارچ ۱۹۳۳ء میں کر چکا ہے چنانچہ جرح میں انہیں آیات کے بعد اقرار کیا ہے کہ "یہ آیات جامع ہیں ان تمام اقسام ولد کو جو جائز نہیں نسبت کرنا ان کا خدا کی طرف"۔

اس کے بعد انت منی بمنزلۃ ولدی "تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے" (حقیقۃ الوحی) پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ خواہ خدا نے جنا ہو یا نہ حقیقی معنی ہوں یا مجازی صرف یہ نسبت لفظ ولد کی گو زبانی ہو اعتقاداً نہ ہو ہرگز برداشت نہیں ہو سکتی اور کبھی بھی ایمان قائم نہیں رہ سکتا بلکہ اس نسبت میں گو مجازی ہو زیادہ احتمال گمراہی بندگانِ خدا کا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے اُسے اور بھی شد و مد سے قرآن حکیم نے ذکر فرمایا۔ تکاد السموٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض و تخر الجبال ھدًا ان دعوا للرحمٰن ولدا الایۃ — ایۃ ۹۲

اور یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ مذکورہ بالا تینوں استعمال یا کسی طرح یہ لفظ ولد آج تک کسی مسلمان کسی عالم ولی ابدال قطب غوث نبی رسول حتیٰ کہ خاتم الانبیاء نے باوجود حبیب خدا ہونے کے نہ اپنے لیے نہ کسی اور کیلئے استعمال کیا بلکہ تمام عمر تردید فرمائی۔ خدا تعالیٰ نے اپنے کسی پیارے حتیٰ کہ حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم جس سے زائد کوئی اللہ کا پیارا نہیں ہو سکتا خود بھی فرماتے ہیں انا اکرم ولد بنی آدم ولا فخر۔

جن کے کمال پیار و تقرب کا نظارا شب معراج کے نقشہ سے فرمائیں۔ خدا نے آپ کے واسطے بھی بمنزلۃ ولدی کا لفظ نہ فرمایا۔

دعوے یہ تھا کہ لفظ ولد کی نسبت ایک محاورہ بھی گو مجازاً ہو مسلمؓ یا غیر مسلم کا ہو آدمؑ سے قیامت تک کسی سے دکھا دیں۔

مگر بحمداللہ نہ دکھا سکے لہذا لاجواب ہے۔

اسی وقت میں نے یہ پوزیشن صاف کر دی تھی کہ طفل وغیرہ الفاظ میں گفتگو نہیں کہ متنوی ہے۔

ع۔ اولیاء اطفال حق اند لے پسر۔ یا اور اسی قسم کے الفاظ کے محاورہ پیش کروائے جائیں۔

مگر پھر بھی ان کی آڑلی اور مندرجہ ذیل تاویلات رکیکہ کیں بھی عدالت خود جواب بحث اصل بحث سے ملا کر ملاحظہ فرمائے۔

کہیں ایک استعمال بھی لفظ ولد کا فرضی ہی نکل آئے تو ہمارا استدلال باطل ورنہ باوجود صفحہ کے صفحہ سیاہ کرنے کے یہ اعتراض بھی بالکل لاجواب ہی رہے گا۔ کیونکہ منشاء اعتراض کو ہاتھ بھی نہ لگایا جواب کیا دے سکتے۔

خلاصہ تاویلات

(۱) فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم۔ مجازی طور پر اب بمعنی باپ کے قائم مقام رکھ کر اسے باپوں کی طرح یاد کرنے کا حکم فرمایا ہے تو یاد کرنے والوں کو استعارہ کے رنگ میں ولد اور ابن کے قائم مقام نہ ہونے کی کیا وجہ۔

(۲) مرزا صاحب نے استعارہ کے رنگ میں اسے بمعنی طفل استعمال کیا ہے اور اطفال حق کے الفاظ اولیاء کے حق میں استعمال ہوئے ہیں۔

(۳) کوئی کسی کو اخی اور ولد احتراماً کہہ دے تو اس کا وارث نہ ہوگا۔ معلوم ہوا ولد احتراماً و تقرباً بولتے ہیں (یواقیت)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) فوز الکبیر شاہ ولی اللہ صاحب ؒ اور ازالہ اوہام مولانا رحمۃ اللہ صاحب مہاجر مکی سے لفظ ابن کے مجازی استعمال بمعنی عزیز نقل کیا۔

(۵) مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی سے بحوالہ حجۃ الاسلام نقل کیا کہ جیسے رعیت کے لوگ اپنے حاکموں اور بادشاہوں کو بوجہ مزید التفات ماں باپ (مجازاً) کہدیا کرتے ہیں ایسی ہی اگر گاہ بگاہ (کسی حالت میں) کسی بزرگ نے خدائے تعالیٰ کو باپ کہدیا تو اُس کے بھی یہی معنی ہوں گے کہ خدائے تعالےٰ ان پر مہربان ہے نہ حقیقی ابوت و بنوت الخ۔

اولاً مجھے جواب کیا اس کی طرف توجہ کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ ایک حوالہ میں بھی لفظ ولد جس میں گفتگو ہے استعمال ہی نہیں۔ اور نہ ساری دنیائے اسلام میں ایک نظیر مل سکتی ہے کسی بزرگ نے سکر اور جذب کے حال میں بلا اختیار بھی اسے استعمال نہ فرمایا۔

جیساکہ عدالت حوالجات بالا سے ملاحظہ فرما سکتی ہے۔

پھر بھی چونکہ دوسرے رنگ میں ان بزرگوں کے (اللہ ہمارا اور آپ کا حشر ان کے ساتھ فرمائے) دامن تقدیری کو مرزا صاحب کی آڑ لیکر آلودہ کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ اور باری تعالیٰ نے بزرگوں کی ناموس کے حفاظت کرنے والے کے لیے میدان حشر میں حفاظت ناموس کا زبردست وعدہ فرمایا ہے۔ اس تقرب و ثواب کی نیت سے جواب عرض ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماکر ذخیرۂ آخرت فرمائیں۔

جوابات مرتب

(۱) پہلی آیت سے یہ مراد لینا کہ استعارہ کے رنگ میں خدا تعالیٰ کا ذکر کرنے والے ولد ہوگئے صرف مختار مدعا علیہ کی خوش فہمی ہے عدالت خود ملاحظہ فرمائے کہ کہیں دور کا بھی اس سے تعلق نہیں۔

ترجمہ آیت اور مطلب کسی بھی مترجم قرآن اور اردو تفسیر سے دیکھ لیا جائے۔ تاکہ اس ترجمہ اور مطلب کی خیانت بھی واضح ہو جائے۔

واقعہ صرف اس قدر ہے کہ اہل مکہ ایام جاہلیت میں مکہ معظمہ کے مخصوص مقامات پر بڑے شدومد بڑے فخرو مباہات کے ساتھ اپنے آباؤ اجداد کے محامد و مناقب ذکر کیا کرتے تھے۔ اللہ نے یہ حکم فرمایا کہ جس طرح تم شدومد سے اپنے آباء کا ذکر کرتے تھے۔ بجائے اُس کے اس اہتمام سے اللہ کا ذکر کرو۔ بلکہ اس سے زائد شدومد سے۔ فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا مختار مدعا علیہ نے دیدہ و دانستہ آیت کا آخری ٹکڑا کاٹ کر نقل کیا تاکہ مغالطہ دے سکے۔ اور اصل حقیقت بے نقاب نہ ہو۔ تقریباً اکثر حوالے ایسے ہی بے ربط

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطع و برید سے پُر کیے گئے ہیں ۔ جیسا کہ بحث میں گذر چکا ۔

(۲) ...... میں لفظ طفل یا اطفال یا ابن بمعنی عزیز استعمال ہونے سے لفظ ولد کا استعمال جو ولادت اور تولد کے معنیٰ کو مشعر تھے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا ۔ نہ ہمارے مدعا پر اس سے کوئی زد آتی ہے ۔

پھر بھی لفظ ولدؔ ۔ طفلؔ ۔ ابنؔ کا فرق پیش کرتا ہوں ۔ لفظ ولد لغت میں جننے کے معنیٰ میں آتا ہے چنداں حوالہ درکار نہیں ۔ ولادت یا تولد کے محاورہ سے ہے ۔ اسی وجہ سے کسی طور پر خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا ۔

(الف) اور لفظ طفل طفولت سے ماخوذ ہے جس کے اصل معنیٰ جننا نہیں بلکہ ناز پروردہ کے ہیں ملاحظہ ہو محاورہ طَفُلَ طُفَالَۃً وطُفُولَۃً نرم و ناز پروردہ گردید ۔ (منتہی الارب)

پس طفل بمعنیٰ ناز پروردہ اولیاء اللہ کے حق میں مستعمل ہے ۔ جس میں جننے کی طرف لغوی بھی اشارہ نہیں اور کون اولیاء اللہ کے ناز پروردہ بارگاہ ایزدی ہونے سے انکار کر سکتا ہے ان کے ناز پروردہ مسلم کرنے کے واسطے ان کے حالات و تذکروں کا مطالعہ بہ نیت تقرب کر کے دیکھا جائے کہ دل نور اور سرور سے کس قدر معمور ہوتا ہے ۔ میں تو اختصاراً آیتیں اور حدیثیں تبرکاً بلا ترجمہ نقل کرتا ہوں ۔

(۱) الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

(۲) ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون ۔

(۱) (قال صلی اللہ علیہ وسلم) من عادلی ولیا فقد اذنتہ بالحرب (الحدیث القدسی مشکوٰۃ)

(۲) رب مغبر مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ لابرہ (مشکوٰۃ ترمذی)

پس مختصراً اتنا کافی ہے ورنہ مقربان الٰہی کے تذکروں کو تو زمین و آسمان کے دفاتر بھی کافی نہ ہوں گے ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ : ؎

طوفان نوحؑ لانے سے اے چشم فائدہ ،
دو اشک بھی بہت ہیں جو کچھ فائدہ کریں ، (ابوالوفاء)

(ب) ابن جس کی اصل بَنُو یا بَنِی ہے جو بنا سے ماخوذ ہے ۔ جس کے معنیٰ کسی چیز کے بنانے یا اس کے ہم معنیٰ کے ہیں ۔ بیٹا بھی باپ کی مجازی ساخت ہے ۔ لہٰذا اس کی طرف منسوب ہوا اور یہ ابن یا بنت کا لفظ ولادت اور جننے کے معنیٰ میں لغت عرب میں ملنا دشوار ہے بخلاف اس کے نہ صرف عربی بلکہ اردو فارسی میں بھی کثرت سے دوسرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معنیٰ میں مستعمل ہے ۔ ملاحظہ ہو ۔ ابن الوقت ۔ ابناء زمان ۔ ابن الارض ۔ ایک قسم کی ترکاری ہے بنت الکرم ۔ بنت الرز ۔ شراب ۔ نبات الدھر حوادث زمانہ ۔ نبات الفکر اشعار نبات اللیل حوادث وغیرہ وغیرہ ۔ ملاحظہ ہو قاموس لسان العرب ۔ تاج العروس وغیرہ ۔

ایک ضمنی اعتراض کا جواب

رہا یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ابن اللہ کہنے والے کافر ٹھہرائے گئے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو انہیں ولد کہتے ہیں اور اُن کا مذہب و اصطلاح متعین ہے کہ ولد کی نسبت وہ جائز سمجھتے ہیں ۔ لہٰذا اس قرینہ سے اُن کا لفظ ابن بمعنیٰ ولد مراد ہو کر کفر ہو جائے گا ۔ جیسے کہ مرزا صاحب استعمال اور خدا کی طرف نسبت جائز سمجھتے ہیں ۔ لہٰذا ان کا لفظ ابن استعمال کرنا بھی سراسر کفر ہوگا ۔ بخلاف ان مسلمانوں کے جو ولد کی نسبت خدا کی طرف کسی طرح بھی جائز نہیں سمجھتے ۔ اگر کسی حال میں لفظ ابن استعمال کر جائیں گو ایسا کرتے نہیں تو بمعنیٰ عزیز و مخلوق لیا جا سکتا ہے ۔ کیونکہ مراد متکلم خارجی قرائن سے متعین ہے ۔ مگر لفظ وَلَد ۔ میں جو صریح ہے کوئی قرینہ درکار نہیں قرینہ کنایات وغیرہ میں درکار ہوتا ہے ۔

پانچویں تاویل کا جواب

حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رح کا حوالہ اس سے بالکل غیر متعلق ہے اس میں تو صرف اس قدر ہے کہ اگر کوئی ولی مقرب بارگاہ جس پر اللہ تعالیٰ کی مخصوص نظر عنایت ہو اور اس خصوصی التفات کی وجہ سے کبھی کسی مخصوص حال اور سکر میں خدا کی نسبت لفظ اَب استعمال کر جائے تو اسے کفر نہ سمجھو نہ حقیقی معنیٰ مراد لو دیکھو تمہارے بول و چال میں بوجہ کثرت التفات بادشاہ و سلطان کو کہہ دیتے ہیں کہ تم ہمارے ماں باپ ہو یعنی بڑے مہربان ۔ اسی طرح اسے سمجھو ۔

یہاں کہیں لفظ ولد کا جو مابہ النزاع ہے پتہ تک نہیں ۔ پس ثابت ہوگیا کہ یہ محاورہ بہ تصریح قرآن و باجماع امت کفر و شرک و باطل ہے ۔ اس کا کوئی جواب اور کوئی تاویل بھی نہیں ہو سکتی ۔ اللہ ہدایت اور توفیق توبہ رحمت فرمائے باقی اس میں ہماری اور فریق کی نسبت جو تیز کلامی ہے اس کا جواب صرف اس قدر ہے کہ اللہ انہیں ہدایت اور شریفانہ اخلاق کی توفیق مرحمت فرمائیں ۔

(ابو الوفاء)

(نوٹ) یہ بھی یاد رہے کہ ایسے الفاظ خدا کی نسبت استعمال کرنا جن پر شریعت شاہد نہ ہو زندقہ سے خالی نہیں اور نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صرف علماء ظواہر کی رائے ہے بلکہ سید الطائفہ غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ جو امام الصوفیہ اور ان کے پیشوا ہیں فرماتے ہیں کل حقیقۃ لاتشھد لھا الشریعۃ فھی زندقۃ ۔ جس حقیقت پر شریعت شاہد نہ ہو وہ چھپا ارتداد والحاد ہے فتوح الغیب مقالہ ۲۱ یہ اصول ملحوظ خاطر رہے دوسرے مقامات پر بھی کار آمد ہے ۔
(ابوالوفاء)

(۱۳)

اسمع ولدی

اس کو چونکہ جرح میں صاف کر لیا تھا اور یہ حوالہ البشریٰ عدالت نے نوٹ نہیں کیا تھا بحث کے وقت مختار مدعا علیہ خود ہی کہتے تھے کہ اسے بھی پیش کرو مدعیہ کے مختار اور عدالت نے کہا کہ جب وہ کوئی نہیں تو کیوں پیش کیا جائے اور ادھر سے پیش نہ ہوا پھر بھی مختار مدعا علیہ نے محض طول دینے کے لیے کہ وقت گزاری ہو بلاوجہ اسے بھی لکھ دیا ۔

ہم صرف ان کی تسلی کے لیے نہ کہ جواب کے طور پر کہتے ہیں کہ یہ بھی مختار مدعا علیہ کا مغالطہ ہے یہ تو کہتے رہے کہ مؤلف نے اس کے خلاف اعلان شائع کر دیا ہے مگر باوجود شدید مطالبہ کے جرح میں پیش نہ کر سکے کہ جرح سے اس کی حقیقت کھل جاتی اور خود بابو منظور الٰہی نے آخری اڈیشن میں جو حال میں شائع ہوا ہے ایک صحت نامہ دیا ہے اس میں بھی اس کی اصلاح نہیں اب یہ کہنا کہ اصل منقول عنہ میں نہیں یہ بھی زیادہ قابل لحاظ نہیں مختلف اڈیشنوں میں الفاظ کا ہیر پھیر بھی ممکن ہے جرح میں شہادت کے وقت پیش کرتے تو معلوم ہوتا جو لوگ مسلمانوں کی مسلم کتابوں میں قطع و برید کریں ان کا اپنے گھر کی کتابوں میں کیا اعتبار کہ محمودی قادیانی پارٹی مرزا صاحب کے تصانیف و عقائد میں روز تبدیلیاں کرتی رہتی ہے عدالت چاہے تو میں خود مہیا کر کے پیش کر سکتا ہوں اور یہ کتاب لاہوری جماعت کے آدمی کی مرتب کی ہوئی ہے ۔

پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب ہماری طرف سے مناظروں اور مقدمات میں گرفت ہوئی اور اعتراض ہوا تو اس سے پروپیگنڈہ کے واسطے کوئی تحریر شائع کرا دی ہو وہ ہمیشہ حجت نہیں ہم نے تو کتاب پیش کی ہے ۔
نیز جرح میں گواہان مدعا علیہ نے یہ کہہ کر اس البشریٰ کو ٹال دیا کہ جب تک اصل کتاب منقول عنہ سے نہ پیش ہو ہم پر حجت نہیں اور خود کتنے حوالے اسی سے بحث میں پیش کیے جو معائنہ مثل سے واضح ہوں گے ۔

---

www.KitaboSunnat.com

(۱۴)

اخطی واصیب

خلاصہ استدلال مختار مدعا علیہ (۴) امور ہیں ۔

(۱) مرزا صاحب کی یہ نیت نہیں ظاہر معنی مراد نہیں ہے ۔

(۲) اس کا تشریحی نوٹ نیچے لکھا ہے ۔

(۳) حدیث میں لفظ تردد خدا نے استعمال ہے ۔

(۴) مرزا صاحب کے الہام میں ان ربی لا یضل ولا ینسیٰ، ولا یخفی علی اللہ خافیہ ۔ و انہ یعلم السر و اخفی ۔ ۔ ۔ الخ وغیرہ بھی موجود ہیں جو خدا کے قدس و تنزہ پر دال ہیں ۔

(جواب)

میری غرض یہ نہیں کہ کیا مراد لیا۔ مطلب تو یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کرنا جو کسی بعید یا اپنے ظاہری معنی سے اُس کی شان گھٹاتے اور شایان شان نہ ہوں ہرگز جائز نہیں بلکہ سراسر توہین اور اس کی جلالِ توحید کے خلاف ہے ۔

مرزا صاحب یا مختار مدعا علیہ کی نسبت کیسی تاویلی معنی سے لفظ خطا و غلطی کو منسوب کیا جائے تو چراغپا ہو جائیں اور جوابات دیں مگر خدا کی طرف منسوب کر کے تاویلیں نکالیں ۔ پھر جس اصل مذہب اس کے اس قدر مندرجہ بالا صریح اور لاجواب کفریات سے واضح ہو چکا ہو ۔ اس کے لیے تو کسی تاویل کی گنجائش نہیں مختار مدعا علیہ نے اِس ہیڈنگ کا حوالہ اُس ہیڈنگ کے تحت اور اُس کا اِس کے تحت خلط ملط کر کے اسی لیے جواب دیا ہے تاکہ میری قائم کردہ ترتیب میں جو صریح قرائن ہیں وہ مختلط ہو کر عدالت کی توجہ سے اوجھل ہو جائیں اور وہ مغالطہ دہی میں کامیاب ہو سکیں بہر حال میرا یہ اعتراض بھی صرف لفظ خطا کی خدا کی طرف نسبت کرنے پر تھا ۔ جو بھی نیت ہو صریح لفظ اور توہین میں نیت کا اعتبار نہیں ۔

اس کا جواب تو یہ تھا کہ کسی آسمانی کتاب وصحیفہ و کسی حدیث یا بزرگ یا ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کے استعمال میں دکھا دیتے ۔ کہ اس نے خدا تعالیٰ کی نسبت لفظ خاطی یا خطا کا استعمال کیا ہے اور میں عدالت کو یقین دلاتا ہوں کہ کہیں بھی خدا کی طرف خطا کی نسبت سوائے مرزائی لٹریچر کے نہیں مل سکتی ۔ کیونکہ ایسے جاہ جلال ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعال لما یرید علام الغیوب ۔ کی نسبت کوئی ایسا شخص جو اپنے آپ کو بندہ کہتا ہو اور اسے مالک سمجھتا ہو کیونکر کر سکتا ہے ۔

اور پھر یہ کہے کہ یہ خدا کا الہام ہے ایسے الہام رحمانی نہیں بلکہ شیطانی ہوتے ہیں جیسا کہ فتوحات وغیرہ میں مذکور ہیں ان کو حکایتاً نقل کرنے سے ہی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں حاشا للہ عیاذاباللہ ۔ثم عیاذاً باللہ ۔

خدا بھی خطا کرنے لگ جائے تو صواب پھر کون کرے گا ہمارے نزدیک تو نبی بھی معصوم اور ولی بھی محفوظ ہوتا ہے ۔ جب کہ اس لفظ خطا کی نسبت جو صراحۃً تنقیص جلال توحید ہے ایک محاورہ بھی نہ پیش ہو سکا تو گو اور بہت سے غیر متعلق حوالوں سے کاغذ سیاہ کیا ہو یہ اعتراض بھی لاجواب ہی رہا ۔ یہاں نیت اور مراد پر اعتراض ہی نہ تھا بلکہ استعمال لفظ پر تھا ۔ جو بدستور قائم ہے ۔

تاویلات رکیکہ پر ایک سرسری نظر

گو اس توضیح کے بعد ہمیں مدعا علیہ کی پیش کردہ تاویلات کی طرف توجہ کرنے کی بھی ضرورت نہ تھی مگر اس کے شائع ہونے پر کوئی ناسمجھ انسان مغالطہ میں پڑ جائے اس لیے اس کی حقیقت بے نقاب کرنا بھی ضروری ہے پس مختصراً یہ گذارش ہے ۔ (ابوالوفاء)

تاویل مختار مدعا علیہ ۔

(۱) اس کا تشریحی نوٹ نیچے لکھا ہے ۔

(جواب)

نوٹ کے ابتدائی الفاظ میں " اس وحی الٰہی کے ظاہری الفاظ یہ معنیٰ رکھتے ہیں کہ میں خطا بھی کروں گا اور صواب بھی " پھر تردد کی مثال دے کر لکھتے ہیں کہ اُسی طرح یہ وحی الٰہی کہ کبھی میرا ارادہ خطا جاتا ہے اور کبھی پورا ہو جاتا ہے اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ میں کبھی اپنی تقدیر و ارادہ کو منسوخ کر دیتا ہوں اور کبھی وہ ارادہ جیسا کہ چاہے ہوتا ہے ۔

(حقیقۃ الوحی صـ ۱۰۳)

عبارت بالا کے خط کشیدہ الفاظ خصوصیت سے قابل توجہ ہیں ۔

ہمارا اعتراض ان الفاظ کی نسبت اور ظاہری معنیٰ پر ہے جو مرزا صاحب کو بھی مسلّم ہیں کہ "میں خطا بھی کروں گا" یا یہ کہ "کبھی میرا ارادہ خطا ہو جاتا ہے اور کبھی پورا ہوتا ہے ۔"

باقی جو تاویل کی ہے وہ خود ایک مستقل کفر اور عظیم الشان کفر ہے ۔ اولاً الفاظ مکرر ملاحظہ ہوں ۔

"کبھی میں اپنی تقدیر و ارادہ کو منسوخ کر دیتا ہوں اور کبھی وہ ارادہ جیسا کہ چاہا ہوتا ہے" ۔ (تفصیل کفریات)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) پہلا کفر اس میں یہ ہے کہ خدا کے ارادہ کو منسوخ اور ایسا مانا ہے کہ کبھی نہیں بھی ہوتا ہے حالانکہ یہ صریح نص قرآن کے خلاف اور سراسر کفر ہے قال اللہ تعالیٰ ۔ انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون کہ اس کے امر کا یہ حال ہے کہ جب بھی کبھی کسی چیز کا ارادہ بصورت کن کرتا ہے وہ چیز فی الفور ہو جاتی ہے ۔ یعنی اس کے ارادہ اور چیز کے ہونے میں کوئی وقفہ نہیں ہوتا کہ منسوخ یا کبھی نہ پورا ہونے کا احتمال ہو اور یہ مطلب کہ ارادہ کے ساتھ ہی فی الفور ہو جانا یواقیت والجواہر میں جو ان کے بھی مسلم امام عبدالوہاب شعرانی کی ہے موجود ہے مزید براں مرزا صاحب کو بھی یہ مسلم ہے اس آیت کا ترجمہ مندرجہ جنگ مقدس طبع سوم صہ ۱۵ ملاحظہ ہو حکم اس کا (یعنی خدا کا) اس سے زیادہ نہیں کہ جب کسی چیز کے ہونے کا ارادہ کرتا ہے اور کہتا ہے ہو جا پس ساتھ ہی وہ ہو جاتی ہے :
مختار مدعا علیہ نے بھی تحت انما امرک الخ کے تحت میں مانا ہے کہ خدا کے کن و ارادہ ہمیشہ منتج ہوتا ہے ۔
پس یہ ماننا کہ کبھی اس کا ارادہ پورا نہیں ہوتا کھلا ہوا کفر ہے ۔

(۲) دوسرا کفر اس میں یہ ہے کہ "کبھی وہ ارادہ جیسا کہ چاہا ہوتا ہے" یہ ماننا کہ کبھی اس کا ارادہ جیسا چاہا ہوتا ہے اور کبھی جیسا چاہا نہیں ہوتا مسلم کفر ہے یہ تو انسان کا حال ہے ۔ جیسا چاہا ہو کبھی ہو کبھی نہ ہو خدا تو وہ ہے کہ جب بھی جو چاہے جیسا چاہے فی الفور ویسا ہی ہو یہی معنی ان اللہ علی کل شیء قدیر کے ہیں ۔ قدیر کہتے ہی اُسے ہیں جو چاہے جیسا چاہے ویسا ہی ہمیشہ ہو اگر ہمیشہ نہ ہو یا ویسا نہ ہو تو قدیر کا لفظ استعمال نہیں ہو سکتا ۔ اسی لیے یہ صفت مختص باری تعالیٰ ہے ملاحظہ ہو تفسیر بیضاوی تحت آیت ان اللہ علی کل شیء قدیر ۔ والقادر هو الذی ان شاء فعل وان لم یشاء لم یفعل والقدیر الفعال لما یشاء علی ما یشاء ولذلک قلما یوصف به غیر الباری تعالیٰ ۔
یعنی قدیر جو فعال ہے کہ جو چاہے اور جیسا چاہے کرے اسی لیے غیر خدا کی یہ صفت نہیں ہو سکتی ۔

(۳) تیسرا کفر ——————— یہ کہ خدا کا ارادہ منسوخ اور نہ ہونے والا کہا حالانکہ ارادہ منسوخ ہی نہیں ہو سکتا نسخ صرف وقتی احکام کے اپنے وقت پر ختم ہو جانے کو کہتے ہیں"۔ جیسے آج کل کی اصطلاح میں ہنگامی آرڈیننس کہا جاتا ہے نسخ صرف احکام میں ہوتا ہے اختیار قدرت ارادات عقائد و ذات صفات باری تعالیٰ میں ماننا کفر ہے ۔ ملاحظہ ہو ۔ معنی نسخ و حکم نسخ کے واسطے بیضاوی تحت آیت ما ننسخ من آیۃ الخ اور بیان نسخ شرح عقائد شرح مواقف و شرح مقاصد وغیرہ ۔

(۴) چوتھا کفر آیت انما امرک اذا اراد الخ کے مفہوم کی مخالفت اعتقادی ۔

(۵) پانچواں کفر صفت قدیر کا انکار ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لفظ تردد کی آڑ

اس لفظ اور لفظ خطا میں بڑا فرق ہے تردد صرف تامل کا نام ہے اور یہ توہین کے حق میں ایسا صریح نہیں جیسا کہ لفظ خطا کہ ایسی صریح توہین پر دال ہے کہ انسان کے واسطے بھی اگر اس نے ارتکاب خطا نہیں کیا اس کا استعمال کیا جرم ہے کہ بخلاف کسی معاملہ میں تردد و تامل ۔

باقی اس حدیث کی شرح کا یہ موقع نہیں اس کی شرح کے واسطے اس کے تحت ۔ فتح الباری و عمدۃ القاری شرح بخاری علامہ حافظ ابن حجرؒ مکی و علامہ حافظ بدرالدین عینی رحمہا اللہ تعالیٰ یا نووی شرح مسلم ملاحظہ فرمائیں۔

اگر اس میں کوئی لفظ خطا یہ اس کا ہم معنی ہوتا تو زیادہ تفصیل کی جاتی ۔

مرزا صاحب کے بعض الہام بطور شرح

باقی مرزا صاحب کے یہ الہام ان ربی لا یضل و لا ینسیٰ. لا یخفی علی اللہ خافیہ۔ انہ یعلم السر واخفی الخ جوار بعین ۲ صفحہ ۳۱ البشریٰ ج ۱ صفحہ ۴۳ البشریٰ ج ۲ صفحہ ۵۸ سے پیش کیے تو یہ تو قرآن پاک کی آیات ہیں جو بطور الہام مرزا صاحب ۔

مکرر نقل کرتے ہیں اس سے ان کے عقیدہ کو کیا تعلق

(۱۵)

الارض والسماء معك كما هو معی

خلاصہ جواب مختار مدعا علیہ ۔

(۱) "جو اس تاویل سے واحد ہے کہ اس کا ترجمہ مخلوق ہے۔" (سراج منیر صفحہ ۸۱)

(۲) جو کہ خبر واحد بتاویل ما فی السموات والارض ہے۔" (براہین جلد ۴ صفحہ ۴۸۷)

گواہ مدعیہ نے اس الہام سے مرزا صاحب پر یہ بہتان باندھا ہے کہ گویا مرزا صاحب نے اس الہام سے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرح حاضر و ناظر جانا ہے حالانکہ نہ تو مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کو" الخ ۔

(۳) اس الہام کا وہ مطلب ہے جو براہین حصہ پنجم صفحہ ۶۱ پر ہے"۔

(۴) اس کا مطلب یہ ہے کہ زمین و آسمان سے آپ کی صداقت کے نشانات ظاہر ہوئے ؎

آسمان بارد نشان الوقت مے گوید زمین الخ   تو نے طاعون کو بھی بھیجا مری نصرت الخ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) "اس قسم کی معیت سے شرک مراد لینا حد درجہ کی نادانی ہے کیونکہ اگر اس سے شرک لازم آیا تو جو خدا کی معیت کا مدعی ہو زیادہ مشرک ہونا چاہیئے" الخ (آیات)

(۶) مشابہت تامہ مراد نہیں بلکہ یہ ہے کہ صداقت کے نشان ہیں"۔

(۷) اس میں حاضر و ناظر ہونا مراد لینا بعید از عقل نہیں بلکہ پرلے درجہ کی جہالت کا مظاہرہ کرنا ہے"۔

جواب

(۱) یہ گواہ ۔۱ مدعیہ کا ہرگز استدلال نہیں عدالت خود گواہ ۔۱ مدعیہ کا بیان ملاحظہ فرمائے وہاں اس تقریر کا نام و نشان بھی نہیں۔

اور دراصل جو اس سے استدلال کیا گیا ہے اور بحث میں متعدد مرتبہ تذکرہ آیا وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جس طرح اپنی ذات میں یکتا ہے ان ہی صفات اور تمام امور میں۔ پس کسی چیز کی خدا سے تشبیہ دینا خواہ وہ کسی قسم کی تشبیہ ہو موہم تنقیص و شرک ہے اور دوسرے مشرکانہ عقائد کی روشنی اور متکلم کے دیگر اقوال کے قرینہ سے یہ بھی ایک مشرکانہ عقیدہ ہو جائے گا۔

اس الہام میں کہ الارض والسماء معک کما ھو معی ۔ یعنی زمین و آسمان تمہارے (یعنی مرزا صاحب کے) ساتھ ویسے ہی ہیں جیسے کہ وہ میرے ساتھ۔

کسی قسم کی معیۃ ہو خواہ علمی خواہ کوئی اور جس طرح خدا کے ساتھ کوئی چیز ہے اسی طرح کسی اور سے معیت ثابت کرنا خدا کے ساتھ شرک نہیں تو توحید کا کونسا حصہ ہے۔ مفصل جواب تاویلات)

(۲) مختار مدعا علیہ نے اولاً ضمیر ہو کی بحث کی کہ مخلوق مراد ہے الخ۔

جواب۔ جواب خواہ مخلوق مراد ہو یا ہر ایک زمین و آسمان اعتراض تشبیہ کا کہ خدا جیسی معیۃ کو بدستور باقی اور شرک ثابت کرنے کو کافی و دافی ہے۔

(۳) براہین حصہ پنجم صفحہ ۱۶ پر عدالت خود ملاحظہ فرمائے اس الہام کا کوئی مطلب بیان نہیں کیا گیا اس سے استنباط بھی نہیں ہو سکتا۔ البتہ مختار مدعا علیہ کی خوش عقیدگی سے یہ مطلب اگر نکلتا ہو تو وہ نہ کسی پر حجت ہے نہ مرزا صاحب کی مراد۔

(۴) یہ کہنا کہ اس سے مراد صداقت کے نشان ہیں اور چند مثالیں دینا محض غلط ہیں یہ تمام صداقت کی مثالیں محض غلط اور جھوٹ اور خدا تعالیٰ پر افتراء ہیں مرزا صاحب کی صداقت کا ایک نشان بھی مدۃ العمر صداقت کی کسوٹی پر نہ اترا موضوع بحث نہیں ورنہ مفصل عرض کرتا نیز اس کھلے ہوئے مشرکانہ عقیدہ سے مراد صداقت کا نشان قرار دینا صرف مختار مدعا علیہ کی ذاتی اور غلط رائی ہے یہ تو ایسا مشرکانہ قول ہے کہ اسلام میں ہم کیا ہمارے باپ دادا نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ سنا ہوگا یہ صداقت کی دلیل ضرور ہیں۔
مگر مرزا صاحب کی نہیں بلکہ ہمارے آقا و مولی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی باتیں کرنا دجال وکذاب کی نشانی قرار دیا ہے ارشاد ہے کہ۔

لا تقوم الساعۃ حتی تبعث دجالون کذابون یأتونکم من الاحادیث مالم تسمعوا انتم ولا آباءکم فایاکم و ایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم۔

(ترمذی شریف و مسلم شریف)

یعنی قیامت نہیں آسکتی جب تک اس قسم کے دجال وکذاب نہ اُٹھیں کہ تمہیں وہ باتیں کہیں جو تم نے اسلام میں سنیں اور نہ تمہارے آباؤ نے پس ان سے بالکل علیحدہ رہنا۔ دیکھو تمہیں گمراہ نہ کردیں اور فتنہ میں نہ پھنسائیں۔ اس سے مختار مدعا علیہ خود فیصلہ کرے کہ کیا مطلب ہے۔

(۵) مختار مدعا علیہ کا اس میں سخت کلامی کے بعد یہ ارشاد ہے کہ اگر معیتہ آسمان وزمین سے شرک ہوا تو جس سے خدا کی معیت ہو وہ بھی مشرک ہوگا۔

جواب۔ یہاں معیت کا اعتراض ہی نہیں بلکہ تشبیہ کا ہے کہ جیسی خدا کی معیت ہے ویسی کسی کی نہیں ہوسکتی اور مرزا صاحب کا الہام ہے کہ زمین وآسمان تیرے ساتھ ہیں جیسے کہ وہ میرے ساتھ ہیں یہ لیس کمثلہ شئ کی ایک تابعدی کڑی ہے اور وہاں تمام قرائن بھی مجتمع ہیں اُسے کاٹ کے علیحدہ جواب ہی اس لیے دیا گیا تاکہ خلط ہوسکے اور مغالطہ کا موقع مل جائے۔

(۶) تاویل قول مختار مدعا علیہ "مشابہت تامہ مراد نہیں بلکہ صداقت کے نشان مراد ہیں" الخ۔
جواب مشابہت تو تسلیم ہی کرلی جو موجب شرک ہے خواہ تامہ ہو یا ناقصہ خدا کے ساتھ مخلوق کسی طور پر مشابہت نہیں رکھتی۔ تامہ کا تو شاید کفار کو بھی خطرہ نہ گذرا ہو۔ ناقصہ کی وجہ سے وہ بھی مشرک ہیں ورنہ کوئی کافر اپنے معبود ان باطل کو خدا کے مشابہ تام نہیں مانتا۔
باقی میں بتاچکا کہ یہ صداقت کا نشان یا اس کی طرف اشارہ نہیں بلکہ دجال وکذاب ہونے کی نشانی ہے۔ جواب تو بن نہ سکا مختار مدعا علیہ نے الفاظ ذیل میں اپنا دل ٹھنڈا کرلیا کہ "یہ مطلب مراد لینا حد درجہ کی نادانی پرلے درجہ کی جہالت کا مظاہرہ ہے"۔ جس پر ہم کچھ عرض نہیں کرتے۔ یہ ان کی تیز کلامی ہمارے سر آنکھوں پر۔

(ابو الوفاء)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلی و اصوم و اسھر و انام الخ (البشریٰ ج۲ ص۹)

خلاصہ جواب مختار مدعا علیہ ملاحظہ ہو۔ مختار مدعیہ نے اس الہام پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی صفات منسوب کی گئی ہیں جو خدا کی شان کے بالکل مخالف ہیں اور آیت لا تاخذہ سنۃ و لا نوم ۔ کے مخالف ہیں اور یہ بھی اس کا ایک مغالطہ ہے کیونکہ پہلے حصہ میں مذکورہ امور خدا تعالیٰ کے متعلق نہیں بلکہ ملہم کی شان کا اظہار کر رہے ہیں اور دوسرا حصہ خدا تعالیٰ کے متعلق ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ اپنی تجلی کے نور سے تجھ میں دکھلاؤں گا اور تجھے وہ نعمت دوں گا جو ہمیشہ رہے گی تحقیق خدا ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ کرتے ہیں اس دوسرے حصہ میں جن انعامات کا ذکر کیا گیا ہے اسی کی وجہ پہلے حصہ الہام میں ملہم کی حالت ذکر کر کے بیان کی گئی ہے کہ آپ شریعت اسلامیہ کے پابند اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں"

جواب:۔ جواب البشریٰ کا حوالہ مذکور عدالت کے حضور پیش ہے یہ حوالہ الہامات ۱۹۰۳ء کے ہیڈنگ کے تحت درج ہے اور اُس کا نمبر ۲۳۹ ہے اصل عبارت مع ترجمہ البشریٰ درج ہے اپنا ترجمہ بھی نہیں۔

اصلی و اصوم و اسھر و انام و اجعل لک انوار القدوم و اعطیک ما یدوم و ان اللہ مع الذین اتقوا ۔ (ترجمہ) میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا جاگتا ہوں اور سوتا ہوں اور تیرے لیے اپنے آنے کے نور عطا کروں گا اور وہ چیز تجھے دوں گا جو تیرے ساتھ ہمیشہ رہے گی خدا ان کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں ۔(البشریٰ ج۲ ص۹) ملاحظہ ہو یہ خدا کا الہام ہے مرزا صاحب مخاطب ہیں خدا تعالےٰ متکلم ۔ پھر کس قدر دلیری ہے ایسی کھلی ہوئی چیزیں میں یہ کہنا کہ ایک حصہ سے مرزا صاحب کی حالت مراد ہے اور وہ متکلم ہیں اور ایک سے خدا مراد ہے اصل یہ ہے کہ چونکہ مرزا صاحب خدا کی جسمیت کے قائل ہیں جیسا کہ بحوالہ توضیح مرام گذر چکا کہ اُس وجود اعظم کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر ہیں عرض و طول رکھتا ہے" الخ ۔

جس کا مختار مدعا علیہ نے یہ تک جواب نہ دیا کہ یہ غلط ہے اس کے بعد کے غیر متعلق فقروں کی تاویلیں کیں مگر ان کا کچھ بھی جواب نہ ہو سکا لہٰذا مرزا صاحب چونکہ خدا کے جسم و حدوث کے قائل ہیں اسی تخیل پر خدا انسے یہ بھی کہتا ہے کہ "میں سوتا ہوں اور جاگتا ہوں" (البشریٰ بحوالہ مذکور)

اور خدا کے واسطے سونا کجا اُونگھ بھی ناممکن ہے اس کی توحید کا ایک جزو اعظم منصوص مصرح یہ عقیدہ ہے کہ

اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ و لا نوم الخ

اور جس صفت سے خدا تعالیٰ اپنی پاکی کا صراحۃً اظہار کرے اور اپنے واسطے تنقیص اور عیب ٹھہرائے اُسے حقیقۃً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یا مجازاً و تاویلاً کسی طرح اس کی طرف منسوب کرنا اس کی توہین اور شرک اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی توحید کے بالکل خلاف ہے۔
خدا کی شایان شان جو چیز نہ ہو اسے صرف اس کی طرف منسوب کرنا ہی کفر ہے عقیدہ ہو یا نہ ملاحظہ ہو جرح گواہ مدعا علیہ نمبر ۱/۲ مارچ ۱۹۳۳ء بحوالہ فتاوی عالمگیری ج۲ صفحہ "کہ وہ شخص کافر ہوگا جو خدا تعالیٰ کو ایسی چیز سے موصوف کرے جو اس کی شان کے لائق نہیں یا خدا کے نام کے ساتھ ہنسی کرے یا بیٹا بنائے یا بیوی بنلائے یا اسے جہل کی طرف نسبت یا عجز کی طرف نسبت کرے اور نقص کی طرف "الخ۔
اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے نوٹس کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ مرزا صاحب نے مذکورہ بالا کفریات سے نہ صرف ایک دو بلکہ ان سب کا مع شیٔ زائد ارتکاب فرمایا ہے اس الہام کا یہ مطلب لینا کہ "آپ شریعتہ اسلامیہ کے پابند اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں" کس قدر مضحکہ خیز اور بے ربط تاویل ہے الہام مع انہیں کے ترجمہ کے اوپر درج ہے ملاحظہ فرمایا جاوے۔ اس کی تائید میں مختار مدعا علیہ نے مندرجہ ذیل عبارت لکھی ہے۔
"کہ آنحضرتؐ کو ان اشخاص کی باتیں پہنچیں جن میں سے ایک نے کہا کہ میں ساری رات خدا کی عبادت ہی کرتا رہوں گا اور سوؤنگا نہیں اور دوسرے نے یہ کہا تھا کہ میں کبھی نکاح نہیں کروں گا اور ایک نے یہ کہا تھا۔ کہ میں ہمیشہ روزے رکھوں گا تو آپ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ دیکھو میں تم سے زیادہ متقی اور خدا تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں۔ میں نے نکاح بھی کیا ہے اور روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں پس تمہیں میری سنت پر چلنا چاہیئے (بخاری کتاب النکاح ج۳ صفحہ ۲۳)۔
تو اس بات کا الہام کہ پہلے حصہ میں ملہم کی زبان پر ذکر کیا گیا ہے (ایں راہ کہ تو مے روی بترکستان است) کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور روزہ بھی رکھتا ہوں اور جاگتا ہوں اور سوتا بھی ہوں یعنی میں خدائی کا دعویدار نہیں ہوں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والا ہوں اور ایک مسلمان بندہ ہوں"۔
جواب میں حیران ہوں اور غالباً عدالت کو بھی تحیر ہوگا کہ گفتگو تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ مرزا صاحب پر ۲/ فروری ۱۹۰۳ء کو یہ الہام فرماتا ہے کہ "میں جاگتا ہوں اور سوتا ہوں" اور جواب میں مختار مدعا علیہ یہ حدیث پیش کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو فرمایا کہ میں روزے رکھتا ہوں افطار بھی کرتا ہوں نماز پڑھتا ہوں تمہیں میری سنت پر چلنا چاہیے اصل ضروری عبارت حدیث ملاحظہ ہو۔ "تو آپ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ دیکھو میں تم سے زیادہ متقی اور خدا تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں میں نے نکاح بھی کیا ہے اور روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں پس تمہیں میری سنت پر چلنا چاہیئے"۔
اس میں کس جگہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو الہام فرمایا کہ "میں سوتا بھی ہوں جاگتا بھی ہوں" اس میں تو آپ صحابہ کو خطبہ یعنی وعظ فرما رہے ہیں کہ میں یہ افعال کرتا ہوں باوجودیکہ تم سے زائد خدا کا خوف رکھتا ہوں تم میری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت پر چلو اور رہبانیت اختیار مت کرو۔ اس کا کوئی بھی جواب گو غیر معقول ہی ہو مختار مدعا علیہ کے پاس نہیں ہے ادھر اُدھر کی بے ربط باتیں اور کبھی کچھ پیش کرتا ہے جو خود اس کی پراگندگی خاطر اور تحیر کا نمونہ ہیں مختار مدعا علیہ نے غالباً خود اس جواب کی لغویت کا خیال فرمایا اور ایک اس سے زیادہ بے معنی اپنی طرف سے جواب اور پیش کیا کہ رد یہاں قل محذوف ہے جیساکہ قرآن مجید کی متعدد جگہوں میں قل محذوف ہوتا ہے۔ سورۃ فاتحہ بھی انہی میں سے ہے الخ جواب۔ یہ وہی قدیمی عادت ہے جو اعتراض مرزا صاحب پر ہو وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جو ان کے الہام یا وحی پر ہو قرآن پاک جیسی بے مثل و بے نظیر خدا کی پاک اور آخری اور ہمیشہ رہنے والی کتاب پر کر دیا جاتا ہے اللہ انہیں ہدایت اور سمجھ دے تاکہ یہ بلاوجہ مسلمانوں کا دل نہ دکھائیں۔

اچھا جواب یہ ہے کہ قل کے محذوف ہونے کی کیا دلیل کہیں مرزا صاحب نے فرمایا کہ یہاں قل محذوف ہے پھر یہ ایک ہی الہام میں نصف حصے کے واسطے قل محذوف اور مرزا صاحب کا کلام اور نصف میں قل نہیں خدا کا کلام آخر کچھ تو تکی ہوئی تاویل ہونی چاہیئے سورۃ فاتحہ میں دیکھ لو اگر قل محذوف ہے تو ساتوں آیتوں میں یوں ہی اور جہاں جہاں ہے یہ تو نہیں کہ آدھے ٹکڑے کا قائل اور آدھے کا اور۔ اور پھر کوئی قرینہ نہیں۔ بخلاف اس کے مرزا صاحب کا اصل عقیدہ ہے کہ خدا کے بیشمار ہاتھ پیر ہیں طول و عرض بھی رکھتا ہے جیسے مختار مدعا علیہ بھی لاجواب تسلیم کر چکا ہے اور ایک حرف بھی جواب نہ دیا کھلا ہوا قرینہ ہے کہ وہ ضرور خدا تعالیٰ کو مجسم سمجھتے ہیں۔ اور سونا جاگنا خدا ہی کا مراد ہے۔ البشریٰ سے الہام مذکور مع ترجمہ بغور ملاحظہ فرمایا جائے کوئی بھی تاویل کارگر نہیں۔ اور کھلا ہوا کفر ہے۔

مختار مدعا علیہ جب کہ مختار مدعیہ کے اعتراض سے لاجواب رہا تو اُس نے گواہ مدعیہ نمبر الف پر ایک بے معنیٰ اعتراض کر دیا تاکہ ان کی شہادت جو نہایت معتبر و معزز اور جرح سے سالم ہے۔ یوں ہی مخدوش ہو جائے۔ اصل الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"جیسے مختار مدعیہ نے ملہم کے صریح اقوال کے خلاف الہام کا مطلب لے کر عدالت کو مغالطہ دینے کی کوشش کی ویسے ہی بلکہ اس سے کہیں زیادہ مدعیہ کے چار گواہوں کے علاوہ دو گواہوں میں سے نمبر الف نے عدالت کو مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے اور اس الہام کے لیے البشریٰ صفحہ ۹۴ کا حوالہ دے کر یہ مطلب لکھوایا ہے اور جس طرح میں قدیم ازلی ہوں اس طرح میں نے تیرے لیے ازلیت کے انوار کر دیے ہیں اور تو بھی ازلی ہے حالانکہ نہ یہ الہام کا مطلب ہے اور نہ ہی البشریٰ میں یہ ترجمہ لکھا ہے اس میں اس فقرہ کا یہ ترجمہ درج ہے اور نیرے لیے ....تا........ اختیار کرتے ہیں کیا ایسے گواہ جو بات کو اپنی طرف سے بنا کر دوسرے کی طرف منسوب کرنے سے نہیں ڈرتے وہ اس قابل ہیں کہ ان کی شہادت قبول کی جائے"!!

اس میں عدالت کو یہ مغالطہ دینا چاہا ہے کہ انھوں نے یہ ترجمہ البشریٰ سے لکھا ہے اور یہ غلط ہے البشریٰ کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ اس کے مغایر ہے۔

جواب۔ اولاً یہ ترجمہ نہیں۔ بلکہ اپنا استنباط اور مطلب ہے۔ جو مختار مدعا علیہ کو بھی مسلم ہے ملاحظہ ہو کوٹیشن مذکورہ بالا کا ابتدائی حصہ۔

"اور اس الہام کا البشریٰ سے حوالہ دے کر یہ مطلب لکھوایا ہے"۔

صرف البشریٰ سے الہام کا حوالہ ہے نہ ترجمہ کا اور مطلب یعنی اپنا استنباط لکھوایا ہے نہ ترجمہ۔ لہٰذا اعتراض ہی لغو ہے۔

نیز البشریٰ کا ترجمہ نہ تو مرزا صاحب کا ہے نہ کسی معتبر عربی دان کا پھر اگر وہ خود صحیح ترجمہ اس عربی کا کر دیں تو کونسی قباحت ہے۔

یہ ترجمہ مؤلف البشریٰ بابو منظور الٰہی کا ہے جس کے متعلق مختار مدعا علیہ نے ۱۸ دسمبر کی بحث میں اسم ولدی کی تحت میں یہ لکھا کہ "اس کے مؤلف بابو منظور الٰہی ملازم محکمہ تار ریلوے نے دیباچہ میں لکھدیا ہے۔ کہ وہ کوئی عربی دان نہیں"۔

پس ایک جاہل آدمی کا ترجمہ کسی عربی دان عالم پر کیا حجت تھا وہ غلط تھا اپنا صحیح ترجمہ مطلب خیز پیش کر دیا یہ اور گواہ کے علم و فضل و دیانت کی دلیل ہے کہ غلط ترجمہ پر بنیاد نہ رکھی بلکہ صحیح پیش کر دیا اسے مختار مدعا علیہ مغالطہ سمجھ کر گواہ کو ناقابل اعتبار کہے یا مختار مدعیہ اور گواہ مذکور کے واسطے ناشائستہ الفاظ استعمال کرے اُس کی خوشی عدالت کو نہ اس سے مغالطہ ہو سکتا ہے اور نہ وہ بے لوث غیر مجروح شہادت اس طرح مجروح ہو سکتی ہے اس کے بعد مرزا صاحب کا مسلمانوں جیسا عقیدہ براہین وغیرہ سے خدا کے متعلق نقل کیا ہے اس کا اصولی جواب یہ ہے کہ وہ عقیدہ ابتدائی ہے جب دعوی نبوت اور یہ تمام کفریات نہ تھے کیونکہ براہین تو بڑی مقدم کتاب ہے جب تک تمام مسلمان اسی کے ساتھ تھے اور بقول مختار مدعا علیہ مرزا صاحب کے دشمن اور مرتد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی مداح ہے اور ان کا ریویو اس پر موجود ہے یہ الہام ۱۹۰۳ء کا ہے اس کے بعد کا کوئی حوالہ اس کے خلاف یا تردید کا نہ پیش کر سکے لہٰذا یہ بھی لاجواب کفر رہا۔

(۱۷)

اعطیت صفۃ الاحیاء و الافناء من الرب الفعال

خلاصہ استدلال مختار مدعا علیہ۔

(۱) مرزا صاحب کے مذکورہ بالا الہام سے مختار مدعیہ نے یہ غلط استدلال کیا کہ مرزا صاحب نے اس قول سے اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کو خدائے تعالیٰ کی صفت محی و ممیت میں شریک مانا ہے۔

(۲) پھر مختار مدعیہ پر حسب عادت بہت ناراضی اور تیز کلامی کا اظہار فرما کے لفظ اعطیت من الرب الفعال ۔ کا اپنی مراد پر قرینہ بتانا چاہا ہے۔ اور یہ بھی فرمارہے ہیں کہ مختار مدعیہ نے مغالطہ کے واسطے لفظ من الرب الفعال ۔ نہیں ذکر کیا۔

(جواب)

اس جواب میں بھی ہمارے اعتراض کو اپنے الفاظ میں غلط نقل کیا۔ اعتراض یہ ہے کہ کسی کا خدا کے اذن سے بطور معجزہ و کرامت مردہ زندہ کرنا اور چیز ہے اور مارنے جلانے کی صفت اور قدرت حاصل ہو جانا اور چیز ہے یہ تو ہو سکتا ہے اور ہوا ہے کہ انبیاء اولیاء نے باذن الٰہی بعض مرتبہ مردہ زندہ کیا مگر دائمی صفت مارنے جلانے کی نہ دی گئی تھی کہ جب چاہیں ماریں جب چاہیں جلائیں۔

پیدا کرنا۔ رزق و اولاد دینا مارنا جلانا یہ وہ صفات ہیں کہ بہ اتفاق اہل سنت والجماعت غیر اللہ میں بطور صفت کے نہ ذاتی ہو سکتے ہیں نہ عطائی۔

باذن اللہ کسی کے ہاتھ پر مردہ زندہ ہو جائے۔ مگر اس صفت کے مالک نہیں کر دیے جاتے کہ اللہ نے یہ صفت دیدی جب چاہیں اپنے اختیار سے کام لیں جیسے کہ صفت بینائی عطا فرمائی جب چاہیں اس سے دیکھیں صفت سماعت بخشی۔ جب چاہیں سنیں۔

صفت ملنا وہی کہلاتا ہے کہ ملنے کے بعد استعمال کا ہر وقت ہر طرح مجاز ہو۔ اور معجزہ میں اختیار کو کوئی دخل نہیں یہاں قال اللہ تعالیٰ ما کان لنبی ان یاتی بایۃ الا باذن اللہ (قرآن حکیم)

پس مرزا صاحب کا یہ فرمانا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے مارنے جلانے احیاء و افناء کی صفت عطا فرمائی ہے سراسر کھلا ہوا شرک ہے۔ یہ صفت صفات مختصہ باری تعالیٰ سے ہے کسی کو عطا نہیں ہو سکتی۔ قرآن پاک میں تصریح موجود ہے۔ ھوالذی یحیی و یمیت صرف اللہ ہی کی شان مارنا جلانا ہے تمام کتب عقائد اس سے پُر ہیں کہ یہ اور اس قسم کے صفات مختص بذات باری تعالیٰ ہیں۔ پس مرزا صاحب اپنے آپ کو اس صفت میں خدا کا شریک مان کر لا الہ الا اللہ پر مومن نہ رہے۔

(۳) اور یہ کہنا سراسر افتراء ہے کہ مختار مدعیہ نے لفظ من الرب الفعال حذف کر کے پیش کیا ہے۔ کیونکہ اولاً تو میرے نوٹوں میں موجود ہے نیز جرح میں کُل نوٹ کرایا گیا اور بحث میں اصل کتاب سے اس دعویٰ کے ساتھ پیش ہوا کہ اگر شبہ ہو دیکھ لیں۔ باقی جواب ماسبق سے واضح ہو گیا کہ لفظ اعطیت اور من الرب الفعال کی آڑ شرک سے بچا نہیں سکتی۔ کیونکہ یہ صفت ذاتی تو کسی کو کیا ہوتی۔ عطائی بھی یہ صفت اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنہوں نے مردہ زندہ کیے سنگریزوں نے جن کا کلمہ پڑھا اُستن حنانہ جن کے واسطے سسکیاں بھر کر رویا انہوں نے بھی نہ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے صفت احیاء و اماتۃ وافادی ہے اور تمام انبیاء صحابہ کرام۔ ائمہ دین۔ صوفیائے کرام ابدال قطب۔ غوث کسی سے ایک نظیر بھی پیش نہ کر سکے نہ پیش کی جا سکتی ہے۔
اللہ کے پاک بندے اس سے مبرّا و منزّہ ہیں۔ باقی تاویلیں خواہ خطبہ الہامیہ سے ہوں یا کہیں اور سے محض لغو ہیں۔

(۱۸)

نئی زندگی نیا خدا الخ

تریاق القلوب ص۳۹۔
اس کا کچھ بھی جواب مختار مدعا علیہ پیش نہ کر سکا اصل الفاظ جواب مختار مدعا علیہ یہ ہیں۔ اس عبارت سے مختار مدعیہ نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مرزا صاحب نعوذ باللہ) خدا تعالیٰ کو متغیر و متبدل مانتے ہیں اور یہ بھی مختار مدعیہ کا ایک مغالطہ ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب خدا تعالیٰ کو ازلی و ابدی غیر متبدل مانتے ہیں اور نیا خدا ہونے سے ہرگز آپ کی یہ مراد نہیں ہے کہ خدا پُرانا ہو گیا تھا۔ اور اب نیا ہو گیا۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ جب انسان خدا کی طرف جھکتا ہے اور ایک نیا رنگ عبودیت کا اختیار کرتا ہے جس کو نئی زندگی سے تعبیر کیا گیا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر نئے رنگ کی تجلّی فرماتا ہے اور بندہ سے اس کا معاملہ ایک نیا معاملہ ہوتا ہے الخ مختار مدعا علیہ نے یہ اپنی طرف سے ایک معنیٰ باہر سے ڈالے ہیں جن کا وہاں کہیں پتہ نہیں نہ کوئی خارجی سیاق و سباق میں نام و نشان ہے۔ نہ مختار مدعا علیہ اس کے جواب میں کوئی دلیل پیش کر سکا نہ پیش کر سکتا تھا۔ مرزا صاحب کی عبارت اس شرکیہ میں بالکل واضح اور غیر مشتبہ ہے نیز دوسرے کفریات سے ملا کر تو عظیم الشان کفر ہو جاتا ہے جس سے مخلوق کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

اصل عبارت ملاحظہ ہو:۔
نئی زندگی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ ایک نیا یقین پیدا نہ ہو اور کبھی نیا یقین پیدا نہیں ہو سکتا جب تک موسیٰؑ اور مسیحؑ اور ابراہیمؑ۔ اور یعقوبؑ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نئے معجزات نہ دکھلائے جائیں۔ نئی زندگی انہیں کو ملتی ہے جن کا خدا نیا ہو یقین نیا ہو نشان نئے ہوں اور دوسرے تمام لوگ قصوں اور کہانیوں کے جال میں گرفتار ہیں۔

(تریاق القلوب ص۳۹)
باقی اللہ کے متعلق مرزا صاحب کی خوش عقیدگی جو کشتی نوحؑ اور اشتہار ملحقہ شہادت القرآن سے پیش کی ہے۔ اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے اس کی شرح چاہی ہے یہ معلوم ہونے کے بعد کہ مرزا صاحب کی عادت ہی کھلے ہوئے متعارضات اور اختلاف بیانی کی ہے۔ محض بے سود ہے جو شخص برابر متعارض کلام بولتا ہو اس کا ایک کلام دوسرے کی شرح نہیں ہوا کرتا۔

نمونہ ملاحظہ ہو

متعارض اقوال

ایک قول۔

مسیح موعود و مثیل مسیح کے متعلق

(۱) میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارہ میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشگوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۹۵)

نبوت مسیح موعود (۲) وہ ابن مریم آنیوالا ہے کوئی نبی نہیں ہوگا

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۲۰)

مسیح کا امتحان (۱) یہ ظاہر ہے کہ مسیح ابن مریم اہل امت کے شمار میں آگئے ہیں۔

(ازالہ اوہام دوم صفحہ ۶۲۳)

مہدی کے متعلق (۱) اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانیوالا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے سے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلعم نے دی تھی وہ میں ہی ہوں (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۲۰)

پہلے قول کا متعارض

(۱) اس عاجز نے جو مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔

(ازالہ خورد صفحہ ۱۹۵ کلاں صفحہ ۷، گواہ نمبر ۲ صفحہ ۸۴ گواہ نمبر ۱ صفحہ ۲۸)

(۱) میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ختم ہو گیا بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ مثیل میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔

ازالہ صفحہ ۱۵ کلاں ۸۳

(۲) جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ چلتا ہے اس کا حدیثوں سے یہ نشان دیا گیا کہ وہ نبی ہے

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۹)

(۳) حضرت عیسیٰ کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ صفحہ ۱۹۲)

(۱) الف میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمۃ و عترتی وغیرہ ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ صفحہ ۱۸۵ گواہ نمبر ۲ صفحہ ۱۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) میں خدا سے حکم پاکر کہتا ہوں کہ میں نبی فارس سے ہوں بموجب اس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے نبی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہلِ بیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔

(ایک غلطی کا ازالہ)

ضمیمہ حقیقۃ النبوۃ حصہ اول صفحہ ۲۲۶

دعویٰ مہدیت ونبوۃ الف (۱) نبوت کا دعوے نہیں بلکہ مہدیت کا دعویٰ ہے جو خدائے تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے (ازالہ اوہام صفحہ ۱۷۸ گواہ نمبر ۲ صفحہ ۵۳ - وقریب منہ توضیح موسوم صفحہ ۱۸ حمامۃ البشریٰ صفحہ ۹)

ب (۱) وما کان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم الکافرین اور یہ مجھے کہاں پہنچتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں۔ اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافرین سے جا کر مل جاؤں ..... یہ کیونکر ممکن ہے کہ مسلمان ہو کر نبوت کا ادعا کروں۔ صفحہ ۹، حمامۃ البشریٰ طبع اول۔

ج (۲) اور خدا کی پناہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اور سردار دوجہان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا دیا میں نبوت کا مدعی بنا۔

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۳)

د (۳) میں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۹)

نوٹ:۔ مرزا نے یہ تعفن اس لیے کیا کہ کم فہم لوگ ابتداءً مرید ہو جائیں اور ہندوستان کی ذہنیت پیر کے متعلق یہ ہے کہ پیرِ من خس است الخ اعتقادِ من بس است پھر جو چاہا سنوایا۔

(۱) ہمارا دعوٰے ہے کہ رسول و نبی ہیں اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء۔

(۲) نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

(۳) سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء صفحہ ۱۱)

نوٹ:۔ باقی حوالوں کے لیے شیخ الجامعہ گواہ مدعیہ نمبر الف کا بیان ملاحظہ ہو۔

- ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے ..... ہم پر کئی سال سے وحی نازل ہو رہی ہے ..... اس لیے ہم نبی ہیں بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء حقیقۃ النبوت صفحہ ۲۷۲)

مگر باوجود اس شدومد کے خصوصاً ۱۹۰۷ء کے بعد کھلا ہوا دعویٰ نبوت ہے۔

تکفیر مسلمین

(۱) خدا نے میرے اوپر ایمان لانے کے واسطے تاکید کی میرا دشمن جہنمی ہے۔

(انجام آتھم صفحہ ۶۲)

(۲) بہر حال خدا نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے حقیقۃ الوحی ۱۶۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۴) بعد ختم المرسلین میں کسی دوسرے مدعی رسالت و نبوت کو کاذب و کافر جانتا ہوں وہی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ اشتہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۸۹۔

(۵) ان پر واضح ہو کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور کلمہ لا الہ الا اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔

(تبلیغ رسالت ج ۶ صفحہ ۲)

تکفیر مسلمین۔

(۱) یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنی دعوے سے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب الشریعۃ کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔

(تریاق القلوب حاشیہ صفحہ ۱۳۰)

(۳) خط بنام عبدالحکیم مرتد حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۹

(۴) ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدی کو مسلمان نہ سمجھیں۔

(انوار خلافت صفحہ ۳۵)

(۵) سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت شامل نہ ہوئے خواہ انہوں نے ان کا نام تک نہ سنا ہو وہ کافر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

(آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

لہٰذا یہ بطور کلیہ کے ملاحظہ عدالت کے لیے پیش ہے کہ جس کی عادت اس قسم کی خلاف بیانی کی ہو اس کی عبارات ایک دوسری کی شرح نہیں ہو سکتیں۔ اور مختار مدعا علیہ نے جو دور دراز کار بے ربط اور بلا قرینہ کچھ اس قسم کے متعارضات میں تاویلات کر کے تطبیق کی شکل نکالی ہے۔ وہ محض لاحاصل اور بے معنیٰ ہے جیسا کہ اپنی جگہ پر آئے گا اور عدالت خود مسل سے ملاحظہ فرما سکتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۹)

متشابہات

قول مختار مدعا علیہ :

"اُن اعتراضات کا جواب دینے کے بعد جو مختار مدعیہ نے اس امر کے ثبوت میں پیش کئے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مانتے اور خدا تعالےٰ کی طرف ایسی صفات منسوب کرتے ہیں جو ان کے شان کے شایان نہیں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ الٰہی کلام ہمیشہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک محکم دوسرا متشابہ اور خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ ابتغاء الفتنۃ جن کے دلوں میں زیغ اور کجروی کا مادہ ہوتا ہے وہ محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ فتنہ برپا ہو اور لوگ حق سے منحرف ہو جائیں چنانچہ قرآن مجید میں بھی دونوں قسم کا کلام پایا جاتا ہے اور بعض کوتہ اندیش متشابہات کو ظاہری مضمون میں لے کر جادہ مستقیم سے منحرف ہو گئے اور خدا تعالیٰ کو بھی ایک مجسم چیز کی طرح سمجھنے اور اس کے لیے ہاتھ آنکھ وغیرہ ماننے لگے اور یہ سمجھا کہ واقعی عرش پر وہ ایک بادشاہ کی طرح بیٹھا ہوا ہے لیکن سمجھدار اور عارفان الٰہی نے ایسے کلمات کو محکمات کے تابع کیا۔ اور ان کے ایسے معنی کئے جو محکمات کے مخالف نہ تھے"

جواب : عبارت مذکورہ بالا کے خط کشیدہ الفاظ خصوصیت سے قابل ملاحظہ ہیں جس میں اصول ٹھہرایا ہے کہ "کلام الٰہی ہمیشہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک محکم دوسرا متشابہ"۔

مگر واضح رہے کہ یہ اصول مرزا صاحب کے کلام پر اس وقت چسپاں ہوگا کہ ان کے تمام کلام یا الہامات کو الٰہی کلام اور الہام تسلیم کر لیا جائے اور انہیں دعویٰ نبوت میں سچا اور ان کے الہامات وحی الٰہی مان لیں حالانکہ یہ چیز خود مابہ النزاع ہے ہم تو یہ سارے اقوال والہامات یا تو خود ساختہ مانتے ہیں یا وساوس شیطانی وہ ہرگز کلام الٰہی تسلیم نہیں ہو سکتے تائیدی نمونہ ملاحظہ ہو۔

(۱) یعنی یہ الہام ہوا تھا کہ عورت کی چال (ایلی ایلی لما سبقتانی بریت اذا کففت عن بنی اسرائیل۔ (مکاشفات صفحہ ۵)

(۲) "حیضہ کی آمدن ہونیوالی ہے"۔ (البشریٰ صہ ج ۲ ۱۳۲ نقل از بدر جلد ۶ نمبر ۳۱ صفحہ ۴)

(۳) "غلام احمد کی جے" (البشریٰ صہ ج ۲ ۱۳۲)

(۴) یریدون ان یروا طمثک (یعنی وہ تیرا حیض دیکھنے کا ارادہ کرتے ہیں) (اس الہام کی تشریح خود مرزا صاحب کی زبانی اس طرح ہے بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی یا ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے"
(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۳)

(۵) "ہو شعنا نعسا" (یہ الہام شاید عبرانی ہے جس کے معنی نہیں کھلے" (البشریٰ ص ۴۳ ج ۱ نقل از بدر جلد دوم نمبر ۱۶ مطبوعہ ۸ر مئی ۱۹۰۳ء از حضرت مسیح موعود۔

(۶) پیریشن عمر براطوس یا بلاطوس۔ (نوٹ) آخری لفظ پڑالموس ہے یا بلالموس ہے بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اس جگہ پرالموس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔
(البشریٰ ص ۵۱ ج ۱) نقل از مکتوب احمدیہ ص ۶۸ ج ۱)

(۷) غثم غثم غثم لہ دفع الیہ من مالہ دفعتہ دیا گیا اس کو مال اس کا اچانک (البشریٰ ص ۵ ج ۲ نقل از الحکم) جلد ۲ ع ۲۶ و ۲۷۔

(۸) آئی لَو یُو۔ (ترجمہ) میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ (A) I love you.
آئی ایم وِد یُو (ترجمہ) میں تمہارے ساتھ ہوں۔ (B) I am with you.
آئی شیل ہیلپ یو (ترجمہ) میں تمہاری مدد کروں گا۔ (C) I shall help you.
آئی کین واٹ آئی وِل ڈُو (ترجمہ) میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ (d) I can what I will do.
وِی کین واٹ آئی وِل ڈُو (ترجمہ) ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔ (E) We can what we will do.
دِس اِز مائی اینیمی (ترجمہ) یہ میرا دشمن ہے۔ (F) This is my enemy.
ان الہامات کے نزول کے وقت ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے البشریٰ ص ۷ ج ۱ نقل از براہین احمدیہ ج ۴ صفحہ ۴۸۔

(۹) " خاکسار پیپر منٹ" (کشف ص ۱۵ الحکم جلد ۹ نمبر ۷ البشریٰ ص ۹۴ ج ۲)
(۱۰) " ورڈز اینڈ لو گرلس" (ترجمہ الہامی) ایک کلام اور دو لڑکیاں (البشریٰ ص ۱۰۶ ج ۲)
(۱۱) "کلیسا کی طاقت کا نسخہ" (البشریٰ ص ۱۱۴ ج ۲ بدر جلد نمبر ۱۹ ص ۲)
(۱۲) " اب تک پیچھا نہیں چھوڑتی" (البشریٰ ص ۱۱۴ ج ۲ کشف نمبر ۲۲۹)
(۱۳) " کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا" (البشریٰ ص ۱۲۱ ج ۲)
(۱۴) " آمین الملک جے سنگھ بہادر" (البشریٰ ص ۱۱۸ ج ۲)
(۱۵) " خیر" کشف نمبر ۲۲۹ بدر جلد ۲ نمبر ۳۸ صفحہ ۳ البشریٰ ص ۱۱۹ ج ۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱۶) ؎ آنکہ گوید ابن مریم چوں شدی | ہست او غافل زرازِ ایزدی
آں خدائے قادر و رب العباد | در براہین نام من مریم نہاد
مدتے بودم برنگ مریمی | دست ناداده نه پیران زمی۔
ہمچو بکرے یافتم نشوونما | از رفیق راہ حق نا آشنا
بعد ازاں آں قادر رب المجید | روح عیسیٰ اندران مریم دمید۔
پس بہ نقش رنگ دیگر شد عیاں | زادزاں مریم مسیح ابن زماں
زیں سبب شد ابن مریم نام من | زانکہ مریم بود اول گام من
بعد ازاں از نفخ حق عیسیٰ شدم | شد زجائے مریمی برتر قدم
ایں ہمہ گفت است رب العالمین | گر نمیدانی براہین را ببین،

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳۹)

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷)

(۱۷) برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں۔

پس ہر عقلمند یہ سمجھ سکتا ہے کہ بے سرپا کلام ہرگز الہام الٰہی یا کلام ربانی نہیں ہو سکتا۔

دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ یہ بھی دعویٰ سرے سے غلط ہے کہ ہر الٰہی کلام دو قسم کا ہوتا ہے۔ محکم و متشابہ۔ بلکہ یہ صرف قرآن حکیم کی خصوصیت ہے۔ جیسا کہ مختار مدعا علیہ کی پیش کردہ آیت ہی سے واضح ہے جس کے ابتدائی اور آخری حصہ کو صرف اسی مغالطہ دہی کے واسطے کاٹ کر پیش کیا ہے ابتدائی حصہ ملاحظہ ہو۔

"ھوالذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات ھن ام الکتاب واخر متشابھات"

اسی اللہ نے آپ پر قرآن اتارا جس میں کچھ آیات محکمات ہیں جو اصل اصول کتاب ہیں اور کچھ متشابہات" اس میں تصریح ہے کہ یہ تقسیم صرف قرآنی آیات کی ہے حتیٰ کہ تورات و انجیل کی بھی نہیں۔ یہاں تک مرزا صاحب کے کلام کے واسطے گنجائش نکالی جائے۔

دوسرے اصطلاح قرآنی میں متشابہ وہ ہیں جو اللہ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان گفتگو کے لیے رموز و اشارات ہیں جنہیں کسی اور کے سمجھانے کو نہیں اتارا ان کا حکم یہ بتایا کہ علماء بھی اس میں غور و خوض نہ کریں بلکہ بلا تامل اسے خدا کی طرف سے سمجھ کر بلا تاویل کی فکر کے اس پر ایمان لے آئیں جیسے حٰمٓ عٓسٓقٓ. کٓھٰیٰعٓصٓ۔ استوی علی العرش ---- الخ وغیرہ

حالانکہ مرزا صاحب کا کلام نہ قرآن منزل علی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ اس پر بلا تامل ایمان لانا اور تاویل تک نہ کرنا ضروری ہے۔

www.KitaboSunnat.com

خود مختار مدعا علیہ بھی اس میں تاویلات کرکے یہ ثابت کر رہا ہے کہ یہ متشابہات نہیں کیونکہ اسی آیت پیش کردہ کا آخری حصہ جسے اسی مغالطے کے لیے قطع کر دیا ہے کہ "وما یعلم تاویلہ الا اللہ" الآیۃ

متشابہات کی تاویل کوئی بھی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور علماء راسخین بھی خدا کی طرف سے مان کر اس پر آمنا کہتے ہیں پس یہ متشابہات نہ ہوئے۔

یہ کہنا بھی سراسر لغو ہے کہ یہ مرزا صاحب کا کلام متشابہات سے ہے اور جن کے دلوں میں زیغ اور کجروی کا مادہ ہوتا ہے وہ فتنہ برپا کرنے کے واسطے اس کے پیچھے پڑتے ہیں الخ

کیونکہ اگر اس جیسے کھلے ہوئے کفریات اور لاجواب مشرکانہ خیالات کسی کو کفر سے بچا سکتے ہیں تو مختار مدعا علیہ کے اصول پر فرعون و نمرود ابولہب

بلکہ شیطان لعین کے کلام کو بھی متشابہات میں مان کر عین ایمان کلمات بتلانے پڑیں گے فرعون کا۔ انا ربکم الاعلیٰ۔ نمرود کا۔ انا احی وامیت۔ ابولہب کا۔ تباً لک۔ یہود کا۔ السام علیکم شیطان لعین کا۔ انا خیر منہ الخ

کیا یہ اسی اصول کے کلمات نہیں کہ تاویل ہو سکے۔ بلکہ مرزا صاحب کے کلام سے اس میں زیادہ آسانی سے تاویل ہو سکتی ہے۔

اول دونوں نمبر انا ربکم الاعلیٰ انا احی وامیت کے مقابل مرزا صاحب کا انت اسمی الاعلیٰ اور اعلیت صفتہ الاحیاء والافناء من الرب الفعال کا مقابلہ کرکے تاویلیں دیکھی جائیں۔ اگر یہ کہیں کہ مذکورہ بالا اشخاص کا کفر دوسرے ادلہ سے متفق علیہ ہے۔ تو مرزا صاحب کو دنیائے اسلام کا کونسا فرقہ مسلمان مان رہا ہے۔ عرب ہوں یا عجم۔ ہندوستان ہو یا افغانستان مصر ہو یا شام۔ غیر مقلد ہو یا مقلد۔ حنفی ہو یا شافعی مالکی ہو یا حنبلی صوفیہ کا گروہ ہو یا علماء ظواہر کا دیوبندی ہوں یا بریلوی۔ اہل سنت والجماعت ہوں یا شیعہ حضرات و اہلقرآن غرض کوئی ان کا کفر واضح ہونے کے بعد انہیں مسلمان نہیں سمجھتا۔

اور اس قدر آفتاب سے بادہ روشن وواضح کفریات کے بعد یہ مجمل اور متشابہ کفریات بھی مختار مدعا علیہ کے اسی تراشیدہ اصول کے تحت کفر ہی پر محمول ہونگے۔ نہ اسلام پر۔ اور متشابہات کا محکمات پر محمول کرنا متفقہ اصول قرار دیا ہے۔ اور ہم نے بھی اولاً بنیادی طور پر محکمات سے کفر ثابت کرکے تائید میں ان گول مول الہامات کو پیش کیا ہے اصل بنیاد کب ہیں دیکھیے کلمہ لاالٰہ الا اللہ کی تحت میں سب سے اول ۹ "والوھیتہ تتموج فی" بنیادی اصول ہے کہ اس کی الوھیتہ میرے اندر موجزن ہے"۔ اور جس میں الوھیت ہو وہ الٰہ کہلائے گا اور جس میں ربوبیت ہو وہ رب۔ پھر جب کوئی شخص اپنے کو بھی الٰہ مانے اور منوائے۔ اور لاالٰہ الا اللہ بھی پڑھے ایک مرتبہ کیا کروڑ مرتبہ ہرگز ایمان دار نہیں ہو سکتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ لاالٰہ الا اللہ میں صرف ایک اللہ الٰہ ہے اور یہاں نبی بھی الٰہ ہے۔ نیز اس کے سارے مریدین جن میں مدعا علیہ عبدالرزاق بھی ہے ان کے اس قول پر کہ الوھیتہ منتمر جہ فی - ایمان رکھتے ہیں۔ یعنی لاالٰہ الا اللہ بظاہر پڑھ کر بظاہر الوہیت کا حصہ صرف خدا تعالیٰ میں مانتے ہیں مگر مرزا صاحب کے اندر بھی الوہیت کے معتقد ہیں۔ پس جب کہ خدا کے سوا کسی ایک میں بھی الوھیتہ مان لی۔ تو کلمہ توحید پر جس کا مطلب صرف ایک خدا ہی کے اندر الوہیت منحصر کرنا تھا ہرگز ہرگز ایمان دار نہ رہے۔ اس سے زائد کیا وضاحت چاہتے ہیں اور اس سے زائد محکم کیا ہوگا کہ اوروں کا الٹا سیدھا ربط بے ربط جواب تو دیا مگر اس کے جواب کا باوجود سینکڑوں صفحات سیاہ کرنے کے نام تک نہ لیا۔

ے ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہِ کنعاں کا۔

قول مختار مدعا علیہ۔

"اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کاملین امت محمدیہ کو متشابہات ورثہ میں ملے جن پر خشک ملاؤں نے جہالت و نادانی سے اعتراضات کیے اور ان کے موردوں کو کافر و مرتد و واجب القتل ٹھہرایا الخ"

تمام علمائے کرام حتیٰ کہ علمائے حرمین شریفین کثرہم اللہ تعالیٰ سواد ہم اور تمام صوفیاء کرام اور بلا استثناء تمام فرق اسلامیہ نے مرزا صاحب اور ان کے اذناب و اتباع و مریدین و معتقدین کو بلکہ ان کفریات پر مطلع ہونے کے بعد مرزا صاحب کو مسلمان سمجھنے والوں کو بھی کافر و مرتد قرار دیا ہے۔

اب مختار مدعا علیہ کی خوشی جی چاہے انہیں خشک ملا جاہل و نادان کہے یا اس سے بڑھ کر کوئی گالی دے جب کہ ان کے مقتدا نے تمام انبیاء کرام حتیٰ کہ سید الرسل فخر کل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل بیت کرام و صحابہ علیہم الرضوان کو سب کچھ ان کہی کہہ ڈالی تو ان سے یہ کوئی غیر متوقع نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعیان نبوت اور ان کی امت کا یہ شیوہ ہی ہونا تھا ورنہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد یاتونکم من الاحادیث مالم تسمعوا انتم ولا اباءکم الخ کیونکر ہوتا اگر یہ نہ کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم صادق و مصدوق کی یہ پیشگوئی غلط ہو جاتی اور دین درہم برہم ہو جاتا۔ (العیاذ باللہ) صدق اللہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

قول مختار مدعا علیہ:۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رح فرماتے ہیں قرآن مجید میں متشابہات مثل ید التواد ۔۔۔۔ بما ۔۔۔۔ صحو (ہوش) میں تھے (مقامات امام ربانی صفحہ ۵۰)

اگر مختار مدعیہ کی طرز استدلال صحیح سمجھی جائے تو امام ربانی کی اس منقولہ حدیث سے خدا کا مجسم ہونا اس سے بہت بڑھ کر ثابت ہو سکتا ہے جیسا کہ مختار مدعیہ نے مرزا صاحب کے متشابہات الہامات سے آپ کے منشاء اور کھلی کھلی تشریحات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف معنی دے کر ثابت کرنا چاہا ہے کیونکہ اس میں ضحک اللہ کے لفظ ہیں جس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہنسا اور مختار مدعیہ کی طرز استدلال کے لحاظ سے ہنسنے کے لیے ان چیزوں کی جن سے ہنسنے کا فعل منحصر ہے یعنی رخسار اور لب وغیرہ کی ضرورت ہے اور جس میں یہ چیزیں پائی جائیں اس کے مجسم ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔

جواب یہ مختار مدعا علیہ کا اپنا اختراع ہے کہ اس حدیث میں ضحک کے معنی ہنسنے کے ہیں جس کے واسطے لب و دندان منہ درکار ہے۔

یہاں ضحک کے معنی کسی نے ہنسنے کے نہیں کئے کسی حدیث یا تصوف کی کتاب حتیٰ کہ اپنے مسلم و مقبول امام عبدالوہاب شعرانی کی کتاب یواقیت کو دیکھتا تو بھی یہ بہتان نہ باندھ سکتا اور اگر کچھ توفیق نہ ہوئی تھی تو کسی ڈکشنری لغت کی کتاب ضحک کے معنیٰ دیکھ لیتا کہ اس کے حقیقی معنیٰ راضی ہونے اور قبول کرنے کے ہیں اور یہی راضی ہونے کے معنیٰ حدیث میں مراد ہیں کہ اللہ راضی وخوش ہوا۔ ملاحظہ ہو منتہی الارب۔

"ضحک ضحکاً بالفتح وضحکاً بالکسر وکسرتین ...... راضی شد و قبول کرد"۔

یوں ہی متعدد محاورات تاج العروس و لسان العرب میں موجود ہیں جو مرزا صاحب کی بھی مسلّم لغات ہیں ملاحظہ ہو جرح گواہ مدعیہ علیہ اول۔

اس حدیث نبوی جس میں خدا کی طرف نسبت ضحک ہے۔ جس سے مختار مدعا علیہ الزاماً خدا کا مجسم ہونا ثابت کر رہا ہے اور مرزا صاحب کی غیر مشول لاجواب عبارت کہ "اُس وجود اعظم کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر ہیں طول و عرض رکھتا ہے"۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے وہاں ضحک ہے جس کے معنیٰ اصل لغت میں راضی و قبول کرنے کے ہیں اور یہاں صراحتہً نہ صرف ہاتھ پاؤں بلکہ طول و عرض جو بالاتفاق جسم کے لوازم ہیں موجود ہیں جن کی کوئی بھی جھوٹی سچی الٹی سیدھی ربط دے ربط تاویل مختار مدعا علیہ سے بھی نہ بن پڑی اور اس کا نام تک نہ لیا اور اس سے اگلے فقرات کی شرح شروع کر دی۔

یہ چیزیں صرف فریق مدعیہ کے جذبات مجروح کرنے کے واسطے معرض بیان بلکہ ریکارڈ مسل پر لائی گئیں کہ جو جو اعتراضات مدعیہ کی طرف سے ہمارے رسول قدنی پر کئے جائیں گے وہ سب ان کے رسول تاجدار مدنی صلی اللہ علیہ وسلم پر دہرا کے دل ٹھنڈا کر لیں گے۔

ہم عدالت کو یقین دلاتے ہیں کہ اس قسم کے امور باوجودیکہ ہمارے واسطے انتہائی صبر شکن اور ناقابل برداشت ہے مگر ہم نے خدا جانے کیوں کر برداشت کیا اور سوائے عدالت کی توجہ مبذول کرانے کے کوئی احتجاج روا نہ رکھا ہے

دائے ناکامی الفت ہائے محرومی عشق
غیر سے کرنی پڑی ہے التجا میرے لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باقی مجدد صاحب کی عبارت کے الفاظ ملاحظہ ہوں بالکل عبارت بے غبار ہے کوئی ان کی تائید نہیں محض اپنی طبیعت سے بہتان باندھا ہے۔ رہی حدیث ان اللہ خلق آدم علی صورتہ۔ اس کا مفصل جواب اوپر بحوالہ انہیں کے مسلم امام عبدالوہاب شعرانی کی زبانی الیواقیت والجواہر صفحہ ۱۱۸/۱ سے گذر چکا اعادہ کی ضرورت نہیں۔

قول مختار مدعا علیہ۔

"یہ سب امور موجب کفر وارتداد ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی کی تحریر میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو مدینہ کی گلیوں میں ایک بے ریش نوجوان کی شکل میں دیکھا اور اس نے اپنا ہاتھ میرے شانوں پر رکھا اور میں نے اس کی ٹھنڈک محسوس کی اور یہ تمام باتیں بھی مختار مدعیہ کی عجیب وغریب مگر خلاف اہل اسلام طرف استدلال کے رد سے خدا کو مجسم ٹھہراتے ہیں چونکہ بے ریش نوجوان اور اس کا ہاتھ اور اس کی ٹھنڈک وغیرہ امور تجسم کو چاہتے ہیں اور صرف مجدد الف ثانی ہی کو جنہوں نے یہ حدیث نقل کیا ہے۔ نعوذ باللہ مشرک وکافر مرتد نہیں ٹھہراتے۔ بلکہ نعوذ باللہ دور دور اور بہت دور تک نوبت پہنچائی ہے دیوبندی مولوی بظاہر تو مجدد الف ثانی کو بڑی شدومد سے اپنا قبلہ وکعبہ بتلاتے ہیں مگر جب دوسروں کو کافر کہنے کا شوق زور کرتا ہے تو ان پر ہاتھ صاف کر جاتے ہیں"۔

اس میں جس قدر سوقیانہ لہجہ اور تیز کلامی ہے وہ عدالت خود ہی ملاحظہ فرمائے کہ یہ جوابات کس جذبہ عداوت کے تحت میں دیے گئے ہیں اور ان کی اصولاً کیا حیثیت ہے میں اصل مدعا یعنی حدیث "میں نے مدینہ کی گلیوں میں اللہ تعالیٰ کو ایک بے ریش نوجوان کی صورت میں دیکھا الخ۔ کا جواب پیش کرتا ہوں جس سے مختار مدعا علیہ خدا کا مجسم ہونا نکالنا چاہتا ہے۔

جواب

اولاً اس حدیث کو تمام مسلم ائمہ جرح وتعدیل جیسے امام یحییٰ ابن سعید قطان جو جرح وتعدیل کے امام ہیں اور ابن معین وغیرہ اس حدیث کو مختلف طرق سے مجروح بتاتے ہیں۔ بلکہ علامہ ابن جوزی تو اسے موضوع قرار دیتے ہیں ملاحظہ ہوں کتب رجال نیز تذکرۃ الموضوعات ملا علی قاری وغیرہ اور مجروح حدیث تو مختار مدعا علیہ بلکہ مرزا صاحب کے نزدیک بھی ناقابل اعتبار ہے (ملاحظہ ہو جرح گواہ ۱ ۸ مارچ ۱۹۳۳ء) حدیث بشرطیکہ جرح سے خالی ہو معتبر ہوگی ازالہ ص ۲۳۔

نیز عقائد میں اگر مجروح نہ بھی ہو تو بھی قطعیات کا اعتبار ہے اور متواترات کا اعلیٰ درجہ کی صحیح احاد تک معتبر نہیں چہ جائے احاد مجروح ملاحظہ ہو بیان گواہ مدعا علیہ ۱ و ۲ نیز جرح گواہ ۱ ۸ مارچ ۱۹۳۳ء

حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جن کو ان کے زمانہ کے علماء اور معلم ائمہ علامہ سبکی وغیرہ حاطب لیل رطب ویابس جمع کرنے والا قرار دیتے ہیں

اور محمد طاہر صاحب مجمع البحار تصحیح کرتے ہیں اور یہ دونوں حضرات امام جرح وتعدیل نہیں اور ہر فن میں صرف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی فن کے اہل اور امام کی رائے معتبر ہوتی ہے جو مرزا صاحب اور گواہ مدعا علیہ کو بھی مسلّم ہے ملاحظہ ہو جرح گواہ ۱۳ ۸/ مارچ ۱۹۳۲ء باقی صاحب تذکرۃ الموضوعات کا ابوزرعہ سے حدیث ابن عباس کی تصحیح نقل کرنا تو اوّل تو وہ اور حدیث ہے دوسری اُسی میں یہ بھی اسی جگہ منقول ہے کہ راہ بغواد ہ کہ یہ دِل اور قلب کا دیکھنا مراد ہے نہ آنکھوں کا حتیٰ کہ مجسم ہونا لازم ہے۔

اسی تذکرۃ میں مطلب حدیث یہ لکھا ہے۔

"حدیث اگر خواب میں دیکھنے پر محمول ہو تو کوئی اشکال ہی نہیں اور اگر بیداری پر محمول کریں۔ تو ہمارے استاد کمال الدین ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ خدا کا دیکھنا نہیں بلکہ حجاب صورۃ کا دیکھنا ہے جو باری تعالیٰ کے حجابات سے ہے اصل عبارت

والحدیث ان حمل علی رویتہ المنام فلا اشکال وان حمل علی الیقظۃ فاجاب استاذنا کمال الدین ابن ھمام بان ھذا حجاب الصورۃ الخ (تذکرۃ الموضوعات مصری ص۱۲)"

اور مختار مدعا علیہ کے بھی مسلّم امام ابن عربی عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ بھی اسی طرح فرماتے ہیں کہ یہ خدا کی صورت نہیں دیکھی بلکہ اس کے آئینہ جلال میں خود اپنا نقشہ دیکھا جیسے کہ آئینہ میں ہوا کرتا ہے کہ وہ اپنی صورت ہوتی ہے نہ آئینہ۔ ملاحظہ ہو (الیواقیت والجواہر ج ۱ صفحہ ۱۲۳) اصل عبارت۔

فان قلت فاذن ما رای العبد الا صورۃ نفسہ فی مرآۃ معرفۃ الحق وما رای الحق حقیقۃ قلت نعم وھو کذلک فحکمہ الانسان الذی رای وجھہ فی المرأۃ المحسوسۃ فانہ یری صورۃ نفسہ حاجۃ لہ عن مشھود جرم المرأۃ۔

اولاً مرزا صاحب کے کلام پر جو ہمارا اعتراض تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مجدد صاحب وغیرہ پر دھر لیا پھر وہی اعتراض خدائے قدوس اور اس کے پاکیزہ کلام پر چسپاں کرنے کے واسطے مندرجہ ذیل آیات پیش کر کے سے وہی اعتراض دہرایا ہے۔

آیات

استوی علی العرش۔ یحمل عرش ربك فوقہم یومئذ ثمانیہ۔ یداہ مبسوطتان

ان آیات کی تفسیر چونکہ یہاں سے غیر متعلق ہے اور طول طویل ہے جس کی عدالت کی جانب سے اجازت نہیں جنہیں دیکھنا ہو تفسیر بیضاوی۔ کشاف تفسیر ابن عربی تفسیر کبیر ملاحظہ فرمائیں۔

باقی مختار مدعا علیہ کا یہ حوالہ بالکل مفید نہیں کیونکہ ہم نے مرزا صاحب کی کلام کو بنیاد قرار دیا ہے الوہیۃ متوج نے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

طول و عرض رکھتا ہے وغیرہ وغیرہ لہٰذا اس قسم کے متشابہات کی آڑ ہی بے کار ہے اسی پر استویٰ علی العرش وغیرہ کو قیاس فرما لیں قول مختار مدعا علیہ آخر میں اتنا کہہ دینا ضروری ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات میں بھی محکم اور متشابہ دونوں قسم کا کلام ہے اور یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں حسب قاعدہ متشابہ کو محکم کے تابع کرنا چاہیے یعنی ملہم کے متشابہ الہام کے معنی..... خود بیان کر دیے ہوں تو کسی دوسرے کو حق نہیں پہنچ سکتا کہ وہ ان مضمون کے خلاف کوئی اور معنی نکالے متشابہ الہام تو الہام ہے کسی مبہم یا ذوالوجوہ عبارت کے معنی بھی منشاء متکلم کے خلاف نہیں نکالے جا سکتے اور یہ وہ اصل ہے جس سے دنیا میں کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا حتیٰ کہ دیوبندیوں کے ابن شیر خدا علی المرتضیٰ سابق ناظم دار العلوم دیوبند مختار مدعیہ سے بھی بضرب دہل اس کی تصدیق وتائید کا اعلان فرمایا ہے ہیں چنانچہ مولوی احمد رضا خان کو مخاطب کرکے لکھتے ہیں کہ آپ اپنی طرف سے خلاف منشاء متکلم کلام کے معنی تجویز فرماتے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون (السحاب المدرار صفحہ ۴۲) علاوہ ازیں تصنیف را مصنف نیکو کند بیان جب مصنف خود فرماتے ہیں۔ کہ میرا مطلب یہ ہے تو آپ کسی کو چون وچرا کی گنجائش کیا ہے (السحاب المدرار ص ۵۵)

اور مفتی دیوبند مولوی محمد شفیع گواہ مدعیہ ۵ نے بھی ۲۰ اگست کو جرح کے جواب میں اس اصل کو تسلیم کیا ہے کہ اگر مختلف اقوال مذکور ہوں تو مبہم قول مفصل اقوال کی طرف راجع کیا جائے گا۔"

الجواب

اسی مسلمہ متفقہ اصول پر ہم نے بھی مرزا صاحب کی کلام کی تاویلات جو مختار مدعا علیہ نے کیں ناقابل التفات سمجھتے ہیں اور اس کے الہامات کا مطالب و الوھیتہ تتموج فیھا۔ اور طول و عرض رکھتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ لاجواب اور صریح اقوال کی روشنی میں مراد لے کر کفر کا حکم لگاتے ہیں ورنہ خواہ مخواہ ہمیں کوئی ان سے ذاتی عناد نہیں کہ کافر بنائیں اور عاقبت خراب کریں یہ ضرور ہے کہ کافر کو کافر سمجھنا اور اس کے کفر پر راضی رہ کر دنیا کو مغالطہ میں رکھنا یہ بھی کفر اور رضائے بالکفر ہے۔

(نوٹ) آخر میں یہ بھی گذارش کر دوں کہ یہ بلا وجہ متشابہات کی بحث صرف اس لیے چھیڑی گئی کہ ہمارے جذبات مجروح ہوں کیونکہ اس سے صاف واضح ہے کہ مرزا صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اور ان کا کلام قرآن پاک کی طرح ہے اور مرزا صاحب کا بھی یہی مذہب ہے۔

؎ آنچہ من بشنوم ز وحی خدا بخدا پاک دانمش ز خطا،

ہمچو قرآن منزہ اش دانم از خطا ہا ہمیں است ایمانم، (درثمین)

اگر حسن ظن کو مختار مدعا علیہ کی نسبت ہم کام میں لائیں گو اب اس کا کوئی موقعہ نہیں۔ تو یہ عرض کر دیں کہ مختار مدعا علیہ کو یہ بحث چھیڑنے میں مغالطہ ہو گیا ہے کہ اس نے مرزا صاحب کو حضور کی طرح اور ان کی کلام کو قرآن پاک کی طرح

www.KitaboSunnat.com

سمجھ لیا ہے۔ ورنہ کبھی وہ حکم جو ھوالذی انزل الیک الکتٰب منہ اٰیات محکمٰت ؂ میں ہے جو صراحتہً صرف کتاب اللہ قرآن حکیم سے مختص ہے مرزا صاحب کی کلام پر چسپاں نہ کرتا۔

اب میں اپنے لاجواب حوالوں کو جو اس ہیڈنگ میں ہیں حسب وعدہ فہرست اپنے جواب کی تائیدؔ تکمیل کے لیے عرض کرتا ہوں کہ باوجود اس طول طویل دورازکار تاویلات کے ہمارا مدعا بدستور ثابت رہا کہ مرزا صاحب اور ان کے متبعین خواہ کتنی ہی مرتبہ لاالٰہ الا اللہ نمائشی زبان پر لائیں مگر ان عقائد کفریہ منافی توحید کے ہوتے ہوئے لاالٰہ الا اللہ پر کسی طرح ان کا ایمان ثابت نہیں ہو سکتا لاالٰہ الا اللہ کے خلاف بالکل لاجواب حوالے جن کا تذکرہ تک نہ کیا۔ تمہیدًا جرح گواہ مدعا علیہ ۱۔ یکم مارچ ۳۳ء و ۳۔ ۲۶ مارچ ۳۳ء۔

(۱) ادعائے الوہیت والوھیتہ تتموج فی وحی۔ اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے

(۲) تمہید عینیت۔ انت فی وانا منک دافع البلاء صفحہ ۶ (آئینہ کمالات و کتاب البریہ)

(۳) عقیدہ جسمیت۔ اس وجود اعظم کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر ہیں عرض و طول رکھتا ہے۔

(توضیح المرام صفحہ ۷۵)

(۴) تحسین و تاویل عقیدہ تثلیث۔ اور ان دونوں محبتوں کے کمال سے .... اس کا نام پاک تثلیث ہے اس لیے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کے لیے بطور ابن اللہ کے ہے (توضیح مرام صفحہ ۴۱)۔

(۵) شرم دامنگیر ہونا۔ لیکن تعجب کہ کیسے بڑے ادب سے خدا نے مجھ کو پکارا ہے کہ مرزا نہیں کہا بلکہ مرزا صاحب کہا ہے .... اور پھر دوسرا تعجب یہ کہ باوجود اس کے کہ میری طرف سے یہ درخواست تھی کہ الہام میں میرا نام ظاہر کیا جائے۔ مگر پھر بھی خدا کو میرا نام لینے سے شرم دامنگیر ہوگئی اور شرم کے غلبہ نے میرا نام زبان پر لانے سے اُس کو روک دیا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۵۶)

(۶) صیاد کے ساتھ تشبیہ: اب سے پہلے خدا خاموش بیٹھا رہا اور اسی طرح بیٹھا رہا جس طرح صیاد جال کے نیچے دانہ ڈال کر بیٹھتا ہے۔ (تقدیر الٰہی صفحہ ۲۹)

(۷) تنقیص امر باری تعالیٰ۔ یتم امرک ولا یتم امری۔ وہ لاجواب حوالے جن کا جوابی بحث میں تذکرہ ہے مگر اعتراضی پوائنٹ نظر انداز کیا گیا۔

(۱) شرک فی الاسم۔ اغفر وارحم من السماء ربنا عاج۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۶/۵۵۵)۔

(۲) ادعائے یکتائی۔ انت بمنزلۃ توحیدی و تفریدی۔ (اربعین ۳ حاشیہ صفحہ ۴۵)۔

(۳) شرک فی الامر۔ انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول لہ کن فیکون (استفتا معہ براہین حصہ پنجم صفحہ ۱۰۷) وجرح گواہ مدعا علیہ ۱۔ ۲ مارچ ۳۳ء۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"لیکن اس الہام میں مرزا صاحب کو خطاب ہے۔"

(۴) عقیدہ تثلیث ۔ انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء منشاء (استفتاء صفحہ ۸۵) منشاء اعتراض کا ان کی تثلیث و تشبیہ ہے۔

(۵) عقیدہ تجسیم ۔ روشنائی چھڑکنے والا نشان ۱۲۱ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۵ ۔

(۶) نسبت ولدیت ۔ انت منی بمنزلۃ ولدی حقیقۃ الوحی

(۷) عقیدہ ابوت ۔ ان اللہ یبشرک بغلام مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء (بحوالہ مذکورہ)

(۸) خطا و صواب کی نسبت ۔ انی مع الرسول اجیب اخطی و اصیب ۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳)

(۹) خدا کا اسم اعلیٰ ہونا ۔ انت اسم الاعلیٰ (اربعین ۳ صفحہ ۳۴)

(۱۰) استعمال لفظ خواب و بیداری : اسہر و انام سوتا بھی ہوں جاگتا بھی (البشریٰ ج ۲ ص ۹۷)۔

(۱۱) نیا خدا ۔ بحوالہ تریاق القلوب صفحہ ۲۹۷ ۔ جو گزر چکا۔

(۱۲) صفت الاحیاء والافناء ۔ اعطیت صفۃ الاحیاء والافناء من الرب الفعال ۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۳)

مختار مدعا علیہ نے سیکڑوں تائید کے نام پر اور اس کی آڑ لے کر تائیدی حوالے پیش کئے ہیں اور میں صرف ایک حوالہ اس جواب کی تائید میں پیش کرتا ہوں جس سے حضرت باری تعالیٰ جل و علا شانہ کی نسبت مرزا صاحب کا نظریہ واضح ہو جائے گا اور تمام ان کے اجمالی الہامات کفریہ کے حل کرنے کو معیار ہوگا ۔ نیز اس کے متعلق میرا یہ دعویٰ ہے کہ ایسا کشف اور عظیم الشان کفریہ کیلئے وہم و گمان میں نہ ہوگا ۔

(۲۰)

کشف مرزا صاحب : ایک مرتبہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی گویا کہ آپ عورت ہیں اور اللہ نے طاقت رجولیت کا اظہار فرمایا ۔ سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے (کشف مرزا صاحب منقول از اسلامی قربانی قاضی یار محمد صاحب بی لے پلیڈر ۔ بحوالہ الصدع النقاب مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی = وعشرہ کاملہ ۔

قاضی یار محمد صاحب مرزا صاحب کے مرید خاص ہیں اور مرید کی شہادت باقرار مرزا غلام احمد صاحب پیر کے حق میں سب سے زائد معتبر ہے ملاحظہ ہو ۔ (حقیقۃ الوحی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنچہ من بشنوم زوحی خدا،
بخدا پاک دانمش زخطا،

؎
ہمچو قرآن منزہ اش دانم   ازخطا ہا ہمیں است ایمانم

ایسا شخص اگر ایک نہیں ایک کروڑ بلکہ بے شمار مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھے ہرگز ہرگز ایمان دار اور کلمہ توحید کا قائل اور اس پر مومن شمار نہیں ہو سکتا ورنہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ شیطان لعین بھی عیاذًا باللہ کلمہ گو مسلمان ہے کیونکہ اس کا صرف ایک کفر یہ ہے اور عدالت خود مقابلہ کرے کہ ان کی نسبت کس قدر ہلکا اور کتنی آسانی سے قابل تاویل ہے۔ اللہ تعالےٰ اُن کے متبعین کو ایمان کی توفیق عطا فرمائے۔

استدعا

یہ حصہ ثابت ہونے کے بعد کہ مرزا صاحب اور ان کے متبعین جن میں مدعا علیہ بھی منسلک ہے ایمان کے بنیادی اور سب سے زیادہ ضروری جزو کلمہ لا الٰہ الا اللہ پر ایمان نہیں مقدمہ بحق مدعیہ ڈگری ہونا چاہیئے گو کسی اور چیز کا جواب نہ دیا جائے اور نہ کوئی اور کفریہ عقیدہ ثابت کیا جائے بلکہ لا الٰہ الا اللہ پر ایمان نہ ہونے کی صورت میں گو تمام ایمانیات اُس میں مکمل اور متفقہ طور پر موجود ہوں پھر بھی کافر و مرتد ہی رہے گا اور مدعا علیہ کو اپنے مرزائی احمدی ہونے کا اقرار ہی ہے پس مدعا علیہ باقرار خود مرزائی ہے اور مرزائیت سے لا الٰہ الا اللہ پر کسی طرح ایمان نہیں رہ سکتا لہٰذا اس سے نہ صرف ارتداد بلکہ کھلا ہوا متفقہ ارتداد لازم آیا۔

جس سے یقیناً نکاح فسخ ہونا چاہیئے کیونکہ ارتداد پر فسخ نکاح کا حکم ہونا نہ صرف فقہ حنفی کا مسلم قانون ہے بلکہ محمڈن لا کا بھی۔ اور گواہان مدعا علیہ کو بھی مسلّم ہے ملاحظہ ہو جرح گواہ مدعا علیہ ۱؎ یکم مارچ کے الفاظ اگر مرتد ہو جائے تو عام فتویٰ بھی ہے کہ نکاح فسخ ہو جائے گا۔

اور ملاحظہ ہوں الفاظ گواہ مدعا علیہ ۲؎ بجواب جرح ۲۱ مارچ ؁ مرتد ہونے سے تعامل یہ ہے کہ نکاح فسخ سمجھا جائے گا۔ تعامل سے تمام مسلمانوں کا تعامل مراد ہے۔

؎
ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

فللّٰہ الحمد حمدًا کثیرًا وصلی اللّٰہ علیٰ حبیبہ وصحبہ وسلم تسلیمًا کثیرًا
کلمہ توحید کے جزو اول لا الٰہ الا اللہ کا جواب ختم ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمۂ توحید دوسرا حصہ ،

محمدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قول مختار مدعا علیہ :

"مختار مدعیہ نے کلمہ کے دوسرے جزو یعنی محمد رسول اللہ سے بھی مرزا صاحب کو اسی طرح منکر قرار دینا چاہا ہے اور اس امر میں بھی عدالت کو اسی طرح مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے جس طرح کہ پہلے کی تھی اور اس لغو و باطل امر کو ثابت کرنے کے لیے کہ نعوذ باللہ آپ کلمہ کے جزو دوم کے بھی منکر ہیں جو بحث اس نے عدالت کے سامنے کی ہے وہ اس کی پہلی بحث سے بھی زیادہ مخدوش و لغو ہے"۔

الجواب

پہلی کی بحث کا جواب مفصل عدالت کے سامنے آچکا اور واضح ہو چکا کہ مختار مدعا علیہ نے کس قدر حوالہ لاجواب چھوڑ دئے اور سوائے ایک حوالہ کے کسی میں بھی مختار مدعیہ کے اعتراض کو ہاتھ نہ لگایا اور ادھر ادھر کے مسل کے خلاف غیر متعلق امور سے بحث کے حجم میں زیادتی کی ۔ اور وہ ایک حوالہ بھی جس کا بزعم خود جواب دیا ہے ۔ وہ جواب اس کے اور مرزا صاحب کے مسلمات کی رو سے بالکل لغو و باطل و مخدوش ہے جو قابل التفات بھی نہیں کیونکہ خود مصنف کی تصریحات اس کے خلاف موجود ہیں ۔

قول مختار مدعا علیہ :

"قبل اس کے کہ میں اس کے ایک ایک الہام کے متعلق علیحدہ علیحدہ کلام کروں عدالت سے اس طرف توجہ مبذول کرنے کی خصوصیت سے درخواست کرتا ہوں کہ کسی شخص کا عقیدہ اس کے صاف الفاظ سے معلوم کیا جا سکتا ہے نہ کہ اس کے مخالفوں کے ان معانی سے جو انہوں نے اس کی کسی متشابہ یا مجمل و مبہم عبارت سے اس کی منشاء کے خلاف نکالے ہوں خاص کر ایسی حالت میں کہ اس شخص کے کفر و اسلام کا مسئلہ زیر بحث ہو"۔

الجواب

اسی اصول کے تحت میں نے اصل بحث کی بنیاد متکلم کی نہایت واضح اور مصرح قول پر رکھی تھی جو اس کی نیت پر برہان قاطع تھا۔ اور جس کا جوابی بحث میں جواب کجا مختار مدعا علیہ نے نام تک نہ لیا ۔ جیسا کہ مفصل اوپر گذر چکا ۔ اب دوسرے حصہ میں بھی ان شاء اللہ وہی ملاحظہ میں آئے گا ۔

کفر و اسلام کے نازک مسئلہ کی بنیاد ہم نے نو معتبر مسلم کتب اور مرزا صاحب کے قطعیات پر رکھی تھی بخلاف مختار مدعا علیہ کے کہ اس نے غیر مسلم خلاف واقع غیر کاتب شدہ زید عمرو بکر کے رسائل و قصہ کہانیوں پر رکھی ہے ۔ ؟ ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ع ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

قول مختار مدعا علیہ :

لیکن مختار مدعیہ نے نہ تو پہلی جزو کے متعلق مرزا صاحب کی کوئی ایسی عبارت پیش کی ہے جس کے صاف الفاظ سے انکار توحید باری تعالیٰ موجود ہو اور نہ دوسری جزو کے متعلق کوئی ایسی صاف عبارت پیش کی ہے جس کے صاف الفاظ سے انکار رسالت نکلتا ہو۔ بلکہ متشابہ الہامات تشریحات ملہم کے خلاف مفہوم لے کر اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ نعوذ باللہ آپ کو کلمہ کی دونوں جزوں سے انکار ہے الخ۔

الجواب

انکار توحید اور لا الٰہ الا اللہ کا اس سے صاف کیا ہوگا کہ لا الٰہ الا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ الوہیت صرف اللہ ہی میں ہے نہ کسی اور مخلوق میں اور مرزا صاحب اپنے اندر سراپا الوہیت کا صاف اعلان فرما رہے ہیں والوھیۃ تتموج فیہ جس کا مختار مدعا علیہ کے پاس کچھ بھی جواب نہ تھا۔ اور اس کا نام تک نہ لیا باقی لاجواب حوالہ اوپر گزر چکے ملاحظہ ہوں۔

اسی طرح ثانی جزو کے متعلق تھا مگر چونکہ مختار مدعا علیہ مرزا صاحب کو تقلیدًا نبی اور معصوم اور تمام انبیاء سے افضل مان چکا ہے بلکہ اُس کا ذریعہ معاش ہی یہ ہے کہ دنیا کو مرزا صاحب کی خانہ ساز نبوت اور یہ تمام کفریات منوائے اُسے میری بحث میں صراحت بوجہ تعصب نظر ہی نہیں آسکتی۔ مگر غیر متعصب و غیر جانبدار منصف مزاج کے واسطے آفتاب سے زائد روشن عبارات ہیں جن کی موجودگی میں مرزا صاحب اور مرزائیوں کے کفر و ارتداد میں شبہ کرنا بھی ایمانی خطرہ سے خالی نہیں ہے۔

اس مذکورہ تقریر کے بعد مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ مختار مدعیہ کو کوئی صریح حوالہ نہ ملا اس کے خلاف حوالے ہیں" بیشمار عبارتیں ہیں" عدالت کو مغالطہ دیا گیا ہے یہ متشابہات ہیں" یہ سب اپنے اور اپنے متبعین کو خوش کرنے کو ممکن ہیں کافی ہوں مگر دلائل و براہین کے میدان میں یہ خطابت کے الفاظ محض بے سود و بیکار ہیں۔

قول مختار مدعا علیہ :

"کیونکہ کفر کا فتویٰ دینے کے لیے یہ ضروری ہے کہ جس پر فتویٰ دیا جائے اس کا قول صراحت کے ساتھ موجب کفر ہو متشابہ مبہم ذوالوجوہ عبارت پر کسی طرح کفر کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔"

جواب۔ ہماری جانب سے بحمداللہ بالکل صاف صاف واضح عبارات پیش کی گئی ہیں جن کے مقابلہ میں ایک ایسے شخص کا جو کسی شخص یا جماعت کا اسی کے جا دبجا پروپیگنڈے کے لیے ملازم؛ اپنے آقا یا جس جماعت کا ملازم ہے اس کی طرف سے تاویلات اور کھلی ہوئی تصریحات کو متشابہ اور مبہم قرار دینا چاہیئے تعجب نہیں وہ معذور و مجبور ہے مدعا علیہ ایک بھی گواہ با مختار جماعت مرزائیہ کا غیر تنخواہ دار پیش کرتا تو شاید قابل التفات بھی ہوتا۔ ان کی شہادتیں قانونًا جو وقعت رکھتی ہیں وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدالت پر پوشیدہ نہیں۔

باقی رہا یہ قول کہ

"کفر کا فتویٰ دینے کے لیے یہ ضروری ہے جس پر فتویٰ دیا جائے اس کا قول صراحت کے ساتھ موجب کفر ہو"۔ کیا مختار مدعا علیہ یہ بتانے پر قادر ہو سکا کہ اس کے خلیفہ برحق ثانی یعنی جناب مرزا محمود صاحب قادیانی کا یہ فتویٰ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سُنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں"۔

(آئینہ صداقت صـ۳۵)

"جو لوگ مرزا صاحب کو رسول نہیں مانتے خواہ آپ کو راست باز ہی مُنہ سے کیوں نہ کہتے ہوں وُہ پکے کافر ہیں عدالت خود غور فرمائے کہ یہ فتویٰ کسی صریح عبارت پر دیا گیا ہے اور اس کی رو سے چالیس کروڑ مسلمان عرب و عجم علماء صوفیاء و مشائخ سلاطین و نوابان اسلام جو بھی مرزا کو رسول نہیں مانتا یا بیعت میں شامل نہ ہوا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر ہُوا۔

اور مرزا صاحب نے خود اپنے تمام نہ ماننے والوں کو جہنمی قرار دیا ہے۔

ایسی صورت میں مختار مدعا علیہ کو چاہیئے تھا کہ اس قسم کی رکیک تاویلات کی آر تلاش نہ کرتا اور اگر ان تاویلات میں ذرہ برابر صداقت کا شائبہ تھا تو اسے اسی اصول کے تحت میں کہ کفر اور المکفرین ضروری جیسا کہ گواہان مدعا علیہ کو بلکہ مرزا صاحب کو بھی مسلم بلکہ مسلمہ فریقین ہے مرزا صاحب اور خلیفہ محمود کے کفر اور ارتداد کا اقرار کر کے ثابت ہو جانا چاہیئے تھا۔

ہداہ اللہ اے سبیل الاسلام

مختار مدعا علیہ اس کے بعد کچھ جرح گواہ مدعیہ کے بے ربط حوالہ جن کا جواب اوپر گزر چکا ہے لکھ کے فرماتے ہیں۔

"چونکہ مختار مدعیہ کو یہ اچھی طرح معلوم ہے نہ مرزا صاحب کے متشابہ الہامات اور مجمل عبارات کے جو معنی اس نے خود گھڑے ہیں وہ آپ کی منشاء و تصریحات کے بالکل خلاف ہیں اور صرف خلاف نہیں بلکہ ان کے خلاف آپ کی بہت سی عبارتیں موجود ہیں اس لیے اس نے مرزا صاحب کی متناقض باتیں ہونے پر بڑا زور دیا ہے اور کہا ہے کہ ہر امر کے متعلق مرزا صاحب کے کلام میں تناقض موجود ہے اور کوئی ایسا قول نہیں جس کے خلاف دوسرا قول موجود نہ ہو لیکن یہ اس کا سراسر مغالطہ ہے اور اس سے اس کا مقصود یہ ہے کہ مرزا صاحب کے متشابہ الہامات و مجمل اقوال کے غلط جو معنی اس نے گھڑے ہیں وہ صحیح قرار پائیں اور آپ کے جو اقوال اس کے ان گڑھے ہوئے غلط معنی کے خلاف پیش کئے جاویں وہ متناقض و متعارض تصور ہو کر نظر انداز ہو جائیں حضرت مسیح موعود کے کلام میں درحقیقت کوئی تناقض و تعارض نہیں ہے"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب

اب مختار مدعا علیہ کو یہ جواب بالکل ہی مفید نہیں ہو سکتا جب کہ بنیاد اعتراض پر ہیڈنگ کے صریح اور غیر مشتبہ الفاظ پر ہے اور میں اوپر مجمل و متشابہ کے متعلق عنوان متشابہات کے تحت میں اس امر کی حقیقت اچھی طرح آشکارا کر چکا ہوں ایسی صریح واضح عبارات کے ہوتے کسی جگہ کی عبارت سے اس کے خلاف مختار مدعا علیہ کا استنباط ناقابل عفوت اور پھر یہ اصول قرار دیا ہے کہ چونکہ مرزا صاحب کی عادت ابتداء سے متعارض و متہافت اقوال و دعاوی کی ہے اور جیسا موقع دیکھا ویسا ہی کہہ دیا۔ مسلمان۔ سنی۔ شیعہ۔ عیسائیوں کے واسطے مسیح موعود و مہدی مسعود آریوں ہندوؤں کے واسطے گوپال سری کرشن مہاراج آریوں کے بادشاہ سکھوں کے لیے جے سنگھ بہادر جو نبی ماننے سے گھبرائیں۔ اُن کے واسطے محدث و مجدد مبلغ اسلام جیسے لاہوری پارٹی جو غیر تشریعی مانیں جیسے قادیانی پارٹی کے لوگ ان کے واسطے غیر تشریعی اور جو مستقل صاحب کتاب صاحب شریعت بدین و قبلہ جدید و کلمہ جدید پر تیار ہو جائیں اُن کے واسطے مرزا صاحب کی وحی کتاب اللہ ناسخ قرآن اور ان کی شریعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کو ناسخ بجائے کعبۃ اللہ کے قادیان قبلہ اور اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں بجائے کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مرزا صاحب کا جدید کلمہ لا الٰہ الا اللہ احمد جری اللہ موجود جیسا کہ مرزائیوں کے تیسرے فرقہ اروپی کے سلسلہ میں خود بانی فرقہ ظہور الدین اروپی مرزائی کے حوالہ سے اوپر آ چکا بجائے ملاحظہ ہو جرح گواہ ؁ ۲ ۲۱ر مارچ ۳۳ء ایسے شخص کی ایک عبارت دوسری عبارت کی شرح نہیں بن سکتی بلکہ اس کا کفر اور کنارکے کفروں سے خطرناک و مخدوش ہوگا اس کی وضاحت معہ لسٹ متعارضات اوپر منقل گزر چکی۔

قول مختار مدعا علیہ :

"مرزا صاحب کے کلام میں درحقیقت کوئی تناقض و تعارض نہیں ہے آپ کا ہر قول اپنے محل میں چسپاں اور اپنے مقام پر بالکل درست ہے جیسا کہ اس بحث میں ظاہر ہوگا۔

جواب :

بحث سے تو تعارض نہ اُٹھ سکا جیسا کہ جواب الجواب سے واضح ہو چکا اور آگے آئے گا البتہ مختار مدعا علیہ کے اس قول اور اصول سے گواہان مدعیہ پر جو تعارض کا الزام تھا اس کا جواب انہیں الفاظ کو دہرا کر عدالت کے سامنے پیش ہے۔

قول "گواہان مدعیہ کے کلام میں درحقیقت کوئی تناقض و تعارض نہیں ہے اُن کا ہر قول اپنے محل میں چسپاں اور اپنے مقام پر بالکل درست ہے جیسا کہ اسی بحث میں ظاہر ہوگا"

ان شاء اللہ تعالیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل جواب

(۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی نہیں

خلاصہ استدلال مختار مدعا علیہ معہ جواب

(۱) مختار مدعیہ نے پہلا مغالطہ یہ دیا ہے کہ آخری نبی ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات میں سے ہے؟

جواب:۔ گویا مختار مدعا علیہ نے تسلیم کر لیا کہ آخری نبی ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے نہیں۔ بلکہ مختار مدعیہ کا مغالطہ ہے۔ یہی دراصل خصوصیت آخری نبی ہونے کا انکار ہے جو علاوہ مستقل کفر ہونے کے گواہ ۱ ۲ مارچ ۳۳ء کی جرح کے جواب سے عین ذات نبوت کی انکار کے مرادف ہے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

وہ خصوصیات نبویہ پر بھی ایمان لانا ضروری ہے" انکار خصوصیات انکار ذات ہے"۔ جرح ۲ مارچ ۳۳ء۔

اب ہمارے ذمہ صرف یہ بات باقی رہ جاتی ہے کہ دلائل سے یہ ثابت کر دیں کہ آخری نبی کا مفہوم اور لفظ آخری نبی آخر الانبیاء وغیرہ آپ کے خصوصیات سے ہے کسی اور نبی کے واسطے قرآن و حدیث صحابہ کرام وائمہ فقہاء عظام کی عبارت میں یہ استعمال نہیں ہوا بلکہ جب ہی ہوا آپ ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ہوا یہی معنی کسی سے کسی لفظاً یا معنی کے مختص ہونے کے ہیں۔

تفصیل دلائل،

مفہوم آخری نبی کا مختص بذات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہونا۔ (آیات)

(۱) ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (قرآن حکیم)

(۲) قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (قرآن حکیم)

(۳) والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک۔ (قرآن حکیم)

(۴) واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الایۃ۔ (قرآن حکیم)

(۵) الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الایۃ (قرآن حکیم)

(۶) فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول الایۃ (قرآن حکیم)

(۷) وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا۔ (قرآن حکیم)

ان پر تفصیلی تقریر کے واسطے ملاحظہ ہو شہادت گواہ مدعیہ نمبر الف و ۳ و ۱ نیز بحث مختار مدعیہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے صرف ثمات آیات کے حوالہ پر اکتفا کی جو مسل پر مفصل موجود ہیں اور انمیں ان کا یہی مطلب ثابت کرنے کو نہ صرف صحابہ کرام اور ائمہ دین کے اقوال پیش کیے ہیں بلکہ مرزا صاحب کے صحابی خاص محمد علی صاحب ایم اے احمدی کی بھی یہی تفسیر درج ہے جو غیر احمدی ہونے کے الزام سے بری ہیں۔ اگر میں چاہوں تو بحمداللہ صریح کم از کم (۱۰۰) آیات پیش کرسکتا ہوں تفصیل کے واسطے ملاحظہ ہو رسالہ ختم نبوت فی القرآن مؤلف مولانا محمد شفیع صاحب اور یہ تو بھی نمونہ ہوں گی ورنہ تمام قرآن شریف اسی سے پُر ہے احادیث اس مفہوم پر شہادتوں میں احادیث متواترہ کا دعویٰ غیر مجروح گزر چکا معہ دلیل اور گواہ ۳ نے دوسو سے زائد عدد کی تعداد ظاہر کی ہے جس پر بھی کوئی جرح نہیں اور (۷) احادیث اعلیٰ صحیح متصل مرفوع نمونۃً شہادت میں پیش کی جاچکی ہیں جن کی صحت پر کوئی کلام نہ ہو سکا ملاحظہ ہو شہادات گواہان مدعیہ اور بالخصوص ۱ و ۳ و ۴۔

اجماع واقوال صحابہ

فیصلہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ و اجماع صحابہ مدلل گواہان مدعیہ خصوصاً گواہ ۱ و ۲ و ۳ میں گزرا تفصیل کے واسطے آیت خاتم النبیین کے تحت میں ابن جریر ملاحظہ ہو (۴۴) سے زائد آثار صحابہ نقل ہیں۔

آثار سلف صالحین

(۲۶۱) ملاحظہ ہو شہادت گواہان مدعیہ۔

فیصلہ مفسرین (۱۵) حوالہ شہادت گواہان مدعیہ ملاحظہ ہو۔

ائمہ لغت

قاموس، مجمع البحار، مفردات امام راغب (جس جیسی کوئی کتاب قرآنی لغات میں بقول علامہ سیوطی، روئے زمین پر نہیں) قطر المحیط، منتہی الارب، منجد کے حوالے گواہان مدعیہ نے شہادتوں میں پیش کئے اور دو اہم حوالہ لسان العرب اور تاج العروس کے بحوالہ انگریزی نبی مؤلفہ محمد علی صاحب ایم اے جو مسل پر آچکے ہیں اور یہ وہ دونوں کتابیں ہیں کہ مرزا صاحب کو یہ مسلّم ہیں ملاحظہ ہو جرح گواہ ۲ ۲۶ مارچ ۱۹۳۲ء، تاج العروس۔ خاتم النبیین ای آخرہم یعنی خاتم النبیین کے معنے آخری نبی ہیں۔

(۲) لسان العرب میں و خاتم النبیین ای اٰخرھم قال وقد قرء خاتم یعنی خاتم النبیین کے معنے آخری نبی ہیں اور خاتِم کی جگہ خاتَم بھی پڑھا گیا ہے آخری نبی محمد علی ایم اے ص۳۔)

فیصلہ ائمہ مجتہدین

(۱) بحر الرائق۔ مسلمہ فریقین۔ ملاحظہ ہو جرح گواہ نمبر ا۔ ۷ رمارچ ۳۲ء۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) شرح اشباہ۔

(۳) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری۔

(۴) فتاویٰ عالمگیری۔

(۵) فتاویٰ ابن حجر مکی۔

(۶) رد المحتار۔

(۷) اشباہ و النظائر۔

ایک پچھلے حوالہ کی اصل عبارت بطور نمونہ معہ ترجمہ پیش ہے۔

"اذا لم یعرف ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من ضروریات الدین۔

یعنی اگر کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ مانا تو وہ مسلمان نہیں کیونکہ آپ کا آخری نبی ہونا اور ان کا ماننا ضروریات دین سے ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو شہادت گواہان مدعیہ و بحث مختار مدعیہ اس حوالہ میں آخری نبی ہونا صرف خصوصیات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے بلکہ ضروریات دین سے ہے جس کا نہ ماننے والا منفقہ کافر ہے۔

حوالجات لفظ آخری نبی یا آخر الانبیاء کی تخصیص کے متعلق احادیث صحیحہ۔

(۱) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا آخر الانبیاء و انتم آخر الامم

(مسلم کتاب الفضائل شہادت گواہ مدعیہ نمبر ۴)

(۲) فی حدیث المعراج قال تعالیٰ ---- جعلتک اول النبیین خلقاً و آخرھم بعثاً۔

(ابو نعیم خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۹۶)

(۳) کنت اول النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث

(کنز العمال ج ۶ ص ۱۱۲ ک الف)

(۴) کنت اول الناس فی الخلق و آخرھم فی البعث۔

(بحوالہ مذکور)

(۵) انا آخر الانبیاء و مسجدی آخر مساجد الانبیاء۔ (کنز)

یہ وہی پانچوں لاجواب حوالے ہیں جو بحث میں اور شہادتوں میں آ چکے اور باوجود ان کے اس قدر واضح ہونے کے مختار مدعا علیہ یا اس کے گواہان نہ مجروح کر سکے نہ کچھ جواب دیا۔ اس کے علاوہ ابن ماجہ کا ایک حوالہ آخر الانبیاء کے لفظ کا تھا اس کے بعض راویوں کے متعلق بعض محدثین کے اقوال گو وہ قول فیصل نہ ہوں نہ ہی وہ مسلم ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال ہوں قطع برید کر کے پیش کیا جس کے مدِمقابل بڑے بڑے ائمہ اور ماہرین فن جرح و تعدیل کی رائے موجود ہے۔ ان راویوں کو معتبر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھہرا رہے ہیں اور بقول مرزا صاحب ہر فن میں اُس کے ماہر کی شہادت معتبر ہوتی ہے ۔ (برکات الدعاء) صلا
نیز جرح گواہ مدعا علیہ ۔

اولاً تو یہ حدیث مجروح نہیں راویوں کی توثیق موجود ہے جیسا کہ اپنی جگہ پر آئے گا ۔ دوسرے اس مخصوص سند کی حدیث ابن ماجہ کو اگر کوئی مختار مدعا علیہ کی خاطر نظر انداز ہی کر دے پھر بھی مذکورہ بالا چار اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیثیں (جس میں مسلم شریف جیسی اعلیٰ پایہ کتاب کی بھی حدیث ہے جو صحیحین میں شمار ہے جس کی احادیث جرح و تعدیل کی محتاج نہیں موجود ہیں جو نہ اشارۃً و کنایۃً بلکہ صریح واضح الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت مطلقاً بلا کسی تفصیل و تقید کے آخری نبی یا آخر الانبیاء کے ساتھ کر رہی ہیں اور جمع معرف باللام کی طرف مضاف ہونے سے تقید کا دروازہ ہی بند ہو جاتا ہے ۔

یہ کہنا کہ یہ احادیث احاد ہیں بالکل ناواقفی ہے بلکہ یہاں تواتر ثابت ہے۔ گواہان مدعا علیہ اور خود مرزا صاحب کے مسلم رئیس المفسرین حضرت علامہ حافظ ابن جریر طبریؒ کا فیصلہ ملاحظہ ہو کہ و بذلک وردت الاحادیث المتواترۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (شہادت گواہان مدعیہ) یہی نقل حافظ ابن کثیر سے بھی موجود ہے ۔

اب ایک طرف صرف مختار مدعا علیہ کا یہ قول ہے کہ یہ احادیث احاد ہیں ۔ باوجودیکہ وہ حافظ حدیث اور امام حدیث بلکہ کسی مسلم درسگاہ کا سند یافتہ بھی نہیں ۔

دوسری طرف، ایک نہیں دو مسلّم ائمہ حدیث و تفسیر بلکہ حافظ حدیث علامہ ابن کثیرؒ و علامہ ابن جریر طبریؒ کا فیصلہ ہے ۔

کہ اس بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث جلیل القدر صحابہ سے مروی ہیں عدالت خود ہی نوازن فرمائے کہ مختار مدعا علیہ عدالت کو کس قدر مغالطہ دینا چاہتا ہے یہ کوئی نئے حوالے نہیں تقریباً کل مدعیہ کے شاہدوں نے پیش کیا ہے بحث میں متعدد مرتبہ پیش کیا گیا اسے لا جواب کہیے کہ جواب بحث میں تذکرہ تک نہ آیا ۔ (فللہ الحمد)

صحابہ کرام کی تصریحات

مفصل اور کثیر التعداد حوالے گواہان مدعا علیہ اور مرزا صاحب کے مسلم رئیس المفسرین حافظ ابن جریر طبریؒ کی تفسیر میں ملاحظہ ہو ج ۲۲ صلا میں صرف ایک نمونۃً نقل کرتا ہوں ۔

(۱) عن قتادۃ رضؓ قال و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین ای اٰخرھم ۔
یعنی خاتم النبیین کے معنے تمام نبیوں سے آخری نبی ہیں ابن جریر ج (۲) (صلا)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ائمہ مفسرین

(۱) مسلمہ فریقین رئیس المفسرین امام ابن جریر طبری ج ۲۲ تفسیر ابن جریر۔

(۲) حافظ حدیث امام التفسیر علامہ ابن کثیرؒ جلد ۸،

(۳) ابن کثیر جلد سوئم۔

(۴) ابن کثیر جلد چہارم۔

(۵) تفسیر کبیر ج ۶ و ۲۔

(۶) تفسیر بیضاوی۔

(۷) تفسیر کشاف۔

(۸) تفسیر روح المعانی۔

(۹) تفسیر ابی السعود۔

(۱۰) تفسیر در منثور۔

میں نے انہیں حوالوں پر اکتفا کیا جو شہادت مدعیہ کی طرف مثل پر آچکے ہیں ورنہ جدید حوالے بیشمار موجود ہیں۔

ائمہ لغت

اوپر لسان العرب وتاج العروس کے حوالہ سے گزر چکا کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں اور بھی سات حوالے وہیں ذکر ہیں تفصیل انکی اپنی جگہ پر آئے گی نیز گواہان مدعیہ کے بیان میں موجود ہے

اجماع اُمّت

اجتمعت الامۃ علی حمل ھذا الکلام علی ظاھرہ من دون تاویل و تخصیص الخ

جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام اُمّت کا اس پر اجماع ہے کہ بلا تاویل وتخصیص اس کے ظاہری معنے (یعنی آخری نبیؐ) مراد ہیں اور بلا شک واشتباہ اس کا منکر قطعاً وسمعاً کافر ہے یہ مضمون شرح فقہ اکبر ملا علی قاریؒ وغیرہ میں موجود ہے۔

شفاء علاّمہ قاضی عیاضؒ ج (۲) ملاحظہ ہو۔

شہادت گواہان مدعیہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ ائمہ عقائد ،

(۱) اول الانبیاء آدمؑ و آخرھم محمد صلی اللہ علیہ وسلم (شرح عقائد ص۹۹)
یعنی پہلا نبی آدم علیہ السلام اور تمام نبیوں کے آخری محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
(۲) مواہب لدنیہ (۳) صحیح الاعشی (۴) عقیدہ طحاوی (۵) غنیۃ الطالبین (۶) شرح فقہ اکبر (۷) کتاب الفصل
(۸) نسیم الریاض (۹) الصارم المسلول (۱۰) الملل والنحل (۱۱) شفاء قاضی عیاض، شرح شفاء ملا علی قاری (ج
(۲) (و ۳) (و ۴)۔
تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو شہادت گواہان مدعیہ و بحث مختار مدعیہ۔

فیصلہ ائمہ مجتہدین ،

اگر کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام نبیوں کا آخری نبی نہ سمجھے تو وہ مسلمان نہیں ہے کیونکہ یہ مسئلہ ضروریات دین سے ہے الاشباہ والنظائر، ۲ شرح فقہ اکبر (۳) شرح اشباہ (۴) فتاویٰ عالمگیریہ (۵) بحر الرائق جو مسلمہ فریقین ہے (۶) در مختار۔
تفصیل کے واسطے ملاحظہ ہو شہادت گواہان مدعیہ و بحث مختار مدعیہ۔

فیصلہ صوفیائے کرام رضی اللہ عنہم

(۱) محی الدین ابن عربی سید الطائفہ۔
(۲) علامہ امام عبدالوہاب شعرانیؒ یواقیت ج ۲ مبحث ۳۵ صفحہ ۱۲۵۔
(۳) سید الطائفہ غوث اعظم حضرت سید شاہ عبدالقادر جیلانی رح جو دونوں حضرات مسلمہ فریقین ہیں۔
ملاحظہ ہو جرح گواہ ۔۔۔ یکم مارچ ۳۳ء۔
(۴) انسان کامل یہ بھی مسلمہ فریقین ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی حوالے ہیں تفصیل کے واسطے شہادت گواہان مدعیہ و بحث مختار مدعیہ ملاحظہ ہو۔

شہادت قطب الوقت حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رح

اس کے آخر میں مسلمہ فریقین شہرہ آفاق صاحب علم و فضل و تقدس بزرگ کی شہادت پیش ہے جو بقول گواہ مدعا علیہ ۔۔۔ بھی ہزارہا شہادتوں سے زیادہ با عظمت شہادت ہے۔ کیونکہ یہ اس مرد خدا نے ادا کی ہے جو صلحائے روزگار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور دا اسلام کو کار خیر ہے۔ پنجاب کے علاوہ اس کی جلالت شان ہندوستان میں بھی مسلم ہے ریاست : بہاولپور کے رعایا و رعایا کے دلوں میں اس کی بزرگی اور تقدس کا اثر کالنقش فی الحجر ہے جو ہز ہائینس نواب صاحب بہادر فرمانروائے بہاولپور اور آنحضور کے بھی واجب التعظیم ہیں ان کے اپنے قلم کی لکھی ہوئی متبرک کتاب نسخہ شریفہ فوائد فریدی صفحہ ۱۲ ملاحظہ ہو ارشاد ہے کہ "سلسلہ نبوت آدم سے شروع ہو کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا "سب سے پہلے نبی آدم صفی اللہ اور سب سے آخری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"

ممکن ہے کہ مختار مدعا علیہ کی وہ توجیہ جسے اس نے بحث میں بار بار دہرایا ہے کوئی یہاں منطبق کرے کہ مرزائیوں کے اصول پر ممکن ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر عیاذاً باللہ) آخری نبی کی حقیقت منکشف نہ ہوئی ہو بوجہ کوئی نظیر نہ ہونے کے جیسے کہ دجال وغیرہ کی نیز صحابہ برابر ان کے اصول پر غلطی کرتے ہیں (عیاذاً باللہ) ائمہ دین وصوفیائے کرام کو بقول مرزا صاحب وہ حصہ کثیر وحی الہی و مکالمہ و مخاطبہ کا عطا نہیں ہوا تھا جو مرزا صاحب کو عطا ہوا۔ بس آخری نبی کی حقیقت صرف مرزا صاحب پر منکشف ہوئی کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہیں یا اس میں یہ قید اور یہ تخصیص اور ان معنے کا اضافہ ہونا چاہیئے نیز مرزا صاحب کے زمانہ میں اور ان کے بعد جو ان کی بیعت میں شامل نہیں وہ سب کافر اور پکے کافر ہیں اور کافر کی شہادت معتبر نہیں لہٰذا مرزائیوں کے مسلم کسی شخص کی شہادت ہونی چاہیئے پس ہم مرزا صاحب کے خاص الخاص مرید بلکہ صحابی کی شہادت پیش کرتے ہیں جسے احمدی ہونے کے ساتھ مرزا صاحب کی صحابی اور ایک بڑے فرقہ کے امیر ہونیکا فخر حاصل ہے میری مراد امیر جماعت احمدیہ محمد علی صاحب ایم اے سے ہیں ملاحظہ رسالہ آخری نبی کے مندرجہ ذیل اقتباسات اور یہ حوالہ بھی نیا نہیں "آخری نبی" رسالہ مسل میں درج ہے۔

(۱) اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مطابق تعلیم قرآن وحدیث آخری نبی ہیں تو آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کہ بطور مجاز یا استعارہ کوئی اس لفظ کو استعمال کرے اور اگر کوئی قطعی شہادت نہ ملے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد باب نبوت مسدود ہے تو بلاشبہ کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا ہمارے سامنے سوال نہایت مختصر ہے جس کو حل کرنا ہے یعنی یہ تو میرا اور میاں صاحب دونوں کا ایمان ہے کہ قرآن کریم میں خاتم النبیین کا لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آیا ہے بحث صرف اس قدر ہے کہ ان الفاظ کے معنے کیا ہیں میاں صاحب کے نزدیک خاتم النبیین کے معنے ہیں وہ شخص جس کے اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔ میرے نزدیک اس کے معنے ہیں آخری نبی میاں صاحب نے دعوے سے بیان کیا ہے کہ جو معنے وہ کرتے ہیں وہ لغت میں لکھے ہوئے ہیں اور جس طرح وہ معنے کرتے ہیں اسی طرح لکھے ہوئے ہیں مابہ النزاع خاتم النبیین کے معنے ہیں یعنی وہ الفاظ کی کوئی تاویل قطعاً نہیں کرتے۔ اور آخری نبی لغت میں معنے نہیں چنانچہ ان کے بیان کے الفاظ ان کے اخبار الفضل میں شائع شدہ بیان کے مطابق یہ ہیں "ہمیشہ سے اس کے یہ معنے لئے جاتے ہیں ہم اس کی تعبیر نہیں کرتے۔ بلکہ یہ معنے لغت کے ہیں بعض لوگ خاتم النبیین کے معنے آخری نبی بھی کرتے ہیں مگر لغت میں اس کے معنے آخری نبی کے نہیں۔

www.KitaboSunnat.com

(الفضل ۲۶/۲۹ جون ۳۳ء)

اب میں لغت سے میاں صاحب کی نئی تفسیر کی رو سے محاورہ عرب ہی مراد لے لیتا ہوں تو یہ تو میاں صاحب نے بھی مان لیا کہ وہ اپنے معنے محاورہ عرب میں بغیر کسی تاویل کے صفائی سے لکھے ہوئے بتا دیں گے اور بالمقابل میرا بھی یہ دعویٰ ہے کہ جو معنے میں کرتا ہوں وہ میں محاورہ عرب میں صفائی سے لکھے ہوئے بتا دوں گا اول میں اپنے حصہ کو لیتا ہوں اور لغت تین طرح پر میں دکھا دونگا کہ محاورۂ عرب کے رُو سے خاتم النبیین کے معنے آخری نبی ہیں یعنے اول اس طرح پر کہ خود ان الفاظ خاتم النبیین کے معنے لغت یا محاورۂ عرب کی کتابوں میں آخری نبی لکھے ہیں دوسرے اس طرح پر کہ عرب نے خاتم القوم کا محاورۂ عربی کی کتابوں میں آخری نبی لکھے ہیں دوسرے اس طرح پر خاتم القوم کا محاورہ جس کے مطابق خاتم النبیین ہے صرف ایک ہی یعنی آخر القوم میں بولا جاتا تھا تیسرے اس طرح پر کہ لفظ۔ خاتم بمعنے آخری عرب میں استعمال ہوتا تھا میاں صاحب نے اس بات کو بھی تسلیم کیا ہے کہ لغت عرب کا بہت سا علم ہمیں کتب لغت کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوتا ہے"۔

پھر اس کے بعد صفحہ ۵ - ۶ - ۷ - پر متعدد عربی انگریزی ہے مستند لغت کے حوالے نقل کر کے ص۸ پر ابن حبان کا قول نقل فرماتے ہیں کہ۔

(۳) من ذهب الى ان النبوة مكتسبة لا ينقطع ---- فهو زنديق يجب قتله -

اور جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ نبوت اکتسابی ہے جو منقطع نہیں ہوئی ہے تو وہ زندیق ہے جس کا قتل واجب ہے۔

پس خاتم النبیین کے معنے وہ بھی آخری نبی کرتا ہے نہ کچھ اور یہ میاں صاحب کی خوش فہمی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ خاتم کے معنے مہر کے کرکچھ اور معنے خاتم النبیین کے بن جاتے ہیں" ص۸۔

"اب اس قدر لغت اور تفاسیر کی شہادت خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونے پر ہوتے ہوئے کس قدر جرأت ہے کہ ایک شخص یہ کہدے کہ لغت میں یہ معنی خاتم النبیین کے نہیں اور یہ سب لوگ غفلتہً ایک بات کو ماننے لگے پیچھے معنی بنائے" ص۹۔

پھر بہت سی اسی مضمون پر صحاح کی احادیث پیش کر کے فرماتے ہیں۔

"میاں صاحب نے اپنی تائید میں صرف ایک حدیث پیش کی ہے اس کا عنوان یوں قائم کیا ہے" اس اجماع کے خلاف رسول کریم کی آواز۔ کیا تعجب نہیں کہ چالیس حدیثوں میں میاں صاحب کے کان کے پردہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی آواز نہ پڑی اور اعلیٰ پایہ کی حدیثوں کی طرف ایک لمحہ کے لیے بھی توجہ نہ کی اور ایک حدیث کی آواز انہوں نے سن لی یہ رسول کریم کی آواز نہیں یہ اپنے نفس کی آواز ہے میاں صاحب ان تنکا دیکھنے والوں میں سے ہیں جن کو شہتیر نظر نہیں آیا کرتا جو ہاتھی کو نگل جاتے اور مکھی پر گھبراتے ہیں بھلا اگر رسول کریم کی آواز کی میاں صاحب کو کوئی پروا تھی تو اس قدر کھلی آوازوں کی کیا پروا کی جن میں بار بار یہ کہا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی صورت میں نبی نہیں ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سکتا اس شخص کی مثال ہے جس نے کہا تھا کہ قرآن شریف کے اوامر میں سے مجھے کلوا واشربوا یاد ہے اور نہیوں میں سے لاتقربوا الصلوٰۃ اگر چالیس حدیثوں کی کھلی شہادت کو ایک حدیث رد کر سکتی ہے جس پر بلحاظ مضمون اور بلحاظ روایت دونوں طرح جرح ہوئی ہے تو شاید ہمارے میاں صاحب کل کو قرآن شریف کو بھی غیر محفوظ ماننے لگیں" (آخری نبی ص۱۳ و ۱۴)

پھر تمام ان دلائل کا مفصل جواب دے کر جو مرزائی پیش کیا کرتے ہیں آخر میں فرماتے ہیں۔

"خلاصہ اس بحث کا یہ ہے کہ میاں صاحب نے کہا تھا کہ خاتم النبیین کے معنی لغت میں آخری نبی نہیں اور جو معنی وہ خود کرتے ہیں ________ یعنی ایسا نبی جس کے اتباع سے نبی بنا کریں گے وہ صراحت سے اور بلا تاویل لغت میں موجود ہیں مگر میں نے لغت کی قریباً سب کتابوں سے اور احادیث سے اور اقوال ائمہ سے دکھایا ہے کہ وہ سب کے سب خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کرتے ہیں اور یہی معنی حضرت مسیح موعود بھی کرتے ہیں میاں صاحب نے اپنے معنی پر ایک ٹوٹی ہوئی سند بھی پیش نہیں کی نہ لغت کا محاورہ پیش کیا نہ ہی حضرت مسیح موعود کا قول کہ خاتم النبیین کے معنی ہیں ایسا نبی جس کے اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے خاتم کے معنی مہر ہوں یا آخری خاتم النبیین کے معنی دونوں صورتوں میں آخری نبی ہیں اب یا تو میاں صاحب اپنے معنی کسی حدیث سے ثابت کریں یا کم از کم ائمہ دین کے اقوال سے ہی دکھا دیں یا یہ دکھا دیں کہ لغت عرب میں یہ محاورہ تھا کہ وہ خاتم القوم کے معنی کیا کرتے تھے۔ ایسا شخص جس کے اتباع سے قوم بنے اور ایک قوم کا آخری شخص اس کے معنے نہ کرتے تھے صرف اسی صورت میں وہ اپنے بیان میں سچے ٹھہر سکتے ہیں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اسی بحث سے مسئلہ نبوت کا فیصلہ ہو جاتا ہے کیونکہ اگر خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہے تو پھر حضرت مسیح موعود کی نبوت کا مسئلہ خود بخود طے ہو جاتا ہے آخری نبی کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا" (آخری نبی ص۴۸) ہماری عدالت سے استدعا ہے کہ اس سلسلہ میں رسالہ مذکورہ کا ملاحظہ فرما لیا جائے۔

ان قطعی اور مسلم دلائل کے بعد مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ "جاننا چاہیئے قرآن مجید و احادیث کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جن معنوں کی رو سے آخری نبی ہونا ثابت ہے ان معنوں کے لحاظ سے آپ نے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے سے انکار نہیں کیا الخ"

نہ صرف لغو بلکہ مضحکہ خیز ہے بہر حال یہ تو مان لیا کہ انکار آخری نبی کا ضرور ہے مگر اس معنی سے نہیں جو قرآن و حدیث میں ہیں۔

مگر میں نے مفصل قرآن حدیث و دیگر مستند دلائل قاطعہ سے ثابت کر دیا کہ معنی کی کوئی تفصیل نہیں آخری نبی کا انکار مطلقاً کفر ہے مرزا صاحب بھی قبل دعوی نبوت فرماتے تھے۔

"اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے" (ایام الصلح ص۱۴۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر مختار مدعا علیہ نے ایک عبارت کشتی نوح صہ ۱۳ کے حوالہ سے "نوع انسان کے لیے ...... بنا .... کے لیے زندہ ہے" نقل کی اور خلاف عادت مغالطہ کے لیے صرف حوالہ نقل کیا حالانکہ غیر متعلق طویل عبارتیں نقل کرتا رہا ہے اور اس حوالہ سے اس امر کے ثابت کرنے کا ارادہ کیا ہے کہ مرزا صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے قائل ہیں۔

اولاً جواب کے لیے اصل عبارت کشتی نوح صفحہ ۱۳ سے نقل ہے۔ "نوع انسان کے لیے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہو گی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لیے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لیے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لیے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لیے ضروری تھا"

اب عدالت خود ہی ملاحظہ فرمائے کہ اس میں بجائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ماننے کے اس کے خلاف تصریح موجود ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اپنے آپ کو مسیح موعود مانتے ہیں جو بقول مرزا صاحب نبی بھی ہوگا گو غیر تشریعی ہو۔

اور اس نتیجہ کے طور پر ممکن تھا کہ کوئی دور از کار تاویل کر کے اس کا مطلب یہ بنانا کہ اس سے مراد بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں مگر مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت اور مرنے کے وقت تک اسی پر قائم رہنے نے تاویل کا دروازہ بند کر دیا ملاحظہ ہو البدر ۵ر مارچ ۱۹۰۸ء)

"ہم خدا کے حکم کے مطابق نبی ہیں اور رسول"۔

نیز خط مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء جو ۲۳ مئی کو اپنی وفات سے تین یوم قبل لکھا ہے۔ (اقتباسات)

"میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں"۔

"سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں"۔

"اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیوں کر انکار کر سکتا ہوں میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دنیا سے گذر جاؤں۔

اب خواہ وہ کسی معنی سے ہو جب کہ مرزا صاحب خود بھی نبی ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً تمام نبیوں میں آخری مبعوث ہونے والے نبی نہ رہے جو بدلائل سابقہ آپ کی خصوصیات اور ضروریات دین میں سے ہے جس کا منکر اجماعاً کافر ہے۔

اور خصوصیت کا انکار بعینہ اس کا انکار ہے ملاحظہ ہو جرح گواہ مدعا علیہ مارچ ۳۳ء۔

پس بعد انکار خصوصیت محمدیہ جس سے تسلیم گواہ انکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لازم آتا ہے کلمہ کے جزو اخیر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کیوں کر ثابت رہ سکتا ہے پھر یہ ثابت کرنے کے لیے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرزا صاحب آخری نبی مانتے ہیں مختار مدعا علیہ نے حسب ذیل اشعار براہین سے پیش کیے ہیں۔

اول آدم آخر شاں احمد است
اے خنک آنکس کہ بنہ رہ آخرے

دوسرا ارشاد۔

احمد آخر زمان کو دین را جلے مخر
آخرین را مقتدا و ملجا و کہف و حصار

جواب: یہاں احمد کو آخر زمان بتلایا ہے اور احمد سے خود مرزا صاحب مراد ہیں چنانچہ نہ صرف یہاں بلکہ و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں بھی جو خصوصیت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے محمدؐ کی طرح احمد بھی ایک نام ہے مرزا صاحب کو حقیقی مصداق بنایا جاتا ہے اور مرزا صاحب کا نام احمد بتلاتے ہیں نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ ملاحظہ ہو۔

دوسرا پہلا مسئلہ یہ ہے کہ آیا حضرت مسیح موعود کا نام احمد تھا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کیا سورہ صف کی آیت جس میں ایک رسول جس کا نام احمد ہوگا بشارت دی گئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یا حضرت مسیح موعود کے متعلق۔ اسمہ احمد کی پیشگوئی کے مصداق حضرت مسیح موعود ہیں۔

میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے متعلق ہے اور احمد آپ ہی ہیں لیکن اس کے خلاف کہا جاتا ہے کہ احمد نام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ کی ہتک ہے لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں میرا یقین بڑھتا جاتا ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا جو لفظ قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہے میں اس بات کے ثبوت میں اپنے پاس خدا کے فضل سے دلائل رکھتا ہوں اور تمام دنیا کے عالموں اور فاضلوں کے سامنے بیان کرنے کے لیے تیار ہوں حتیٰ کہ میں انعام رکھنے کے لیے بھی تیار ہوں اگر کوئی میرے دلائل کو غلط ثابت کر دے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(انوار خلافت صفحہ ۱۸)

اس تصریح کے بعد کسی جواب کی حاجت ہی نہیں۔ کیونکہ احمد آخر زمان سے خود مرزا صاحب مراد ہیں۔ چنانچہ اپنے مرید خاص شاہزادہ عبد المجید صاحب سے اپنی شان کا ایک قصیدہ نقل کرتے ہیں جس کے دو شعر یہ ہیں۔ ؎

طور جلال خدا شمس بریں ولت — نور جمال خدا صورتت ... اے رہنما
امت احمد کہ بود بستہ جور و جفا — احمد آخر زمان کردز بندش رہا۔

(ایام الصلح ص ۱۳۲)

مرزا صاحب کے احمد آخر زماں ہونے کی صاف تصریح ہے اگر کوئی سمجھے کہ پہلے شعر میں۔

اول آدم آخر شان احمد است۔ ع

میں آدمؑ سے احمد تک ذکر ہے۔

تو جواب ہے کہ مرزا صاحب آدم بھی ہیں اور احمد بھی نیز دین کی تکمیل بھی اپنے پر مانتے ہیں۔ لہٰذا آخر وہی ہوئے ملاحظہ ہو قول مرزا صاحب سے

آدم نیز احمد مختار — در برم جامۂ ہمہ ابرار
روشنی آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک — میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار۔ (درثمین)

بلکہ صحیح تو یہ ہے کہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کا محمد رسول اللہ کہنا جب کہ مرزا صاحب خود محمد اور رسول بھی ہیں زیادہ قابل اعتبار نہیں ملاحظہ ہو درثمین سے

میں کبھی آدم کبھی موسےٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

نیز آیت محمد رسول اللہ والذین معہ الخ کے مصداق بھی مرزا صاحب ہیں جیسا کہ آگے آرہا ہے پس جو خود محمد رسول اللہ بن بیٹھے اس کا ایمان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر کیا پھر آئینہ کمالات کا بہ حوالہ چالاکی سے مختصر پیش کیا ہے " مگر وجود ملائک اور ان کے منصبی خدمات کے ماننے کے بعد اس قدر تو ضرور دریافت کرے گی کہ ان کا کوئی فعل عبث اور بیہودہ طور پر نہیں اس اقرار کے بعد اگرچہ عقل منفصلا تساقطا شعب کی ان اغراض کو دریافت نہ کر سکے جو ملائکہ کے ارادہ اور ضمیر میں ہیں لیکن اس قدر اجمالی طور پر تو ضرور سمجھ جائے گی کہ بے شک اس فعل کے لیے بھی مثل اور افعال ملائکہ کے در پردہ اغراض و مقاصد ہیں پس وہ بوجہ اس کے کہ ادراک تفصیلی سے عاجز ہے اس تفصیل کے لیے کسی اور ذریعہ کی محتاج ہوگی جو حدود عقل سے برتر ہو کر ہے اور وہ ذریعہ وحی اور الہام ہے جو اسی غرض سے انسان کو دیا گیا ہے تا انسان کو ان معارف اور حقائق تک پہنچا دے کہ جن تک مجرد عقل پہنچا نہیں سکتی اور وہ اسرار دقیقہ اس پر کھولے جو عقل کے ذریعہ سے کھل نہیں سکتے اور وحی سے مراد ہماری وحی قرآن ہے جس سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم پر یہ عقدہ کھولا گیا کہ استناط شہب سے ملائکہ کی غرض رجم شیاطین ہے۔
ملاحظہ ہو اس میں کہیں آخری نبی کی نبوت کی کوئی بحث ہی نہیں نہ معلوم مختار مدعا علیہ نے یہ حوالہ کس عالم سے نقل کیا ہے
پھر بیکار حوالے ذکر کرنے کے بعد ۱۹۰۱ء کے بعد کے (۳) حوالے بزعم خود مختار مدعیہ کی مغالطہ اندازی الم نشرح کرنے کے واسطے پیش کیے ہیں۔
اور اسی مغالطہ اندازی سے مختصر نقل کیے ہیں تا کہ اصل مدعا کا پتہ نہ چلے۔

(۱) حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۳ اور تمام نبیوں نے جو بنی اسرائیل میں آتے رہے اس پیشگوئی کے یہی معنی سمجھتے تھے کہ وہ آخر الزمان نبی اسرائیل سے پیدا ہو گا الخ۔

جواب۔ اس میں تو اپنا عقیدہ مرزا صاحب نے نبی آخر الزمان کے متعلق نقل نہیں کیا۔ بلکہ تمام ان نبیوں کا عقیدہ اور سمجھنا مذکور ہے جو بنی اسرائیل میں آتے رہے۔ مرزا صاحب نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی آخر الزمان کہا ہو۔ اس کا ایک حوالہ کہیں نہیں مل سکتا۔ کیونکہ پھر خود مرزا صاحب کیسے نبی کاذب بن سکیں گے۔

(۲) سو تقویٰ کے دائرہ سے باہر قدم مت رکھو کیا جیسا کہ یہودنے اور ان کے نبیوں نے سمجھا تھا آخری نبی بنی اسرائیل میں سے آئے گا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۶)
یہاں بھی اپنی رائے کچھ نہیں بلکہ یہودیوں اور ان کے نبیوں کے الفاظ میں آخری نبی کا لفظ ہے مرزا تو اس کے منکر ہی رہے اور مرتے وقت تک نبی بنتے رہے۔

(۳) اور سب کے آخر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے۔
(حقیقۃ الوحی ص ۱۴۴)

اسمیں لفظ آخری نبی تو نہیں مگر یہ ہے کہ سب سے آخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے۔ اس سے استنباط بھی آخری نبی نہیں ہو سکتا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا صاحب کرسی نبوت و رسالت پر رونق افروز ہیں اور نہ صرف نبی بلکہ تمام انبیاء سابقین کے ہم پلہ بلکہ بڑھ کر ہیں۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم نہ کسے
آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام

مختار مدعا علیہ نے اس کے بعد اور سب احادیث مسلم و کنز العمال وغیرہ ترک کر کے ایک مخصوص سند کی ابن ماجہ کی حدیث پر غیر مسلم جرح نقل کی جس کے متعلق ہیں اوپر کہہ آیا ہوں اور مفصل آگے ختم نبوت کی بحث میں آئے گا۔ مختلف معنی سے جو آخر ہیں بے سود تاویلیں کی ہیں وہ اوپر کے دلائل سے لغو ثابت ہو چکیں لہٰذا مکرر اس پر کچھ کہنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ضرورت نہیں۔

قول مختار مدعا علیہ۔

"مختار مدعیہ اپنے مسلمہ عالم کا قول پڑھے مولوی خلیل احمد صاحب لکھتے ہیں۔ اعتقادیات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ ظنیات کا الخ (براہین قاطعہ صفحہ ۸۹)۔

نوٹ مسلمہ عالم" کا لفظ خلاف قانون ہے۔ کہیں مسل میں پتہ نہیں۔ اسی اصول پر ہم نے خصوصیت محمدیہ لفظ آخری نبی اور اس کے مفہوم کے ساتھ قرآن پاک۔ احادیث قطعیہ متواترہ۔ اقوال صحابہ۔ ائمہ مفسرین۔ صوفیاء کرام حضرت خواجہ غلام فرید صاحب، حتی کہ مرزا صاحب کے صحابی خاص الخاص جناب محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ سے پیش کر دیا۔ بلکہ شاید مختار مدعا علیہ آپ کو معلوم نہ ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی آخر الزمان ہونا نہ صرف قرآن پاک بلکہ کتب متقدمہ کا مسلم مسلم مسئلہ ہے۔ ملاحظہ ہو تورات مقدس "

جو شخص آخر الزمان نبی کو نہیں ملنے گا میں اُس سے مطالبہ کروں گا (تورات استثناء باب ۱۸) ترجمہ میں شک ہو تو مرزا صاحب کی گواہی پیش ہے۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۱)۔

اب تو آخری نبی یا آخر الزمان نبی کی خصوصیت قرآن وحدیث کتب سابقہ سماویہ سب سے ثابت ہو چکی اور اس سے انکار کے بعد کسی طرح محمد رسول اللہ پر ایمان نہیں ہو سکتا۔ اس پر مختار مدعا علیہ کا یہ قول کہ" اور مختار مدعیہ کا یہ کہنا کہ گواہان مدعا علیہ نے جرح کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات پر ایمان لانا ضروری مانا ہے یہ ایک مغالطہ ہے گواہان مدعا علیہ میں سے کسی نے نہیں کہا کہ جو خصوصیات نہ تو قرآن مجید سے ثابت ہیں اور نہ کسی حدیث متواتر سے بلکہ گواہان نے اپنی طرف سے چند مفروضات گھڑ کر ان کا نام خصوصیات رکھ لیا ہے۔ ان پر بھی ایمان لانا ضروریات دین میں سے شمار کیا جائے:

نہ صرف مضحکہ خیز بلکہ محض مغالطہ ہے جو کہ عدالت پر پوشیدہ نہیں۔ کیونکہ خصوصیت اور تمام خصوصیات قرآن پاک احادیث اقوال صحابہ و ائمہ بلکہ اجماع امت سے ثابت ہیں پس ان کا انکار تو متفقہ کفر ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)

خاتم النبیین کے معنی

قول مختار مدعا علیہ:

"مختار مدعیہ نے مرزا صاحب کے کلمہ کے دوسرے جزو کے انکار کی دوسری وجہ یہ بیان کی ہے کہ مرزا صاحب خاتم النبیین کے منکر ہیں"

جواب

مختار مدعا علیہ نے یہ وجہ محض اپنی طرف سے تراشی ہے خاتم النبیین کے متعلق اس موقعہ پر کچھ نہیں پیش کیا گیا بلکہ آخری نبی کے لفظ اور اس کے مفہوم کے متعلق تھا جو اوپر کے ہیڈنگ کے تحت مفصل گزر چکا مگر اب ہم اس کی خاطر اس کے متعلق بھی بہت ہی مختصر عرض کرتے ہیں۔

مختار مدعا علیہ نے بیانات کا حوالہ دے کر یہ فرمایا ہے کہ "مرزا صاحب اور آپ کی جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کو بصدق دل یقین کرتے ہیں"

جواب

خاتم النبیین معنی آخری نبی میں گفتگو ہے نہ کہ صرف لفظ خاتم النبیین میں۔ اصل بات یہ ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے پہل جب تک کہ مرزا صاحب کی نبوت سے پردہ نہ اٹھا تھا۔ جب بھی مرزا صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرماتے تھے اور بیعت کے الفاظ میں بھی تھا اور بعد کو بھی آخر تک خاتم النبیین کا لفظ مغالطہ آمیز فرماتے رہے لیکن معنی بدل ڈالے اور پہلے مطلقاً اہلسنت کی طرح تھا اور اب معنی کفر یہ رکھ لئے کیونکہ ۱۹۰۱ء سے پہلے اس کے معنی مسلمانوں کے مطابق یہ کرتے رہے ملاحظہ ہوں اصل الفاظ مرزا صاحب۔

(۱) اور جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گی۔"

(دین الحق صفحہ ۲۷ بحوالہ حقیقۃ النبوت)

حضرت قبلہ عالم خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ و قدس سرہ کو بھی ۱۹۰۱ء سے پہلے خط لکھا ہے جس میں مصرع ہے کہ ؎ مہر نبوۃ را بر و شد اختتام۔ (اقتباسات ایام صلح)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کو ہی چاہتا ہے کیونکہ آپ کے بعد اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو آپ خاتم الانبیاء نہیں ٹھہر سکتے اور نہ سلسلہ وحی نبوت کا منقطع متصور ہو سکتا ہے اور اگر فرض بھی کر لیں کہ حضرت عیسیٰ امتی ہو کر آئیں گے تو شان نبوت تو ان سے منقطع نہیں ہوگی گو امتیوں کی طرح وہ شریعت اسلام کی پابندی بھی کریں مگر یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اس وقت وہ خدا تعالیٰ کے علم میں نبی نہیں ہوں گے اور اگر خدا تعالیٰ کے علم میں دنیا میں وہ نبی ہوں گے تو وہی اعتراض لازم آیا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی دنیا میں آگیا اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے پس یہ کس قدر دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے۔ اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی"۔ (ایام الصلح صفحہ ۱۴۶)

خصوصیت سے خط کشیدہ الفاظ ملاحظہ ہوں۔

(۳) کیف مالی ان ادعی النبوۃ و اخرج من الاسلام و الحق بقوم کافرین

ترجمہ: مجھے یہ کب پہنچتا ہے کہ نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے نکل کر کافروں میں مل جاؤں"۔ (حمامۃ البشریٰ)

"مجھے نبی ماننے والے دجال ہیں"۔ (حمامۃ البشریٰ)

(۴) "اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لیے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا"۔ (نشان آسمانی صفحہ ۳۰ جون ۱۸۹۲ء بحوالہ حقیقۃ النبوت صفحہ ۹۳ حصہ اول)

اب ۱۹۰۱ء کے بعد کے حوالے ملاحظہ ہوں۔

اب اپنی نبوت سے پردہ اٹھ چکا اب کہاں اس کے لئے۔

(۵) ہر نبوت را بروشد اختتام۔ اور کسی قسم کا نیا یا پرانا نبی آنا خاتم النبیین کے منافی ہے مگر اور ظلی اور بروزی نبوت۔ (دنا دبلات تا اضافہ ہے گو لفظ تو وہی خوش آئند مغالطہ آمیز خاتم النبیین ہے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

"و نؤمن بانہ خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ الا الذی"

مواہب الرحمان صفحہ ۶۶-۶۷ جنوری ۱۹۰۳ء۔

یعنی ہم ایمان لاتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں آپ کے بعد کوئی بھی نبی نہ ہو گا مگر وہ جو آپ کا فیض یافتہ ہو ملاحظہ ہو کہ یا تو لا نبی بعدی مطلق تھا کسی قسم کی تخصیص شرارت اور قرآن و حدیث کے خلاف بیدینی تھی جیسا کہ ایام الصلح صفحہ ۱۴۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پر ہے یا اب تخصیص شرارت نہ رہی اور ایک " مگر " لگا کے تخصیص خلاف حدیث و قرآن کر دی کہ آپ سے فیض یافتہ امتی نبی آسکتا ہے۔

اس کے نتیجے کا تشریحی نوٹ مرزا صاحب کے خلیفہ ثانی کا جن پر گواہان مدعا علیہ کا ایمان ہے حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۹۷ سے ملاحظہ ہو۔

(۳) "تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے"۔ چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۴ (حقیقۃ النبوت صفحہ ۸۵) اس قسم کے صدہا حوالہ موجود ہیں جس کو تفصیل منظور ہو در حقیقۃ النبوت مرزا محمود صاحب کے ہیڈنگ۔

در ۱۹۰۱ء کے بعد کے حوالجات" کے تحت صفحہ ۹۷ سے صفحہ ۱۱۸ تک ملاحظہ فرمائیں۔

خلاصہ جواب یہ کہ لفظ خاتم النبیین کا اقرار تو آخر تک ہے مگر ۱۹۰۱ء سے پہلے حسب قول گواہ مسلمان تھے تو اسلامی معنی بھی ہیں جیسا کہ ایام الصلح صفحہ ۱۴۶ نشان آسمانی صفحہ ۳۱ و ۳۰ درین الحق صفحہ ۲۷ ازالہ صفحہ ۳۱۰ پر تصریح ہے بعد ۱۹۰۱ء اول تو صرف لفظ ہی استعمال میں ہے جیسا کہ فارم بیعت پیش کردہ گواہ مدعا علیہ منسلکہ مسل سے واضح ہے اور اگر معنی کہیں کچھ کئے تو یا وہ اسی دجل کے ساتھ گول مول اور اگر وضاحت کی کبھی ہمت کی تو وہی کفریہ معنی بیان کئے ہیں جو کھلا ہوا انکار بلکہ موجب مزید توہین ہے ملاحظہ ہو استفتا عربی صفحہ ۲۳ و سرکار دو عالم تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق) یہ مغالطہ دہی ضروری تھا کیونکہ ہمارے آقا و مولی کی پیشگوئی میں تمام اپنے بعد نبوت کا دعوے کرنے والوں کو دجال و کذاب بتایا گیا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوی دار نبوت اگر ایسا مغالطہ نہ کرے تو عیاذاً باللہ صادق و مصدق حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر حرف آ جائے جو متفقہ فریقین محال و ناممکن ہے۔

قول مختار مدعا علیہ۔

" اور اس کے جو معنی قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ اور ائمہ اور لغت عرب کی رو سے ثابت ہوتے ہیں ان پر ایمان رکھتے ہیں "۔

جواب

محض غلط اور مغالطہ ہے مرزا صاحب کے قائم کردہ معنی کہ جس کی کامل پیروی و اتباع سے نبی بنا کریں جس کی اتباع نبی تراش ہو نہ کسی ایک آیۃ میں صراحۃً کی اشارۃً و کنایۃً نہیں نہ کسی ایک حدیث میں گو ضعیف سے ضعیف سہی نہ کسی مسلم امام کے معتبر قول میں نہ کسی لغت کی کتاب یا محاورہ عرب میں پائے جاتے ہیں۔

بخلاف اس کے ہمارے پیش کردہ معنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور آخری نبی تمام نبیوں سے پیچھے آنے والے ہیں آپ کے بعد کوئی بھی کسی قسم کا نبی نہیں ہو سکتا نہ آپ کے بعد اب یہ منصب نبوت کسی کو عطا ہوگا نقرنا یکسد

www.KitaboSunnat.com

آیات دو سو سے زیادہ احادیث حوالہ گواہ مدعیہ ۳۶ سے ۹۶ سے زائد آثار صحابہ ۲۶ اقوال سلف صالحین دس عظیم الشان مفسرین کے فیصلے آٹھ نہایت ہی مستند لغات تقریباً پچھ نہایت ہی معتبر کتب فقہ پر متعدد حوالہ صوفیائے کرام رحمہم اللہ مرزا صاحب کے بھی فیصلے ۱۹۰۱ء کے پہلے کے پیش کر کے روز روشن کی طرح واضح کر دیا کہ خاتم النبیین بمعنی آخری نبی جس کے بعد کسی قسم کا نبی نہ بن سکے اور اسلامی سلطنت ہو تو بفرمان رسول اکرم بتصریح امام محی الدین ابن عربی قابل گردن زنی ہے جو دو اس شریعت کے متبع ہو یا مخالف ملاحظہ ہو۔ (یوافیت ج ۲ مبحث ۳۵ صفحہ ۳۸)۔

سواء وافق شرعنا او خالف فان کان مکلفا ضربنا عنقہ والا صفحنا عنہ صفحا۔

مفصل بیانات گواہان مدعیہ میں گزر چکا اور آگے اپنی جگہ پر ان شاء اللہ آئے گا۔

(۳)

معراج جسمانی کا انکار،

قول مختار مدعا علیہ:

مختار مدعیہ نے مرزا صاحب اور اس کی جماعت کے کلمہ جزو ثانی سے منکر ہونیکی ایک وجہ یہ قرار دی ہے کہ وہ معراج جسمانی کے منکر ہیں اور تمام اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ آپ کو عرش تک معراج جسمانی ہوئی تھی جس میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں دوسری معراجوں کا یہاں ذکر نہیں اگر کوئی اپنے یا کسی اور کے لیے معراج مانے تو شرک فی الرسالۃ ہو گا اور مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے کہ یہ آنحضرت کا ایک کشف تھا اور ایسے کشوف میں خود مؤلف بھی صاحب تجربہ ہے اس قول سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے لیے ایک نہیں بلکہ کئی معراج ثابت کئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج جسمانی کا انکار کیا ہے اس لیے آپ کلمہ کی ثانی جزو کے منکر ہوئے کیونکہ معراج نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات میں سے ہے اور اس انکار کی وجہ سے کافر و مرتد ہوئے لہٰذا مدعیہ کا نکاح فسخ ہونا چاہیئے۔

الجواب

حسب عادت یہاں مختار مدعا علیہ نے مسٹ کو خلط ملط کرنے کی سعی کی ہے۔ اور جس تمہید پر یہ اعتراض مبنی تھا اسے دیدہ ودانستہ ما سبق کی طرح نظر انداز کر دیا۔

بیان یہ کیا گیا تھا کہ آقا و مولیٰ سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ باری تعالیٰ کے محبوب اور تمام مخلوق کمالات کے منبع و مخرج بتصریح انما قاسم و اللہ یعطی۔ نیز تمام کمالات میں بے نظیر و بیمثال ہیں قدرت نے ان کمالات کا نہ کوئی پیدا کیا نہ آئندہ کبھی پیدا کرے گا تمام مخلوق جن و انس اولیاء ابدال غوث و اقطاب اولو العزم انبیاء کرام بلکہ مقربین کی بیحد و بیشمار تعداد بمصداق لا یعلم جنود ربك الا هو سب کے تمام کمالات ایک پلے میں رکھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سائیں ۔ اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محبوبیت نہیں ۔ بلکہ اس کا ایک ذرہ ایک پلہ میں رکھا جائے تو بھی ایک ذرہ شان محبوبیت بڑھکر ہوگا بلکہ یہ تمام مذکورہ بالا اولیاء اور ملائکہ مقربین انبیاء کرام علیہم السلام ان کے مرتبہ علی کو کیا پہنچتے ۔ ان کا وہم وگمان بھی وہاں تک رسائی نہیں کر سکتا ۔ بلکہ جہاں تک اس سید کل فخر کل نبی الکل صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ نے قدم اور نعلین شریفین پہنچائے ہیں ۔ کسی کا سر بھی نہیں پہنچتا ۔ جبرئیل علیہ السلام بھی باوجود انتہائی اور اعلیٰ تقرب کے ہم رکابی میں ایک مخصوص مقام پر پہنچ کر رک جاتے ہیں ۔ پھر وہی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم تنہا اللہ کی رحمت کی معیت میں وہاں تک جاتے ہیں جس کو دنیا والے یوں تعبیر کرتے ہیں کہ ۔

کس ندانست کہ منزل گہہ دلدار کجا است ؎

ایں قدر ہست کہ بانگے جرسے می آید

مگر دراصل ہمارے لفظوں میں اس کی تعبیر ہی ناممکن ہے ۔ ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی ۔

؎ سچ کہو ان آنکھوں سے کوئی اور بھی دیکھا | پایا ہے کسی اور نبی نے بھی یہ رتبہ

بتلا تو سر عرش بریں کون ہے پہنچا | البدر سے زینت تری وہ عرش معلا

جو رہے ترا نقش کف پائے محمد

باری تعالیٰ بھی وحدہ لاشریک لہ اور حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم بھی وحدہٗ لاشریک لہ فرق یہ ہے ۔ کہ باری تعالیٰ اپنی خدائی میں وحدہٗ لاشریک اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم محبوب خدا ہونے میں وحدہٗ لاشریک شان کی خدائی میں کوئی شریک وسہیم نہ ان کی شان محبوبیت وکمالات میں کوئی شریک ان کی الوہیت میں شریک ماننا شرک فی الالوہیۃ ہے ۔ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وکمال محبوبیت میں کسی کو شریک ماننا شرک فی الرسالۃ ہے ۔ شرک فی الالوہیۃ کے بعد جیسا کہ مرزا صاحب نے کہا لا الہ الا اللہ کلمہ کے پہلے جزو پر ایمان ناممکن ہے ۔ شرک فی الرسالۃ کے بعد (جسے بھی مرزا صاحب نے نہ چھوڑا) کلمہ کے دوسرے حصہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہرگز نصیب نہیں ہو سکتا ۔

پھر یہ بتلایا تھا ۔ کہ چونکہ مسئلہ معراج جسمانی نہایت طویل الذیل ہے ۔ اس لیے میں اس وقت اسے نہیں چھیڑتا ۔ اور وہ تو سرسید علیہ الرحمۃ کی بھی سمجھ میں نہ آیا ۔ اور کشفی رنگ کا سمجھتے رہے مگر ایسا کشف جو نہ کسی نبی کو ہوا نہ ولی کو نہ کسی کو ہو سکے لیکن مرزا صاحب نے یہ کیا ۔ کہ کشف بتا کر یہ کہہ گئے ۔ کہ وہ اس قسم کے کشفوں میں مولف خود صاحب تجربہ ہے ۔ یہ عبارت کھلی ہوئی شان رسالت ومحبوبیت کے شرک پر دال ہے اور شرک فی الرسالت کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رہ سکتا ہے ۔ ہر نبی کو کسی نہ کسی رنگ میں معراج ہوئی ہے ۔ کسی کو آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کسی کو کوہ طور پر۔ کسی کو کشتی میں۔ کسی کو چاہ کنعان میں اور کسی کو شکم ماہی میں اور وہ سب بیداری اور جسم کی حالت میں تھی۔ مگر ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم اقدس کے ساتھ عرش اعظم پر ہوئی۔ اس میں آپ کا کوئی بھی شریک وسہیم نہیں اور کشف مان کر بھی اس جیسا کسی کو کشف ناممکن ہے۔

بس اعتراض صرف تشبیہ پر تھا۔ مسئلہ کو طوالت کی وجہ سے نظر انداز کر دیا تھا۔ اور بنار اعتراض صرف یہ فقرہ کہ" اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے" قرار دیا تھا۔

پھر بھی مختار مدعا علیہ نے باوجود شدید احتجاج غیر متعلق ہونے کے اصرار کو پورا مسئلہ طول وطویل تقریباً پندرہ صفحات پر سپرد قلم کیا ہے جس کی بنا پر ہم بھی مفصل جواب دینے پر مجبور ہوئے۔

قول مختار مدعا علیہ:

" مختار مدعیہ کے اس اعتراض میں تین باتیں قابل غور ہیں (الف) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی ہوئی (ب) اور کیا صحابہ اور ائمہ سلف صالحین اور تمام اہل سنت معراج جسمانی کے قائل تھے اس کا مفصل جواب تو آگے آئے گا۔ اجمالاً پہلے حصہ الف کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی ہوئی تھی۔

جواب:

مختار مدعا علیہ کے مسلم بزرگ امام عبدالوہاب شعرانی اور ابن عربی کے حوالہ سے پیش کرتا ہوں جنہیں مختار مدعا علیہ جواب جرح مارچ ۳۳ء میں مسلم مان چکا ہے۔

" قال الشیخ وکان ھذا الاسراء بجسمہ الشریف ولو کان الاسراء بروحہ صلی اللہ علیہ وسلم ویکون رؤیا رآھا کما یری النائم فی نومہ وانکرہ من قریش ولا نازعہ فیہ۔ وانما انکروا علیہ کونہ اعلمھم ان الاسراء کان بجسمہ الشریف فی تلک المواطن التی دخلھا کلھا (فان قلت) فکم کانت اسرائہ صلی اللہ علیہ وسلم (فالجواب) کما قالہ الشیخ فی الباب الرابع عشر وثلثمائۃ انھا کانت اربعۃ وثلاثین مرۃ واحدۃ بجسمہ والباقی بروحہ رؤیا رآھا قال ومما یدلک علی ان الاسراء لیلتہ فرض الصلوۃ کان بالجسم ما ورد فی بعض طرق الحدیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم استوحش لما زج بہ فی النور ولم یر معہ احدًا اذ الارواح لا توصف بالوحشۃ ولا بالاستیحاش قال وکذلک مما یدل علی ان الاسراء کان بجسمہ ما وقع لہ من العطش فان الارواح المجردۃ لا تعطش۔

(یواقیت ج ۲ ص ۳۵)

امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ معراج جس میں نماز پنجگانہ فرض ہوئی حضور علیہ السلام کو جسم سمیت ہوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر صرف روحانی اور ایک کشف یا خواب ہوتا جیسا کہ لوگ نیند میں دیکھتے ہیں۔ تو کوئی بھی قریش میں سے انکار کرکے نہ جھگڑتا بلکہ ان کا انکار صرف اس بنا پر تھا کہ دوران تمام مقامات (فرش سے عرش تک) آپ کا رات میں جانا جسمانی یقین کرتے تھے۔

پھر تعداد معراج کا سوال کرکے شیخ محی الدین عربی کا فیصلہ فتوحات کے صفحہ ۳۱۴ باب سے یہ نقل کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کو چونتیس معراجیں ہوئی ہیں ایک صرف جسمانی اور باقی روحانی کشفی۔ پھر فرمایا کہ وہ معراج کہ جس میں پنجگانہ نماز فرض ہوئی جسمانی ہے اور منجملہ دیگر دلائل جسمانی کے اس کے جسمانی ہونے پر ایک دلیل ہے کہ حدیث میں استوحش کا لفظ بھی آیا ہے کہ حضور علیہ السلام کو توحش ہوا حالانکہ ارواح توحش کے ساتھ متصف نہیں کیجاتی یوں ہے ایک اس کے جسمانی ہونے کی دلیل منجملہ اور ادلہ کے یہ ہے کہ آپ کو پیاس لاحق ہوئی اور صرف روح کو کبھی پیاس نہیں لگ سکتی ۔ معلوم ہوا کہ یقیناً یہ معراج جسمانی تھی۔

ایسے واضح اور کھلے ہوئے مسلمہ بزرگ کی شہادت کے بعد سر سیدؒ اور سید سلیمان ندوی و مولوی ثناء اللہ امرتسری کی آڑ نہایت لغو اور ناقابل التفات ہے۔ خصوصاً جب کہ مسل پران کا تذکرہ تک نہیں۔ اور عدالت تو مسل کی پابند ہے۔

دوسرے حصہ کے جواب کہ اور کیا صحابہ اور ائمہ سلف اور تمام علماء اہل سنت معراج جسمانی کے قائل تھے۔ مفصل جواب تو آگے آئے گا۔ صرف دو حوالے نقل کئے جاتے ہیں جس سے واضح ہوگا کہ اس معراج کے جسمانی ہونے پر تمام سلف و خلف کا اتفاق ہے۔

(۱) امام المحدثین حافظ بدرالدین عینی فرماتے ہیں۔

وجمہور السلف والخلف علی ان الاسراء کان بہدنہ وروحہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ تمام اگلے پچھلوں سلف و خلف کا اتفاق ہے کہ یہ معراج جسم اور روح دونوں سمیت تھی نہ صرف روحانی (عمدۃ القاری شرح بخاری شریف باب الاسراء)

(۲) قاضی القضات ابوالفضل عباس ابن عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیصلہ۔

ذھب معظم السلف والمسلمین الی انہ اسراء بالجسد وفی الیقظہ وھذا ھوالحق وھو قول ابن عباس وجابر وانس وحذیفۃ وعمر وابو ھریرۃ ومالک ابن صعصعۃ وابی حبۃ البدری... الخ (شفاء شریف قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ معہ شرح شفا ملا علی قاری) یعنی جمہور سلف صالحین یعنی صحابہ و تابعین و جمہور مسلمین کا یہی عقیدہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت بیداری اسی جسم کے ساتھ معراج ہوئی اور یہی حق ہے۔ اور یہی مذہب حضرت ابن عباس رضؓ اور جابرؓ اور حذیفہ رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ اور ابوہریرۃ رضؓ اور مالک ابن صعصعہ اور ابوحبہ بدری اور ابن مسعود اور ضحاک و سعید ابن جبیر اور قتادہ اور سعید ابن مسیب اور ابن شہاب اور ابن زید اور حسن بصری اور ابراہیم اور مسروق اور مجاہد اور عکرمہ اور ابن جریج اور ابن جریر طبری اور امام احمد بن حنبل رضوان اللہ عنہم ورحمہم اللہ اور مسلمین کی جماعت عظیمہ کا یہی عقیدہ ہے۔ یوں ہی فقہا ائمہ مجتہدین و محدثین و متکلمین و مفسرین کا مذہب ہے۔ الخ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتنا زیادہ واضح فیصلہ اوران ائمہ اور اکابر کو چھوڑ کر سید سلیمان ندوی و مولوی ثناء اللہ امرتسری و سرسید کی پیروی کرنا جن میں سر سے سے بعض معجزات اور کرامات کے قائل نہیں اور بعض تقلید ائمہ سلاسل اولیاء اللہ کے بلکہ نیچری یا وہابی ہاں کہاں تک زیبا ہے ۔ ہمارے مسلّم بھی صحابہ و ائمہ وسلف صالحین ہیں ۔ سید سلیمان ندوی و مولوی ثناء اللہ امرتسری سرسیّد علی گڑھی ہمارے مسلّم بزرگ نہیں ۔ نہ مسل پر انکا کوئی تذکرہ آیا نہ مختار مدعا علیہ نے جرح میں پوچھا ہاں ممکن ہے کہ مختار مدعا علیہ کے مسلّم ہوں کر ان کے قول سے سند لاتا ہے ۔ تفصیل آگے اپنی جگہ ان شاء اللہ آئے گی ۔

قول مختار مدعا علیہ ۔

(۲) " کیا پہلے انبیاء میں سے یا اولیاء امت میں سے کسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح معراج ہوئی "

جواب ۔ اس طرح ہرگز نہیں ہو سکتی نہ کسی کو ہوئی آدم ؑ سے عیسیٰ ؑ تک کسی کو ویسی مانیں تو بھی شرک فی الرسالۃ لازم آئے گا جیسا کہ میری تمہیدی تحریر سے واضح ہے ۔ مختار مدعا علیہ ہی ایک حوالہ نہ پیش کر سکے اور جو مغالطہ دیا ہے ۔ وہ آگے اپنے مقام پر آئے گا ۔

قول مختار مدعا علیہ ۔

(۳) " کیا مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے ۔ کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی طرح معراج ہوئی "

جواب ۔

یقیناً لکھا ہے ۔ مختار مدعا علیہ کو ان کے تنخواہ دار ہونے یا ان کے اُمّی و پیرو ہونے کی وجہ سے نہ نظر آوے اس میں میرا کیا قصور ہے ۔

حوالہ مکرر پیش ہے ۔

" سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہ تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا .... میں اس کا نام خواب ہرگز نہیں رکھتا اور نہ کشف کے ادنیٰ درجوں میں سے اس کو سمجھتا ہوں بلکہ یہ کشف کا بزرگترین مقام ہے ۔ جو درحقیقت بیداری سے یہ حالت زیادہ اصفیٰ اور اجلیٰ ہوتی ہے ۔ اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے ۔ ازالہ اوہام کلاں صفحہ ۲۲ ملاحظہ ہو کر معراج جسمانی کو کشف قرار دے کے اسی قسم یعنی معراجی کشفوں میں آپ آپ کو صاحب تجربہ فرماتے ہیں ۔

قول مختار مدعا علیہ ۔

" پہلی بات کے متعلق خود مختار مدعیہ نے سرسید احمد خان صاحب کو مسلمان سمجھتے ہوئے اور ان کے نام کے ساتھ علیہ الرحمۃ کا فقرہ استعمال کرتے ہوئے جو بزرگان دین کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اقرار کیا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج جسمانی کے منکر تھے اور اسے رؤیا مانتے تھے جیسا کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں صریح طور پر لکھا ہے اگر ہماری یہ رائے صحیح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو اور ابن عباس نے عین کا لفظ رؤیا کے ساتھ اسی مقصد سے بولا ہے کہ رؤیا سے رؤیت یا تعین فی الیقظہ مراد ہے تو وہ بھی منجملہ اس گروہ کے ہوں گے جو معراج فی الیقظہ کے قائل ہوئے ہیں مگر ہم اس گروہ میں نہیں۔ جو واقعہ معراج کو حالت خواب میں تسلیم نہیں کرتے ہیں اور ہمارے نزدیک خواب میں ماننا لازم ہے (تفسیر سرسید صفحہ ۱۰۷) جب مختار مدعیہ کے نزدیک سرسید احمد خاں معراج جسمانی کے منکر ہو کر صرف مسلمان نہیں بلکہ ایک بزرگ مسلمان ہیں جو خطاب علیہ الرحمۃ کے مستحق ہیں تو وہ اسی بنا پر کسی اور کو دائرہ اسلام سے خارج اور کلمہ شہادتین کے منکر کس طرح قرار دے سکتا تھا۔ جیں تو اس تفریق د مخالف کی اس کے سوا اور کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ مرزا صاحب نے جو مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کا دعوی کیا ہے اور قدیم نوشتوں کی بنا پر ضروری تھا کہ زمانہ کے مولوی حسد اور تعصب کی وجہ سے انہیں کافر و مرتد کہتے ہیں"۔ الخ

یہ پچھلے لفظ حسب ضابطہ مسل سے کاٹنے کے لائق ہیں میں خصوصیت سے عدالت کی توجہ اسطرف مبذول کرتا ہوں۔

الجواب

جواب میں کوئی اور دلیل جیسے کہ میں نے دلائل قاطعہ پیش کئے ہیں نہ پیش کر سکا صرف سرسید احمد صاحب (اللہ اس پر رحم کرے) اُن کی غلط فہمی اور مختار مدعا علیہ کا اُن کے لیے علیہ الرحمۃ کے استعمال کرنے کو دلیل سمجھ لیا مگر مختار مدعا علیہ کو واضح ہونا چاہیئے کہ یہ دلیل نہ قرآن کی ہے۔ نہ حدیث کی نہ اقوال سلف نہ ائمہ ہدای کی۔

سرسید احمد صاحب ہرگز کوئی مذہبی پیشوا نہیں بلکہ ایک دنیا دار نیچری خیال کے آدمی ہیں جو معراج جسمانی معجزات انبیاء اور کرامات اولیاء اللہ وجود ملئکہ جن شیاطین پلصراط کتنے امور ہیں جن میں تاویلات کرتے ہیں اور صحابہ کرام اور عامہ مسلمین کی طرح قائل نہیں پس سرسید کی تحقیق دینی معاملہ میں اور ان کی تفسیر اللہ کی مراد بیان کرنے میں محض غلط اپنی ذاتی رائے کسی پر حجت نہیں۔ باقی علیہ الرحمۃ کا لفظ مسلّم بزرگان دین کے ساتھ مختص نہیں ہر شخص اپنے والد استاد اپنے بزرگ زندہ کو صاحب وغیرہ اور مدظلہ دام برکاتہٗ اور مردہ کو مرحوم اور رحمۃ اللہ۔ علیہ الرحمۃ کہتا ہے جیسے ہم کہیں مولانا محمد علی مرحوم اور اس کو ان کی بزرگی اور مسلّم ہونے کا اشارہ نہیں اسی طرح علیہ الرحمۃ اور رحمۃ اللہ علیہ بھی عربی زبان میں مرحوم ہی کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے ایک ذرہ کا فرق نہیں۔

اول تو سرسید احمد نے آخری عمر میں ان تمام خلاف شرع عقائد سے رجوع کر لیا ہے اور ان تاویلات پر ندامت و معذرت پیش کی ہے۔ جس کے واسطے تصفیۃ العقائد حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جس میں اُن کی خط و کتابت کا اکثر حصہ چھپا ہے۔ اور امیر الروایات امیر شاد خان صاحب رحمۃ اللہ کی ملاحظہ فرمائی جائے اور میں نے اپنے مستند اکابر سے بھی اُن کے رجوع کی معتبر روایت سنی ہے لہٰذا مجھے حق ہے۔ کہ انہیں مسلمان سمجھ کر مرحوم اور اس قسم کے لفظ سے یاد کروں مگر مسلمان ہونا اور چیز ہے۔ اور مسلّم ہونا اور۔ یوں اگر مرزا صاحب کی ان کفریات سے کوئی توبہ اور اس سے رجوع مختار مدعا علیہ دکھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورنہ تو ہم مرزا صاحب کو بھی مرحوم۔ علیہ الرحمۃ وغیرہ اسلامی نام والقاب سے یاد کرتے۔

دوسرے یہ کہ سرسید احمد صاحب مرحوم کی سمجھ میں نہ آیا اور اپنی غلط فہمی سے معراج جسمانی کے قائلین سے علیحدہ ہو گئے مگر کسی قسم کی گستاخی یا شرک فی الرسالۃ کا ارتکاب نہ کیا۔ جیسا کہ اُن کی دوسری تصانیف تفاسیر احمدیہ وغیرہ سے واضح ہے۔

نیز یہ عبارت ضرور ملاحظہ ہو۔ اور خصوصیت سے طرز خطاب میں لحاظ ادب۔

(تفسیر سرسید صفحہ ۱۰۷)

کس قدر تہذیب اور ادب سے لکھ رہے ہیں اور مرزا صاحب کی گستاخی بارگاہ نبوۃ کی ملاحظہ ہو۔

"سیر معراج جسم کثیف کے ساتھ نہ تھا"

تا اس قسم کے کشفوں میں مولف خود صاحب تجربہ ہے۔

(ازالہ اوہام)۔

جسم کو کثیف کہہ کر اس کی معراج نہ ماننا اور اپنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدمقابل اگر "ہماری یہ رائے صحیح نہ ہو اور ابن عباس نے عین کا لفظ رؤیا کے ساتھ اسی مقصد سے بولا ہے کہ رؤیا سے رؤیت یا تعین فی الیقظہ مراد ہے تو وہ بھی منجملہ اس گروہ کے ہوں گے جو معراج فی الیقظہ کے قائل ہوتے ہیں مگر ہم اس گروہ میں ہیں جو واقعہ معراج کو حالت خواب میں تسلیم کرتے ہیں اور ہمارے نزدیک خواب میں ماننا لازم ہے (تفسیر سرسید صفحہ ۱۰۷)۔ کس قدر تہذیب اور ادب سے لکھ رہے ہیں اور مرزا صاحب کی عبارت ملاحظہ ہو۔

سیر معراج جسم کثیف کے ساتھ نہ تھا تا اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے۔

(ازالہ اوہام صـــ۲۲ــــ)

معراج پاک جیسے کشفوں میں بارہا صاحب تجربہ بننا کس قدر کھلی ہوئی گستاخی ناقابل عفو جرم ہے۔ پس میں نے یہ عرض کیا کہ مدار اعتراض اس مشارکت پر ہے۔ صرف جسمانی اور روحانی پر نہیں اور سرسید کو یہ نہیں سوجھا بلکہ وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا کوئی ثانی و شریک وسہیم نہیں سمجھتے۔ ان کی دوسری تصانیف ومضامین ملاحظہ ہوں۔

لہٰذا مرزا صاحب اس توہین اور شرکت فی الرسالۃ اور اس کے توبہ نہ کرنے کی وجہ سے لا الٰہ الا اللہ کے دوسرے حصہ محمد رسول اللہ پر ایمان دار نہ رہے۔ بخلاف سرسید صاحب کے آئی کہ اولاً کوئی گستاخی نہیں دوسرے آخر میں ان سب سے رجوع کیا ہوا ہے۔

قول مختار مدعا علیہ۔

"دوسری بات کے لیے مناسب سمجھتا ہوں کہ فریق مخالف کے ایک مسلم عالم کی تحقیق بیان کردوں علامہ سید سلیمان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ندوی سیرۃ النبی جلد ۳ صفحہ ۲۹۳ میں بذیل عنوان الخ "

الجواب

مختار مدعا علیہ نے کذب بیانی کی حد کر دی۔ سید سلیمان صاحب ندوی فریق مدعا علیہ کے نزدیک مسلم عالم ہونا ایسا سفید جھوٹ ہے۔ جس کی نظیر تمام عالم میں نہ ملیگی۔ عدالت خود ملاحظہ فرمائے کہ سید صاحب کا تذکرہ تک تمام کاروائی مقدمہ میں مسل پر نہیں نہ یہ دیو بندی ہیں کہ اس آڑ میں تاویل کر کے کام نکالا جائے۔ بلکہ دیو بندیوں سے ان مسائل میں ان کے اوران کے استاد شبلی صاحب کے اختلافات مشہور ہیں۔ تفصیل کے لیے القاسم دور جدید اور العرف الشذی علی الترمذی اور تعزیرات بخاری حضرت سید انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملاحظہ ہوں۔

پس ان کی آڑ فریق مدعا علیہ پر حجت نہیں۔ مرزائیوں کی مسلم ہوں ہمیں اعتراض نہیں ہم اس کا جواب پیش کرتے ہیں۔ مختار مدعا علیہ نے سیرت النبی جلد ۳ کی عبارت صفحہ ۲۹۳ سے صفحہ ۳۰۶ تک تقریباً ۱۴ صفحہ کی نقل کی ہے۔ جس کی غرض محض طول دینا ہے۔ میں ان کے استدلال کا خلاصہ چھوٹے چھوٹے فقروں میں نقل کر کے مختصر جواب اولاً پیش کرتا ہوں تفصیلی جواب آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۱) خلاصہ دلیل وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس الآیۃ اور رویا عام طور سے خواب کے معنی میں ہوتا ہے۔ الخ

رویا کے معنی کی بحث بعد میں آتی ہے یہاں تو بہ تسلیم سید صاحب رویا عین میں ہے یعنی خواب نہیں بلکہ مشاہدہ ہے۔

ملاحظہ ہو بخاری شریف باب المعراج۔

" عن ابن عباس ھی رؤیا عین اریھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسریٰ

یعنی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رویا سے خواب کے معنی مراد نہیں بلکہ رویا سے رویت عین یعنی مشاہدہ بصری مراد ہے۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ علاوہ حبر امت اور صحابی خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اعلم الناس بالتفسیر القرآن۔ ہونے کے مختار مدعا علیہ کے نبی مرزا صاحب کے داہنے بازو اور مسلم صحابی مولوی محمد احسن صاحب[1] امروہی کے اصول پر ایسے

---

[1] : ان کی توثیق مرزا صاحب ان الفاظ میں فرماتے ہیں کہ۔

" مولوی صاحب موصوف اس عاجز سے کمال درجہ کا اخلاص و محبت اور تعلق روحانی رکھتے ہیں۔ ان کی تالیفات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک اعلیٰ لیاقت کے آدمی اور علوم عربیہ میں فاضل ہیں بالخصوص علم حدیث میں انکی نظر بہت محیط اور دقیق معلوم ہوتی ہے (ازالہ صفحہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم ہیں کہ ان کے مقابل کسی مسیح موعود مہدی مسعود کی بات معتبر نہیں چونکہ یہ بالا تفاق قریش ہیں اور قریش کے متعلق ارشاد ہے۔

اب خلاصہ تفسیر سورۃ قریش کا یہ ہوا کہ قریش بالضرور تمام دینیات میں متبوع اور مقتداء ہیں۔ کہ الفضل للمتقدم اور سائر امت مرحومہ ان کے تابع ہے۔ خواہ امت میں کوئی خلیفہ رسول کا ہو یا امام ہو یا مجدد ہو یا مہدی ہو یا مسیح موعود۔ الخ

(الفرقان مولوی احسن امروہی صفحہ ۸)

اب اس کے بعد مختار مدعا علیہ کو مرزا صاحب کا بھی ان کے مقابل حوالہ نہ دینا چاہیئے۔ چہ جائے کہ سید سلیمان ندوی اور مولوی ثناء اللہ امرت سری و سر سید وغیرہ۔

عبارت سیرت النبی۔

"صحیح بخاری صحیح مسلم مسند ابن حنبل اور حدیث کی دیگر کتابوں میں جن میں معراج کے مسلسل اور تفصیلی واقعات درج ہیں ان سب کو ایک ساتھ پیش نظر رکھنے سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ ان روایتوں کے الفاظ یا خواب و بیداری دونوں پہلوؤں میں سے خاموش ہیں یعنی ان میں مطلقاً اس کی کوئی تصریح نہیں ہے کہ یہ خواب تھا یا بیداری اور یا یہ کہ ان میں خواب منام اور رؤیا کی تصریح ہے بخاری و مسلم و مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جو روایت ہے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسی روایت میں جو شریک کے واسطے سے بہ تصریح تمام مذکور ہے کہ یہ واقعہ آنکھوں کے خواب اور دل کی بیداری کی حالت میں پیش آیا۔"

الجواب

چونکہ سید صاحب نیز شبلی صاحب صرف مورخ تھے محدث نہ تھے اس لیے احادیث اور تطبیق میں سخت غلطیاں کی ہیں۔ خود اسی سیرۃ النبی میں بخاری شریف کی حدیث بدر پر ناواقفی سے بدر صغرائی کو بدر کبریٰ پر قیاس کر کے تنقید و تبصرہ کر کے انکار کر دیا ہے جس پر محدثین نے گرفت کی ہے اور بھی احادیث کے متعلق غلطیاں کی ہیں جس کے واسطے تقریر بخاری شریف حضرت سید انور شاہ صاحب ملاحظہ ہو۔ (جدید حوالہ)

یہی دیکھ لیا جائے کہ راوی شریک کی روایت کو معیار اور مدار ٹھہرایا ہے۔ حالانکہ اس حدیث کے متعلق حضرت علامہ محدث امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔

"وقد جاء فی روایة شریك فی هذا الکتاب اوهام انکرها علیه العلماء وقد نبه مسلم علی ذلك بقوله فقدم واخر وزاد ونقص منها قوله الخ

(شرح مسلم نووی صفحہ ۹۱)

یعنی معراج کی روایت جو شریک نے کی ہے۔ اس میں بہت اوہام ہیں۔ جن پر علماء کے سخت اعتراض ہیں امام مسلمؒ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مسلم شریف میں اس پر تنبیہ کی ہے۔ کہ ان بزرگ نے اسی روایت میں تقدیم و تاخیر اور کمی و زیادتی کر ڈالی ہے۔ پھر آگے تفصیل میں یہ تمام امور انہیں غلطیوں میں شمار کئے ہیں جن میں سید صاحب معیار حل احادیث فرما رہے ہیں" اس سے ملاحظہ فرمالیں کہ جس حدیث میں محدثین اوہام بتائیں اسی کو معیار قرار دینے والا حدیث کے متعلق کیا فیصلہ دے سکے گا۔

تحقیقی جواب

اب ان متعارض احادیث کی تطبیق مجھ سے سنیئے حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ۳۴ معراجیں ہوئی ہیں جن میں ایک معراج جسمانی ہے جس میں نماز پنجگانہ فرض ہوئی ہے باقی (۳۳) روحانی ہیں پس جن روایات میں فاستیقظ وغیرہ کے الفاظ ہیں روحانی یا منامی پر دلالت کرنے والے ہیں گو سطح ظاہری ایک جیسی اور روایات میں الفاظ راویوں کے متشابہ اور مختلط ہوگئے ہوں۔ اور جہاں جہاں جسمانی کی تصریح کی ہے وہ سب اسی ایک معراج جسمانی کے متعلق ہے۔ جس پر قریش نے انکار کیا اور ابوجہل تکذیب کرکے ابوجہل اور سیدنا ابوبکر تصدیق کرکے صدیق اکبر بنے یہ اپنی توجیہہ نہیں بلکہ مختار مدعا علیہ کے مسلّم بزرگ علامہ عبدالوہاب شعرانی اور امام الصوفیہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے ملاحظہ ہو کتاب یواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۵ مبحث ۳۴) حوالہ اوپر مفصل نقل ہو چکا۔

تعجب ہے کہ مرزا صاحب کے الہام و اقوال کی تطبیق کے واسطے بڑی بڑی نادر الوجود کتب تلاش کی جائیں اور سرکار دو عالم سید الاولین والآخرین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلال باقی رکھنے اور ناموس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے واسطے اپنے مسلّم بلکہ مسلّمہ فریقین بزرگ کی کتاب تک نظر انداز کر دی جائے۔ فیا سرتاہ۔ اس مختصر تقریر سے احادیث حضرت ابوبکرؓ انس بن مالک، مالک ابن صعصعۃ الانصاری رضؓ وغیرہ کے جس قدر حوالے مسند احمد بخاری وغیرہ سے آئے تھے سب کا جواب آگیا تفصیل آگے آئے گی۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ۔)

قول سید سلیمان ندوی بحوالہ مختار مدعا علیہ۔

"دلائل بیہقی میں ایک روایت ہے جس میں ابو سعید خدریؓ کے واسطے سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں عشاء کے وقت خانہ کعبہ میں سو رہا تھا ایک آنے والا (جبرئیل) آیا اور اس نے مجھے آکر اٹھایا اور میں اٹھا۔ اور اس کے بعد واقعہ معراج کی تفصیل ہے۔ لیکن اس کا دوسرا راوی ہی جو تھا دروغ گو اور ناقابل اعتبار ہے اور اس میں جو منکر اور غرائب امور بیان کیے گئے ہیں وہ سرتاپا لغو ہیں"۔

جواب

اس کے راوی کو دروغ گو اور ناقابل اعتبار کہنا ایک شخص کی رائے ہے کسی امام جرح و تعدیل کا فیصلہ نہیں دوسرے محدثین کے نزدیک وہ راوی قابل اعتبار ہے ملاحظہ ہو میزان الاعتدال وغیرہ جہاں اس راوی کے متعلق تمام اقوال توثیق و تعدیل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

منقول ہیں پھر دوسرے صحیح صریح احادیث اس کی مؤید ہیں چونکہ اس روایت سے صریح سید صاحب کے مدعا کے خلاف نکلتا تھا کہ "جبرئیل نے مجھے آکر بیدار کیا اور میں اٹھا" اس لیے اسے مجروح قرار دیا اور اس سے زیادہ مناکیر جس روایت شریک راوی میں تھے اُسے حل احادیث کا معیار بنا گئے سچ ہے۔ حبك الشئ یعمی و یصم۔ باقی اس میں معراج کے واقعات کو غرائب امور اور سرتاپا لغو بتانا یہ وہی تجربت ہے کہ عقل میں نہ آئے تو ان سے انکار کرنے لگے اور ایک اصولی بحالاو ان کا یہ بھی اختلاف ہے کہ ان کے نزدیک درایت دعقل روایتہ ونقل پر مقدم ہے (جو اصول یورپ کی تاریخ نویسی کا ہے) اور ہمارے نزدیک صحیح نقل سے ثابت ہو جائے خواہ ہماری ناقص عقل میں آئے یا نہ آئے اُسے درست مانیں گے کیونکہ روایتہ نقل صحیح درایۃ دعقل کی کسوٹی پر مقدم اور افضل ہے۔

قول سید صاحب

"ابن اسحاق نے سیرۃ میں اور ابن جریر طبری نے تفسیر سورۃ اسراء میں حضرت حسن بصری سے اس قسم کی روایت کی ہے کہ میں سو رہا تھا کہ جبرئیل نے پاؤں ہلا کر مجھے اٹھایا الخ لیکن اس کا سلسلہ حسن بصری سے آگے نہیں بڑھتا"

جواب

سید صاحب کو معلوم نہیں کہ جس سے جو سلسلہ آگے نہیں بڑھتا اس کے واسطے حضرت حسن بصری نے قاعدہ باندھا ہے کہ میں جہاں کہیں یہ کہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا وہاں مراد یہ ہے کہ یہ روایت بواسطہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ہے میں ایسے زمانہ میں ہوں کہ انکا نام نامی زبان پر نہیں لاسکتا (مراد زمانہ حجاج ظالم ہے جو حضرت علیؓ کے نام لینے پر قتل کرتا تھا) ملاحظہ ہو خلاصۃ التہذیب صفحہ حاشیہ اور اتحاف الفرقہ بوصل الخرقہ لیسوطی صفحہ ۲)۔

پس اصل سندیوں ہی کہ مدار سلسلہ صوفیاء کرام حضرت حسن بصریؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام الاولیاء مولا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے اور وہ روایت کرتے ہیں فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اب اس سے صحیح سند اور کیا ہو سکتی ہے کوئی علم حدیث سے واقف نہ ہو اس کا کیا علاج۔

قول سید صاحب بحوالہ مختار مدعا علیہ

بہر حال جیسا کہ پہلے ہم نے لکھا ہے کہ صحیح روایتوں میں یا مطلق خواب و بیداری کی تفصیل نہیں اور یا خواب و بیداری کی درمیانی حالت کی تصریح ہے سیرت ابن ہشام اور تفسیر ابن جریر طبری میں محمد بن اسحاق کے واسطہ سے حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے دو روایتیں ہیں جن میں یہ تصریح ہے کہ یہ بزرگوار معراج کو روحانی اور رؤیا صادقہ کہتے ہیں صفحہ ۲۹۳ و ۲۹۶ پھر لکھتے ہیں کہ حافظ ابن قیم نے زاد المعاد میں اس حقیقت کو ان الفاظ میں رد کیا ہے .... تا .... الحسن البصری وکذالک الخ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ رضؓ و معاویہ رضؓ سے یہ نقل کیا ہے کہ دونوں نے کہا ہے کہ معراج میں آپ کی روح لیجائی گئی اور آپ کا جسم گم نہیں گیا یعنی وہ اسی دنیا پر اپنی جگہ پر موجود تھا اور حسن بصری رضؓ سے بھی اس قسم کی روایت کی ہے "

الجواب

چونکہ سید صاحب کی عقل میں معراج کا واقعہ نہیں آتا اس لیے جو بھی روایت کے نام سے صحیح غلط ملے مگر ان کے مدعا کے لیے ٹھیک ہو وہ ان کے قائم کردہ عقلی معیار پر صحیح ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا عبارت میں حضرت عائشہ رضؓ کا قول کہ "ما فقدت جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج کہ شب معراج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر میں نے گم نہ کیا یعنی بستر پر موجود تھا۔ اور یوں ہی قول حضرت معاویہ اور حسن بصری رحؒ نقل کرتا ہوں مفصل جواب ملاحظ ہو۔

قول سیدہ عائشہ رضؓ

مرزا غلام احمد صاحب نے بھی ازالہ اوہام میں معراج جسمانی پر اور تمام صحابہ کرامؓ کا اتفاق نقل کیا ہے اور صرف حضرت عائشہ رضؓ کو مستثنیٰ کرتے ہیں اصل عبارت ملاحظہ ہو کہ۔

باوجود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفع جسمی کے بارہ میں کہ وہ جسم سمیت معراج میں آسمان کی طرف اٹھائے گئے تھے تقریباً تمام صحابہ کا یہی اعتقاد تھا لیکن حضرت عائشہ رضؓ اس بات کو تسلیم نہیں کرتیں ۔

(ازالہ اوہام کلاں ع۱۱۹ کلاں خورد صفحہ ۴۷)

دوسرا حوالہ:

"اور مولوی صاحب کو معلوم ہوگا کہ خلاف اجماع صحابہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کے دونوں ٹکڑوں کی نسبت یہ ظاہر کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسم کے ساتھ بیت المقدس پر گئے نہ آسمان پر بلکہ وہ ایک رویار صالحہ تھے۔ (ازالہ اوہام کلاں صفحہ ۱۲۱ صفحہ ۲۹۲)

ان دونوں عبارتوں میں مرزا صاحب نے معراج جسمانی یعنی جسم سمیت آسمان پر جانیکے متعلق تمام صحابہ کا اعتقاد اور ان کا متفقہ مجمع علیہ مسئلہ ثابت فرمایا ہے ہیں صرف جناب صدیقہ رضؓ کے قول کا سہارا لے رہے ہیں۔ پس اگر میں نے عقلی و نقلی درایۃ وروایۃً ان کا بے بنیاد ہونا ثابت کر دیا تو مرزا صاحب کے اقرار سے بھی اجماع صحابہ ہو جائے گا جس سے ایک مستثنیٰ نہیں اور بالاتفاق اجماع صحابہ قطعی حجۃ اور اس کا منکر بلاشبہ کافر ہے۔

ملاحظہ ہو جرح گواہ مدعا علیہ کا ٹیکم مانج ۳۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(حدیث عائشہ رض)

باعتبار سند اور روایت تنقید کے یہ حدیث بالکل غلط بلکہ موضوع اور گھڑی ہوئی ناقابل اعتبار ہے۔ ملاحظہ ہو زرقانی شرح مواہب مقصد خامس ج ۲ صفحہ ۳۔

وحد بتها هذا ليس بثابت عنها لما في ٧٢تبه من العلة القادمة و في سنده من انقطاع و راو مجهول وقال ابن دحية في التنوير انه حديث موضوع عليها وقال في معراج الصغر قال امام الشافعية ابو العباس ابن سريج هذا حديث لا يصح وانما وضع ردًا للحديث الصحيح ...... وكان المراج بجسد الروح جميعا زرقانی شرح مواہب مقصد ۵ ج ۳صہ۔

اس حدیث عائشہ رض کو لکھ کر زرقانی شارح مواہب فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہرگز ثابت نہیں اس کا متن بھی سخت معلول ناقابل اعتبار ہے اور سند بھی سند میں ایک راوی کا درمیان سے پتہ نہیں رکہ دیندار تھا یا بیدین) ایک مجہول راوی ہے (نہیں معلوم معتبر ہے یا غیر معتبر) امام ابن دحیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث یقیناً موضوع اور گھڑی ہوئی ہے امام شافعیہ امام ابو العباس ابن شریح فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بالکل غلط ہے اور صرف معراج جسمانی کی اعلیٰ صحیح حدیثوں کو رد کرنے کی غرض سے وضع کی گئی ہے بہرحال معراج جسم اور روح دونوں کے ساتھ ہوئی" زرقانی ج ۲ صفحہ ۳۔

اتنے بڑے بڑے مسلم ائمہ حدیث کا یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت عائشہ کی حدیث ان سے ثابت ہی نہیں صرف بیدینوں کا اختراع و ایجاد ہے۔

صحیح حدیث حضرت عائشہ رض اس کے خلاف ہے

اخرج الحاكم وصححه وابن مردويه والبيهقي في الدلائل عن عائشة رض قالت لما اسري بالنبي صلى الله عليه وسلم الى المسجد الاقصى اصبح يحدث الناس بذلك فارتد ناس فمن كانوا آمنوا به وصدقوه و سعوا بذلك الى ابي بكر ...... قال نعم اني اصدقه بما هو ابعد من ذلك اصدقه بخبر السماء في غدوة او روحة فلذلك سمي ابو بكر الصديق۔

(در منثور ابن کثیر ج ۲ ص ۳۸)

حضرت عائشہ رض سے با...! صحیح حاکم ابن مردویہ بیہقی نے روایت کیا کہ جب معراج کی صبح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ معراج ذکر فرمایا تو بہت سے لوگ (با ورنہ کرکے) مرتد ہو گئے اور حضرت ابوبکر رض کے پاس دوڑ کر پہنچے کہ تمہارے دوست (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہیں ...... (آخر میں ہے کہ) صدیق رض اکبر نے فرمایا میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کیونکہ جب میں اس سے زیادہ مستبعد از عقل میں نہ آنے والی آسمانی چیزوں کی تصدیق کرتا ہوں تو اس کی تصدیق کیوں نہ کروں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی پر آپ کو صدیق کا لقب بارگاہِ نبوت سے عطا ہوا۔ (ابن کثیر ج ۶ صفحہ ۳۸)

ملاحظہ ہو کہ اگر خواب ہی تھا اور معراج جسمانی نہ تھی تو بہت سے مسلمانوں نے مستبعد سمجھ کر ارتداد کیوں اختیار کیا۔

اور صدیق اکبر نے تصدیق میں کیا انوکھی بات کی جس پر صدیق کا خطاب ملا۔

حضرت صدیقہ سے بہت سی روایتیں صحیح معراج جسمانی کی ہیں جن کے ذکر میں طوالت ہے میں زرقانی کے فیصلہ پر اکتفاء کرتا ہوں کیونکہ وہ ارباب نقل میں نہایت معتبر امام ہیں ان کی نقل پر کسی کو لب کشائی کا موقع نہیں۔

امام زرقانی کا فیصلہ

بل الذی یدل علیہ صحیح قولہا انہ بجسدہ الشریف لانکارہا دوبتہ ربہ دویتہ عین ولو کانت عندہا مناما لم تنکرہ ـــ ـــ الخ (زرقانی ج ۶ صفحہ ۴)

یعنی حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا صحیح قول یہی ہے کہ معراج پاک جسم شریف کے ساتھ ہوئی کیونکہ در حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رؤیتِ عینی باری تعالیٰ میں اختلاف رکھتی ہیں اگر ان کے نزدیک معراج روحانی یا خواب تھا تو اختلاف رؤیتہ کی کوئی بھی وجہ نہ تھی۔

(زرقانی شرح مواہب ج ۶ صفحہ ۴)

(درایتہ حدیث عائشہ پر تنقید)

نقل و درایتہ کے لحاظ سے بھی ان کا یہ ارشاد کہ شبِ معراج جسم اطہر کو میں نے ٹٹولا تو بستر پر نہ ملا ہرگز قابلِ قبول نہیں کیونکہ اس معراج کے وقت جنابہ صدیقہ رض کی عمر شریف بقول ملا علی قاری (۳) ماہ اور بہ تحقیق صحیح ایک سال کے اندر ہی تھی۔ جس وقت نہ تو یہ شعور ممکن ہے نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہاں ان کا شب گذارنا کیونکہ چھٹے سال کی عمر میں ان کا پیغام دیا گیا اور نکاح ہوا اور مدینہ منورہ جاکر ہجرت کے بعد نویں سال کی عمر میں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر قدم رنجہ فرمایا۔ لہٰذا یقیناً یہ واقعہ کسی نے اپنے طور پر خلاف واقعہ بنایا ہے۔

امور تنقیح طلب۔

(۱) معراج کا سنہ کیا تھا۔

(۲) جنابہ صدیقہ کی عمر اس وقت کیا تھی۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر اول اول کہاں اور کس سنہ میں تشریف لے گئیں اور محرم راز بنیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جواب و ثبوت)

اول کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ تعیین سنہ معراج میں چودہ کے قریب قابل لحاظ اقوال ہیں اور کافی اختلاف تفصیل۔

(۱) قبل نبوت (روایۃ شریک)۔

(۲) نبوت کے ۱۵ ماہ بعد۔

(۳) نبوت کے تین سال بعد۔ قول ابن اسحاق۔

(۴) نبوت کے پانچ سال بعد۔ قول امام زہری۔

(۵) مکہ اور قبائل میں اسلام شائع ہو چکا تھا (ابن اسحاق)

(۶) ہجرت سے ۶ ماہ قبل ۸ ماہ۔ ۱۱ ماہ۔ ۱۲ ماہ۔ ۱۴ ماہ۔ ۱۵ ماہ۔ ۱۷ ماہ۔ ۱۸ ماہ قبل آٹھ اقوال یہ ہیں پس تیرہ نو یہ ہوئے (۱۴) ۳ سال قبل۔

(فیصلہ)

باوجود اس اختلاف کے مسئلہ کمزور نہیں ہو سکتا کیونکہ جانچنے کا صحیح معیار موجود ہے یہ غلط ہے کہ اختلاف کسی مسئلہ کو کمزور کرتا ہے بلکہ اکثر پرکھنے اور پڑتال کا موقع نکل آتا ہے اور حق واضح سے واضح تر ہو جاتا ہے۔ ورنہ ناقابل انسان اختلاف تو وجود باری تعالیٰ۔ نبوت رسالت جنت دوزخ قیامت سبھی میں ہے۔

پہلی روایت شریک بالکل غیر معتبر ہے خصوصاً اتنکا یہ فیصلہ کہ معراج پاک آپ کے نبی ہونے سے قبل ہوئی۔

(نووی شرح مسلم صفحہ ۹۱)

دوسرا اور تیسرا قول بھی روایۃً و درایۃً نہیں آگے معلوم ہوگا نیز ملاحظہ ہو نووی صفحہ ۱۹ چھٹے قول سے جو دھویں تک علاوہ روایۃً کمزور ہوں گے اس لیے بھی ناقابل قبول ہیں کہ محدثین میں کسی کو بھی اس امر میں اختلاف نہیں کہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ کے ساتھ نماز پنجگانہ فرض ہونے کے بعد پڑھی ہے اور ان کی وفات ہجرت سے تین بلکہ پانچ سال قبل ہوئی ہے ملاحظہ ہو نووی صفحہ ۱۹۔

پس اب صرف قول سالم رہ جاتے ہیں۔

(۱) نبوت کے پانچ سال بعد قول زہری۔

(۲) اسلام مکہ اور قبائل میں پھیلنے کے بعد اور دونوں کا ماحاصل ایک ہی ہے کیونکہ تین سال تو تبلیغ کا زیادہ موقع ہی نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تھا آپ معہ اہل و عیال شعب ابی طالب میں محصور تھے اور آپکا مکمل بائیکاٹ تھا چوتھے سال سے تبلیغ کافی شروع ہوئی اور پانچویں سال اکثر قبائل میں اسلام پہنچ گیا۔

فیصلہ

امام ذہری کے صحیح قول کے موافق معراج ۵ نبوی یعنی نبوت کے پانچ سال بعد ہوئی۔

پیدائش حضرت عائشہ رضؓ

ام المومنین حضرت صدیقہ رضؓ کی ولادت ۵ نبوی کے بعد یعنی پانچویں سال نبوت کے ہے ملاحظہ ہو زرقانی بروایت طبقات ابن سعد) نیز اس کی تصریح سیرۃ النبی شبلی میں بھی ہے جو خود مختار مدعا علیہ کی پیش کردہ ہے۔
پس سنہ معراج اور ولادت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک ہی یعنی پانچواں سال نبوت ۵ نبوی رہا۔ اب عدالت خود ہی غور فرمائے کہ چند ماہ کی بچی جن کا ہنوز کوئی دربار رسالت سے خصوصی تعلق نہیں نہ وہاں شب باشی ہے نہ کچھ سمجھ مگر فرماتے ہیں کہ معراج کی شب میں نے جسم مبارک کو بستر ہی پر پایا۔ پس یہ قول روایۃً و درایۃً کسی طرح بھی درست نہیں۔ لہذا فیصلہ یہ رہا کہ تمام صحابہ کا بہ تسلیم مرزا صاحب یہی عقیدہ اور اسی پر اجماع رہا کہ معراج جسمانی یعنی جسم سمیت آسمان پر جانا ہوا اب تو اس کے منکر کا کفر بلا شبہ و اختلاف ثابت ہو گیا۔

ایک اور گذارش

اگر باوجود ناقابل قبول ہونے کے اس قول کو کوئی تسلیم بھی کرلے تو پھر اس معراج جسمانی کے سوا کوئی اور (۳۳) روحانی معراجوں میں ہوگی کیونکہ اس قول و تحقیق کے لائق وہ ہجرت کے بعد ہوئیں اس وقت روحانی معراجیں متعدد ہوئی ہیں۔

حضرت صدیقہ کے مقابل ان کے والد بزرگوار کا صحیح فیصلہ

تعجب ہے کہ مرزائی یا دوسرے منکرین معراج ایک موضوع قول چند ماہ کی بچی کا لیکر آڑ پکڑتے اور اسے حجت بناتے ہیں مگر خاندان قریش کے رکن رکین تمام امت سے افضل صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الغار جنابہ صدیقہ رضؓ کے والد بزرگوار حضرت صدیق اکبر کے صاف اور صریح قول کو نظر انداز کردیتے ہیں ملاحظہ ہو درمنثور بحوالہ سابق۔

اخرج البزار و ابن ابی حاتم والطبرانی و ابن مردویۃ والبیہقی فی الدلائل وصححہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن شداد ابن اوس قلنا یارسول اللہ کیف اسری بک ۔۔۔ الی ان قال ابوبکر یارسول اللہ این کنت اللیلۃ قد التمستک فی مکانک الخ یعنی شداد ابن اوس سے

باسناد صحیح مروی ہے کہ شب معراج کی صبح تذکرہ میں حضرت ابوبکر رضہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی ۔ کہ یارسول اللہ میں نے آپ کو رات بہت تلاش کیا مگر حضور (بستر پر) نہ ملے اس پر فرمایا کہ مجھے رات معراج ہوئی الخ ۔

(درمنثور ابن کثیر ج ۶ ص ۱۲)

شفاء قاضی عیاض رح کے صفحہ ۸۷ پر ہے ۔

" عن ابی بکر بروایتہ شداد بن اوس انہ قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بہ طلبتک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البارحۃ فی مکانک فلم اجدک فاجابہ ان جبرئیل حملہ الی المسجد الاقصی الخ "

یعنی صدیق اکبر نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے شب گذشتہ حضور کو حضور کی جگہ پر تلاش کیا آپ موجود نہ تھے ارشاد فرمایا کہ مجھے جبرئیل بیت المقدس اور آسمان پر لے گئے تھے " الخ ۔

(شفاء شریف ص ۸۷)

ملاحظہ فرمائیں اتنی وضاحت ترک کر کے موضوعات کو حجت بنانا بعید نہیں تو اور کیا ہے یہ فیصلہ صدیق اکبر مختار مدعا علیہ بلکہ تمام مرزائیوں کو مسلم ہونا چاہیئے کیونکہ صدیق اکبر رضہ صرف قریشی بلکہ مایہ ناز قریش اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب امت سے افضل ہیں

اور قریش کے متعلق ان کے مسلم بزرگ جن کی شان میں مرزا صاحب یوں رطب اللسان ہیں ۔ حبی فی اللہ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی مہتمم مصارف ریاست بھوپال ۔

مولوی صاحب موصوف اس عاجز سے کمال درجہ کا اخلاص و محبت اور تعلق روحانی رکھتے ہیں ان کی تالیفات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک اعلیٰ لیاقت کے آدمی اور علوم عربیہ میں فاضل ہیں بالخصوص علم حدیث میں ان کی نظر بہت محیط اور عمیق معلوم ہوتی ہے حال ہی میں انہوں نے ایک رسالہ اعلام الناس اس عاجز کی تائید دعویٰ میں بکمال متانت و خوش اسلوبی لکھا ہے جس کے پڑھنے سے ناظرین سمجھ لیں گے کہ مولوی صاحب موصوف علوم دینیہ میں کس قدر محقق اور وسیع النظر اور دقیق آدمی ہیں انہوں نے نہایت تحقیق اور خوش بیانی سے اپنے رسالہ میں کئی قسم کے معارف بھر دیے ہیں ناظرین اس کو ضرور دیکھو ۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۱۱ و ۳۲۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ مولوی احسن امروہی

"قریش بالضرور تمام دینیات میں متبوع اور مقتدا ہیں کہ الفضل للمتقدم اور سائر امت مرحومہ ان کے تابع ہے خواہ امت میں کوئی خلیفہ رسول کا ہو یا امام ہو یا مجدد ہو یا مہدی ہو یا مسیح موعود ہو"

پس اس صدیقی فیصلہ کے مقابل مرزا صاحب کا قول بھی ناقابل التفات ہے گو وہ بزعم خود مہدی و مسیح موعود کیوں نہ ہوں چہ جائیکہ سید سلیمان ندوی و مولوی ثناء اللہ و سرسید وغیرہ۔

تنقیح نمبر دوم

اوپر کی تحقیق میں بحوالہ الطبقات ابن سعد و زرقانی گزر چکا کہ حضرت عائشہ رضؓ کی عمر بوقت معراج چند ماہ کی تھی مزید ثبوت کی ضرورت نہیں۔

تنقیح نمبر سوم

اوپر ثابت ہو چکا نیز مسلم ہے کہ حضرت صدیقہ کی رخصتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آبادی ہجرت کے پہلے سال ہوئی جب کہ ان کی عمر ۹ سال تھی اور تبھی وہ آپ کی صحیح معنی میں محرم راز ہوئیں (تفصیل کے واسطے طبقات ابن سعد میں حضرت عائشہ کا تذکرہ ملاحظہ ہو)

حضرت معاویہ رضؓ کے قول کا جواب

چونکہ مرزا صاحب نے اجماع صحابہ سے صرف حضرت عائشہ کو مستثنیٰ کیا تھا اس لیے اس کے جواب میں اتنی تفصیل کی گئی باقی حضرت معاویہ رضؓ کا معراج جسمانی پر عقیدہ ہونا مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے کیونکہ وہ جسم سمیت آسمان پر شب معراج جانے کا عقیدہ بلکہ سر سے بھی عقیدہ سوائے حضرت عائشہ رضؓ کے سب صحابہ کا نقل کرتے ہیں بلکہ اجماع صحابہ بتایا ہے ملاحظہ ہو ازالہ کلاں صفحہ ۱۱۹ و ۱۲۱ -

پس مرزا صاحب بھی حضرت معاویہ رضؓ کو معراج جسمانی کے معتقدین کی فہرست میں منسلک کرتے ہیں۔

والفضل ما شهدت به الاعداء

لہٰذا بجائے زیادہ تفصیل کے صرف اجمالاً اس قدر عرض ہے کہ اول تو یہ انکا قول قابل اعتبار سند سے ثابت نہیں بلکہ مجروح اور ناقابل اعتبار ہے۔ دوسرے ۵ نبوی تک تو یہ ایمان نہ لائے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ یہ تو ہجرت کے بہت بعد قریب فتح مکہ تقریباً ۱۴-۱۵ سال واقعہ معراج کے بعد ایمان لائے ہیں پھر ان کی اس وقت کے متعلق شہادت کہ آپ کا جسم شب معراج بستر ہی پر تھا یا غلط یا سنی سنائی بات ہو گی پھر صحیح ماننے پر یہ شہادت اسی معراج کے متعلق ہو سکتی ہے جو (۳۳) روحانی ہیں نہ کہ چونتیسویں جسمانی جیسا کہ یہ واقعہ سے گزر چکا ۔

(شہادت حضرت ابی سفیان رض)

حضرت امیر معاویہ کا غیر ثابت سند ضعیف اور کمزور بلکہ موضوع قول تو لیا حالانکہ مرزا صاحب کی تصریح کے بھی خلاف تھا مگر ان کے والد بزرگوار کی نہایت صحیح شہادت جو ہرقل شہنشاہ روم کے دربار میں بادشاہ کے حضوری میں کی تھی نظر انداز کر دیا یہ کہاں کی دیانت ہے ۔

ابن کثیر وغیرہ میں صحیح سند سے موجود ہے کہ ابو سفیان رض نے ہرقل شاہ روم کے روبرو معراج جسمانی کا تذکرہ اس لیے کیا کہ وہ اسے مستبعد سمجھ کر متنفر ہو جائے گا اس کے سرہانے بیت المقدس کا چابی بردار موجود تھا اس نے کہا کہ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ بادشاہ نے وجہ دریافت کی اس نے عرض کی کہ میں حسب دستور جو وقت اور تاریخ یہ بتایا ہے ہیں بیت المقدس کو مقفل کرنے لگا تو کواڑ بند نہ ہوئے اعزہ سے مدد لی کامیاب نہ ہوا راجوں کو دکھایا معلوم ہوا کہ اس کا ایک پتھر نیچے سرک آیا ہے بلا توڑنے دروازہ بند ہی نہیں ہو سکتا اسی طرح کھلا چھوڑ کر چلا گیا صبح آیا تو آدمی کے آنے کے نشان تھے اور جس پتھر سے انبیاء سابقین اپنے جانور باندھا کرتے تھے اس میں ایک مزید حلقہ کا اضافہ اور جانور بندھنے کا نشان تھا اور دروازہ بالکل درست پتھر اپنی جگہ پر تھا جس سے میں نے یقین کیا کہ سرور نبی آخر الزمان پیدا ہو چکے الخ۔

(حسن بصری رح کے قول کے متعلق)

حسن بصری کی طرف بھی انکار معراج جسمانی کی نسبت محض غلط و کسی روحانی معراج کا تذکرہ کرتے ہوں گے گو اس قول کی سند بھی ناقابل التفات ہے شفاء قاضی عیاض رح کے صفحہ ۸۶ سے حوالہ نقل کر چکا۔ جس میں حضرت حسن بصری رح کو معراج جسمانی بحالت بیداری میں ماننے والوں سے منسلک کیا ہے نیز ایک حدیث بھی ابن جریر رح کے واسطے بسند حسن بصری رح یہاں واضح گذر چکی کہ معراج جسمانی تھا اور اس پر انقطاع کا جو اعتراض تھا اس کا جواب بھی وہیں دیدیا کہ در حسن بصری رح حضرت علی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کیونکہ جہاں وہ انقطاع کریں وہاں حضرت علی مراد ہوں گے ۔

(خلاصۃ التہذیب حاشیہ صفحہ ۷۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف غلط نسبت

حضرت حذیفہ ابن یمان رضؓ کی طرف بھی انکار معراج جسمانی کی نسبت صحیح نہیں حضرت حذیفہ کی تصریح اجماع صحابہ کے بھی خلاف ہے نیز اس نقل کی سند ناقابل اعتبار ہے کسی معتبر محدث نے تصحیح نہیں کی اور شفاء قاضی عیاض صفحہ ۸۶ پر تصریح ہے کہ حذیفہ ابن یمان رضؓ معراج جسمانی بحالت بیداری کے قائل ہیں۔

نتیجہ

تقریر بالا سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ جن بزرگوں کی طرف انکار معراج جسمانی کی نسبت کی ہے اولاً صحیح نہیں دوسرے روحانی (۳۲) معراجوں کے متعلق ہے جس میں ہماری گفتگو نہیں اس معراج جسمانی کے متعلق جس میں نماز پنجگانہ فرض ہوئی کسی ایک کا بھی سلف صالحین صحابہ و تابعین سے اختلاف ثابت نہیں اور یہ مرزا صاحب کو بھی مسلّم ہے۔

لفظ رویاء کی بحث ،

بلا وجہ اُس آیت وما جعلنا الرؤیا التی ارینٰک الا فتنۃ للناس کی تحت ایک حاشیہ کا اضافہ کرکے لفظ رویاء کی بحث کا اضافہ کرلیا کہ رویاء کے معنیٰ خواب کے ہیں۔ پھر شہاب تسہیل البیان۔ مجمع البحار حریری وغیرہ کے قطع برید کرکے کچھ حوالے نقل کئے ہیں

الجواب

ہمیں اس پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں جب کہ مخصوص اس آیت کے متعلق حضرت ابن عباس رضؓ کا فیصلہ موجود ہے کہ یہ رویاء عینی مشاہدہ معراج کا ہے نہ روحانی و منامی۔

(بخاری باب الاسراء فتح الباری ج ۷ صفحہ ۱۷)

اور چونکہ ابن عباس علاوہ حبر امۃ اور قرآن کے متعلق تمام امت سے زائد واقف ہو سکے بوجہ اس کے کہ قرشی ہیں ایسے مسلّم ہیں کہ ان کے مقابل دوسرے عالم شہاب حریری وغیرہ کی مہدی مسعود اور مسیح موعود کا فیصلہ بھی قابل اعتبار نہیں ملاحظہ ہو۔ (الفرقان مولوی احسن صاحب امروہی صفحہ ۸)

پھر بھی تبرعاً صرف ایک حوالہ نہایت ہی مستند لغت سے جس میں معہ محاورہ اہل زبان لیا گیا ہے پیش ہے۔

(حوالہ لسان العرب ج ۱۹ صفحہ ۹)

قال ابن بری وقد جاء الرؤیا فی الیقظۃ قال الراعی فکبر للرؤیاء وھش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فؤاده و بشر نفسا كان قبل يلدهها ..... الخ

امام لغت ابن بری فرماتے ہیں کہ یقیناً رؤیا۔ بیداری کے مشاہدہ پر بھی مستعمل ہے اور عرب کے مشہور مستند شاعر جاہلی راعی کا شعر سند میں پیش کیا ہے الخ۔ (لسان العرب ج ۱۹ صفحہ ۹)

اب یہ نہ صرف مستند ڈکشنری کا حوالہ ہے بلکہ محاورہ عرب اور شعر بھی معتبر شاعر کا پیش ہے جس کو گواہان مدعا علیہ بھی لغت اور معتبر لغت کہتے ہیں ملاحظہ ہو بیان گواہان مدعا علیہ و برئ مارچ ۳۲ء

ایک عظیم الشان مغالطہ اور اس کا جواب

علماء اسلام میں کم از کم ایک شخص تو ایسا ہے جو صوفی اور صاحب حال بھی ہے اور محدث اور متکلم بھی یعنی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی آپ نے حجۃ اللہ البالغہ میں معراج کی کیفیت ان الفاظ میں لکھی ہے واسری بہ سے لے کر واللہ اعلم تک۔

ترجمہ:۔ آپ کو معراج میں مسجد اقصیٰ پہنچایا گیا پھر سدرۃ المنتہیٰ اور جہاں خدا نے چاہا اور یہ تمام جسم مبارک کے لیے بیداری کی حالت میں ہوا لیکن اس مقام میں جو عالم مثال اور عالم ظاہر کے بیچ میں ہے۔ اور جو دونوں عالموں کے احکام کا جامع ہے اس لیے جسم پر روح کے احکام جاری ہوئے اور روح پر معاملات روحانی جسم کی صورت میں نمایاں ہوئے اور ان واقعات میں سے ہر واقعہ کی ایک تعبیر ظاہر ہوئی اور اسی طرح پر واقعات حضرت حزقیل اور موسیٰ علیہم السلام کے لیے ظاہر ہوئے تھے اور اولیاء امت کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں خدا کے نزدیک ان کے درجہ کی بلندی مثل اس حالت کے ہوتی ہے جو رب ان کو معلوم ہوئی واللہ اعلم" کتنا بڑا عظیم الشان مغالطہ اور حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ پر سفید جھوٹ اور بدترین بہتان ہے جو ناواقفی سے نہیں بلکہ دیدہ و دانستہ لگایا گیا ہے اگرچہ ترجمہ میں خیانتیں بھی ہیں مگر میں مختار مدعا علیہ ہی کا پیش کردہ ترجمہ حضرت شاہ صاحب ؒ کے دامن قدس کی صفائی کے واسطے پیش کرتا ہوں۔

"آپ کو معراج میں مسجد اقصیٰ پہنچایا گیا پھر سدرۃ المنتہیٰ اور جہاں خدا نے چاہا اور یہ تمام جسم مبارک کے لیے بیداری کی حالت میں ہوا"

عدالت ملاحظہ فرمائے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیسے واضح الفاظ میں تصریح فرما رہے ہیں کہ یہ تمام واقعہ جسم مبارک کے لیے حالت بیداری میں ہوا۔ نہ کہ کشف و خواب میں پس کس قدر جرات اور دیدہ دلیری ہے کہ ان کی طرف انکار معراج جسمانی کی نسبت کی جائے اور اتنے عظیم الشان مغالطہ کے بعد مختار مدعا علیہ کی حیثیت عدالت پر پوشیدہ نہیں۔

حضرت شاہ صاحب قدس سرہ العزیز لیکن سے واللہ اعلم تک اپنے مذاق متعلق اس معراج جسمانی کا ایک فلسفہ صوفیانہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصول پر بیان فرمایا ہے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ واقعہ عالم ظاہر اور عالم مثال کے درمیان کا ہے جو مقام جامع کہلاتا ہے یہاں جسم پر ایسی لطافت طاری ہو جاتی ہے کہ اس پر روح کے احکام یعنی سرعۃ حرکۃ رفع الی السماء وغیرہ جاری ہو سکتے ہیں اس مقام میں اُس جسم لطیف کی حرکت اور سرعۃ اور رفع الی السماء وغیرہ کوئی مستبعد نہیں جس طرح روح کے متعلق یہ امور مستبعد نہیں۔

پھر ان امور کے جو آپ نے معائنہ فرمائے نتائج فلسفیانہ بیان فرماتے ہیں جن کو مختار مدعا علیہ یا وہ بزرگ جن سے اُس نے نقل کیا ہے خوش فہمی سے تعبیر خواب سمجھ رہے ہیں بعینہ یہی فلسفہ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان فرمایا ہے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا حوالہ

مختار مدعا علیہ نے تفسیر ثنائی ج ۵ صفحہ ۲۶ سے دو عبارتیں قطع برید کر کے نقل کی ہیں جس کے جواب میں اولاً یہ گذارش ہے کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری مدعیہ یا اس کے فریق یا کسی دیوبندی عالم کے مستند و مسلم نہیں بلکہ سخت اختلاف ہے اور نہ صرف فروعی امور میں بلکہ تقلید جیسے اہم مسئلہ میں یہاں تک اختلاف ہے کہ وہ ائمہ کرام کی تقلید کو شرک قرار دیتے ہیں اور سیدنا امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کی شان گرامی میں زبان درازی کرتے ہیں ہمارے ان کے مناظرہ اختلافات اختلافی رسائل تمام پنجاب و ہندوستان میں شائع و ذائع ہیں ممکن ہے کہ یہ بزرگ مرزائیوں کے مسلم ہوں کیونکہ مرزا صاحب کا وہ مدمقابل تھے اور مرزا صاحب نے ان کے متعلق آخری فیصلہ میں اعلان کیا تھا کہ میرے اور ثناء اللہ میں یہ فیصلہ ہے کہ جھوٹا سچے کے آگے مر جائے گا۔ بہر حال ہم پر ان کا قول حجت نہیں ان کی ذاتی رائے ہے۔

نیز اگر غور کیا جائے تو وہ بھی تو یہی فرماتے ہیں" پس ان بزرگوں کے (یعنی شاہ ولی اللہ صاحب) کلام سے جو امر ثابت ہوتا ہے خاکسار اُسے مانتا ہے وہ باقی آگے اُس کی تعبیرات کا درست ہونا یہ انکی غلطی ہے خود اُن کی جماعت اہلحدیث نے اس تفسیر پر سخت تنقید و تبصرہ کیا ہے اور اس سے ان کے ایمان میں شبہ کیا ہے اُس تنقیدی رسالہ کا نام انکار ثناء اللہ بجمیع اجزاء امنت باللہ ہے پس جب اُن کی جماعت کو وہ تفسیر خود مسلم نہیں تو ہم پر کیا حجت ہو گی۔

نیز مولوی ثناء اللہ صاحب کی اس مسئلہ پر سرخی و ہیڈنگ دعنوان ملاحظہ ہو۔

"اسراء اور معراج دو واقعہ الگ الگ ہیں اور یہ دونوں بیداری میں بجسدہ الشریف ہوئے ہیں"۔

پس جب مصنف کا واضح مذہب اس ہیڈنگ سے معلوم ہو گیا تو عبارتیں قطع و برید کر کے مدعا کے خلاف نکالنا صریح بہتان ہے اصل یہ ہے کہ سرسید اور سلیمان ندوی مولوی ثناء اللہ سے اس کا جواب مرزا صاحب کی طرح نہ بن آیا اور مخالفین کے خوف سے تاویلیں کرنے لگے جیسے کہ مرزا صاحب صاف منکر ہو کر توہین پر اتر آئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قول مختار مدعاعلیہ۔

"بہرحال اس تمام بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ سلف صالحین میں سے اکابر صحابہ وائمہ نے معراج کو اس جسم عنصری سے تسلیم نہیں کیا"

الجواب

یہ محض غلط اور بہتان ہے تفصیلاً جواب عرض کرچکا تمام صحابہ کا اتفاق عمدۃ القاری اور شفاء شریف سے پیش کرچکا۔

چار عادل شاہد اور پیش ہیں۔

(۱) ابن کثیر ج ۶ صفحہ ۱۴۱۔

(۲) نووی شرح مسلم ج اصفحہ ۹۱۔

(۳) ابن جریر ج ۱۵ صفحہ ۱۳۔

(۴) زادالمعاد ج اصفحہ ۳۰۲۔

ہر علامہ عصر حافظ ابن کثیر اور امام نووی محدث اور امام ابن جریر طبری اور حضرت حافظ ابن قیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم تصریح فرماتے ہیں کہ معراج جسم اور روح دونوں سمیت ہوئی اور یہی مذہب تمام سلف صالحین اکابر صحابہ وائمہ متقدمین و متأخرین کا نقل فرمایا ہے۔ جس کے بعد یہ رکیک تاویلات مختار مدعا علیہ قابل التفات بھی نہیں۔

اور مرزا صاحب بھی سوائے حضرت عائشہؓ کے تمام صحابہ کا متفقہ اجماعی عقیدہ یہی نقل کرتے ہیں کہ معراج جسم سمیت ہوئی (ازالہ کلاں صفحہ ۱۲۱ و ۱۱۹) حوالہ معہ اصل عبارت گزرچکا اور حضرت عائشہؓ کے قول کی بھی حقیقت واضح ہوچکی پھر مختار مدعا علیہ کا یہ قول مذکورہ بالا محض غلط اور بلا دلیل ہے۔

انبیاء سابقین،

دیگر انبیاء کی معراج روحانی جو سیرۃ النبی ج ۳ صفحہ ۲۷۱ اور صفحہ ۲۷۲ سے نقل کی وہ بالکل غیر متعلق ہے ہم خود علاوہ ایک معراج جسمانی کے اور آنحضرت ؐ کے واسطے بھی روحانی مانتے ہیں۔

مرزا صاحب کے دوسرے حوالے

حمامۃ البشریٰ وغیرہ سے جو حوالے مرزا صاحب کے گول مول ذوالوجوہ پیش کئے ہیں وہ بے سود ہیں کیونکہ اُس میں تو بعد خاتم النبیین مدعی نبوت پر لعنت بھیجنے اور دعویٰ نبوت کو کفر اور اپنے کو نبی ماننے والوں کو دجال کہتے ہیں اور پھر یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب امور جزو ایمان ہو گئے لہٰذا اس کا کیا اعتبار ہیں نے تو صریح توہین اور انکار کا حوالہ ازالہ اوہام کا پیش کیا ہے جو مختار مدعا علیہ کو بھی مسلم ہے جبھی تو وہ یہ بہتان انکار معراج جسمانی بزرگوں پر باندھ رہا ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز اجمیری ؒ

قول مختار مدعا علیہ۔

"حضرت خواجہ معین الدین چشتی فرماتے ہیں۔

گر چو احمد در شب معراج وصل — از حرم تا صوب اقصٰی می روم
از زمین تا سدرہ واز سدرہ بعرش — بر براق برق آسامی روم
از فلک بگذشت واز انس و ملک — از دنیٰ سوئے تدلّٰے می روم
قاب قوسین است واو ادنیٰ حجاب — بے حجب تا حق تعالٰی می روم

(دیوان خواجہ معین الدین چشتی صفحہ ۴۵)

نور حسنست آں مجسم گشتہ در ذات نبی — ہمچو نور ماہ کز خورشید کرد ست اکتساب
نقرہ خنگہ چرخ را زاں میکشد زریں لگام — در شب اسرا چو آرد پائے ہمت در رکاب
ستر ما اوحیٰ نگنجد در ضمیر جبرئیل (۴-۵) کشف اسرار لدنی کے کند ام الکتاب

(دیوان معین صفحہ ۶ نیز صفحہ ۷ بھی ملاحظہ ہو)

گر عروج جان معین بایدت برنہ تا فلک — در رکاب خواجہ لولاک می باید شدن (دیوان معین ص۵۹)

باوجود یکہ یہ دیوان صرف حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی طرف منسوب ہے ورنہ دراصل یہ ملا معین الدین کاشفی مصنف معارج النبوت کا ہے جیسا کہ المعارف میں سید سلیمان ندوی نے اس پر کافی تنقید کی ہے مگر میں اسے تسلیم کر کے جواب پیش کرتا ہوں۔

الجواب

اس حوالہ کے نقل میں اگر مختار مدعا علیہ خیانت وقطع وبرید نہ کرتا تو ہر گز یہ شبہ بھی پیدا نہیں ہو سکتا تھا بہر حال اس کا پہلا جواب یہ ہے۔

(۱) خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ "ہمہ اوست" اور وحدۃ الوجود کے صوفی مشرب بزرگ ہیں جس پر اسی دیوان کے مندرجہ ذیل اشعار دلیل ہیں

کیسکہ عاشق معشوق خویشتن ہمہ اوست — حریف خلوت وساقی انجمن ہمہ اوست

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر بدیدہ تحقیق بنگری دانی کہ ناظر دل و منظور جان وتن ہمہ اوست
اگر تو خرقہ ہستی خویش پارہ کنی نظر کنی کہ دریں زیر پیرہن ہمہ اوست
زجام عشق نہ منصور بیخود آمد و بس کہ دار نیز ہمیگفت بارسن ہمہ اوست
مگو کہ کثرت اشیاء نقیض وحدت گشت تو در حقیقت اشیاء نظر نگن ہمہ اوست
تعینیست گراز اعتبار ما ونست اعتبار گزرکن کہ ما ومن ہمہ اوست (دیوان معین ص ۱۳)
من نمیگویم انا الحق یار می گوید بگو چون نگویم چون مرا دلدار می گوید بگو

(دیوان معین صفحہ ۲۶)

زیادہ تفصیل کے واسطے دلیل العارفین ملاحظہ ہو۔

پس یہ ہمہ اوست اور وحدۃ الوجود کا رنگ جو سکر و بیخودی کا ہے اس میں جو بھی زبان پر جاری ہو وہ قابل مواخذہ نہیں جیساکہ اسی میں دعویٰ انا الحق وغیرہ موجود ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ مختار مدعا علیہ کے پیش کردہ اشعار دیوان پاک میں "قطعہ" کے ہیڈنگ کے تحت میں مندرج ہیں اور دنیا جانتی ہے کہ قطعہ وہ اشعار کہلاتے ہیں جو سب مل کر ایک مضمون بنیں اس میں قطع و برید نہیں ہو سکتی مگر مختار مدعا علیہ کی خیانت ملاحظہ ہو کہ اس کا صرف آخری شعر باوجود قطعہ ہونے کے حذف کر دیا اور باقی پیش کیا تاکہ مغالطہ دے سکے حالانکہ وہ شعر اصل معاملہ پر نہایت صفائی سے روشنی ڈال رہا ہے کہ یہ تمام کلمات عالم بیخودی کے ہیں اصل کتاب ملاحظہ عدالت کے لیے پیش ہے تاکہ اصل بے ایمانی کا پتہ چل جائے وہ شعر یہ ہے۔

من نمیدانم دریں بحر عمیق ۔
غلطہ ام استادہ ام یا میروم ۔

کس قدر مدہوشی کی تصریح ہے اس سے واضح ہوگیا کہ یہ عالم بیخودی پر ہے جس پر کوئی گرفت نہیں ہو سکتی ۔ اور مرزا صاحب وحدۃ الوجود وغیرہ کے خلاف ہیں جیساکہ گزر چکا۔ دوسرے شعر میں فرما رہے ہیں جس پر کوئی اعتراض ہی نہیں ۔ عالم صحو و ہوش میں معراج پاک کے متعلق ارشاد ہے۔

قول مختار مدعا علیہ :

"تیسری بات کہ کیا مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی طرح کئی معراجوں کا اپنے لیے دعویٰ کیا ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اپنی کسی کتاب میں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح معراج ہوئی اور جس عبارت سے غلط استدلال کرکے مختار مدعیہ نے مرزا صاحب پر یہ افترا کیا ہے سیر معراج اس جسم کثیف و عنصری خاکی (شمس) ......تا...... مؤلف خود صاحب تجربہ ہے ازالہ اوہام حاشیہ صفحہ ۲۲ ۔ مختار مدعیہ نے اس حوالہ کو ایسے طریق پر پیش کیا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بس سے بظاہر ہو کر مرزا صاحب اپنے کشفوں کے مقابلہ پر معراج کو استخفاف کی نظر سے دیکھتے ہیں اور یہ مختار مدعیہ کا دیدہ و دانستہ عدالت کو مغالطہ دینے کی کوشش کرنا ہے "الخ"۔

الجواب

یقیناً معراج کو ایک کشف بنا کر اسی قسم کے کشفوں میں اپنے کو صاحب تجربہ کہنا مختار مدعا علیہ کے نزدیک توہین نہ ہو مسلمانوں کے نزدیک تو ناقابل برداشت توہین اور شرک فی الرسالہ ہے جو صریح محمد رسول اللہ کے اقرار کے منافی ہے۔ مرزائیوں کے نزدیک تو کھلی ہوئی تنقیص و تشبیہ بھی توہین نہیں مرزائیوں کے ایک مشہور بزرگ ان کے آرگن رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان کے اڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل فرماتے ہیں سے

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور بڑھ کر پہلے سے ہیں عزو شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس کو اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

پھر مختار مدعا علیہ نے اس ازالہ اوہام کی بھی متنازعہ عبارت کی تاویل کی ہے اور حاشیہ میں اپنی طرف سے ذاتی و صفاتی کی تقسیم اور ذاتی تشبیہ کی شرط لگا گئے پھر آگے فرماتے ہیں "اور مرزا صاحب کے اس قول سے کہ اس قسم کے کشفوں میں مولف خود صاحب تجربہ ہے یہ مراد نہیں کہ آپکو ایسے ہی معراج ہوئی جیسے آنحضرت صلعم کو الخ"۔

مطلب بالکل واضح ہے تاویل محض بیکار ہے عدالت اصل عبارت مکرر ملاحظہ فرمالیں کہ۔

"سیر معراج جسم کثیف کے ساتھ نہ تھا بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کا کشف تھا . . . اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے"۔ اور اس میں صرف کیا تاویل کریں گے مرزا صاحب تو اپنے آپ کو تمام صفات میں ان کا ظل اور بروز بتاتے ہیں اور العود احمد کے اصول پر پہلے سے بڑھ کر جیساکہ خطبہ الہامیہ و حقیقۃ النبوت کے حوالے سے آگے اپنے محل پر آئے گا جس میں مدلل اپنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ثابت کیا ہے پھر مختار مدعا علیہ نے کشف و بیداری کی تاویل اور اعلیٰ و اصفیٰ کی بحث شروع کردی مگر عالی جاہا۔ جو بھی سہی جسمانی نہ سہی کشفی اجلیٰ ہو یا اصفی و اخفیٰ ہمارا اعتراض تو دراصل "اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے" پر ہے جو بدستور شرک فی الرسالہ کی بیّن دلیل لاجواب موجود ہے جس کے ہوتے ہوئے کلمہ کے دوسرے حصہ محمد رسول اللہ پر ایمان قیامت تک نصیب نہیں ہو سکتا۔

کیا معراج جسمانی کا منکر کافر ہے

واجمعنا ان من انکر المعراج الی بیت المقدس یصیر کافرا ثم ههنا ثلثة اشیاء الاسراء والمعراج والاعرج فاما الاسراء من مکة الی بیت المقدس فهذا مما لاینکره المعتزلة ومن انکر یصیر کافرا لان هذا ثبت بالنص الخ (تمہید ابوالشکور صفحہ ۱۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ہم تمام اہل سنت کا اجماع ہے کہ جس نے معراج جسمانی کا بیت المقدس تک کا انکار کیا وہ ضرور کافر ہو جائے گا۔ پھر یہاں تین امور ہیں اسراء۔ معراج اعرج۔ اسراء جو مکہ سے بیت المقدس تک ہے اس کا انکار تو معتزلہ بھی نہیں کرتے اور جو انکار کرے گا کافر ہوگا کیونکہ آیت قرآنی سے نصاً و صراحۃً ثابت ہے۔

(۲) و فی کتاب الخلاصۃ من انکر المعراج ینظر ان انکر المعراج فھو کافر الخ

(شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مطبع احمدی شاہدرہ)

تقریباً مضمون سابق کی طرح منکر معراج جسمانی پر کفر کا فتویٰ خلاصہ سے نقل کر کے اس پر دلائل پیش کئے ہیں۔

پس دو شاہد عادل امام شہادت کے لیے کافی ہیں ؎

طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ،

دو اشک بھی بہت ہیں جو کچھ فائدہ کریں

ابو الوفاء

گو مسئلہ ایک حد تک اجمالی رنگ میں آچکا مگر مختار مدعا علیہ نے ایک فقرہ اور لگا دیا کہ۔

"اور اگر معراج کے واقعات پر بھی غور کیا جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عالم اعیان کا واقعہ نہیں ہو سکتا۔"

الجواب

معراج پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم شریف کے ساتھ بیت اللہ شریف سے مسجد اقصیٰ اور وہاں سے آسمانوں پر ہوتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ اور پھر عرش اور لا مکان تک پہنچنا مختار مدعا علیہ کے نزدیک خلاف واقعہ ہے اس کے نزدیک ہو ہی نہیں سکتا کہ سوائے کشف یا خواب کے عالم اعیان میں جسم کے ساتھ یہ واقعہ ہو۔

مگر مرزا صاحب کا ابن مریم بننے کے واسطے پہلے مریم کے رنگ میں پیدا ہونا پھر حاملہ ہونا پھر درد زہ کی شدت سے دو ماہ بعد سے کھجور کے نیچے جانا اور پھر اپنے سے خود ہی پیدا ہو جانا اور یوں آپ ہی مریم اور ابن مریم دونوں بن جانا قرین قیاس اور عقل سلیم کے بالکل مطابق ہے۔

(ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی نظم صفحہ ۳۳۶)

آنکہ گوید ابن مریم چوں شدی — ہست او غافل زراز ایزدی

آں خدائے قادر و رب العباد — در براہین نام من مریم نہاد

مدتے بودم برنگ مریمی — دست ناداد، بہ پیران زنی، ؟

ہمچو بکرمے یافتم نشو و نما۔ — از رفیق راہ حق۔ نا آشنا،

بعد ازاں آں قادر و رب مجید — روح عیسیٰ اندراں مریم دمید

پس بہ نفخش رنگ دیگر شد عیاں — زاد زاں مریم مسیح ایں زماں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیں سبب شد ابن مریم نام من / زانکہ مریم بود اول گام من
بعد ازاں از نفخ حق عیسےٰ شدم / شد ز جائے مریمی برتر قدم
ایں ہمہ گفت است رب العالمین / گر نمیدانی براہین رابہ بین
حکمت حق رازہا دارد بسے / نکتہ مستور کم فہمد کسے

خیر ہمیں ان کے ذاتی عقائد سے اس وقت سروکار نہیں۔

معراج کے متعلق عقلی طور پر قابل غور امور

(۱) سرعتہ حرکتہ۔ (۲) ارتفاع جسم خاکی (۳) کرہ نار وزمہریر یا زہریلی ہوا کا حائل ہونا (۴) آسمان میں شگاف و خرق التیام کیونکر ہوسکتا ہے (۵) شق صدر (۶) رویت باری (۷) رویت انبیاء (۸) رویت جنت ودوزخ وغیرہ تفصیل تو اس موقع پر ناممکن ہے اجمالاً گزارش ہے کہ ان میں سے کوئی بھی امر ایسا نہیں کہ عقل سلیم کو اس کے باور کرنے میں متامل ہو بلکہ میں تو مذہب اسلام اور ان کے تمامی جزئیات کو بتصریح قرآنی فطرۃ اللہ اور عقل کے مطابق سمجھتا ہوں مگر نظری ہوں گے یہ معنی نہیں کہ انہیں صرف عقل سے ثابت کیا جاوے۔ ثابت تو وہ نقل ہی سے ہوں گے البتہ سمجھے عقل سے جائیں گے۔

اور عقل بھی سلیم' کیونکہ ایک تو عقل فطری ہے اور ایک مخصوص ماحول سے متاثر سوسائٹی شرائع اور احکام عقل فطری کے مطابق ہیں نہ سوسائٹی کے جس کا فرق واضح ہے مثال سے واضح ہو۔

ایک بدوی کی عقل یہ ہے کہ البعیرۃ تدل علی البعیر والاثار علی المسیر الخ کہ ایک مینگنی اونٹ کا اور قدم کے نشان قافلہ کا پتہ دیتے ہیں بس یہ زمین وآسمان وغیرہ ایک علیم وخبیر کا پتہ کیوں نہ دیں گے اور ایک دہری کہتا ہے ان ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحی وما یھلکنا الا الدھر کہ خدا کوئی نہیں سب دہر وزمانہ وگردش زمانہ کے کرشمہ ہیں۔

اب گزارش یہ ہے کہ ایک کسی شئی کا امکان یعنی ہو سکتا ہے اور ایک وقوع یعنی درحقیقت ہوئی بھی یا نہ۔ عقلی دلیل تو صرف ہو سکنے پر قائم ہو سکتی ہے باقی یہ امر کہ ہوتے بھی یا نہ صرف روایتہ اور نقل سے مل سکے گی۔

نمبر وار مرتب اجمالی جواب

(۱) "سرعتہ حرکتہ" اس کے امکان میں کہ آن کی آن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک فرش خاکی سے عرش تک کیونکر پہنچا۔ نہ فلسفہ قدیم یونان کی بنا پر کوئی اشکال ہے اور نہ جدید سائنس کے اصول پر۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلسفہ قدیم یونانی

کیونکہ فلسفہ قدیم میں یہ امر مسلم ہے کہ جتنی دیر میں آفتاب کی ٹکیہ جرم شمس بتمامہ طلوع ہو جاتا ہے (جو پندرہ منٹ اور دقیقہ کا وقت ہے) اتنی دیر میں فلک الافلاک فلک اعظم جو اعظم ترین مخلوقات سے ہے پانچ لاکھ پندرہ ہزار چھ سو (۵۱۵۶۰۰) فرسخ مسافت قطع کرتا ہے جس کے (۱۵۵۸۰۰) پندرہ لاکھ اٹھاون ہزار آٹھ سو میل ہوئے (روح المعانی ج ۳ صفحہ ۱۷۴) پس اتنے بڑے تمام مخلوق سے وزنی جسم کی اس قدر سرعت حرکت مستبعد نہ ہو اور سید الرسل محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم لطیف کو کثیف بنا کر سرعت حرکت کے استبعاد پر معراج جسمانی کو ناممکن اور ناممکن کہا جائے

ع بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست،

فلسفہ جدید اور سائنس

فلاسفہ جدید اور سائنس دانوں میں یہ مسلمہ اصول ہے ایک ساعت میں برق بجلی زمین کے گرد پانچ سو (۵۰۰) مرتبہ زمین کے گرد چکر لگا کے اپنی اصلی جگہ پر پہنچ جاتی ہے پھر برق سوار کے متعلق کیا استبعاد ہے مولنا گرامی فرماتے ہیں ؎

قضا اگیرد قدر گیرد ازل گیرد ابد گیرد — رکابش را عنانش را عنانش را رکابش را
سوار برق شد ماہے فلک آمد عنان گیرش — رکابش بوسہ برپا زد ملک بوسد رکابش را

یہ تو ان کے واسطے دو مثالیں اختصاراً پیش کر دیں جو عقلی دلیل کے دلدادہ ہیں باقی خدا پرستوں اور موحدین کے واسطے قرآن پاک کی صرف ایک آیت کافی ہے

وقال الذی عندہٗ علم من الکتاب انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک فلما راٰہ مستقرا عندہ قال ھٰذا من فضل ربی لیبلونی ءاشکر ام اکفر ومن شکر فانما یشکر لنفسہ ومن کفر فان ربی غنی کریم

ملکہ بلقیس کے تخت منگانے کی سیدنا سلیمانؑ نے ضرورت محسوس فرمائی تو ایک جن نے دربار کے برخاست ہونے کا وقت نصف دن مانگا مگر ان کے وزیر آصف ابن برخیا جنہیں خدا تعالے کی کتاب کا علم تھا فرمایا کہ میں طرفۃ العین میں لاتا ہوں اور پلک مارنے ہی وہ عظیم الشان تخت انتہا یمن سے ہزار ہا میل کی مسافت پر اقصائے شام میں لا پیش کر دیا فسبحان اللہ ما اعظم شانہ وبہر برہانہ۔ پس ایک خدا کا ادنیٰ بندہ تو صرف اس کا نام لے کر یہ کر سکے اور مستبعد نہ ہو مگر خود قدرت والا خدا کرے تو عقل میں نہ آئے فواعجباہ۔

www.KitaboSunnat.com

ارتفاع جسم خاکی،

فقرہ حرکتنہ کے فلاسفہ قدیم بھی قائل ہیں اور آج بھی مشاہدہ اور سائنس دان بلکہ اب تو کسی ہندوستانی کے واسطے بھی جائے تعجب نہیں ہوائی جہاز خصوصاً ر ۔ آر نمبر ۱۰۱ جو تباہ ہو گیا سنز آدمیوں معہ ان کے ضروریات زمین سے اس قدر بلند صرف آگ پانی یا پٹرول کی اسٹیم سے ایک ناچیز انسان نے جبکہ اور جسم خاکی بلکہ اجسام خاکیہ مرتفع کر دکھلائے مگر خدائے قادر و توانا باقی لازوال اور بے مثال قدرت کے کرشمہ سے اپنے حبیب پاک کے جسم لطیف کو زمین سے بلند نہ کر سکے اور اگر کوئی قائل ہو تو بے چارہ مثل اس پر تمسخر اڑائیں ع بریں عقل و دانش بباید گریست اوہام مسلمانوں کے واسطے نہ جدید فلسفہ کی ضرورت نہ قدیم کی صرف قرآن پاک کی ایک آیت کافی ہے۔

وسلیمان الریح غدوها شهر ورواحها شهر (قرآن مجید)

کہ حضرت سلیمان کے تابع ہوا کر دی تھی ان کا تخت ہوا بر صبح کے قلیل ترین لمحہ میں ایک ماہ کی مسافت اور شام کے ٹائم میں ایک ماہ کی مسافت طے کر لیا کرتے تھے۔

کرہ نار یا زمہریر یا زہریلی ہوا کا حائل ہونا

(۱) کون عقلمند نہیں جانتا کہ آگ کا جلانا ٹھنڈک کا ضرر رساں ہونا ایک مخصوص وقت تک جسم کے اس میں رہنے پر منحصر ہے ورنہ تنور میں باورچی روزانہ ہاتھ ڈالتا ہے اور نکالتا ہے مگر جلتا نہیں۔ پس مذکورہ بالا سرعت پر ضرر نا ممکن ہے۔

(۲) طب قدیم اور جدید میں ایسی دوائیں اور لباس ایجاد ہو چکے ہیں جن پر آگ اور سردی بلکہ بندوق کی گولی تک اثر نہیں کرتی سردے کے ملازم ایک مخصوص لباس پہن کر برف کے پہاڑوں کی پیمائش کو وہاں تک جاتے ہیں جہاں آگ ٹھہر ہی نہیں سکتی۔ پس انسانی دوا اور لباس وایجاد تو ان حضرات کو روک لے مگر وہ جنت کا پانی جو خدا نے شب معراج غسل کو بھیجا اور وہ حلہ نورانی جو زیب تن فرمانے کو جبرئیلؑ لائے تھے اگر کرہ نار اور زہریلی ہواؤں سے بچا لیا گیا تو استعجاب کیا ہے۔

(۳) آگ کا کام جلانا اور ٹھنڈک زمہریر کا دکھ دینا ضرور ہے مگر یہ خاصیت ان کی اپنی خانہ زاد نہیں بلکہ خداداد ہیں پس جس طرح خزانہ شاہی کا پہرہ دار سنتری خزانہ کی طرف رخ کرنے والے کو روکتا اور اصرار پر گولی کا نشانہ ضرور اور ہمیشہ بناتا ہے مگر شاہی فرمان یا شہنشاہ وزیر اگر کسی کے ساتھ ہو تو بجائے گولی کے نشانے کے آداب شاہی بجا لاتا ہے پس اگر کسی کے پاس فرمان یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراهیم اور کسی کے ہمراہ جبرئیل شدید القوی ذو مرۃ اور پروانہ راہ داری ہو اور آگ نہ جلائے یا سردی نہ ستائے بلکہ وہ اور آرام مہیا کریں اس پر تعجب کیا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہم مسلمانوں کے واسطے آدم و حوا کا بجنس قرآن اوپر سے اترنا صحف ابراہیم و موسیٰ کا صحیح و سالم کتابی رنگ میں آنا حضرت عیسیٰ پر مائدہ دسترخوان اترنا کافی ہے۔

آسمان کا پھٹنا اور جڑنا

قدیم فلاسفہ کے پاس سوائے اٹکل کے ایک بھی دلیل نہیں اور وہ اٹکل بھی ان کے پاس فرض طبع زاد تخیلاتی سامان میں تو شاید نافذ ہو اس خدائی آسمان سے بالکل الگ ہے اور سائنس نے تو آسمان کے وجود ہی سے انکار کر دیا مگر اور حد نظر کا نام بیان ہے ہمارے واسطے یہی کافی ہے لم یفتح لہم الابواب السماء کہ آسمان کے دروازے ہیں کھلنے اور بند ہوتے رہتے ہیں آسمان بنانے والے کی رائے اور فیصلہ یہ کہ ہم نے دروازے اس میں رکھے نہیں اور عقلاء کی سمجھ میں بھی نہیں آتے اس کا کیا علاج۔

شق صدر

آج اس پر دلیل کی ضرورت ہی نہیں جب کہ فن جراحی کے محیر العقول کرشمے موجود ہیں تنگی وقت ہے مثالیں نہیں دیتا اور ہمارے لیے ایک آیت کافی ہے"۔ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون۔ (قرآن حکیم)

جنت و دوزخ

دنیا میں اصول مسلم ہے کہ ہر مرکب کے مفردات کا علیحدہ گدام ہوتا ہے اور ہر ایک شخص مرکب یا کسی معجون کو دیکھ کر سمجھ لیتا ہے کہ علیحدہ علیحدہ اس کے اجزاء اپنی اپنی جگہ ضرور موجود ہیں انسان کو اربعہ عناصر سے مرکب پا کر یہ فیصلہ دشوار نہیں کہ کائنات عالم میں کرہ نار کرہ ہوا، کرہ آب کرہ خاک علیحدہ علیحدہ بھی موجود ہیں۔

پس جب کہ دنیا اور اس محسوس عالم اور مخصوص دار میں رنج اور خوشی خار و گل سکھ اور دکھ تندرستی و بیماری ساتھ ساتھ ہیں تو عقلاً کوئی ایسی جگہ ضرور ہونی چاہئے جہاں صرف پھول ہی پھول ہوں خار کا پتہ نہ ہو صرف تندرستی ہو اور مرض کا وجود نہ ہو صرف خوشی آرام سکھ ہو رنج تکلیف دکھ کا پتہ نہ ہو۔

اور ایک جگہ اور مکان ایسا ہی ہونا چاہیے جہاں صرف خار ہوں گل ناپید ہو۔ صرف غم و تکلیف و بیماری ہو اور خوشی و آرام تندرستی کا فقدان ہو اول کا نام اسلامی اصطلاح میں جنت دوسرے کا نام دوزخ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک سوال اور اُس کا جواب،

اب کون سوال کرے ... دکھاں ہیں بتہ دو تو اس سے میں پوچھوں گا کہ یہ ہندوستان کا نقشہ ہے اس میں مکہ مدینہ بغداد کربلائی معلی لندن امریکہ جاپان دکھاؤ اگر یہ جواب ہو کر دو اس محدود نقشہ ہندوستان میں کہاں ملیں گے وہ تو تمام دنیا کے نقشہ میں ہیں سارے رُبع مسکون کا نقشہ لاؤ دکھا دیں گے بس یہی گذارش میری بھی ہے کہ وہ آپ کے دینوی نقشہ میں نہیں بلکہ خدائی نقشہ میں ہیں ساری خدائی کا نقشہ جبرئیل کی لائبریری سے لاؤ جنت دوزخ ان شاء اللہ انگلی رکھ کے بتا دیں گے۔

ملائک و شیاطین

ذرا نے دلائل کا ایک سوال سکھایا ہے کہ وفی انفسکم افلا تبصرون اپنے ہی نفسوں میں دلائل سوچو ایسے زریں اصول پر گذارش ہے کہ ہمارے اندر شر کی صلاحیت ہے اور خیر کی بھی بھلائی اور نیکوکاری کی اور بُرائی اور بدکاری کی بھی بس مذکورہ سابق اصول پر ایک مخلوق بھی ایسی ہونی ضروری ہے جس میں صلاحیت صرف خیر اور بھلائی اور نیکوکاری کی ہو شر اور برائی اور بدکاری اُن سے سرزد ہی نہ ہو سکے اور ایک اُن کے برعکس مخلوق ہونی اسی طرح ضروری ہے۔ اول کو ملک فرشتہ اور دوسرے کو شیاطین کہتے ہیں باقی ہمارے واسطے قرآنی تشریحات جنت و دوزخ جن و انس ملک و شیاطین کافی ہیں قرآن پاک کا مطالعہ فرما دیں۔ فیہ تبیان لکل شیء سب کچھ اس میں ہے

ایک اعتراض کا جواب

سوال یہ ہوگا کہ ہمیں دکھا دیں عرض کروں گا کہ پانی اور ہوا کے جراثیم محسوسہ دکھا دو جواب یہ ملے گا کہ جب تک امریکہ کا بنا ہوا مخصوص پاور کے سائنس کا چشمہ استعمال نہ کرو گے اسے نہ دیکھ سکو گے بس گزارش یہ ہے کہ جن ملک شیاطین جب تک مخصوص پاور کا بنا ہوا مدنی چشمہ صحابہ کرام اہل بیت عظام ائمہ دین سید شاہ عبد القادر جیلانی خواجہ غریب نواز کے کارخانے سے حاصل کر کے نہ استعمال فرمائیں گے انہیں مشاہدہ نہیں کر سکتے۔

اور ہمارا ایمان تو مشاہدہ سے زیادہ ان کے خالق اور اُس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت پر ہے لو کشف الغطاء لما ازددنا یقینا مشاہدہ پر کوئی اضافہ نہ ہوگا۔ (در دیت باری تعالیٰ)

یہ مسئلہ بہت ہی طویل ہے اور اختصار ناممکن ہے اس لیے صرف کتاب یواقیت والجواہر ج ا صفحہ ۱۱۹ بحث ۲۲ کا حوالہ کافی سمجھتا ہوں جو گواہ مدعا علیہ کو بھی مُسلّم ہے ۔

کلام سعدی بے نقل بشنید　　　خداوند جہاں را بے جہت دید

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رویتہ انبیاء

وہ تو انبیاء کرام کے جسم محفوظ رہتے ہیں قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔ (دارقطنی وغیرہ) کہ اللہ نے زمین پر انبیاء کے اجسام کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ پس جسم کو دیکھنا کیا محال۔ نیز آج مسمریزم کی معمولی پریکٹس سے تو انسان ارواح کو دیکھ لے اور ہم کلام ہو سکے مگر اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے مراقبہ کا یہ بھی اثر نہ ہو کہ انبیاء کی رویت و ہمکلامی ہو جائے۔ نیز جب کہ وہ ذات گرامی باوجود انتہائی لطافت کے ملائک کو دیکھنے اور فرش خاک سے عرش پاک کا جلوہ دیکھتے ہوں انبیاء کی ملاقات و رویتہ میں کیا استبعاد ہے۔

اجمالی کل واقعات کی ایک دلیل

دنیا میں مشاہدہ کہ کسی شہنشاہ کا کوئی معزز مہمان آئے تو اس کی تمام حکومت اور تمام عاملوں تمام کارخانوں و محکموں میں یکدم تعطیل کر دی جاتی ہے تاکہ اس کا اکرام سب پر ہویدا ہو جائے۔ کاٹنے والی مشین نہیں کاٹتی چلنے والی نہیں چلتی پیسنے والی نہیں پیستی۔ جو کام پورا اور ادھورا جس جگہ ہو وہیں بند ہو جاتا ہے۔ اور تعطیل ختم نہ ہونے پر وہیں سے یکدم شروع ہو جائے گا۔ باری تعالیٰ جیسا شہنشاہ مطلق اور سید الاولین والآخرین خاتم النبیین جیسا حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم معزز مہمان اگر تمام کارخانہ عالم یکدم تعطیل کر کے بند کر دیا جائے۔ نہ آگ جلائے نہ سردی ستائے۔ ہوا کے سانس ان اور زمین یا چاند سورج دن و رات ساعات و لمحات زمانہ حرکت کریں تو کیا تعجب نہ تو کوئی وقت لگنا چاہیے۔ کوئی گزند پہنچے گا۔ امکان ہے نہ کوئی اعتراض مگر اللہ بصیرت نہ دے اس کا کیا علاج۔ ؎

تہی دستان قسمت راچہ سود از راہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

نفس مسئلہ معراج پر ایک کلی عقلی دلیل

انسان کے وجود میں ایک جسم جس کی ترکیب اجزا عنصریہ سے ہے۔ اور جس کی بقاء وارتقاء بھی عنصری اشیاء سے متعلق ہے۔ دوسرا جزو روح ہے۔ جس کی حقیقت سمجھنا تو دشوار ہے قل الروح من امر ربی وہ مولیٰ کا ایک حکم ہے۔ جس کا ہمیں کماحقہ علم نہیں۔ مگر اتنا مشاہدہ ہے۔ کہ انسانی اعضاء کی شکم مادر میں تکمیل کے بعد ایک برقی طاقت اس کے اندر آکر اسے متحرک کر دیتی ہے۔ اور وہ زندہ کہلانے لگتا ہے۔ اسی برقی اثر کا نام روح ہے۔ یہ ہے تو انسان زندہ ہے ورنہ مردہ تمام انسانی افعال کا منبع بھی روح ہے۔ یہ خارج ہو جائے۔ تو انسان بیکار مردہ سپرد زمین کے لائق بن جاتا ہے پس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان دراصل روح ہے اور جسم اس کا آلہ ہے جیسے حرکت بھاپ سے انجن کرتا ہے۔ اگر محرک اسٹیم نہ ملا اسٹیم انجن ایک انچ حرکت نہیں کر سکتا اور اسٹیم سے ہی کام کرتا ہے۔ اسی اسٹیم کا پاور جب زیادہ ہو جاتا ہے۔ تو مسلم انجن کافی اور دھات کا فی بوجھ اور کتنے انسانوں کو اٹھا کر ہوا پر اڑتا ہوا نظر آتا ہے۔

اسی طرح انسانی روحانیت کا اسٹیم جب زیادہ تیز اور طاقت ور ہو جاتا ہے۔ یہاں تک بھی یعنی دو لم تحسبها نار بجرخت سے ہو تو انسان کو اٹھا کر آسمان پر لے اڑتا ہے جس چیز کو انسان جیسا عاجز و بے بس اپنی ناقص عقل اور محدود فہم سے ایک محدود حد تک لے جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر و توانا اپنی نا محدود قدرت اور لفظ کن کو کام میں لا کر غیر محدود جگہ تک پہونچا سکتا ہے۔

جب انسان مثلاً لو ہا لکڑی آدمی دو میل اڑایا جاتا ہے۔ تو کیا خدا کی قدرت ہزار وں کروڑ دو سنکھ دو ارب اور و ما قدروا اللہ حق قدرہ سے غیر متناہی مسافت پرے جاتا نہیں۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
واز ہر چہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ما ہمچنان در اوّل وصفِ تو ماندہ ایم

(وقوع پر دلیل و شہادت)

امکان یعنی ہو سکنا تو بحمد اللہ ثابت ہو گیا۔ صرف یہ باقی رہا۔ کہ ہوا بھی یا نہ اس کے واسطے معتبر و عینی شہادت چاہئیں۔ کیونکہ وقوع پر سوائے شہادت کے کوئی عقلی دلیل ہی ناممکن ہے۔

(خدا کی شہادت اللہ شہید بینی و بینکم)

سفر معراج کی تین منزلیں ہیں۔

(۱) بیت اللہ الحرام مکہ سے بیت المقدس شام تک۔

(۲) مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک۔

(۳) سدرۃ المنتہیٰ سے لامکان اور تقریب خاص تک۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ جواب

بس جو شخص اپنے اندر الوہیت بتاتا ہو اور خواہ اسے حالانکہ کو ہم علیہ السلام جو...

بہ تسلیم کر چکا ہے کہ ان کے سوا کسی میں الوہیت نہیں پائی جا سکتی ورنہ یہ کہ خدا نے مجھے یہ کہا تو مجھ میں ہے

اور میں تجھ میں ہے اور خدا کے پاس کے نہ صرف بیشمار ہاتھ و پاؤں بلکہ کئی ہوئے ہیں ان لفظوں میں باری تعالیٰ میں

حلول و تجسم کا قائل ہو اور جرأت مخروبیاں سے یہ کہے کہ خدا کو میرا نام لینے سے شرم آتی ہو اور شرم کے غلبہ نے میرا

نام زبان پر لانے سے اس کو روک دیا جس کے خلیفہ یہ اعلان فرمائیں کہ مرزا صاحب کے آنے سے قبل خدا (عیاذاً باللہ)

ناکام اسی طرح خاموش بیٹھا رہا جیسا کہ صیاد جال بچھا کر بیٹھا رہتا ہے جو خدا پر یہ بہتان عظیم باندھے کہ اس نے مجھے فرمایا کہ

تیرا کام پورا ہو گا اور میرا پورا نہ ہو گا جو خدا کا اپنی طرف سے نیا نام خلاف شرع عاج تجویز کرے شرک فی الاسلام کا مرتکب

ہو اپنے کو خدا کی توحید و تفرید کی طرح اس سے مقرب سمجھتا ہو خدا کے امر کا جو انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ

کن فیکون میں ہے شریک و سہیم ہو اور اپنے لیے خدا پر یہ بہتان باندھے کہ اس نے مجھے فرمایا انما امرک اذا

اردت شیئاً ان تقول لہ کن فیکون کہ اے مرزا صاحب آپ کا امر اس سے سوا نہیں کہ جب کبھی

بھی آپ کسی چیز کا ارادہ کریں اور کن کہیں وہ ساتھ ہی فی الفور ہو جائے جو اپنے کو یوں کہے کہ گویا یہ بیٹا کیا خدا ہو بہو آسمان

سے اتر آیا جو اپنی پیشین گوئیوں پر کشفی حالت میں خدا سے دستخط کرائے اور زائد روشنائی چھڑکے جو عالم محسوس میں اس کے

کرتے اور ٹوپی پر نمودار ہو اور پھر اس سرخ داغوں والے کرتے کو خدا تعالیٰ شانہ کی روشنائی سے آلودہ سمجھ کر تبرک بنا کر رکھیں

اور یوں خدا کے مجسم ہونیکے عقیدہ کی عملی تکمیل کر دکھائے۔ جو اپنے آپ کو فخر کے ساتھ اس بیٹے کا باپ سمجھے جو ہو بہو آسمان

سے خدا ہو کر آیا ہے جس کے الفاظوں میں خدا کا یہ قول ہو کہ میں خطا بھی کروں گا اور صواب بھی اور جو اپنے نام (غلام احمد) کو جو

مشعر عبودیت بھی ہے خدا کا سب سے بڑا نام قرار دے اور خدا کے سبح اسم ربک الاعلیٰ کی طرح انت اسمی الاعلیٰ کا قائل ہو جو

خدا کی طرف بیداری و خواب کو منسوب کرے اور جو ایک نئے خدا کا قائل ہو اور یہی کبھی اپنے اندر صفت اور قوۃ صلاحیۃ

احیاء افناء کی بتائے زمین و آسمان کی خلق پر اپنے کو قادر پائے اور وہ لفظ ولد جس کی خدا کی طرف نسبت کرنے سے بنص قرآن آسمان

ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے قریب ہو جائے زمین شق ہونے لگے پہاڑ ریزہ ریزہ ہونے لگیں۔

بلکہ فخر و بیان سے اپنی نسبت استعمال کرے اور اسی پر اکتفا نہ ہو بلکہ عیاذاً باللہ خدا جانے کیا ہے کیا دعاوی اور

پھر ان وساوس پر یہ ناز ہو کہ یہ سب وحی والہام الٰہی ہیں ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کے مصداق ہیں

نہ صرف یہی بلکہ قرآن پاک کی طرح بلا فرق ایک ذرہ پاک و منزہ اور قابل ایمان سمجھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ معراج پاک کو تمام کائنات عالم انسان جن و ملک زمین و آسمان کے واسطے آیت اور نشان بنایا بحق الہذا پہلی منزل وہ رکھی جہاں تک وہاں مخاطب انسانوں کی تگ و دو اور جتنی ان کی دنیا تھی تاکہ اس کو وہ جانچ پڑتال سکیں اور آگے کو اسی پر قیاس کرلیں ۔
دوسری منزل جن و ملک کی جہاں تک رسائی اور سدرۃ المنتہٰی ہے قرار دی تاکہ وہ بھی گواہ ہوجائیں ۔
تیسری منزل کا کسی کو علم نہ دیا کہ کیا ہوا۔ کیونکر ہوا کیسے ہوا کیا کہا اور کیا سنا۔ عقل بھی متحیر وہم بھی خائب خاسر بس صرف امنا باللہ و رسولہ ہے

پہلی منزل کے جسمانی ہونے پر قرآنی شہادت

قال اللہ تعالیٰ سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الآیۃ

تشریحی نوٹ ۔۱

"سبحان"، کا لفظ اہم اور نادر واقعات پر مستعمل ہوتا ہے کوئی خواب و کشف ہوتا تو اس کی ضرورت نہ تھی۔
حوالہ" فالسبیح انما یکون عند الامور العظام فلو کان مناما لم یکن فیہ کبیر شیء ولم یکن مستعظما ۔ (ابن کثیر ج ۶ صفحہ ۱۴۱)
"واسریٰ"، اسراء کا لفظ سوائے جسمانی کے کشف یا نوم پر نہیں بولا جاتا ہے۔
حوالہ" لانہ لایقال فی النوم اسریٰ الخ شفاء قاضی عیاض ص۵۴ ۔
قرآن میں صرف اسی معنی میں مستعمل ہے۔ فاسر باھلک" فاسر بعبادی" مطھرنا بعبدہ ۔ عبد صرف روح کو نہیں کہتے بلکہ روح اور جسم کے مجموعہ کو کہتے ہیں اور بلا کسی دلیل شرعی کے مجازاً روح مراد لینا یہاں درست نہیں ۔

ثبوت

فان العبد عبارۃ عن مجموع الروح و الجسد ۔ (ابن کثیر ج ۶ صفحہ ۱۶۱ وابن جریر ج ۱۵ صفحہ ۱۳)
قرآن میں جب کبھی لفظ عبد بولا گیا اس سے جسد مع الروح مراد لیا گیا۔
مثلہ مما نزلنا علی عبدنا" اذکر عبدنا ایوب" عبدا شکورا" انزل علی عبدہ الکتاب" نزل الفرقان علی عبدہ" ان عبادی لیس لک علیھم سلطان" کونوا عباداً لی" الا عبادک منھم المخلصین" وعد الرحمن عبادہ" وعباد الرحمن الذین یمشون علی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الارض" فوجدا عبداً من عبادنا" ارایت الذی ینھی عبداً اذا صلی " انه لما قام عبد الله"۔

اور سینکڑوں مثالیں ہیں ۔

ایک مغالطہ کا جواب

مختار مدعا علیہ نے عبد کے معنی روح کے لینے کے واسطے فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی پڑھ کر مغالطہ دیا ہے کہ نفس سے کہا جائے گا کہ بندوں کی ارواح سے ملجاؤ الخ ۔

حالانکہ یہ محض مغالطہ ہے یہاں بھی لفظ عبادی جسم مع الروح کے معنے میں مستعمل ہے اور یہ قول اس سے قیامت میں کہا جائے گا جہاں جسم اور روح دونوں موجود ہوں گے زیادہ نہیں تو تفسیر جلالین ہی دیکھ لی ہوتی " ویقال لھا فی القیامۃ فادخلی فی جملۃ عبادی الصالحین وادخلی جنتی معھم" کہ یہ قیامت میں کہا جائے گا الخ ۔

چونکہ مختار مدعا علیہ اور خود مرزا صاحب بھی حشر اجساد کے منکر ہیں اس لیے انہیں بھی نظر آیا مگر مسلمانوں کے نزدیک حشر روح مع الجسد ہو گا جیسا کہ آگے اپنے محل پر آئے گا لہٰذا یہاں بھی عبد سے مع الجسد مراد ہو گا ۔

ان تشریحی نوٹوں کی بجائے کسی تفصیلی تفسیر کا صرف صحیح ترجمہ پیش ہے ۔

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا انہ ھو السمیع البصیر ۔

تمام اعتراضات مشکوک و شبہات سے وہ ذات الٰہی مبرا و منزہ ہے جس نے اپنے بندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مع جسم کے بہت ہی قلیل حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی تاکہ اُسے اپنے عجائبات قدرت دکھلائے الخ ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب واقعہ کی شہادت

بخاری ۔ مسلم ۔ ابن کثیر ابن جریر ۔ درمنثور ۔ روح المعانی میں صحیح مرفوع متصل کافی تعداد میں احادیث اور اکثر صریح جسمانی ہونے کی منقول ہیں ۔ چونکہ وہ مفصل اور طویل ہیں ۔ لہٰذا حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں ۔ اور بعض اوپر بقدر کفایت گزر چکی ہیں ۔

صاحب خانہ کی شہادت

روی الطبرانی عن ام ھانی قالت بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بہ فی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بیتی فرقدنه من اللیل فامتنع منی النوم مخافة ان یکون عرض له بعض قریش فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان جبرئیل اتانی۔۔۔ الی ان قال وانا ارید ان اخرج الی قریش فاخبرھم بما رئیتہ فاخذت بثوبہ فقلت انی اذکرک اللہ تاتی قوما یکذبونک وینکرون مقامتک فخاف ان یسطوبک قالت فضرب ثوبہ من یدی ثم خرج الیھم فاتاھم وھم جلوس۔الحدیث۔ (ابن کثیر ج ۶ صفحہ ۳۹)

یعنی حضرت اُم ہانی رضہ جن کے گھر سے معراج ہوئی فرماتی ہیں کہ شب معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے بستر پر نہ دیکھا سخت پریشان ہوئی اور اس ڈر سے میری نیند اڑ گئی کہ مبادا قریش کی کوئی کارستانی ضرر رسانی ہو۔ حتی کہ آپ تشریف لائے اور واقعہ بیان فرمایا۔ اور فرمایا کہ میں یہ سب قریش کو کہنے جا رہا ہوں۔ میں دوڑ کر دامن پکڑ لیا اور خدا کی قسم دیکر عرض کی کہ ان سے نہ بیان فرمائیں۔ دشمن جھٹلائیں گے اور ناحق حملہ کریں گے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم دامن چھڑا کر باہر تشریف لے گئے اور حاضرین کو سارا واقعہ سنادیا الخ۔

اتنی زبردست شہادت کے بعد کہ جن کے گھر میں معراج ہو وہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہ پائیں اور حضرت عائشہ رضہ کی طرف نسبت کرنا کہ میں نے بستر پر دیکھا جو اُس وقت بقول ملا علی قاری پیدا ہی نہ ہوئی تھیں یا چند ماہ کی تھیں کس قدر ظلم صریح ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

خاندانی شہادت

جب شب معراج بنی عبدالمطلب نے آپ کو بستر مبارک اور دولتکدہ پر نہ پایا تو مختلف جانب تلاش کو نکلے۔ اور آپ کے شفیق چچا حضرت عباس رضہ تو بے چینی میں وادی ذی طوی تک یا محمدؐ یا محمدؐ پکارتے پہنچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو عدم موجودگی کا سبب بیان فرمایا کہ مجھ کو معراج ہوئی اور بیت المقدس وغیرہ گیا تھا۔

(روح المعانی ج ۴ صفحہ ۴۶۹)

شفاء قاضی عیاض ج میں صفحہ ۸۷ پر صدیق اکبر رضہ کا بھی اسی کے قریب قریب واقعہ لکھا ہے۔

درمیانی سفر کی شہادت

قریش کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتلایا تھا کہ تمہارا فلاں قافلہ فلاں مقام پر ملا تھا ان کا اس رنگ کا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا اس کو میں نے فلاں جھاڑی کی فلاں طرف باندھ دیا تھا جب قافلہ آئے دریافت کرنا۔
فلاں منزل پر فلاں ابن فلاں نے ایک کوزہ پانی سرد ہونیکو رکھا تھا اسے پی کر میں نے الٹ کر رکھ دیا تصدیق کرنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر بیت المقدس وغیرہ کے نشانات بتائے اور تا قافلہ کی آمد کا وقت سب حرف بحرف صحیح اترا۔
(روح المعانی - درمنثور - ابن جریر وغیرہ)

پہلی منزل کی آخری شہادت

بیت المقدس کے جانے والوں ابوسفیان کا واقعہ اوپر نقل کر چکا ہوں جو ہرقل شاہ روم کے دربار میں پیش آیا تھا اعادہ کی ضرورت نہیں۔

دوسری منزل کا ثبوت

چونکہ اس کا تعلق ملأ اعلیٰ سے تھا اس لیے ستارہ کی قسم کھا کر والنجم میں بیان فرمایا

فاستوٰی وھو بالافق الاعلیٰ - یا - عند سدرۃ المنتھی عندھا جنۃ المأویٰ۔ اذ یغشی السدرۃ ما یغشیٰ الآیۃ"

تشریحی نوٹ ان ضمائر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں نہ کہ جبرئیلؑ جیسا کہ بعض کا قول ہے صرف ایک حوالہ پیش ہے:
(درمنثور ج ۴ صفحہ ۱۵۴)

"اخرج ابن مردویہ عن انسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما انتھی الی سدرۃ المنتھی رأی فراش من ذھب یلوذ بھا۔ (درمنثور ج ۴ صفحہ ۱۰۴) اسی طرح ج ۶ صفحہ ۱۴۶ پر بہت صحیح حوالہ موجود ہے۔

(ترجمہ) پھر آپ مسجد اقصیٰ سے شب معراج اوپر افق اعلیٰ تک پہنچے .... اور پھر سدرۃ المنتہیٰ تک۔

تیسری منزل

"ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی - فاوحی الی عبدہ ما اوحی ما کذب الفؤاد ما رای افتمارونہ علی ما یری۔ (سورہ نجم پ ۲۷)

(ترجمہ) کسی مترجم قرآن سے دیکھ لیا جائے۔

(تشریحی نوٹ) اس امر کے واسطے کہ اس سے مراد جبرئیل نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ روایات خصوصاً ابن عباس کی ابن جریر ج ۶ شفاء صفحہ ۸۴ روح المعانی ج ۸ صفحہ ۶۵۵ دنثور سے ملاحظہ ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(خلاصہ)

الحمدللہ دلائل و براہین کی روشنی میں عقلی و نقلی قطعی دلائل سے واضح ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معراج جس میں نماز پنجگانہ فرض ہوئی جسم اطہر کے ساتھ بیداری میں ہوئی ہے۔ یہی مذہب تمام صحابہؓ ائمہ و تابعین اور خلف و سلف صالحین کا ہے جس کے منکر کا ایمان قابل اعتبار نہیں۔ نیز خصائص کبریٰ سیوطی و مواہب وغیرہ سے گذر چکا کہ یہ خصوصیات محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اس کو کسی کے واسطے ایسا ماننے والا مشرک فی الرسالت ہے اور کسی طرح اس کا ایمان کلمہ کی جزو ثانی محمد رسول اللہ پر صحیح معنیٰ میں نہیں ہو سکتا فالحمد للہ اولاً و آخراً و صلی اللہ علی حبیبہ و انا متوالیا۔

معجزہ شق القمر

قول مختار مدعا علیہ۔

"مختار مدعیہ نے مسیح موعود کے کلمہ کے جزو ثانی کے قائل نہ ہونے کے ثبوت میں آپ کا مندرجہ ذیل شعر پیش کیا ہے:۔

لہ خسف القمر المنیر و ان لی ٭ غسا القمران المشرقان اتنکر۔ کہ اس میں مرزا صاحب نے اپنے لیے شق القمر کا معجزہ اقوی طور پر ثابت کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کمزور کر کے دکھایا ہے اور اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین لازم آتی ہے لہٰذا مرزا صاحب کافر ہوئے اور دائرہ اسلام سے خارج ہوئے اور یہاں یہ تاویل نہیں چل سکتی کہ چاند گہن مراد ہے میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کبھی چاند گہن ہوا ہی نہیں"۔

الجواب

مختار مدعا علیہ اپنی عادت سے مجبور ہے کہ میرے اعتراض اور میری مراد کو اپنے لفظوں میں ڈھال کر کچھ نہ کچھ جواب دے۔ اور یہی ایک قسم کا اقرار لاجوابی ہے ورنہ وہ اس طور پر توڑ موڑ کے میرے مدعا کو منبط نہ کرتا۔

جس طرح مسئلہ معراج جسمانی کو بلا وجہ طول دینے کے واسطے داخل کیا گیا۔ حالانکہ اعتراض صرف تقابل پر تھا کہ اصل مسئلہ اس وقت زیر نزاع نہیں جو بھی ہو یہاں صرف اس قدر بحث ہے۔ کہ جو جبز سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک مرتبہ بدقت اقرار ہے۔ وہ اپنے واسطے کم از کم دو چند اور اس سے زائد زور دار ثابت کرنا مرزا صاحب کی ایک خاص عادت ہے۔

مسئلہ معراج جسمانی میں وہ پوائنٹ بچا کر جسمانی اور روحانی کی بحث چھیڑ دی۔ اور یہاں بھی وہ پوائنٹ لاجواب سمجھ کر بدل دیا۔

اصل اعتراض صرف یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزۂ شق القمر کو خسوف قمر بتایا۔ جو اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کی نافنس اور گھٹیا تعبیر ہے۔ اور پھر اسے آپ کا نشان ثابت کرکے اپنے واسطے اُن جیسے آسمانی دو نشانی یعنی خسوف قمر اور کسوف شمس چاند اور سورج دونوں کا گہن لگنا قرار دیا۔ اس مقابلہ میں سخت ترین توہینِ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور وہ معجزہ شق القمر جو قرآن اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے اُس کا استخفاف کیا۔ اور ایسے اہم معجزہ کو نہایت معمولی اور نیساں سے کم کر دکھایا۔

اس کے ثبوت میں مختار مدعیہ نے کوئی بحث ہی نہیں کی۔ بلکہ مرزا صاحب کا اصل شعر مرزا صاحب کے ترجمہ سے جنس کر دیا جس میں کسی تاویل کی گنجائش بھی نہیں مکرر ملاحظہ ہوے

له خسف القمر المنیر و ان لی
غسا القمران المشرقان اتنکر

ترجمہ: ۔ مرزا صاحب کے لیے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا
تمص اعجازیہ صفحہ ۷۱ ۔

ملاحظہ فرمادیں۔ کہ مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نشان صرف خسوف (یعنی چاند گہن) اور اپنے لیے چاند اور سورج دونوں کے گہن کا نشان قرار دے کر کس طرح ٹھاٹھہ سے اس ذات گرامی کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ جس کے مقابل باری تعالیٰ نے جن و انس ملک اور کائنات عالم میں کوئی پیدا نہیں کیا۔ اور قدرت نے نہ صرف زمانہ گذشتہ میں اس کی نظیر پیدا نہ کی بلکہ یہ امر یقین اور عقیدہ کے حد تک ثابت ہو چکا ہے۔ کہ آئندہ تا قیامت اس کی نظیر ناممکن ہے۔ مقابلہ اس سے تو اظہر من الشمس ہے۔ ممکن ہے کہ یہ قائل ہو۔ کہ یہاں خسوف القمر سے شاید کوئی آپ کے زمانہ میں آپ کا نشان چاند گہن ہوا ہو اس کی طرف مرزا صاحب نے اشارہ کیا ہو۔ اور درحقیقت شق القمر کا استخفاف نہ ہو۔

تو اولاً یہ گذارش ہے۔ کہ وہ اعتراض تو بحالہٖ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بس قسم کے ایک نشان کا قول ہے۔ اپنے واسطے اسی قسم کے دو چند بتائے جا رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ مرزا صاحب نے یہاں خسوف قمر سے معجزہ شق القمر ہی کو مراد لیا ہے اور اُسی کو استعارہ کی آڑ لے کر خسوف قمر یعنی چاند گہن سے تعبیر کر رہے ہیں۔ تاکہ اس کی اہمیت لوگوں کی نگاہ میں کم ہو جاوے اور اپنا مقابلہ اچھی طرح ہو سکے۔ اس ثبوت میں بجائے کسی دلیل کے خود مختار مدعا علیہ کے الفاظ اسی بحث سے نقل کرتا ہوں۔

"پس مرزا صاحب نے بھی خسوف کا لفظ شق القمر کے لیے بطورہ استعارہ استعمال کیا ہے":

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

مذکورہ بالا تقریر سے اصل مدعا اس طرح واضح ہے۔ کہ کسی اور جواب کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ قابل اعتراض دو امر تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) معجزہ شق القمر اور اس کا محمول کر دکھانا۔

(۲) آپ کے اس آسمانی نشان جیسے اپنے واسطے دو ثابت کرنا۔

پہلے کا ثبوت اس سے ہے۔ کہ معجزہ شق القمر کو مرزا صاحب نے خسوف قمر یعنی چاند گہن کا نام دے کر کس قدر معمولی کر دکھایا ہے۔ اور ایسا استخفاف کیا ہے۔ جس کی نظیر کفار مکہ میں بھی نہ ملے گی۔ انہوں نے بھی اس کو دیکھ کر خسوف قمر (چاند گہن) نہ بتایا بلکہ اسے جادو قرار دیا۔ مگر مرزا صاحب نے سرے سے اس کی ماہیت ہی بدل دی۔ اور ایسا معمولی روزمرہ کا خسوف قمر چاند گہن کے لفظ سے تعبیر کیا۔ جس سے کوئی استعجاب اور اعجاز کی شان ہی پیدا نہ ہو۔ اور دونوں کو ایک ہی میں جمع کر دکھایا جو بہ نسبت اس کے نادر الوقوع اور شان اعجاز رکھتا ہے۔ اس سے زائد توہین کیا ہو سکتی ہے دوسرے کے متعلق حضرت مرزا صاحب کا اپنا ترجمہ ملاحظہ ہو کہ۔

"اس کے لیے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا۔"

(قصیدہ اعجازیہ صفحہ ۷۱)

عدالت نوٹ ملاحظہ فرمائے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے صرف خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور اپنے لیے خسوف قمر اور شمس چاند و سورج دونوں کا فرمایا ہے۔ یہ کھلی ہوئی توہین سرکار دو عالم محبوب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اور ایسی کہ جس کی کوئی اور مخالفت نہ کر سکا جادو تو انہوں نے کہہ دیا۔ مگر کسی اور میں اس جیسا جادو ثابت کرے اس کا استخفاف و استہزاء نہ کر سکے۔

میری مذکورہ بالا تقریر سے عدالت پر واضح ہو گیا ہو گا۔ میرا یہ اعتراض بھی بالکل ہی لاجواب ہے۔ اور مختار مدعا علیہ کا ادھر ادھر کی غیر متعلق باتیں لانا اور اس مخصوص پوائنٹ کو دیدہ و دانستہ ترک کر دینا۔ دوسرے لفظوں میں اپنے عجز اور اس کے لاجواب ہونے کا کھلا ہوا اقرار ہے۔

مختار مدعا علیہ کی غیر متعلق باتوں کا جواب

"آخری حصہ کا جواب میں تو صرف اس ..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کبھی چاند گہن ہوا نہیں اس کو سمجھنا عقلمندوں کی قدرت سے باہر ہے" اس میں صرف آپ نے غصہ اور ناراضگی کا ثبوت پیش کیا ہے۔ جس کا جواب سوائے دعا کے میری طرف سے کیا ہو سکتا ہے۔ باقی میرا یہ دعویٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی نشان چاند گہن کا ظاہر نہیں ہوا۔ اس پر بھی معمولی تفسیر کے مطلب و بگاڑا ہے۔ اصل الفاظ یہ تھے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی نشان خسوف قمر چاند گہن کا محدثین کے نزدیک ثابت نہیں نہ کسی حدیث کی ایک کتاب میں مذکور ہے۔ بخلاف اس کے سورج گہن کا واقعہ تمام کتب احادیث صحاح ستہ وغیرہ میں مذکور ہے۔ میرا وہ دعویٰ اب بھی بحمد اللہ بدستور لاجواب ہے جواب جب ہوتا۔ کہ کسی ایک حدیث یا کسی مسلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدث کا قول پیش کر دیجئے مگر یہ تا قیامت ناممکن ہے

—کسی ایک محدث نے بھی خسوف قمر کو زمانہ بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ذکر نہیں کیا۔ اگر یہ خسوف قمر آپ کی بعثت کا کوئی نشان ہوتا۔ جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "آپ کے لیے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا" تو کسی ضعیف سے ضعیف حدیث یا کسی محدث کے قول میں تو ہوتا۔

مختار مدعا علیہ کی احادیث نبویہ یا سیر اسلامی پر اتنی نظر کب تھی۔ کہ انہیں کوئی ایک حوالہ مل جاتا میں حوالہ پیش کرتا ہوں

"ولم یذکر احد من المحدثین خسوف القمر فی عهده علیه السلام الخ۔۔

کسی ایک محدث نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند گرہن کا تذکرہ نہ کیا۔

(العرف الشذی علی الجامع الترمذی صفحہ ۲۵۶)

دعویٰ تو یہ تھا۔ کہ اس کا نشان میں جیسا کہ مرزا صاحب بتا رہے ہیں ثابت نہیں۔ کیونکہ اتنا بڑا نشان ہو۔ اور محدثین جنہوں نے استنجاء تک کے حالات جمع فرمائے ہیں۔ اس کو نظر انداز فرما جاویں۔ تو بحمد اللہ یہ تو روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔

مزید فائدہ کے طور پر یہ بھی ذکر کر دوں کہ حدیث کی کتابیں تو اس تذکرہ سے خالی ہیں۔ علاوہ بریں کتب سیر میں بھی اس کا تذکرہ عام طور پر نہیں۔ باوجودیکہ وہ احادیث کی طرح قابل استناد نہیں ہوتیں۔ صرف سیرت ابن حبان میں ایک قول اس کا موجود ہے۔ جس کو محدثین نے ناقابل اعتناء قرار دے کر قبول تو کجا تذکرہ تک بھی نہ کیا۔

ماہر فن ریاضی محمود شاہ فرنساوی نے مستقل اس موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے۔ جس میں کسوف شمس کا ایک مرتبہ زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہونا ضرور مذکور ہے۔ مگر خسوف قمر کا اس میں بھی تذکرہ نہیں۔

(العرف الشذی صفحہ ۲۵۲)

بہر حال میرا یہ دعویٰ کہ چاند کے گہن کا نشان ظاہر ہوا بالکل لاجواب رہا کیونکہ اگر نشان ہوتا تو محدثین عظام کیوں ذکر نہ کرتے نشان تو خدا کی طرف سے اظہار ہی کے واسطے ہوتا ہے اس کا پوشیدہ رہنا باری تعالیٰ کے منشاء اور غرض اظہار نشان کے سراسر خلاف ہے لہذا نشان ہونا تو کسی طرح ثابت نہ ہو سکا اور نشانوں سے ناواقفی نہ صرف مختار مدعا علیہ کی ثابت ہوئی بلکہ یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ مرزا صاحب بھی اس سے یکسر ناواقف ہیں۔

اصول ریاضی کی آڑ اس کا جواب

میرے مطالبہ کے مطابق مختار مدعا علیہ جب کوئی ثبوت نہ لا سکا کسی حدیث کی مستند کتاب کا حوالہ نہ لا سکا تو یہ کہہ کر مسئلہ کو ٹالنا چاہا۔ کہ علم ہیئت دورہ ارضی کے قانون اور طبیعیات کے خلاف ہے۔ کہ آپ کے زمانہ میں خسوف قمر نہ ہوا اور پھر اس کے ساتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختار مدعیہ کے حق میں گوہر افشانی فرمائی ہے۔

میں اس کا جواب اپنے لفظوں میں نہیں۔ بلکہ مرزا صاحب کے لفظوں میں پیش کر کے یہ عرض کروں گا۔ کہ یہ تمام الفاظ مرزا صاحب کے واسطے پھر سکر پڑھے جاویں۔

''علم ہیئت و ریاضی کے اصول کے متعلق مرزا صاحب کا نظریہ''

''اس کے جواب میں یہ کہنا کہ ایسا وقوع میں آنا خلاف علم ہیئت ہے یہ سراسر فضول باتیں ہیں۔''
(ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۴۱)

''پس یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ واقعہ ضرور ظہور میں آیا ہے۔ اور اس کے مقابل پر یہ کہنا۔ کہ یہ قواعد ہیئت کے مطابق نہیں۔ یہ عذرات بالکل فضول ہیں۔
(ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۴۲)

''علاوہ اس کے علم ہیئت کی کس نے حد بست کر لی ہے۔ ہمیشہ نئے نئے عجائبات آسمانی ظاہر ہوتے ہیں کہ جن کے بھید کچھ بھی سمجھ نہیں آتے۔''
(ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۴۲)

پھر اس کے بعد ذوالسنین ستارہ کے نشان کا تذکرہ کر کے فرماتے ہیں۔

''اب کون ہیئت دان بتلا دے کہ یہ کیا ماجرا تھا۔ (صفحہ ۴۲)''

اب کیا مختار مدعا علیہ یہ جرأت کرے گا۔ کہ مرزا صاحب کو علم ہیئت اور طبیعیات اور دور ارضیہ کے قانون سے صد درجہ ناواقف اور غافل وغیرہ القاب دے۔

معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ قواعد واقعات کے تابع ہوتے ہیں۔ واقعات اور مشاہدات کے بعد قانون رد ہو جایا کرتے ہیں۔ خواہ وہ قواعد طبیعیات کے ہوں یا فلکیات کے۔ بلکہ فلسفہ الٰہیات کے اکثر قواعد کلیہ جو خلاف شرع ہیں۔ ایک تخمینہ اور اٹکل سے زائد حیثیت نہیں رکھتے اس کے بعد مختار مدعا علیہ نے اپنی قابلیت کے اظہار کرنے اور مختار مدعیہ پر بدزبانی کرتے ہوئے ایک حوالہ روح المعانی کا پیش کیا ہے۔ اس حوالہ میں اسی معجزہ شق القمر اور آیت اقتربت الساعۃ وانشق القمر کے نزول کا تذکرہ ہے اس میں یہ نہیں ہے۔ کہ آپ کے زمانہ میں علاوہ اس معجزہ شق القمر کے کوئی اور خسوف قمر چاند گہن کا ظاہر ہوا۔ اسی معجزہ شق القمر کو ایک راوی خسف القمر سے تعبیر کر رہا ہے۔ جس کے متعلق وہ مفسر صاحب روح المعانی خود لکھ رہے ہیں۔ کہ ''لاسیاق الخبر غریب'' کہ اس حدیث کا سیاق غریب ناقابل قبول ہے یعنی اولاً یہ روایت ہی درست نہیں۔ اور اگر کسی حد تک مان لی جائے تو اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہوگا۔ کہ معجزہ شق القمر جو دھویں شب کو ظہور میں آیا۔ کیونکہ اکثر چاند گہن چودھویں کے شب کو ہوتا رہتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں کسی جگہ بھی مختار مدعا علیہ کا مدعا یا مرزا غلام احمد صاحب کی تائید نہیں۔ محض مغالطہ ہے اس سے غرض صرف اس قدر ہے کہ معجزہ شق القمر چودہویں شب کو واقع ہوا اور اس امر کی نہ یہاں کوئی بحث ہے نہ یہ مابہ النزاع ہے۔

بہتان عظیم

صاحب روح المعانی پر کس قدر عظیم الشان بہتان ہے۔ کہ وہ مرزا صاحب کسی طرح معجزہ شق القمر کو خسوف قمر بتاتے ہیں حالانکہ اس روایت کا سقم ثابت کرنے اور اس کی نادیل حسن پیش کرنے کے واسطے انہوں نے نقل کیا ہے۔ اُن کا اصل مذہب مختار مدعا علیہ نے دیدہ و دانستہ پیش نہ کیا۔ اور عبارت قطع و برید کرکے پیش کردی اصل عبارت صاحب روح المعانی ملاحظہ ہو۔

(۱) انفصل بعضہ عن بعض فصار فرقتین و ذلك علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل الہجرۃ بنحو خمس سنین فقد صح من روایۃ الشیخین وابن جریر عن انس ان اہل مکۃ سالوہ علیہ الصلوۃ والسلام ان یریہم ایۃ فاراہم القمر شقتین حتی راو حراء بینہما واخبر ابونعیم من طریق الضحاك عن ابن عباس ان احبار الیہود وسألوا ایۃ فاراہم اللہ تعالیٰ القمر قد انشق لا یعول علیہ ۔ وفی الصحیحین وغیرہما من حدیث ابن مسعود انشق القمر علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت قریش ہذا سحر ابن ابی کبشۃ فقال رجل انتظروا ما یاتیکم بہ السفار فان محمد الا یستطیع ان یسحر الناس کلہم فجاء السفار فاخبروہم بذلك" رواہ ابوداؤد والطیالسی وفی روایۃ البیہقی فسألوا السفار وقد قدموا من کل وجہ فقالوا رأیناہ فانزل اللہ تعالیٰ اقتربت الساعۃ وانشق القمر الایۃ

(روح المعانی ج ۹ ص $\frac{۶۴}{۲۷}$ پ)

یعنی اس چاند کا بعض حصہ بعض سے بالکل جدا ہو کر دو ٹکڑے ہوگیا اور یہ واقعہ (شق القمر) حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے تقریبًا پانچ سال قبل کا ہے۔ شیخین اور ابن جریر نے حضرت انس سے بسند صحیح یہ روایت بیان کی ہے کہ اہل مکہ نے آنحضرت علیہ السلام سے ایک معجزہ دکھلانے کا مطالبہ کیا تو حضرت نے ان کو چاند دو ٹکڑے کرکے دکھایا یہاں تک کہ انہوں نے غار حراء کو ان دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ اور جو ابی نعیم نے ضحاک کی سند سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عباس سے یہ روایت بیان کی ہے کہ علماء یہود نے آنحضورؐ سے معجزہ مانگا یہ یہود کا سوال اور اس پر دکھانا معتبر نہیں اور صحیحین (بخاری ومسلم) وغیرہ میں حضرت ابن مسعود کی حدیث سے مروی ہے کہ آنحضرت کے عہد مبارک میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا پہاڑ پر تھا اور دوسرا اس کے ورے تو آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ اے لوگو تم گواہ رہو اور ان کی حدیث سے یہ روایت بھی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام کے زمانہ میں جب چاند دو ٹکڑے ہوا تو قریش نے اس پر یہ کہا کہ یہ تو ابن ابی کبشہ (آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا سحر اور جادو ہے۔ ان میں سے ایک شخص گویا ہوا کہ ٹھہر جاؤ اور باہر والے قافلوں کا انتظار کرو وہ اس کے متعلق کیا خبر دیتے ہیں اس لیے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام دنیا کے لوگوں پر جادو کی استطاعت نہیں رکھتے۔ جب باہر سے قافلے آئے تو انہوں نے اس کے متعلق انہیں خبر دی اور تصدیق کی۔ اس حدیث کے راوی ابوداؤد اور طیالسی ہیں۔ اور بیہقی کی ایک روایت میں آیا ہے کہ قریش نے باہر کے تمام اطراف وجوانب سے آنے والے قافلوں سے اس امر کے متعلق دریافت کیا اور ان تمام نے یہی جواب دیا ہے کہ ہاں ہم نے ایسا دیکھا ہے۔ تو اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ اقتربت الساعة الآية۔

والاحاديث الصحيحة فى الانشقاق كثيرة و اختلف فى تواتره فقيل هو غير متواتر فى شرح المواقف الشريفى انه متواتر وهو الذى اختاره العلامة السبكى قال فى شرحه لمختصر ابن الحاجب الصحيح عندى ان انشقاق القمر متواتر منصوص عليه فى القرآن روى فى الصحيحين وغيرهما من طرق شتى بحيث لا يمترى فى تواتره انتهى باختصار

وقد جاءت احاديثه فى روايات صحيحة عن جماعة من الصحابة منهم على رضى الله تعالى عنه و انس بن مسعود و ابن عباس وغيرهم۔

روح المعانی ج ۹ پ ۲۷ ص ۶۴

یعنی انشقاق قمر کے متعلق بکثرت احادیث صحیحہ موجود ہیں لیکن ان کے تواتر میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ احادیث صحیحہ غیر متواتر ہیں اور شرح مواقف شریفی میں ہے کہ وہ سب متواتر ہیں اور علامہ سبکی نے اس کو پسند کیا ہے۔ اور شرح مختصر ابن حاجب میں کہا ہے کہ میرے نزدیک صحیح اور مختار یہی ہے کہ معجزہ شق القمر متواتر احادیث سے ثابت ہے اور قرآن میں اس کی نص موجود ہے اور صحیحین وغیرہ میں مختلف طرق سے اس کی روایات موجود ہیں اور یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اس کے تواتر میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

اور احادیث صحیحہ میں صحابہ کی ایک بڑی جماعت سے روایات صحیحہ موجود ہیں۔ جن میں سے حضرت علی اور حضرت انس اور ابن مسعود اور ابن عباس (رضوان اللہ علیہم اجمعین) بھی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس مذکورہ بالا روایات نے نہ صرف معجزہ شق القمر کی حقیقت واضح کی بلکہ ثابت ہو گیا کہ یہ اسی طرح نص قرآنی اور متواتر احادیث میں بھی موجود ہے جس کے بعد شک کی گنجائش نہیں ورنہ ایمان بھی خطرہ میں ہو جائے گا۔

ایسی عظیم الشان شہادت کو مختار مدعا علیہ نے خیانتہً نقل نہ کیا اور صاحب روح المعانی نے جس قول کو رد کرنے کے لیے نقل کیا تھا اُسے اُن کا اصلی مذہب بنا کے اُن پر بہتان عظیم باندھا اور اُس میں ہی کتنے مغالطہ دیئے۔ جس سے اُس کی نقل مذاہب کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ بلا وجہ بزرگوں کی طرف خلاف واقعہ امور افتراءً منسوب کر دیتا ہے جیسا کہ یہ خیانتیں متعدد مرتبہ عدالت کے روبرو آ چکیں۔

اس سے یہ امر بوضاحت ثابت ہو گیا۔ کہ معجزہ شق القمر کوئی استعارہ یا نظر بندی و کرشمہ نہ تھا۔ بلکہ دراصل یہ ایک عظیم الشان کھلا ہوا معجزہ تھا۔ کہ آپ نے درحقیقت چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے اس طور پر کہ کوہ حراء بھی اس کے درمیان میں آ گیا۔ البتہ یہ ضرور علماء میں بحث جاری رہی ہے کہ آیا یہ معجزہ صرف آپ کی صداقت کا نشان ہے یا اس چاند کے پھٹنے اور جڑنے میں قرب قیامت کی طرف بھی اشارہ ہے۔ **جیسا کہ قرآن پاک کے الفاظ** **اقتربت الساعة وانشق القمر** بتلا رہے ہیں کہ قیامت قریب آ گئی۔ اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ اس کے فلسفہ اور ہر دو حصہ آیتہ کریمہ کے ربط پر شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام غزالی نے تقریریں کی ہیں۔ جس سے مختار مدعا علیہ اور بعض دیگر مصنفین اس مغالطہ کی سعی میں ہیں کہ دراصل معجزہ ہوا ہی نہیں۔ صرف نظر بندی تھی یا ان اکابرین کلام سے مناسبت نہیں۔ اور غلط فہمی ہو گئی۔

شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا خلاصہ صرف اس قدر ہے۔ کہ دنیا میں جب کوئی اجلاس قائم کیا جاتا ہے۔ اور اُس کے تمام مراحل اختتام پذیر ہو جاتے ہیں۔ اور جس ذات گرامی کے واسطے وہ محفل منعقد کی جاتی ہے۔ جب تشریف لے آئیں۔ اور خطبہ صدارت بھی ہو چکے تو پھر گیس یا شمع کی لاٹ کم یا شق کر دیتے ہیں۔ تاکہ حاضرین کو اختتام جلسہ کا پتہ چل جائے اور معلوم ہو جائے کہ اب کوئی اور مقصد اور رصالت منظور نہیں سوائے اس کے کہ یہ منتشرہ سامان مجتمع کر لیا جائے ورنہ اصل جلسہ ختم ہو چکا۔

باری تعالیٰ نے دنیا کے عظیم الشان اجلاس کو سجایا زمین کا فرش بچھایا۔ آسمان کا نیلگوں شامیانہ اُس پر تانا اسے مختلف رنگ کے چھوٹے بڑے قمقموں سے آراستہ و پیراستہ کیا اس میں روشنی کے دو ہنڈے چاند و سورج روشن کئے۔ نیز وہ تمام انتظامات کی تکمیل فرمائی۔ آدم سے عیسیٰ علیہ السلام تک انبیاء کرام اس کے اعلان کے لیے بھیجے۔ انبیاء کے ہمراہ دعوتی خطوط آسمانی صحائف کی شکل میں روانہ فرمائے آخر میں وہ صدر الانبیاء اور بدر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز جلسہ ہوئے۔ اور پیغام الٰہی اور خطبہ صدارت تو بیعد صدارت سب تک پہنچا دیا۔ اور جلسہ کی غرض و غایت اور تخلیق کائنات کی مصلحت پوری ہو چکی۔ تو صدر کے ہاتھوں چاند کے دو ٹکڑے کرا دیے۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے۔ کہ اصل جلسہ ختم ہو چکا۔ اب صرف سامان منتشرہ کے مجتمع کرنے کا وقت ہے اسی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت بھی قیامت کا پیش خیمہ قرار دیا ہے۔ کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعثت انا و الساعۃ کھاتین یعنی میں اور قیامت ان دونوں انگلیوں کی طرح ساتھ ساتھ ہیں۔ اسی لیے باری تعالےٰ نے انشقاق قمر کے ساتھ اقتربت الساعۃ لگایا۔ کہ قیامت قریب آگئی۔ اور چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ اس فلسفہ اور حکمت بیان کرنے سے ان بزرگوں کی غرض معجزہ شق القمر کی اور تائید مزید ہے۔ نہ کہ انکار۔ یہ محض مختار مدعا علیہ کی کوتاہ فہمی ہے۔

آراھم القمر فرقتین کا غلط مفہوم

اس حدیث کا یہ غلط مفہوم تھا کہ واقع میں دو ٹکڑے نہ ہوئے تھے۔ بلکہ انہیں نظر آئے تھے۔ یعنی ایک قسم کی نظر بندی تھی محض بیدینی اور معجزات کے انکار کا راستہ اختیار کرنا ہے۔ اس کے یہ معنی اور مفہوم ہرگز نہیں صاف اور صحیح ترجمہ یہ ہے۔ کہ آپ نے اہل مکہ کو چاند دو ٹکڑے کر دکھایا۔ یعنی آپ کے اعجاز سے دو ٹکڑے ہوگئے۔ اور انہوں نے دو ٹکڑے دیکھے۔ یہ ہرگز مراد نہیں کہ چاند سالم رہا اور نظر بندی کے طور پر صرف انہیں دو ٹکڑے نظر پڑے۔

کیونکہ انشقاق قمر کا مشاہدہ علاوہ عرب کے اطراف کے دور دراز ملکوں حتیٰ کہ ہندوستان کے ایک بڑے راجہ نے بھی کیا۔

واقعات کتب تواریخ میں موجود ہیں۔

مرزا صاحب اور معجزہ شق القمر

مرزا صاحب نے اس مسئلہ معجزہ شق القمر میں بھی حسب عادت اقرار و انکار کے دونوں مسلک اختیار کئے ہیں اور دجل کے معنی ہی یہی ہوتے ہیں۔ کہ ذو معنے مشتبہ الفاظ بولے جاویں۔ تاکہ دنیا گمراہ ہو۔ اور سے

خدا بھی خوش رہے اور بت بھی راضی
کوئی ایسا قرینہ چاہتا ہوں

کا مصداق ہو مختار مدعا علیہ نے تین حوالے پیش کئے ہیں۔

(۱) سرمہ چشم آریہ۔
(۲) آئینہ کمالات اسلام۔
(۳) چشمہ معرفت۔

مگر غائر نظر سے معلوم ہوگا۔ کہ ۱۹۰۱ء سے قبل جب تک کھلا ہوا دعویٰ نبوت نہ تھا یا بقول مرزا محمود صاحب نبوت سے پردہ نہیں اٹھایا تھا۔ معجزہ شق القمر کا اقرار و اثبات بڑے شد و مد سے اسلامی پیرایہ میں ہے۔ مگر ۱۹۰۱ء کے بعد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ بلند آہنگی کچھ پھیکی ہے۔ اور اس میں انکار کی جھلک بھی موجود ہے۔ چنانچہ سرمہ چشم آریہ مرزا صاحب کی بہت پہلی کتاب ہے۔ جس کا سنہ تالیف ستمبر ۱۸۸۶ء ہے اس وقت تو مرزا صاحب حیوٰۃ عیسیٰ علیہ السلام کے قائل تھے اور صرف آریہ وغیرہ کے مقابل مناظر اسلام کی حیثیت رکھتے تھے اور آئینہ کمالات اسلام فروری ۱۸۹۳ء کی کتاب ہے۔ اس میں معجزہ شق القمر بلا کسی دسیسہ کاری کے اسلامی رنگ میں بیان کر رہے ہیں۔ اور کفر کی بنیادیں جما رہے ہیں۔ مگر بہت ہی پوشیدہ۔ لیکن چشمہ معرفت جو بہت آخری کتاب ۱۹۰۸ء کی ہے۔ اس میں الفاظ تو اقراری بظاہر ہیں لیکن تاویل کر کے اس سے گویا انکار ہی کر دیا ہے الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

"اس سے ظاہر ہے۔ کہ کوئی امر ضرور ظہور میں آیا تھا جس کا نام شق القمر رکھا گیا"۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۲۳)

تمام تقریر کے بعد اس حقیقت پر پردہ ڈال دیا کہ کوئی امر تھا اس کا نام شق القمر رکھا گیا دراصل چاند دو ٹکڑے نہیں ہوا۔ آگے بات صاف کر دی ہے۔ کہ:۔

بعض نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ وہ ایک عجیب قسم کا خسوف (چاند گہن) تھا جس کی قرآن شریف نے پہلے خبر دی تھی۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۲۳)

یہاں ایک قسم کا چاند گہن قرار دیا۔ گو بعض کی آڑ لی۔ پھر تاویل کا راستہ یوں نکالا۔ کہ قرآنی آیات جو اس کے متعلق ہیں اُن میں پیش گوئی بتایا۔ تاکہ بزعم خود اُنہیں استعارہ قرار دیکر تاویل کر سکیں۔ اور دنیا کی آنکھوں میں اس طور پر دھول ڈالی جائے چنانچہ اسی کے بعد آخری اپنی رائے کا اظہار ان الفاظوں میں کر دیا۔

"اور یہ آیتیں بطور پیشگوئیوں کے ہیں۔ اس صورت میں شق کا لفظ محض استعارہ کے رنگ میں ہوگا۔ کیونکہ خسوف قمر و کسوف میں جو حصہ پوشیدہ ہوتا ہے گویا وہ پھٹ کر علیحدہ ہو جاتا ہے ایک استعارہ ہے"۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۲۳)

عدالت خود ملاحظہ فرمائے کہ کس قدر صفائی سے معجزہ شق القمر کا آخر میں انکار کر دیا۔ کہ دراصل چاند گہن خسوف تھا۔ اور خسوف میں گویا پوشیدہ حصہ پھٹ جاتا ہے اس لیے استعارہ کے طور پر لفظ شق القمر بول دیا گیا ہے۔ ورنہ دراصل چاند دو ٹکڑے نہیں ہوا تھا۔

بحمد اللہ اس سے مرزا صاحب کا شق القمر کے معجزہ کا انکار صاف ہویدا ہو گیا۔ گو لفظ شق القمر بولتے ہیں اسی معنے میں خسوف کا لفظ استعارۃً اپنے شعر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں معجزہ شق القمر کی اصلی کیفیت پر پردہ ڈالنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ جس کا اعتراف مختار مدعا علیہ کو بھی ہے۔ الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

"پس مرزا صاحب نے بھی خسوف کا لفظ شق القمر کے لیے بطور استعارہ استعمال کیا ہے الخ"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب اس تقریر کے بعد میرا اعتراض بھی بالکل لاجواب رہا۔ کیونکہ مرزا صاحب نے اولاً اسلامی معجزہ شق القمر کو استعارہ قرار دیکر ایک قسم کا چاند گہن خسوف قرار دیا۔ پھر اپنے واسطے مدمقابل چاند اور سورج دونوں کا خسوف وکسوف نشان بتایا۔ پس ایک طرف تو معجزہ شق القمر کا استخفاف اور انکار ہے۔ اور دوسری طرف مقابلہ کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ اور ایسا استخفاف اور مقابلہ و توہین کرنے والا کبھی کلمہ کے دوسرے حصہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان دار نہیں ہو سکتا۔

سیاق وسباق کی تاویل،

محض مغالطے کے واسطے دو چار ماسبق اشعار نقل کر دیے مگر جب عدالت غور کرے گی تو صاف معلوم ہو گا کہ وہ بھی محض ایک تاویل ہے۔ جو نا قابل قبول ہے۔ اور دراصل اس کفریہ مضمون کی تمہید ہے۔ کیونکہ اس میں اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برگزیدہ آل قرار دیا ہے۔ جو سراسر اہل بیت رسول اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔

"اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کا وارث بنایا گیا ہوں۔ پس اس کی آل برگزیدہ ہوں، جس کو ورثہ پہنچے گا۔"

آخر میں لکھتے ہیں۔

"پس وہ روشنی جو اس میں ہے۔ مجھ میں چمک رہی ہے۔"

ماشاءاللہ ثم ماشاءاللہ ہرگز اللہ کے محبوب کی روشنی کبھی اس قسم کے شخص میں نہیں چمک سکتی۔ اس متنازعہ شعر کے بعد پھر قرآن پاک کی عظمت و جلال پر ہاتھ ڈالا ہے۔ کیونکہ کسی نبی پر آیا ہوا کلام اعجاز قرار نہیں دیا گیا ہے۔ سوائے اس کلام ربانی جو اللہ کے آخری نبی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترا۔ مگر مرزا صاحب بڑے فخر سے اسی شعر کے متصل لکھتے ہیں۔

وکان کلام معجزا ایته له۔ کذلک لی قول علی الکل یبھر

خود ہی ترجمہ کرتے ہیں۔ کہ اُس کے معجزات میں سے معجزانہ کلام بھی تھا۔ اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا ہے۔ جو سب پر غالب ہے۔ (قصیدہ اعجاز احمدیہ صفحہ ۷۱)

عدالت خود بلاحظہ فرمالے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر صفت میں مشارکت اور مقابلہ کا جذبہ مدعی نبوت میں کس قدر موجود ہے۔ اور کوئی بھی صفت نہیں جس میں اپنے آپ کو اللہ کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک اور سہیم قرار نہ دیں۔

مختار مدعا علیہ کی سیاق وسباق سے تاویل عذر گناہ بدتر از گناہ سے زائد نہیں۔ بلکہ سیاق وسباق سے اور اس سے بڑھ کر توہین ثابت ہوتی ہے۔ جس کا نمونہ ابھی اوپر عرض کر چکا ہوں۔

قول مختار مدعا علیہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) اگر روایتوں میں یہ خبر نہ ہوتی کہ چاند اور سورج کا گہن مہدی موعود کی صداقت کی دلیل ہوگی تو وہ نشان کیونکر ہو سکتا تھا۔ چنانچہ مرزا صاحب نے اپنی متعدد کتب میں اس پیشگوئی کا ذکر کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا کی ہے اور درود بھیجا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا چنانچہ آپ اپنی کتاب نور الحق حصہ دوم میں لکھتے ہیں ترجمہ از اشعار عربی۔ تیرے پر جان قربان ہوا سے بہتر مخلوقات ہم نے تیری خبر کا نور اندھیرے میں دیکھ لیا ہم نے سورج اور چاند کو دیکھ لیا جیسا کہ تو نے اشارہ کیا تھا۔"

(۲) "اور یہ بھی واقع ہے کہ روایت میں مہدی موعود کی صداقت کا ایک نشان ماہ رمضان میں سورج چاند گہن قرار دیا گیا اور وہ گہن تیرہ سو گیارہ میں وقوع پذیر ہوا۔"

مختار مدعا علیہ نے باوجود عدالت کے بار بار روکنے کے مرزا صاحب کی صداقت کا نیا مسئلہ یہاں چسپاں کر دیا اس میں قابل غور دو امور ہیں۔

(۱) کیا کسی صحیح حدیث میں مہدی کی یہ شناخت قرار دی گئی ہے۔

(۲) کیا صرف مرزا صاحب کے زمانہ میں یہ ہوا کہیں اور نہیں ہوا۔

الجواب

(۱) اس نشان کے ثبوت میں مرزا صاحب اور مرزائی صاحبان حدیث کا نام لے کر یہ ٹکڑا پیش کیا کرتے ہیں کہ حدیث دار قطنی جس کا ذکر کسوف خسوف ماہ رمضان کے بارہ میں آیا ہے اس کے الفاظ ہیں

ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السموت والارض وينكسف القمر لاول ليلة من رمضان وتنخسف الشمس فى النصف منه۔

ترجمہ:۔ ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں جو ابتدائے پیدائش زمین وآسمان سے آج تک نہیں ہوئے یعنی چاند گہن رمضان کی پہلی شب میں ہوگا اور سورج گہن اس کے نصف میں۔

الجواب

(۱) امام محمد باقرؒ کا قول ہے اور وہ بھی ضعیف کہ اس کے دو راویوں عمر اور جابر جعفی کو اسمائے رجال میں کذاب اور واضع احادیث بیان کیا ہے۔ اس کو حدیث قرار دینا درست نہیں ورنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان ہوگا۔

(۲) الفاظ کے لحاظ سے بھی یہ قول درست نہیں کیونکہ چاند گرہن پہلی رات کو نہیں ہوتا اور سورج گرہن نصف مہینہ میں۔ علاوہ اس کے ماہ رمضان کی ان تاریخوں میں باب اور بہاء اللہ کے زمانہ میں بھی رمضان میں کسوف وخسوف ہوا جو ۱۲۶۷ھ میں دکھایا (ملاحظہ ہو کتاب یوز آف دی گلوبس وکتاب کانا دجال مصنفہ مولوی عبد الحکیم ایم بی منقول از عمدۃ التنقیح حصہ دوم برہان صریح صفحہ ۶۲)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس معلوم ہوا کہ یہ نشان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھنا ہے۔ اور اس سے مرزا صاحب کی تصدیق کا کاذب ہونا لازم آتا ہے۔

(عنوان نمبر ۵)

یہ نمبر (۵) انت فی اللہ علی کل شیء ۔ اور نمبر (۶) آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ اور نمبر (۷) اتانی ما لم یؤت احد من العٰلمین۔

یہ تینوں الہام مختار مدعیہ کے بحث میں ایک ہی عنوان اور ایک ہی ہیڈنگ کے تحت درج ہیں اور دراصل ان پر کوئی مستقل حکم نہیں بلکہ مرزا صاحب کی تدریجی ترقی دکھانا منظور ہے۔

کہ شروع میں اپنے کو اولیاء اللہ اور صلحائے امت وانبیائے اولوالعزم پر ترجیح دی اور پھر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پلہ اور اُن کے خصوصیات میں شریک وسہیم بن بیٹھے۔ اور تمام اُن امتیازی خصوصیات میں اپنے کو شامل کرلیا۔ جن میں نہ آدم کو شرکت کا فخر نصیب ہوا نہ ابراہیم وموسے وعیسے علیہم السلام کو مختار مدعا علیہ نے تینوں کو علیحدہ علیحدہ مستقل طور سے پیش کرکے اصل استدلال پوائنٹ سے پہلو تہی کرتے ہوئے اپنے الفاظ میں ایک استدلال قائم کرکے ایک طول لاطائل غیر متعلق جواب دے ڈالا۔

اتنا تو مختار مدعا علیہ کو بھی تسلیم ہے کہ ان الہامات میں مرزا صاحب اپنے آپ کو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اولیاء اللہ اقطاب غوث وابدال پر فضیلت دیتے ہیں اور اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ پر مرزا صاحب بھی اس مضمون کو ان الفاظ میں ظاہر فرماتے ہیں غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔)

اولیاء اللہ اور اقطاب وابدال پر فضیلت اس میں مسلّم ہے انبیاء ماسبق پر فضیلت کا بار بار اعلان ہے ؎

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ۔ من بعرفاں نہ کمترم زکسے

آنچہ داداست ہر نبی را جام ۔ داد آں جام را مرا بتمام

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین ۔ ہر کہ گوید دروغ ہست و لعین

(درثمین) نزول المسیح

پس مذکورہ بالا الہامات ثلثہ کو میں نے ایک تمہید اور زینہ قرار دیا ہے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات مخصوص میں شریک وسہیم بننے کا کہ اولاً اولیاء اللہ اقطاب غوث وابدال پر فضیلت دی پھر انبیاء سابقین پر بعد ازاں حب مریدین اور کورانہ تقلید کے مقلدین نے اسے تسلیم کرلیا تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات تک رسائی کا دعوی کرنے لگے۔

(اس تدریجی ترقی کے ثبوت کے واسطے حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۴۴ و ۱۴۵ ملاحظہ ہو۔)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہذا جہاں تک میرے استدلال اور مدعا کا تعلق تھا وہ مختار مدعا علیہ کو بھی خواہ دانستہ یا دانستہ مسلم ہے اور مرزا صاحب کا بھی مسلک اور مذہب ہے لہذا اس طولانی بے معنی بحث کے جواب کی بھی ہمیں حاجت نہیں۔ تاہم مختار مدعا علیہ کے پیش کردہ استدلال کی بنا پر ہم کہنے کو تیار ہیں کہ ان الہامات ثلثہ میں تمام انبیاء کرام حتیٰ کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی توہین ہے کیونکہ جب بھی کسی کی فضیلت بیان کی جائے تو وہ فضیلت اس کے ہم جنسوں پر ہوتی ہے مثلاً کوئی آدمی کہے کہ یہ گھوڑا سب سے منتخب ہے تو دنیا یہی سمجھتی ہے۔ کہ گھوڑوں میں سب سے افضل ہے آدمی اور دوسرے جانور اس میں شامل نہیں۔ بنی اسرائیل کو باری تعالیٰ نے فرمایا کہ اتاکم مالم یوت احدمن العلمین یا فضلتکم علی العلمین۔ چونکہ مخاطب بنی اسرائیل امتی ہیں پس مطلب یہ ہوا۔ کہ تمہارے زمانہ اور تم سے قبل کی امت پر اس قدر انعام نہیں کیا۔ ورنہ تم کو تمہارے زمانہ اور زمانہ گذشتہ کے تمام امتیوں پر فضیلت بخشی البتہ اس میں انبیاء اور وہ امتیں جو اب تک پردہ عدم سے منصۂ شہود پر نہیں آئیں داخل نہیں۔ اگر کسی نبی کے حق میں یہ کہا جائے تو اس کے زمانہ اور اس سے قبل کے تمام انبیاء مراد ہوں گے غیر انبیاء یا بعد کے انبیاء بالذات اس میں شامل نہ ہوں گے۔

مرزا صاحب چونکہ بزعم خود نبی ہیں اور نبی کا امتی سے مقابل نہیں بلکہ انبیاء سے ہے چنانچہ انبیاء سابقین پر مرزا صاحب برابر اپنے فضائل کی رجز خوانی کیا کرتے ہیں پس مرزا صاحب کے ترجمہ کے مطابق الہام نمبر ۵ انزلک اللہ علی کل شی۔ خدا نے تجھے ہر ایک چیز میں سے چن لیا۔ مرزا صاحب کا ہر چیز پر برگزیدہ ہونا ثابت ہوگیا حالانکہ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہر چیز پر برگزیدہ صرف ذات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس چیز میں آپ کا کوئی بھی شریک اور سہیم نہیں۔ جو اپنے کو یا کسی اور کو تمام اشیاء سے برگزیدہ سمجھے وہ یقیناً سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرکے توہین کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برگزیدگی پر دھبہ لگاتا ہے۔ جس کے بعد محمد رسول اللہ پر صحیح معنے میں ایمان صادق نہیں ہو سکتا۔

اس کے ضمن میں بنی اسرائیل کے متعلق آیات کو استدلال میں پیش کرنا مناسب نہیں۔ وہاں تو امم سابقہ پر فضیلت دی جا رہی ہے۔ اور اُن کا مقابلہ صرف امتیوں سے ہے۔ اور یہاں مرزا صاحب خود نبی بن بیٹھے ہیں۔ اور ہر چیز پر اپنی برگزیدگی کا قصیدہ پڑھ رہے ہیں۔ لہذا اس پر قیاس مع الفارق ہے۔

اس الہام کے ماسبق و مابعد کو قرینہ قرار دینا بھی لغو ہے کیونکہ یہ کوئی مسلسل عبارت نہیں۔ کہ سیاق و سباق سے اس کا تعلق ہو۔ بلکہ مختلف الہامات مختلف اوقات کے اترے ہوئے۔ مختلف و متضاد معانی رکھنے والے کسی میں مرزا صاحب مراد اور کس میں ذات الٰہی۔ چنانچہ مختار مدعا علیہ اخلی واصیب کے تحت میں خود ہی پیش کر چکا ہے کہ اس ایک الہام کے نصف حصہ میں ضمیر متکلم سے مرزا صاحب اور نصف آخر کے ضمیر متکلم سے ذات خداوندی مراد ہے۔ پس جب کہ ایک ہی جملہ کے سیاق و سباق کا ربط نہیں۔ تو مختلف جملوں اور علیحدہ علیحدہ بے ربط فقروں اور عبارتوں کا سیاق و سباق کیا قائم ہو سکے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدالت خود تمام الہامات کو ملاحظہ فرماکر میرے اس دعویٰ کی تصدیق کر سکتی ہے۔ کہ وہاں کوئی مسلسل مربوط عبارت نہیں۔ بلکہ بے ربط علیحدہ علیحدہ فقرات مختلف الہامات بناکے یکجا نقل کئے ہوئے ہیں۔

نمبر (۶)

آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔

ظاہر ہے کہ آسمان سے نبوت کے تخت اُترتے ہیں۔ نیز اگر مرزا صاحب مدعی ولایت ہوتے۔ اور اپنے آپ کو صرف ولایت کا تخت نشین شمار کرتے تو ان تختوں سے ضرور ہم بھی ولایت ہی کے تخت مراد لیتے۔ مگر مرزا صاحب تو بزعم خود دعویدار نبوت ہیں۔ اور گھٹیا یا مجازی نہیں۔ بلکہ بقول مرزا محمود صاحب قرآن نے جو معنی نبوت کے قرار دیئے ہیں۔ اُس کے رو سے حضرت صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں۔ بلکہ حقیقی اور گھٹیا نہیں۔ بلکہ بڑھیا نبی ہیں۔ پس جب کہ مرزا صاحب تخت نشین نبوت ہیں۔ تو یہ آسمانی تخت نبوت ہی مراد ہوں گے۔ اور مطلب بالکل واضح ہے۔ کہ آسمان سے نبوت کے تخت اترے مگر تیرا (یعنی مرزا صاحب) تخت سب تختوں سے اوپر بچھایا گیا اس میں کسی تخت اور کسی نبی کی تخصیص نہیں۔ اور جیسا کہ آگے معلوم ہوگا۔ کہ مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل خصوصی تک ہاتھ مارتے ہیں بس بلاشبہ اس مرزا صاحب کے تراشیدہ الہام میں نہ صرف انبیاء سابقین بلکہ سید الاولین سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی توہین ہے۔ جس کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔

اس کے مقابلہ میں مولوی منظور احمد صاحب سنبھلی کی سیف یمانی یا تقویۃ الایمان و عوارف المعارف سے حضرت سلطان الاولیاء خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یا شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی آڑ لینا بالکل بے سود ہے۔ کیونکہ وہاں مقابلہ خدا کے جلال وجبروت کا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی مخلوق خدا کے ہم پلہ نہیں۔ بلکہ سب اُس کے سامنے سرنگوں ہیں۔ نبی یا ولی۔ لن یستنکف المسیح ان یکون عبداً للہ ولا الملائکۃ المقربون حضرت مسیحؑ جنہیں اُن کی قوم خدا یا خدا کا بیٹا اور ملائکہ جنہیں یہود اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ خدا کی عبودیت سے منہ نہیں موڑتے۔ بلکہ اتنا ہی عجز و نیاز کا اعتراف کر رہے ہیں۔ خود سید الاولین والآخرین امام النبیین محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم بار بار انما انا عبدہٗ ورسولہ فرماتے رہے اور اس انتہائی عجز و انکساری و نیاز بارگاہ ایزدی میں پیش فرما رہے ہیں جس کی حد نہیں بخلاف مرزا صاحب کے وہ جو نکہ نبی ہیں۔ اور بزعم وباطل خود تخت نبوت پر متمکن ہیں۔ بس آسمانی تختوں سے تخت نبوت اور مرزا صاحب کے تخت کا سب سے بالا ہونے سے تمام انبیاء ماسبق اور ان کے تختوں کی کھلی ہوئی توہین ہے۔ جس کی کوئی بھی تاویل نہیں ہو سکتی۔

پیران پیر سید الطائفہ عبد القادر جیلانیؒ غوث زمان اور قطب وقت ہیں۔ اُن کے ارشاد قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی میں ولی کی تصریح خود موجود ہے۔ نیز وہ خدانخواستہ دعویدار نبوت نہیں۔ بلکہ اولیاء اُمت سے ہیں۔ لہٰذا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن پر نہ کوئی اعتراض ہو سکتا ہے۔ نہ باہر سے کوئی تخصیص کی گئی ہے بخلاف مرزا صاحب کے کہ وہ مدعی نبوت ہیں۔ اور دلی کی کوئی تصریح نہیں۔ بلکہ وہ تمام انبیاء سابقین پر اپنی فضیلت کے مدعی ہیں اور بصراحت فرما چکے ہیں سے

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفاں نہ کم نزم زکسے
آنچہ دادہ است ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بتمام
کم نیم زاں ہمہ بروی یقین — ہر کہ گوید دروغ ہست ولعین

(۷)

انانی مما لم یوت احد من العلمین۔

مختار مدعا علیہم وہی بنی اسرائیل کے متعلق جو فضیلت کی آئیتیں ہیں۔ اُن کی آڑ چاہی ہے۔ حالانکہ میں اوپر تفصیل سے عرض کر آیا ہوں۔ کہ ہر ایک کا مقابلہ اُس کی ہم جنس و ہم مسلک سے ہوگا نبی کا نبی سے امتی کا امتی سے پس بنی اسرائیل یقیناً اپنے زمانہ اور ماسبق کے امتیوں پر افضل ہیں ہاں جو امتیں اب تک معرض وجود میں نہیں آئیں۔ وہ اس سے مراد نہیں۔ اسی طرح مرزا صاحب چونکہ بزعم خود مدعی نبوت ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اللہ نے وہ دیا جو کسی کو عالمین سے نہ دیا۔ مقابل پر انبیاء ہی مراد ہوں گے۔ اُن کے زمانہ کے ہوں۔ (جیسا کہ آج کل تقریباً اٹھارہ[۱۸] مدعیان نبوت پنجاب میں موجود ہیں دو چار سے میں خود مل چکا ہوں۔ اکثر سے خط و کتابت ہے۔ خود قادیاں میں نورا حمد کابلی مدعی نبوت موجود ہے) یا زمانہ سابقہ کے غرض یہ کہ انبیاء کرام پر فضیلت کا دعویٰ ہے۔ اور اس سے مختار مدعا علیہ نہ معلوم کیوں بچنا چاہتا ہے۔ جب کہ مرزا صاحب خود بھی کھلے الفاظ میں فرما چکے ہیں سے

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفاں نہ کمترم زکسے،
آنچہ دادہ است ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بتمام
کم نیم زاں ہمہ بروی یقین — ہر کہ گوید دروغ ہست ولعین

(نزول المسیح صفحہ ۹۹ و ۱۰۰)

باقی رہا اگر یہ شبہ ہو۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شاید اس سے مستثنیٰ ہوں۔ تو اس کا ازالہ آگے کی تقریر سے ہو جائے گا کہ یہ تمام کفر و شرک کی عمارت آہستہ آہستہ قائم کی گئی ہے۔ تاکہ لوگ بدک نہ جائیں۔ جیسا کہ مرزا محمود صاحب نے حقیقۃ النبوت کے صفحہ ۱۴۴ اور ۱۴۵ پر اس امر کا صاف لفظوں میں اقرار کیا ہے۔

"اسی سنت قدیمہ کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے سلوک کیا اور آپ کی جماعت کو بہت سے ابتلاؤں سے بچا لیا اگر آپ کو یک لخت مسیح کی وفات اور اپنی نبوت کے اعلان کرنے کا حکم ہوتا تو آپ کی جماعت کے لیے سخت مشکلات کا سامنا ہوتا"۔۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر دس سال بعد وفات مسیح کے مسئلہ پر سے پردہ اٹھایا لیکن مسئلہ نبوت پر ایک پردہ پڑا رہا تاکہ جماعت اپنے اندر ایک مضبوطی پیدا کرے۔"

مرزا صاحب کا ترجمہ" اس میں بھی وہی عادت ہے۔ کبھی کچھ کبھی کچھ کہیں مطلب کفریہ بیان کر دیا۔ کہیں مجبور ہو کر اسلامی طرز کا اظہار کر دیا۔ اور یہ تو لازمًا ہونا تھا۔ کیونکہ بتصریح ارشاد نبوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت دجال و کذاب ہوگا۔ اور خود مرزا صاحب ہی دجل کا یہ معنٰی بتاتے ہیں۔ کہ اس حدیث کے مفہوم کی تائید مندرجہ ذیل حوالہ سے ہوتی ہے۔

(۱) "دجال کے لیئے ضروری ہے کہ کسی نبی برحق کا تابع ہو کر پھر مسیح کے ساتھ باطل ملا دے۔"

(۲) "اگر حق محض پر زیادت کی جائے تو اس کا نام عربی زبان میں دجل ہے اور اس کے مرتکب کا نام دجال ہے اور چونکہ آئندہ کوئی نیا نبی نہیں آسکتا اس لیے پہلے نبی کے تابع جب دجل کا کام کریں گے تو وہی دجال کہلائیں گے۔"

(تبلیغ رسالت صفحہ ۲ جلد سوم)

(۸)

علم نبوی میں مقابلہ

خلاصہ عبارت مرزا صاحب۔

"ابن مریم اور دجال اور یاجوج و ماجوج کی حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف نہ ہوئی چونکہ سامنے کوئی نمونہ نہ تھا۔ اور اب مرزا صاحب پر وہ ہو بہو منکشف ہو گئی۔

(ازالہ کلاں صفحہ ۲۸۲)

یہ عبارت جس غرض سے پیش کی گئی ہے اُس سے مختار مدعا علیہ کو بھی انکار نہیں۔ اُسے یہ بھی مسلم ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم۔ دجال۔ یاجوج و ماجوج۔ کی حقیقت ہو بہو منکشف نہ ہوئی۔ اور کما حقہٗ اُسے نہ سمجھے۔ بلکہ اُن کی حقیقت سمجھنے میں اجتہادی غلطی رہی۔ اور مرزا صاحب نے کما حقہ سمجھ لیا۔ اور اُن پر امور مذکورہ کی حقیقت منکشف ہو گئی۔

اب نزاع صرف مندرجہ ذیل امور میں ہے۔

(۱) کیا یہ اجتہادی امور ہیں۔

(۲) انبیاء سے اجتہادی امور میں غلطی ہو سکتی ہے۔

(۳) ان امور میں اگر مرزا صاحب کا علم باوجود امتی ہونے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑھ جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی تنقیص و توہین نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب

(۱) ابن مریم ۔ اور دجال ۔ و یاجوج وماجوج کا علم اعتقادیہ امور میں سے ہے نہ کہ اجتہادیہ میں سے ۔ ہر مسلمان اس سے واقف ہے ۔ علامات قیامت امور دینیہ ایمانیہ میں سے ہیں ۔ تمام کتب عقائد میں امور اعتقادیہ دینیہ ایمانیہ کے تحت مذکور ہیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا تذکرہ کرنے کے بعد آپ نے یہ تمام امور دین قرار دیئے ہیں ۔ کہ
" ھذا جبریل اتاکم یعلمکم دینکم الخ اوکما قال صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ جبرئیل تھے ۔ تمہیں دین سکھلانے آئے تھے ۔

اور تمام دنیا حتیٰ کہ مرزا صاحب کا بھی اتفاق ہے ۔ کہ امور دینیہ ایمانیہ میں انبیاء غلطی سے پاک ہوتے ہیں ۔ اور خطا کی گنجائش نہیں ہوتی ۔ ملاحظہ ہو عبارت مرزا صاحب ۔

" لیکن امور دینیہ میں اس خطا کی گنجائش نہیں ہوتی ۔ کیونکہ اُن کی تبلیغ میں منجانب اللہ بڑا اہتمام ہوتا ہے الخ

(ازالہ کلاں ص ۲۸۱)

ابن مریم کے نزول وغیرہ میں مرزا صاحب اور مرزائیوں نے بہت کچھ لکھا ہے ۔ تعجب ہے ۔ کہ پھر بھی اُسے امور ایمانیہ میں قرار نہیں دیتے ۔ میں اس کے واسطے گواہان اور مختار مدعا علیہ کے مسلم بزرگ علامہ عبدالوہاب شعرانی کا فیصلہ پیش کرتا ہوں کہ ۔ فقد ثبت نزولہ والحق انہ رفع بجسدہ الی السماء والایمان بذلک واجب ۔

(۔۔لواقیت ج ۲ صفحہ ۱۴۳)

یعنی عیسیٰؑ کا نزول آسمان سے کتاب اور سنت سے ثابت ہے ۔ پھر فرماتے ہیں ۔ کہ حق یہی ہے کہ عیسٰی ابن مریم اسی جسد عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے ۔

لہٰذا یہ تمام مذکورہ امور دینیہ ایمانیہ ہیں ۔ جن میں نبی سے کسی قسم کی اجتہادی غلطی ناممکن ہے ۔ اور ان امور میں کسی امتی کا علم نبی سے زائد ماننا کھلا ہوا کفر ہے کیونکہ یہ امور غیبیہ سوائے وحی ربانی کے عقل سے معلوم ہی نہیں ہوسکتے ۔ اور نبی بلکہ سید الانبیاء اگر ان امور غیبیہ اور اس وحی کے سمجھنے میں غلطی کریں ۔ تو اصلاح پھر کون کرے گا لہٰذا ان امور میں مرزا صاحب کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ماننے کے بعد کسی طرح محمد رسول اللہ کلمہ کے دوسرے حصہ پر ایمان قائم نہیں رہ سکتا ۔

(۲) "انبیاء سے اجتہادی امور میں غلطی ہو سکتی ہے "

اس سلسلہ میں بلاوجہ مختار مدعا علیہ نے نبراس ۔ فتوح الغیب ۔ ہدیۃ الشیعہ ۔ اشاعۃ السنۃ وغیرہ کے متعدد جدید اور قانوناً غیر مسلم حوالے پیش کئے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب

پہلا جواب تو وہی ہے۔ کہ جن امور میں یہاں گفتگو ہے۔ وہ امور دینیہ ایمانیہ ہیں۔ جن میں خود مرزا صاحب کے نزدیک بھی غلطی ممکن ہے۔ دوسرے یہ فریقین کو مسلّم ہے۔ کہ انبیاء سے اگر خدانخواستہ اجتہادی لغزش ہو۔ تو وہ اس پر قائم نہیں رہتے۔ حفاظت الٰہی اُن کو کسی غلطی پر باقی نہیں چھوڑتی بلکہ منجانب اللہ انہیں اُس پر متنبہ کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اُن کو خدانخواستہ یہ اجتہادی امور بھی ہوتے۔ تو بھی وحی الٰہی اس میں متنبہ کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس علم کو منکشف کر سکتی ہے۔ کسی امتی کو اتنا علم ہونا ناممکن ہے۔ بہر حال امور دینیہ ایمانیہ میں کسی طرح نبی کے علم پر کسی امتی کے علم کو فضیلت نہیں ہو سکتی۔

ایک مغالطہ کا جواب

یہ بھی مرزائیوں کا محض مغالطہ ہے۔ کہ ابن مریم اور دجال یا جوج وماجوج کی حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف نہ ہوئی تھی۔ اور مرزا صاحب پر منکشف ہوگئی۔ میں مرزا صاحب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیقات کو سامنے رکھ کر عدالت سے درخواست کروں گا۔ کہ وہ خود توازن کرلے۔ کہ مرزا صاحب یا مرزائیوں کے ادعائی باطل میں ذرہ برابر صدق کا شائبہ نہیں۔

ابن مریم کے متعلق مرزا صاحب کی رائے

کہ خود مرزا صاحب اولاً مریم کے رنگ میں پیدا ہوئے۔ پھر اُن میں عیسےٰ کا حمل قرار پایا ہے۔ پھر تقریباً ۹ ماہ بعد دردزہ اٹھا۔ اور تنہ کھجور کے نیچے لے گیا۔ پھر اپنے آپ سے خود ہی پیدا ہوگئے لہٰذا وہ مریم بھی ہوئے اور ابن مریم بھی۔

آنکہ گوید ابن مریم چوں شدی	ہست او غافل ز راز ایزدی
آں خدائے قادر و رب العباد	در براہین نام من مریم نہاد
مدتے بودم برنگ مریمی	دست ناداده بہ پیراں زہی
ہمچو بکرے یافتم نشو و نما	از رفیق راہ حق نا آشنا
بعد ازاں آں قادر و رب المجید	روح عیسےٰ اندراں مریم دمید
پس بہ نفخش رنگ دیگر شد عیاں	زادزاں مریم مسیح ابن زماں
زیں سبب شد ابن مریم نام من	زانکہ مریم بود اوّل گام من

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد ازاں از نفخ حق عیسےٰ شدم | شد ز جائے مریمی برتر قدم
این ہمہ گفت است رب العالمین | گر نے وانی براہین راہبین
حکمت حق راز ہا وارد بسے | نکتہ مستور کم فہمد کسے

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳۹)

مختار مدعا علیہ باوجود غیر متعلق ہونے کے اس بحث میں متعدد بگہ ابن مریم دجال یاجوج ماجوج وغیرہ کی پیشگوئی کے مرزا صاحب کے زمانہ میں وقوع اور ہو چکنے کی تصریح کی جس کی بنا پر ہم بھی مجبور تھے کہ ان ہر سہ امور کے متعلق اور ان کے وقوع پر ایک مفصل بحث کریں اور عدالت کے سامنے ایک مکمل مرزا صاحب کے خیالات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی کا نقشہ پیش کر دیں تاکہ عدالت خود توازن فرمائے مگر چونکہ عدالت عالیہ کی رائے گرامی میں وقوع وغیرہ کی بحث غیر ضروری اور موضوع مقدمہ سے بالکل علیحدہ ہے اس لیے میں عدالت کے حکم کی پابندی اور احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے جس قدر حصہ وقوع سے تعلق رکھتا تھا حذف کر رہا ہوں۔

اب صرف اس حصہ کو لیتا ہوں جو مرزا صاحب کی پیش کردہ اصل عبارت میں مصرح اور مابہ النزاع ہے۔

عالی جاہا۔ ہمارے آقا و مولا اعلم الاولین والآخرین پر مرزا صاحب کا یہ محض بہتان اور اتہام صریح ہے کہ ابن مریم دجال یاجوج و ماجوج کی کنہ حقیقت منکشف نہ ہوئی اور نہ وحی الٰہی نے اس کی عمیق تہ کا پتہ دیا بلکہ امثلہ قریبہ اور متشاکل و متشابہ چیزوں سے تفہیم کی گئی۔ تفصیل کا موقع نہیں میرا دعویٰ ہے کہ کسی چیز کی وضاحت اور انکشاف تام کی جس قدر بھی صورتیں ممکن ہیں وہ صاف صاف واضح اور صریح الفاظ میں بیان فرما دیں۔

عیسےٰ ابن مریم سے ان کے نزول کی تصریح فرمائی ان کا حلیہ شریف درمیانہ قد رنگ سفید سرخی مائل بال دونوں شانوں تک نہایت سیاہ اور چمکدار جیسے نہانے کے بعد ہوتے ہیں گھونگر والے عروہ بن مسعود صحابی سے ملتی جلتی شکل ان کی خوراک کی تصریح کر دی یا یا جو چیزیں آگ پر نہ پکیں وہ تناول فرمائیں گے وقت نزول دو کپڑے زرد رنگ کے پہنے ہوئے سر پہ ایک طویل ٹوپی جسم مبارک پر زرہ دونوں ہاتھ فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے ہاتھ میں ایک چھوٹا نیزہ حربہ جس سے دجال کو قتل کریں گے جس کافر کو آپ کی سانس پہنچے گی وہ فوراً مر جائے گا شہر دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ د گوشہ پر ان مسلمانوں کی جماعت میں اتریں گے جو مسلمان مع مہدیؑ دجال سے لڑنے کو مجتمع ہوں گے۔ جن کی تعداد آٹھ سو مرد اور چار سو مستورات کی ہوگی وہ لوگ نماز کے واسطے صفیں درست کر رہے ہوں گے امام مہدی ان کے امام ہوں گے حضرت مہدی عیسےٰ کو امامت کے لیے بلائیں گے اور وہ انکار کریں گے جب امام مہدی پیچھے ہٹنے لگیں گے تو حضرت عیسیٰ ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر انہیں کو امام بنائیں گے اور وہی نماز پڑھائیں گے وہ نماز صبح کا وقت ہوگا۔ بعد نزول صرف چالیس سال دنیا میں رہیں گے ان کا نکاح حضرت شعیب کی قوم کے قبیلہ میں ہوگا جس سے اولاد بھی ہوگی کسر صلیب و قتل خنزیر فرمائیں گے نماز سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فارغ ہوکر دروازہ مسجد کھلوائیں گے جس کے پیچھے دجال ہوگا اور اس کے اعوان یہودیوں کے ساتھ جہاد کریں گے اور اسے باب لُد پر قتل فرما کے اس کا خون اپنے نیزہ پر لوگوں کو دکھلائیں گے کوئی شئے اسے پناہ نہ دے گی درخت و پتھر پکار کے کہے گا کہ ہمارے پیچھے یہودی چھپا ہے اس وقت اسلام کے سوا تمام مذاہب مٹ جائیں گے مال و زر لوگوں میں اتنا عام کر دیں گے کہ کوئی قبول کرنے والا نہ رہے گا مقام فج الروحاء بن جائیں گے حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پاک پر جائیں گے اور سلام کریں گے اور آپ جواب سلام مرحمت فرمائیں گے ہر قسم کی دینی و دنیاوی برکات نازل ہوں گی سب کے دلوں سے بغض حسد و کینہ نکل جائے گا ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ ایک جماعت کے لیے کافی ہوگا اور ایک بکری ایک قبیلہ کو۔ پھر نیش والے زہریلے جانور ڈنک اور نیش نکال دیا جاوے گا حتیٰ کہ سانپ کے منہ میں بھی ہاتھ ڈالنا ضرر رساں نہ ہوگا شیر اونٹ بھیڑ بکریاں مجتمع ہو جائیں گے ساری زمین مسلمانوں سے یوں پر ہوگی جیسے پانی سے برتن یہ برکات سات سال تک رہیں گے قرب وفات لوگوں کو وصیت فرمائیں گے کہ میرے بعد مقعد نامی شخص کو خلیفہ بنائیں اس کے بعد آپ وفات فرمائیں گے اور روضہ اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں مدفون ہوں گے آپ کی چوتھی قبر ہوگی۔

پھر مقعد خلیفہ ہوگا جس کے تین سال بعد قرآن سینوں سے اٹھا لیا جائے گا اور قیامت نمودار ہوگی الخ۔

اس کے واسطے ملاحظہ ہو رسالہ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح جس میں یہ تمام احادیث ۷۵ کے قریب مصرح موجود ہیں۔ میں نے نہایت اختصار سے اقتباس کیا۔ تعجب ہے کہ اس قدر انکشاف تام کو یہ کہنا کہ مو بمو منکشف نہ ہوا اور مثل قرآن مبہمہ متشابہات کے رنگ میں سمجھایا گیا۔

اور مرزا صاحب خود ہی اپنے آپ کو مریم اور ابن مریم فرماتے ہیں۔

ع ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔

دجّال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے متعلق تو یہاں تک فرمایا کہ ہر نبی نے اس سے ڈرایا مگر میں سب سے زیادہ وضاحت سے کہتا ہوں اگر میں ہوا تو خود تمہاری طرف سے مقابل ہوں گا ورنہ ہر شخص خود سمجھ لے اور اللہ میری طرف سے معین و مددگار ہوگا۔ وہ ایک موعود شخص ہوگا (نہ کہ جماعت) شام و عراق کے درمیان ظاہر ہوگا اس کی پیشانی پر کافر بصورت ک۔ ف۔ ر لکھا ہوگا وہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا اس کی آنکھ میں سخت ناخنہ ہوگا۔ تمام دنیا میں پھر جائے گا کوئی جگہ باقی نہ رہے گی جسے وہ فتح نہ کرے۔ البتہ حرمین مکہ۔ و مدینہ اس کے شر سے محفوظ رہیں گے حرمین کے ہر راستہ پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا کہ دجال کو روکیں وہ حرمین کے باہر ظریب احمر (بن دبخہ) شور زمین کے ختم پر جا کر ٹھہرے گا۔ اس وقت مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے جس سے منافق مرد و عورت مدینہ سے نکل کر دجال کے ہمراہ ہوں گے۔ اس کے ساتھ ظاہری طور پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت ودوزخ ہوگی مگر درحقیقت اس کی جنت دوزخ اور دوزخ جنت ہوگی۔ اس کے زمانہ میں ایک دن سال بھر کے برابر دوسرا ایک ماہ اور تیسرا ایک ہفتے کے برابر ہوگا باقی ایام حسب دستور ہوں گے۔ وہ ایک گدھے پر سوار ہوگا جس کے دونوں ہاتھوں کا درمیانی فاصلہ چالیس ہاتھ ہوگا اس کے ساتھ شیاطین ہوں گے۔ جو لوگوں سے کلام کریں گے۔ جب وہ بادل کو کہے گا وہ پانی برسائے گا جب منع کردے گا قحط ہو جائے گا۔ مادرزاد اندھے اور ابرص کو درست کردے گا۔ زمین کے پوشیدہ خزانے اس کے حکم سے باہر آ کر اس کے پیچھے ہو جائیں گے۔

ایک نوجوان آدمی کو بلا کر تلوار سے دو ٹکڑے کردے گا تو پھر اسے بلائے گا تو وہ صحیح سالم ہنستا ہوا سامنے آجائے گا اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے جن کے ساتھ جڑاؤ تلواریں ہوں گی۔ لوگوں کے تین فرقے ہو جائیں گے ایک دجال کا اتباع کرے گا دوسرا اپنا کاشتکاری میں لگا رہے گا اور تیسرا دریائے فرات کے کنارہ پر اس کے ساتھ ساتھ جہاد کرے گا مسلمان ملک شام کی بستیوں میں جمع ہو کر ایک ابتدائی لشکر دجال کے پاس پہنچیں گے۔ اس لشکر میں ایک شخص ایک سرخ یا سیاہ یا سفید گھوڑے پر سوار ہوگا۔ اور یہ سارا لشکر شہید ہو جائے گا۔ ان میں سے ایک بھی واپس نہ آئے گا۔

دجال جب حضرت عیسیٰ کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں اس وقت تمام یہودیوں کی شکست ہوگی۔ پھر عیسیٰ اسے باب لد پر قتل کر کے اپنے نیزہ پر اس کا خون دکھائیں گے وغیرہ وغیرہ۔

عدالت ملاحظہ فرمائے اس انکشاف تام کو بخلاف مرزا صاحب کے کہ وہ فرماتے ہیں کہ "مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا گروہ ہے جو ٹڈیوں کی طرح تمام دنیا میں پھیل گیا ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۰۶)

"نصاریٰ کے علماء ہی بیشک دجال معہود ہیں۔"

(حاشیہ حمامۃ البشریٰ صفحہ ۶۶)

یاجوج وماجوج

قرآن پاک میں ہی کافی ذکر ہے ان یاجوج وماجوج مفسدون الآیۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کو نکالے گا جن کا سیلاب تمام عالم کو گھیرے گا اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام مسلمانوں کو کوہ طور پر جمع فرمائیں گے یاجوج کا ابتدائی حصہ جب دریائے طبریہ پر گذرے گا تو دریا کے سب پانی کو پی کر صاف کردے گا اس وقت بوجہ قحط وغیرہ ایک راس بیل لوگوں کے لیے سو دینار سے بہتر ہوگا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یاجوج کے واسطے بددعا فرمائیں گے اللہ تعالیٰ ان کے گلے میں ایک گلٹی نکال دے گا جس سے سب کے سب دفعۃً مر جائیں گے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر کوہ طور سے زمین پر اتریں گے مگر تمام زمین یاجوج وماجوج کے مردوں سے پر بدبودار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگی پھر بد بو کے دور ہونے کی خدا سے دعا فرمائیں گے اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا جس سے تمام زمین دھل جائے گی پھر زمین اصلی رنگ پر پھولوں اور پھلوں سے بھر جائے گی وغیرہ وغیرہ یہ سب مسلم شریف، مسند احمد ابو داؤد دار قطنی وغیرہ میں موجود ہے۔

اس قدر کشف تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد و معلومات میں ہے مگر مرزا صاحب کو نظر نہیں آتا اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی اس تحقیقات کو ترجیح دے رہے ہیں کہ۔

"یاجوج ماجوج سے مراد وہ نصاریٰ ہیں جو روس و برطانیہ کی قوموں سے ہیں"

اب عدالت خود ملاحظہ فرمائے کہ مرزا صاحب کا کس قدر صریح بہتان ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا اور اس مقابلہ میں کس قدر صریح توہین تھی جو کلمہ شریف پر ایمان کے سراسر منافی ہے۔

فبینما هو کذلك اذ اوحی الله الی عیسی انی قد اخرجت عباداً لی لا یدان لاحد بقتالهم فحرز عبادی الی الطور ویبعث الله یاجوج وماجوج وهم من کل حدب ینسلون فیمر اوائلهم علی بحیرة طبریة فیشربون ما فیها ویمر آخرهم فیقول لقد کان بهذه مرة ماء ثم یسیرون حتی ینتهوا الی جبل الخمر وهو بیت المقدس فیقولون لقد قتلنا من فی الارض هلم فلنقتل من فی السماء فیرمون بنشابهم الی السماء فیرد الله علیهم نشابهم مخضوبة دما ویحصر نبی الله واصحابه حتی تکون رأس الثور لاحدهم خیرا من مائة دینار لاحدکم الیوم فیرغب نبی الله عیسی واصحابه فیرسل الله علیهم النغف فی رقابهم فیصبحون فرسی کموت نفس واحدة ثم یهبط نبی الله عیسی واصحابه الی الارض فلا یجدون فی الارض موضع شبر الا ملأه زهمهم ونتنهم فیرغب نبی الله عیسی واصحابه الی الله فیرسل الله طیرا کاعناق البخت فتحملهم فتطرحهم حیث شاء الله وفی روایة تطرحهم بالنهبل ویستوقد المسلمون من قسیهم ونشابهم وجعابهم سبع سنین ثم یرسل الله مطرا لا یکن منه بیت مدر ولا وبر فیغسل الارض حتی یترکها کالزلفة الخ

(رواہ مسلم) (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۸)

ترجمہ:۔ (نواس بن سمعان نے ایک لمبی حدیث میں فرمایا ہے) کہ ذکر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے............ پس اسی اثناء میں کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو مطلع فرمائیں گے کہ میں ایک ایسی مخلوق کو نکالوں گا جن کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا لہٰذا میرے ان بندوں کو تم طور کی طرف لے جاؤ۔ اور یاجوج ماجوج کو نکالیں گے جو نہایت عجلت کے ساتھ ساری دنیا میں پھیل جائیں گے اول حصہ ان کا جب بحیرہ طبریہ پر جو کئی میل کا لمبا دریا ہے گذرے گا تو اس کا پانی پی لے گا پھر پی لیں گے جو اس میں ہوگا اور آخیر ان کا جب وہاں سے گذرے گا تو کہے گا کہ کبھی یہاں پانی تھا پھر چلے جائیں گے یہاں تک کہ جبل الخمر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک پہنچیں گے وہ بیت المقدس کا پہاڑ ہے پھر کہیں گے ہم نے تمام زمین والوں کو قتل کر دیا اور آسمان والوں کو قتل کریں پھر اپنے تیروں کو آسمان کی طرف ماریں گے اللہ تعالیٰ ان کے تیر خون آلودہ کر کے واپس لوٹائیں گے اور اللہ کا نبی اور اس کے اصحاب محصور کیے جائیں گے تاکہ راس الثوران کے نزدیک سو دینار سے زیادہ قیمت ہو گا پس اللہ کا نبی عیسٰی علیہ السلام اور اس کے اصحاب اللہ تعالیٰ کے جناب میں دعا کریں گے پھر اللہ تعالیٰ ان یاجوج و ماجوج پر نغف کے جانور بھیج دیں گے پس وہ (یاجوج) زمین پر مرکر گر پڑیں گے جیسے ایک نفس کی موت۔

عدالت خود ہی ملاحظہ فرمائے کہ ابن مریم دجال یاجوج و ماجوج کی حقیقت کا حقہ کس قدر انکشاف تام سے ہوئی ہے مرزا صاحب کجا انبیاء اولو العزم نے بھی یوں بیان نہیں کی نہ اس قدر تفصیل کسی آسمانی کتاب میں پائی جاتی ہے پھر بھی مرزا صاحب کا یہ بہتان کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال و یاجوج و ماجوج کی حقیقت موہو منکشف نہ ہوئی جیسی کہ مجھ پر اس قدر توہین عظیم ہے کہ جس کے بعد کسی طرح ایمان قائم نہیں رہ سکتا۔

قول مختار مدعا علیہ۔

"ان امور میں اگر مرزا صاحب کا علم باوجود اُمتی ہونے کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑھ جائے تو آنحضرت کی کوئی تنقیص توہین نہیں۔"

الجواب

جب یہ ثابت ہو چکا کہ یہ علم علوم کمالیہ اور امور دینیہ ایمانیہ سے ہیں اور مرزا صاحب کے امتی تمام مسلمانوں کو انہیں امور سے اختلاف کی بنا پر کافر کہتے ہیں پس ان اہم امور میں کسی شخص کو علمی فضیلت دینا اور اس کو علم پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قرار دینا عدالت خود ہی دونوں تحقیقوں میں توازن کر کے رائے قائم کر سکتی ہے کہ مرزا صاحب کے خیالات محض مجنونانہ ہیں ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر اپنے علم کو ترجیح نہ دیتے۔

یاجوج وماجوج،

مرزا صاحب

یاجوج و ماجوج سے مراد وہ نصاریٰ ہیں جو روس اور برطانیہ کی قوموں سے ہیں حاشیہ حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۰ ر ۸۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیقات

یہ مسئلہ ایک حد تک قرآن پاک کی وحی الٰہی نے صاف کر دیا ہے کما قال اللہ تعالیٰ ان یأجوج و مأجوج مفسدون فی الارض فهل نجعل لك خرجاً علی ان تجعل بیننا و بینهم سداً۔ قال ما مکنی فیه ربی خیر فاعینونی بقوة اجعل بینکم وبینهم ردما آتونی زبر الحدید حتی اذا ساوی بین الصدفین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال انفخوا حتی اذا جعله نارًا قال آتونی افرغ علیه قطرا فما اسطاعوا ان یظھروہ وما استطاعوا له نقبا۔ قال ھذا رحمة من ربی فاذا جاء وعد ربی جعله دکاء وکان وعد ربی حقا۔

ان آیات میں کس تفصیل سے یاجوج وماجوج کا تذکرہ ہے اور لوگوں کی درخواست پر ذی القرنین کا سد سکندری قائم کرنے اور اس کے توڑنے یا سوراخ کرنے پر تا قرب قیامت قادر نہ ہونے اور پھر قرب قیامت اس سد سکندری دیوار کے بحکم خداوندی ٹوٹنے وغیرہ کا اس سے عدالت اندازہ کر سکتی ہے کہ روس و برطانیہ اور نصاریٰ کا وجود بھی نہ تھا یہ قومیں موجود ہیں اور یاجوج وماجوج کے نام سے موسوم ہیں اور قیامت کے قریب نکلیں گے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) عن حذیفة بن اسید الغفاری قال اطلع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علینا ونحن نتذاکر فقال ما تذکرون قالوا نذکر الساعة قال انها لن تقوم حتی تروا قبلها عشر آیات فذکر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسی بن مریم ویاجوج وماجوج ۔۔۔ الخ ھما قبیلتان من ولد یافث من نوح علیه السلام۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۲ باب العلامات بین یدی الساعة)

ترجمہ:۔ حذیفہ بن اسید غفاری سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر ظاہر ہوئے اور ہم ذکر کر رہے تھے تو فرمایا کیا ذکر کر رہے ہو عرض کیا کہ قیامت کا ذکر کر رہے ہیں فرمایا کہ وہ ہرگز نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے قبل دس نشان دیکھو گے پس ذکر فرمایا دھواں اور دجال اور دابۃ الارض اور مغرب سے سورج کا نکلنا اور عیسیٰ بن مریم کا آسمان سے نازل ہونا اور یاجوج اور ماجوج کا آنا الخ۔

بین السطور حاشیہ میں ان یاجوج وماجوج کا یافث ابن نوح کی اولاد سے ہونے کی ہی تصریح ہے۔

(۲) عن النواس بن سمعان (قال فی حدیث طویل) ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... کھلا ہوا کفر ہے جس کی دنیا میں نظیر نہیں مل سکتی۔

ہمارا تو ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام علوم اولین وآخرین کے جامع ہیں جیسا کہ فرماتے ہیں کہ اعطیت علم الاولین والآخرین۔ تمام وہ علوم جن کا تعلق کمالات سے تھا جن کی شان محبوبیت کے لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت تھی۔ تمامہا وبلی لہا اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں تمام دنیا کے اولیا و انبیاء و ملائکہ اور دیگر کائنات عالم کا علم ایک پلہ میں رکھ دیا جائے اور سیدالانبیاء کا علم نہیں بلکہ ایک ذرہ علم محمد ﷺ سے ایک پلہ میں رکھا جاوے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا پلہ بھاری ہوگا۔ تمام انبیاء و اولیاء و ملائکہ مقربین اس کا اندازہ کیا کر سکیں کسی کا وہم و گمان بھی وہاں تک رسائی نہیں کر سکا حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ومن جودك الدنيا وضرتہا   ومن علومك علم اللوح والقلم

لوح قلم کا علم ایک جھلک ہے علم محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کیں کوئی مسلمان تو اس توہین کو پسند بلکہ برداشت نہیں کر سکتا ہاں مرزا صاحب کے متبعین کے نزدیک مرزا صاحب کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر علمی فوقیت میں کوئی توہین نہ ہو تو پھر بھی خطبہ الہامیہ ملاحظہ فرمائیں وہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے دور کو ہلال اور اپنے بروزی رنگ کو بدر کامل قرار دیتے ہیں جیسا کہ آگے بسلسلہ توہین ان شاء اللہ آئے گا۔   ابو الوفاء۔

حضرت مولانا تھانوی اور مولانا سہارنپوری پر اتہام

مرزا صاحب کی جماعت جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان بلھنے میں تامل نہیں کرتی تو بزرگان دین اور علماء ربانیین اس کی دست درازی سے کب بچ سکتے ہیں۔

چونکہ حفظ الایمان اور براہین قاطعہ کی مفصل بحث آگے جہاں پر حسام الحرمین اور بریلوی اور دیوبندیوں کا ذکر آئے گا آرہی ہے اس لیے تفصیلاً تو عرض نہیں کرتا صرف مختار مدعا علیہ کا قول نقل کر کے اجمالی جواب کی طرف اشارہ کر کے بہتان عظیم عدالت پہ واضح کرتا ہوں۔

قول مختار مدعا علیہ۔

”تعجب کی بات ہے کہ یہ اعتراض ان اشخاص نے کیا ہے جن کے مقتدا اور پیشوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ لکھ چکے ہیں پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بکر بلکہ ہر صبی اور مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے“۔

(حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی) صفحہ

مختار مدعا علیہ نے تمام مبندار وخبرا استفتا سوال وجواب حذف کر کے درمیان سے ایک عبارت کاٹ کر جو وہ دوسرے کی حکایۃً نقل فرماتے ہیں کہ اگر بقول زید صحیح ہے اپنی رائے اور عقیدہ نہیں قطع وبرید کر کے پیش کیا اور اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اس ناجائز مغالطہ کی سعی کی کہ خدانخواستہ حضرت مولانا تھانوی کا مذہب ہے حالانکہ یہ ایک افترا کا جواب ہے جس میں زید کا ایک عقیدہ نقل کیا گیا ہے وہ جواب میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ قول زید صحیح ہو تو اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین لازم آئے گی کیونکہ زید کے اس قول سے لازم آئے گا کہ یہ لفظ عالم الغیب معاذاللہ جانوروں اور پاگلوں تک بولا جا سکے حالانکہ یہ سراسر ناجائز و باطل ہے وہ تو زید کے قول پر حکم لگا رہے ہیں اور اس باطل عقیدہ کو رد کر رہے ہیں اور مختار مدعا علیہ عدالت کو یہ مغالطہ دے رہا ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جانوروں جیسا بتایا اتنا سفید جھوٹ شاید ہی کوئی بول سکتا ہو مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کو بھی ایسا مغالطہ ہوا۔ جس پر خود مولانا تھانویؒ اس عبارت کے متعلق ایک سوال کیا گیا اور انہوں نے جواب مرحمت فرمایا۔

ہر دو سوال و جواب بجنسہٖ درج ذیل ہیں۔

در بخدمت اقدس حضرت مولانا المولوی الحافظ الحاج الشاہ اشرف علی صاحب مدت فیوضکم العالیہ۔

بعد سلام مسنون عرض ہے کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی یہ بیان کرتے ہیں اور حسام الحرمین میں آپ کی نسبت لکھتے ہیں کہ آپ نے حفظ الایمان میں اس کی تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا علم جیسے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے اس لیے امور ذیل دریافت طلب ہیں۔

(۱) آیا آپ نے حفظ الایمان یا کسی کتاب میں ایسی تصریح کی ہے؟

(۲) اگر تصریح نہیں تو بطریق لزوم بھی یہ مضمون آپ کی کسی عبارت سے نکل سکتا ہے؟

(۳) آیا ایسا مضمون آپ کی مراد ہے۔

(۴) اگر آپ نے نہ ایسے مضمون کی تصریح فرمائی نہ اشارہ مفاد عبارت ہے نہ آپ کا مراد تو ایسے شخص کو جو یہ اعتقاد رکھے یا صراحتہً یا اشارۃً کہے اسے آپ مسلمان سمجھتے ہیں یا کافر ———— بینوا و توجروا۔

بندہ محمد مرتضیٰ حسن عفاعنہ

الجواب

مشفق مکرم سلمہم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم آپ کے خط کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ

(۱) میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گذرا۔

(۲) میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا چنانچہ اخیر میں عرض کروں گا۔

(۳) جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور میرے دل میں بھی کبھی اس کا خطرہ نہیں گذرا جیسا کہ اوپر معروض ہوا تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یا بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ یہ تو جواب ہوا آپ کے سوالات کا اب آخر میں اس جواب کی تتمیم کے لیے مناسب سمجھتا ہوں کہ حفظ الایمان کی اس عبارت کی مزید توضیح کروں جس کی بنا پر مجھے تہمت لگائی گئی ہے گو کہ وہ خود بھی بالکل واضح ہے۔

اول میں نے دعویٰ کیا ہے کہ علم غیب جو بلا واسطہ ہو وہ تو خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ اور جو بالواسطہ ہو وہ مخلوق کے لیے ہو سکتا ہے مگر اس سے مخلوق کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں اور اس دعویٰ پر دو دلیلیں قائم کی ہیں" الخ (اس کے آگے بڑی وضاحت اور صفائی سے بیان فرمایا ہے۔ (بسط البنان صفحہ ۹ و ۱۰)

آخر کتاب میں فرماتے ہیں کہ "بفضلہ تعالیٰ میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ ہمیشہ سے آپ کے افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات العلمیہ والعملیہ کے باب میں یہ ہے کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

ملاحظہ ہو

حفظ الایمان و بسط البنان صفحہ ۱۵

اس دیدہ و دانستہ بہتان کا جواب سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد

قول مختار مدعا علیہ۔

"اور لکھتے ہیں کہ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے (براہین قاطعہ مؤلفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔ مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ص۵۱) اس میں ابلیس لعین کا مقابلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کر کے شیطان ملعون کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتلایا ہے کیا اس میں آنحضرت علیہ السلام کی توہین نہیں ہے اور یہ عبارت سوء ادبی کی مشعر نہیں"۔

"یہاں اصل عبارت قطع و برید کر کے حسب منشا ایک کفریہ مضمون بنا لیا ہے اگر کل عبارت نقل کر دیتے تو یہ وہم گمان بھی نہ ہوتا تفصیل تو آگے آئے گی صرف اجمالاً گذارش ہے کہ یہ عبارت جہاں سے شروع ہے وہیں سے پیش کر دوں ایک سطر اوپر سے اگر یہ عبارت لی جائے تو معلوم ہو جائے کہ کس علم میں گفتگو ہے اور یہ اپنا عقیدہ ہے یا کسی اور کا۔

"الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(براہین قاطعہ صفحہ ۵۱)

اصل یہ ہے کہ یہ کتاب براہین قاطعہ ایک اور کتاب انوار ساطعہ مؤلفہ مولوی عبد السمیع صاحب رامپوری کی شرح ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محیط زمین اور گمراہی وغیرہ کا جو شیطانی علم سے متعلق ہے یوں ثابت کرتے ہیں کہ جب یہ علم شیطان کو حاصل ہے جو کمترین خلائق ہے تو سرور صلی اللہ علیہ وسلم جو افضل الخلائق ہیں انہیں کیوں نہ ہونا چاہیے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کفر و شرک سے انہیں منع فرماتے ہیں نہ یہ کونسی حماقت وجہالت ہے کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان لعین جیسے دشمن خدا پر قیاس کیا جائے پھر شیطان کو علم وجہ ارض کا شیطانی علم ہے جو نصوص سے ثابت ہے یہ شیطانی علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے صرف قیاس فاسد سے بلا کسی نص سے ثابت کرنا عظیم الشان کفر و شرک اور توہین نبوی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ شیطانی علوم سے ذات گرامی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پاک صاف تھی البتہ رحمانی علوم کے ذرہ ذرہ کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء کیا ہے بخلاف مرزا صاحب کے کہ وہ علوم دینیہ ایمانیہ میں اپنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل اور اعلیٰ جانتے ہیں حالانکہ مرزا صاحب کجا کوئی بھی اولوالعزم نبی مقرب فرشتہ ان علوم میں آپ سرور کائنات سے افضل کیا مساوی بھی نہیں ہو سکتا اور یہی عقیدہ ہے مولانا خلیل احمد صاحب کا اسی براہین قاطعہ کے شروع صفحہ ۳ پر تحریر فرماتے ہیں پس کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخر دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تقرب و شرف و کمالات میں کسی کو مماثل آپ کا نہیں جانتا۔

اس مخصوص عبارت کے اور اس بہتان عظیم کے متعلق حضرت مولانا سے خود دریافت فرمایا گیا ہے سوال اور جو جواب مرحمت فرمایا بجنسہ درج ذیل ہے۔

در بخدمت شریف مخدوم مکرم جناب مولانا مولوی خلیل احمد صاحب مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور مکان انبیٹھہ دامت برکاتہم بعد عرض تحیۃ ماثورہ عرض ہے مولوی احمد رضا خاں بریلوی حسام الحرمین میں آپ کی نسبت تحریر فرماتے کہ آپ نے کتاب براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ ابلیس کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے امور ذیل دریافت طلب ہیں:۔

(۱) کیا اس مضمون کی آپ نے براہین قاطعہ یا کسی دوسری کتاب میں تصریح فرمائی ہے۔

(۲) اگر تصریح نہیں تو بطریق لزوم کے اشارۃً وکنایۃً بھی یہ مضمون آپ کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے یا نہیں۔

(۳) اگر یہ مضمون صراحۃً مفہوم نہیں ہوتا اور نہ لزوماً مفہوم ہوتا ہے تو یہ معنی آپ نے مراد لیے ہیں یا نہیں۔

(۴) اگر یہ مضمون آپ نے نہ صراحۃً بیان فرمایا نہ کنایۃً اشارۃً آپ کے کلام کو لازم نہ آپ کی مراد تو جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا کہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم سے ابلیس کا علم زیادہ ہے اس کو آپ مسلمان جانتے ہیں یا کافر۔

(۵) جس عبارت کو خان صاحب براہین سے نقل کرتے ہیں اور اس مضمون مذکور کو اس کا مفاد صریح بیان کرتے ہیں اس عبارت کا صحیح مطلب کیا ہے۔ ——————— بینوا وتوجروا۔

(بندہ محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملخص عبارات جواب حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدفیوضہم۔

الجواب ومنہ الوصول الی الصواب۔ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جو بندہ پر یہ الزام لگایا ہے بالکل بے اصل اور لغو ہے اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر مرتد و ملعون جانتے ہیں جو شیطان علیہ اللعن کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے چنانچہ براہین قاطعہ صفحہ ۴ میں یہ عبارت موجود ہے پس کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوٰۃ کے تقرب و شرف کمالات میں کسی کو مماثل آپ کا نہیں جانتا انتہیٰ خان صاحب بریلوی نے مجھ پر یہ محض اتہام لگایا ہے اس کا حساب روز جزا ہو گا یہ کفریہ مضمون کہ شیطان علیہ اللعن کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے براہین کی کسی عبارت میں نہ صراحتہً ہے نہ کنایتہً۔

غرض خان صاحب بریلوی نے یہ محض اتہام اور کذب خالص بندہ کی طرف منسوب کیا ہے مجھ کو تو مدت العمر کبھی وسوسہ بھی اس کا نہیں ہوا کہ شیطان کیا کوئی ولی فرشتہ آپ کے علوم کی برابری کر سکے چہ جائیکہ علم میں زیادہ ہو یہ عقیدہ جو خاں صاحب نے بندہ کی طرف منسوب کیا ہے کفر خالص ہے اس کا مطالبہ خان صاحب سے روز جزا ہو گا میں اس سے بالکل بری ہوں اور بالکہ وکفیٰ باللہ شہیداً اہل اسلام عبارات براہین کو بغور ملاحظہ فرمادیں مطلب صاف اور واضح ہے۔ حررہ خلیل احمد وفقہ اللہ للتزود لغد۔"

خلیل احمد

عدالت ملاحظہ فرمائے کہ یہ کیسا جھوٹ اور اتہام ہے ہم اس کے متعلق کیا لکھیں عدالت خود ہی ملاحظہ فرمائے کہ یہ کس قدر اتہام ہے جو شخص جس عقیدہ کو کفر کہے اس کو اس کے ذمہ مڑھ دیا جائے کس قدر ظلم صریح اور تکفیر کا شوق ہے۔"

(قطع الوتین صفحہ ۹ و ۱۰)

جج مدعا علیہ گ ۲ ۲۹ مارچ ۳۳ء

اب یہ مسئلہ واضح ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ یہ بہتان صرف اپنا عیب چھپانے کے لیے تھا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ہمارے اعتراض کا جواب کوئی بھی نہیں دے سکتا مرزا صاحب نے ان امور دینیہ میں ابن مریم اور دجال و یاجوج ماجوج کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اپنے علم سے کم اور اپنا رتبہ افضل بتا کر وہ عظیم الشان زہرہ گداز توہین کی ہے جسے کوئی مسلمان بھی برداشت نہیں کر سکتا اور پھر اس کے بعد مدۃ العمر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے رہیں جب تک صاف لفظوں میں توبہ نہ کریں ایمان دار نہیں ہو سکتے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انا فتحنا لك فتحا مبینا

قول مختار مدعا علیہ

مختار مدعیہ نے خطبہ الہامیہ ص۱۶۳ کی عبارت مندرجہ ذیل پیش کی ہے اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہے کر.تا.... سبحان الذی اسرٰی الایۃ اور اس نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ نعوذ باللہ مرزا صاحب نے آنحضرت کے فتح مبین کو نظر استخفاف سے دیکھا ہے اور اپنی فتح کو بڑا بتایا ہے حالانکہ یہ نتیجہ نکالنا سراسر باطل اور خلاف منشاء متکلم ہے۔جس فتح مبین کی طرف آپ نے مذکورہ بالا عبارت میں اشارہ کیا ہے اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اور بزرگان امت محمدیہ بھی یہی مانتے چلے آئے ہیں اور خود مختار مدعیہ اور گواہان مدعیہ بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ مسیح موعود اور مہدی کے زمانہ میں اسلام کو دوسرے مذاہب پر ایسی فتح اور غلبہ حاصل ہوگا جو پہلے کسی زمانہ میں نہیں ہوا بلکہ ان کا تو یہ بھی عقیدہ ہے کہ مسیح اور مہدی دیگر مذاہب والوں سے سوائے اسلام کے اور کچھ قبول نہ کرینگے اور جو مسلمان نہیں ہوگا اسے تلوار کے گھاٹ اتار دینگے اور دنیا میں سوائے مذہب اسلام کے اور کوئی مذہب نہ ہوگا اگرچہ ہمارے نزدیک دین کے مقابلہ میں جبر کرنا مذہب اسلام کی رو سے جائز نہیں ہے لیکن اتنا ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح موعود کے زمانہ میں اسلام دلائل قاہرہ اور حجج باہرہ کی رو سے تمام ادیان پر غالب آئیگا اور جن ممالک میں اسلام کی تبلیغ واشاعت نہ ہوئی تھی وہاں بھی شمس اسلامی طلوع کرے گا اور ظلمات میں زندگی بسر کرنیوالوں کو بھی اپنی شعاعوں سے نورانی بنا دیگا۔حتی کہ آہستہ آہستہ کرہ معمورہ کے لوگ اسلام کو اختیار کر لینگے۔

اور دنیا میں دیگر مذاہب کے پیرو اتنی قلیل تعداد میں رہ جائینگے۔کہ وہ معدوم کے حکم میں ہوگا"

حسب عادۃ مختار مدعا علیہ نے غیر متعلق اور لایعنی تاویلات سے طول دے کر وقت گذاری کی ہے اور اصل مسئلہ کو لاکر مطلب کو خبط کرنا چاہا ہے اس مسئلہ پر ہیڈ نگ یہ تھا کہ وہ اپنی فتح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح پر ترجیح دیتا،، عدالت خود غور فرمائے کہ بلا کسی تاویل کے یہ مضمون مرزا صاحب کی عبارت اور ان کے ترجمہ سے واضح ہے اور جس کتاب کا حوالہ ہے یعنی خطبہ الہامیہ اس کا موضوع بھی ہے کہ اپنی فضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے زمانہ پر ثابت کی جائے اصل عبارت اولاً معہ مرزا صاحب کے ترجمہ کے ملاحظہ ہو۔

وقد مضی وقت فتح مبین فی زمن نبینا المصطفٰی وبقی فتح اخر وھو اعظم واکبر واظھر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من غلبۃ اولی وقد ران وقتہ وقت المسیح الموعود من اللہ الرؤف الودود وارحم الراحمین والیہ اشار فی قولہ تعالٰی سبحان الذی اسرٰی بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بارکنا حولہ فتفکر فی ھذہ الایۃ ولا تغتر کالغافلین۔

ترجمہ حسب ذیل ہے۔

اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح الموعود کا وقت ہو اور اسی طرف خدائے تعالٰے کے اس قول میں اشارہ ہے کہ سبحان الذی اسرٰی بعبدہ اس آیت میں فکر کرو اور غافلوں کی طرح مت گزر۔ خطبہ الہامیہ ص ۱۹۳ و ۱۹۴!"

اب عدالت خود ہی ملاحظہ فرماوے کہ مرزا صاحب کس فخر سے اپنے زمانہ کی فتح کو بزعم خود حضور کی اُس فتح مبین پر ترجیح دے رہے ہیں جس کی شہادۃ باری تعالٰے نے انا فتحنا لک فتحا مبینا دی۔ اور الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم الخ سے اس کی رجسٹری کردی اس فتح مبین کی عظیم الشان بشارت آدم علیہ السلام سے لیکر عیسٰی علیہ السلام تک کسی نبی کو میسر نہ ہوئی۔ حتی کہ خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتح کے وقت اعلان فرمایا کہ آج شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا کہ اللہ کے گھر میں اُس کی پرستش کی جاوے۔ تعجب ہے کہ چودھویں صدی کے مدعی نبوۃ اور مکفر امت جس نے چالیس کروڑ پرستاران توحید اور غلامان سرور دو عالم فخر بنی آدم صلعم کو یک لخت صرف اپنے نہ ماننے کی وجہ سے کافر و دائرہ اسلام سے خارج کر دیا اپنے نہ ماننے والوں کو سور حرامی ولد الزنا بنایا ان کی عورات مستورات کو کتیاں بنایا اسلامی توحید دنیا سے نابود کرنے اور شان رسالت محمدیہ صلعم کے مٹانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ علماء اسلام جو اس کی اس اسلام دشمنی کا پردہ بے نقاب کرتے ہیں انہیں بدذات فرقہ مولویان۔ اور گندے خطابات عطا کیے غرض بجائے اسلام کی ترقی کے معدودے چند اپنے ہم نوا کفر نواز مسلمان باقی رکھ باقی سب کو کافر اور بزعم خود دائرہ اسلام سے خارج کر دیا اپنے زعم باطل میں اسلام اور خدا کے مشن کو شکست دی جو تیرہ سو سال میں کوئی بھی نہ دے سکا اس پر یہ ستم ظریفی کہ سرور دو عالم فخر بنی آدم صلعم کی فتح مبین پر میری فتح بہت زائد راجح اور غالب و ظاہر ہے۔ پھر مبین تک قناعت نہ کی بلکہ اللہ پر بھی افتراء اور بہتان باندھ کر کفر کی تکمیل کر دی کہ میری اس فتح پر خدا نے سبحان الذی اسرٰی بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الخ کی آیت میں اشارہ فرمایا ہے جو شخص مسلمان کے گھر پیدا ہوا وہ جانتا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے معراج جسمانی کا بیان ہے چونکہ خود مرزا صاحب اس کے منکر ہیں اس لیے اس آیت میں وہی توہین سرور دو عالم کا اشارہ بتا رہے ہیں کہ میری فتح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح پر بہت زیادہ غالب و راجح ہے اتنی واضح عبارت کے ہوتے ہوئے مختار مدعا علیہ کی طول طویل تاویلات قابل التفات ہی نہیں۔ علاوہ اس کے اس کا تو اقرار ہی ہے کہ مرزا صاحب کی فتح مبین حضور فخر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو عالم کی فتح پر غالب و راجح ہی ہے ہاں یہ تاویل کر رہا ہے کہ مسیح کے زمانہ کا غلبہ سب کے نزدیک اس سے بڑھ کر ہوگا وغیرہ وغیرہ حالانکہ یہ صریح مغالطہ ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح مبین اور آپ کے بابرکت زمانے سے بڑھکر کوئی بابرکت اور فتح وعزت کا زمانہ ہو ہی نہیں سکتا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی فرما رہے ہیں۔ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونھم (بخاری شریف) میرا زمانہ تمام قرنوں سے بہتر ہے پھر وہ جو اس کے قریب آئے پھر وہ جو اس کے بعد آئے بس۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم وخلفاء راشدین کا زمانہ وہ تھا کہ ربع مسکون کے مراکز پر پرچم اسلام لہراتا تھا اور علاوہ دینی ترقیوں کے صاحب تخت وتاج تھے، اور آج مسلمانوں اور اسلام پر جو مصائب وآلام ٹوٹ رہے ہیں اس سے کوئی باخبر انسان ناواقف نہیں جہاں سے کبھی اللہ اکبر کی صدائیں آتی تھیں وہاں آج گرجا کے ناقوس کی آوازیں آرہی ہیں مسجد ابا صوفیہ اور اسپین کے صرف حالات پڑھنے اور تو اور خود بزعم خود مسیح موعود نصارے کے مٹانے اور پرچم اسلام لہرانے اور اسلام ہی دنیا میں پھیلانے آئے تھے تمام پرستاران توحید کو اسلام سے بزعم خود خارج کر کے خود اور ان کے امتی نصارے کے غلام بنتے ہیں اور اس پر اس قدر نازاں ہیں کہ نصارے کی تائید میں ستر الماریاں تصنیف کر کے بھر دی ہیں جب بغداد شریف مسلمانوں سے نکل کر نصارے کے قبضہ میں گیا تو اس پر چراغاں کیا اور مبارک باد، خوشیاں منائیں۔ ملکہ معظمہ کو عیسائی سلوت پر مبارک باد کا عریضہ لکھا کہ یہ عریضہ مبارک بادی اس شخص کی طرف سے ہے کہ جو یسوع مسیح کے نام ہر طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھڑانے آیا ہے (تحفہ قیصریہ ص۲)

جہاد جیسے پاکیزہ مسئلہ کو محض خوشنودی نصارے اور گورنمنٹ برطانیہ کے واسطے خراب بتا کر ممنوع قرار دیا اور رسائل اس کے خلاف عربی وفارسی لکھ کر ممالک اسلامیہ میں صرف خوشنودی نصارے کے لیے شائع کئے ملاحظہ ہو کتاب البریہ نصارے کی حکومت کو اللہ کی رحمت اور اس زمانہ کو مذہبی لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت زمانہ سے بڑھ کر بتایا جس کی تفصیل آگے اپنی جگہ آئیگی غرض یہ کہ تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ اور پھر خلفاء راشدین کا زمانہ ہر لحاظ سے بالا تر ظاہری وباطنی فتوحات سے پر ہے اس سے بڑھکر ناممکن ہے ہاں حدیث میں ہے کہ خیر القرون کے بعد ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ جس میں جھوٹ فریب شائع ہو جائیگا اور امانت کی جگہ خیانت رائج ہوگی۔ ثم یاتی من بعدھم قوم یخونون ولا یؤتمنون (الحدیث بخاری شریف)

پھر یہ درمیانی فتنے حضرت امام مہدی اور سیدنا عیسی علیہ السلام ابن مریم کے ہاتھوں پر اختتام پذیر ہوں گے۔ یہ آج تک کوئی بھی نہ سمجھا کہ ان کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور ان کی فتوحات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فتوحات پر راجح ہوں گے یہ محض افتراء اور کذب خالص ہے۔

حضرت مولانا اسمٰعیل شہید رح کی منصب امامت ص۵۶ سے ٹکڑا کاٹ کر پیش کیا علاوہ اس کے قطع برید میں بہت کچھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل مطلب سے فوت ہو گیا پھر بھی اس میں کہیں اس منحوس مضمون کا پتہ نہیں کہ امام مہدی کا زمانہ یا ان کی فتح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی فتح مبین پر راجح وغالب ہوگی وہاں تو صرف یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق الخ میں غلبہ دین واسلام کا وعدہ فرمایا تھا وہ آپ کے زمانے میں وقوع پذیر ہوا مگر یہ غلبہ ختم نہیں ہوا بلکہ جاری رہا اور جاری رہے گا جب تک دنیا ختم نہ ہو اور جب آخر زمانہ میں دنیا کے ختم ہونے پر امام مہدی ظہور فرمادیں گے۔ تو چونکہ دنیا تمام ہو چکی ہے ان کے ہاتھوں یہ غلبہ بھی انجام کو پہنچ جائے گا۔

یہ مختار لمدعا علیہ کا اپنا اختراع ہے کہ ان پر اختتام ہوگا لہذا وہ بڑھ گئے اس طرح قرآن مجید میں ہے یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا حضرت مولانا شہید فرماتے ہیں حضرت کی رسالت قیامت تک کے لوگوں کے لیے عام ہے حضرت نے اپنے زمانے میں خود بلاواسطہ تبلیغ کی پھر اس تبلیغ رسالت کا سلسلہ یوماً فیوماً بڑھتا ہوا چلا گیا گو بواسطہ خلفاء راشدین وائمہ مجتہدین وعلماء ربانیین واولیاء امت جاری رہا یہاں تک کہ زمانے کے ختم ہونے پر امام مہدی آخر مبلغ اسلام پر سلسلہ تبلیغ ختم ہوگا۔ اس میں نہ معلوم کس طرح مختار مدعا علیہ کو یہ نظر آیا کہ حضرت مولانا شہید رح امام مہدی کے زمانہ یا ان کی تبلیغ یا فتح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح مبین سے بڑھ کر غالب اور راجح بتا رہے ہیں محض اس مغالطہ کے لیے یہ عبارتیں نقل کر دیں تاکہ اس مغالطہ سے لوگ سمجھ لیں کہ اور بزرگوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے حالانکہ بزرگ اس بد بہی بات کے خلاف کوئی منصف مزاج کافر اور دشمن بھی لب کشائی نہ کر سکے۔

قول مختار مدعا علیہ

اگر مختار مدعا علیہ یہ سمجھ لیتا کہ نبی کے اتباع کے ذریعہ جو فتوحات اور دین کی ترقیاں حاصل ہوتی ہیں وہ دراصل اس نبی کی طرف منسوب ہوتی ہیں اور اس میں اس نبی کی توہین نہیں بلکہ تکریم واعزاز ہوتا ہے تو یہ اعتراض نہ کرتا۔

(الجواب)

اعتراض صرف فتوحات پر نہیں گو فتوحات کیا ہوئیں مرزا صاحب کے زمانہ میں اسلام اور مسلمانوں کی جو تذلیل ہوئی تاریخ عالم میں اس کی نظیر نہیں سوائے چند اپنے مریدین کے سب مسلمان کافر اور ولدالزناء دائرہ اسلام سے خارج اور سور بنادئے گئے بے گناہ بیگمات کنیاں قرار دی گئیں کوئی خدا اور رسول کی توہین نہیں جو ان دوست نما دشمنوں کے ہاتھوں عمل میں نہ آئی ہو عیسائیوں کو گندی گالیاں دے کر مجبور کیا کہ بانی اسلام اور ازواج مطہرات پر وہ ناپاک حملے کریں وغیرہ وغیرہ۔

اعتراض تو صرف یہ ہے کہ کبھی کسی امتی کی فتح اس کے نبی سرور دو عالم کے اس فتح مبین سے بڑھ سکتی ہے جیسے باری تعالےٰ نے انا فتحنا لک فتحا مبینا کے شان دار الفاظ میں ذکر فرمایا۔

مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا بھر کے فتوحات ایک پلہ میں رکھے جائیں اور یہ انا فتحنا لک الخ کی فتح مبین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس میں اللہ کا گھر ہمیشہ کے لیے بتوں اور شیطانی تسلط سے پاک کیا گیا ایک پلڑے میں رکھا جائے تو وہی راجح اور غالب رہے گا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فتوحات میں سے ادنیٰ درجہ کی فتح بھی تمام عالم کے فتوحات پر راجح اور غالب ہے۔ مگر جن کے قلب سے باری تعالیٰ سرور دو عالم کی عظمت سلب کر کے اس عظمت عظمیٰ و نعمت علیا سے محروم کر دے وہ اس حقیقت کو کیا سمجھ سکتے ہیں آخر ابو جہل و ابو لہب پر شان محبوبیت کو پوشیدہ ہے خدا کا فیصلہ ہے کہ قیامت تک وارثان محمدی اور پیروان بولہبی کی جنگ جاری رہیگی۔

باقی خطبہ الہامیہ سے جو ایک ٹکڑہ کاٹ کر پیش کیا ہے میں عدالت کی توجہ اس طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں کہ وہ خود پورا صفحہ بلکہ ماقبل اور مابعد کو ملا کر ملاحظہ فرمائے کہ اس میں تعریف بجا اور توہین نکلے گی پیش کردہ عبارت سے پہلے صفحہ ۲۰۰ پر بھی یہیں موجود ہے وہ اس لیئے خدا کے نزدیک اس کا یعنی مرزا غلام احمد صاحب کا) ظہور نبی مصطفیٰ کا ظہور مانا گیا ہے اور اس کا زمانہ رسول کریم کے زمانے معراج کا منتہا اور زخیر الوراے کی روحانی تجلی کا آخری سرا شمار کیا گیا ہے" عدالت خود ملاحظہ فرمائے کہ مرزا صاحب نے اپنا ظہور بعینہٖ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور اور اپنا زمانہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا منتہا اور تجلیات کا آخری سرا قرار دیا ہے کیا اس سے اور بھی بڑھکر کوئی فضیلت موجب توہین ہو گی کہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور کہاں مرزا غلام احمد صاحب اور کہاں ان کا زمانہ معراج زمانی اور کہاں یہ چودھویں صدی سوائے کفر و شرک کے اور کیا ہے غرض یہ کہ عنوان بھی درحقیقت لاجواب ہے گو غیر متعلق اس قدر باتیں مختار مدعا علیہ نے پیش کر دیں مگر جب تک مرزا صاحب کا رجوع صاف لفظوں میں اس کفریہ عقیدہ سے پیش نہ کیا جاوے کسی تاویل سے مرزا صاحب کا ایمان محمد رسول اللہ پر ثابت نہیں ہو سکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات

قول مختار مدعا علیہ

مختار مدعیہ نے مرزا صاحب کے مندرجہ ذیل دس الہامات کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ۔

۲۔ انا اعطینٰک الکوثر۔

۳۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔

۴۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین۔

۵۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

۶۔ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی ۔

۸۔ ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم ۔

۹۔ لولاک لما خلقت الافلاک ۔

۱۰۔ سبحان الذی اسرٰی بعبدہٖ ۔

ان الہامات کے متعلق مختار مدعیہ نے یہ اعتراض کیا کہ ان میں جن مقامات اور مراتب کا ذکر ہے وہ آنحضرت کی خصوصیات ہیں اور جو ان خصوصیات کا انکار کرے اُس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کیا وہ اگر ہزار مرتبہ بھی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے تو قابل قبول نہیں ۔

سو ان تمام امور کا جواب گواہ مدعا علیہ نمبرا کے بیان میں مفصل مذکور ہے اور اس میں ائمہ اور اکابر اولیاء امت محمدیہ کے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے کہ اگر کسی پر ان آیات کا القاء ہو جن میں سے خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہو تو بطریق اعتبار یہ مطلب نکالا جائے گا کہ وہ مرتبہ یا مقام بطریق وراثت جس لائق کہ ملہم ہے علی حسب المنزلتہ اس کو نصیب ہوگا اور اس امر ونہی میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال میں شریک سمجھا جائے گا اس لئے ملاحظہ ہو بیان مطبوعہ گواہ نمبرا مدعا علیہ ص۱۰۱ تا ص۱۱۳ ۔

اولاً بیان مطبوعہ کورٹ نہیں جس کا حوالہ ہے اکثر جگہ کاٹا گیا ہے اور اس بحث میں اکثر حوالے اسی سے ہیں جو اصل ریکارڈ مسل میں نہیں جیسا کہ آخر میں آئے گا ۔

دوسرے مختار مدعاعلیہ نے حسب عادت مغالطہ کے لیے ان خصوصیات کے دلانے کی انتہائی کوشش کی ہے اور بلا وجہ قبل از وقت اس جگہ اس بحث کو اٹھا دیا ہے کہ کسی کو قرآنی آیات الہام ہو سکتے ہیں یا نہ حالانکہ قرآنی آیات کا الہام ہونا اور امر ہے جس کی مفصل بحث اپنی جگہ پر آئیگی) اور خصوصیات محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی غیر کو شریک ماننا نہ صرف خصوصیات محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ ان کے واسطے سے اصل ذات وشان محمدیہ اور ان کی رسالت کا انکار اور امر ہے صرف مدعا یہ ہے کہ ان آیات مثلاً انا اعطینٰک الکوثر ۔ عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین . لولاک لما خلقت الافلاک[لے] وغیرہ کے مصداق صرف سید الانبیاء محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ خصوصیات ہیں جن میں آپ کا شریک کائنات عالم میں کوئی نہیں نہ جبرئیل ومیکائیل اور نہ ملائکہ مقربین نہ اولیاء اولوالعزم اور نہ انبیاء علیہم السلام کسی کو شریک ماننا صرف شرک فی الرسالت نہیں بلکہ سرے سے آپ کی خصوصیات کا انکار کرکے آپکی رسالت ہی کا انکار کرنا ہے جس کے بعد کوئی کتنی ہی مرتبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ زبان پر لائے ، کلمہ پر ایمان دار نہیں ہو سکتا ۔

یہاں مندرجہ بالا امور تنقیح قابل بحث ہیں ۔

لے یہ حدیث ہے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) کیا کسی شخص کی خصوصیات کا انکار مستلزم اس کے انکار کو ہے۔

(۲) کیا مندرجہ بالا دس القابات و خطابات خصوصیات محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں۔

(۳) کیا مرزا صاحب کے علاوہ کسی نبی ولی فرشتہ نے اپنے کو ان آیات کا مخاطب اور ان القابات خصوصی میں کسی طور پر اپنے کو یا کسی کو شریک و سہیم مانا ہے۔

الجواب:۔

(۱) کیا کسی شخص کے خصوصیات کا انکار مستلزم اس کے انکار کو ہے اس کے ثبوت میں میں نے تمہیدی طور پر گواہ مدعا علیہ ۲ مارچ ۳۳ء کا حوالہ پیش کیا تھا کہ خصوصیات نبویہ پر بھی ایمان لانا ضروری ہے اور انکار خصوصیات انکار ذات ہے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں "خصوصیات نبویہ پر بھی ایمان لانا ضروری ہے انکار خصوصیات انکار ذات ہے" (جرح گواہ ۲/مارچ ۳۳ء)

بحمد اللہ یہ تنقیح ثابت اور مسلم ہے لہذا اس پر کسی دلیل کی حاجت نہیں۔

تنقیح (۲) کیا مندرجہ بالا دس القابات و خطابات خصوصیات محمدیہ سے ہیں "اصل بحث مخصوص لانا القابات اور انہیں خصوصی خطابات میں ہے نہ کہ ان کا وہ مفہوم جو اپنے الفاظ میں توڑ موڑ کر ڈالا ہے اور مخصوص ان امتیازی خصوصیات، و القابات و خطابات کا مخاطب و مصداق صرف سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا ایسا بدیہی امر ہے کہ کسی مسلمان کے روبرو اس پر کسی دلیل کے قائم کرنے کی حاجت ہی نہیں کون نہیں جانتا لولاک لما خلقت الافلاک وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین انا اعطینٰک الکوثر ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً ۔ وغیرہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے اور حضور کے سوا اس خصوصی انداز میں کسی نبی یا ولی کو خطابات نہیں کئے گئے مگر اس چودھویں صدی کے مدعیان نبوۃ کے دور کی ایک یہ بھی بوالعجبی ہے کہ ان بدیہیات پر بھی دلائل پیش کرنے پڑتے ہیں۔

مختار مدعا علیہ نے ادھر ادھر کی غیر متعلق باتیں لاکر معاملہ کو رولانے کی ناجائز سعی انتہا کو پہونچا دی۔ مگر بحمد اللہ ایک حوالہ ضعیف سے ضعیف بھی ایسا پیش نہ کر سکا جس میں مخصوص ان القابات و خطابات سے کسی اور نبی یا ولی کو خواہ بذریعہ الہام خاص ہی سے نوازا گیا ہے کسی بزرگ کا اس مقام سے فیض حاصل کرنا اس سے اپنے قلب کو منور کرنا اور چیز ہے مگر ان خطابات و القابات مخصوصہ کا مصداق و مخاطب ہونا اور بات ہے اولیاء اللہ اور صوفیائے کرام بعض خدا کی صفت و قدرت سے فیض پاتے ہیں۔ بعض صفۃ خلق سے بعض صفۃ ترزیق سے مگر وہ مصداق قدیر اور خالق اور رازق تو نہیں ہو جاتے بعض باری تعالٰی کے مقام جلال سے وابستہ ہوتے ہیں بعض صفۃ جمال سے مگر اللہ کے جلال و جمال کے مصداق یا اس کے شریک و سہیم نہیں کہلاتے نہ ان خدائی القابات کے مستحق ہوتے ہیں اس سلسلہ میں مفصل بحث تو نمبر کے تحت میں علیحدہ علیحدہ آئیگی اس جگہ عموماً بحث میں مختار مدعا علیہ نے غیر متعلق حوالوں سے مغالطہ دینا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے اولاً اسے بے نقاب کرتا ہوں۔ مختار مدعا علیہ نے نتیجہ کے طور پر اپنے مطبوعہ بیان کے ص۱۱ وص۱۲ کے حوالے دے کر لکھا ہے کہ ان صفحات میں اس امر کی تائید میں کہ مقام محمود وغیرہ مراتب میں اولیاء اللہ کو حصہ ہے اور اولیاء امت بھی بطریق وراثت اس میں آپ کے شریک ہو سکتے ہیں۔

الجواب ان کے پیش کردہ حوالہ جات کی حقیقت تو آگے معلوم ہو جائے گی۔

اولاً صرف یہ گزارش ہے کہ ان مقامات سے اولیاء اللہ کو حصہ ملنا اور ان کا اس سے وابستہ ہو کر فیض حاصل کرنا اور چیز ہے اور ان القابات و خطابات کا مصداق و مخاطب ہونا اور امر ہے جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں۔ ان مقامات سے فیض حاصل کرنا ایسا ہی ہے جیسے ذات محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض کا حصہ لینا ہے مگر ذات محمدیہ سے فیض اور حصہ لینے والا امین محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو نہیں ہوتا۔ اس طرح ان مقامات سے حصہ لینے والا ان خطابات کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

غالباً مختار مدعا علیہ صوفیائے کرام کے مشاغل اور ذکر و اشتغال سے نابلد ہے صوفیائے کرام کے ہاں مختلف استعدادوں کے لحاظ سے مختلف مراتبات سے تعبیر ہوتے ہیں، کوئی مقام فناء کا مراتب ہے کوئی مقام جہاد کا کوئی مقام ابراہیمی کا کوئی موسوی کا کوئی عیسوی کا کوئی مقام محمود کا کوئی مقام دنا فتدلی کا اور ان سے حصہ ملنے کا یہ مطلب ہے کہ یہ مقامات سالک پر منکشف ہو جائیں اور ان کے خصوصی فیض سے اس کا قلب منور ہو جاوے یہ مطلب نہیں کہ ان خصوصی قرآنی امتیازی خطابات و القابات کے مستحق یا شریک وسہیم ہوں گے۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل پانچ حوالہ مختار مدعا علیہ نے پیش کئے ہیں۔ ۱ شرح مثنوی بحر العلوم ۲ ہدیہ مجددیہ (۳) فتوح الغیب ۴ دیوان معین ۵ شرح فصوص الحکم اس میں حوالہ ۲ وہ ہے کہ جرح میں ہر دو گواہ نہ وہ کتاب پیش کر سکے نہ اس کے مصنف کا نام و مذہب بتا سکے نہ وہ کوئی مسلم قابل اعتماد کتاب ہے اس کے مصنف ایک معمولی شخص وکیل احمد سکندر پوری ہیں۔

یونہی ہے حوالہ (۲) بھی فصوص الحکم ایک غیر متعارف شرح کا حوالہ ہے جو صوفیائے کرام کے نزدیک دوسرے شروح کی طرح مسلم و معتبر نہیں اور نہایت قطع و برید سے پیش کیا ہے۔ باوجود اس کے کسی ایک حوالہ میں یہ نہیں کہ ان مخصوص مذکورہ بالا القابات و خطابات سے اسی انداز پر کسی نبی یا ولی کو نوازا گیا ہو۔ لہٰذا میرے یہ تمام اعتراضات بالکل بدستور لاجواب ہیں۔

تفصیلی جواب۔

حوالہ ۱ شرح مثنوی مولانا روم

”پس درآورد کارگہ یعنی عدم ٭ تا بہ بینی صنع و صانع را بہم۔

کی شرح میں ص۲۸ مولانا عبد العلی صاحب بحر العلوم نے تحریر فرمایا ہے کہ ایک مقام فنائی صفات کا ہے جو حدیث قرب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النوافل میں بیان ہوا ہے کہ خدا بندے کا کان آنکھ ہو جاتا ہے اور دوسرا مقام فنائے ذات ہے اور تیسرا مقام جمع الجمع وقاب قوسین اور مقام کمال ہے جیسا کہ آیۃ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ سے ظاہر ہے کہ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں اور چوتھا مقام مقام احدیت جمع اور اس کو مقام ادنیٰ کہتے ہیں (یعنے خدا سے بہت ہی قریب) جو کہ آیۃ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی میں بیان کیا گیا ہے یہ لکھ کر فرماتے ہیں وایں مقام باصالت خاص بخاتم النبیین است بوراثت وکمال متابعت او کمل اولیاء را ازیں حظے است (مثنوی دفتر دوم حاشیہ ص۲۸) کہ اگرچہ یہ مقام اصل میں تو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے مگر بطور وراثت اور کمال پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اولیاء کو ان مقامات سے حصہ ملتا ہے۔۔ (منقول در بیان گواہ مدعا علیہ ۱)

عدالت خود ہی ملاحظہ فرمائے کہ اس میں مذکورہ بالا دس القابات وخطابات محمدیہ مثلاً لولاک لما خلقت الافلاک۔ انا اعطینک الکوثر۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعٰلمین عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً وغیرہ سے کسی ایک خطاب یا لقب کا مخاطب علاوہ ذات محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو نہیں بتایا گیا نہ کسی کو ان امتیازی خصوصیات مذکورہ میں شریک وسہیم مانا ہے یہاں تو صوفیائے کرام کے مشاغل ومراقبات قرب خداوندی کے مدارج ومقامات مثلاً فنا فی الذات، وفنا فی الصفات اور مقام جمع الجمع جس کا دوسرا نام مقام کمال اور مقام احدیت جس کا دوسرا نام مقام ادنیٰ ہے چار مقامات کا ذکر ہے۔

کون نہیں جانتا کہ سالک مقام ذات میں عین ذات باری اور مقام صفات میں عین صفت خداوندی یوں ہی مقام احدیت میں اللہ وحدانیت ہو جاتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان میں فنا ہو کر ان کی تہہ اور حقیقت تک بقدر طاقت بشریہ رسائی کر لیتا ہے یا وحدۃ الوجود اور ہمہ اوست کے رنگ میں رنگ جاتا ہے پھر فرماتے ہیں کہ یہ انتہائی تقرب کے مقامات تک حقیقی اور اصلی رسائی تو محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو میسر نہیں ہو سکتی البتہ آپ کے خدام اور کامل اولیاء اللہ کو آپ کے صدقہ میں کچھ حصہ بقدر مراتب ان مقامات فنا در فناء سے ضرور مل جاتا ہے ورنہ اصل تقرب خداوندی تو صرف محبوب خدا ہی کو حاصل ہے اب اس بحث کو اصل مدعا یعنی خصوصی القابات میں مشارکت سے کس قدر ربط وتعلق ہے اسے میں عدالت کے امتیاز خصوصی پر چھوڑتا ہوں۔ (حوالہ ص۲ ہدیہ مجددیہ)

وھو المقام المحمود الذی لا یشارکہ فیہ احد من الانبیاء والرسل ولا والاولیاء امتہ۔

(ہدیہ مجددیہ ص۸) میں اولاً عرض کر چکا ہوں کہ ہدیہ مجددیہ ہماری غیر مسلم کتاب ہے اور اس خوف سے باوجود بہیم مطالبہ کے نہ کتاب پیش کر سکے اور نہ اس کے مصنف کا نام بتا سکے۔ پس ہم اگرچہ اس کے جواب کے مکلف نہیں مگر صرف اس لیے کہ شاید شائع ہوئے پر بندگان خدا کو اس سے مغالطہ ہو جواب بھی عرض ہے۔

(۱) "مقام محمود" یعنی مرتبہ ستائش میں گفتگو نہیں بلکہ گفتگو صرف اس میں ہے آیت کریمہ عسٰی ان یبعثک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربک مقاماً محمودا کا مصداق اور مخاطب کون ہے مگر ہدیہ مجددیہ کی عبارت میں کوئی بتا نہیں سکتا کہ آیت مذکورہ کا مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نبی و ولی ہو سکتا ہے بخلاف اس کے قرآن پاک و احادیث نبویہ میں اس کی تصریح موجود ہے کہ اس آیۂ کریمہ کا خطاب صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور یہ آپ کے ایسے خصوصیات میں سے ہے جس میں اولین و آخرین میں سے کوئی نبی یا ولی شریک نہیں ہو سکتا قرآن حکیم ومن الیل فتھجد بہ نافلۃ لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا۔ یہ آیت اپنے سیاق و سباق کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہے اور اس کا خطاب ہی صرف آپ ہی کو ہے تمام قرآن پاک اور احادیث آثار صحابہ اقوال ائمہ اور بزرگان دین کے ارشادات میں کبھی اس خصوصی لقب اور آیت کا استعمال کسی اور نبی و ولی فرشتہ کے واسطے نہیں کیا گیا۔

ہاں مقام محمود کا مراقبہ صوفیا نے مانا ضرور ہے۔ مگر وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ مقام فنا اور مقام دنا وغیرہ جس کا مدعا صرف اس قدر ہے کہ سالک پر اس کی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے اور اس کے فیوض و برکات کا اس کے آئینہ قلب پر انعکاس اور پرتو پڑتا ہے اور یہی مطلب اولیاء اللہ کو مقام محمود سے حصہ ملنے کا ہے ورنہ تصریح قرآن حکیم یہ خطاب اور اس آیت کے مصداق نبی رحمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کوئی بھی اس کا شریک وسہیم نہیں بلکہ اس میں کسی کو شریک وسہیم ماننا شرک فی الرسالۃ ہے جس کے بعد کلمہ شریف کے جزو ثانی پر ایمان ناممکن ہے اور ہدیہ مجددیہ میں باوجود غیر مسلم ہونے کے اس آیت کا خطاب اور اس کا مصداق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کو قرار نہیں دیا۔ جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں صرف مختار مدعا علیہ نے مغالطہ دیا ہے۔ اگر اس آیت کے خطاب اور اس کے مصداق میں کسی کو شریک مان لیا جاوے تو ان احادیث نبویہ کے خلاف ہوگا جو صحت وتسلیم میں اعلیٰ پایہ کی ہیں۔ ملاحظہ کے واسطے نمونتہً اس کے متعلق مختصر فیصلہ دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پیش ہے۔

مقام محمود کے متعلق سید الانبیاء صلعم کا فیصلہ

۱۔ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاکسی حلۃ من حلل الجنۃ ثم اقوم عن یمین العرش لیس احد من الخلائق یقوم ذلک المقام المحمود غیری۔ ترمذی شریف ومشکوٰۃ شریف باب فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۱۴۔ اس حدیث کے تحت میں لمعات میں شیخ رحمۃ اللہ نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ مقام محمود ہے بیں صاف لفظوں میں واضح ہو گیا ہے کہ اس موعود مقام محمود میں کوئی بھی مخلوق میں ایسا نہیں جو اس پر فائز ہو سکے۔ سوائے ایک ذات گرامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو خاتم النبیین ہیں۔

(۲) بخاری شریف میں ایک باب پہلے باب قولہ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا یعنی صرف اس آیت کا خطاب اور اس کا مصداق قائم اور مخصوص کرنے کے واسطے مستقل باب باندھا پھر ایک طویل مفصل حدیث نقل فرمائی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں یوم یبعثہ اللہ المقام المحمود۔ یعنی وہ دن ہو گا کہ جس دن اللہ صرف اپنے حبیب کو مقام محمود پر فائز فرما دے گا۔ بخاری شریف ج ۲ صفحہ ۶۸۶۔

(۳) بخاری و مسلم میں متفقہ احادیث موجود ہے جس میں مفصل شفاعت نبویہ کے ذکر کے بعد یہی آیۃ عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا تلاوت فرما کر ارشاد ہے وھذا المقام الذی وعدہ نبیکم۔

(۴) دارمی شریف میں اس مقام محمود کی تعریف میں یہ لفظ موجود ہیں۔ (باب الشفاعۃ مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۱)

ثم اقوم عن یمین اللہ مقاما یغبطنی الاولون والآخرون مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۳ یعنی مقام محمود خدا کے داہنے طرف ہے۔ جو صرف مجھے ملے گا اور اس پر تمام اولین و آخرین اگلے پچھلے بلا استثناء غبطہ اور رشک کریں گے۔

(۵) اور اذان اور اس کی دعا کی حدیث میں بھی مقام محمود کی تشریح اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تخصیص کی تصریح کی ہے مشکوٰۃ صفحہ ۶۴ و ۶۵

مرزا محمود صاحب خلیفہ قادیان کا فیصلہ

مختار مدعا علیہا اور اس کے گواہوں کے نزدیک کتاب اللہ اور کتاب الرسول سب مرزا صاحب کے اور ان کے خلفاء کے تابع ہے اور ان کے مقابل در اصل کسی آیت یا حدیث کو نہیں مان سکتے ملاحظہ ہو جرح گواہ ۲/مارچ ۱۹۳۳ء لیکن مرزا محمود صاحب کی تمام تصانیف پر میرا ایمان ہے اور وہ سب کی سب بلا استثناء مسلم ہیں ملاحظہ ہو جرح گواہ ۱۲/مارچ ۳۳ء لہٰذا میں ان کے خلیفہ ثانی کا فیصلہ پیش کرتا ہوں اگر اس آیت کریمہ کا خطاب اور اس کا وعدہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے، اور یہ حضور کو انعامات الٰہیہ میں سے ایک انعام عظیم ہے ملاحظہ ہو انوار خلافت خلیفہ محمود صاحب۔

کیونکہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مقام ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا اگر ہمارا رسول کریم سے اس عظیم الشان درجہ کے ذریعہ سے تعلق قائم ہو جسے اللہ تعالیٰ نے مقام عظیم کے طور پر آپ کے لیے وعدہ فرمایا ہے۔ (انوار خلافت صفحہ ۱۹)

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعان کا

(اس سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے)

(۱) آیت عسٰی ان یبعثک ربک الخ میں وعدہ الٰہی صرف آنحضرت کے واسطے ہے۔

(۲) یہ مقام محمود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا انعام ہے۔

(۳) یہ مقام محمود اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے بطور انعام عطا فرمایا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نتیجہ

پس مختار مدعا علیہ کے نزدیک قرآن وحدیث قابل اسناد ہوں یا نہ ہوں ان کے خلیفہ دوم صاحب یعنی مرزا محمود صاحب کا فیصلہ بہرحال ناطق ہوگا اس کے بالمقابل بدیہ مجددیہ کجا کسی نبی یا ولی کا فیصلہ قابل التفات نہیں۔

لہذا ثابت ہو گیا کہ مقام محمود جس کا وعدہ عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا میں ہے خصوصیات محمدیہ اور القاب مصطفٰی سے ایک ایسا امتیازی طغریٰ ہے جس میں کسی کی بھی شرکت نہیں ہو سکتی اور کسی کو اس کا مخاطب سمجھنا جیسا کہ مرزا صاحب نے اس آیت کو چسپاں کیا ہے کہ خدا نے مجھے فرمایا کہ اے مرزا صاحب عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا یہ ایسا کھلا ہوا شرک فی الرسالۃ وصریح توہین ہے جس کے بعد کلمہ شریف پر ایمان ممکن ہی نہیں۔

مختار مدعا علیہ نے مغالطوں کی بہت سعی کی مگر کسی ایک نبی و ولی کجا کسی عالم صوفی کے قول سے بھی یہ پیش نہ کر سکا کہ اس نے اپنے یا کسی کے واسطے عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا کا استعمال حقیقی یا مجازی اصلی یا ظلی اور بروزی کی طرح بھی جائز رکھا اور گفتگو صرف لغوی معنی کے لحاظ سے مقام محمود یعنی قابل ستائش مرتبہ نہیں بلکہ مخصوص اس آیت عسٰی ان یبعثک الخ میں تھا اس کے معنے ارادہ اللہ ان یبعثک ربک مقاما محمودا میں۔ پس باوجود اس طویل تقریر کے مرزا صاحب کا کفر وارتداد دور نہ ہو سکا نہ ان کی بے ربط باتوں سے میری بحث کا کوئی بھی جواب ہو سکتا ہے۔

(۱) حوالہ شرح فصوص الحکم شیخ عبدالرزاق کاشانی کا ہے) فلہ المقام المحمود (شرح فصوص الحکم مطبوعہ مصر صفحہ ۵۳

الجواب

(۱) اولاً یہ شرح کوئی معتبر شروح سے نہیں اور نہ ہی ہماری مسلم ہے (۲) خود مختار مدعا علیہ کے مسلم بزرگ علامہ امام عبدالوہاب شعرانی جن سے زائد شیخ اکبر کا کلام کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ نیز مرزا محمود صاحب خلیفہ قادیان مقام محمود آنحضرت کے خصوصیات سے بتا رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو الیواقیت والجواہر خلافت) (۳) مختار مدعا علیہ اور گواہان مدعا علیہ نے فلہ المقام المحمود کا ٹکڑا عمدًا و دانستہ کاٹا ہے تاکہ بے ربط ہو کر مغالطہ کے لائق ہو سکے ورنہ آیۃ عسٰی ان یبعثک ربک۔ الخ کا یہاں کوئی ذکر ہی نہیں بلکہ صرف یہ مطلب ہے کہ امام مہدی کا ایک بڑا مرتبہ قابل تعریف ستائش ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آیت مذکورہ کا موعودہ مقام ان کو دیا جا سکتا ہے یا وہ بھی اس کے مخاطب ومصداق ہو سکتے ہیں۔ لہذا یہ حوالہ یہاں بالکل بے ربط ہے اس میں ما بہ النزاع کے متعلق اشارہ تک نہیں۔

(۲) حوالہ فتوح الغیب کا ہے)

سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان ترقی کرتے کرتے اس مقام پر ہو جاتا ہے کہ وہ ہر رسول ونبی وصدیق کا وارث ہو جاتا ہے (فتوح الغیب مقالہ ۴ صفحہ ۲۳)

الجواب۔ گو یہ ترجمہ نہیں بلکہ حاصل مطلب اور یہ بھی ماقبل ومابعد سے بے ربط قطع وبرید اور خیانت سے پر ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاہم مختار مدعا علیہ کو ذرہ برابر مفید نہیں بلکہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مختار مدعا علیہ نے یہ غیر متعلق حوالہ کیوں پیش کیا۔ یہاں نہ تو مقام محمود یا خصوصیات عشرہ کا ذکر ہے نہ کسی خصوصیت سے کسی نبی یا ولی کی شرکت کا تذکرہ یہاں تو صرف اس قدر ہے کہ انسان تمام تعلقات غیر اللہ چھوڑ کر حبیب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو جاتا ہے تو انبیاء و صدیقین کا وارث ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ نبی کی وراثت نہ تو دینار و دراہم میں ہے نہ کسی مقام کی شارکت میں بلکہ وراثت انبیاء کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ نبیوں کے علوم سے فیضیاب ہو۔ اس پر سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خود شہادت پیش کرتا ہوں ان العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء ولم یورثوا دینارا ولا درھما وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر (مسند احمد۔ ترمذی شریف، ابوداؤد شریف۔ ابن ماجہ۔ دارمی) مشکوۃ کتاب العلم)

یعنی علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کی وراثت دینار و درہم وغیرہ میں نہیں ہے ان کی وراثت صرف ایک علم میں ہے اور کسی شے میں نہیں بس جس نے اُن کا علم حاصل کیا اُس نے اُن کی وراثت کا بڑا حصہ حاصل کر لیا۔ یوں ہی بخاری شریف میں باغ فدک کے سلسلہ میں ہے کہ۔

ہم انبیاء کے گروہ کی وراثت کسی دینار و درہم میں نہیں جاری ہوتی بلکہ صرف علمی وراثت ہے علم کے سوا اور کسی شئے میں وراثت انبیاء و رسل جاری ہی نہیں ہو سکتی۔

پس حضرت شیخ الطائفہ سید عبدالقادر جیلانی رح کے ارشاد کہ ہر نبی و رسول کا وارث ہو جاتا ہے صرف اس قدر ہے کہ انبیاء و رسل کے علم سے بقدر مراتب حصہ پاتا ہے اور ان کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتا ہے۔

یہ کفریہ مطلب ہرگز نہیں جو مختار مدعا علیہ لے کر عدالت کو مغالطہ دینا چاہتا ہے کہ اُن کے خصوصی مراتب میں شریک وسہیم ہو جاتا ہے ورنہ پھر ہر ولی کو سید الرسل فخر بنی آدم شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محبوب رب العالمین ماننا پڑے گا اور اسے مرزا صاحب کے مریدین تو تسلیم کرینگے مگر کوئی مسلمان جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو کسی مقرب سے مقرب کو اللہ تعالےٰ کے آخری نبی محبوب خاص سردار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا شریک وسہیم تسلیم نہیں کر سکتا بلکہ اسے سخت ترین توہین بارگاہ رسالت کی خیال کرے گا۔ پانچواں حوالہ دیوان معین ص۲۴

ازیں حضیض دناءت بچہ بگذری شاید   کہ تا دنا فتدلیٰ صعود خود بینی

الجواب

اس میں کہیں کوئی بھی اشارہ مابہ النزاع امور کی جانب نہیں اور یہ شعر محض صوفیاء کرام کی اصطلاح سے ناواقفی کی بناء پر یہاں مختار مدعا علیہ نے نقل کر دیا۔ ورنہ صوفیاء کرام کی اصطلاح میں مقام فناء اور بقاء کا آخری مقام دنا فتدلیٰ ہے اور اس پر صعود سے مراد دنیوی تعلقات کا انقطاع اور رب العزۃ سے تعلق کا انتہائی استوار ہونا ہے اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے یہ ہرگز مطلب نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عیاذاً باللہ شریک وسہیم ہو جاتے ہیں۔ اس کی مزید تشریح کے لیے ردیف الیاء کی پہلی غزل ملاحظہ ہو۔

نیز حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرد و حور یہ اور ہمہ اوست سے تعلق رکھنے والے ہیں جس پر ان کے مندرجہ ذیل اشعار درج ہیں۔

کسیکہ عاشق و معشوق خویشتن ہمہ اوست — حریف خلوۃ و ساقی انجمن ہمہ اوست

اگر بدیدہ تحقیق بنگری دانند — کہ ناظر دل و منظور ریحان رتن ہمہ اوست۔

ز جام عشق نہ منصور بخود آمد و بس — کہ دار نیز ہم گفت کہ باز من ہمہ اوست ؟

ز اعتبار گزر کن کہ مازمن ہمہ اوست الخ (دیوان معین ص۱۳)

من نمیگویم انا الحق یار میگوید بگو — چون نگویم چون مرا دلدار میگوید بگو

خواہ اس پیش کردہ شعر کی غزل کا مطلع ملاحظہ ہو۔ دیوان معین ص۷

اگر بچشم حقیقت وجود خود بینی — تمام جملہ اشیاء ببود تو دبینی

پیش کردہ شعر کے بعد تیسرا شعر ہے کہ۔

بہ بند دیدہ ز اعیان کہ تا ز عین عیان — وجود دوست چو جان وجود خود بینی

اور مرزا صاحب صوفیاء کرام کے وحدۃ الوجود سے بالکل دور اور علیحدہ ہیں بلکہ اُسے اچھا ہی خیال نہیں کرتے اور اپنے خدائی دعویٰ کی بنیاد بھی اس پر رکھنا پسند نہیں کرتے ملاحظہ ہو آئینہ کمالات اسلام) پس مرزا صاحب کے کلام کی تائید حضرت خواجہ غریب نواز رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے کرنا صرف خواجہ صاحب کے مشرب سے ناواقفی بلکہ خود مرزا صاحب کے مذہب سے بھی ناواقفی کا ثبوت ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ شعر بھی مختار مدعا علیہ کے لیے مفید نہیں بلکہ مسئلہ متنازعہ سے بالکل بے ربط ہے۔

چھٹا حوالہ کتاب اثبات الالہام والبیعۃ ص۱۴۲ و ۱۴۳ مؤلفہ مولوی عبد الجبار غزنوی۔ "اگر الہام کا شریک سمجھا جائیگا۔

الجواب

(۱) مدعیہ اور اس کا گروہ مقلد حنفی ہے۔ اور مولوی عبد الجبار غزنوی غیر مقلد وہابی بلکہ تقلید شخصی کے شرک سمجھنے والوں کے سرگروہ ہیں۔ لہٰذا ان کا کوئی حوالہ جب کہ اُن سے اصولی اختلاف ہے ہم پر حجت نہیں جس طرح اسلامی قربانی یا اور بعض تصانیف باوجود احمدی مصنف ہونے کے مختار مدعا علیہ نے تسلیم نہ کیا۔

(۲) مولوی عبد الجبار غزنوی کوئی بڑے عالم بھی نہیں بلکہ اپنے زمانہ کے عالموں میں متوسط درجہ میں شمار ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) قرآن پاک واحادیث واقوال بزرگان سے خصوصیت ثابت ہونے کے بعد مولوی عبدالجبار کا انکار محض لغو ہے۔

(۴) مولوی عبدالجبار نے اس سلسلہ میں جو آیات نقل کی ہیں وہ خصوصی القاب کی حد کی نہیں گو ضمیر خطاب مخصوص ہو بخلاف ہماری پیش کردہ آیات وما ارسلناك الا رحمة للعلمين ـ عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا وغیرہ۔ آیات اور اس طرح خصوصی لولاك لما خلقت الافلاك وغیرہ خصوصی القاب ہیں۔ جب کہ نبوی خطابات والقابات کسی دوسرے کے واسطے بتاویل استعمال کرنا بھی قانوناً جرم ہے تو خداوند تعالےٰ نے جو خطابات اپنے مخصوص حبیب سید الانبیاء فخر بنی آدم کو عطا فرمائے ہیں وہ کیونکر دوسرے کے لیے استعمال ہوسکیں گے

ساتواں حوالہ فتوح الغیب مقالہ ۲۸ "ثم ترفع الى الملك الاكبر فتخاطب بانك اليوم لدينا مكين امين"

یعنے جب تو مرتبہ فناء میں کمال کو پہونچ جائے گا تو تیرا خدا کی طرف رفع کیا جائے گا اور خدا تعالےٰ تجھے مخاطب کرے گا کہ انك اليوم لدينا مكين امين۔

الجواب

انك اليوم لدينا مكين امين ـ کسی نبی کا خصوصی لقب خدا کا دیا ہوا نہیں بلکہ یہ وہ فقرہ ہے کہ عزیز مصر نے سیدنا یوسف علیہ السلام کو جیل سے بلا کر فرمایا تھا کہ انك اليوم لدينا مكين امين۔ آج سے آپ میرے نزدیک باعزت اور امانت دار ہیں۔

پس نہ تو یہ باری تعالےٰ کا عطا کیا ہوا خطاب ہے نہ کوئی لقب نہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے اس کا کوئی تعلق ہے۔ لہذا یہ حوالہ اس جگہ بالکل بے ربط ہے۔

آٹھواں حوالہ مقامات امام ربانی مطبوعہ دہلی ص۱۳۶

"مجدد الف ثانی رحہ کے سب سے چھوٹے فرزند حضرت شاہ محمد یحییٰ کے تولد سے پہلے حضرت مجدد صاحب کو الہام ہوا تھا۔ انا نبشرك بغلام اسمه يحيى اسی رعایت سے ان کا نام محمد یحییٰ ہوا

الجواب

(۱) مقامات امام ربانی غیر مسلم کتاب ہے تو نہ حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ تعالےٰ کی تالیف ہے نہ اُن کے کسی مستند خلیفہ کی بلکہ اُن کے سلسلہ کے ایک ۔۔۔ ربد کی کتاب ہے جس میں اُن کے کچھ حالات قلمبند ہیں اور اہل سلسلہ کے نزدیک اُس میں رطب ویابس امور بھی ہیں۔

(۲) اس میں کوئی خصوصی لقب یا خطاب کسی دوسرے کیواسطے استعمال نہیں ہوا بلکہ جس طرح حضرت زکریا علیہ السلام کو ایک بیٹے کی بشارت دیگئی تھی اس طرح حضرت مجدد صاحب کو بھی ایک بیٹے کی بشارت دی گئی اور بشارت کی شارکت کا کوئی اعتراض نہیں بلکہ خصوصی لقب اور خطاب کی شرکت کا سوال ہے وہ اور انبیاء کے ساتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں بلکہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیونکہ اور انبیاء کے ساتھ تو علماء امت محمدیہ کو بھی ایک قسم کا ارتباط حاصل ہے جب کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل، میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ پس یہ حوالہ بھی امر متنازع فیہ سے غیر متعلق ہے۔

نواں حوالہ علم الکتاب خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ صہ ۶۱

الحمد للہ الذی جعلنا حاکما فی المؤمنین ببرکۃ المحمدیۃ الخالصۃ وقوۃ النسبۃ لقرب مع اللہ ورسولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وامرنی فی قلبی بالہام الخاص ان احکم بینہم من احکام اللہ تعالیٰ وادعہم الی الطریقۃ المحمدیۃ بما انزل اللہ فی کتابہ من الایات التی ہی شاھدات البینات علی حقیقتک ولاتتبع اھواءھم واستقم کما امرت فان تولوا عن طریقک الحق فقل حسبی اللہ۔ انما یرید اللہ ان یصیبہم بما وعد للفاسقین وان کثیرا من الناس لفاسقون افحکم الجاھلیۃ یبغون فی زمان یحکم اللہ بایاتہ ما یشاء حسب رضاء فی رسولہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام علی لسان محمد بین المخلصین ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون واذا قیل لہم تعالوا الی ما انزل اللہ فی القرآن واسمعوا کیف اقتبس بالآیات وابذکم دعوتہ الحقۃ ما دعاکم احد الی الان علی ھذا نھج المرضی وتعالوا الی رسولہ واتخذوا المحمدیۃ الخالصۃ التی ھی الطریقۃ الحقۃ قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ اباءنا من الطرق الاخر ولو کان اباءھم لا یعلمون شیئا ولا یہتدون ھذا امرنی اللہ ببیانہ وحکمنی ان احکم بہ بینکم وحکمت بحکمتہ بینکم بالقسط ان اللہ یحب المقسطین و ارانی ربی آیتہ الکبریٰ واعطانی کلماتہ العلیا واتانی ھذا الکتاب ونادانی بالخطاب حیث قال لی یا خلیفۃ اللہ ویا آیات اللہ انی شہدت بعبودیتک فاشہد انت بالوھیتی وانت عبدی ومقبولی ومقبول رسولی قلت یا رب اشہد ان لا الہ الا انت واشہد انک علی کل شیء شہید انت الٰہی ومعبودی ولیس سواک مقصودی انا عترۃ حبیبک وبضعۃ عند نبیک وقال یا عبد اللہ ویا عارف باللہ انی جعلتک مظہرا جامعا لکل ظہوری الیٰ فاذھب بایاتی الی کل مخلوقاتی وادعوتک من الجمع الالٰہی والجمع المحمدی فمن اطاعک فقد اطاع اللہ والرسول قلت یا رب قبلت جمیع احکامک ودعوت الخلق الی دینک واسلامک فاھدھم الی والی ابی لاھدیہم الیک والی رسولک وانت تہدی من تشاء وقال یا مورد الواردات ویا مصدر الآیات انا جعلناک آیۃ للناس لعلہم یرشدون ولکن اکثر الناس لا یعلمون قلت یا رب تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم وقال قد لو کانت الحقیقۃ زائدۃ مما کشفت علی لاظہرھا اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی لانہ تعالیٰ اکمل لی الدین واتم علی نعمتہ ورضی لی الاسلام دینا ولو کشف الغطاء ما ازددت یقینا ان ربی لذو فضل عظیم ۔

(بحوالہ جرح ۱۱ مارچ ۱۹۲۳ء)

اسی جرح میں گواہ مدعا علیہا کے الفاظ ذیل بھی ملاحظہ ہوں "اس عبارت میں یہ فقرہ ہے۔ واسمعوا کیف اقتبس بالآیات ۔ (ترجمہ) سنو میں کس طرح آیات سے اقتباس کرتا ہوں"۔

الجواب

اس کے خط کشیدہ الفاظ بالخصوص ملاحظہ ہوں اس میں کہیں یہ نہیں کہ یہ آیات اُن پر نازل ہوئیں بلکہ یہ تصریح موجود ہے کہ "واسمعوا کیف اقتبس بالآیات سنو میں کیسے (بے تکلف) آیات قرآنیہ کا اقتباس کرتا ہوں۔ اور اسی علم الکتاب کے صـ پر خود ہی اقتباس کی یہ تعریف فرماتے ہیں کہ "باید دانست کہ آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ را مندرج در عبارت آوردن والفاظ ومعانی آنہا را بدیگر حروف مطالب ربط وادن وبا باز کلمات ازان نگاشتن وآنرا علامت واشارت بر تماش داشتن صنعت اقتباس است والاقتباس ھو ان یتضمن الکلام نظما او نثرا شیئا من القرآن او الحدیث ودر کلام محققین وفصحای آید کہ واقف علم فصاحت وبلاغت است می داند وازینجا کہ بنیاد معارف ومطالب محمدیان خالص بر کلام اللہ واحادیث است ونور معرفت کہ ایشان قبس از مشکوۃ نبوۃ بہد ایت ھادی علیم ورسول کریم اکثر جا ہا عبارت این متن وشرح ہمیں قسم است کہ اظہار مطالب بکلام اللہ واحادیث رسول وبا رتباط تمام بآن مقام کردہ شد ھذا من فضل ربی علی ما اقتبس من کلامہ بلا تکلف وھو ھدانی الی ھذا السبیل وذلک من آیاتہ الباھرۃ وتائیداتہ الظاھرۃ وان فی ذلک لآیات لاولی النھی والسلام علی من اتبع الھدی وجہ جائے اقتباس از کلام واقوال کہ او سبحانہ سادات محمدیہ را در تمام احوال شرف اقتباس واتباع وادہ است وہمان ذات پاک لولاک لما خلقت الافلاک کہ عموما باعث ایجاد ہمہ موجودات است خصوصا نیز علت ہستی ووجود ایشان ظاہرا وباطنا اشارہ است وتصریح این معنی برائے آن کردہ نا کدام جاہل ناواقف از حقیقت تصرف در آیت وحدیث نہ فہمد۔ (جرح ۱۱ مارچ ۱۹۲۳ء)

اس میں صاف تصریح ہے کہ کلام اللہ کے فقرہ اور آیات بطور اقتباس کے اپنے کلام میں لائے ہیں نیز صـ ۱۲ پر واکتب الآیات فی کتابک والقہ الی الناس ثم تول منھم بالتجاھل العارف فانظر ماذا یرجعون "یعنی اور آیات کو اپنی کتاب میں لکھ اور اسے لوگوں کو پہونچا"۔

پس یہ آیات ان پر مکرر نہیں اتریں بلکہ اللہ نے الہاما یہ حکم فرمایا کہ قرآن کی آیات کا اقتباس کر کے اپنی کتاب میں لکھ کر لوگوں کو تبلیغ کرو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب

اس سے مختار مدعا علیہ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ آیات قرآنیہ مکرر الہاماً بزرگان دین پر نازل ہوتی ہیں اور اس میں وہ ہی مخاطب ہوا کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

یہ بحث مفصل ان شاء اللہ تعالیٰ وحی کے سلسلہ میں آئیگی یہاں صرف اس قدر گزارش ہے کہ مختار مدعا علیہ کا یہ دعویٰ کہ آیات مندرجہ علم الکتاب الہاماً مکرر اُن پر نازل ہوئیں۔ محض حضرت خواجہ میر درد رحمہ اللہ علیہ پر افتراء ہے اور بہتان ہے جرح میں اس کے متعلق کافی مواد ہے جو اپنی جگہ پر آئے گا اور بہت کچھ بحث ابتدائی میں پیش ہو چکا یہاں انہیں دو نو پیش کردہ کوٹیشنوں سے یہ ثابت ہے کہ یہ آیات قرآن کی اتری ہوئی ہیں قرآن ہی سے لے کر اقتباس کے طور پر یہاں مستعمل ہوئی ہیں۔

مکرر الہاماً نازل نہیں ہوئیں ــــــــ پہلے کوٹیشن کے ابتدائی الفاظ

" ان احکم بینھم من احکام اللہ تعالیٰ وادعھم الی الطریقۃ المحمدیۃ بما نزل اللہ فی کتابہ من الآیات الخ "

" یعنے اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا کہ ان مسلمانوں میں اللہ کے احکام سے فیصلہ کیجئے اور طریقہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب انہیں ان آیات سے دعوت دیجئے جو اللہ نے اپنی کتاب (قرآن پاک) میں نازل فرمائی ہیں"۔ ملاحظہ فرمائیں کس قدر صاف و صحیح عبارت ہے کہ جو قرآن پاک میں اتری ہیں ان کے ذریعہ سے دعوت طریقہ محمدیہ کی مسلمانوں کو دیجئے یہ کہیں نہیں کہ الہاماً مکرر آپ پر آیات مندرجہ ذیل اُترتی ہیں بلکہ تصریح ہے کہ اپنے وعظ و دعوت میں وہ آیات استعمال کیجئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن میں اتاری ہیں کس قدر عظیم الشان افتراء و بہتان ہے کہ مختار مدعا علیہ کے پیش کردہ حوالہ میں یہ ابتدائی تمہید اور اس قدر واضح فیصلہ ہو اور پھر وہ اس سے عدالت کو مغالطہ دہی کی ناجائز سعی کرے۔ عدالت کے روبرو اس عظیم الشان کذب بیانی کے بعد اُس کی گواہی یقیناً ساقط الاعتبار ہونی چاہیئے۔

اور مرزا صاحب بھی فرماتے ہیں کہ جس کی ایک بات غلط ثابت ہو جائے اُس کی دوسری باتوں کا بھی اعتبار نہیں ملاحظہ ہو چشمۂ معرفت ص۲۲۲۔

دوسرے حوالہ کے ابتداء میں ہے " اکتب الآیات فی کتابک " قرآن کی آیتیں اپنی کتاب میں لکھو۔ پھر خدا کے ارشاد کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ (اکذبتم ما یاتی الخ) یہ سب امور تصریح ہیں اس امر کی کہ وہی قرآنی آیات ہیں جنہیں بطور اقتباس کے موقع و محل پر خدا تعالیٰ کے حکم سے اپنے مضمون میں چسپاں کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے حکم سے انہوں نے یہ خدمت رشد و ہدایت اختیار کی ہے نہ اپنی رائے سے قول مختار مدعا علیہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

..جن آیات قرآنیہ کے متعلق خواجہ علیہ الرحمۃ نے امرنی فی قلبی بالسہام الخاص کہا ہے تو اس سے مراد یہی ہے کہ خدا تعالےٰ نے ان آیات کو آپ کے دل میں الہام کیا ہے الخ"، کس قدر سفید جھوٹ ہے امرنی فی قلبی بالالہام الخاص کے آگے وہ الہام خاص بھی مذکور ہے مختار مدعا علیہ کے قیاس آرائی کی حاجت نہیں ملاحظہ ہو۔ امرنی فی قلبی بالسہام الخاص ان احکم بینھم من احکام اللہ تعالیٰ وادعھم الی الطریقۃ المحمدیۃ بما انزل اللہ فی کتابہ من الایات الخ"
یعنے میرے قلب میں خاص طور پر اللہ تعالےٰ نے یہ الہام فرمایا کہ ان لوگوں میں اللہ کے احکام سے فیصلہ کیجئے اور طریقہ محمدیہ کی طرف اُن آیات کے ذریعہ سے دعوت دیجئے جو اللہ نے اپنی کتاب (قرآن پاک) میں نازل فرمائی ہیں۔
وہ تو وضاحت فرما رہے ہیں کہ اللہ نے مجھے صرف یہ حکم الہام خاص سے فرمایا کہ قرآن میں جو میں نے آیتیں نازل کی ہیں ان کی بندگان خدا میں دعوت و تبلیغ کیجئے اور مختار مدعا علیہ یہ اٹکل مار رہا ہے کہ" اس سے مراد یہی ہے کہ خدا نے ان آیات کو آپ کے دل میں الہام کیا ہے"
اب یا تو یہ دانستہ مغالطہ دیا یا سہو ہو گیا۔ یا مختار مدعا علیہ کو اس عبارت کا ترجمہ معلوم نہ تھا غرض حضرت خواجہ پیرورد علیہ الرحمۃ کا دامن تقدس اس افتراء سے پاک ہے
مختار مدعا علیہ نے ایک فقرہ اور مغالطہ کے لیے نقل کیا ہے۔
" ولقد القی اللہ علی قلبی من آیات بینات مرانی لست بحافظ القرآن الخ"

الجواب

یہ بھی مغالطہ ہے وہ محض یہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں اللہ نے قرآن کی آیتیں یاد کرا دیں حالانکہ میں حافظ قرآن نہیں بس میں اُن کی دعوت و تبلیغ میں مصروف ہو گیا اُس کے حکم کے مطابق معروف ہو گیا اور اب بلا تامل آیات قرآنیہ اپنے مضمون میں استعمال کرتا ہوں زیادہ توضیح کے لیے علم الکتاب ملا د ص۲۳، ۲۴، ۲۵ و" جرح گواہ مدعا علیہ ۱۱ مارچ ۱۹۳۳ء پر ملاحظہ ہو۔ غرض یہ کہ یہ حوالہ بھی محض بے سود اور کھلا ہوا مغالطہ ہے۔ مفصل بحث وحی والہام کے سلسلہ میں آئے گی ان شاء اللہ تعالےٰ۔

(۱)

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ (ترجمہ مرزا از حقیقت الوحی ملک)
مختار مدعا علیہ نے حسب عادت اپنے الفاظ میں میرا مدعا نقل کر کے مطلب خبط کرنے کی ناجائز سعی کی ہے۔ میں نے صرف یہ عرض کیا تھا کہ یہ مذکورہ بالا آیۃ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے نہ کسی اور نبی اور ولی کے نہ کسی کے واسطے اس کا ہونا ممکن ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں نے اپنے دعویٰ کے دو حصہ قرار دیئے تھے۔

(الف) اس کا مصداق صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نہ کوئی اور نبی و ولی۔

(ب) اس کا مفہوم یہ بتاتا ہے کہ اس کا مصداق اور کوئی کسی طرح نہیں ہو سکتا

دلیل

(الف) بحث میں مفصل قرآن و احادیث و اقوال بزرگان سے یہ تمام چیزیں مدلل کی گئی تھیں چونکہ مجھے ان کا اعادہ منظور نہیں لہٰذا صرف ایک آیۃ کے نقل پر اکتفا کرتا ہوں۔ قرآن پاک میں جہاں یہ آیۃ مذکورہ ہے اسی جگہ تصریح موجود ہے کہ اس کا مصداق صرف ذات گرامی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله وکفیٰ باللہ شهیدا میں ایک رسول کے بھیجنے اور اس کے دین کا تمام ادیان سابقہ پر فوقیت اور سب کا ناسخ ہونے کا ذکر فرمایا۔ ممکن تھا کوئی ناواقف اس سے کوئی اور نبی و رسول یا ولی مراد لے لیتا لہٰذا باری تعالےٰ نے اس کے متصل ہی اس کا مصداق نامزد فرما دیا کہ "محمد رسول اللہ الخ" یعنے وہ رسول جن کی اور جن کے دین پاک کی اوپر مدح کی گئی ہے وہ محمد اللہ کے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس آیت کا مصداق کسی طور پر کسی تاویل سے کسی اور کو قرار دینا علاوہ اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں شرکت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہے اس نص قرآنی کا ہی انکار ہے جس میں نام پاک لے کر اس مصداق کی تعیین ہے۔ لہٰذا اس میں نہ صرف ایک بلکہ مستقل دو کفر ہیں۔

(ب) اس امر کا کہ اس کا مصداق کوئی اور ہونا ناممکن ہے یہ ثبوت پیش کیا ہے کہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنا رسول ہدایت یعنی شریعت اور مستقل دین کے ساتھ بھیجا جو تمام دینوں کا نسخ کرنیوالا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مسلمانوں اور مرزا صاحب کے امتیوں کا یہ متفقہ مسئلہ ہے۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شریعت اور دین جو ما سبق کا ناسخ ہو نہیں آسکتا پس اگر اس کا مصداق کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کا کسی طور پر پایا جائے تو لازم آئے گا کہ وہ صاحب شریعت ہو جائے اور اس کا دین ادیان سابقہ کا جس میں اسلام بھی شامل ہے ناسخ قرار دیا جائے جو بالاتفاق کفر ہے۔ بہر حال اس آیت کا مصداق کسی اور کو ماننا نہ صرف ایک کفر بلکہ متعدد کفروں کو مستلزم ہے۔ مختار مدعا علیہ کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں۔

"یہ قرآن مجید کی آیت ہے جس میں دین اسلام کے دیگر ادیان پر غلبہ کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے اور یہی آیت مرزا صاحب پر بذریعہ الہام نازل ہوئی الخ"

گویا مختار مدعا علیہ نے میرے مدعا کے اصول کو تسلیم کر لیا کہ اس آیت میں دین اسلام کے تمام ادیان پر غلبہ کی طرف اشارہ ہے اور ظاہر ہے کہ یہ دین سوائے نبی آخر الزمان سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی اور نہیں بھیجا گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کسی نبی کو یہ فخر حاصل ہے نہ کسی ولی و فرشتہ کو بجز اس کے مصداق کو قرآن پاک نے محمد رسول اللہ کہہ کے متعین فرما دیا۔
پر مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ "اور یہی آیت مرزا صاحب پر بذریعہ الہام نازل ہوئی الخ"، کھلا ہوا کفر کا اقرار ہے
جو کسی تاویل سے ٹل نہیں سکتا کیونکہ یہ وہ آیت ہے کہ مرزا صاحب کو کسی اور اولوالعزم نبی پر بھی نازل نہ ہوئی بلکہ کسی اور نبی
میں بھی اس کا نزول ماننا کفر ہے۔ (مختار مدعا علیہ کی تاویلات رکیکہ)
ہدی اور دین حق کی مختار مدعا علیہ نے کچھ خود تاویلیں تصنیف کیں اور کچھ مرزا صاحب سے نقل کیں مگر ایسی آیت جس
کا مصداق قرآن پاک نے خود متعین فرما دیا ہے کسی اور کو قرار دینا خواہ کسی تاویل سے ہو نص قطعی کا کھلا ہوا انکار اور قرآن
پاک کلام الٰہی کے ساتھ ٹھٹھا کرنا ہے نہ صرف کفر بلکہ کفر علےٰ کفر ہے اور اگر اس قسم کی تاویلات سے انسان غلامی حاصل کر سکتا
ہے تو پھر عیاذاً باللہ کوئی قرآن پاک کی تمام آیات متعلقہ توحید و صفات باری تعالےٰ و متعلقہ رسالت و خصوصیات محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اپنے اوپر اسی تاویل سے چسپاں کر سکتا ہے اور کسی قسم کا کفر نہ ہونا چاہیئے۔ بدیں توحید اور رسالت کا مسئلہ ہی دنیا
سے ناپید ہو جائے گا ہر شخص اپنے لیے خدائی صفات اور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم القاب استعمال کرتا رہے گا حالانکہ
کوئی بھی مسلمان اس کے کفر و بغاوت ہونے میں متردد نہیں ہو سکتا۔

مختار مدعا علیہ نے اربعین ۳ ص ۱۵ اور سراج منیر ص ۳۶ سے مرزا صاحب کی کچھ تاویلات نقل کی ہیں کہ "خدا وہ ہے
جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے"۔
میں عرض کر چکا ہوں کہ قرآن نے اس آیت کا مصداق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا ہے جو نص قطعی سے
ثابت ہے مگر مرزا صاحب کہتے کہ:
"وہ آیتہ قرآنی الہامی پیرایہ میں اس عاجز کے حق میں ہے"۔ بحوالہ سابق اب تو کسی جواب کی حاجت ہی نہیں کیونکہ مرزا
صاحب نے اسی قرآنی آیتہ کو اپنے حق میں مان لیا اور اپنے آپ کو اس کا مصداق ٹھہرایا گو الہامی پیرایہ میں ہی اور قرآن پاک
کی نص قطعی ہے کہ یہ آیتہ ہر طرح سے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ہے۔ لہذا یہ اعتراض بالکل لاجواب
رہا اور الہامی پیرایہ کی آڑ ہرگز سودمند نہیں ہو سکتی۔

رسول کی تاویل مامور فرستادہ مبعوث سے کرنا اور دین سے اس کا غلبہ دلائل سے مراد لینا کہ تمام ملتیں دلائل بینہ
کے ساتھ ہلاک ہو جائینگی وغیرہ وغیرہ یہ سب عذر گناہ بدتر از گناہ سے زائد وقعت نہیں رکھتا۔
بنا اصل اعتراض تو صرف اس قدر ہے کہ یہ آیت صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے، جو نص قرآنی
سے ثابت ہے۔ اور مرزا صاحب اپنے حق میں یہی آیتہ قرآنی فرما رہے ہیں۔
پس کوئی بھی تاویل کی جائے جب تک اس آیت کی خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باقی ہے کسی اور
کو مصداق ماننا ایسا اٹل کفر ہے جو زائل نہیں ہو سکتا اور خصوصیت کا انکار بالخصوص اس آیت کی خصوصیت مستقل ایک کفر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ کیونکہ یہاں خصوصیت نامزد کرکے نص قطعی سے ثابت ہے کسی حدیث یا کسی بزرگ کے قول سے نہیں جس کے انکار کی گنجائش ہو۔

مرزا اور مختار مدعا علیہ کے دو عظیم الشان بہتان

(۱) مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ "(اس آیت میں) وہی پیشں گوئی ہے جو ابتدا سے اکثر علماء کرتے آئے ہیں کہ یہ مسیح موعود کے حق میں ہے" الخ

محض افتراء اور جھوٹا بہتان ہے۔ کسی عالم ربانی نے یہ آیت یا اس کی پیش گوئی علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسیح موعود کے حق میں نہیں بتائی۔

(۲) مختار مدعا علیہ کہتا ہے کہ "اس آیت کے متعلق تفسیروں میں بھی مذکور ہے کہ اس آیت کے حقیقی مصداق اور اظہار دین علی المخالفین مسیح موعود اور مہدی مسعود کے وقت میں ہوگا۔

یہ بھی محض جھوٹ اور افتراء ہے کسی ایک اسلامی تفسیر میں یہ نہیں کہ اس آیت کا حقیقی مصداق مسیح موعود یا مہدی ہوں گے بلکہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی مصداق بنص قرآن ہیں۔ اس کے ساتھ ہی عدالت مرزا صاحب کا یہ فیصلہ ملاحظہ فرمائے کہ وہ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہوجائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا، حوالہ ۲۰۱ چشمہ معرفت ایک حوالہ منصب امامت ص۶۵ نقل کیا ہے کہ "تعالیٰ اللہ تعالیٰ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ظاہر است کہ ابتدائے ظہور دین در زمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بوقوع آمدہ و اتمام آں از دست حضرت مہدی خواہد گردید"۔

اس میں کہیں اشارہ تک نہیں کہ اس آیت کے حقیقی مصداق مہدی ہوں گے بلکہ صرف یہ مطلب ہے کہ غلبہ دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوچکا اور یہ ختم نہیں ہوا بلکہ مذہب اسلام برابر ترقی کرتا رہے گا اور چہار دانگ عالم میں اس کی اشاعت ہوتی رہے گی حتیٰ کہ جب تک دنیا ختم ہوگی اور اس امت کے آخری مبلغ امام مہدی ظاہر ہوں گے۔ تو چونکہ دنیا ختم ہے دین بھی ختم ہوگا اور جیسا کہ حدیث میں ہے جب تک روئے زمین پر کوئی ایک متنفس بھی اللہ کہنے والا ہے قیامت نہ آئے گی جب تمام اہل خیر و اہل اسلام ختم ہوجائیں گے اور دنیا میں صرف اشرار ناس باقی رہ جائیں گے ان پر قیامت قائم ہوگی ملاحظہ ہو مشکوٰۃ کتاب الفتن و اشراط الساعۃ۔

(خلاصۂ جواب)

اس آیت کے حقیقی مصداق صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنص قرآنی ہیں کسی نے بھی کسی اور کو اس آیت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مصداق قرار نہیں دیا بلکہ کسی غیر کو اس کا مصداق بتانا کفر اور نص قطعی کا انکار اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی مدارج میں شرک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ترین توہین ہے۔ مرزا صاحب صرف اپنے حق میں اس آیت قرآنی کو قرار دیتے ہیں ملاحظہ ہو اور مجھے بتلایا گیا ہے کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیۃ کا مصداق ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (اعجاز احمدی ص ۷) ماشاء اللہ خدا تو صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مصداق بنائے اور مرزا صرف تنہا آپ کو۔ مختار مدعا علیہ و دیگر اس کے ہم مذہب مرزا صاحب کو اس کا حقیقی مصداق بناتے ہیں۔ لہٰذا مرزا صاحب اور ان کی امت کے کفر میں کسی شک کی ذرہ بھر گنجائش نہیں۔ عدالت خود ملاحظہ فرمائے کہ میرے اصلی پوائنٹ کو نظر انداز کر کے مختار مدعا علیہ نے اس کے جواب میں صرف غیر متعلق امور پر اکتفاء کیا۔ پس میرا یہ اعتراض بالکل لاجواب رہا جو مرزا صاحب کے کفر کے واسطے کافی و وافی ہے۔

(۲)

"انا اعطیناک الکوثر"

اس آیت کریمہ اور ان الفاظ کا مصداق جو بھی لیا جائے۔ بلا اختلاف اس کے مخاطب صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

کسی اور کو اس لقب سے نوازنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت ترین توہین ہے۔

اس آیت کی تفاسیر

۱

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر)

(۱) عن انس انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتدرون ما الکوثر قلنا اللہ و رسولہ اعلم قال فانہ نہر وعدنی ربی ھو حوض ترد علیہ امتی یوم القیمۃ الحدیث۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں کوثر کا پتہ ہے کہ کیا چیز ہے عرض کی خدا اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا وہ ایک نہر ہے جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے وہ ایک حوض ہے جس پر قیامت کے دن میری امت وارد ہو گی۔

(۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم انا اعطینک الکوثر۔ فی الاحادیث الصحاح ھو نہر فی الجنۃ علیہ خیر کثیر ترد علیہ امتی یوم القیمۃ انیۃ عدد الکواکب الخ

ترجمہ: تحقیق دیا ہم نے تجھ کو کوثر۔ احادیث صحیحہ میں ہے کہ وہ ایک نہر جنت میں ہے جس میں خیر کثیر ہے جس پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری امت قیامت کے دن آئیگی جس کے برتن ستاروں کے شمار میں ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ حوض، نہر، خیر کثیر سب کا حاصل ایک ہی ہے۔

کیونکہ اس حوض و نہر پر خیر کثیر فرماتے ہیں۔

ائمہ مفسرین کا فیصلہ

(۱) تمام مفسرین نے کوثر کا مصداق وہی حوض کوثر اور نہر کو قرار دیا ہے اور جنہوں نے کوثر سے خیر کثیر مراد لیا ہے وہ یا تو وہی خیر کثیر مراد لیتے ہیں جو حوض کوثر ہے یا دیگر خصوصیات نبویہ کو بھی شامل کرتے ہیں جیسے کہ کمالین میں خیر کثیر کی تفسیر کی ہے کہ من النبوۃ والقرآن والشفاعۃ ونحوھا مما اعطیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل الدنیویۃ والأخرویۃ۔ کہ خیر کثیر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ قرآن شفاعۃ وغیرہ وہ فضائل دنیویہ اور اخرویہ مراد ہیں جو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے گئے ہیں بہر حال اس آیۃ انا اعطیناک الکوثر سے خطاب صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور بس، خواہ بمعنی حوض کوثر ہو جیسا کہ متبادر اور احادیث اور تفسیر سے ثابت ہے۔ یا خیر کثیر کے معنی میں ہو۔ کیونکہ امام المفسرین حضرت ابن عباس رضہ خیر کثیر کی تفسیر میں یہی خصوصیات نبویہ ہی قرار دیتے ہیں۔ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال الکوثر خیر الذی اعطاہ اللہ۔ کہ کوثر سے وہی خیر کثیر مراد ہے جو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دبلا شرکت غیرے عطا فرمائی گئی تھی۔

پس جب کہ مرزا صاحب نے اسی آیت انا اعطیناک الکوثر سے اپنے آپ کو مخاطب اور مصداق مان لیا خواہ وہ پھر از تاویل ہو خصوصیت محمدیہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب امتیازی اور لقب خصوصی میں شرکت یقیناً ثابت ہو گئی جو کھلا ہوا نہ کہ ختم الرسالت ہے اور جس کے بعد کسی طرح ایمان کلمہ کے جزو ثانیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں ہو سکتا۔ اب مختار مدعا علیہ کی یہ تاویلات کہ مرزا صاحب نے کسی جگہ یہ دعویٰ نہیں کیا کہ مجھے حوض کوثر دیا گیا بلکہ کثرت یا خیر کثیر مراد لی ہے الٹے سود اور لغو ہیں۔ اعتراض کسی معنی خاص پر نہیں بلکہ صرف یہ ہے کہ یہ خصوصی خطاب محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اس میں کسی اور کی شرکت ایمانی کلمہ کے منافی ہے جس کا مختار مدعا علیہ نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ پس یہ دوسرا نمبر بھی لاجواب رہا۔

قول مختار مدعا علیہ

"یہ الہام براہین احمدیہ میں بھی موجود ہے جب کہ آپ کو یہ مولوی مسلمان سمجھتے تھے الخ۔. وہاں صرف آیات نقل کی ہیں کہ یہ اسلام کی حقانیت کے دلائل ہیں نہ اُس وقت دعویٰ نبوت و رسالت تھا نہ اس کا مصداق اپنے کو قرار دیا تھا۔ مسلمان اس مغالطہ میں تھے کہ ان کے مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ رسالت محمدیہ کے دلائل ہیں مگر جب نبوت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مرزا صاحب نے پردہ اٹھایا اور اپنے کو محمد احمد رسول و نبی بنا کے ان کا مصداق قرار دیا تو نہ صرف علماء بلکہ تمام مسلمان و فرقہ اسلامیہ عرب و عجم کے ان کی تکفیر کرنے لگے۔ اور خود مولوی محمد حسین بٹالوی جنہیں مختار مدعا علیہ نے یہاں تائیداً پیش کیا ہے تکفیر میں پیش پیش ہوئے۔ اور بھی وجوہات موجب تکفیر قرار دیں ملاحظہ ہو اشاعۃ السنۃ ج ۵ و ۶۔ « مرزا غلام احمد صاحب قادیانی زمانہ تالیف براہین احمدیہ کے پہلے آپ کی سوانح عمری کا میں تفصیلی علم نہیں رکھتا، مگر زمانہ تصنیف براہین سے جو جھوٹ بولنا دھوکا دینا آپ نے اختیار کیا ہے خصوصاً ۱۸۸۶ء سے جب سے آپ نے الہامی بیٹا تولد ہونے کی پیشگوئی کی اور اس قسم کی اور پیشگوئیاں مشتہر کی ہیں علی الخصوص ۱۸۹۱ء سے جب سے آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ مشتہر کیا ہے اس سے آپ کی کوئی تحریر کوئی تقریر کوئی خط کوئی تصنیف خالی نہیں ہے اس پر قیاس ہو سکتا ہے کہ پہلے زمانہ میں خصوصاً امتحان مختاری میں فیل ہونے اور پھر عدالت میں سالہا سال اپنے مقدمات کرنے کے وقت آپ کا بھی حال رہا ہوگا۔ (اشاعۃ السنۃ ص ۸۹ ج ۱۵)

(خلاصہ)

اعتراض صرف انا اعطیناک الکوثر کے خطاب میں شرکت پر ہے۔ جب تک مرزا صاحب اس خطاب میں اپنے آپ کو شریک مانتے ہیں خواہ کوئی بھی معنی لیں شرک بالرسالۃ رہینگے اور کلمۂ توحید پر ایمان نصیب نہیں ہو سکے گا۔

کیونکہ اوپر دلائل سے ثابت ہو چکا کہ اس کا خطاب اور مصداق ہر معنے سے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نہ کوئی اور۔ مگر مرزا صاحب اس کا مصداق صرف تنہا اپنے آپ کو بتاتے ہیں ملاحظہ ہو اعجاز احمدی ص ۲ کہ تو ہی اس آیت کا مصداق ہے پس علاوہ شرک کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصداق ہونے سے انکار ہے جو خلاف نص قرآن اور صریح کفر ہے۔

(۳)

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

قول مختار مدعا علیہ و مختار مدعیہ نے اس الہام سے بھی عدالت کو یہ مغالطہ دینا چاہا ہے کہ گویا مسیح موعود نے اس آیۃ قرآنی کا اپنے آپ کو مصداق ٹھہرایا ہے حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے مختار مدعیہ نے دافع البلاء ص ۶ کا حوالہ دیا ہے اور ص ۸ پر جو اس کا ترجمہ درج ہے وہ دانستہ نظر انداز کیا ہے جس پر در حقیقت کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ اور وہ یہ ہے «وہ وقت قریب ہے کہ میں ایسے مقام پر تجھے کھڑا کروں گا کہ دنیا تیری حمد و ثنا کرے گی مرزا صاحب نے یہ معنی کئے ہیں»

اس میں بھی حسب عادۃ پہلو بدل کر جواب دینا چاہا ہے یہاں بھی معنی اور مطالب میں بحث و اختلاف نہیں بلکہ بحث صرف اسی قدر ہے کہ یہ خطاب عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ہے اور اوپر عمومی بحث میں ہیڈنگ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات" کے تحت میں مفصل گزر چکا کہ یہ خصوصی خطاب آیۃ مذکورہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے اس میں کوئی نبی وولی شریک نہیں قرآن پاک کا سیاق و سباق بھی اس تخصیص کو ثابت کرتا ہے۔ احادیث بخاری و مسلم و دیگر صحاح اس کی شہادت میں پیش کر چکا ہوں کہ اس آیۃ کے مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور یہ مقام موعود صرف ایک ہی شخص کو ملے گا کوئی دوسرا حقدار و شریک و سہیم نہیں۔ اور وہ صرف ذات گرامی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ احادیث نیز تفاسیر میں اس کی وجہ تسمیہ بھی مذکور ہے کہ جب آپ باری تعالے کی دائیں جانب کھڑے ہو کر شفاعت کبرای فرمائیں گے جس سے تمام انبیاء سابقین انکار اور نفسی نفسی کہہ چکے ہوں گے اس وقت آپ اس مقام شفاعت پر کھڑے ہوں گے جسے مقام محمود کہتے ہیں اور تمام اولین و آخرین آپ کی حمد کریں گے اور یہی مراد وعدہ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا سے ہے مرزا صاحب نے اس خصوصی مقام محمود اور اس آیت کے خطاب میں اپنے آپ کو بھی شامل کیا ہے جو کھلا ہوا شرک فی الرسالۃ اور توہین سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اور منافی کلمہ توحید خصوصاً اس جزو ثانی، محمد رسول اللہ کے ہے۔

مرزا صاحب نے بعینہ یہ آیۃ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا اپنے اوپر چسپاں کی ہے۔ جو ان کے شرک فی الرسالۃ ہونے کو کافی ہے۔ مختار مدعا علیہ اس کا ترجمہ خود مرزا صاحب کا اسی اعجاز احمدی ص ۵ سے یہ نقل کر رہا ہے "کہ میں ایسے مقام پر تجھے کھڑا کروں گا کہ دنیا تیری ثنا کرے گی یہ بعینہ ترجمہ اسی آیۃ کا ہے خواہ مقام محمود کا لفظ نقل کیجئے کہ کہیے کہ ایسے مقام پر کھڑا کروں گا کہ دنیا تیری حمد و ثنا کرے گی" ایک ہی بات ہے۔ بہر حال اس ترجمہ کو آیۃ سے کافی نہیں۔ مرزا صاحب کی دنیا میں سوائے ان کے متعلق تمام دنیا نے تعریف نہ کی یوں ہی تو دنیا میں کسی نبی حتیٰ کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام دنیا نے حمد و ثنا نہ کی بہر حال آخرۃ ہی کی حمد و ثنا مراد ہے اور وہی شفاعت کبرای کے وقت ہے جب کہ آپ اس مقام شفاعۃ پر فائز ہوں گے اور تمام دنیا اولین و آخرین ہر دروازہ سے مایوس ہو کر اس دروازہ پر آئیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجائے نفسی نفسی کے انا لہا انا لہا کہ ہاں میں اس کے واسطے ہوں اور یہی موعود مقام محمود ہے کہ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا جس میں کوئی بڑا سے بڑا نبی ولی مقرب فرشتہ شریک نہیں ہوئے۔ مرزا صاحب کے سوا کسی نے یہ آیۃ کسی طرح اپنے یا کسی اور پر چسپاں کی ہو یا اسے چسپاں کرنا جائز رکھا ہو۔ پس یہ اعتراض بھی بالکل لاجواب رہا اور جو کچھ بھی مختار مدعا علیہ نے اس کے تحت لکھا یا کہا سب پہلو سے غیر متعلق۔

(دو غیر متعلق و غیر مسلم حوالے اور ان کی حقیقت)

اس سلسلہ میں مختار مدعا علیہ نے دو غیر مسلم حوالے نقل کئے ہیں۔

پہلا حوالہ شرح فصوص الحکم کا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختار مدعا علیہ وگواہان مدعیہ کے مسلم پیشوا شیخ عبدالرزاق قاشانی نے مہدی موعود کے بیے بھی مقام محمود تحریر کیا ہے چنانچہ شرح فصوص الحکم میں تحریر فرماتے ہیں کہ "فلہ المقام المحمود کہ مہدی کے لیے مقام محمود ہے شرح فصوص الحکم مطبوعہ ص۵۲۔

پہلا جھوٹ مختار مدعا علیہ کا یہ ملاحظہ فرمائیں کہ عبدالرزاق قاشانی کو مختار مدعا علیہ وگواہان مدعیہ کا مسلم پیشوا بتایا ہے حالانکہ عدالت میں ریکارڈ موجود ہے کسی ایک گواہ سے ان کے مسلم یا غیر مسلم ہونے کا سوال نہیں ہوا محض سفید جھوٹ عدالت کو مغالطہ دینے کے واسطے بنایا گیا مختار مدعا علیہ مسلم بتانا جوڈیشل اصول پر محض لغو ہے۔ اور مختار مدعا علیہ برابر اسے غیر مسلم بتاتا رہا یہ بھی بہتان عظیم ہے۔

علاوہ غیر مسلم اور اس شرح کے غیر معتبر ہونے کے یہ حوالہ غیر متعلق ہے کیونکہ صرف لفظ مقام محمود بھی قابل ستائش رتبہ مابہ النزاع نہیں بلکہ آیہ کریمہ عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا کے خطاب اور اس کے اپنے پاکسی اور پر چسپاں کرنے میں گفتگو ہے یہاں اس کا تذکرہ تک نہیں یہاں صرف اس قدر ہے کہ مہدی قابل تعریف خدمت انجام دینگے پس ان کے لیے قابل تعریف مرتبہ ہوگا یہ اور چیز ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی خطاب عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا میں اپنے آپ کو شریک کرنا اور اپنے اوپر اسے چسپاں کرنا دوسری چیز ہے اور مرزا صاحب اس پچھلے جرم کے مرتکب ہیں اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہتک ہے۔

(دوسرا حوالہ ہدیہ مجددیہ ص۵۵ کا ہے کہ)

"وھو المقام المحمود الذی لا یشارکہ فیہ من الانبیاء والرسل الا اولیاء امتہ"

اور مقام محمود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیاء اور رسولوں سے کوئی شریک اور وارث نہیں مگر وہ اولیاء جو آپ کی اُمت سے ہوں الخ۔۔

الجواب

(۱) اولاً یہ کتاب غیر مسلم ہے ناقابل اعتبار ہے۔

(۲) جرح کے وقت باوجود بار بار سوال کے نہ کتاب پیش کر سکے نہ مصنف کا نام و مسلک۔

(۳) اس میں یہ بتایا کہ کوئی نبی اور رسول مقام محمود میں شریک نہیں سوائے ولی کے اور مرزا صاحب مدعی نبوۃ و رسالت ہیں۔ پس یا وہ نبی و رسول نہیں یہ دعویٰ محض جھوٹ و افتراء ہے یا مقام محمود میں شریک نہیں۔ اس شرکت کا ادعا بہتان عظیم ہے جس سے بڑھ کر بنص قرآن و نیا میں کوئی کفر نہیں ہو سکتا۔ ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا (قرآن حکیم) مفتری علی اللہ سے بڑھ کر کوئی ظالم و کافر نہیں ہو سکتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) اس ہدیہ مجددیہ کی عبارت میں جو اولیاء امت کو مقام محمود میں وارث بتایا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اولیاء اس مقام پر فائز یا اس میں داخل ہو جاتے ہیں بلکہ وہ بطور سیر ان پر منکشف ہوتے ہیں جیسے شاہی دربار کی کسی کو سیر کرائی جائے اور بتایا جائے کہ یہ شہنشاہ معظم کا مقام ہے یہ وزیر اعظم کا یہ وائسرائے کا یہ خواص و مقربین شاہی کا اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ یہ دیکھنے اور سیر کرنے والا اس مقام پر فائز ہو گیا بلکہ صرف اس کا مشاہدہ کیا۔

(ایک اصولی ضابطہ)

یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اولیاء اللہ انبیاء کرام کے وارث ہوتے ہیں مگر نبوۃ اور ہر وہ شئے جو مقامات نبوۃ سے متعلق ہو اس کی وراثت صرف ان کا عکسی مشاہدہ ہے نہ ان میں دخول اور اس پر فائز ہونا بلکہ مقامات نبوت کو وہ ایسے دیکھتے ہیں جیسے کوئی سمندر کے پانی میں ستاروں کا نظارہ کرے بلا واسطہ اصلی نظارہ بھی محال ہے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سوئی کے سرے کے برابر مقام نبوۃ کو دیکھا تھا کہ جلنے کے قریب ہو گئے۔

اس ضابطہ کا حوالہ فریقین کے مسلم بزرگ شیخ عبدالوہاب شعرانی و محی الدین ابن عربی رحمہما اللہ تعالیٰ کی کتاب سے پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو جرح گواہ مدعا علیہ نمبر ۱ مارچ ۳۳ء

(۱) لا ذوق لنا فی مقام الانبیاء حتی نتکلم علیہ وانما نراہ کما ترى النجوم فی الماء کما سیاتی بسطہ فی مبحث الولایۃ۔ (یواقیت ص ۱۹۷)

یعنے ہمیں نبیوں کے مقامات سے کوئی ذوق نہیں کہ ان پر بحث بھی کرسکیں ہم تو انہیں صرف اسطور پر دیکھ سکتے ہیں جس طرح تم لوگ پانی میں ستاروں کا نظارہ کرتے ہو۔

"حوالہ (۲) وقال فی شرحہ لترجمان الاشواق اعلم ان مقام النبی ممنوع لنا دخولہ وغایۃ معرفتنا بہ من طریق الارث النظر الیہ کما ینظر من ھو فی اسفل الجنۃ الی من ھو فی اعلی علیین او کما ینظر اھل الارض الی الکواکب السماء وقد بلغنا عن الشیخ ابی یزید انہ فتح لہ من مقام النبوۃ قدر خرم ابرۃ تجلیا لا دخولا فکاد ان یحترق (یواقیت مبحث ۳۲ ص ۲۲)"

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی سید الصوفیاء رحمہم اللہ تعالیٰ اپنی شرح ترجمان الاشواق میں ارقام فرماتے ہیں کہ جان لو کہ مقامات انبیاء میں ہمارا داخلہ بند ہے ہماری انتہائی پرواز و معرفت وراثت کے طور پر صرف اس قدر ہے کہ انہیں اسطور پر دیکھ سکیں جیسے کہ سب سے نیچے درجہ کا جنتی اعلیٰ علیین کو یا باشندگان زمین آسمانی ستاروں کو دیکھتے ہیں۔ ہمیں خبر ملی کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ پر تجلی کے طور پر سوئی کے سرے کے برابر نبوۃ کے مقامات سے انکشاف ہوا تھا باوجودیکہ دخول نہ تھا پھر بھی جلنے کے قریب ہو گئے تھے (یواقیت والجواہر بحث ۴۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے مندرجہ ذیل امور مسلمہ ثابت ہوئے۔

(۱) کوئی ولی باوجود رفعت شان کے مقامات انبیاء تک نہیں پہنچ سکتا۔

(۲) وراثتہً صرف یہ ممکن ہے کہ اتنے فاصلہ سے نظارہ کرے جیسے نیچے کا جنتی اعلیٰ علیین کا یا زمین کا باشندہ آسمانی ستارونکا

(۳) دخول تو درکنار یہ نظارہ بھی انتہائی پرواز ہے جس کی تاب بایزید بسطامی رح بھی باوجود اس جلالت شان کے نہ لا سکے حالانکہ نظارہ صرف سوئی کے سرے کے برابر تھا۔

(نتیجہ)

مقام محمود بھی مقامات انبیاء بلکہ فخر الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی مقامات سے ہے۔ پس اگر کوئی ولی اس سے وراثتاً حصہ پاسکتا ہے تو صرف اس قدر کہ اس کی انتہائی پرواز یہ ہو گی کہ اُس کا یوں نظارہ کرے جس طرح زمین والے آسمانی ستاروں کو دیکھتے ہیں اس میں دخول اور اس پر فائز ہونا محال قطعی ہے اور مرزا صاحب نے اپنے پر آیۃ عسٰی ان یبعثك ربك مقاما محمودا چسپاں کر کے صریح کفر اور شرک فی الرسالۃ کیا ہے جس کے بعد کلمہ توحید پر ایمان نصیب ہی نہیں ہو سکتا۔

بہر حال یہ حوالہ باوجود غیر مسلم ہونے کے صرف اصطلاح صوفیاء سے ناواقفی پر مبنی تھا۔ اور یہ اعتراض بھی سابقہ اعتراضات کی طرح بالکل لاجواب ہے۔

(۴)

وما ارسلناك الا رحمۃ للعلمین

مختار مدعا علیہ نے یہاں بھی دانستہ اعتراضی پہلو سے گریز کر کے غیر متعلق جواب دیا اور اپنے اس طرز سے اس کے لاجواب ہونے کو بھی تسلیم کر لیا۔

بحث نہ لفظ رحمۃ للعالمین میں ہے نہ رحمۃ اللہ، رحمۃ عالم میں بلکہ اس آیۃ کریمہ وما ارسلناك الا رحمۃ للعلمین کے خطاب اور مصداق میں ہے۔ کہ یہ بعینہ آیۃ کسی اور پر چسپاں ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اور ہم نے اصل بحث میں قرآن پاک کے سیاق و سباق نیز دیگر عقلی و نقلی دلائل سے یہ امر اچھی طرح سے واضح کر دیا ہے کہ وما ارسلناك الا رحمۃ للعلمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی خطاب اور اخص ترین مقام میں اس میں کوئی نبی و ولی و رسول و قطب آپ کا شریک و سہیم نہیں نہ آج تک تیرہ سو سال میں کسی نے اس آیۃ کریمہ کو سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نبی یا ولی یا اپنے پر چسپاں کیا جو بھی اس خصوصی خطاب میں اپنے آپ یا کسی کو شریک مانے یا اُس پر اس آیت کو چسپاں کرے وہ شرک فی الرسالۃ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنیوالا اور ان کے ناموس پاک پر حملہ کرنیوالا ہے کہ ایمان کسی طرح محمد رسول اللہ پر نہیں ہو سکتا اور مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی وغیرہ پر وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کا خطاب اپنے کو بتلا کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ آیۃ کریمہ اپنے اوپر چسپاں کی ہے۔ لہذا اُن کا ایمان کبھی کلمۂ توحید کے دوسرے حصہ پر نہیں ہو سکتا جیسا کہ دلائل سے ثابت ہو چکا کہ پہلے حصہ پر بھی اُن کا ایمان نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کی تخصیص مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے لکھتے ہیں کہ یہ پھر دوسری جگہ کہا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین یعنی ہم نے کسی خاص قوم کے لیے رحمۃ نہیں بھیجا بلکہ اس لیے بھیجا ہے کہ تمام جہان پر رحمۃ کی جائے پس جیسا کہ خدا تمام جہان کا خدا ہے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان کے لیے رسول ہیں اور تمام دنیاء کے لیے رحمت ہیں اور آپ کی ہمدردی تمام دنیا کے ساتھ ہے نہ کسی خاص قوم سے (مضمون ملحقہ چشمۂ معرفت ص۹) مختار مدعا علیہ نے بھی اسے اولاً نقل کیا ہے اور گویا تخصیص مان لی ہے مگر تاویل یہ کرتا ہے کہ۔

«مرزا صاحب کا دعویٰ مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا ہے اور پہلے علماء اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ مہدی بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح رحمۃ للعالمین ہوگا۔»

اس کے ثبوت میں بجائے کسی مسلّم حوالے کے دو جدید غیر مسلّم حوالے پیش کئے ہیں۔ پہلا حوالہ الاشاعۃ لاشراط الساعۃ کا فالمھدی رحمۃ اللہ کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین و المھدی یقفو اثرہ ولا یخطئ فلابد ان یکون رحمۃ یعنی مہدی خدا تعالیٰ کی رحمۃ ہے جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی رحمت تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے تجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مہدی آنحضرت کے نقش قدم پر چلے گا۔»

الجواب

(۱) اولاً یہ سید محمد شریف کوئی مسلّم عالم نہیں نہ اُن کی کتاب مسلمات فریقین سے ہے۔ (۲) یہ اُن کی ذاتی رائے ہے جس کے ثبوت میں نہ کوئی آیۃ قرآنی ہے نہ حدیث نہ کسی امام کا قول نہ کسی بزرگ کا ارشاد نہ کسی فقیہ یا متکلم و محدث و مفسر کا ارشاد اور ان کی رائے ہم پر یا کسی مسلمان پر حجۃ نہیں۔ (۳) یہ ما بہ النزاع سے غیر متعلق ہے مہدی کا اللہ کی رحمۃ ہونے کا اس میں ذکر ہے اللہ کی رحمۃ ہونا اور شئے ہے اور وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین کا مخاطب ہونا اور اس آیۃ کو چسپاں کرنا اور چیز ہے اللہ کے تمام نیک بندے انبیاء اولیاء صلحاء سب دنیا پر اللہ کی رحمۃ ہیں۔ جیسے جھوٹے مدعیان نبوۃ اور بدکار اور دشمنان خدا دنیا کے لیے اللہ کی لعنت اور عذاب ہیں۔

کیونکہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین کے یہ معنے ہیں کہ ہم نے آپ کو رسول بنا کر نہیں بھیجا مگر تمام عالموں کی رحمۃ کے لیے یعنے آپ صرف رحمۃ ہی ہیں اور سراپا رحمۃ بخلاف انبیاء و رسل سابقین کے کہ وہ متبعین اور احباب کے لیے رحمۃ تھے نہ مخالفین و اعداء کے واسطے کیونکہ ان کا تختہ الٹ جاتا تھا زمین میں دھنسائے جاتے تھے صورتیں مسخ کرکے خنزیر بندر بنائے جاتے تھے پتھر برسائے جاتے تھے طوفان سے انہیں صفحہ ہستی سے نیست و نابود کیا جاتا تھا مگر ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ طغرائے امتیاز ہے کہ دنیا میں قدم رکھا اور یہ تمام عذاب اور عالم گیر عقوبتیں آپ کی رحمۃ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر شمریں بند کر دیگئیں۔ دنیوی عذاب سے آپ کے اصحاب بھی مامون رہے اور اعداء ابوجہل وابولہب وغیرہ بھی اور نبیوں میں رحمۃ کی بھی شان تھی۔ اور عقوبت و عذاب کی بھی۔ مگر یہاں دنیوی لحاظ سے صرف رحمۃ ہی رحمۃ ہے اسی لیے اور کسی نبی کو یہ خطاب عطا نہ ہوا۔ بلکہ صرف مدنی تاجدار سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوا کہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین پس یہ وہ مخصوص لقب ہے جس کی تخصیص کسی دلیل کی محتاج نہیں۔ مسلمان کا بچہ بچہ واقف ہے کہ وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا شرکت غیر کے امتیازی لقب ہے جس لقب کو نہ آدمؑ حاصل کر سکے نہ نوحؑ و ابراہیمؑ و موسٰیؑ و عیسٰےؑ علیہم السلام نہ اولیاء اللہ بطور وراثت پاسکیں اُسے مرزا غلام احمد اپنے لیے استعمال کر رہے ہیں ؎

زور ہی کیا تھا جفائے باغباں دیکھا کیے   آشیاں لٹتا رہا ہم بے زباں دیکھا کیے

یا لیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا

دوسرا حوالہ فتاوی رشیدیہ جلد ۲ صـ۱۳ ۔

دو لفظ رحمۃ للعلمین صفۃ خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر انبیاء و اولیاء و دیگر علماء ربانیین بھی موجب رحمۃ عالم کہتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں لہذا ایک دوسرے کے لیے اس لفظ کو بتاویل بولا جائے تو جائز ہے (فتاوی رشیدیہ ج ۲ صـ۱۳)

الجواب

(۱) مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا بعض گواہوں کے سلسلہ اکابر میں ہونا اور بات ہے اور ان کی طرف منسوب شدہ ہر کتاب کے ہر جزو کا مسلّم ہونا اور بات۔

(۲) فتاوے رشیدیہ نہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے نہ اُن کے زمانہ میں جمع کی گئی نہ انہوں نے نظر ثانی کی۔

(۳) فتاوے رشیدیہ میں کچھ فتاوے ہیں جن میں اکثر مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اور بہت سے دوسروں کے بھی چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے بھی ان میں فتاوے ہیں اور مولوی لطف اللہ صاحب کے بھی۔

(۴) ان کو جمع کر کے اوّلاً ایک غیر مقلد عزیز الدین مراد آبادی نے شائع کرایا ہے اور غیر مقلدین کو حضرت سے خصوصی عناد تھا۔

(۵) اُس پر کسی معتبر عالم نے نظر ثانی بھی نہیں کی نہ کوئی تصدیق و توثیق۔

(۶) ان میں اکثر فتاوے کے متعلق اکابر علماء دیوبند برابر فرماتے رہے ہیں کہ مولینا رحمۃ اللہ علیہ کے نہیں بلکہ غلط اُن کی طرف منسوب ہیں۔

(۷) القائم الرشید وغیرہ میں اس کے کل فتاوے نہ معتبر ہونے کا نوٹ بھی مل سکتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸) مولانا تصانیف کثیرہ کے مصنف ہیں نیز ان کی احادیث کی تقاریر بھی چھپ چکی ہیں ان کی کسی تحریر تصنیف یا تلامذہ واصحاب کے نقل میں یہ مسئلہ موجود نہیں بلکہ اس کے خلاف نقلیں موجود ہیں۔

(۹) مختار مدعا علیہ نے اس عبارت کے نقل کرنے میں دیدہ و دانستہ خیانت کی اور اس کے اوپر لفظ الجواب تھا حذف کر دیا تاکہ اس کا قبل سے رابطہ نہ معلوم ہو سکے۔

(۱۰) یہ دراصل ایک مستفتی کے استفتاء کا جواب ہے جسے خیانۃً مختار مدعا علیہ نے نقل کیا حالانکہ تمام فتاوے مستفتی کے سوال استفتاء کے تابع اور اسی روشنی میں لکھے اور دیکھے جاتے ہیں۔

(۱۱) میں اوپر عرض کر آیا ہوں کہ یہاں گفتگو رحمۃ للعلمین لفظ رحمۃ عالم وغیرہ میں نہیں بلکہ مسلم ہے کہ تمام انبیاء اولیاء بلکہ صلحاء امت موجب رحمۃ عالم ہیں بلکہ بحث یہ ہے کہ یہ مخصوص خطاب اور یہ خاص آیۃ ما وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین کسی اور پر چسپاں ہو سکتی ہے یا نہیں اس کا یہاں کوئی تذکرہ نہیں لہذا یہ اس جگہ سے غیر متعلق ہے۔

(۱۲) یہ فتوے بھی نظر غائر سے دیکھا جائے تو ہمارے دعویٰ کی تائید ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ عالم ہونے میں سب سے اعلیٰ اور تمام انبیاء و اولیاء کو آپ سے ادنیٰ فرما رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ اعلیٰ کا خطاب اور خصوصی لقب ادنیٰ کو نہیں دیا جا سکتا وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین کا خطاب سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور کسی کو نہیں ہو سکتا۔

(۱۳) آیۃ میں تو خطاب خاص ہے ہی "لفظ رحمۃ للعلمین" بھی دراصل کسی کے لیے تجویز نہیں فرماتے ہیں بلکہ یوں فرما رہے ہیں "کہ اگر دوسرے کے لیے بتاویل بولا جائے تو جائز ہے"۔ بلا تاویل اصلی استعمال اس کا بھی جائز نہیں۔ تاویل کا لفظ بتا رہا ہے کہ اس لفظ کا استعمال بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کے واسطے احتیاط کے سخت خلاف ہے۔

(۱۴) اس میں تصریح لفظ رحمۃ للعلمین "دوسرے کے لیے اس لفظ" بار بار اس مصنف کے لفظ کو دُہرانا بھی بتا رہا ہے کہ اس کے اصلی معنے یا آیۃ کریمہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین کو حضرت مولانا بھی مخصوص خطاب تسلیم فرما رہے ہیں ورنہ بار بار لفظ کا اعادہ نہ فرماتے اور ہماری گفتگو صرف آیۃ وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین کے خطاب اور اس کے کسی پر بلفظہٖ چسپاں کرتے میں ہے جس کی آدم علیہ السلام سے آج تک سوائے مرزا صاحب کے کسی مسلمان کے کلام میں ایک نظیر نہیں گویا اس پر ایک قسم کا اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ یہ مخصوص خطاب وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے اور یہ آیۃ کسی پر چسپاں کرنا شرک فی الرسالۃ منافی کلمہ توحید موجب تنقیص شان محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے جس کے بعد مرزا صاحب کے کفر میں ذرہ برابر شبہ نہیں ہو سکتا مذکورہ بالا تقریر سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ ہمارا یہ اعتراض بھی بالکل لاجواب ہے اور یہ دونوں حوالے علاوہ اس قدر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شبہات اور قطعی نہ ہونیکے بالکل غیر متعلق ہیں اور مختار مدعا علیہ نے دانستہ اعتراضی پہلو بچا کر جواب دیا ہے جس میں دراصل اس کے لاجوابی کا بزبان حال اقرار ہے فللہ الحمد۔

نوٹ:۔ یہ بھی واضح ہو چکا کہ کوئی بھی ترجمہ اور تاویل ہو اس آیۃ کا کسی غیر پر چسپاں کرنا ہی شرک فی الرسالۃ اور موجب تنقیص شان سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ خصوصی القاب وخطابات کسی غیر کے واسطے بلفظہٖ استعمال کرنا گو کسی معنے میں ہوں جرم قرار دیا جاتا ہے اور کسی طرح بھی جائز نہیں ہو سکتا۔ (۵)

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ جو کام مشرکین مکہ اور کسی بدترین یہودی اور آریہ نے نہیں کیا اس پر چودھویں صدی کے مدعی نبوت نے کمر باندھ رکھی ہے اور خدا جانے ہمارے آقاو مولیٰ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے مرزا صاحب کو دیرینہ عداوت ہے آپ کا کوئی بھی خصوصی کمال نہیں چھوڑتے۔

جس بے باکی سے حملہ نہ کریں کون دنیا میں وہ مسلمان ہے جو اس سے واقف نہیں کہ محبوبیت خداوندی حاصل ہونا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد سے صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہے اور اسلام کا بچہ بچہ واقف ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خصوصی خطاب ہے اس سے بھی اور کسی کو نہیں نوازا گیا اس کو اپنے یا کسی اور پر چسپاں کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمسری کرنا اور موجب تنقیص وشرک فی الرسالۃ منافی کلمہ توحید ہے جس کے بعد لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان ناممکن ہے۔

قرآن پاک کی یہ آیۃ اور یہ خطاب ماقبل ومابعد سے تلاوت فرما دیں نص قطعی ہے اس خطاب کی تخصیص سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ ار مختار مدعیہ کے اس الہام پر اعتراض کا بھی یہی جواب ہے کہ قرآن مجید میں اس آیۃ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں لیکن اس الہام میں موجودہ زمانہ کے لوگوں کو خطاب ہے کہ وہ آپ کی پیروی کریں الخ،، محض لغو اور پھر عذر بلکہ عذر گناہ بدتر از گنہ ہے اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ نزول قرآن کے زمانہ میں تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص تھا مگر مرزا کے الہامی زمانہ میں مخصوص نہ رہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا موجب محبوبیت الٰہی ہونا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قیامت تک ہے۔

یہ آیت کریمہ قرآن مجید میں ہو یا الہام میں کسی اور پر چسپاں ہو ہی نہیں سکتی، اور کیا کوئی الہام قرآن کے خلاف ہو سکتا ہے۔ مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ قرآن میں یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہے مگر یہ ہی بعینہٖ الہام میں اس کے خلاف مرزا صاحب کے لیے ہے۔ دراصل اس کا اقرار ہے کہ مرزا صاحب کے الہام الٰہی الہام ہیں کیونکہ فریقین کے مسلمہ بزرگ سید الطائفہ شیخ اکبر اور علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمہما اللہ کبریت احمر فی علوم الشیخ الاکبر کے صـــ۱۱۹ پر اسے تفصیل سے بیان کیا ہے بلکہ الہام وکشف شریعۃ ظاہرہ یا نص کے مقابل کفر اور تلبیس شیطانی فرمایا ہے اور ایسے شخص کو اخسرین اعمالاً میں شمار کیا ہے۔

بہر حال یہ مخصوص خطاب اور یہ آیۃ کسی پر کسی طرح چسپاں ہونا جائز نہیں نہ حضرت آدم ؑ سے آج تک کسی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسمانی کتاب کسی نبی کے قول کسی صحابی ولی امام بزرگ عالم ربانی کے اشارات میں اس کا استعمال پایا جاتا ہے نہ مختار مدعا علیہ کوئی ایک حوالہ اس آیۃ کے چسپاں کرنے کا کہیں سے پیش کر سکا۔ مختار مدعا علیہ کا یہ قول کہ

"مرزا صاحب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے مجددیت کے درجہ تک پہونچے ہیں اس لیے آپ کی پیروی الخ۔"

بالکل بدیہی البطلان ہے کیا سیدنا ابوبکر رضؓ جنھیں افضل امتی من امتی ابوبکر رضؓ اور لو کنت متخذا خلیلاً غیر ربی لاتخذت ابابکر خلیلاً کے گرانقدر اور بے مثل لقب سے نوازا گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیرو اور محبوب تھے سیدنا اسامہ رضؓ کا تو لقب ہی حب النبی صلے اللہ علیہ وسلم یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب تھا۔ مگر کسی کو اس آیت کے خطاب میں کسی مسلمان نے شامل نہ کیا نہ یہ آیۃ کریمہ اس پر چسپاں کی۔ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حوالہ کہ فمن اطاعک فقد اطاع اللہ ورسول الاعلم الکتاب طالب محض غیر متعلق یہاں نقل کر دیا ہے کوئی قرآن کی آیۃ نہیں نہ اس میں کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب کی شرکت ہے۔ نہ آیۃ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کا تذکرہ ہے۔ نہیں معلوم مختار مدعا علیہ نے کیوں یہ حوالہ یہاں نقل کر دیا کیونکہ بحث آیۃ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ میں تھی۔ اس کی نظیر میں یا یہی آیۃ کسی دوسرے پر چسپاں ہوتی یا اس جیسی دوسری یا محض آیۃ ہی ہوتی نہ اس جیسی

یہاں تو صرف یہ ہے کہ تم صرف قرآن وحدیث کی لوگوں میں تبلیغ کرو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم لوگوں تک پہنچاؤ جو تمہارا کہنا مانے گا وہ اللہ اور رسول کا پیرو ہو جائے گا۔ یہ حوالہ محض بے ربط اور غیر متعلق ہے۔

گفتگو تو یہ ہے کہ یہ آیۃ یا اس کا مفہوم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع محبوبیت خداوندی کا موجب ہے کسی پر چسپاں نہیں ہو سکتی اس کے خلاف تمام دنیا میں ایک نظیر نہیں۔ نہ مختار مدعا علیہ اس قدر جدوجہد کے ایک نظیر پیش کر سکے۔

دوسرا حوالہ اشاعۃ السنۃ مولوی محمد حسین بٹالوی غیر مقلد کا ہے کہ "اس آیۃ کے معنے میں وہ مؤلف براہین ایسی سمجھتے ہیں۔ کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب میں ہے۔ اور اس میں آنحضرت کا اتباع امت پر لازم کیا گیا ہے اور جب انہی الفاظ میں دوہ قرآن میں) وہ اپنے آپ کو مخاطب سمجھتے ہیں اور اپنے اتباع سے اتباع آنحضرت قرار دیتے ہیں چنانچہ بصفحہ ۲۳۹ کتاب، ان الفاظ کا ترجمہ ان الفاظ سے کرتے ہیں کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو یعنے اتباع رسول مقبول کرو ...... تا ...... خدا تم سے محبت کرے (اشاعۃ السنۃ صفحہ ۲۱۹)

(الجواب)

(۱) مولوی محمد حسین غیر مقلد ہیں اور مدعیہ نیز اس کا گروہ مقلد و حنفی لہٰذا مخالف کی رائے حجت نہیں بلکہ یہ تو فریقین کو غیر مسلّم ہیں

(۲) مولوی صاحب موصوف شروع میں مغالطہ میں تھے بعد کو متنبہ ہوئے اور انہیں وجوہات سے مرزا صاحب کو کافر و مرتد قرار دیا کیونکہ براہین کے وقت مرزا صاحب کا کفر مستور تھا بعد میں ہویدا ہو گیا (ملاحظہ ہو اشاعۃ السنۃ صفحہ ۲۹ ج ۲۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) اس جواب کا ماحصل بھی وہی ہے جو مختار مدعا علیہ کا جس کا مفصل جواب عرض کر چکا ہوں پھر جب کہ اس آیۃ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خطاب میں مان لیا تو تخصیص تو ثابت ہی ہو گئی اس کے بعد کسی طرح کسی پر چسپاں کرنا اس تخصیص کو باطل اور شرک فے الرسالۃ کرنا ہے بلکہ شان محبوبیت صلے اللہ علیہ وسلم کو گھٹانا ہے جو سوائے مرزا صاحب اور مرزائیوں کے کسی کا شیوہ اور محبوب مشغلہ نہیں۔

(۴) اس حوالہ میں بھی کسی آیت یا حدیث و تفسیر و فقہ کسی صحابی امام بزرگ عالم کے قول سے اس کا ثبوت نہیں کہ یہ آیت کسی اور پر چسپاں ہو سکتی ہے۔ یا کیگئی ہے بلکہ جب تک وہ مرزا کے معتقد مرزائی تھے مرزائیوں کی طرح تاویلیں کرتے تھے جب اللہ نے توبہ ورجوع کی توفیق دی تو جس قدر تردید و تکفیر کی ہے وہ دنیا پر واضح ہے مولوی صاحب موصوف کے اس رسالہ اشاعۃ السنۃ کے اگلے فائل ملاحظہ فرمادیں۔ مرزائیت کی جڑیں ہلادی ہیں اور مرزا صاحب اور انکے متبعین کے دجل و فریب آشکارا کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا نمونہ ملاحظہ ہو صفحہ "عقائد باطلہ مخالفہ دین اسلام و ادیان سابقہ کے علاوہ جھوٹ بولنا اور دھوکا دینا آپ کا ایسا وصف لازم بن گیا ہے کہ گویا وہ آپ کی سرشت کا ایک جزو ہے زمانہ تالیف براہین احمدیہ کے پہلے آپ کی سوانح عمری کا میں تفصیلی علم نہیں رکھتا مگر زمانہ تصنیف براہین سے جو جھوٹ بولنا دھوکا دینا آپ اختیار کیا ہے خصوصاً ۱۸۸۶ء سے جب سے آپ نے الہامی بیٹا تولد ہونے کی پیشگوئی کی اور اس قسم کی اور پیش گوئیاں مشتہر کی ہیں علے الخصوص ۱۸۹۱ء سے جب سے آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ مشتہر کیا ہے اس سے آپ کی کوئی تحریر کوئی تقریر کوئی خط کوئی تصنیف خالی نہیں اس پر قیاس ہو سکتا ہے کہ پہلے زمانہ میں خصوصاً امتحان مختاری میں فیل ہونے اور پھر عدالت میں سالہا سال اپنے مقدمات کرنے کے وقت آپ کا یہی حال رہا ہوگا (اشاعۃ السنۃ

قول مختار مدعا علیہ "اور اس الہام میں مولویوں کی تکفیر کا رد بھی ہے چنانچہ مرزا صاحب نشان آسمانی بار دوم ص۲۵ میں اس الہام کو ذکر کر کے کافر ہو جاتا ہے اور ایک طرف مولوی لوگ فتویٰ لکھ رہے ہیں کہ اس شخص کی ہم عقیدگی اور پیروی سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور ایک طرف خدا تعالےٰ اپنے اس الہام پر متواتر زور دے رہا ہے یعنی مخالفین کو اس الہام میں جواب دیا گیا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق و صادق ہے اور اس کا شیدائی ہے اس لیے اس کی پیروی اور اس کی تقلید انسان کو خدا کا محبوب بنا دیتی ہے۔"

مولویوں کا رد نہیں بلکہ ان کی تائید ہے کیونکہ مرزا صاحب کے ذخیرہ کفریات میں اس سے ایک عدد کا اضافہ ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ کبھی کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں اچھے الفاظ استعمال کرنا محض مرزا صاحب کا دجل اور فریب ہے ورنہ وہ اپنے نقیب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر خصوصیت میں ہمسر اور شریک و سہیم سمجھتے ہیں اور برابر ہتک و توہین میں سرگرم رہتے ہیں ان کے نمائشی ایمان و اسلام کا کوئی اعتبار نہیں۔ دراصل جیسا کہ دلائل سے ثابت ہو چکا مرزا صاحب اور مرزائیوں کا ایمان نہ لا الٰہ الا اللہ پر ہے نہ محمد رسول اللہ پر نہ ایمان مجمل پر نہ مفصل پر۔ مرزا صاحب کی تقلید انسان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوخدا اور رسول کا دشمن اور شیطان لعین کا دوست بنانی ہے جیسا کہ مفصل گزرا اور آگے آرہا ہے۔

(خلاصہ)

مخصوص اعتراضی پہلو کہ یہ آیت کسی پر چسپاں نہیں ہو سکتی اور اس خطاب میں مشارکت شرک فی الرسالۃ ہے مختار مدعا علیہ بالکل دانستہ نظر انداز کر گیا اور اس کی ایک نظیر مسلّم و غیر مسلّمہ نہ لا سکا لہذا یہ اعتراض بھی بالکل لاجواب رہا۔

(۶)

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی

یہاں بھی مختار مدعا علیہ یہ کہکر کہ اس کا بھی وہی جواب ہے جو سابق کا اعتراضی پہلو سے گریز کیا بحث صرف اس قدر ہے کہ یہ خصوصی خطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا امتیازی طغرائے افتخار ہے اس کا کسی اور پر چسپاں کرنا موجب ہتک و تنقیص شان گرامی سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور شرک فی الرسالۃ کی یہ بھی ایک قسم ہے جس کے بعد کلمہ توحید پر ایمان باقی نہیں رہ سکتا۔

اس خطاب کو آدم سے آج تک نبی صحابی ولی امام بزرگ نے اپنے یا کسی کے لیے استعمال کرنا یا اُسے چسپاں کر کے جائز نہ سمجھا۔ مختار مدعا علیہ بھی اس کی ایک نظیر بھی کسی غیر مسلّم کتاب کی بھی نہ پیش کر سکا بلکہ اس کی خصوصیت کا اعتراف مرزا صاحب کے الفاظ میں کر گیا کہ

"ہمارے سید و مولا سید الرسل حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں ایک سنگریزوں کی مٹھی کفار پر چلائی اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی مگر اس مٹھی نے خدائی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہونچا ہو اور وہ سب اندھوں کی طرح ہو گئے۔ اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی ان میں پیدا ہو گئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا اس معجزہ کی طرف اللہ جل شانہ اس آیہ میں اشارہ فرماتا ہے وما رمیت اذ رمیت الخ یعنے جب تو نے اس مٹھی کو پھینکا وہ تو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا تعالے نے پھینکا یعنے در پردہ طاقت الٰہی کام کر گئی انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا،

لہذا یہ اعتراض بھی بالکل بے لوث جواب ہے کیونکہ ہمارا اعتراض جیسا کہ ابھی ذکر کیا صرف خطاب میں مشارکت اور اس آیت کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی پر چسپاں کرنے کا تھا جس کا جواب بن پڑا اور مختار مدعا علیہ نے پہلو بچا کر استدلال ہی خبط کر دیا کہ "یہ اعتراض کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزے کو اپنی طرف منسوب کر لیا بالکل غلط اور محض بہتان ہے"۔ یقیناً بہتان ہے کیونکہ میں نے یہ اعتراض ہی نہیں کیا ہمارا دعویٰ تو یہ ہے کہ یہ آیت خصوصیات نبویہ سے ہے جیسا کہ اصل بحث میں دلائل بینہ سے واضح کر آیا ہوں اس کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی پر چسپاں کرنا کسی معنے سے درست نہیں بلکہ توہین نبوی ہے اور کسی مسلمان نے کسی تاویل سے حقیقۃً یا مجازاً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو کسی پر چسپاں کرنا روا نہیں سمجھا ۔ مسلمانوں کے اعتراضات کے بعد مرزا صاحب کی یہ تشریح "کہ اس سے اشارہ ان اشارات کی طرف معلوم ہوتا ہے جو حال میں شامل ہو رہے ہیں" البشریٰ ج ۲ ص ۹۷

علاوہ مضحکہ انگیز ہونے کے اصل اعتراض یعنے آیت قرآنی کو جو خصوصیات محمدیہ سے تھی مرزا صاحب نے اپنے اوپر چسپاں کیا اس کا جواب نہیں بن سکتا ۔ جب تک کوئی نظیر اس کی عالم اسلامی سے پیش نہ کریں یا کوئی آیت حدیث کسی صحابی امام بزرگ عالم کا قول اس تاویل سے جواز استعمال کا پیش کریں ۔

مزید برآں جس البشریٰ سے اسے نقل کیا ہے اُس میں بھی نقل کی خیانت موجود ہے کیونکہ وہاں آیت کا وہی ترجمہ موجود ہے جو قرآنی آیت کا اُسے درمیان سے دیدہ و دانستہ نظر انداز کر دیا اصل یوں ہے کہ "(۴۳) ۲/مئی ۱۹۰۵ء ۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی (ترجمہ) تو نے مٹھی خاک نہیں پھینکی تھی جب پھینکی تھی مگر اللہ نے پھینکی تھی (تشریح) حضرت مسیح موعود نے فرمایا اس سے اشارہ ان اشتہارات الخ" اب اس آیت کے اس ترجمہ کے بعد پھر کسی توجیہ سے کسی پر چسپاں کرنا قباحت اور کفر کو دوبالا کر دے گا ۔ اس لیے مختار مدعا علیہ نے (البشریٰ ج ۲ ص ۹۷) درمیان سے قطع و برید کی خیانت کا ارتکاب کیا ۔ بہر حال یہ اعتراض بھی ما سبق اعتراضات کی طرح بالکل لاجواب ہے جواب کی طرف اشارہ تک نہیں ۔ بلکہ جو تاویل کی اُس نے اصل اعتراض اور مضبوط ہو گیا ۔

(۷)

وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ

تمام مسلمان امم سابقہ کے مقابل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خصوصی امتیاز کو نہایت فخر و مباہات کے ساتھ پیش کرتے چلے آئے ہیں کہ یہ فخر کسی ولی اور متبع کو کجا اولو العزم انبیاء کرام صفی اللہ اور خلیل اللہ کلیم اللہ و روح اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی میسر نہ ہوا کہ ان کی تمام گفتگو اللہ کی وحی ہو ۔ حضرت مولانا رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود ۔

مرزا صاحب کو صبر نہ آیا اور اس عزت پر بھی حملہ کر ہی دیا اور اس میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسر بن بیٹھا اور کلمہ شریف پر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا ۔

مختار مدعا علیہ سے ان کفریات کا جواب بن نہیں آتا ادھر ادھر کی لایعنی غیر متعلق تاویلات سے وقت پورا کرنے کی سعی کرتا ہے اعتراض تو یہ ہے کہ یہ آیت اخص ترین خصوصیات محمدیہ میں سے ہے اس کا استعمال اور اس کو کسی پر چسپاں کرنا سخت ترین توہین اور شرک فی الرسالت ہے جس کے بعد کلمہ شریف کی جزو ثانی پر ایمان قائم نہیں رہ سکتا ۔ سیدنا آدم سے آج تک کسی نے اسے اپنے یا کسی نبی ولی پر چسپاں نہیں کیا ۔ اگر کیا ہو تو ایک مثال غیر مسلم کتاب ہی سے دکھا دیں مثال تو نہ ملی نہ جواب بن پڑا یہ تاویل کر کے جان بچائی کہ (مختار مدعیہ کا اس الہام پر وہی اعتراض ہے جو پہلے الہاموں پر کیا ہے اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری طرف سے بھی یہی جواب ہے کہ قرآن مجید کی آیت کے مصداق تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور مرزا صاحب کے اس الہام سے یہ مراد ہے کہ آپ کے الہامات خدا تعالےٰ کی طرف سے ہیں الخ ..

(الجواب)

(۱) یہ کہنا کہ یہ وہی اعتراض ہے اور وہی ہمارا جواب ہے کس قدر لغو ہے اصل اعتراض سے جواب نہ بنا۔ یوں ٹال دیا ہم بھی اعتراض کرتے ہیں کہ جس طرح پہلے اعتراضات لاجواب ہیں اسی طرح یہ بھی لاجواب ہے اور ان شاءاللہ العزیز قیامت تک جواب ناممکن ہے۔

(۲) یہ عجیب مضحکہ خیز جواب ہے کہ "ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ قرآن پاک میں جب مذکور ہو تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہوں اور خصوصیات محمدیہ سے قرار پائے مگر مرزا صاحب کی اربعین جلد ۲ ص پر بعینہ یہ آیت مرزا صاحب کی خصوصیت بن جائے۔

(۳) جواب تو جب ہو سکتا ہے کہ کسی آیت یا حدیث یا صحابی و ولی غوث کے کلام سے اس کی تخصیص باطل کر دیں یا کسی اور کے واسطے جواز استعمال کی نظیر پیش کریں اور یہ ان شاءاللہ تا قیامت ناممکن ہے ان بے سود تاویلات سے کفر نہیں ٹل سکتا نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا اس سے ازالہ ہو سکتا ہے۔

قول مختار مدعا علیہ۔

"چنانچہ آپ اس الہام کا ترجمہ پہلے ان دو الہاموں کے ساتھ یہ کرتے ہیں۔ پس تم قرآن کریم کو چھوڑ کر کس حدیث پر چلو گے۔ ہم نے اس بندہ پر رحمۃ نازل کی ہے اور یہ اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے۔
(اربعین ۳ ص ۳۱)

صرف اس ترجمہ کو رلانے کے واسطے اس کے ساتھ دو الہام جو اس سے کچھ رابطہ نہ رکھتے تھے ساتھ ترجمہ میں نقل کر دیئے اور اس کے متصل بعد کا الہام جو مستقل ایک کفر تھا چھوڑ دیا: دنا فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ باوجود اس تمام فریب کے آیت ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کا وہی ترجمہ مرزا صاحب نے بھی کیا۔ جو مسلمان کرتے ہیں کہ وہ اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو خدا کی وحی ہے"۔ اس ترجمہ سے بجائے کسی کے جواب کے اعتراض اور مضبوط ہو گیا کیونکہ یہ خصوصی امتیاز اور یہ آیت کریمہ اُسی ترجمہ کے ساتھ جو خصوصیات محمدیہ سے ہے بلا کسی تاویل کے مرزا صاحب نے اپنے اوپر چسپاں کی اور اپنے کو سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کا ہمسر اور آپ کے کمالات و فضائل خصوصیات محمدیہ سے بلا کسی تاویل کے مرزا صاحب نے اپنے اوپر چسپاں کی اور خصوصیت شریک و سہیم ٹھیرا دیا جس سے بڑھکر کیا توہین ہوگی اور اس عظیم الشان شرک نے الرسالۃ کے بعد کلمہ شریف پر ایمان کیونکر معتبر ہو سکتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قول مختار مدعا علیہ

"اور اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی توہین لازم نہیں آتی بلکہ آپ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے الخ" یہ محض غلط ہے اتنی بڑی توہین کو فضیلت سمجھنا صرف مختار مدعا علیہ کی رائے ہے ورنہ جس کے دل میں ایک ذرہ برابر بھی ایمان کا شائبہ ہے وُہ بلا تاویل اسے توہین ہی خیال کرتا ہے۔

پھر ایک غیر متعلق حوالہ علم الکتاب ص۹۲ سے نقل کیا ہے "در الہام خاص آن ست کہ او سبحانہ بر بندگان خاص در حالت قرب مع اللہ بر قلوب ایشان بے دخل فکر و اندیشہ و بے توسط ہواس دیگر بالقاء رحمانی مے اندازد در رنگ نفوس ایشان کلمات بے صدا بے خود میسر آید و لیکن اولیاء را این حالت دائم مے شود و ہیچ گاہ خود درمیان نمے باشند و آئینہ دار مرتبہ ما ینطق عن الھوٰی مے گردند و ہمہ کلمات چنین اے خاص الہامات الٰہی است و خاش از مشاہدہ و گاہ بابعض اوقات بوساطت ملائکہ با وازو صوت ہم پیغام خود حق سبحانہ باولیاء خویش مے رساند درین آواز سروش مے خوانند و احساس این صدائے سروش گاہ بگوش ظاہری ہم کردہ مے شود و اکثر بہ گوش باطن مے شود"

اس میں کہیں بھی اس آیت کریمہ کا خطاب و تعلق کسی اور سے نہیں بتلایا نہ اس آیت کریمہ کو اپنے یا کسی اور پر اس مذکورہ ترجمہ سے چسپاں کیا ہے اس میں تو صرف یہ الفاظ ہیں کہ "و ہیچ گاہ خود درمیان نمے باشند و آئینہ دار مرتبہ ما ینطق عن الھوی می گردند" یعنے جب کہ درمیان سے خودی اُٹھ جاتی ہے تو آئینہ کی طرح مرتبہ (مقام) ما ینطق عن الھوی کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

اس کی تحقیق اوپر بشیخ عربی کے الفاظ میں پیش کر چکا ہوں کہ کوئی ولی مقامات نبوۃ سے کسی مقام پر فائز اور داخل نہیں ہو سکتا اس میں دخول کی ہمیشہ کے لیے ممانعت ہے وراثت کسی مرتبہ کے مشاہدہ کی انتہاء یہ ہے کہ جیسے زمین پر سے آسمان کے ستاروں کو دیکھیں۔ اور میر درد رحمہ اللہ کے لفظ "خود درمیان نمے باشند" اور لفظ "آئینہ دار" میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ بہر حال اس مرتبہ کا آئنہ دار مشاہدہ اور چیز ہے اور آیت "ما ینطق عن الھوٰی" کا مصداق ہونا اور بات ہے اور بحث صرف آیت کے کسی پر چسپاں ہونے میں بھی جس کی ایک نظیر بھی کسی غیر مسلم کتاب سے بھی نہ پیش کر سکے لہٰذا یہ اعتراض بھی بدستور سابق لاجواب ہی رہا۔ اعتراضی پہلو کا تذکرہ تک نظر انداز کر دیا جواب کیا دے سکتے۔

(۸)

وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم

یہاں بھی مختار مدعا علیہ نے وہی اصل اعتراض سے پہلوتہی کی روش اختیار کی ہے اور ہمارا اعتراض بدستور لاجواب ہے اعتراض تو صرف یہ ہے کہ یہ مخصوص خطاب اور خصوصی لقب صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ آپ کی ذات نہ صرف دوستوں بلکہ دشمنوں کے واسطے بھی رحمۃ ہے اور آپ رحمۃ للعلمین کے ہوتے ہوئے باری تعالےٰ دشمنان نبوی کفار مکہ پر بھی عذاب نہیں بھیجتا اور جب تک آپ ان میں رہیں عذاب سے مامون و محفوظ رہینگے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کریمہ کا مصداق بنص قرآن اور سیاق و سباق نیز احادیث صحیحہ بلکہ اجماع امت کے صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کسی صحابی صحیفہ حدیث تفسیر تاریخ صحابی و ولی عالم کے اقوال و اشارات میں اسے کسی اور پر چسپاں نہیں کیا گیا نہ مختار مدعا علیہ باوجود انتہا جدوجہد کے ایک غیر مسلم ضعیف سے ضعیف نقل پیش کر سکا۔ پس مرزا صاحب کا شرک فے الرسالۃ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسری اور تنقیص و توہین پورے طور پر واضح ہو گیا۔ جس کے بعد کلمہ شریف پر ایمان محال قطعی ہے۔ پس اس میں قادیان کا اضافہ یا یہ تاویل کہ قرآن میں آیت سے اہل مکہ اور اس الہام میں قادیان کے باشندے مراد ہیں محض بے سود اور اصل اعتراض سے غیر متعلق ہے کیونکہ اعتراض کسی ترجمہ یا تاویل پر نہیں بلکہ اس آیت کے کسی پر سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چسپاں کرنے پر تھا جو بدستور سابق بالکل لاجواب ہے بلکہ جواب کا اشارہ تک نہیں۔

(۹)

(سبحان الذی اسریٰ بعبدہ الخ)

اور پاک ذات وہی خدا ہے جس نے ایک رات میں تجھے سیر کرایا حقیقۃ الوحی صفحہ

یہاں بھی وہی مغالطہ ہے ہر مسلمان واقف ہے کہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ کی خلعت فاخرہ صرف محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہے آدم علیہ السلام سے آج تک کسی نبی و ولی کو اس سے نوازا نہ گیا۔

اس آیت کو کسی طرح اپنے یا کسی پر چسپاں کرنا بارگاہ رسالت کی سخت ترین توہین اور شرک فے الرسالۃ ہے جس کے بعد کلمہ شریعت پر ایمان نہیں رہ سکتا مگر مختار مدعا علیہ اس سے پہلو بچا کر بجائے اس کے کہ اس کے چسپاں اور استعمال کرنے یا عدم تخصیص کا کوئی ضعیف سے ضعیف حوالہ پیش کرتے یہ بے سود تاویل پیش کی کہ "اس اعتراض کا بھی وہی جواب ہے کہ قرآن مجید میں جس اسریٰ کا ذکر ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہے اور اس الہام میں جس اسریٰ کا ذکر ہے وہ اور ہے"

خواہ جواب ہو یا نہ متعلق ہو یا غیر متعلق یہی الفاظ جواب کے واسطے پیش ہیں۔

عدالت خود توجہ فرمائے کہ جب یہ آیت سبحان الذی اسریٰ بعبدہ الخ باقرار مختار مدعا علیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہے تو یہ تفصیل کہ قرآن میں مختص ہے اور حقیقۃً یا الہام میں نہیں محض لغو ہے یہ خصوصی القاب دنیا جہان میں جہاں کہیں بھی جس رنگ میں ہوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہیں ان کا کسی پر کسی طرح چسپاں کرنا درست نہیں نہ ابتدائے آفرینش عالم سے آج تک الہاماً یا اختراعاً سوائے مرزا صاحب کے کسی نے چسپاں کئے ہیں تمام مذہبی لٹریچر میں اس کی نظیر موجود نہیں۔ اس کی تشریح البشریٰ ج ۲ ص ۱۲۵ سے یہ پیش کرنا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"(۵۳) سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً ۔ (پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے وقت میں سیر کرایا یعنی ضلالت وگمراہی کے زمانہ میں جو رات سے مشابہ ہے معرفت اور یقین تک لدنی طور پر پہونچایا"، محض بے سود اور لغو ہے۔

(۱) اولاً اس لیے کہ یہ مرزا صاحب کی تشریح نہیں بلکہ بابو منظور الٰہی کلرک محکمہ تار کی تشریح اور ترجمہ جو مرزا صاحب کے ترجمہ حقیقۃ الوحی سے کچھ مغائر بھی ہے اور بابو منظور الٰہی اور ان کے ترجمہ کتاب کے غیر مسلم ہونے کو مختار مدعا علیہ اور گواہان مدعا علیہ اسمٰعیل ولدی کے تحت میں شد و مد سے کہہ آئے ہیں۔

(۲) جہاں مرزا صاحب کی تشریح ہوتی ہے وہاں مؤلف لفظ تشریح یا مرزا صاحب کا اسم گرامی اضافہ کرتا ہے جیسا کہ اس کے مطالعہ سے واضح ہے۔

(۳) یہ الہام حقیقۃ الوحی ص۸۲ سے منقول ہے وہاں یہ ترجمہ بھی نہیں نہ اس تشریح کا پتہ ہے۔

(۴) کوئی بھی تاویل ہو اعتراض بدستور لاجواب ہے کیونکہ اعتراض اس آیت کے چسپاں کرنے پر تھا اس کا کچھ بھی جواب نہ ہوسکا۔

دوسرا حوالہ براہین حصہ پنجم ص۸۵ کا پیش کیا ہے۔

"ایک ہی رات میں سیر کرانے سے مقصد یہ ہے کہ اس کی تمام تکمیل ایک ہی رات میں کردی اور صرف چار پہر میں اس کے سلوک کو کمال تک پہونچایا"۔

اس تاویل سے بھی اعتراض آیت کریمہ کے چسپاں کرنے اور اپنے نفس کو اس خطاب میں شریک وسہیم کرنے کا بدستور باقی رہا۔ بلکہ نظر غائر سے دیکھا جائے تو مضبوط ہی ہوگیا۔ یہ راتوں رات انتہائی مدارج تک پرواز کرنا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے۔

(۳) تیسرا ایک جدید بالکل غیر مسلّم حوالہ سوانح عمری امام ربانی مطبوعہ لاہور ص۱۱ کا پیش کیا "جو کمالات اوروں کو سالہا سال سے پیش کرتے ہیں حضرت کو آناً فاناً بسبب محبوبی ومرادی حاصل ہوئی۔

(الجواب)

(۱) اولاً یہ کتاب غیر مسلّم سوانح غیر معروف شخص محمد حسین ابن حکیم قادر بخش صاحب کی تالیف ہے باب عقائد میں اس کا تذکرہ بھی بیکار ہے۔

(۲) یہ ایک خوش عقیدہ مرید کا اپنے پیر کے حق میں حسن ظن ہے کسی پر کیا حجت۔

(۳) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے معتبر سوانح حیات یا ان کی تالیفات میں اس کا پتہ تک نہیں۔

(۴) اس غیر مسلّم جدید حوالے سے بھی جواب نہیں ہوسکتا کیونکہ جس آیت کی بحث ہے یعنے سبحان الذی اسریٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعیدہ لیبلا الخ - اس کا یہاں تذکرہ اشارۃً و کنایۃً بھی نہیں محض غیر متعلق چیز ہے۔
یہاں تو صرف اس قدر ہے کہ جو اوروں نے بڑی کوشش سے حاصل کیے وہ اللہ نے آپ پر تھوڑے وقت پر منکشف کر دیئے۔ یہاں آیت کریمہ یا اس کے کسی شخص پر چسپاں کرنے کا تذکرہ تک نہیں اتنی غیر متعلق باتوں کے باوجود اصلی اعتراض کو ہاتھ تک نہ لگایا اور وہ بدستور لاجواب رہا۔

(۱۰)

لولاک لما خلقت الافلاک

ترجمہ مرزا۔ اگر میں تجھے (یعنی مرزا صاحب) پیدا نہ کرتا تو آسمان کو پیدا نہ کرتا حقیقۃ الوحی ص۹۹
اگرچہ باعتبار سند اس کے حدیث ہونے میں محدثین کو تامل ہے مگر اس پر تمام محدثین متکلمین مفسرین اور ائمہ و بزرگان دین سلف و خلف کا اتفاق ہے کہ سبب ایجاد عالم اور باعث تخلیق افلاک بلکہ تمام زمین و زمان انس و جان عرش و کرسی لوح و قلم و تمام کائنات عالم صرف ذات گرامی سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم ہے نہ کوئی اور مخلوق ساری مخلوق تمام کائنات عالم آپ کے صدقہ و طفیل پردہ عدم سے منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئی۔ یہ فقرہ لولاک لما خلقت الافلاک سند ا ہو بھی جو یہاں اس کی سند زیر بحث نہیں صرف یہ گفتگو ہے کہ یہ خصوصی لقب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اور یہ اس تخصیص میں اس قدر مشہور ہے کہ صاحب لولاک سید لولاک منزلہ آپ کے اسم گرامی کے مستعمل ہے۔ مولانا گرامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بگیرم دامن آن سید لولاک در محشر — کہ غنبر بر نتابد تاب حسن بے حجابش را!
گرامی در قیامت آن نگاہ مغفرت خواہد — کہ در آغوش گیرد جرم ہائے بے حسابش را!

خواہ سند کے لحاظ سے اسے حدیث نہ کہیں یا صحاح میں اس کا تذکرہ نہ ہو مگر یہ لقب کسی اور پر چسپاں کرنا جیسا کہ یہ باتفاق مسلمین خصوصیات نبویہ سے ہے اور سیر کی کتب میں مذکور ہے یقیناً شرک فی الرسالۃ اور تنقیص بارگاہ رسالت صلے اللہ علیہ وسلم ہے جس کے بعد کلمہ توحید پر ایمان باقی نہیں رہ سکتا۔ اس فقرہ لولاک لما خلقت الافلاک کی تخصیص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اصلی مصداق ہونے کا اعتراف مختار مدعا علیہ کو بھی ہے کیونکہ وہ لکھتا ہے۔
دراصل مصداق لولاک لما خلقت الافلاک کا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ہی ہے کیونکہ آپ نوع انسانی کے جو کہ اشرف انواع مخلوقات ہے اکمل داعلی فرد ہیں جس پر کمال انسانی کا خاتمہ ہے۔ مگر پھر بھی مرزا صاحب کی ہمسری و مشارکت کے واسطے تین مندرجہ ذیل نادلیلیں کی ہیں۔
(۱) اس میں نئے آسمان و زمین جو نئے مصلح کے وقت پیدا ہوتے ہیں مراد ہیں جیسے حقیقۃ الوحی ص۹۹ کے حاشیہ سے ثابت ہے یعنی مرزا صاحب روحانی آسمان سے علت غائی ہیں (ملخصاً)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) اصلی مصداق لولاك لما خلقت الافلاك آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں مگر ظلی طور پر مرزا صاحب بھی مصداق لولاك لما خلقت الافلاك ہیں۔

(۳) حدیث نسائی قتل المؤمن اعظم عند اللہ من زوال الدنیا اور ابن ماجہ لزوال الدنیا اھون عند اللہ من قتل مومن بغیر حق

کے حاشیہ سندی میں یہ درج ہے کہ المراد بالمومن الکامل الذی یکون عارفا باللہ تعالیٰ وصفاته فانه المقصود من خلق العالم لکونه مظهرا لآیات اللہ واسراره ما سواه فی هذا العالم الحسی من السموات والارض مقصود لاجله و مخلوق لیکون مسکنا له و محلا لتفکره مصار زواله اعظم من زوال التابع (ابن ماجہ صہ۲۸۷ حاشیہ مصری) کہ حدیث میں مومن سے کامل مومن مراد ہے جو اللہ تعالے اور اس کے صفات کا عارف ہو کیونکہ پیدائش عالم سے وہ ہی مقصود ہے اس وجہ سے کہ اللہ تعالے کے آیات اور اسرار کا مظہر ہے۔ اور اس کے علاوہ جو عالم محسوسات میں زمین و آسمان ہیں اس کی خاطر ان کے بنانے کا مقصد کیا گیا اور اس لیے وہ پیدا کیے گئے کہ تا وہ کامل مومن کا جائے سکونت اور محل تفکر ہوں لہذا کامل مومن کا زوال اعظم ہے تابع کے زوال سے۔

(الجواب)

(۱) پہلا دوسرا نمبر آپس میں متعارض ہیں کیونکہ پہلے میں روحانی آسمان مراد ہے اور دوسرے میں یہی محسوس آسمان صرف ظلی و بروزی کا فرق ہے۔

(۲) نیز پرانے آسمان مراد ہوں یا نئے خدا کے پیدا کیے ہوں یا بقول مرزا صاحب اپنے کشفی بنائے ہوئے تمام کائنات عالم کے علۃ غائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا وجود باجود ہی ہے نئے پرانے جسمانی روحانی کی تفصیل نہیں یقیناً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر لحاظ سے مصداق لولاك لما خلقت الافلاك ہیں کسی تاویل سے یہ لقب سیدنا آدم سے آج تک کسی نبی ولی قطب غوث نے اپنے یا کسی دوسرے کے واسطے نہ جائز رکھا نہ استعمال کیا اس کو کسی پر کسی طرح خواہ وہ ظلی و بروزی طور پر کیوں نہ ہو چسپاں کرنا شرک فی الرسالۃ موجب تنقیص سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم اور منافی ایمان کلمہ توحید ہے۔

اعتراض صرف استعمال اور چسپاں کرنے پر ہے کسی مخصوص لحاظ مخصوص معنے اور مخصوص تاویل پر نہیں مختار مدعا علیہ اعتراضی پہلو یہاں بھی نظر انداز کر گیا اور اس اعتراض کو بھی لاجواب چھوڑا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری تاویل کا جواب

(۱) یہ حدیث بیان سے بالکل غیر متعلق ہے کیونکہ اس میں تو صرف اس قدر ہے کہ کسی مومن کو ناحق قتل کرنا اللہ کے نزدیک دنیا زائل ہونے سے زیادہ بڑھ کر ہے۔

اور ظاہر ہے کہ تمام دنیا انسان اور انسان کامل مومن کی خادم اور وہ مخدوم ہے اور مخدوم کے مقابلے میں خادم کی حیثیت ہی کیا۔ لولاک لما خلقت الافلاک سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

(۲) حاشیہ سندی غیر مسلم جدید حوالہ ہے نہ وہ حاشیہ کسی مسلم محدث کا ہے کہ کسی پر حجت ہو۔

(۳) اس میں کہیں بھی لولاک لما خلقت الافلاک کا خطاب مومن کامل یا کسی کے واسطے نہیں بتایا ہے اس میں تو صرف مندرجہ ذیل امور مختار ردعا علیہ کے اپنے من مانے ترجمہ سے نکلتے ہیں۔

(۱) مومن کامل عارف باللہ تمام مخلوق میں مخلوق بالذات ہے۔

(۲) عالم محسوسات زمین و آسمان اس لیے پیدا کئے گئے کہ تا وہ کامل مومن کی جائے سکونت اور محل تفکر ہوں۔

مومن کامل کی نفع رسانی اور محل سکونت اور جائے تفکر ہونا اور بات ہے اور کسی کا علت غائی مصداق۔ لولاک لما خلقت الافلاک ہونا کہ اگر اُسے پیدا نہ کرتا تو آسمان پیدا نہ کرتا یہ اور چیز ہے نفع اور سکونت میں انسان کے ساتھ حیوانات بھی شریک ہیں ہاں انسانی نفع مقصود بالذات ہے اور حیوانی مقصود بالطبع۔

یہ بات نہیں کہ اگر مومن کامل کو پیدا نہ کرتا تو افلاک و دنیا پیدا نہ کرتا۔ سب اسی کے صدقہ میں موجود ہوا۔ بلکہ یہ شان صرف سید بنی آدم باعث ایجاد عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے جن کو باری عزاسمہ نے فرمایا۔ لولاک لما خلقت الافلاک۔

اور مختار ردعا علیہ کو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو اصل مصداق ماننا پڑا بہرحال مابہ النزاع سے اسے کوئی تعلق نہیں۔ نہ یہاں لولاک لما خلقت الافلاک کسی پر چسپاں ہے۔ نہ کسی کو علت غائی وجود افلاک قرار دیا ہے صرف یہ ہے کہ زمین انسان کامل کے رہنے اور آسمان اُس کے تفکر میں بھی مستعمل ہے باقی پیدا وہ بھی صدقہ میں سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے ہے بلکہ مومن کامل اور خود ایمان کا وجود بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا صدقہ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا نہ کیا جاتا تو نہ صرف زمین و آسمان بلکہ مومن اور ایمان جنت و دوزخ عرش و کرسی کائنات عالم کا ایک ذرہ بھی پیدا نہ ہوتا مرزا صاحب کے متبعین مرزا صاحب کو باعث ایجاد عالم یا ایجاد افلاک مانتے ہیں مسلمان تو صرف اللہ کے محبوب اولین خلق سید الاولین و الآخرین کو مصداق لولاک لما خلقت الافلاک لولاک لما خلقت الدنیا۔ مانتے ہیں اور کسی اور پر اسے چسپاں کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت ترین توہین اور [illegible]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور منافی کلمہ توحید بتانے ہیں جیسا کہ میں اصل بحث میں مدلل پیش کر چکا ہوں۔

"حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی پر بہتان"

مختار مدعا علیہ نے فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۱۷ سے ایک فتوے پیش کیا ہے۔ جس میں اول ما خلق اللہ نوری وغیرہ بعض احادیث کے صحت کے متعلق سوال کیا گیا تھا مولانا جواب دیتے ہیں کہ دریہ حدیثیں کتب صحاح میں موجود نہیں مگر شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے اول ما خلق اللہ نوری کو نقل کیا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے۔۔

اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت مولانا اس کے منکر ہیں اور مومن نہیں محض بہتان ہے یقیناً یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں گو دوسری احادیث کی کتب میں ہے مگر سند کے لحاظ سے محدثین کو اس کے حدیث ہونے میں تامل ہے مگر مضمون پر سب متفق ہیں کہ افلاک اور تمام عالم صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کا صدقہ ہے اور حدیث لولاک لما خلقت الدنیا جو اس مضمون کی مؤید ہے سنداً بھی درست ہے۔ جس کی تصحیح علامہ ابن حجر مکی رح نے اپنے فتاوے میں کی ہے۔ بہر حال سند کی تو یہاں بحث ہی نہیں حضرت مولانا گنگوہی یا کسی اور عالم نے مصداق لولاک لما خلقت الافلاک۔ اور باعث ایجاد عالم و تخلیق سماوات کسی اور کو بتایا ہو تو پیش کریں مگر ہرگز نہیں کر سکتے ولو کان بعضهم لبعض ظهیرا بہر حال یہ اعتراض بھی پوچ ہے اس کے کہ اعتراضی پہلو نظر انداز کر دیا جائے بالکل لاجواب ہے۔ مفصل اصل بحث سے ملاحظہ فرمایا جاوے۔ اعادہ بخوف تطویل نہیں کرتا۔

عینیت کا دعویٰ

محمد رسول اللہ و الذین معہ اشداء علی الکفار

شرک دو قسم ہوتا ہے شرک فی الذات اور شرک فی الصفات مرزا صاحب اپنے آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک خصوصی مقامات میں شرکت کا دعویٰ کرتے کرتے عین محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن گئے چنانچہ بحث میں اس کے واسطے مندرجہ ذیل حوالہ پیش کئے ہیں۔

(۱) منم مسیح زمان و منم کلیم خدا ۔۔۔ منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد (درثمین)

(۲) اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد و احمد رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت کا وجود قرار دیا ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

(۳) پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی الٰہی ہے کہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے۔ اور رسول بھی (ضمیمہ حقیقۃ النبوۃ ص ۲۶۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) حقیقۃ الوحی میں جہاں اپنے بہت سب نبیوں کے نام گنائے ہیں وہاں محمد و احمد ہونے کا بھی موجود ہے اور اس کے مریدین نے انہیں عین محمد تسلیم بھی کر لیا بلکہ ان سے بڑھ کر جیسا کہ قاضی ظہور الدین اکمل ایڈیٹر تشحیذ الاذہان لکھتے ہیں :۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس کو اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں !

یہ جو کہیں کہیں ظل و بروز کے الفاظ اور حیلہ معلوم ہوتا ہے ۔ اسے خلیفہ محمود صاحب محض بے معنے صرف انکساری پر محمول کرتے ہیں ورنہ در اصل اس کی کچھ حقیقت نہیں ۔ ملاحظہ ہو ۔

(۱) کتاب ہینڈ بل بحوالہ الفضل ۲۶ نومبر ۱۹۱۴ء کہ ہم جیسے خدا کی دوسری وحیوں میں حضرت اسماعیل حضرت عیسٰے حضرت ادریس کو نبی پڑھتے ہیں ۔ ایسی ہی خدا کی آخری وحی میں مسیح کو بھی یا نبی اللہ کے خطاب سے مخاطب دیکھتے ہیں اور اس نبی کے ساتھ کوئی لغوی یا ظلی یا بروزی یا جزوی کا لفظ نہیں پڑھتے کہ اپنے آپ کو ایک مجرم فرض کر کے اپنی بریت کرنے لگیں بلکہ جیسے اور نبیوں کی نبوت کا ثبوت دیتے ہیں اس سے بڑھ کر مسیح موعود کی نبوت کا ثبوت دے دیتے ہیں ۔۔ اس سے یہ امر ثابت ہوا کہ مرزا محمود کے نزدیک ظلی بروزی فرق وحی الٰہی نے نہیں کیا بلکہ خود مرزا صاحب کا تصنیف کردہ ہے اور اس کی بنا کوئی حقیقۃ واقعیہ نہیں ہے ۔ بلکہ محض انکساری و فروتنی ہے جیسا کہ ہینڈ بل ص۲ سطر ۸ پر ہے ۔

" خدا نے صاف صاف لفظوں میں آپ کا نام نبی رکھا اور کہیں بروزی اور ظلی نہ کہا پس ہم خدا کے حکم کو مقدم کرینگے اور آپ کی تحریریں جن میں انکساری و فروتنی کا غلبہ ہے جو نبیوں کی شان ہے اس کو ان الہامات کے ماتحت کرینگے ۔

اس سے واضح ہو گیا کہ ظلی و بروزی خدا کے کلام میں نہیں بلکہ خلاف واقع بھی ہے صرف انکساری کے طور پر مرزا صاحب نے یہ کہدیا ہے ۔

اب اس کی قسم کی واضح عینیت اور دعوٰی محمد رسول اللہ ہونے کے بعد کیونکر ایمان قائم رہ سکتا ہے ۔ جو شخص اپنے آپ کو عین محمد رسول اللہ کہتا ہو اور آیت کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار ۔ اپنے اوپر بعینہ چسپاں کرتا ہو اور خود کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتا ہو

وہ کروڑ مرتبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے محمد رسول اللہ پر اس کا ایمان محال ہے ہاں اپنے اوپر ایماندار ہو تو ہو یا ان دونو محمدوں پر یکدم تو شرک فی الرسالۃ بلکہ شرک فی الذات رہا جو شرک فی الصفات سے بدرجہا بڑھ کر ہے اور سخت ترین ہے جو کسی دشمن خدا اور رسول نے نہیں کی اور اس کے بعد کلمہ پر ایمان بالکل نا مسموع ہے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نیز جب کہ مرزا صاحب اور تمام ان کے متبعین صاحبان مرزا غلام احمد صاحب کو بھی محمد رسول اللہ سمجھتے ہیں اور ان کے خیال میں خدا نے یہ نام اس آیت محمد رسول اللہ والذین معہ الخ میں مرزا صاحب کو دیا ہے تو جب وہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں تو قابل سوال یہ امر ہے کہ اس محمد رسول اللہ سے مراد ان کے محمد رسول اللہ ہیں یا ہمارے آقا اور ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کا امتی محمد رسول اللہ سے مرزا صاحب ہی کو مراد لے گا لہٰذا کسی کا ایمان اس کلمہ پر نہیں ہو سکتا جب تک مرزا صاحب محمد رسول اللہ ہونے سے انکار نہ کریں اور ان کے متبعین اس کے ماننے سے رجوع نہ کریں۔

(۲) یہ بھی قباحت بحث میں پیش کر چکا ہوں کہ آیت محمد رسول اللہ والذین معہ الخ نص قطعی بلکہ یہ شہادت خداوندی و کفی باللہ شہیدا صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے بلا شرکت غیرے ہے اسے مرزا صاحب کا اپنے اوپر چسپاں کرنا علاوہ دعویٰ عینیت نص قطعی کا انکار و شہادت خداوندی کی تکذیب ہے جو نہ صرف ایک دو بلکہ بے شمار کفروں پر مشتمل ہے۔

(۳) عین محمد اور انہیں کا وجود ہونے میں مندرجہ ذیل کفریات ہیں۔

(۱) سیدہ عائشہ صدیقہ اور دیگر ازواج مطہرات کی ہتک کہ جب عین محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں تو ان سے کیا رشتہ رہا (العیاذ باللہ)

(۲) سیدہ فاطمہ زہراء سیدنا ابراہیم و دیگر اولاد کی ہتک جب عین محمد ہیں تو ان کے والد (عیاذاً باللہ) ٹھیریں گے۔

(۳) سیدنا امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما توہین کہ ان کے نانا جان ہوئے وغیرہ وغیرہ۔

(۴) تمام صحابہ اہل بیت اولیاء اقطاب و ابدال بلکہ تمام اُمۃ کی توہین توہین انبیاء کے تحت میں یہ مفصل آئے گا۔ تفصیل کے واسطے ملاحظہ ہو۔ بیان گواہ مدعیہ پر سلسلہ توہین انبیاء و توہین نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔

"مختار مدعیہ کی تاویلات رکیکہ کا جواب"

اولاً یہ کہ کوئی بھی تاویل کریں اعتراض ہی لا جواب ہے کیونکہ بنیاد یہاں بھی آیت کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہ الخ کے اپنے اوپر چسپاں کرنے پر ہے جس کی جرأت کسی نبی صحابی ولی قطب نے نہ کی نہ کسی آسمانی صحیفہ احادیث تفسیر کلام فقہ یا کسی غیر مستند کتاب ہی میں اس کی کوئی نظیر ہے۔ نہ مختار مدعا علیہ اس کی ایک نظیر پیش کر سکا لہٰذا اصل اعتراض تو لاجواب ہی رہا اور بحمد اللہ اس ہیڈنگ میں ہر اعتراضی پہلو بچایا اور تمام اعتراض لاجواب اور اقراری کفر رہے۔

(۲) مرزا صاحب کا دعویٰ عین محمد ہونے کا مختار مدعا علیہ اور اس کے گواہوں کو مسلم ہے نیز محمد رسول اللہ والذین معہ الخ کا مصداق بھی مرزا صاحب کو مانتے ہیں اور جواب میں صرف رکیک تاویلیں پیش

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔

(۱) آپ نے کسی کتاب میں نہیں لکھا کہ میں جسمانی لحاظ سے وہی محمد ہوں جو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے آئے تھے

(۲) آپ فرماتے ہیں کہ میں ظلی اور بروزی طور پر وہی محمد ہوں۔

(۳) خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ میرا تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افادہ میرے شامل حال ہے یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ملحوظ رکھ کر

(۴) مشابہت کی وجہ سے محمد کہا گیا۔

(الجواب)

(۱) اول جسمانی وروحانی کسی طرح عین محمد بننا توہین نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہے مگر مختار مدعا علیہ کی خاطر مرزا صاحب نے یہ بھی تصریح فرمادی ہے کہ

"اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد واحمد رکھا اور مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی قرار دیا" بحوالہ مذکورہ ملاحظہ فرمائیں عین محمد ہونے کے ساتھ اپنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی قرار دے رہے ہیں اس سے زائد کیا تصریح ہوگی۔

اب یہ مختار مدعا علیہ کی رائے ہے کہ جن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عینیت کا دعویٰ ہے وہ وہی ہیں جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے دنیا میں ان ظاہری آنکھوں کے سامنے جلوہ افروز تھے یا کوئی اور۔

(۲) ظلی وبروزی کی تاویل کا پہلا جواب یہ ہے کہ اللہ کے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اس قدر اعلے وارفع ہے کہ ظلی وبروزی طور پر بھی ایسے بے مثیل ہستی کا کوئی مثیل اور ظل وبروز نہیں ہو سکتا۔ یہ کسی طرح اس کا عین بن سکتا ہے۔ اس طرح کہ اس کا وجود عین وجود محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہو جائے جیسا کہ مرزا صاحب ہیں آپ کی شان محبوبیت کی یکتائی کا تقاضا ہے کہ کوئی ان کا شبیہ اور سہیم وشریک بھی نہ ہو شیطان لعین ہر ایک کی شکل بن کر آسکتا ہے مگر اللہ کے محبوب کی شکل خواب میں بھی نہیں بن سکتا۔ خود ارشاد فرماتے ہیں من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطن لایتراٰی بی یالایتمثل بی او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ (بخاری شریف جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے واقعی مجھی کو دیکھا کیونکہ شیطان میرا نقشہ نہیں پاسکتا۔ نہ میری شکل بن سکتا ہے۔

بہر حال کسی تاویل سے عینیت محمدیہ ہو اور اپنا وجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا جائے درست نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ بروز سے ہی کوئی مغایرت پیدا نہ ہوئی۔ جیسا کہ مرزا صاحب خود کہتے ہیں "اور مجھے آنحضرت کا وجود ہی قرار دیا گیا۔ بروز میں دوئی نہیں ہوتی۔ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ۔۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) جواب یہ ہے کہ مرزا محمود صاحب جنہیں گواہوں نے اپنا ایمان بنایا ہے اور جس کی تصانیف ان پر حجۃ ہیں ظلی و بروزی کی تفصیل خدا کی وحی میں نہیں بناتے بلکہ محض مرزا صاحب کی انکساری و فروتنی پر محمول کرتے ہیں گو یا اصل یہ واقعہ نہیں بلکہ یہ آڑ ظلی و بروزی کی ہے ورنہ دراصل وہ انکساری کے طور پر ہے (ملاحظہ ہو حوالہ ہینڈ بل سابقہ)

(۴) یہ کہنا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام فیوض کا واسطہ ہیں اس لیے عینیت محمدی کا دعوی ہے محض لغو ہے کیونکہ دیا جاتی ہے کہ واسطہ اور ذی واسطہ غیر غیر ہوتے ہیں اور آج تک کسی عقل مند نے واسطہ اور ذی واسطہ کی عینیت کا قول نہیں کیا۔

(۵) مشابہت تامہ کی وجہ سے عین محمد کہا گیا ہو اولاً یہ تاویل لغو ہے۔ کیونکہ خود مرزا صاحب تصریح فرما رہے ہیں کہ خدا نے مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی قرار دیا ہے۔ اور ظہور ثانی الدین اکمل تو عین محمد اور پہلے سے بڑھ کر مانتے ہیں ؎

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور بڑھ کر پہلے سے ہیں عز و شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس کو اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں!

قاضی صاحب کا یہ عقیدہ مرزا صاحب کے کلام کی روشنی میں ہے جیسا اول بحث میں بحوالہ خطبہ الہامیہ گزر چکا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہلال اور مرزا صاحب کا بروز بدر کامل ہے بس یہی مدعا نکلا کہ مرزا صاحب نہ صرف عین محمد بلکہ پہلے سے کامل ہیں عیاذاً باللہ۔ دوسرے اللہ کے محبوب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی کی مشابہت تامہ ماننا بھی کفر ہے۔ انتہائی پرواز مقربان بارگاہ الٰہی کی یہ ہے کہ ان کے مقامات و کمالات کا یوں نظارہ کریں جیسے زمین والا آسمان کے ستارے کو دیکھتا ہے جیسے کہ فریقین کی مسلم کتاب الیواقیت والجواہر کے حوالہ سے پیش کر چکا ہوں۔

بزرگانِ دین پر مختار مدعا علیہ کا صریح بہتان

مختار مدعا علیہ نے اس سلسلے میں تین حوالہ پیش کئے ہیں اور تینوں غیر مسلم پیش کئے ہیں

(۱) مقامات امام ربانی۔

(۲) شرح فصوص الحکم قاشانی۔

(۳) حاشیہ مثنوی بحر العلوم۔

(الجواب)

(۱) مقامات امام ربانی سلسلہ مجددیہ کے ایک غیر معروف اور غیر مسلم شخص کی مرتب کردہ مواد لغو ہے جو حجۃ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہو سکتی ۔ اس کا مؤلف نہ مفسر ہے نہ محدث نہ کوئی عالم نہ مسلم بزرگ نہ کتاب کی توثیق کسی بزرگ نے کی۔
عقائد اور ایسے نازک مرحلہ کفر و اسلام میں ان تصانیف کا ذکر ہی فضول ہے ۔ خود گواہان مدعا علیہ اپنے بیانوں اور جرح میں تسلیم کر چکے ہیں کہ عقائد میں قطعیات کا اعتبار ہے ، نہ ظنیات کا احادیث صحیحہ جو احاد کے درجہ میں ہوں ان کا بھی اعتبار نہیں ۔ علاوہ بریں گفتگو تو یہ ہے کہ ابن محمد کا دعویٰ صحیح ہے یا نہ اور محمد رسول اللہ والذین معہ الخ علاوہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کسی اور پر چسپاں ہو سکتا ہے یا کوئی اور اس کا مصداق کسی طرح ہو سکتا ہے اس کا اس حوالہ میں کہیں پتہ نہیں اصل حوالہ ملاحظہ ہو ۔

"حقیقۃ محمدی یا مقام محبت و محبوبیت ممتزجہ ذاتیہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس مقام میں تابع کو اپنے سے ایسی مشابہت و مناسبت پیدا ہو جاتی ہے کہ گویا تبعیت درمیان سے اٹھ گئی اور امتیاز تابع و متبوع زائل ہو جاتا ہے ۔ اور ایسا تو ہم ہوتا ہے کہ گویا تابع و متبوع ہر دو ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے ہیں ہم آغوش ایک کنار اور ایک بستر ہیں مگر تابع اپنے تئیں طفیلی اپنے متبوع کا جانتا ہے ۔

اس میں مندرجہ ذیل فقرات قابل لحاظ ہیں ۔

(۱) "حقیقۃ محمدی یا مقام محبت و محبوبیت ممتزجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۔"

(۲) "اس مقام میں تابع کو اپنے متبوع سے ایسی مشابہت و مناسبت پیدا ہو جاتی ہے کہ گویا تبعیت درمیان سے اُٹھ گئی ۔" امتیاز تابع اور متبوع زائل ہو جاتا ہے ۔

(۳) "ایسا متوہم ہوتا ہے کہ گویا تابع و متبوع ہر دو ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے ہیں" "مگر تابع اپنے تئیں طفیلی اپنے متبوع کا جانتا ہے ۔

تفصیلی جواب

اولاً یہاں گفتگو حقیقۃ محمدیہ اور مقام محبت میں اس تعلق پر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا کے ساتھ ہے ۔ جس کا ثبوت پہلا فقرہ "حقیقۃ محمدی یا مقام محبت و محبوبیت ممتزجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم " ہے اور وہ بھی وحدۃ الموجود کے طرز پر جس سے مرزا صاحب برات ظاہر کر چکے ہیں ۔ ملاحظہ ہو آئینہ کمالات اسلام بہ حوالہ سابق ۔

یہاں کسی کا ذات محمدی یا وجود پاک محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں شرکت کا تذکرہ تک نہیں جس کا مرزا صاحب کو دعوے ہے کہ "خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد و احمد رکھا اور مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی قرار دیا ۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) یہاں عینیت کا ذکر تک ہی نہیں بلکہ یہ ہے کہ ایک ایسی مناسبت ہو جاتی ہے کہ گویا تبعیت درمیان میں اُٹھ گئی، ملاحظہ ہو فقرہ نمبر ۲ نہ یہ کہ تابع و متبوع عین ہوں گے اور دعوی عینیت درست ہو گیا۔

(۳) عینیت کی صاف تردید ہے صرف اس قدر ہے کہ دونوں ہمکنار متوہم ہوتے ہیں ملاحظہ ہو فقرہ ۳ در ایسا متوہم ہوتا ہے کہ گویا تابع و متبوع ہر دو ایک ہی چشمہ سے پانی پی رہے ہیں ہم آغوش محل ایک کنار اور ایک بستر ہیں یہ اور شئی ہے اور عینیت اور شئی۔

(۴) اس کی صاف تصریح ہے کہ باوجود ہم کناری اور ہم بستری کے اور کمال اتصال معیت کے دعوی عینیت نہیں کر سکتا بلکہ اپنے آپ کو اپنے متبوع کا طفیلی بتلائے گا ملاحظہ ہو فقرہ ۵ مگر تابع اپنے تئیں طفیلی اپنے متبوع کا جانتا ہے اس سے واضح ہو گیا کہ مختار مدعا علیہ نے اس حوالہ سے محض فریب دیا تھا اور دراصل یہ حوالہ ہمارا موید اور ان کی تمام تاویلات کا خاتمہ کرنیوالا ہے کہ انتہائے محبت و اتصال میں بھی دعوی عینیت نہیں بلکہ متبوع طفیلی اپنے تابع کا رہے گا للہ الحمد

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

دوسرا حوالہ شرح فصوص قاشانی کا ہے کہ مہدی کا باطن محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا باطن ہو گا (شرح فصوص مصری ص ۴۰۵)

اولاً یہ شارح مسلم ہیں نہ یہ شرح نہ کسی اہل طریقت نے اسے مسلم شروح سے شمار کیا نہ یہ ہم پر یا کسی پر حجت ہو سکتی ہے۔

(۲) یہ حوالہ قطع و برید کر کے پیش کیا گیا ہے اور صرف ایک فقرہ ورنہ کوئی مغالطہ نہ ہوتا۔ عدالت سیاق و سباق ملاحظہ فرمالے۔

(۳) اس عینیت کے دعوی یا محمد رسول اللہ والذین معہ ... الخ کے علاوہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کسی اور پر چسپاں ہونے کا ذکر تک نہیں یہاں تو صرف یہ ہے کہ مہدی اخلاق محمدی سے آراستہ ہوں گے باطن کا لفظ عام طور پر اخلاق و سیرت پر بولا جاتا ہے۔ اور یہ فقرہ دراصل شرح ہے اُس حدیث کی جو ابوداؤد میں حضرت علی سے ہے کہ مہدی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اخلاق میں مشابہ ہوں گے نہ صورت میں دریشبہ فی الخلق لا یشبہ فی الخلق ابوداؤد، مشکوٰۃ کتاب اشراط الساعۃ۔

پس اس میں علیت کا دعوی کجا عینیت کی زبردست تردید ہے اور اگر ان جزوی مشابہتوں سے دعوی عینیت کا جواز ہوتا تو تیرہ سو سال میں کوئی تو کرتا۔ حالانکہ ایک نظیر موجود نہیں کہ کسی نے عین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ کیا ہو ہاں خدائی کے جھوٹے دعویدار اور وحدۃ الوجود کے رنگ میں سُکر کی حالت میں انا الحق کہنے والے بزرگ بھی بہت ملیں گے مگر عین محمد ہونیوالے دستیاب نہیں ہوتے۔ یہ مرزا صاحب کا اختراع ہے۔

تیسرا حوالہ حاشیہ مثنوی بحر العلوم حاشیہ ص۱۵ دفتر چہارم بر شعر

لذت زیں مو ...
کاندریں رہ شہریارے میرسد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب

مولانا عبد العلیٰ فرنگی محلی لکھنوی نہ امام ہیں نہ محدث نہ متکلم نہ مفسر نہ فقیہ ایک منطقی اور فلسفی مشہور ہیں کسی نے ان کا صوفیہ میں بھی شمار نہیں کیا ان کی رائے کسی پر کیا حجۃ ہو سکتی ہے۔ خصوصاً عقائد میں۔

(۱) نہ مثنوی شریف میں کہیں عین محمد کا دعوی یا اُس کا دور کا اشارہ ہے نہ کسی شرح میں نہ کسی قطب نے کبھی عین محمد ہونیکا دعوی کیا ہے نہ خود بایزید بسطامی نے یہ کلمہ زبان سے نکالا نہ کبھی کسی نے یہ ہوش میں کہا نہ سکر میں۔

حاشیہ نمبر ۱ پر مولانا ابوالعیاش بحرالعلوم صاحب لکھنوی لکھتے ہیں کہ چونکہ قطب کا قلب (یعنے باطن و سیرۃ) محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب (یعنے سیرۃ) پر ہوا کرتا ہے اور جو کسی کے قلب (و سیرۃ باطن) پر ہو وہ گویا وہی شخص ہو جاتا ہے پس بایزید بسطامی چونکہ قطب وقت ہیں (گویا) عین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔

یہ مولانا عبد العلیٰ کی اپنی منطق ہے جس کا کوئی حوالہ کسی بزرگ کے کلام سے نہیں۔ لہذا قابل التفات بھی نہیں اور اصل مدعا ثابت نہیں کہ کسی نے عین محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا محمد رسول اللہ والذین معہ الخ اپنے یا کسی پر چسپاں کیا ہو یا کسی کو اس کا مصداق ٹھہرایا ہو۔

بہر حال باوجود غیر مسلم ہونے کے یہ حوالے غیر متعلق بھی ہیں۔

(۲) مختار مدعا علیہ کی پیش کردہ عبارت اس ترتیب سے وہاں نہیں بلکہ یہ خیانۃ تقدیم و تاخیر اور قطع و برید سے پیش کی گئی ہے۔

آخر میں مختار مدعا علیہ نے یہ کہا ہے کہ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو بیان گواہ ۱؎ وہاں بھی یہی بعینہٖ تاویلات اور یہی حوالے ہیں صرف مکتوبات کے دو اور حوالے ہیں۔ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تعلق اور خصوصی اتصال محبت کا ذکر ہے اس دعوی عینیت یا مصداق آیت محمد رسول اللہ والذین معہ .... الخ کا تذکرہ تک نہیں اور ایسی کھلی ہوئی خیانت اور قطع و برید اُس کے نقل میں کی ہے کہ اُس پر انسانیت شرماتی ہے۔ چونکہ وہاں دو حوالے توہین انبیاء کے سلسلہ میں درج ہیں لہذا اُسی ہیڈنگ کے تحت ان کا مفصل تذکرہ اور خیانت بتائی جائے گی۔ ان شاء اللہ غالباً اسی کمزوری کا خیال کر کے مقامات امام ربانی اور شرح فصوص اور حاشیہ مثنوی کا حوالہ کو یہاں تو مختار مدعا علیہ نے ذکر کر دیا اور ان دونوں حوالوں کا نام تک نہ لیا۔ اور محض مغالطہ دینے کے واسطے چند صفحات کا حوالہ دیدیا تاکہ لوگ مغالطہ میں رہیں کہ کچھ اور قوی مفصل دلائل ہوں گے حالانکہ ان مذکورہ بالا تاویلات رکیکہ کے سوا وہاں کچھ بھی نہیں الفاظ تک تقریباً وہی مکرر نقل کئے ہیں۔

بہر حال عین محمد ہونے کا دعوی اور آیت محمد رسول اللہ والذین معہ ... الخ اپنے پر چسپاں کرنے کا کفر بدستور سابق لاجواب رہا ایک ضابطہ کا بھی جواب نہ ہو سکا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲)

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا — منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

اس کا مفصل جواب الجواب عینیت کے ہیڈنگ کے تحت پیش کر چکا ہوں۔ دعوی عینیت کی مذکورہ بالا تصریحات کے بعد تریاق القلوب کے دوسرے مجمل گول مول مغالطہ آمیز اشعار اور براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۹ کی مغالطہ آمیز وہ عبارت نہ اُس کا جواب بن سکتی ہے نہ اُس کی تشریح نہ اس کا اصل اعتراضی پہلو اور پیش کردہ بوائینٹ سے کسی قسم کا تعلق ہے

(۱۲) ڈالنا بھی اس لیے ہے ورنہ عینیت کے دعوی کے تحت یہ مذکور ہے اور نہ اس شعر پر علیحدہ اسی نمبر کا ایک حوالہ ہے۔

مرزا صاحب کا جواب

مختار مدعا علیہ نے اس ہیڈنگ کے ماتحت ایک عمومی جواب کا رنگ دے کر پھر مکرر بحث کا اعادہ چاہا ہے تاکہ اپنے مغالطہ کی تکمیل کر سکے۔

اس سلسلہ میں تین جواب نقل کئے ہیں۔

پہلے جواب میں براہین احمدیہ ج ۲ اور ج ۴ اور ازالہ اوہام ص۲۴۲ و براہین ص۵۴۰ کے چندہ حوالہ پیش کئے ہیں جس میں وہی ظلی و بروزی واسطہ وذی واسطہ تابع و متبوع کی تاویلیں ہیں جن کا مفصل جواب گزر چکا جن کا خود مختار مدعا علیہ اس کا نتیجہ یہ نکالتا ہے۔

"آپ پر ان انعامات کا نزول ببرکت متابعت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے مخدوم اور متبوع کے ہے اور آپ ان کے خادم اور تابع ہیں؟"

مگر کبھی خادم عین مخدوم تابع عین متبوع و رعایا عین سلطان یا اُس کے خصوصی امتیازی القاب میں شریک وسہیم نہیں ہو سکتا نہ اُس کے القابات اپنے اوپر اس لحاظ سے چسپاں کر سکتا ہے۔

دوسرا جواب:۔ مرزا صاحب نے اپنی کتاب اربعین ۲ اور انجام آتھم میں تحریر کر کے مخالفین کو مباہلہ اور بالمقابل دعا کرنے کے لیے دعوت دی ہے چنانچہ الہام الارض والسماء معک کما ھو معی اربعین ۲ ص۹ انجام آتھم ص۲۵ انتَ منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی اربعین ۲ ص۲۹ اور انت منی ۔۔۔ تا ۔ انجام آتھم ص۵۱ انت اسم الاعلیٰ اربعین ۲ ص۲۹ انجام آتھم ص۵۱ کان اللہ نزل من السماء انجام آتھم ص۶۳ الخلق اربعین ۲ ص۲۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انا فتحنا لك فتحا مبينا اربعين ۲ ص۳ انجام آتھم ص۵۵ ھو الذی ارسل رسولہٗ
بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ اربعین ۲ ص۳ انجام آتھم ص۵۵ انا اعطینٰک
الکوثر اربعین ۲ ص۳۱ انجام آتھم ص۵۵ وما ارسلناک الا رحمۃ للعٰلمین اربعین ۳ ص۲۳
قل ان کنتم تحبون اللہ اربعین ۲ ص۲۹ انجام آتھم ص۵۲ سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ
انجام آتھم ص۵۲ ما ینطق عن الھویٰ اربعین ۲ ص۳۲ ۔

میں مندرج ہیں اور ان تمام الہامات پر مختار مدعیہ نے اعتراض کیا ہے ,, انجام آتھم میں مرزا صاحب نے یہ الہامات معہ دیگر الہامات لکھ کر الخ۔

یہ عجیب جواب رہا کہ مرزا صاحب نے یہ کفریات لکھ کر مخالفین کو مباہلہ اور بالمقابل بددعا کی دعوت دی ہے لہذا یہ سب سچے ہیں۔

اگرچہ مقابلہ و مباہلہ کی دعا و صداقت وغیرہ مقدمہ متنازعہ سے غیر متعلق ہے اور برابر عدالت کی طرف سے ممنوع قرار دئیے گئے ہیں مگر چونکہ جوابی بے ضابطہ بحث میں ریکارڈ پر یہ آگیا ہے اس لیے نہایت مختصر جواب عرض ہے
جن مخالفین کو دعوت مباہلہ ہے اس میں مولوی ثناء اللہ امرتسری بھی ہیں جنھوں نے بطور فرض کہا۔ جو جھوٹا ہو۔ اس کا انجام بد اس کے سامنے ہے۔

خود مرزا صاحب نے بھی اپنے تمام مخالفوں سے فرمایا تھا اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے بارے میں لکھا۔
یا اللہ: میں تیرے ہی تقدس کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے۔ اور دعا میں یہ الفاظ ذکر کیے۔
ربنا افتح بیننا وبین قومنا الخ

بدر ۲۵/ اپریل ۱۹۰۷ء پھر کیا ہوا یہ کہ ۔۔۔

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر — کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا۔

(از مباہلہ مرزا - ۱۱/ ستمبر ۱۹۲۱ء)

مفصل بحث مولوی ثناء اللہ صاحب کے رسالہ فیصلہ مرزا میں موجود ہے۔

بہر حال مباہلہ اور بالمقابل دعا سے بھی بجائے ان کفریات کی تائید کے ان کی تردید اور مرزا صاحب کا مفتری علی اللہ اور کافر و مرتد ہونا ہی ثابت ہوا۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں — زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(محمد رسول اللہ ہیڈنگ کے لاجواب نمبر ۱

تمہید۔ خصوصیات نبویہ پر بھی ایمان لانا ضروری ہے جرح گواہ ۱۔ یکم مارچ ۳۲ء انکار خصوصیات انکار ذات ہے الخ۔

(وہ مذہبی مخصوص اعتراض پہلے نظر انداز کر دیا)

(۲) اسلامی عقیدہ آخری نبی سے انکار حوالہ کی چنداں حاجت نہیں۔

(۳) معراج جسمانی کا انکار اور اپنے لیے اس جیسے متعدد ثابت کرنا یہ معراج جسم کثیف کے ساتھ نہ تھا بلکہ اعلیٰ درجہ ...تا... اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے۔ (ازالہ کلاں ص ۴۷)

(۴) شق القمر کو خسوف قمر کہہ کے اُس سے دو بالا اپنے لیے بتایا ہے

لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المنیران اتنکر

ترجمہ مرزا اس کے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا اب تو کیا انکار کرے گا۔ (قصیدہ اعجازیہ ص ۷۱)

(۵) اپنی فتح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فتح پر ترجیح۔

اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو اور اسی کی طرف خدا تعالےٰ کے اس قول کی طرف اشارہ ہے۔

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بارکنا حولہ۔ خطبہ الہامیہ ص ۱۹۳ و ص ۱۹۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تیسرا جواب":

"براہین احمدیہ جب شائع ہوئی تو اس پر مولوی محمد حسین بٹالوی نے ریویو لکھا اور خلاصہ مطالب کتاب جس میں ایک عنوان مؤلف الہامات بھی ہے لکھ کر ان الفاظ میں اس کتاب براہین کی تعریف کی اور یہ عبارت صرف اس امر کے اثبات کے لیے پیش کرتا ہوں کہ جو الہامات براہین احمدیہ میں درج ہیں قابل اعتراض نہیں کتاب کی توثیق مقصود نہیں یہ "اس کتاب کا خلاصہ مطالب ہے اب ہم اس پر اپنی رائے۔۔۔۔تا۔۔۔۔مرزا بھی لکھا دیا ہو" (اشاعۃ السنۃ ص ۱۶۹ ج ۷ م ۶) مؤلف براہین احمدیہ کے الہامات پر ایک دو مولویوں نے اعتراض کئے تھے جن کا مولوی محمد حسین بٹالوی نے مفصل اور مدلل جواب دیا اور کہا کہ ایسے الہامات کا ہونا جائز ہے۔ اور اسی کتاب میں یہ الہامات بھی مندرج ہیں جن پر مختار مدعیہ نے اعتراض کئے ہیں چنانچہ البشریٰ میں بحوالہ براہین احمدیہ یہ الہامات درج ہیں (۱) الارض والسماء کما ھو معی البشریٰ ص ۱۸ (۲) قرآن خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں براہین احمدیہ ص (۳) ربنا عاج البشریٰ ص ۲۳ (۴) انت منی بمنزلۃ لایعلمھا الخلق البشریٰ ص ۴۳ (۵) کان اللہ نزل من السماء (یہ الہام ۱۸۹۶ء کا ہے) البشریٰ ص ۶ ج ۲ (۶) انا فتحنا لک فتحا مبینا البشریٰ ص ۱۳، ۳۷ (۷) ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی البشریٰ ص ۱۲ انا اعطیناک الکوثر البشریٰ ص ۳۸ (۹) عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا البشریٰ ص ۱۰ ج ۲ (تاریخ نزول الہام ۱۸۸۸ء) (۱۰) وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین البشریٰ ص ۳۰ (۱۱) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ البشریٰ ص ۱۲ (۱۲) وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی البشریٰ ص ۱۲ (۱۳) وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم البشریٰ ص ۱۳، ۳۶ (۱۴) سبحان الذی اسری بعبدہ البشریٰ ص ۲۰ (۱۵) محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار ص ۳۷ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بلکہ ان کے علاوہ براہین میں اور بھی الہامات اسی قسم سے ہیں جیسے انک علی صراط مستقیم فاصدع بما تؤمر البشریٰ ص ۲۷ وانذر عشیرتک الاقربین ۔۔۔۔۔۔۔ وغیرہ وغیرہ ہیں لیکن اس وقت ان الہامات کا نزول ہو سکتا ہے اور ایسا ہونا قابل اعتراض نہیں"

یہ جواب اگر نقل کر۔۔ نہ تو عیر کیا تھا اس نے نوادر کفریات کی ایک مکمل لسٹ پیش کر دی اور براہین احمدیہ وغیرہ کی تاویلات بیکار کر دیں کیونکہ یہی مولوی محمد حسین بٹالوی جنہوں نے تعریف کی ہے اور براہین کی گول مول تاویلات سے مغالطہ کھایا ہے، جب انہیں دیگر کتب مرزا صاحب اور ان کے دعاوی سے حقیقۃ حال کا انکشاف ہو گیا تو سب سے پہلے مرزا صاحب کی انہیں کفریات کی بنا پر زبردست تکفیر کی ہے اور مرزا صاحب کے اتباع سے تائب ہو کر ان کا کفر و ارتداد آخر وقت تک چہار دانگ عالم میں شائع کرتے رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو اشاعۃ السنۃ ج ۱۵ ص ۔۔۔ وج بحوالہ سابق وایک تا دس۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) رسالہ ان سے بیت متعلق اپنا علم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتانا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کی تنقیص و توہین۔ (بحوالہ ازالہ کلاں ص۲۸۲)

(۷) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنی فضیلت کی تمہید اثرت اللہ علی کل شئی۔

(۸) خدا نے مجھے ہر ایک چیز میں سے چن لیا۔

(۹) آسمان سے کئی تخت اترے پس پر تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ (حقیقۃ الوحی ص۸۹)

(۱۰) رسالہ میں کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔

(۱۱) اتانی ما لم یوت احدًا من العالمین۔ تمام عالموں میں جو کمالات کسی کو نہ دیئے گئے وہ اللہ نے مجھے دیئے۔ (استفتاء ص۸۷)

مندرجہ ذیل خطابات خصوصی و القابات کو اپنے پر چسپاں کرنا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شریک و سہیم ہونا حالانکہ اولین و آخرین میں کسی نے اپنے یا کسی پر انہیں چسپاں نہیں کیا۔

(۱۲) وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ (حقیقۃ الوحی ص۷۰)

(۱۳) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ حقیقۃ الوحی ص۷۹،۸۲

(۱۴) سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً۔ حقیقۃ الوحی ص۷۸

(۱۵) اور مجھے بتایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ (اعجاز احمدی ص۷)

(۱۶) عسی ان یبعثک ربک مقامًا محمودًا۔ (دافع البلاء ص۶ اربعین ۳ ص۳۱)

(۱۷) انا اعطینک الکوثر۔ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۸۶)

(۱۸) لولاک لما خلقت الافلاک۔ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۸۵ و ۹۹)

(۱۹) وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین۔ (حقیقۃ الوحی ص۸۲ اربعین ۳ ص۳)

(۲۰) وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ (اربعین ۳ ص۲۳)

(۲۱) ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔ (دافع البلاء ص۶)

(۲۲) منم مسیح زمان و منم کلیم خدا — منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(۲۳) پھر اس کتاب میں اسی مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے کہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ (ضمیمہ حقیقۃ النبوۃ ص۶۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۴) میں آدم ہوں میں نبیت ہوں میں نوح ہوں میں محمد و احمد ہوں (حقیقۃ الوحی ص۷۲)

(۲۵) اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد و احمد رکھا اور مجھے آنحضرت کا وجود ہی قرار دیا ہے (حقیقۃ النبوۃ ص۲۶۵ و ص۲۶۶)

واضح رہے کہ یہ مرزا صاحب کی عادت اتفاقیہ نہیں بلکہ طریقہ مستمرہ ہے تلاش کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں مداخلت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ان کا محبوب ترین مشغلہ ہے اس کی تائید میں صرف حقیقۃ الوحی سے بحوالہ سابق اپنے الہامات اور تائیدی طور پر نمونہ پیش کرتا ہوں۔

(۲۶) قل انی امرت و انا اول المؤمنین۔

(۲۷) قل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

(۲۸) الرحمٰن علم القرآن

(۲۹) انا فتحنا لک فتحا مبینا۔

(۳۰) یا شمس یا قمر انت منی و انا منک۔

(۳۱) داعیا الی اللہ و سراجا منیرا۔

(۳۲) انک باعیننا (خاص الخاص خصوصیت)

(۳۳) دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی۔

(۳۴) ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔

(۳۵) قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد

(۳۶) لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ (خاص الخاص)

(۳۷) وعلمک ما لم تعلم۔

(۳۸) انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔

(۳۹) یٰس انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم۔

(۴۰) الم نشرح لک صدرک   البشریٰ ص۴۰

(نتیجہ)

پس جو شخص باوجود اقرار لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ خود محمد رسول اللہ ہے اور بعین محمد کہے اور کہلائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ مانے آپ کے معراج جسمانی کا انکار کر کے اپنے واسطے بارہا ثابت کرے معجزہ شق القمر کو معمولی دکھا کے اس سے بڑھ کر اپنے لیے بتائے اپنی فتح کو آنحضرت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلے اللہ علیہ وسلم کی فتح مبین پر ترجیح دے اپنا علم دینی امور میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر زائد بتائے اور لولاک لما خلقت الافلاک خود بنے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اپنے کو سمجھے ما ینطق عن الھوٰی۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔ اپنی شان میں ٹھہرائے سبحان الذی اسریٰ۔ دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ شارکت روا رکھے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ۔ بھی اپنے اوپر چسپاں کرے انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر و انک باعیننا داعیا الی اللہ و سراجا منیرا۔ یٰس انک لمن المرسلین۔ جیسی ایک دو دفعہ نہیں تقریبًا چالیس خصوصیات میں شریک وسہیم بن بیٹھے اور پھر بھی ان کا ایمان کلمہ پر قائم رہے کیونکر باور ہو سکتا ہے ہر مسلمان سمجھ سکتا ہے کہ ایسا شخص کروڑ ہا مرتبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرے جب تک ان کفریات سے رجوع نہ کرے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پر ان کا ایمان ناممکن ہے۔

بحمد اللہ مرزا صاحب اور ان کے متبعین کا کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پر ایمان نہ ہونا ۶۲ مرزا صاحب کے لاجواب دلائل و حوالوں سے ثابت ہو گیا۔ جس کے فیصلہ کے لیے کسی اور دلیل کی ضرورت ہی نہیں یقینًا مرزائیت اختیار کرنا کفر اور کھلا ہوا ارتداد ہے جس کے بعد نکاح یقینًا منسوخ ہو جائے گا۔ جیسا کہ ابتدائی بحث میں تنقیحات کی روشنی میں مفصل پیش کر چکا ہوں کلمہ توحید پر ایمان ہونے کا مسئلہ ختم ہو گیا۔

مرزا صاحب اور اُنکے متبعین کا ایمان ایمان مجمل پر بھی نہیں

اٰمنت باللہ کما ھو باسمائہ وصفاتہ وقبلت جمیع احکامہ۔

اس سلسلہ میں مفصل تقریبًا ۱۲ دلائل پیش کر کے ابتدائی بحث میں ثابت کیا گیا کہ ایمان مجمل کے کسی حصہ پر مرزا صاحب اور ان کے مریدین کا ایمان نہیں ہے۔ نہ جب تک اسے ترک نہ کریں ہو سکتا ہے۔ مختار مدعا علیہ نے اس کے جواب کا اشارۃً و کنایۃً نام تک بھی نہ لیا۔ گویا تسلیم کر لیا کہ ایمان مجمل کے کسی حصہ پر مرزا صاحب کا ایمان نہیں۔ (ایمان مفصل پر مرزا صاحب اور ان کے امتیوں کا ایمان نہیں) ایمان مفصل منقول از ازالہ اوہام ص۲)

(۱) اٰمنت باللہ (۲) وملٰئکتہ (۳) وکتبہ (۴) ورسلہ (۵) والبعث بعد الموت

(۱) اٰمنت باللہ۔ مختار مدعا علیہ نے یہاں اس سلسلہ میں کوئی جواب نہیں دیا پہلے لا الٰہ الا اللہ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ کے جوابات میں اکتفا کیا۔ پس ہم بھی عدالت کی ان متروک لا جواب سوالوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جن کا جواب ہیں نام تک نہ آیا اور ان کے ہوتے ہوئے آمنت باللہ پر کسی طرح ایمان نہیں ہو سکتا۔

(۲) وملئکتہ۔ ملائکہ پر ایمان کا یہ مطلب نہیں کہ زبان سے ملائکہ کہے ورنہ یہود بھی تو ملائکہ پر ایمان رکھتے تھے۔ مگر انہیں ان کی حقیقت کے خلاف بنات اللہ خدا کی بیٹیاں اور فلاسفر بھی زبانی اقرار کر رکھے تھے۔ مگر کواکب اور سیارات کو ملائکہ قرار دیتے تھے۔ بلکہ ملائکہ کی اس حقیقت اور صفت پر ایمان لانا ضروری ہے جو قرآن پاک اور احادیث و اصطلاح شرع میں موجود ہے۔

(۳) قرآن پاک میں ملائکہ کے متعلق اس قدر آیات ہیں کہ ان کی حقیقت اور تصور شرعی بالکل ہویدا ہو جاتی ہے اصل بحث میں کسی قدر تفصیل عرض کر چکا ہوں۔ یہاں نمونہ چند آیات پیش ہیں۔

(۱) تتنزل علیهم الملئکة ان لا تخافوا۔

(۲) تنزل الملئکة والروح من امر ربهم۔

(۳) علیها ملائکة غلاظ شداد لا یعصون الله ما امرهم ویفعلون ما یؤمرون۔

(۴) ومن عنده لا یستکبرون عن عبادته ولا یستحسرون۔

(۵) بل عباد مکرمون

(۶) واذ قلنا للملئکة اسجدوا لآدم

(۷) واذ قلنا للملئکة انی جاعل فی الارض خلیفة۔

(۸) جاعل الملئکة رسلا اولی اجنحة مثنی وثلث ورباع۔

(۹) وتری الملئکة حافین من حول العرش یسبحون بحمد ربهم۔

(۱۰) والمدبرات امرا الآیه تلك عشرة كاملة

یہ صرف نمونہ ہے ورنہ بہت سی آیات مفصل موجود ہیں۔

شرعاً ملائکہ کی حقیقت

چونکہ ملائکہ کے وجود کی نسبت فلسفیانہ تاویلات اور حکیمانہ توجیہات بیان کی گئی ہیں اور تعلیم اسلام پر دساتیر و وید کی تعلیم کو ترجیح دی گئی ہے ملائکہ کے فی الخارج وجود کا انکار کیا ہے اور وید اور دساتیر کے مذہب کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موافق ان کو ارواح کواکب بتلایا ہے ان کا چلنا۔ پھرنا۔ زمین پر آنا محال کہا ہے اس لیے چند آیات واحادیث سے اس عقیدہ کی تکذیب وتردید کی جاتی ہے۔

(۱) ولما جاءت رسلنا لوطا سیء بهم وضاق بهم ذرعا وقال هذا یوم عصیب ... تا ... وامطرنا علیهم حجارة من سجیل منضود۔ (ہود رکوع ۷)

ترجمہ: جب ہمارے بھیجے ہوئے لوطؑ کے پاس آئے وہ ان کے آنے سے خفا ہوا اور اپنے جی میں رک گیا اور بولا آج کا دن بڑا سخت ہے اور اس کے پاس اس کی قوم بے اختیار دوڑتی آئی یہ پہلے سے برے کام کرتے تھے (حضرت لوط نے) کہا لوگو یہ میری بیٹیاں ہیں جو تم کو ان سے پاک تر ہیں تم اللہ سے ڈرو اور مجھ کو میرے مہمانوں میں رسوا نہ کرو کیا تم میں کوئی بھی نیک راہ نہیں ہے (لوگوں نے کہا) تو جان چکا ہے کہ ہم کو تیری بیٹیوں سے کچھ دعویٰ نہیں اور تجھ کو تو معلوم ہے جو کچھ ہم چاہتے ہیں (لوط نے) کہا اگر مجھ کو تمہارے سامنے زور ہوتا یا میں مضبوط جگہ میں ہوتا (تو تم ایسا نہ کر سکتے) مہمان بولے! اے لوط ہم تیرے رب کے فرستادہ ہیں یہ لوگ تجھ تک ہرگز نہ پہونچ سکیں گے تم کچھ حصہ رات سے اپنے گھر والوں کو (اپنی عورت کے سوا) لے کر نکلو۔ اور تم میں سے کوئی شخص پیچھے نہ دیکھے تیری عورت پر تو وہی کچھ آئے گا جو ان پر آئے گا ہاں ان کے وعدہ کا وقت صبح ہے کیا صبح نزدیک نہیں؟ پس جب ہمارا حکم پہونچا ہم نے وہ بستی زیروزبر کر دی اور اس پر تہ بتہ پتھریاں برسائیں۔"

قوم لوط جیسے فساق فجار کا ملائکہ کو جو شمثل بہ بشر تھے دیکھنا حضرت لوط علیہ السلام کا گھر گھیر لینا حضرت کی پریشانی فرشتوں کا حضرت کو اطمینان دلانا۔ اگلی صبح تمام بستی کو خراب وتباہ کر دینا کیا یہ سب کچھ ارواح کواکب کا بیان ہے روح تو حیوانات کی بھی نظر نہیں آتی ان غیر مادی اجرام کی روح نے تمثل کیونکر حاصل کر لیا اور اگر فرشتے ایک ذرہ برابر بھی آگے پیچھے نہیں ہوتے (توضیح ۲۴) تو یہ کون تھے جو یہ سب کرشمے لوط اور قوم لوط کو دکھلا گئے۔

(۲) هل اتاك حدیث ضیف ابراهیم المکرمین۔ (دیکھو تمام رکوع ۲ والذاریات)

ترجمہ: کیا تجھ کو ابراہیم کے عزت والے مہمانوں کی خبر پہونچی۔

حضرت ابراہیم کے گھر فرشتوں کا مہمان بن کر آنا خلیل الرحمٰن کا ان کے لیے کھانا تیار کرنا فرشتوں کا نہ کھانا بیٹے کی ولادت کا وعدہ۔ اور بشارت خدا کی طرف سے دینا کیا یہ ارواح کواکب کا نام اور کام ہے۔

(۳) اذ تقول للمومنین الن یکفیکم ... مسومین (آل عمران) جب تو مومنوں کو کہنے لگا تم کو کفایت نہیں کہ تمہارا رب تم کو مدد بھیجے تین ہزار فرشتوں سے جو اتارے گئے ہوں البتہ تم ٹھہرے رہو اور پرہیزگاری کرو اور وہ اسی دم تم پر آ دیں تو مدد بھیجے تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے جو پلے ہوئے گھوڑوں پر ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے تین ہزار فرشتوں کی تعداد کا بتانا۔ اور منزلین ان کی صفت۔ لانا پھر پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ امداد کا کیا جانا اور مسومین ان کی صفت بتلانا کیا یہ سب ارواح کو اکب ہیں کیا یہی وہ ارواح ہیں جن کو ذرہ بھر بھی جنبش نہیں۔

فارسلنا الیہا روحنا فتمثل لہا بشرا سویا۔۔۔ ترجمہ پھر ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ بھیجا اور وہ اس کے سامنے بھرپور مرد بن کر کھڑا ہوا۔

غور کیجئے یہاں بھی کواکب ہی بھیجے گئے یا روح القدس بھر بھرپور مرد بن کر کون کھڑا ہوا تھا اور یہ جواب بھی کس نے دیا۔

قال انما انا رسول ربك لاھب لك غلاما زکیا۔ ترجمہ اس نے کہا کہ میں تو تیرے خدا کا فرشتہ ہوں اس لیے آیا ہوں کہ تجھے ایک ستھرا لڑکا دے جاؤں۔

کیا یہ سب روح کو کب کے ہی کرشمے ہیں جن کو ذرہ بھر جنبش نہیں۔

اب احادیث کی طرف رجوع کیجئے اول اس حدیث کو لیجئے کہ ایک سائل آیا اس کی صورت وضع لباس صحابہ کو حیرت میں ڈال دینے والے تھے اس نے اسلام اور ایمان کے متعلق سوال کئے اور چلا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فانہ جبریل اتاکم یعلمکم دینکم۔ ترجمہ۔ یہ حضرت جبرئیل تھے اس لیے آئے تھے کہ تم کو تمہارا دین سکھائیں۔ اور وہ بخاری مسلم ترمذی ابی داؤد ابن ماجہ۔ یاد رہے کہ اس کے راوی بھی حضرت عمر فاروق ہیں

(۲) دوسری حدیث عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر ھذا جبریل اخذ براس فرسہ علیہ اداۃ الحرب (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ بدر کے دن فرمایا یہ جبرئیل ہے جو سلاح جنگ پہنے گھوڑا پکڑے کھڑا ہے۔

مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہو کر آنا روح کوکب کا کام ہے یا خداوند کے فرشتے کا جبرئیل علیہ السلام کا گھوڑے پر چڑھ کر آنا جنود فرعون کا ان کو دیکھنا سامری کا خاک نعل اسپ اٹھا لینا بائیبل اور قرآن مجید میں بھی ہے انکار کرنا آسان نہیں احادیث صحیحہ اور بھی اس امر میں بے شمار مل سکتی ہیں مثلاً دررو زنگ جبرئیل علیہ السلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھوانا۔ رمضان میں رسول کریم کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرنا دحیہ صحابی کی شکل پر آنا رسول کریم کا ام المؤمنین عائشہ بنت صدیق اکبر سے فرمانا کہ یہ جبرئیل ہے اور تم کو سلام پہونچاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ بمقابلہ ارشادات نبوی کے معتقدات مجوس کو صحیح خیال نہ کر بیٹھیں اور ادیان مختلفہ کی کتابیں دیکھ کر گمراہ نہ ہو جائیں میں صرف اسی عام جواب پر اکتفا کرتا ہوں جس میں تقریباً ان تمام تاویلات رکیکہ کا قرآنی الفاظ میں جواب ہے جو مختار رد عا علیہ نے کی ہیں۔ فرشتوں کی ایک دو تعداد بھی نہیں بلکہ بے شمار ہے جیسا کہ حدیث مسلم میں ہے کہ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جن کی بوجہ کثرت دوبارہ باری نہیں آتی۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صفت بیت المعمور فاذا ھو یدخلہ کل یوم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سبعون ملک لا یعودون الیہ۔

تفاسیر وکتب عقائد

تفاسیر اور کتب عقائد کے بعض حوالہ بحث کے وقت ذکر ہوچکے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ مختار مدعا علیہ نے ان کے جواب کا تذکرہ تک نہ کیا۔ عقائد وتفاسیر کی کتابوں میں ملائکہ کی شرعی مکمل صفت موجود ہے میں اس وقت صرف ایک گواہ مدعا علیہ اور مختار مدعا علیہ کے مسلم بزرگ امام عبدالوہاب شعرانی کی سب سے مستند کتاب الیواقیت والجواہر کے حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں ملاحظہ ہو۔

(یواقیت والجواھر جلد ۲ صہ ۴۴ مبحث ۳۹)

وہ سارا مبحث ہی اُن کی شرعی مذکورہ بالا حقیقت اور ارواح کواکب کی تردید میں ہے۔

(مرزا صاحب کا فرشتوں کے متعلق عقیدہ)

(۱) فرشتے نفوس فلکیہ اور ارواح کواکب کا نام ہے (ملخص توضیح المرام صہ ۴۸)

(۲) جو کچھ ہوتا ہے وہ سیارات سے ہوتا ہے اور کچھ نہیں۔ (توضیح المرام بحوالہ سابق م

(۳) جبرئیل نہ زمین پر آئے نہ آتے ہیں (توضیح مرام ملخص صہ ۴۸)

اصل اعتراض

اولاً ملائکہ کو نفوس فلکیہ اور ارواح کواکب ماننا بالکل شریعت کے خلاف ہے البتہ یونانیوں اور وید پرستوں کا ضرور یہ عقیدہ ہے دوسرے کواکب وسیارات سے تمام انتظامات متعلق کرنا جیسا کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں "اور آج تک کسی نے اس امر میں اختلاف نہیں کیا کہ جس قدر آسمان میں سیارات اور کواکب پائے جاتے ہیں وہ کائنات الارض کی تکمیل وتربیت کے لیے ہمیشہ کام میں مشغول ہیں" مشکوٰۃ باب المطر اور احادیث میں بخاری ومسلم کی حدیث مطرنا بنوء کذا۔۔۔الخ موجود ہے جس میں اُن لوگوں کو باری تعالےٰ کی زبان پر کافرین باللہ قرار دیا گیا ہے جو بارش ہونیکی نسبت ستارہ یا نچھتر کی طرف کرتے ہیں نیز اس حدیث میں یہ بھی تصریح موجود ہے کہ جس نے ستاروں میں علاوہ تین امور کے کوئی اور تاثیر اور کام مانا اس نے اللہ پر زبردست افترا کیا (۱) زینت سماء دنیا (۲) رجوم شیاطین (۳) ہدایت راہ۔

پس ملائکہ کی یہ حقیقت شرعی کے سراسر خلاف ہے لہذا ان عقائد کے ساتھ ایمان بالملائکہ نہیں ہوسکتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(مختار مدعا علیہ کی تاویلات عقلیہ)

(خلاصہ تاویلات) ایمان بالملائکہ

(۱) مرزا صاحب کے سراج منیر۔ براہین۔ ایام الصلح۔ آئینہ کمالات۔ چشمہ معرفت کے چھ حوالے حمامۃ البشریٰ کے۔

(۲) اور توضیح مرام سے چند گول مول حوالے تاویل کے لیے نقل کئے۔

(۳) تفسیر عزیزی۔ یواقیت۔ تفسیر سرسید۔

الجواب

(جواب ۱) یہ تقریباً کتب اس زمانہ کی ہیں۔ جب کہ مرزا صاحب کا کفر بہت کچھ مشہور تھا اور وہ بھی متضاد باتیں کر کے دنیا کو دھوکے میں رکھنے کی سعی کرتے تھے۔

(۲) میں اصل بحث اور اس جواب الجواب میں مرزا صاحب کے متعارضات کی ایک لسٹ پیش کر چکا ہوں اور ان کی یہ عادت ہی ہے مطلقاً مدعی نبوۃ کو کافر بھی کہتے ہیں۔ اور دعویٰ نبوۃ بھی کرتے ہیں اپنے کو نبی کہنے والوں کو دجال بھی کہتے ہیں اور مسلمان بھی) مدعی نبوۃ پر لعنت بھی بھیجتے ہیں اور رحمت بھی وغیرہ وغیرہ۔

(۳) میں نے صریح عبارت پیش کی ہے اس کے جواب میں گول مول مجمل عبارات جواب اور تاویل کے واسطے کافی نہیں۔

(۴) جس کی متناقض اور متعارض باتوں کی عادت ہو اس کی ایک عبارت دوسری عبارت کی شرح نہیں بن سکتی۔

(۵) کسی کا کفر وارتداد قطعی دلائل اور صریح حوالجات سے واضح ہونے کے بعد اس قسم کی تاویلات قابل التفات بھی نہیں زیادہ تفصیل کا وقت نہیں اصل بحث کے حوالہ پر چھوڑتا ہوں۔

(جواب ۲) توضیح مرام سے میں نے جو حوالہ پیش کیا ہے۔ وہ نہایت صریح ہے اور مختار مدعا علیہ نے جو حوالے پیش کئے ہیں۔ ان سے صرف اشارۃً یہ تاویل نکالنی چاہتا ہے۔ کہ تعلق ملائکہ کا ارواح سے اس قسم کا ہے یا دراصل ملائکہ ارواح کواکب کا نام نہیں بلکہ روح یا جان کا لفظ صرف ان کے شدید تعلق کی وجہ سے استعمال کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

مگر اہل بصیرت پر پوشیدہ نہیں کہ ملائکہ بھی امور غیبیہ میں سے ہیں۔ ان کی حقیقت ہم خود اپنی عقل سے نہیں قائم کر سکتے بلکہ شریعت غراء کی تعلیم کردہ حقیقت پر اکتفا کرنا ہوگا اور بلاشبہ۔ اب کوئی بھی تاویل کی جائے مرزا صاحب نے وہ حقیقت شرعی بدل ڈالی۔ لہذا ان کا ایمان ملائکہ پر ہو نہیں سکتا۔ جب تک اس سے صاف الفاظ میں اولاً رجوع کر کے اس شریعت کی پیش کردہ تعریف پر قناعت نہ کریں۔ تفصیل بخوف تطویل نہیں کرتا عدالت ملاحظہ فرمائے۔

.....

NafseIslam
Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

www.KitaboSunnat.com

جواب ۳ ۔

(۱) تفسیر عزیزی کا حوالہ ؛
اس میں کہیں ارواح کواکب کو ملائکہ قرار نہیں دیا مطلب بالکل واضح ہے عدالت خود اصل کتاب سے ملاحظہ فرما سکتی ہے بلکہ ملائکہ کی تفسیر بالکل شریعت کے مطابق ایک دو نہیں متعدد جگہ اسی تفسیر میں موجود ہے اور فلاسفہ وغیرہ کا رد ہی بخوف تطویل عبارات نقل نہیں کرتا ۔

(۲) یواقیت کا حوالہ ج ۲ صفحہ ۵۵ واڈیشن ۲ صفحہ ۴۴ بحث ۳۹

" ان جميع النجوم الى فقد استحق العزل "

اس میں مختار مدعا علیہ کے مفید مطلب کوئی بات نہیں کیونکہ ملائکہ کا کواکب و نجوم وغیرہ پر مسلط ہونا اور بات ہے اور ارواح کواکب ہونا اور چیز ہے مرزا صاحب تو نفوس فلکیہ اور ارواح کواکب کا نام ملائکہ بناتے ہیں جس کی نفی صاف الفاظ میں اسی صفحہ کے اگلے صفحہ پر موجود ہے، ان آسمانی فرشتوں کی حقیقت و صفات شرعیہ بیان کر کے لکھتے ہیں کہ

قال ای الشیخ رح وهذا بخلاف ارواح الكواكب السماويه فانما تتنزل بالاسماء و البخورات واشباه ذلك) (یواقیت ج ۲ ص ۴۵ بحث ۳۹) شیخ اکبر محی الدین

ابن عربی مسلم گواہ مدعا علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ملائکہ ارواح کواکب سے بالکل خلاف و متضاد حقیقت ہیں کیوں کہ ارواح کواکب اسماء و بخورات قابو آسکتی ہیں اور فرشتے کسی عمل سے قابو میں نہیں آسکتے الخ ۔ لہذا حضرت شیخ رحمہ اللہ کا دامن قدس مرزا صاحب کی تائید سے پاک ہے یہ صرف مختار مدعا علیہ کا مغالطہ ہے ۔

(جواب ۳) سر سید کی تفسیر مسلمانوں پر حجت نہیں اور اس قسم کے نیچری اور دہری عقائد کی بنا پر لوگ ان کے اسلام میں شبہ کرتے ہیں مگر چونکہ ہمیں اپنے اکابر سے موثق طور پر معلوم ہوا ہے کہ وہ آخر عمر میں ان تمام بدعقیدگیوں سے تائب ہوئے تھے اس لیے ہم انہیں اسلامی زمرہ میں شامل کرتے ہیں اور اسلامی القابات سے یاد کرتے ہیں جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں۔ مرزا صاحب کی اگر تمام کفریات اور دعوی نبوت سے توبہ ثابت ہو جائے تو انہیں بھی ہم رحمۃ اللہ علیہ کہیں گے کوئی ذاتی نزاع تو ہے نہیں ۔

پس نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا صاحب کا ایمان اسلامی ملائکہ پر نہیں اور ان کا عقیدہ کفریہ کی ایک بھی نظیر اسلامی لٹریچر میں نہیں ملتی محض مختار مدعا علیہ کا مغالطہ ہے ۔

(تزول ملائکہ)

مختار مدعا علیہ نے بلاوجہ اس بحث کو طول دیا اختلاف اس قدر ہے کہ مرزا صاحب نزول جبریل اور ملائکہ کے سرے سے منکر ہیں اور صرف اثر اندازی بتاتے ہیں ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

" نزول کی اصل حقیقت جو صرف اثر اندازی کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر یاد رکھنی چاہیئے توضیح مرام سیارات کے نفوس نورانیہ کی تاثیرات کا نام نزول ملائکہ ہے۔ توضیح مرام ص۴۲ و توضیح مرام خورد ص۹ (ملخصاً نفوس فلکیہ۔ ارواح کواکب ملائکہ ایک ہی ہیں۔ ملخصاً توضیح مرام خورد ص۳۱

عبارات بالا سے واضح ہے کہ ملائکہ کے حقیقی طور پر نزول کے مرزا صاحب صاف منکر ہیں اور انہیں سیارات یا نفوس فلکیہ اور ان کی اثر اندازی کا نام نزول بتلاتے ہیں قرآن و احادیث سے ملائکہ کا نزول حقیقی ہا یا جاتا ہے نہ صرف اثر اندازی

(۱) فتمثل لها بشرا سويا۔
انسان ہو کر ان کے سامنے آئے۔

(۲) غار حرا میں وحی لے کر اترنا (بخاری شریف)

(۳) جبرئیل علیہ السلام کا کسی انسانی شکل اور دحیہ کلبی صحابی کی صورۃ میں حقیقۃً نہ اثر اندازی کے طور پر آترنا اور صحابہ کا دیکھنا (بخاری شریف)

(۴) جبرئیل علیہ السلام کو اصلی صورت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ دیکھا (مسلم)

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو دیکھا ان کے چھ سو بازو تھے) بخاری ذکر الملائکہ۔

(۶) نزول کے متعلق۔ تفصیل اور اس کے اقسام کے واسطے مسلم قریبیکے بزرگ علامہ شیخ عبد الوہاب شعرانی کی کتاب الیواقیت والجواہر مبحث (۲۹) ملاحظہ ہو۔

بہر حال خواہ انسانی شکل میں آئیں یا کسی اور اصلی ہو یا مثالی یہاں صرف بحث اس قدر ہے۔
کہ نزول حقیقی ہے صرف اثر اندازی ارواح کواکب یا نفوس فلکیہ کا نام نہیں۔
مرزا صاحب کے اس ادعاء باطل پر کہ۔
نزول کی اصل کیفیت صرف اثر اندازی کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر۔

مختار مدعا علیہ ایک حوالہ بھی اسلامی لٹریچر سے نہ پیش کر سکا مثالی اور غیر مثالی شکل پر بحث کرتا رہا جو موضوع سے بالکل غیر متعلق ہے تمام اہل اسلام نزول ملائکہ خواہ مثالی شکل ہو یا حقیقی واقعی طور پر مانتے ہیں اور یہی قرآن اور احادیث وکتب عقائد سے ثابت ہے۔

اور مرزا صاحب صرف اثر اندازی مانتے ہیں نہ واقعی نزول پس نزول ملائکہ کا واقعی طور پر انکار کر کے یعنی مرزا نے اپنی کفریات میں ایک اور کفر کا اضافہ کیا۔

(د کتب)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا انبیاء سابقین پر وحی یا کتب منجانب اللہ نازل ہوئیں وہ قطعی اور یقینی ہیں اور آنحضرت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چونکہ وحی نبوۃ کا بالاتفاق دروازہ بند ہے بہذا بصورت وحی اگر کسی کو کچھ منکشف ہو وہ الہام ہی ہے اور وحی نبوۃ کی طرح قطعی نہیں ملاحظہ ہو الیواقیت والجواہر بیان وحی الہام) آگے وحی کے سلسلہ میں اس کی تفصیل آئے گی ان شاء اللہ تعالے پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اپنی وحی والہام پر جس طرح ایمان رکھتا ہے ویسا ہی ایمان اللہ کی منزلہ پاک کتابوں پر نہ رکھے یا ان میں سے کسی ایک کی بھی توہین کرے یا موہم تنقیص فقرات استعمال کرے اس کا ایمان کسی طرح کتب الہیہ پر قابل اعتناء نہیں ہو سکتا گو زبان سے کتنا ہی کہتا رہے۔

مرزا صاحب نے مذکورہ بالا امور کا ارتکاب کیا۔

ملاحظہ ہوں حوالجات ذیل۔

(۱) جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توراۃ اور انجیل اور قرآن کریم اربعین ع۴ ص۱۹

(۲) قرآن خدا کی کتاب ہے اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ حقیقۃ الوحی ص۸۴

(۳) آنچہ من بشنوم ز وحی خدا — بخدا پاک دانمش ز خطاء
ہمچو قرآن منزہ اش دانم — از خطاہا ہمیں است ایمانم — درثمین ص۲۸۷

(۴) مرزا صاحب کی عادت بدزبانی اور سخت کلامی کی تھی چنانچہ جب مرزا صاحب سے لوگوں نے اس کی گرفت کی تو جواب یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اولاً یہاں واضح رہے کہ اس طرز کا ہوا گالی نہیں دوسرے اور اگر ہر ایک سخت اور آزار دہ تقریر کو محض بوجہ اس کی مرارت اور تلخی اور ایذارسانی کے دشنام کے مفہوم میں داخل کر سکتے ہیں تو پھر اقرار کرنا پڑے گا کہ سارا قرآن گالیوں سے پر ہے ازالہ بار پنجم ص۸ یہ وہی مرزا صاحب کی قدیمی عادت ہے کہ اپنی تمام غلطیاں قرآن پاک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ لگاتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

(۵) قرآن پاک کے سوا کسی آسمانی وغیر آسمانی الہامی یا غیر الہامی کتاب کے الفاظ تحدی کے واسطے پیش نہیں کئے گئے یہ صرف قرآن پاک کی اخص الخاص امتیازی شان ہے کہ) ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ قل لئن اجتمعت الجن و الانس علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔

مگر مرزا صاحب نے اپنا قصیدہ اعجازیہ بطور تحدی اور مقابلہ کے قرآن کی طرح اعجاز قرار دے کر پیش کیا مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر مرزا صاحب اور ان کے مریدین کا ایمان وکتبہ پر نہیں ہو سکتا۔ مفصل ابتدائی بحث میں ملاحظہ ہو

مختار مدعا علیہ کی تاویلات

خلاصہ تاویلات:۔

قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) ذکر الہامات) چونکہ مجموعہ الہامات میں درج ہے لہٰذا میرے منہ سے خدا کا منہ مراد ہوگا۔

(۲) اخبار البدر ۱۱ جولائی ۱۹۰۷ء سے ایک تاویل۔

(الجواب)

مجموعہ الہامات میں درج ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ تمام متکلم ضمیریں خدا ہی کی طرف ہوں اسی مجموعہ الہامات سے نمونہ ملاحظہ ہو۔

(۱) نحمدك ہم تیری تعریف کرتے ہیں۔ حقیقۃ الوحی ص۱۰۲ اس ضمیر سے خدا مراد نہیں۔

(۲) یا نبی اللہ کنت لا اعرفك۔ حقیقۃ الوحی ص۷۲ یہاں بھی ضمیر متکلم سے خدا مراد نہیں مرزا صاحب خود یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ اے خدا کے نبی میں تجھے شناخت نہیں کرتا تھا۔

(۳) رب عدمنی من هو خير عندك۔

(۴) ان ربي قوي قدير۔ ص۱۰۴

(۵) انی صادق انی صادق و سیشهد اللہ لی۔ ترجمہ مرزا صاحب میں صادق ہوں میں صادق ہوں اور خدا میری گواہی دے گا۔

(۶) انی امرت من الرحمن فاتونی۔ ترجمہ: میں خدا کی طرف سے خلیفہ کیا گیا ہوں پس تم میری طرف آجاؤ۔ ص۱۰۱

(۷) انی لاجد ریح یوسف ...... الخ اور مجھے گم گشتہ یوسف کی خوشبو آئی ہے اگر تم یہ نہ کہو کہ یہ شخص بہک رہا ہے۔ ص۱۰۱ کیا مختار مدعا علیہ ان متکلم کے ضمائر سے بھی خدا مراد لیگا۔ اس لیے کہ یہ مجموعہ الہامات میں درج ہے۔

(مختار مدعا علیہ کا اقرار)

مختار مدعا علیہ اپنی بحث لاالہ کے ہیڈنگ کے تحت الہام نمبر۱ میں اصلی واسوم دا سہرو انام و اجعل لك انوار القدوم و اعطيك ما يدوم الخ۔ میں یہ تاویل کر کے یہ مجموعہ الہام میں سے ہے سب ضمیریں خدا کی طرف ہونا فراموش کر کے تسلیم کر لیا کہ پہلے حصہ میں متکلم ضمیریں ملہم کی طرف اس کی شان کا اظہار کے واسطے ہیں اور دوسرے میں خدا کی طرف۔ لہٰذا اسی کے اقرار سے یہ تاویل غلط ہوگئی۔ اور ہر معمولی اردو داں بھی اس کا مطلب سمجھ سکتا ہے۔ قرآن شریف۔ خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ منہ سے مرزا صاحب کا منہ مراد ہے نہ خدائے تعالٰی کا ورنہ اردو عبارت بالکل مختل ہو جائے گی۔ بہرحال یہ تاویل محض لغو اور بے سود بلکہ عجز کا اقرار ہے تاویل ۲

www.KitaboSunnat.com

(الجواب)

ہمارا اعتراض حقیقۃ الوحی کے الہام پر ہے جو ۱۵ ارمئی ۱۹۰۷ء کی ہے اور جواب البدر ۱۱ر جولائی ۱۹۰۵ء سے عنایت ہو رہا ہے۔ سبحان اللہ۔

(۲۱)

(فبای حدیث بعدہ یومنون)

مختار مدعا علیہ نے اس پر طول طویل تقریر کی مگر اصل مدعی و اعتراض کو ذکر تک نہ کیا اعتراض صرف آیت سے نہ تھا بلکہ اس کی تفسیر جامع البیان و مدارک سے نقل کی تھی کہ

معناہ لا حدیث یساویہ او یدانیہ فلاحدیث احسن بالایمان منہ جامع البیان معناہ معجزۃ باھرۃ من بین کتب سماویہ فبای کتاب بعدہ یومنون (مدارک)

یعنی کوئی کتاب کوئی وحی کوئی بات قرآن پاک کے مساوی اور ہم پلہ نہیں نہ کوئی آسمانی کتاب اس جیسی معجزہ ہے بس کسی کتاب پر اس جیسا اس کے بعد ایمان نہیں ہو سکتا۔

اور مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

"مجھے میری وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن پر"، ؎

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا بخدا پاک دانمش ز خطا

ہمچو قرآن منزہ اش دانم از خطا ہا ہمیں است ایمانم (درثمین)

اس کے بعد جواب میں مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ مختار مدعیہ نے آیت تو پیش کر دی اس کا مطلب نہ سمجھ سکا حالانکہ میں نے اپنا مطلب نہیں بلکہ ائمہ مفسرین کا نقل کیا ہے۔ پھر خود تراشیدہ اپنی تفسیر اور لاطائل تاویلات کرنا کہ تشبیہ سے یہ مراد ہے منہ سے یہ مطلب ہے وغیرہ۔ محض بے سود اور ناقابل التفات ہیں۔ کیونکہ جب اصل پوائنٹ ہی چھوڑ دیا تو غیر متعلق امور کا جواب ہم سے متعلق نہیں۔ ہم نے تبرعاً جواب دیا ہے ورنہ ہماری طرف سے غیر متعلق کہنا کافی تھا۔

جواب تو یہ ہوتا کہ مرزا صاحب جیسی توہین آمیز عبارت کسی مسلمان کے کلام سے پیش کرتے صرف اپنی طرف سے اس واضح عبارت میں تاویلات پیش کرنا محض بے سود ہے جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں۔ مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب کی وحی قرآن کے بالکل موافق ہے اس کا کوئی کلمہ بھی قرآنی تعلیم کے معارض نہیں محض غلط بلکہ بالکل قرآن کے خلاف ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ مختار مدعا علیہ کو یہ مسلم ہے۔ کہ

(۱) مرزا صاحب نے قصیدہ اعجازیہ کو بطور تحدی پیش کیا۔

(۲) اور خطبہ الہامیہ کے ٹائٹل پر لفظ آیۃ لکھا اور یہ بھی کہ اس کے مثل کوئی نہیں لا سکتا۔

(۳) اس خطبہ الہامیہ پر ہے و ما کان لبشر ان ینطق بمثلہ ..... الخ میری طرح کوئی بشر نہیں کر یوں قلم برداشتہ عبارت لکھ سکے۔ پھر قرآن کے مقابلہ میں کونسی کسر اٹھا رکھی کوئی آسمانی کتاب یوں مقابلہ کے چیلنج سے پیش نہ کی گئی خواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ افصح العرب تھے اور خود فرماتے ہیں۔ انا افصح العرب و العجم و لا فخر ۔ کبھی اپنا کلام یوں مقابلہ کے واسطے پیش نہ کیا یہ صرف حضرت آدم سے قیامت تک قرآن ہی کی خصوصیت تھی مگر مرزا صاحب نے اسے خاک میں ملا دیا مسلمان تو اسے توہین ہی سمجھتے ہیں ہاں مختار مدعا علیہ کو توہین سمجھ میں نہیں آسکتی وہ معذور ہیں

(مختار مدعا علیہ کی تاویلات رکیکہ)

مسئلہ واضح ہے جواب کی حاجت ہی نہ تھی مگر تبرعاً تاویلات کا خلاصہ پیش کرتا ہوں تاکہ ان کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

(۱) اور جب آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ آپ کو عربی انشاء پردازی کا معجزہ جس میں آپ تمام دنیا کے آدمیوں پر غالب رہے اور عرب و عجم میں کوئی آپ کا مقابلہ نہ کر سکا اس لیے عطا ہوا تھا الخ

(الجواب)

یہ بات کہ ان کو عربی انشاء پردازی کا معجزہ عطا ہوا تھا اور عرب و عجم میں کوئی آپ کو مقابلہ نہ کر سکا نہایت مضحکہ خیز ہے قصیدہ اعجازیہ کی صرفی نحوی معانی کی غلطیاں علماء نے شائع کر دی ہیں جن کو ہندی طالب علم بھی نہیں کر سکتا قصیدہ اعجازیہ کا صرف ایک شعر بحوالہ سابق ملاحظہ عدالت کے واسطے پیش ہے۔

واما حسین فاذکروا دشت کربلا - الی ھذا الایام تبکون فانظروا - قابل ملاحظہ ہے،

باقی یہ تاویل کہ قرآن کے حقائق ظاہر کرنے کو یہ معجزہ ملا تھا محض لغو ہے۔ قرآن پاک کی ہمسری کسی لحاظ سے ہو توہین کلام الٰہی ہے اور قرآن کے حقائق وغیرہ کا حیلہ محض مغالطہ ہے۔

(تاویل ۲) اس سے اب تک لازم آنا بالکل باطل قطعاً ناقابل التفات ہے۔ الخ

(الجواب)

جب کوئی مدلل جواب سے عاجز آ جاتا ہے۔ تو یہی کہا کرتا ہے کہ بالکل باطل قطعاً ناقابل التفات ہے اس کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں کوئی شکوہ نہیں ۔

(تاویل ۳) اگر اس سے قرآن کی توہین ہے تو قرآن کو بھی توہین کا مرتکب ماننا پڑے گا الخ

(الجواب)

(۱) یہ وہی بات ہے کہ مرزا صاحب نے کلام کا اعتراض قرآن پاک پر دہرا دیا ۔

(۲) اعتراض صرف لفظ آیت پر نہیں۔ بلکہ اس پر ہے کہ کوئی اس جیسا لا نہیں سکتا۔

(تاویل ۴) الهدی وجبة النور ۔ وغیرہ سے تاویلات ۔

(الجواب)

اپنی بلاغت قرآن کے بعد یا قبل جو کچھ انہیں تحدی اور مقابلہ میں اپنا کلام قرآن کی طرح پیش کر کے قرآن پاک کی خصوصیت پر جو جوزدہ ہے اس کا جواب نہیں ہو سکتا۔

(۴)

قرآن گالیوں سے پُر ہے

مختار مدعا علیہ اپنی عادت کے مطابق اعتراض اور استدلال کا خلاصہ قطع و برید کر کے نقل کرتا ہے ۔ اور مختار مدعا علیہ کے ذمہ لگاتا ہے ۔

یہاں اس فقرہ مذکورہ بالا پر اعتراض نہیں۔ بلکہ اعتراض یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب کی سخت کلامی جس کا نمونہ اوپر پیش کر چکا ہوں ۔ اور آگے آئے گا۔ جب اعتراض کیا گیا۔ تو فوراً اسے بیان واقعہ کہہ کے قرآن پاک کے ذمہ لگا دیا۔ کہ اگر یہ گالیاں جو بیان واقعہ ہیں گالیاں ٹھہریں۔ تو قرآن پاک کو گالیوں سے پر ماننا پڑے گا۔

بس اعتراض صرف اس قدر ہے۔ کہ مرزا صاحب کی فحش کلامی اور بدزبانی حیا سوز کلمات کو اگر سب وشتم کو گالی کہا جائے۔ تو بقول مرزا صاحب قرآن پاک کو گالیوں سے پر ماننا پڑے گا۔ یہ مقابلہ قرآن سے اپنی سخت کلامی کا ان دلائل اور دیگر حوالجات سے جو اوپر پیش ہو چکے۔ مرزا صاحب کے ایمان بالقرآن کو خطرہ میں ڈالتے ہیں۔ اور ان امور کے بعد ایمان بکتبہ کا دعویٰ محض زبانی اور غلط ہے۔ عبارت کاٹ کے نہیں پیش کی کہ تاویل کافی ہو جائے نہ اتنے فقرہ پر صرف اعتراض ہے۔ کہ قرآن گالیوں سے پُر ہے۔ یہ تو مختار مدعا علیہ کی تصنیف ہے۔ ہمارا اعتراض تو پورے مضمون اور اپنی سخت کلامی کا قرآن پاک کے پاکیزہ طرز خطاب پر قیاس کرنے کا ہے جس کے جواب کی طرف مختار مدعا علیہ نے اشارہ تک نہ کیا۔ غیر متعلق باتیں اور نیز کلامی کر کے صفحہ سیاہ کر ڈالا اور یہ اعتراضی پوائنٹ لاجواب کا لاجواب ہی رہا۔

باقی مرزا صاحب کا کشتی نوح اور مواہب الرحمن وغیرہ میں قرآن کے محامد بیان کرنا جواب کے لیے کافی نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کہ صریح توہین لاجواب اور پیش ہو چکی۔ اور مرزا صاحب کی چونکہ عادت ہی متعارض بولنے کی تھی۔ اس لیے ان کا ایک کلام دوسرے کی شرح کیا بن سکیگا۔ جیسا کہ اوپر مفصل عرض کر چکا ہوں۔ بہرحال مرزا صاحب کا ایمان بلحاظ اسلامی اصول پر ثابت نہ ہو سکا۔

(نوٹ) مختار مدعا علیہ نے مضمون خبط کر کے اور مغالطہ کے واسطے سلسلہ توہین کے دو نمبر (۵) بشارۃ اسمہ احمد اور (۶) حدیث کی توہین بے ربط توہین کے سلسلہ سے لیکر یہاں ایمان مفصل کے سلسلہ میں چھوڑ دیا ہے۔ اور پھر اس کے بعد ردرسلہ شروع کیا۔ میں یہ نمبر ۵) و (۶) اسی توہین کے سلسلہ میں ذکر کر دوں گا۔ تاکہ یہ مضمون بے ربط نہ ہو جائے اور ایمان مفصل کے ردکتبہ۔ کے جواب کو ختم کر کے ورُسلہ شروع کرتا ہوں۔

(ردرُسُلہ)

مختار مدعا علیہ نے ہماری پیش کردہ ایک دلیل کا بھی جواب نہ دیا بلکہ ذکر تک نہ کیا۔ اور صرف اس کہنے پر اکتفاء کیا کہ مرزا صاحب اور آپ کے تمام پیرو اللہ تعالےٰ کے تمام بھیجے ہوئے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اس زبانی اقرار کی تائید حقیقۃ الوحی ازالۂ اوہام چشمہ معرفت سے پیش کی کہ وہاں رسول بھیجنے یا ان پر ایمان لانے یا دیگر ایمانیات کا ذکر ہے۔ حالانکہ اعتراض یہ تھا کہ جو شخص انبیاء کرام اور اللہ تعالےٰ کے رسولوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ؎

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفان نہ کمترم زکسے
آنچہ داد است ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بتمام
زندہ شد ہر نبی بآمدنم — ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم
روضہ آدم کہ تھا نا مکمل اب تک — میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ وبار
آدم نیز احمد مختار — دربرم جامۂ ہمہ ابرار
منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا — منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد
ہیں کبھی آدم کبھی موسےٰ کبھی یعقوب ہوں — نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار
اینک منم کہ حسب بشارات آمدم — عیسےٰ کجاست تا بنہد پا بہ منبرم
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو — اس سے بڑھ کر غلام احمد ہے

ساتھ ہی یہ بھی کہے کہ یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں۔
تو وہ گو زبان سے ایمان بارسل کا قائل ہو مگر اس کا ایمان اللہ کے رسولوں پر نہیں ہو سکتا۔
مختار مدعا علیہ نے بھی اسے لاجواب سمجھ کر یہاں نظر انداز کر دیا کیونکہ مرزا صاحب کے ان کفریات اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعاوی کے بعد ان کا ایمان بالرسل ثابت کرنا واقعی محال ہے ورنہ کچھ اشارہ کنایہ حوالہ تو ہوتا۔ فللہ الحمد۔

(والیوم الاخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ)

مرزا صاحب نے بھی ازالہ اوہام میں یہ دونوں نمبر ــــ اپنے ایمانیات کی فہرست سے خارج کر دیئے پس ان کے کسی امتی سے ان کے متعلق لب کشائی کی کیا توقع تھی بہرحال اس سلسلہ کے تمام حوالے و اعتراضات بھی لاجواب رہے۔

(والبعث بعد الموت)

اس سلسلہ میں جو پیش کیا تھا اس کا جواب کیا بن پڑتا اس کا نام تک نہ لیا گویا بحث میں اس کا ذکر بھی نہ تھا اور دراصل مرزا صاحب کے متبعین اس عقیدہ کے اثبات میں سخت عاجز ہیں کیونکہ ایک طرف مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ مرنے والا فوراً جنت یا دوزخ میں پہونچ جاتا ہے اب اگر قیامت میں نفخ صور کی طلبی پر قبر سے اٹھیں تو جنت اور دوزخ کے بعد دخول خروج ماننا پڑے گا جو جائز نہیں لہذا قبر سے مردے نہ اٹھینگے بلکہ ترقی مدارج ہوگی ملخص ازالہ اوہام از ص ۱۴۴ تا ۱۴۸ دوسری طرف نص قطعی قرآن حکیم میں موجود ہے کہ مردے قبروں سے قیامت میں اٹھینگے۔

(۱) ونفخ فی الصور فاذا ھم من الاجداث الی ربھم ینسلون (سورۃ یٰسٓ)

(۲) وان اللہ یبعث من فی القبور۔ (حج پ ۱۷)

(۳) اذا القبور بعثرت۔

(۴) الا یظن اولئک انھم مبعوثون لیوم عظیم یوم یقوم الناس لرب العٰلمین۔

(۵) منھا خلقناکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃ اخریٰ۔

مسلمانوں کا عقیدہ کہ قیامت کے دن مردے قبروں سے نکل کر حساب کتاب کے لیے میدان حشر میں جمع ہوں گے

ونفخ فی الصور فاذا ھم ---- ینسلون (سورۃ یٰسٓ) قال من یحی العظام ---- نا ---- خلق علیم (یٰسٓ) کما بدأنا اول ---- کنا فاعلین۔ کذلک یحی اللہ الموتیٰ ان اللہ یبعث من فی القبور۔ منھا خلقنٰکم و فیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃ اخریٰ۔ افلا یعلم اذا بعثر ما فی القبور اذا القبور بعثرت علمت نفس ما قدمت واخرت یقولون ءانا لمردودون فی الحافرۃ ءاذا کنا عظاما نخرۃ یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا ونفخ فی الصور.... لرب العٰلمین سے صاف ثابت ہے کسی تاویل کی حاجت نہیں۔ نیز۔

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ...... وادخلی جنتی۔ ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوٰت والارض ..... فادخلوھا خالدین ونفخ فی الصور ذلک یوم الوعید....

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

...... ذلک یوم الخلود۔

نوٹ

مشکوٰۃ شریف ۴۸۲ مشکوٰۃ ۴۸۳ پر موجود احادیث صحیحہ لوگوں کے قبروں سے نکلکر محشر میں جمع ہونے وغیرہ کی مفصل موجود ہیں بخوف طوالت ترک کی جاتی ہیں۔

ان آیات و احادیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن حساب کتاب کے بعد جنت میں داخل ہوں گے اور ہمیشہ رہینگے

ماھم بخارجین اس موقع پر ہے ورنہ حضرت آدم و حوا جنت سے کیسے نکالے گئے

ہاں قیامت سے پہلے دخول روحی تھا اب جسمی ہوگا۔

لہٰذا مرزا صاحب کا ایمان کسی تاویل سے بعث بعد الموت پر نہیں ہو سکتا اور مختار مدعا علیہ کے سکوت نے اسے اور بھی مضبوط کر دیا۔ پس آمنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ کے جواب نہ بن سکتے اور ورسلہ کے جواب ناکافی اور والیوم الاخر والقدر خیرہ و شرہ من اللہ والبعث بعد الموت کے تذکرہ تک نہ کرنے سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ جس طرح مرزا صاحب کا ایمان کلمۂ توحید اور ایمان مجمل پر نہیں اس طرح مرزا صاحب اور ان کے ماننے والوں کا ایمان مفصل اور اس کے کسی جز پر نہیں اور جب تک ہمارے پیش کردہ عقائد سے صاف لفظوں میں رجوع نہ کریں قیامت تک ایمانیات کے کسی شعبہ کی جزء پر ایمان نہیں ہو سکتا۔

استدعاء

یہ وہ حوالجات تھے جو جرح میں گواہان مدعا علیہ کو بھی مسلم ہیں بس میں عدالت عالیہ کی توجہ اس بات کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں کہ علمی مباحث تو آگے آئینگے فیصلہ کے واسطے یہی حصہ کافی و وافی ہے۔

کیونکہ مدعا علیہ کو اپنے احمدی ہونے کا اقرار ہے گواہ ۲ نے یکم مارچ کی جرح میں احمدی اور قادیانی اور مرزائی ایک ہی تسلیم کیا ہے۔

لہٰذا تنقیح ۱ کے پہلا حصہ کہ کیا مدعا علیہ نے مذہب قادیانی یا مرزائی اختیار کیا ہے، بلا شبہ ثابت ہو گیا۔

تنقیح ۱ کے دوسرے حصہ کہ اس سے ارتداد لازم آتا ہے

اس کے اثبات کے واسطے یہ کافی سے زائد ہے کہ مرزائیت اختیار کرنے سے نہ لا الٰہ الا اللہ پر ایمان قائم رہے نہ محمد رسول پر نہ ایمان مجمل آمنت باللہ کما ھو باسمائہ و صفاتہ و قبلت جمیع احکامہ پر نہ ایمان مفصل آمنت باللہ و ملٰئکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الآخر والقدر خیرہ و شرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت پر۔
یہ ایمان کی بنیادیں اور اصول تھے اس کے بعد ایمان کیا چیز ہے پس مرزا صاحب کی اتباع اور کفر و ارتداد لازم و ملزوم ہیں پس تنقیح ۲ کا دوسرا حصہ بھی ثابت ہوگیا۔
باقی ارتداد سے فسخ نکاح ہونا جو دوسری تنقیح ہے وہ ہر دو گواہوں کو مسلم ہے کہ عام حکم اور تعامل فسخ نکاح کا ہے جیسا کہ گذر چکا پس اس صورت میں ڈگری بحق مدعیہ ہوتی چاہئے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔
(ایمان مجمل و مفصل کی بحث ختم ہوگئی۔)

(وجوہات تکفیر و ترتیب شہادت)

(۱)

دعوی وحی نبوت

بحث متعلقہ وحی

مختار مدعا علیہ کی تمہیدی تقریر

"اس موضوع پر بحث کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی ہے کہ گواہان مدعیہ نے مطلق ادعائے وحی کو کفر قرار دیا ہے چنانچہ گواہ ۳ نے اپنے بیان میں لکھوایا ہے کہ ادعاء وحی کفر ہے اگرچہ مدعی نبوت نہ ہو اور اگر کوئی شخص مطلق وحی کا دعویٰ کرے خواہ نبوت کا مدعی نہ بھی ہو تب بھی کافر ہے اور بنی آدم میں وحی پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہے اور غیروں کے لیے کشف یا الہام یا وحی لغوی ہو سکتی ہے اور وحی کی تعریف کی ہے کہ فرشتہ بھیجا جاوے۔ فلاں سے جا کر یہ کہدو اور اپنی تائید میں شرح شفاء کا حوالہ بھی پیش کیا ہے لیکن باوجود اس کے مختار مدعیہ نے صرف وحی رسالت کو بند قرار دیا ہے گو گواہ ۲ کا بیان مختار مدعیہ کے اس دعویٰ کو باطل ثابت کرتا ہے۔
نیز گواہ ۱ نے ۲۱ اگست کو بجواب جرح تسلیم کیا ہے کہ آیت ما کان لبشر میں جو طرق وحی بیان کئے گئے ہیں وہ امت محمدیہ پر بند ہیں اور گواہ ۱ الف و ب نے مطلق وحی کے بقاء سے کہکر انکار کیا ہے کہ وحی نہیں ہو سکتی کیونکہ نبوت اور وحی لازمی ہے اگر دوسری وحی آسکتی ہے تو ممکن ہو جائے گا کہ قرآن شریف کا کون سا حکم منسوخ ہو جائے"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الجواب)

مختار مدعا علیہ کا یہ محض مغالطہ و فریب ہے اس نے اپنی شہادت میں لکھوایا تھا کہ "فریق دوم نے لکھوایا کہ ادعاء وحی کفر ہے آخری بحث میں میں نے اُس کی یہ کذب بیانی بے نقاب کی اور گواہ ۱ کی اصلی عبارت نقل کر دی کہ وُہ لکھوا رہے ہیں کہ " ایسے ہی ادعاء نبوت اور ادعاء وحی نبوت بھی کفر ہے۔ کتنی واضح عبارت میں وحی نبوت کی تصریح فرما رہے ہیں مگر مختار مدعا علیہ کو مطلق وحی نظر آتی ہے اس کا کوئی علاج نہیں۔

اب جوابی بحث کے اس ابتدائی مذکورہ بالا حصہ میں مندرجہ ذیل اتہامات پیش کئے ہیں اور اپنی مغالطہ دہی کا پُورا پُورا ثبوت بہم پہونچایا ہے ریں عدالت کی سہولت کے لیے ایک کالم میں اس کا بہتان اور دوسرے میں

اصل حقیقت پیش کرتا ہوں

بہتان	اصل حقیقت
(۱) چنانچہ گواہ ۱ نے اپنے بیان میں لکھوایا ہے کہ ادعاء وحی کفر ہے اگرچہ مدعی نبوۃ نہ ہو۔	محض بہتان ہے اصل عبارت یوں ہے " ادعاء وحی کفر ہے یعنے اگر کوئی شخص کہے کہ نبوۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے مجھ پر وحی ہوتی ہے اور وُہ قرآن کی طرح ہے تو وہ کافر ہے۔. ملاحظہ فرما دیں کہ گواہ ۱ نے کس صفائی سے خود ہی معنی کر کے تفسیر کر دی کہ ادعاء اس وحی کا کفر ہے جو قرآن کی طرح (یعنے وحی نبوۃ) ہو اس نے کہیں مطلق وحی نہیں کہا نہ مطلق وحی کا لفظ ہے بلکہ قرآن پاک جو مسلمہ فریقین وحی نبوت ہے اُس کی طرح جو اپنی وحی کا دعوٰے کرے وُہ کافر۔ پس گواہ ۱ پر یہ بُہتان ہے کہ اس نے مطلق وحی کے دعوٰی کو کفر بتایا بلکہ وحی نبوۃ اور رسالت کو کفر بتایا ہے جو قرآن کی طرح ہو لہذا مختار مدعا علیہ کے دعوے سے سر مو خلاف نہیں
(۲) اگر کوئی شخص مطلق وحی کا دعوٰے کرے خواہ نبوۃ کا مدعی نہ بھی ہو تب بھی کافر ہے	محض افترا ہے یہ عبارت بھی پہلی عبارت سے متصل ہے اور مطلق کا لفظ ہرگز وہاں مذکور نہیں مختار مدعا علیہ کی تصنیف اور اس کا مغالطہ ہے اسی وحی نبوۃ کو جو قرآن کی طرح سمجھی جائے گواہ ۱ بیان کر رہے ہیں نہ وہاں لفظ مطلق وحی ہے نہ . خواہ نبوت کا دعوٰے نہ ہو اصل عبارت یہ ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ نبوۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھ پر وحی ہوتی ہے اور وہ وحی قرآن کی طرح (یعنے وحی نبوۃ و رسالت ہے) تو وہ کافر ہے اس کے کفر کے اثبات کے لیے تمام مذکورہ عبارات کافی ہیں کیونکہ وحی (یعنے مذکورہ بالا) لازم نبوۃ ہے جو شخص اس (وحی نبوۃ مذکورہ) کا مدعی ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان	اصل حقیقت
	اگرچہ بظاہر نبوۃ کا مدعی نہیں مگر فی الحقیقۃ مدعی نبوۃ ہے کیونکہ وحی نبوۃ کا دعوٰے در پردہ نبوت کا دعوٰے ہے۔ پس ثابت ہو گیا کہ مختار مدعا علیہ نے گواہ نمبر۱ کا بیان اپنے لفظوں میں نقل کر کے اس پر افتراء کیا ورنہ وُہ دراصل دعوٰے وحی نبوۃ کی تکفیر کو کہہ رہے ہیں نہ مجازی ولغوی کیونکہ اس وحی نبوۃ کو پیغمبروں کے ساتھ مخصوص کر کے لکھتے ہیں کہ دوغیہ دل کے جیسے کشف والہام یا وحی لغوی ہو سکتی ہے" جب وحی لغوی کی غیروں کے واسطے صراحت فرماتے ہیں تو مطلق وحی کا دعوٰے کفر کیونکہ لکھ سکتے ہیں۔
(۳) گواہ نمبر۱ نے ۱۲/اگست کو بجواب جرح تسلیم کیا ہے آیت ما کان لبشرٍ میں جو طرق وحی بیان کیے ہیں وہ امت محمدیہ پر بند ہیں۔	بالکل صحیح ہے یہاں یہ آیت انبیاء علیہم السلام کے متعلق ہے اور اس آیت میں جو طرق مذکور ہیں وُہ اس کے شان نزول کے لحاظ سے وحی نبوت اور رسالت کے ہیں اور وحی نبوۃ کا تیرہ سو سال سے بند ہونا اور اس پر مُہر لگ جانا تو مرزا صاحب کو بھی مسلّم ہے ان اقسام کی تخصیص بالا نبیاء اور وحی رسالۃ و نبوۃ مراد ہونے کی دلیل درکار ہو تو بخاری شریف کی پہلی حدیث معہ شرح حافظ بدر الدین عینی ملاحظہ فرما دیں۔ فی الاصطلاح الشرع ہو کلام اللہ الی قولہ کما اوحٰی ربک الی النحل
(۴) گواہ مدعاعلیہ نمبر ب نے مطلق وحی کے بقاء سے یہ کہہ کر انکار کیا ہے کہ وحی نہیں ہو سکتی کیونکہ نبوۃ و وحی لازمی چیز ہے الخ	محض دروغ بے فروغ ہے اس کا رو شہادت مسل پر موجود ہے عدالت خود ملاحظہ فرما دے کہیں "مطلق وحی" کا لفظ نہیں بلکہ وحی نبوۃ کے متعلق حکم دے رہے ہیں لازم نبوۃ وحی نبوۃ ہوتی ہے نہ مطلق وحی ورنہ واوحٰی ربک الی النحل شہد کی مکھی کو بھی وحی ہوئی ہے وہ نبی نہیں ہو گی نہ وہ وحی نبوۃ ہے گواہ مدعالیہ نے تو اپنے بیان میں مرزا صاحب کے مدعی وحی نبوۃ ہونے پر بہت سے دلائل و قرائن نقل کئے ہیں علی ہذا گواہ نمبر ب نے گواہ نمبر۱ کے یہ الفاظ ہیں "ایسے ہی ادعاء نبوۃ اور ادعاء وحی نبوۃ بھی کفر ہے" بہرحال بوضاحت ثابت ہو گیا کہ یہ محض مختار مدعا علیہ کا مغالطہ تھا ورنہ گواہان مدعیہ نے بھی وہی بیان دیا ہے جو مختار مدعا علیہ نے بحث میں کہا کہ دعوٰے وحی نبوۃ و رسالت کفر ہے۔ مرزا صاحب اور ان کے متبعین اگر مغالطہ نہ دیں اصل بات یہ ہے کہ میری تمہید جو میں نے اس ہیڈنگ کے تحت مسئلہ کو تنقیح کرنیکے لیے پیش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہتان	اصل حقیقت
	کی تھی وُہ چونکہ لاجواب تھی اس لیے اس اضطرابی اور بہتان طرازی کا ثبوت دیا گیا ملاحظہ عدالت کے واسطے بلفظہ پیش کرتا ہوں ۔

تنقیح مبحث

کشف والہام ، وحی تین علیحدہ علیحدہ امور ہیں جن کی تفصیل گواہان مدعیہ خصوصاً گواہ مرحوم حضرت سید محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں مفصل درج ہے پھر ہر ایک کے لغوی و اصطلاحی حقیقی و مجازی معنے ہیں شہد کی مکھی کو بھی لغوی و مجازی وحی کی گئی ہے قال اللہ تعالیٰ و اوحی ربك الی النحل ..... الخ کہ تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی بھیجی ۔۔ مگر حضور والا واقف ہیں کہ اس بحث میں شہد کی مکھی والی وحی یا اس قسم کے دیگر لغوی و مجازی اقسام وحی اور مجازی عبارات زیر بحث نہیں ۔ بلکہ گفتگو صرف اس میں ہے کہ وحی نبوۃ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسدود ہے اور اس کا مدعی کافر ہے ملاحظہ ہو بیان گواہان مدعیہ خصوصاً بیان گواہ ۲ یہاں اس کا یہ دعوےٰ ہے کہ ایسے ہی ادعاء نبوۃ اور ادعاء وحی نبوۃ بھی کفر ہے بڑی تفصیل سے مدلل کیا گیا ہے

پس بحث مرایک یہ ہوئی کہ مطلق وحی کی بحث نہیں بلکہ دعوائے وحی نبوۃ کفر ہے ۔

تنقیح نمبر ۱ ۔ جو وحی انبیاء کرام پر جس خصوصی پیرایہ میں اترتی ہے وُہ وحی نبوۃ کہلاتی ہے وہ کسی اور پر نہیں اتر سکتی ۔

بجائے اس کے کہ اس تنقیح کے اقسام بیان کر کے اسے طول دوں یہ زیادہ مسلم ہے کہ مرزا صاحب کی عبارت وحی نبوۃ کی مراد اور اس کی تنقیح میں پیش کروں تاکہ اُن حضرات پر بھی حجت ہو سکے جن پر سوائے مرزا صاحب اور ان کے دونوں خلفاء کے مطلق : قرآن حجت ہے نہ حدیث نہ فقہ نہ کلام نہ تفسیر نہ اللہ کا کلام اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہ صحابہ کے فیصلے نہ بزرگان دین کے اقوال نہ ائمہ دین کے استنباط ، بلکہ مرزا صاحب کی بات بنانے کے لیے سب کی تاویل کر دیتے ہیں اور سب پر اتہام لگانے میں تامل نہیں کرتے ۔

(مرزا غلام احمد صاحب کے نزدیک وحی نبوۃ کے معنے)

(۱) "کیونکہ جس میں شان نبوۃ پاتے ہیں اس کی وحی بلاشبہ وحی نبوت ہے" ایام الصلح ص۱۴۶ مسلم گواہ ۱ و ۲ جرح ۲۳ مارچ ۱۹۳۲ء

"نبی کی وحی وحی نبوت کہلائیگی" سراج منیر ص۲

(۲) وحی رسالۃ وُہ ہے جو بتوسط جبرئیل ؑ (ازالہ اوہام ص۲۱۰) بیان گواہ مدعیہ نمبر دو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) ایک فقرہ بھی جبرئیل لائیں وہ بھی وحی نبوت ورسالۃ ہے جو بند ہے (ازالہ ص۲۳۸ گ مدعیہ نمبر دو)
تنقیح سوم جو وحی بندوں پر حجت ہو اور اس کی اتباع لازم ہو وہ تشریعی کہلاتی ہے یا جس میں نیا حکم ہو ملاحظہ ہو جرح گواہ ع۱ ۷/مارچ ۱۹۳۲ء

جس میں نئے احکام ہوں وہ تشریعی ہے۔
ہر نبی تشریعی ہوتا ہے اور اس کی وحی خواہ پرانی وحی کیوں نہ ہو تشریعی اور لوگوں پر حجۃ ہوتی ہے نیز کوئی نہ کوئی نیا حکم اس میں مستقلہ ضرور ہوتا ہے خواہ صرف اپنی نبوت کے اعلان ہی کا۔ ملاحظہ ہو جرح گواہ مدا ۷/مارچ ۳۲ء
نیز ملاحظہ ہو ازالہ اوہام ص۲۳۸ تھوڑا بہت نازل ہوتا برابر ہے تفصیل کے لیے بیان گواہ مدعیہ مدا ملاحظہ ہو۔
مرزا صاحب کی عبارت اور تنقیح نمبر سوم کی رو سے وحی نبوۃ کی تعریف مندرجہ ذیل ہے۔

(۶) (الف) جس میں شان نبوت ہو یا نبی ہو اُس کی وحی وحی نبوۃ ہے۔
(ب) بتوسط جبرئیل ہو خواہ ایک ہی فقرہ وحی نبوۃ ہے۔
(ج) جو بندوں پر حجۃ ہو۔ ایضاً
(د) جس کی اتباع لازم ہو "
(ہ) جس میں نیا حکم ہو۔ "
(و) صرف اپنی نبوۃ کے اعلان ہی کا حکم ہو وہ بھی وحی نبوۃ بلکہ تشریعی ہے۔
یہ (۶) چھ صورتیں وحی نبوت ورسالۃ کی ہوئیں۔

(اقراری ڈگری)

ہمارے مدعا کا جہاں تک تعلق ہے وہ نہ صرف مرزا صاحب کی امت کو بلکہ ان کے خود ساختہ صاحب نبی کو بھی مسلم ہے کیونکہ ہمارا دعوٰے انسداد وحی نبوت ورسالۃ ہے اور وحی نبوت ورسالۃ کا انسداد مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے ملاحظہ ہوں حوالجات مندرجہ ذیل۔
(۱) لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی۔ (ازالہ اوہام ص۲۱)
(۲) حالانکہ وحی نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو چکی ہے۔ (حمامتہ البشریٰ ص۳۴)
اب اس تسلیم کے بعد کسی جدید استدلال اور بحث کی ضرورت ہی نہ تھی مگر پھر بھی عوام کو مغالطہ سے بچانے کے واسطے اصل بحث میں میں نے تمام پیش کردہ آیات واحادیث واقوال کا مدلل جواب دیتے ہوئے ان کی خیانت اور قطع وبرید بے نقاب کر دی تھی۔ اب جواب بحث میں بجائے ان کا کوئی معقول جواب دیتے کے انہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرسودہ دلائل کا مکرر اعادہ کیا گیا ہے اور کہیں کہیں شرمناک خیانتیں اور تحریف ہے اس لیے پھر مفصل جواب کی طرف رجوع کرتا ہوں ۔ ورنہ ضرورت ہی نہ تھی ۔ یہاں تک میرے دعوی کا تعلق ہے مدعا علیہ اور اس کے نبی اور گواہوں کو مسلّم ہے

محتار مدعا علیہ نے مندرجہ ذیل ہیڈنگ قائم کیے ہیں

(۱) کیا وحی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔

(۲) کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باب وحی غیر تشریعی مسدود ہے۔

(۳) کیا قرآن مجید سے بقاء وحی پر کوئی دلیل نہیں۔

(۴) کیا احادیث سے بقاء وحی غیر تشریعی پر کوئی دلیل نہیں۔

(۵) کیا بقاء وحی غیر تشریعی عقیدہ سلف صالح کے خلاف ہے۔

(۶) کیا مسیح موعود کے نزدیک ہر قسم کی وحی بند ہے۔

(۷) کیا مسیح موعود اپنی وحی کو قرآنی وحی کے برابر قرار دیتے ہیں۔

(۱)

وحی انبیاء کے ساتھ مخصوص نہیں۔

اس سلسلہ میں بظاہر سات بے ربط و غیر متعلق آیات معانی اور مطالب بگاڑ کر تحریف معنوی کے ساتھ پیش کی گئی ہیں مگر دراصل پانچ جن کا اجمالی جواب تو یہ ہے کہ یہ تمام آیات وحی لغوی یا الہام کے متعلق ہیں اور ہماری گفتگو وحی نبوۃ و وحی رسالت میں ہے اس کی تخصیص کا دعوٰی ہے جو مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے مطلق وحی کی تخصیص کا نہ ہمارا دعوٰی ہے نہ ہم اس کے جواب کے مکلف ہیں ۔

تبرعاً تفصیلی جواب بھی پیش کرتا ہوں

آیۃ اولٰی ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا ------ الخ خلاصہ استدلال مدعا علیہ ۔ بشر نبی اور غیر نبی کو عام ہے ۔ لہٰذا وحی انبیاء سے مخصوص نہیں ۔

یہ بعینہٖ شہادت والا استدلال مکرر دہرایا ہے جس کا جواب مکمل اور مدلل و مفصل ابتدائی بحث میں دے چکا ہوں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں خدا کے انسان سے ہم کلام ہونے کے اقسام بیان کیے گئے ہیں وحی نبوت کا انبیاء سے مخصوص ہونے کا ذکر تک نہیں اور اگر اس سے خارجی دلائل اور شان نزول کی روشنی میں وحی نبوۃ مراد ہو تو بشر سے نبی مراد ہوگا ۔ جیسا کہ اس کے شان نزول سے ظاہر ہے اور نبی بھی بشر ہوتا ہے صرف وحی الٰہی نبی کو عام بشر کے افراد سے ممتاز کرتی ہے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال اللہ تعالیٰ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی ---- الخ

مختار مدعا علیہ کا جواب یہ کہ

و لیکن مختار مدعیہ نے اس آیت میں بشر سے نبی مراد لیا ہے حالانکہ اس آیت میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو بشر کو انبیاء کے ساتھ مخصوص کرے۔

بالکل قابل التفات نہیں کیونکہ جواب کی شق اول تو بہر حال مسلم رہی اور اس آیت کا غیر متعلق ہونا ثابت ہو گیا بشر کی تخصیص نبی کے ساتھ شق ثانی پر ہے جب کہ وحی سے مراد وحی نبوۃ ہو۔ پس جس طرح وحی نبوت کی تخصیص بلحاظ شان نزول ہو گی یوں ہی بشر سے نبی کی تعیین شان نزول سے ہے نہ کہ ظاہری الفاظ سے۔ ہاں جب کہ مختار مدعا علیہ وحی عام مراد لیتا ہے نہ کہ وحی نبوۃ اور بحث وحی نبوۃ میں تھی نہ کہ الہام اور وحی مجازی و لغوی میں پس اس آیت کا غیر متعلق و بے ربط ہونا گویا اُسے بھی مسلم ہے اور محض بحث کو طول دینے کے واسطے اسے پیش کیا ہے ورنہ اس کا شافی اور اصل جواب ابتدائی بحث میں گزر چکا ہے عدالت خود ملاحظہ فرمائے۔

فتوحات مکیہ ج ۲ ص ۲۱۶ و ۷۱ ھ سے مختار مدعا علیہ کا یہ نقل کرنا کہ

ان تمام طرق سے اولیاء امت کو بھی وحی ہوتی ہے اور نبی و ولی کی وحی میں فرق ہے ہماری تائید کرتا ہے نہ کہ ہمارے خلاف کیونکہ جب یہ وحی اولیاء امت کی وحی کو بھی شامل ہے جو بالاتفاق یعنے الہام ہے تو لامحالہ اس آیت میں لغوی وحی مراد ہو گی نہ حقیقی اصطلاحی نہ وحی نبوۃ لہذا پھر بھی غیر متعلق اور بے ربط رہی۔ مختار مدعا علیہ نے چونکہ باقرار خود فتوحات کا کل مطالعہ نہیں کیا ہے ورنہ ایسی فاش غلطی نہ کرتا کیونکہ حضرت شیخ نے تصریح فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف الہام باقی ہے اور وحی بالکل مسدود و بند ہے۔

"اعلم انا لنا من اللہ الا الہام لا الوحی فان سبیل الوحی قد انقطع بموت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

فتوحات مکیہ ج ۳ ص ۳۰۳، ۲۱۶ یعنی جان لو کہ ہمکو اللہ کی جانب سے الہام ہو سکتا ہے نہ کہ وحی کیونکہ وحی کا سلسلہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے بعد یقیناً بلاشبہ منقطع ہو چکا ہے۔

ج ۲ باب ۲، ص ۳۱ پر تصریح فرما دی کہ آثار نبوۃ سے صرف مبشرات یعنی رویا صالحہ باقی ہیں اور سب مسدود و ختم ہو چکے ہیں

ان تصریحات کے ہوتے ہوئے تو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت قطع و برید کر کے بگاڑنا صرف مختار مدعا علیہ کا شیوہ ہے جن کا مقصد مغالطہ کے سوا کچھ نہیں۔

دوسری آیت۔

واوحینا الی ام موسٰی ان ارضعیہ الخ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ استدلال۔ ام موسیٰ نبی نہ تھیں پھر بھی ایسی شاندار ان پر وحی ہوئی۔

الجواب

یہاں وحی شاندار اور غیر شاندار کا ذکر نہیں بلکہ وحی نبوۃ کے متعلق بحث ہے اور وحی نبوۃ اس میں مراد نہیں جیسا کہ مختار مدعا علیہ کو بھی مسلم ہے۔ کہ

"گواہ مدعا علیہ کا مقصود اس آیت سے غیر انبیاء پر وحی کا نزول ثابت کرنا ہے۔ نہ وحی نبوت ملخصاً۔

نیز اس آیت میں وحی بمعنے الہام ہے جیسا کہ جامع البیان علے ہامش جلالین صفحہ ۳۲۶ پر ہے۔ و اوحینا الہمنا الی ام موسٰی۔ یعنی اوحینا الہمنا کے معنی میں ہے کہ ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف الہام کیا یوں ہی جلالین صفحہ ۳۲۶ پر تصریح ہے کہ وحی بمعنے الہام ہے۔ پس جب یہاں الہام مراد ہے تو غیر متعلق ہونا اظہر من الشمس ہو گیا۔

تیسری آیت۔

اذکر فی الکتاب مریم الخ

چوتھی آیت۔

واذ قالت الملٰئکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک الخ

پانچویں آیت۔

واذ قالت الملٰئکۃ یا مریم ان اللہ اصطفاک الایۃ

خلاصہ استدلال۔ مریم نبی نہیں۔ پھر جبرئیل پیغام الٰہی لائے اور ان پر وحی ہوئی۔

(الجواب)

یہ بعینہٖ وہی استدلال ہے جو شہادت میں آچکا اور ابتدائے بحث میں اس کا غیر متعلق و بے ربط ہونا پیش کر چکا جس کے لاجوابی کا مختار مدعا علیہ کو بھی اعتراف ہے کیونکہ اس جواب کا ذکر تک نہیں کیا۔ میں مکرر اعادہ کر کے طول دینا نہیں چاہتا۔ عدالت خود ابتدائے بحث سے ملاحظہ فرمالے یہاں صرف اس قدر کافی ہے کہ غیر انبیاء پر ہمیشہ وحی بمعنے الہام ہوتی ہے اور نزول جبرئیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل غیر انبیاء پر بھی ہوا ہے گو بصورت الہام ہے لہذا یہ آیت وحی نبوت کی تخصیص پر دلالت نہیں کرتی۔ اور وحی بمعنے مجازی الہام وغیرہ کی تخصیص بلانبی کے ہم بھی مدعی نہیں۔ لہذا یہ حوالہ محض بیکار ہے۔

چھٹی آیت۔

وامراتہ قائمۃ فضحکت فبشرناھا باسحٰق الخ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب

یہاں بھی وحی نبوت مراد نہیں بلکہ الہام ہے جیسا کہ تفاسیر میں مصرح ہے اور مفصل جواب ابتدائی بحث میں دے چکا ہوں جس کا جواب الجواب کیا ہو سکتا نام تک نہیں لیا گیا اور اس کی لاجوابی کا زبان حال سے اعتراف ہی کرنا پڑا۔

ساتویں آیت۔

قلنا یا ذا القرنین اما ان تعذب الآیۃ

یہاں بھی شہادت کا مکرر استدلال دہرایا ہے میں بھی ابتدائی بحث کے مدلل جواب کی طرف عدالت کی توجہ مبذول کرتا ہوں۔ جو حضرت ذوالقرنین کو نبی کہتے ہیں ان کے نزدیک تو یہ آیت انبیاء سے مخصوص ہے اور جو انہیں نبی نہیں کہتے ان کے نزدیک یہ الہام ہے جیسا کہ علامہ سیوطی نے کہا ہے لم یکن نبیاً پس انہوں نے یہ تفسیر کی ہے قلنا یا ذا القرنین ۔ بالالہام۔ ہم نے ذوالقرنین سے بذریعہ الہام گفتگو کی جلالین پ ۱۶ صفحہ ۱۹ نظامی دہلی) لہذا یہ الہام ہوا۔ اور گفتگو وحی بلکہ وحی نبوۃ میں ہے اور یہاں وحی نبوۃ کجا مطلق وحی کا بھی لفظ نہیں۔ لہذا بالکل غیر متعلق ہے۔

مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ سکندر کے متعلق نبی و غیر نبی کا اختلاف مختار مدعیہ نے ابن جریر کی طرف منسوب کیا محض افتراء اور بہتان ہے۔ میں نے صرف تفاسیر کا ذکر کیا ہے اور مختار مدعا علیہ کے سوال پر تفسیر کبیر کا حوالہ بتایا تھا تفسیر کبیر کا اسے بھی مسلم ہے۔ جلالین کا حوالہ پیش کر دیا گیا۔

تفسیر ابن جریر کا حوالہ بتایا ہی نہیں گیا۔ جواب بن نہیں پڑتا اس قسم کے لایعنی اور شرمناک بہتان و افتراء سے عہدہ برآری چاہتا ہے۔

نتائج مختار مدعی علیہ کا جواب

قول مختار مدعا علیہ۔ ان مذکورہ بالا آیات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

(۱) وحی انبیاء علیہم السلام سے مختص نہیں۔

(۲) جن طریقوں سے اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام سے کلام کرتا ہے۔ انہیں طریقوں سے غیر انبیاؤں اور اولیاؤں وغیرہ کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے جیسا کہ آیت نمبر ایک سے ظاہر ہے۔

(۳) فرشتوں کا نزول بھی غیر انبیاؤں پر ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اپنی بات فرشتوں کے ذریعہ سے پہونچاتا ہے جیسا کہ آیت ۴ و ۵ و ۶ سے ظاہر ہے۔

جوابات مرتبہ

جواب ۱: بحث وحی نبوۃ میں ہے اس کا غیر انبیاء پر ہونا ثابت نہ ہو سکا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۲) اس آیت میں جب وحی نبوۃ مراد ہے تو انبیاء سے مخصوص ہے اور اولیاء کو وحی بمعنے الہام ہوتی ہے یہ اس آیت کے تحت میں اگر داخل مانی جائے تو یہ ہم کلامی بمعنے وحی عام یعنی لغوی ہوگی ۔ جس کی یہاں بحث نہیں ۔ یہاں صرف وحی نبوۃ کی تخصیص کا تذکرہ ہے ۔ ورنہ شہد کی مکھی کو بھی وحی ہوتی ہے ۔ و اوحی ربک الی النحل ۔ پس اس معنی سے انبیاء کے ساتھ کون عقل مند تخصیص کر سکتا ہے ۔

(۳) یہ پیغام بھی گو بواسطہ ملائکہ ہو ۔ مگر الہام ہے جیسا کہ فتوحات میں مصرح ہے کہ الہام بواسطہ ملک بھی ہوتا ہے ۔ تفصیل کے واسطے فتوحات سے باب الہام کا بیان ملاحظہ ہو نیز اصل ابتدائی بحث میں ۔

(۴) یہ وحی نہیں بلکہ الہام ہے چنانچہ آیت نمبر ۶ و ۷ ، میں وحی کا لفظ بھی نہیں ۔

(۵) یہاں بھی الہام مراد ہے نہ وحی جیسا کہ مفصل اوپر عرض کر چکا ہوں ۔

(۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باب وحی غیر تشریعی مسدود نہیں ہے

اس سلسلہ میں مختار مدعا علیہ نے دلائل انسداد وحی نبوت کے جواب دینے کی لاحاصل سعی کی ہے جس کی حقیقت ابھی ان شاء اللہ آشکار ہو جائیگی ۔

قول مختار مدعا علیہ

"گواہان و مختاران مدعیہ نے ایک آیت یا حدیث بھی ایسی پیش نہیں کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی الٰہی بند ہونا ثابت ہوتا ہو الخ"،

معلوم ہوتا ہے کہ مختار مدعا علیہ کے یہ مخصوص الفاظ ہیں جنہیں لامحالہ دہرانا ضروری ہے خواہ موقعہ ہو یا نہ ہو ۔ یہی الفاظ تنقیح یا شہادت میں تھے جن کا مکمل جواب ۔

(دلائل انسداد وحی نبوۃ بعد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم)

کا ہیڈنگ قائم کر کے دے چکا ہوں تفصیلی اعادہ کی ضرورت نہیں ۔

پھر بھی مختار مدعا علیہ کی طرف سے ثبوت کا مطالبہ ہے کہ ثابت ہوا جو ایا گزارش ہے کہ جب یہ ثابت ہو چکا کہ جس میں شان نبوت باقی ہے اوسکی وحی بلاشبہ وحی نبوت ہے ایام الصلح ص۱۲۶ نیز نبی کی وحی وحی نبوت کہلائیگی ۔ سراج منیر ص۳ نیز وحی نبوت لوازم نبوت سے ہے گ ۳ / ص۵۳

پس تمام وہ دلائل جو انقطاع نبوت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم یا ختم نبوت پر پیش کئے گئے وہ سب اس مسئلہ پر واضح دلیل ہیں اسی لیے صرف ایک آیت کے اعادہ پر اکتفا کی گئی جس پر مرزا صاحب کے متبعین نے یہ مغالطہ دیا

www.KitaboSunnat.com

کہ کوئی بھی آیت سوائے ایک آیت کے نہیں نہ کوئی حدیث پیش کی بلکہ علاوہ آیات کے خاتم النبیین کے تحت مندرج ہیں

(۱) الذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک۔

(۲) ولقد اوحی الی ھذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ۔

(۳) تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔

نوٹ (۱) قرآن میں بعد کے تصریح کی ساتھ وحی مطلق کا بھی کہیں ذکر نہیں جرح گ ۲ صـ ۲۴)

(۴) ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک۔

(۵) وکذلک یوحی الیک والی الذین من قبلک۔

(۶) قولوا اٰمنا باللہ وما انزل الینا۔۔۔ تا۔۔۔ مسلمون

(۷) الم تر الی الذین یزعمون الی بہ

(۸) وما ارسلنا قبلک من المرسلین۔

اس کا ترجمہ و مطلب واستدلال وغیرہ بیانات گواہان مدعیہ اور بحث مختار مدعیہ سے ملاحظہ ہو پھر مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ کوئی بھی آیت سوائے ایک آیت کے پیش نہ کی محض مغالطہ ہے اس قدر آیات بینات شاہد ہیں۔ البتہ ہر بہ بدلنگ کے نیچے مفصل مکرر نقل نہیں کی گئی اکثر جگہ حوالوں پر اکتفا کیا گیا ہے۔

نمونہ ملاحظہ ہو۔ (احادیث مفصل (۲۵) بلکہ دعویٰ امور حوالہ ۲۰۰ سے زائد کا)

(۱) عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یبقی بعدہٗ من النبوۃ شیئ الا المبشرات قالوا یا رسول اللہ فالمبشرات قال الرویا الصالحۃ یراھا المسلم او تری لہٗ (کنزالعمال گ ۳ صـ ۳۰)

(۲) عن عمران اناسا کانوا یواخذون بالوحی فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان الوحی قد انقطع۔ (بخاری ج ۱ صـ ۳۶۰)

(۳) عن عمر لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وارتدت العرب قالوا لا نؤدی زکوٰۃ وقال ابوبکر لو منعونی عقالا لجاھدتہم علیہ وقلت یا خلیفۃ المسلمین۔۔

وقال اجبار فی الجاھلیۃ وخوار فی الاسلام انہ انقطع الوحی وتم الدین اینقص وانا حی مشکوٰۃ مناقب ابی بکر صـ ۵۴۸ جرح گ ۱ صـ ۴۶ گ ۲ صـ ۵۱۔

(۴) عن انس بن مالک قال صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسالۃ والنبوۃ قد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انقطعت ولا رسول بعدی ولا نبی قال شق ذلك على الناس وقال ولاكن المبشرات قالوا يا رسول الله وما المبشرات قال رؤيا الرجل المسلم وهو جزء من اجزاء النبوة ....
...... الخ

(اجوبہ گ ۲ ص۳ ابن کثیر جلد ۸ ص ۸۹، ۹۰)

مفصل ترجمہ ومطلب بیانات اور بحث ابتدا میں ملاحظہ ہو۔ مختصر یہ کہ اس میں مندرجہ ذیل امور صریح موجود ہیں۔

(۱) نبوۃ کے لوازم وآثار واجزاء سے سوائے رؤیاء صالحہ کچھ بھی بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باقی نہیں۔

(۲) ان الوحی قد انقطع - وحی نبوت یقیناً منقطع ہو چکی۔

(۳) انه انقطع الوحی ۔ یقیناً معاملہ یہ ہے کہ وحی منقطع ہو چکی۔

(۴) کوئی بھی نبوۃ ورسالۃ کا جزو سوائے مبشرات ررؤیاء صالحہ باقی نہیں رنہ وحی نہ کچھ اور)

(اقوال سلف صالحین ومسلم بزرگانِ دین)

گواہ مدعا علیہ ۷ و مختار مدعا علیہ کے مسلم بزرگ شیخ ابن عربی رح کی تصریح واعلم ان لنا من الله تعالیٰ الالہام لا الوحی فان سبیل الوحی قد انقطع بموت رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

(فتوحات ج ۲ ص ۲۵۳/۳۱۶)

ترجمہ: جان لو ہمارے واسطے اللہ کی جانب سے صرف الہام ہو سکتا وحی ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ وحی کا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے بالکل منقطع ومسدود ہو چکا۔

نیز مسلمہ گواہان مدعا علیہ ومختار مدعا علیہ میر درد رح

(۲) علم الکتاب ص۱ حضرت خواجہ میر درد رح۔ اقسام وحی کہ آں نیز مثل الہام دو قسم است یکے وحی عام کہ اصلاً ہیچ تخصیص ندارد و یکے وحی خاص کہ مخصوص با نبیاء است و بیان اقسام نیج اول آں و منقطع شدن کارخانہ وحی بعد خاتم الانبیاء و ذکر بعد عدم جواز اطلاق لفظ وحی بمعنی عام ش نیز در جرح گ ۱۱ مارچ)

(۳) من اعتقد وحیا بعد محمد صلی الله علیه وسلم فقد کفر باجماع المسلمین۔
(فتاوئ حدیثیہ علامہ ابن حجر مکی گ ۱ ص ۲۰)

(۴) وكذلك من ادعى لهم انه يوحى اليه وان لم يدع النبوة فهؤلاء كلهم كفار مكذبون النبی صلی الله علیه وسلم۔ (شفاء جلد ۲ ص ۲۰۰ ، ۲۷۱ گ ۲ ص ۶۹)

(۵) وبحوالہ مذکورہ نسیم الریاض ج۲ ص۵۰
(۶) شرح شفاء گ ج۲ ص۲ ص۵۱۹ و ۵۲۰

غرض یہ کہ صرف دعویٰ وحی نبوۃ ہی چونکہ مستلزم نبوت ہے اس لیے اُسے بھی کفر اور تکذیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا گیا گو دعویٰ نبوت نہ ہو جیسا کہ اوپر بحوالہ الشفاء و شرح شفاء ملا علی قاری و نسیم الریاض وغیرہا سے عبارات نقل کی گئی ہیں۔
زیادہ تفصیل بیانات گواہان مدعیہ ۸ الف و ۱۳ و ۲۶ ملاحظہ ہو۔
اتنے مفصل دلائل کے بعد یہ کہنا کہ کوئی آیت اور حدیث پیش نہ کی گئی محض بد دیانتی ہے۔
مختار مدعا علیہ نے بحث کی پیش کردہ آیات کا کوئی مکمل جواب ہی نہ دیا صرف یہ کہہ کر ٹالنا چاہا ہے کہ وحی کا ذکر نہ ہونا اور بات ہے اور مسدود ہونا اور حالانکہ میں نے مفصل عرض کیا تھا کہ یہاں صرف عدم ذکر نہیں بلکہ باوجود اقتضاء مقام کے اس کا ترک ہے جو صراحتہً انسداد وحی پر بھی دال ہے ورنہ ذکر قصداً ترک نہ کیا جاتا۔
صرف ایک آیت کا بے ربط جواب دیا ہے گویا بحث کی پیش کردہ کل آیات سوائے ایک کے بالکل لاجواب ہیں اور احادیث و اقوال سلف کل لاجواب ہیں۔
البتہ بعض آیات دگواہ نمبر ب کے بیان سے لے کر کچھ غیر متعلق جواب کی لاحاصل سعی کی ہے اُن آیات کا جواب گو ناقابل التفات ہے تاہم ہماری جانب سے مختار مدعا علیہ کا مغالطہ آشکار کرنے کے واسطے مفصل چاروں آیتوں کا جواب الجواب پیش ہے۔

(۱) پہلی آیت۔
والذین یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك۔
خلاصہ تاویلات مختار مدعا علیہ
جواب کیا ہو سکتا تھا جواب کا نام رکھ کر تاویلیں کی ہیں۔
(۱) عدم ذکر عدم شئی کو مستلزم نہیں پس یہ لازم نہ آیا کہ آپ کے بعد وحی نازل ہونے والی نہیں۔
(۲) اس آیت میں وحی تشریعی کا ذکر ہے اور وحی تشریعی تو نہیں آسکتی لیکن غیر تشریعی آسکتی ہے جیسا کہ یواقیت ج۲ ص۳۸ پر ہے۔ انه لم یجیٔ لنا خبرا لٰهی ان بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم وحی تشریعی ابدا انما لنا وحی الالهام قال الله تعالیٰ ولقد اوحی الیك الاٰیة
(۳) مسیح موعود پر وحی ہوگی لہٰذا اس آیت سے وحی بند کیونکر ہو سکتی ہے۔
(۴) اگر مطلق وحی مراد ہو تو بالآخرة سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والی وحی جو آپ کے بعد آنیوالی نبوت یا رسالت کو مستلزم ہے مراد ہوگی اس سے اسلوب بدلکر بالآخرة فرمایا الخ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الجواب)

جواب ۔(۱) یہاں عدم ذکر نہیں ہے بلکہ فہرست ایمانیات سے بالقصد خارج کرنا ہے جو صریح دلیل ہے کہ آپ کے بعد کوئی وحی نبوت نہیں ہو سکتی جس پر ایمان لانا ضروری ہو ورنہ اُسے فہرست ایمانی کے سلسلہ میں ترک نہ کیا جاتا۔ مقام ذکر میں بالقصد ترک اور عدم ذکر میں فرق ہے ترک میں نفی صراحتہً ہے اور عدم ذکر میں حکم سکوت عنہ رہتا ہے۔

جواب (۲) اس آیت میں صرف وحی نبوۃ کا ذکر ہے کیونکہ من قبلک سے انبیاء مراد ہیں اور انبیاء پر وحی بتصریح مرزا صاحب وحی نبوۃ ہوتی ہے اگر وحی تشریعی مراد لی جائے تو ما انزل من قبلک کا عموم باطل ہو جائے گا نیز جو انبیاء ماسبق صاحب شریعت نہ تھے۔ ان کی وحی خارج ہو جائیگی حالانکہ یہ غلط ہے پس وحی نبوۃ خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بند ہے جو کچھ باقی ہے وہ صرف الہام یا وحی مجازی ہے یہی تصریح یواقیت کے حوالہ میں پائی جاتی ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ اصطلاح شرع کی وحی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بالکل بند ہے صرف ہمارے لیے الہام ہے اور پھر اس کو ایک قرآنی آیت سے ثابت کیا ہے۔ یہ حوالہ تو ہماری تائید ہے نہ مختار مدعا علیہ کی اس میں لفظ تشریعی سے مغالطہ دیا گیا ہے حالانکہ اس کے مقابل باقی رہنے والی چیز صرف الہام ہے، جو مجازاً وحی کہلا سکتی ہے اور شیخ کی یہ مقرر شدہ مشہور اصطلاح ہے کہ وہ الہام کے مقابل وحی تشریعی سے وحی نبوۃ مراد لیتے ہیں کہ وحی نبوۃ مسدود ہے صرف الہام باقی ہے اور یہی ہمارا مدعا ہے فتوحات ہی میں اسکی تصریح فرمادی ہے کہ

اعلم ان لنا من اللہ الہام لا الوحی فان سبیل الوحی قد انقطع موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (فتوحات ج ۲ ب ۳۵۳ ص ۳۱۶)

کہ اچھی طرح سمجھ لو کہ ہم لوگوں کے واسطے صرف ایک الہام باقی ہے نہ کہ وحی کیونکہ وحی کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے سے بالکل یقیناً منقطع و مسدود ہو چکا۔

(۳) مسیح موعود پر بھی الہام ہوگا نہ کہ وحی اور جہاں کہیں وحی کا لفظ آیا ہے وہاں الہام ہی مراد ہے جیسا کہ شروح مسلم میں مصرح موجود ہے اور حضرت مدعا علیہ کے مسلم بزرگ علامہ عبدالوہاب شعرانی اور امام محی الدین ابن عربی یواقیت و فتوحات میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بیان میں تصریح فرما رہے ہیں۔

(۴) وبالآخرۃ ھم یوقنون سے آخری وحی مراد لینا محض جہالت کا ثبوت دینا ہے تیرہ سو سال میں آج تک کسی کا وہم گمان بھی نہ گیا کہ اس سے مرزا صاحب کی وحی آخری مراد ہے خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام تابعین عظام تمام مفسرین سلف صالحین آخرۃ سے قیامت کا دن مراد لے رہے ہیں مگر مرزا صاحب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کی امت اس سے مرزا صاحب کی وحی مراد لیتی ہے۔ سہ

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست

یہ کھلی ہوئی تحریف قرآن پاک ہے باقی تفصیل اصل ابتدائی بحث میں پیش کر چکا ہوں عدالت خود ملاحظہ فرما وے۔

دوسری آیت۔

قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسمعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسٰی وعیسٰی وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون۔

خلاصہ اس استدلال گواہ مدعیہ مفصلہ ت ۔ ا بیاء سابقین کی وحی پر ایمان لانے کا ذکر فرمایا اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کو باوجود مقام ذکر ہونے کے ترک کر دیا جو تصریح اس امر کی ہے کہ آپ کے بعد کوئی وحی نبوۃ نہیں ہو سکتی جس پر ایمان لانا ضروری ہو ورنہ فہرست ایمانیات سے وہ خارج نہ کی جاتی ۔ بلکہ وحی نبوت کا سلسلہ ہی بند ہے۔

اس کا مختار مدعا علیہ سے کچھ جواب نہ ہو سکا صرف یہ کہہ دیا کہ جو پہلا جواب ہے وہی اس کا جواب ہے لہذا میں بھی یہی گذارش کرتا ہوں کہ پہلی آیت کے سلسلہ میں جو تاویلات رکیکہ کا جواب الجواب پیش ہو چکا وہی یہاں بھی کافی ہے۔

تیسری آیت۔

"الم تر الی الذین یزعمون انھم آمنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک الآیۃ"

خلاصہ جواب۔ پہلا ہی جواب دہرا کے یہ کہہ دیا کہ مسیح موعود کی وحی چونکہ قرآن اور حدیث کے موافق ہے لہذا ما انزل من قبلک الخ۔ میں شمار ہوگی۔

(الجواب)

یہ جواب قابل غور ہے تو ما انزل الیک وما انزل من قبلک۔

فرمایا کہ جو آپ پر اور آپ کے پہلے نازل ہو چکا ہے اور مختار مدعا علیہ بعد کا نازل شدہ بھی اس میں شامل کر رہا ہے گویا انکے نزدیک خدا نے ما انزل الیک وما انزل من قبلک۔ کا لفظ محض بحث اور بیکار و مہمل (معاذ اللہ) استعمال کیا۔ مرزا صاحب کے متبعین مرزا صاحب کی تائید میں قرآن پاک اور سرکار دو عالم پر بے باکی سے حملہ کرنے میں تامل نہیں کرتے۔ یہ جواب تو اس قدر مہمل ہے کہ قابل التفات ہی نہیں مفصل جواب آیت نمبر (۱) کے جواب الجواب اور اصل بحث سے ملاحظہ ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولانا گنگوہیؒ پر بہتان

"یہ بات بڑی دلچسپی سے دیکھے جانے کے قابل ہے کہ مختاران مدعیہ مرزا صاحب کی وحی کو بھی منزل من اللہ ماننے کو تیار نہیں اور ان کے خاتم المحدثین مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مجتہدین کے اجتہادات کو بھی منزل من اللہ تعالیٰ قرار دیتے ہیں:"

میں عدالت کی توجہ مختار مدعا علیہ کے اس صریح بہتان کی طرف دلاتا ہوں اور بجائے کسی جواب کے مختار مدعا علیہ کی پیش کردہ عبارت نقل کیے دیتا ہوں۔

استنباط مجتہدین بھی منزل من اللہ تعالیٰ ہیں۔ کیونکہ جو کچھ اشارات ودلالات نصوص سے مستخرج ہیں وہ عین حکم نص کا ہوتا ہے سبیل الرشاد ص۳۳ ملاحظہ فرمالیجئے کتنی صاف تصریح ہے کہ چونکہ مجتہد نے اسی آیت سے جو منزل من اللہ ہے یہ حکم اشارۃً یا دلالۃً نکالا ہے لہذا یہ حکم بھی اسی آیت کا ہے نہ اس کا تراشیدہ اور طبع زاد۔

اور کہاں یہ پاکیزہ حکم کہاں مرزا صاحب کی وحی نبوۃ اور اُس کا اجرا اور منزل من اللہ ہونا جس کا دروازہ بنص قطعی بند ہو چکا جو دعویٰ کرے کافر ہو جائے استنباطات واجتہادات مجتہدین بتصریح قرآن اور حدیث باقی ہیں پس یہ مختار مدعا علیہ کا افتراء اور محض مغالطہ ہے۔

چوتھی آیت۔

وما ارسلنا قبلك من المرسلين الا الآیۃ

اس آیت کا جواب تو کچھ بن نہ آیا عموم ترک کر کے شان نزول سے فائدہ اٹھانا چاہا حالانکہ یہی جواب ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ۔ کا جب ہماری طرف سے دیا گیا تھا تو اس پر اعتراض تھا کہ اس کا عموم باطل ہو رہا ہے یہی جواب ہم بھی پیش کرتے ہیں۔ اعتبار عموم الفاظ کا ہے نہ خصوصی مورد کا پس یہ جواب بھی غیر متعلق ہے اور ہمارے استدلال کو مجروح نہیں کرتا اصل استدلال شہادت گواہ نمبر میں ملاحظہ ہو۔

پس یہ تمام آیات یقیناً قطعی طور پر اس امر پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی وحی تشریعی نہیں آئی ہے بلکہ کارخانہ وحی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منقطع ومسدود ہے جیسا کہ انہیں اور ان جیسی آیات سے بھی مطلب بزرگان دین نے استنباط کیا ہے میں تائید میں صرف دو حوالہ گواہ اور مختار مدعا علیہ کے مسلم پیش کرتا ہوں۔

(۱) علم الکتاب میر درد دھلوی ص۱۱

اقسام وحی کہ آن نیز مثل الہام دو قسم است یکے وحی عام کہ ہیچ اصلا تخصیص ندارد ودیگے وحی خاص کہ مخصوص بانبیاء است و بیان اقسام ہیچ اصول آں و منقطع شدن کارخانہ وحی بعد خاتم الانبیاء ومن بعد عدم جواز اطلاق لفظ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحی یعنے عائشہ نیز (مسلم گواہ ۱ و ۲)

پس بصراحتہ انقطاع وحی نبوۃ ثابت ہوگیا بلکہ یہ بھی کہ باوجودیکہ وحی یعنے الہام ہو سکتی ہے مگر پھر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد لفظ وحی کا استعمال بھی کسی کے واسطے جائز نہیں۔

یہ وجہ تکفیر ایسے دلائل قطعیہ سے ثابت ہے جس کا جواب تاقیامت ناممکن ہے ان شآء اللہ تعالے

(دلائل بقاء وحی غیر تشریعی ازروئے قرآن شریف)

مختار مدعا علیہ نے اس سلسلہ میں مکرر وہی آیات مع اسی طرز استدلال کے نقل کر دی ہیں جو اس نے شہادت میں پیش کی تھیں صرف ترتیب کو بدلا ہے حالانکہ ان کا نہایت مکمل اور مفصل جواب ابتدائی بحث میں دیا جاچکا ہے جس کی طرف ناتمام سا اشارہ کہیں کہیں خود کرتا ہے میں بس صرف اشارہ کے طور پر اس کی پیش کردہ آیات پر معمولی سا تبصرہ کر کے تفصیل ابتدائی بحث کے حوالہ پر چھوڑتا ہوں۔

(۱) آیت اول۔ رفیع الدرجٰت ذوالعرش یلقی الروح من امرہ علی من یشآء من عبادہ لینذر یوم التلاق۔ (سورۃ المومن ۲۶)

خلاصہ استدلال۔ اللہ تعالیٰ کا رفیع الدرجات ذوالعرش۔ ہونا اور اس کے منذول کا پایا جانا نیز ضرورت انذار نزول وحی کی علت ہیں پس جب کہ یہ تینوں باتیں بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود ہیں تو نزول وحی کے مسدود ہونے کے کیا معنی۔

روح سے صحیح یہ ہی ہے کہ وحی مراد ہوگی جیساکہ جلالین اور تفسیر کبیر میں ہے۔

(الجواب)

(۱) یہ آیت بالکل اس مسئلہ سے غیر متعلق ہے کہ وحی غیر تشریعی باقی ہے کیونکہ یہ آیت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اتری ہے اور آپ پر وحی تشریعی ہوتی تھی پس اس سے وحی غیر تشریعی مراد لینا محض لغو ہے۔

(۲) بیان نزول وحی کی علت نہیں بیان کی جاتی ہے بلکہ علی من یشآء من عبادہ۔ کی علت پیش کی گئی ہے کیونکہ کفار مکہ کے ذہن میں نبوۃ کا معیار کثرۃ مال اور دنیوی جاہ و جلال تھا اور کہا کرتے تھے کہ اانزل الذکر علیہ من بیننا۔ کیا ہم سب میں سے اس پر وحی اور کتاب اتاری گئی، یعنی یہ شخص کیوں مستحق وحی و نبوۃ ہوگیا ہم سب باوجود وجاہت و عزت ظاہری و مال و منال کے کیوں محروم رہے خدا نے جواب دیا کہ یہ چیزیں صرف ہماری نظر انتخاب پر ہیں جسے چاہیں نواز دیں تمہارے خودساختہ معیار ناقابل التفات ہیں کیونکہ یہ چیز کبھی نہیں بلکہ وہبی ہے جابجا قرآن پاک میں اس کی تصریح موجود

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے واللہ یختص برحمتہ من یشآءُ ۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت
سے مختص کرتا ہے اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ ۔ خدا جانتا
ہے کہ کسے رسول بنانا چاہیئے کوئی اس کا معیار نصاب نہیں یہ صرف وہبی شئی ہے ۔ سعد

ایں سعادت بزور بازو نیست گر نہ بخشد خدائے بخشندہ

وہبی ہونا گواہان مدعا علیہ اور خود مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے

غرض یہ کہ یہاں صرف یلقی الروح ۔ نزول کا مطلقاً ذکر نہیں بلکہ اس کے ساتھ لفظ علیٰ من یشآء من عبادہ کا بھی ہے کہ نزول وحی کے واسطے اپنے جس بندہ کو چاہتا ہے منتخب کرتا ہے۔ نبی بنانا اور ھبوط وحی ٹھہانا اس کی نظر انتخاب پر موقوف ہے نہ کسی کسب پر۔ مختار مدعا علیہ نے امور ثلثہ صرف نزول وحی کی علت قرار دے کر عدالت کو مغالطہ دیا ہے مگر در اصل یہ علت نظر انتخاب کی ہے نہ نزول وحی کی جیسا کہ خود اس آیت اور دوسری آیات نیز تفاسیر میں مصرح موجود ہے مفصل جواب کے لیے اصل بحث ملاحظہ ہو۔ اس کا جواب مختار مدعا علیہ سے کچھ نہ بن سکا صرف یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت انتخاب جس طرح پہلے موجود ہے اب بھی موجود ہے جیسا کہ یلقی الروح کے مضارع سے معلوم ہوتا ہے جو استمرار تجددی پر دلالت کرتا ہے۔

(الجواب)

یہ محض مغالطہ ہے ورنہ یہی دلیل کوئی آدمی نزول قرآن و شریعت کے متعلق قائم کرے گا یہ صفت قرآن اور شریعت یا مستقل نبی بھیجنے کی جس طرح اللہ میں پہلے موجود تھی اب بھی موجود ہے اور جا بجا ان سے اسم فاعل یا مضارع سے تعبیر کیا ہے۔ جو استمرار تجددی پر دلالت کرتا ہے لہذا وحی تشریعی قرآن تشریعی نبی برابر قیامت تک آتے رہیں گے۔ حالانکہ یہ مختار مدعا علیہ اور خود مرزا کو بھی مسلم نہیں اور یہی کہتے ہیں کہ شریعت کامل ہو چکی قرآن کامل کتاب ہے لہذا کسی شریعت اور کتاب کی ضرورت نہیں۔ ہمارا بھی یہی جواب ہے کہ وحی بھی کامل ہو چکی اب کسی وحی کی ضرورت نہیں۔ قرآن اللہ کی آخری وحی ہے اس کے بعد کوئی بھی وحی نہیں بلکہ جو ہوگا الہام ہوگا خواہ لفظ وحی کا استعمال ہو جیسے ثبوت میں میں اس سے پہلے ہیڈ نگ میں متعدد آیات اور صریح احادیث نیز مرزا صاحب کی تصریحات پیش کر آیا ہوں۔

نیز مختار مدعا علیہ اور گواہ مدعا علیہ کے بھی دو مسلم پیشوا حضرت میر درد دہلوی اور شیخ ابن عربی رح کی تصریح پیش کر دی ہے متانی الذکر امام کی تصریح مکرر پیش کرتا ہوں کہ

اعلم ان لنا من اللہ الا الہام دون الوحی فان سبیل الوحی قد انقطع بموت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (فتوحات ج ۳ باب ۳۵ ص ۳۱۶)

کہ خوب سمجھ لو ہمارے لیے خدا کی جانب سے صرف الہام ہے۔ وحی نہیں ہو سکتی کیونکہ وحی کا راستہ یقیناً بعد وصال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالکل بند ہو چکا۔

اور میر درد رح کا رخانہ وحی بند فرماتے ہیں۔ اس تصریح کے بعد مختار مدعا علیہ کا فتوحات ج ۲ ص ۱۱۴ سے اس آیت کے متعلق ایک حوالہ نقل کرنا محض مغالطہ ہے وہاں تو حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ وحی کی ایک غرض بشیر ونذیر ہونا بیان فرماتے ہیں اور مبشرات کا سلسلہ آثار نبوۃ سے باقی ہے جو بصورت الہام یا رویاء صالحہ کے ہوتا رہتا ہے وحی اور نبوۃ مطلقاً مسدود ہے چنانچہ اسی فتوحات ج ۲ کے ص ۱۳ پر تصریح موجود ہے۔ فان المبشرات هی التی ابقی اللہ لنا من آثار النبوۃ التی سد بابها وانقطع اسبابها۔ یعنی اللہ نے صرف مبشرات (رویاء صادقہ یا الہام) آثار نبوت سے ہمارے واسطے باقی رکھا ہے باقی نبوۃ کا دروازہ اور اس کے تمام اسباب مسدود و منقطع ہو چکے۔ یہی تصریح ج ۲ کے صفحہ ۶۹ و ۱۰۵ و ۲۰۴ و ۲۰۹ و ۳۵۹ و ۳۲۳ و ۴۹۴ و ۴۸۶ و باب ۲۷۰ و ۴۶۲ و ۶۷۰ و ۸۸ وغیرہ میں کافی سے زائد موجود ہے یہ صرف مختار مدعا علیہ کی قطع و برید ہے۔ اس میں لفظ تشریع اور شرع وغیرہ سے مغالطہ دینا چاہا ہے، حالانکہ اصل بحث میں میں اس اصطلاح کے متعلق اسی فتوحات سے پیش کر چکا ہوں کہ جو نبی و رسول ہوتا ہے وہ مشرع اور صاحب شریعت ضرور ہوتا ہے اور وحی انبیاء کے ساتھ مختص ہے جس کا انسداد ہو چکا اولیاء کے واسطے صرف الہام ہے نہ وحی یہ حوالہ گواہ ۱/۱۸ مارچ اور گواہ ۲/۲۹ مارچ ۳۳ء میں بجواب جرح تسلیم کر چکا ہے۔

نیز شیخ رح کی آخری تصنیف فصوص الحکم سے ۲۷/مارچ ۳۳ء کی جرح میں گواہ ۲ تسلیم کر چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مشرع یا مشرع لہ یعنی صاحب شریعت یا تابع شریعت متقدمہ نہیں بنایا جا سکتا۔ عیسیٰ علیہ السلام نئے نبی نہ بنائے جائینگے بلکہ ان کا دعویٰ آپؐ سے پہلے ہو چکا ہے اس امت میں بحیثیت امتی اور مجدد نزول فرمائینگے۔

جیسا کہ آگے آئیگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۲) دوسری آیت۔

ینزل الملٰئکۃ بالروح علی من یشآء من عبادہ۔ الایۃ

اس کا وہی استدلال اور وہی جواب ہے اس کے ترجمہ میں بھیجتا ہے اور بھیجا کرے گا۔ مختار مدعا علیہ کی تحریف ہے مضارع دراصل حال یا استقبال کے لیے آتا ہے استمرار تجددی کبھی مجازی طور پر قرینہ صارفہ کی موجودگی میں لیے جاتے ہیں اور یہاں کوئی بھی قرینہ حقیقی معنی سے روکنے والا نہیں بلکہ اس مجازی معنی کے روکنے کے لیے وہ تمام آیات واحادیث موجود ہیں جو میں پہلے سلسلہ ختم نبوۃ و وحی نبوۃ میں پیش کر چکا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال اِن دونوں آیات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی غیر تشریعی کا سلسلہ ثابت نہیں ہو سکتا جو بصراحت قرآن وحدیث بند ہو چکا، جو کچھ کہ باقی ہے وہ صرف الہام یا وحی لغوی ومجازی ہے۔ اور یہ آیتیں چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئیں اور نبوت وحی تشریعی سے متعلق ہیں پس اگر اس سے نزول وحی کا استمرار بقول مختار مدعا علیہ لیا جائے تو وحی تشریعی بھی بند نہ ہو سکیگی حالانکہ اس کا وہ بھی قائل نہیں۔

(۳) تیسری آیت :-

اذا سئلك عبادى عنى فانى قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان

وہی شہادت والا استدلال مکرر دہرایا ہے۔

"الجواب"

اس بنا پر تو خدا کی ہم کلامی ہر کافر سے بھی ثابت ہو جائے گی یہاں تو صحابہ کرام کے اس سوال کا جواب ہے کہ خدا قریب ہے جسے ہم چپکے سے پکارا کریں یا بعید ہے کہ بلند آواز سے پکارنے کی حاجت ہے جواب یہ مرحمت ہوتا ہے کہ میں قریب ہوں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں یا پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب جو پکارتا یا دعا کرتا ہے۔

اور پکارنے والے کی پکار کے جواب کا مطلب بھی قبولیت ہی ہے جیسا کہ تمام تفاسیر میں مصرح ہے۔ یہاں وحی غیر تشریعی کے بقاء کا تذکرہ بھی نہیں۔ اور اگر مختار مدعا علیہ کے مسلک پر لیا جائے تو بھی مدعا ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا کا بندے کی پکار کا جواب دینا بصورت الہام بھی ہوتا ہے اور بصورت وحی بھی جب کہ اوپر دلائل قاطعہ سے ثابت ہو چکا کہ وحی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منقطع ہو چکی صرف الہام باقی ہے تو اب جواب بھی بصورت الہام ہے نہ وحی لہٰذا اصل مدعا اس سے بھی ثابت نہ ہو سکا۔ مفصل ابتدائی بحث بھی ملاحظہ ہو۔ اس ہمارے جواب کے لیے مختار مدعا علیہ نے لاحاصل اور ناقابل التفات سعی کی ہے اور باوجودیکہ مطلب بگاڑ کر نقل کیا ہے پھر بھی جواب نہ ہو سکا عدالت خود مقابلہ کر لے۔

خواہ دعا قبول کرنے کے معنی ہوں جیسا کہ عام مفسرین کا خیال ہے یا جواب دینے کے جیسا کہ بعض کا بقاء وحی غیر تشریعی کا ثبوت نہیں نکلتا جب کہ اس کا بھی انسداد دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکا اور جواب کے لیے الہام کافی ہے وحی کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ مختار مدعا علیہ کے مسلم بزرگ شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کی تصریحات پیش کر چکا ہوں۔ مختار مدعا علیہ کا صرف ایک شق یعنی اجیب کے معنی دعا قبول کرنے کے لیے ہیں۔ لیکن اس پر محض اٹکل سے بلا کسی سند کے احتمال قائم کرنا میرے مدلل بحث کے جواب کے لیے محض ناکافی اور ناقابل التفات ہے۔

نیز میں نے یہ بھی پیش کیا تھا کہ آج تک تیرہ سو سال میں کسی نے اس سے بقاء وحی کا استدلال کیا ہے تو پیش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے جس کے پیش کرنے سے عاجز رہا اور استدلال گویا لاجواب تسلیم کر لیا۔

(۴) چوتھی آیت۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا۔ الآیۃ

یہاں بھی جواب کی دو شقیں تھیں ایک یہ کہ اس سے مراد نزول ملائکہ عند الموت ہے جیسا کہ بعض مفسرین کی رائے ہے یا نزول ملائکہ مطلقاً ہے جیسا بعض فرماتے ہیں دونوں صورتوں میں بقاء وحی پر اس سے استدلال صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ بحث تو وحی نبوۃ کے بقاء کے متعلق ہے وحی مجازی یا وحی الہام کے بقاء کے تو ہم بھی منکر نہیں اور وحی نبوۃ کا انسداد خود مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے۔ جیسا کہ گزر چکا۔

باقی یہ امر کہ الہام یا وحی مجازی وغیرہ میں نزول ملک بھی ہوتا ہے اس کا جواب اصل بحث میں مختار مدعا علیہ اور گواہ مدعا علیہ کے مسلم بزرگ کے الفاظ میں دے چکا ہوں کہ کبھی الہام ملک الالہام کے ذریعہ سے ہوتا ہے کیونکہ تمام کارخانہ کائنات ملائکہ کے نظام سے وابستہ ہے البتہ نزول وحی نبوۃ یا فرشتہ وحی کسی ایک دلیل سے بھی ثابت نہیں۔ مختار مدعا علیہ نے بجائے کسی جواب کے عاجز آکر صرف یہ کہدیا کہ مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ مختار مدعیہ کا یہ قول کہ ایسا موت کے وقت ہوتا ہے ناقابل التفات ہے۔ حالانکہ نہ صرف اس آیت بلکہ متعدد آیات میں موت کے وقت نزول ملائکہ کا تذکرہ موجود ہے اور ہم کلامی بھی۔ الم تکن ارض اللہ واسعۃ الآیۃ اور اس آیت کے متعلق مفسرین نے یہ تصریح بھی فرما دی ہے بہر حال اصل بحث کا جواب کجا اس شق کا بھی یہی جواب دیا کہ ناقابل التفات ہے اور دلیل کچھ نہ پیش کر سکے جس سے عدالت استدلال کی کمزوری خیال فرما سکتی ہے۔

(۵) پانچویں آیت۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی۔ الآیۃ

خلاصہ استدلال۔ اصل غرض تخلیق محبت الٰہی ہے اور بندہ اور خالق میں محبت و تعشق کا رشتہ ہونا چاہئے وہ یا گفتار سے ہوگا یا دیدار سے دیدار اس عالم میں ناممکن ہو کیونکہ اس کی ذات وراء الوراء ہے پس اگر وحی کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بند مانا جائے تو گفتار بھی نہ رہی پس محبت کیونکر ہو سکتی ہے۔

(الجواب)

(۱) یہ بقاء وحی کا ایسا انوکھا اور عجیب و غریب استدلال ہے جو ساڑھے تیرہ سو سال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر سوائے مرزا صاحب کسی پر منکشف نہ ہوا۔

(۲) اور زیادہ تعجب اس پر ہے کہ اپنی حالت پر خدا کو قیاس کیا گیا ہے کیونکہ مخلوق کی محبت کا اظہار گفتار اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیدار کی شکل میں ہوتا ہے اُسی پر قیاس کر کے خدا کی محبت کو بھی گفتار و دیدار کا پابند ٹھہرایا۔ حالانکہ تمام اسلاف و مفسرین خدائے تعالےٰ کی محبت کا بھی مطلب لیتے آئے ہیں کہ ایصال خیر اور فیوض و برکات سے مالا مال کرنا بیضاوی شریف اور کشاف میں تو ضابطہ مقرر کیا ہے کہ محبت و غضب وغیرہ جو نفسانیات سے تعلق رکھتے ہیں جب کبھی بھی خدا کی نسبت استعمال ہوں گے اس سے اُس کے نفسانی مبادی مراد نہ ہوں گے۔ بلکہ اُس کے نتائج انعام اور انتقام وغیرہ مراد لیے جائیں گے۔

(۳) یہاں تو صرف مدعیان محبت الٰہی کے لیے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ وہ اگر دراصل محبت رکھتے ہیں تو اتباع نبوی اختیار کریں خدا اُن سے محبت کرے گا اور گناہ بخش دے گا۔ یہاں القاء وحی کا ذکر تک نہیں بلکہ یغفر لکم ذنوبکم الخ خود اس کی شرح کر رہا ہے اور ہم کلامی کا ترجمہ یا تفسیر کسی ایک بزرگ عالم مفسر نے نہ کیا۔ نیز اس میں تو اتباع نبوی مدار محبت قرار دیا گیا ہے پس جتنے بھی متبع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں خصوصاً گواہان مدعا علیہ کے نزدیک مرزا محمود صاحب اُن سب پر نزول وحی اور خدا سے ہم کلامی کا فخر ماننا ہو گا۔ حالانکہ مختار مدعا علیہ اور اُس کے فریق کو یہ مسلم نہیں۔

اگر چہ اس سے ہم کلامی مراد لینا قرآن پاک کی تحریف اور تفسیر بالرائے ہے مگر اگر بفرض محال کوئی تسلیم بھی کر لے تو بھی القاء وحی ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا کی ہم کلامی بصورت وحی اور بصورت الہام دونوں طرح ہوتی ہے اور اوپر دلائل سے واضح ہو چکا کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی کا دروازہ بند ہے صرف الہام یا وحی مجازی ولغوی ہے۔ لہذا ہم کلامی بھی بصورت الہام یا وحی مجازی ہو گی لہذا القاء وحی نبوۃ کا ثبوت نہ ہو سکا۔ مفصل جواب بحث میں دے چکا ہوں جس کا مختار مدعا علیہ سے کچھ بھی جواب نہ بن آیا۔ اور صرف یہ کہہ کے ٹال دیا کہ مختار مدعا علیہ نے اس پر یہ جرح کی ہے کہ پھر وحی نبوۃ صحابہ پر بھی ہونی چاہیئے حالانکہ بحث اس موقعہ پر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی غیر تشریعی ہونی چاہیئے۔

گزارش یہ ہے کہ اگر مختار مدعا علیہ کی مراد وحی غیر تشریعی سے مجازی وحی بمعنی الہام اور اُس وحی کے مراد ہے جو شہد کی مکھی کو بھی ہو سکتی ہے تو اس سے کسی کو انکار نہیں نہ اس میں بحث ہے جو قیامت تک جاری رہے گی اور وحی نبوت کا انسداد براہین قاطعہ اور دلائل واضحہ سے ثابت کر چکا اس کا جواب کجا یہاں بھی مختار مدعا علیہ نے تسلیم ہی کر لیا۔ لہذا یہ تمام دلائل غیر متعلق اور بے ربط ہیں اور — ان میں وحی کا لفظ تک نہیں نہ کوئی اشارہ اور تاویلاً اگر کوئی دور از کار اشارہ ہے تو وہ الہام اور وحی مجازی کا ہو گا جو ہمیں مضر نہیں۔

(۲) ہیجتی نے۔

ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہٗ الیٰ یوم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القیمة ---- الخ

خلاصہ استدلال سچے خدا کی یہی نشانی قرار دی ہے کہ وہ پکار کا جواب دیتا ہے اس کا مدلل جواب ۱۱/اکتوبر کی بحث میں دیا جا چکا اور تیسری آیت کے تحت میں جواب الجواب کے سلسلہ میں بھی گزر چکا ہے خواہ اس کے معنی قبولیت دعا کے لیے جائیں یا پکار جواب کے بہر صورت مطلب ایک ہی ہے یہ معنی نہیں کہ جس طرح انسان ایک دوسرے کی پکار کا جواب دیتا ہے خدا بھی ویسا ہی جواب دے گا اور اگر کسی کو ویسا جواب نہ دے تو سچا خدا نہ رہے۔ انبیاء کرام کو خدا کا جواب بصورت وحی نبوت اولیاء اللہ کو بصورت الہام عام مومنین کو بصورت اجابت دعا و قبول رحمت وغیرہ ہوتا ہے چونکہ دلائل قطعیہ بلکہ مسلم فریقین سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسداد وحی ثابت ہو چکا اب جواب کے یہ معنی لے کر یہی الہام مراد ہو سکتا ہے نہ وحی۔ دوسرے یہاں یہ تو نہیں کہ ہر شخص کو ہر پکارنے والے کو بروقت جواب بصورت کلام دیتا رہتا ہے ورنہ ہم اور آپ بلکہ کفار تک برابر ہر روز خدا کو کسی نہ کسی رنگ میں ضرور پکارتے ہیں۔ حالانکہ ہم کلامی کا شرف میسر نہیں آتا کیا مرزا صاحب کی جماعت خدا کو نہیں پکارتی پھر کیا خدا اُن سب سے ہم کلام ہوتا رہتا ہے یہاں تو صرف اُن غیر ذی روح بتوں اور خدائے تعالیٰ کی امتیازی شان بتانا منظور ہے کہ خدائے تعالیٰ کی شان سمیع بصیر و مجیب الدعوات ہے یہ شان بتوں کی نہیں یہ مطلب ہرگز نہیں کہ خدا کو پکارو دیکھو! ابھی جواب دے گا ورنہ وہ سچا خدا نہیں نعوذ باللہ من ذٰلک پھر تفاسیر میں ہر دو معنی مصرح موجود ہیں۔

اس پر مختار مدعا علیہ کا یہ فقرہ کہ مختار مدعیہ کے اس قسم کے اعتراضات سے علم قرآن سے اُن کی محرومی ظاہر ہوتی ہے عدالت کے امتیاز خصوصی کے حوالہ کرتا ہوں، قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص دلائل کے جواب سے عاجز ہو جائے اس قسم کی باتیں شروع کر دیتا ہے۔ دلائل کا جواب دلائل سے ہو سکتا ہے نہ تیز کلامی سے۔

(۷) ساتویں آیت۔

الم یروا انہ لا یکلمھم

نیز اس کی تائیدی آیات۔

خلاصہ استدلال۔ بطلان الوہیت معبودان باطلہ پر عدم تکلم کو دلیل ٹھہرایا ہے الخ

(الجواب)

ہم بھی تو یہ کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کی صفت متکلم ہونا ہے مگر اس کی یہ صفت ازلی و ابدی ہے جب کوئی مخاطب نہ تھا جب بھی وہ متکلم تھا اب بھی ہے جب کوئی نہ ہوگا تو بھی رہے گا اُس کے تکلم کو اپنے اوپر قیاس کرنا ہی جہالت ہے اور متکلم بلا اصوات و لسان و تلفظ ہے اور اگر صرف معبود حق و باطل کی شناخت متکلم ہونا ہے تو جو لوگ عیسیٰ و عزیر علیہما السلام کو خدا اور معبود سمجھتے تھے وہ مختار مدعا علیہ کے نزدیک حق بجانب ہوں گے کیونکہ وہ تو متکلم تھے یہ محض تفسیر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باراثمّ کا تجربہ ہے۔

یہاں کفار کی مزید حماقت کا ذکر ہے کہ علاوہ اور وجوہ کے دیکھو یہ ایسے کی پرستش کر رہے ہیں جس سے خود افضل ہیں وہ بات بھی نہیں کر سکتے نہ وہ انہیں راستہ بتا سکتے ہیں اور یہ خود بات کرنے اور راستہ بتلانے پر قادر ہیں پس یہ لوگ کس قدر احمق اور ظالم ہیں۔ یہاں کہیں انقاء وحی کا اشارہ تک نہیں۔ مگر مختار مدعا علیہ اسے قطعی دلیل قرار دے رہا ہے کہ خدا کی صفت تکلم ہر زمانہ میں جلوہ گر رہتی ہے نہیں معلوم ان دنوں اُن کے نزدیک کس سے ہم کلام ہے۔ عیاذاً باللہ۔ خدا کی حقیقی ہم کلامی بصورت وحی نبوۃ تھی جس کا سلسلہ خدائے تعالےٰ نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بند فرما دیا۔ جیسا کہ نصوص بینہ اور مسلم فریقین بزرگوں کی تصریحات سے پیش کر چکا۔ اب صرف الہام اور وحی مجازی باقی جس میں بحث نہیں۔ لہذا یہ آیت بھی بالکل غیر متعلق ہے اور دراصل اس کے ثبوت میں مختار مدعا علیہ کے پاس ایک ضعیف سے ضعیف بھی دلیل نہیں اس لیے غیر متعلق اور بے ربط دلائل پیش کر رہا ہے۔

(۸) آٹھویں آیت۔

"اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم"۔

اس کا استدلال عدالت خود اصل بحث سے ملاحظہ فرمالے اگر یہی دلائل القاء وحی کے ہیں تو پھر انسداد وحی نبوۃ پر الٓم سے والناس تک ایک ایک فقرہ اور ایک ایک لفظ بصراحت دلالت کرتا ہے۔ یہاں انبیاء اور صدیقین اور علماء کا سیدھا راستہ طلب کیا جا رہا ہے کہ صراط مستقیم پر رہیں اور گمراہ نہ ہوں مگر مختار مدعا علیہ اس سے مرتبہ نبوت مراد لے رہا ہے اور اس سے القاء وحی ثابت کر رہا ہے۔ پس کیا قرآن میں جہاں اللہ کا راستہ طلب کیا گیا ہے وہاں خدا تعالےٰ کا دعویٰ اور شان الوہیت بھی آ جائیگی غالباً مرزا صاحب کا دعویٰ خدائی اور اپنے اندر الوہیت کی موجیں اس کے تحت ہوں گی۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

(۹) نویں آیت۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس الایۃ۔

عدالت عالیہ یہ استدلال بھی اصل بحث مدعا علیہ سے ملاحظہ فرمالے۔

خیر اُمۃ۔ ہونے کی علت ظاہر ہے کہ خیر الرسل کے امتی ہیں یہاں بھی علت کی تصریح ہے کہ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔ کہ لوگوں کے واسطے شاہد بنا امر بالمعروف نہی عن المنکر کرنا اور اللہ پر ایمان لانا نیز اور بہت سی قرآن واحادیث میں خصوصیات مذکور ہیں امم سابقہ پر ان کا گواہ ہونا لتکونوا شھدآء علی الناس سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہوتا ہے جنت میں بھی ان کا اول داخل ہونا وغیرہ وغیرہ احادیث سے ثابت ہے یہ بات کہ ان پر وحی نبوۃ ہوتی رہے یا انبیاء بنتے رہیں جبھی خیر امۃ ہوں گے محض مختار مدعا علیہ کی تصنیف کردہ طبع زاد ہے تیرہ سو سال میں ایک سطر نہیں پیش کر سکتے ہیں ان شاء اللہ باقی مریم اور ام موسیٰ علیہما السلام کے واقعہ سے تائید اس میں اسلاف کے نقول پیش کر چکا ہوں کہ وہ الہام تھا الہام کے بقاء کا کوئی منکر نہیں گفتگو بقاء وحی نبوت میں ہے اس کی ایک ضعیف سے ضعیف دلیل بھی مختار مدعا علیہ یا اُس کا کوئی گواہ پیش نہ کر سکا۔ فللّٰہ الحمد

مختار مدعا علیہ نے اپنی تائید میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے یہ نقل کیا کہ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے بھی ثابت کرنے کے لیے کہ امت محمدیہ کے کاملین کو بذریعہ الہام غیب پر مطلع کیا جاتا ہے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ بعد تسلیم اس امر کے تابش کر نیکے اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ ج ۷ صفحہ ۲۰۵ و ۲۰۶ اس سے تو مختار مدعا علیہ کا خانہ ساز استدلال ختم ہو گیا کیونکہ خود کہہ رہا ہے کہ بذریعہ الہام غیب پر مطلع کیا جاتا ہے اور بحث الہام میں نہیں وحی میں ہے دونوں کے فرق کے واسطے بیان گواہ مدعیہ نمبر (۳) ملاحظہ فرمائیں۔

مختار مدعا علیہ کا مغالطہ اور اُن کا جواب

میرے اس امر کے جواب میں کہ اس آیت سے تیرہ سو سال میں کسی نے بقاء وحی نہ سمجھا خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سلف صالحین بلکہ قرآنی تصریحات اس کے خلاف ہیں مندرجہ ذیل تاویلات مختار مدعا علیہ نے پیش کی ہیں۔

(۱) تفاسیر کے بعض حوالے میں نے پیش کئے ہیں یہ محض جھوٹ ہے اس کی تائید میں ایک حوالہ بھی نہیں کہ اس سے کسی نے بقاء وحی پر استدلال کیا ہے۔

(۲) قرآن کریم عربی زبان میں ہے اور اُس کے مطابق اُس کی تفسیر کی جاتی ہے اور جو تفسیریں میں نے کی ہیں وہ قرآن حدیث اور عربیت سے بالکل صحیح ہیں۔

(الجواب)

محض جھوٹ ہے قرآن و احادیث اور اقوال صحابہ میں مصرح انقطاع وحی کی تصریح موجود ہے جیسا کہ اوپر حوالہ نقل کر چکا اور اصل بحث میں آیات اور احادیث نیز اقوال صحابہ و بزرگان بلکہ اُن کے بھی مسلم بزرگ علامہ محی الدین ابن عربی کے ایک دو نہیں متعدد حوالے صاف صاف غیر مشتبہہ پیش کر چکا پس یہ تفسیر علاوہ غیر منقول ہونے کے قرآن پاک احادیث اقوال صحابہ کرام کے بالکل خلاف اور متضاد ہے ایسی تفسیر قطعاً تفسیر بالرائے اور حرام و ناجائز بلکہ بتصریح حدیث حد کفر تک پہونچ جاتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) جو تفسیر قواعد عربیہ کے مطابق ہے گو کسی اور نے تفسیر نہ کی ہو تفسیر بالرائے نہ ہوگی۔

(الجواب)

مگر شرط یہ ہے کہ قرآن و حدیث و اقوال صحابہ کے خلاف نہ ہو جیسا کہ مرزا صاحب بھی برکات الدعاء میں تسلیم کر چکے ہیں اور یہ تفسیر قرآن و حدیث و اقوال صحابہ کرام کے مخالف ہے جیسا کہ اوپر ثابت ہو چکا۔

(۴) تحذیر الناس صفحہ کا حوالہ جس سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ جو بھی قواعد عربیہ کے مطابق ہو گو کوئی اُسے نقل نہ کرے تفسیر بالرائے نہ ہوگی۔

(الجواب)

یہ محض مغالطہ ہے اس سے بالکل متصل یہ فقرات ہیں رہاں اگر انصاف ہو تو اس حدیث کے معنی میں عرض کرتا ہوں ہاں اگر کوئی دلیل عقلی و نقلی نہ ہو یا کوئی قرینہ عقل و نقلی ہو اور پھر بقدر قوت دلیل و قرینہ کوئی شخص کسی احتمال کو راجح کہے ہرگز کفر نہیں۔

پس مولانا نے اس تفسیر کو تفسیر بالرائے نہیں کہا ہے جس کی تائید حدیث یا عقلی اور نقلی قرائن سے کی ہے اور اس میں بھی نئے معنی نہیں قائم کئے بلکہ عقلی و نقلی دلائل سے مختلف معانی سے ایک معنی کو ترجیح دے دی ہے۔

اور مختار مدعا علیہ نے بلا دلیل و قرینہ جو طبع زاد تفسیر کی اور پھر خلاف تصریحات و آیات و احادیث و اقوال صحابہ وسلف صالحین کی ہے اُس کے متعلق اس سے متصل صفحہ ۱۲ پر یہ الفاظ ہیں کہ۔

ہاں جب نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی قرینہ تو پھر ترجیح احد الاحتمالات محض اپنی عقل نارسا کا ڈھکوسلا ہے۔ اس کو تفسیر بالرائے یعنی تفسیر بالہویٰ اور تفسیر عند نفسہ کہہ سکتے ہیں۔ آگے چل کے نتیجہ کے طور پر ارشاد فرماتے ہیں صفحہ ۴۲ بالجملہ تفسیر بالرائے وہ ہے جو امر مجمل اور منفصل میں اصلاً نہ ہو بلکہ اس امر میں کلام مجمل ساکت ہو اور مرتبہ تفسیر و تفصیل میں وہ امر داخل کیا جائے اور ظاہر ہے کہ ایسے امور کا داخل کرنا تصرفات خیالی ہیں جو ہمارے عقول ناقصہ کا کام ہوتا ہے۔

مختار مدعا علیہ نے اسی اصول پر تفسیر کی ہے جو حضرت مولانا کی تصریح کے مطابق بھی تفسیر بالرائے اور ناجائز و حرام ہے باقی خود جو تفسیر فرمائی ہے اُس کے متعلق اس سے متصل ارشاد ہے کہ۔

باقی جو باتیں بوسیلہ کسی دلیل عقلی یا نقلی کے شامل کی جائیں اس کو اہل ظاہر گو تفسیر کہیں پس حقیقت میں تفسیر نہیں ہوتیں بلکہ دو کلاموں کے مضمونوں کو اکٹھا کر دیا کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں وہ کوئی نئی تفسیر نہیں کر رہے بلکہ قرآن و احادیث کے مختلف جگہ کے مضمونوں کو یکجا کر دیا ہے اس میں اپنے عقل و رائے کو دخل نہیں بلکہ عقلی و نقلی دلیل کی روشنی میں ہے اور مختار مدعا علیہ نے تو قرآن و حدیث و اقوال صحابہ وسلف صالحین بلکہ اپنے مسلم بزرگوں کی تصریح کے خلاف محض اپنی رائے سے تفسیر کی جو قطعاً حرام ہے میں عدالت سے درخواست کروں گا کہ وہ تحذیر الناس کا صفحہ ۴۱ و ۴۲ و ۴۳

www.KitaboSunnat.com

ملاحظہ فرمائیے تاکہ مختار مدعا علیہ کا مغالطہ اور افتراء اچھی طرح آشکار ہو جائے۔

مختار مدعا علیہ نے میرے اس اعتراض کا کہ اس سے پھر وحی نبوۃ تشریعیہ کا بقاء بھی لازم آئے گا یہ جواب دیا ہے کہ دوسری

آیات مثلاً خاتم النبیین۔ اکملت لکم دینکم۔ ومن یطع اللہ۔

وغیرہ سے وحی شریعت جدیدہ کا انسداد ثابت ہوتا ہے۔

پس ہمارا بھی یہی جواب ہے کہ مذکورہ بالا آیات نیز انسداد وحی نبوۃ پر جس قدر آیات واحادیث صحیحہ واقوال بزرگان

وسلف صالحین اوپر پیش کر چکا ہوں ان سے صراحۃً وحی نبوۃ کا انسداد ثابت ہوتا ہے خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی لہذا مکالمہ الٰہیہ

صرف بصورت الہام یا وحی مجازی ہو سکتا ہے اس میں ہمیں بھی خلاف نہیں بہرحال کسی ایک آیت سے وحی نبوۃ کا بقاء ثابت

ہو سکا زائد سے زائد الہام کا بقا ثابت ہوا وہ مدعا سے غیر متعلق ہے۔

دلائل بقاء وحی از احادیث

میں نے ابتدائی بحث میں ۲۵ سے زائد احادیث کا اس سلسلہ میں حوالہ دیا تھا کہ ان سے وحی نبوت کا انقطاع ثابت

ہے کیونکہ جس قدر احادیث انقطاع نبوۃ پر دلالت کرتی ہیں وہ سب انقطاع وحی نبوۃ پر بھی بلا اختلاف دلالت کرینگی کیونکہ

یہ تو مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے کہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلا شبہ وحی نبوۃ ہے (ایام الصلح صفحہ ۱۴۶) نبی کی وحی

وحی نبوۃ کہلائیگی (سراج منیر صفحہ ۳) اور لطف تو یہ ہے کہ جب تک مرزا صاحب نے نبوت کا صریح دعویٰ نہ کیا تھا خود بھی اس

مسئلہ میں ہمارے ہم نوا تھے۔ فرماتے ہیں کہ لیکن وحی نبوۃ پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی (ازالہ صفحہ ۲۲۱) یہاں کوئی تفصیل

تشریعی اور غیر تشریعی کی نہیں ہے کہ مختار مدعا علیہ کی تاویلات قابل التفات ہوں۔

پھر میں نے صراحۃً انقطاع وحی نبوۃ کے سلسلہ میں (۴) صحیح احادیث کنز العمال بخاری شریف مشکوۃ شریف

اور ابن جریر سے پیش کیں جو مسئلے سے پیش کی گئی تھیں۔ پہلی میں تصریح ہے کہ شعبہائے نبوت سے صرف مبشرات باقی ہیں۔

دوسری میں ان الوحی قد انقطع۔ کے الفاظ ہیں۔ کہ وحی بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یقیناً منقطع

ہو چکی تیسری میں انہ انقطع الوحی کا لفظ ہے۔ کہ واقعہ یہ ہے کہ وحی بعد زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

منقطع ہو چکی تھی میں نے بھی تمام اجزاء نبوۃ سے صرف مبشرات کو باقی مانا ہے۔

پس ان صریح احادیث کے مقابل مختار مدعا علیہ کا دو غیر متعلق حدیثیں ایک محدث والی اور ایک عیسیٰ پر وحی اترنے

کی پیش کرنا یہاں تک قابل قبول ہے۔ بہرحال میں باوجود کہ دونوں کا مدلل جواب اصل بحث میں پیش کر چکا ہوں۔ مگر اب

جوابی بحث کی روشنی میں بعینہ پیش کرتا ہوں۔

حدیث اول۔ واوحی۔ اللہ الی عیسیٰ (مشکوۃ مسلم) اس حدیث کی تحریف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے جو مرزا صاحب کی تاویلات نقل کی ہیں۔ اس سے ہمیں سروکار نہیں استدلال صرف یہ کیا گیا ہے۔ کہ مسیح موعود کو وحی ہوگی اور روح المعانی و حجج الکرامۃ سے یہ پیش کیا ہے کہ یہ وحی بواسطہ جبرئیل ہوگی۔ الجواب حضرت عیسٰی پر وحی جو نازل ہوگی اس میں لفظ وحی ضرور ہے۔ مگر بمعنی الہام نہ کہ وحی نبوۃ چنانچہ مسلم کے شارح نے خود اس کی تشریح کر دی ہے مگر وہ وحی بطور الہام کے ہوگی۔ خواہ وہ دل میں ڈالی جائے۔ یا بواسطہ فرشتہ الہام ہو جسے ملک الالہام کہتے ہیں۔

میں اس جگہ صرف وہ حوالہ پیش کرتا ہوں۔ جو مسلمہ فریقین ہے اور اس بزرگ سے جنہیں گواہ مدعا علیہ بھی تسلیم کر چکا ہے یعنی امام عبدالوہاب شعرانی رح اور امام محی الدین ابن عربی رح وہ تصریح فرما رہے ہیں۔ کہ عیسٰی امۃ محمدیہ کے آخری اور خاتم الولایۃ ہیں۔ اور اگرچہ وہ اولوا العزم اور خواص رسل سے ہیں۔ مگر بوجہ خصوصیت زمانہ کے کہ وہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے ان کی نبوت و رسالۃ کا حکم زائل ہو جائے گا۔ اور وہ اس منصب پر نہ ہونگے۔ بلکہ ایک ولی ہو کر تشریف لائینگے۔ جن کی نبوۃ بلا حکم کے معلق ہوگی۔ اور اُن پر شرع محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کا الہام اس طرح ہوگا جیسا کہ اولیاء امۃ کو ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو الیواقیت والجواہر ج ۲ ص۸۹ مبحث ۴۷ ناقلا عن الفتوحات فالختم الولایۃ علی الاطلاق فھو عیسٰی علیہ السلام فھو الولی الی قولہ ویلھم بشرع محمد صلی اللہ علیہ وسلم ویفھمہ علی وجہہ لاولیاء المحدثین فختمت النبوۃ بمحمد والولایۃ بعیسٰی۔

ملاحظہ فرمائیں کس قدر تصریح ہے کہ اُن پر امتہ محمدیہ کے اولیاء کی طرح الہام ہوگا۔ اور وہ خاتم الاولیاء ہوں گے جیسے نبوۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگی کوئی آپ کے بعد نبی نہیں یوں ہی اس امت کے آخری ولی حضرت عیسٰی ہوں گے میرے خیال میں اس تصریح کے بعد مختار مدعا علیہ کو بھی لب کشائی کا موقعہ نہیں۔ کیونکہ الہام یا وحی مجازی کو ہم بھی بند نہیں بتاتے۔ لفظ وحی پر بحث ہے وہ تو شہد کی مکھی کے واسطے بھی مستعمل ہے واوحی ربك الی النحل بحث وحی نبوۃ میں ہے۔ وہ عیسٰی پر نہ ہوگی۔ بلکہ وحی بمعنی الہام ہوگی۔ جیسے کہ اولیاء امت کو الہام ہوا کرتا ہے۔ اس سے صریح عبارت ملاحظہ ہو انہ عیسی علیہ السلام لا یومنا الا منا ای بستنا فلہ الکشف اذا نزل والالہام کما لھذہ الامۃ۔ یعنی ان کے نزول کے بعد انہیں اس امت کی طرح کشف والہام ہوگا فتوحات ج ۲ سطر ۳۵۲ ص ۲۳۸ (س ۳) نزولِ الہام بلا جبرئیل کے ہوں گے۔

(الجواب)

جبرئیل نہ آئینگے ملاحظہ ہو یواقیت مبحث ۳۵ ص ۸۹

مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ عیسٰی پر جبرئیل وحی لائینگے۔ محض غلط اور تحقیق کے خلاف ہے اُسے شاید اپنے گھر کا حال نہیں معلوم ورنہ ایسا کبھی نہیں کہتا۔ مرزا صاحب کی تو یہاں تک تصریح ہے روحی کیا ایک قطرہ کہ پہلی شریعت پر عمل کرے یہ بھی جبرئیل نہیں لا سکتے یہ بھی بند ہے ملاحظہ ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحی رسالت وہی ہے جو بتوسط جبرئیل ہو۔ ازالہ اوہام ص۲۱۱۔
"ایک فقرہ بھی جبرئیل لائیں وہ بھی وحی نبوۃ و رسالت ہے جو بند ہے ازالہ ص۲۳۸
اب گو ہمیں ضرورت نہ تھی کہ حجج الکرامۃ یا روح المعانی کے متعلق کچھ عرض کریں لیکن اتمام حجت کے واسطے گزارش
ہے کہ۔
حجج الکرامۃ۔ اولاً نہ ہماری مسلم کتاب ہے نہ اُس کے مصنف ہم مقلدین سے ہیں۔ بلکہ ہمارا اور اُن کا اصولی اختلاف ہے
ہم تقلید شخصی کو واجب کہتے ہیں۔ وہ شرک تک بتاتے ہیں حالانکہ ایک حنفی پر کسی اہل حدیث یا غیر مقلد کی ذاتی رائے
خصوصاً جب کہ وہ بزرگان سلف شیخ محی الدین ابن عربی رح وغیرہ کے بھی خلاف ہو حجت نہیں ہو سکتی۔ دوسرے یہ ان کی ذاتی رائے
ہے اُن کے پاس اس کے ثبوت میں کوئی آیت یا حدیث یا قول صحابی نہیں پس اس کی کوئی بھی وقعت نہیں ہو سکتی۔
ہمارے گواہوں نے نواب صدیق حسن خان مؤلف حجج الکرامہ کو مسلمان مانا ہے مسلمان ہونا اور چیز ہے
مسلم ہونا اور بات ہے۔ بہت سے مسلمان ہیں بلکہ عالم بھی مگر وہ مسلّم و مستند نہیں۔
مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اُنہیں مسلم کہیں نہیں لکھا۔ بلکہ انہیں رئیس عاملین بالحدیث لکھا ہے۔ یعنی غیر مقلدین
کے سرگروہ کیونکہ غیر مقلدین کو وہابی اہلحدیث مدعیان عمل بالحدیث عامل حدیث وغیرہ کے لفظ سے یاد کیا کرتے
ہیں جیسے مرزائیوں کو قادیانی اور احمدی کہتے ہیں۔ مطلب سب کا ایک ہی ہے حضرت مولانا گنگوہی رح نے ان کے
حوالے غیر مقلدین پر حجت قائم کرنیکے واسطے الزاماً دئے ہیں۔ جیسے کہ ہم نے مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کے
کتنے حوالے دئے ہیں۔ تو کیا کوئی عقلمند اس سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ مرزا صاحب اور ان کے خلفاء ہمیں مسلّم ہیں نیز مولانا گنگوہی رح
کا مسلّم ہونا بھی جوڈیشل اصول سے مسل پر موجود نہیں۔ بہرحال نواب صدیق حسن خاں صاحب
اور وہ بھی اپنی ذاتی ہم پر بزرگوں کی تصریحات کے خلاف حجت نہیں نہ مختار مدعا علیہ کو اسے نقل کرنا چاہیئے تھا
کیونکہ یہ تو ان کے نبی کی تصریح کے بھی خلاف ہے باقی رہا حوالہ روح المعانی وہاں بھی ایک شخص ابن حجر ہیتمی کی ذاتی رائے
ہے نہ وہ ہمارے مسلّم ہیں نہ امام وہ ہم پر حجت نہیں روح المعانی کے فیصلہ کا مسلّم ہونا اور چیز ہے اور اُس میں
کسی شخص کی ذاتی رائے نقل کی جائے اور وہ بھی ضعیف احادیث وائمہ کے خلاف اس کا حجت ہونا اور بات ہے
بہرحال اتنی آیات اور صحیح احادیث اور فیصلہ اسلاف بلکہ مرزا صاحب کی تائید کے باوجود نواب صدیق حسن خاں
صاحب بھوپالی اور ابن حجر ہیتمی جیسے غیر مسلّم اصحاب کی رائے کوئی بھی وقعت نہیں رکھتی نہ ہم پر حجت ہو سکتی ہے۔
باقی ہمارے نزدیک حدیث یقیناً صحیح ہے۔ ہم تو مختار مدعا علیہ پر بطور الزام حجۃ قائم کرتے ہیں۔ کہ
مرزا صاحب نے اس حدیث کو صحیح نہیں مانا ہم نے تو حدیث مانکر جواب دیا ہے کہ یہ وحی الہام ہے نہ وحی نبوۃ
جیسا کہ تمام شراح اور خصوصیات سے مختار مدعا علیہ اور گواہان مدعا علیہ کے مسلّم بزرگ امام ابن عربی رح نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصریح فرمادی ہے۔

باقی اس جواب الجواب کی روشنی میں جو تاویلات رکیکہ اور جرح و حوالوں کی تسلع و بریدا ور لایعنی طوالت دی گئی وہ ناقابل التفات ہے۔ عدالت خود مقابلہ فرمائے۔

(۲) دوسری حدیث۔ ابی ابن کعب روح المعانی ج ۷ ص۱۴

یعنی اُس نے پیچھے سے ایک بلند آواز سنی اللھم لك الحمد الخ پھر ابی ابن کعب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ واقع بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ جبرئیل تھے۔

الجواب۔ اس سے یہاں کوئی علاقہ نہیں نہ یہاں جبرئیل کسی صحابی پر وحی لے کر اترے نہ اُس زمانہ میں نزول جبرئیل مسدود تھا۔ بلکہ صرف اس قدر ہے کہ ابی ابن کعب رض نے اپنے پیچھے سے اللہ کی حمد کرتے ہوئے کسی کی آواز سنی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جبرئیل کی آواز سنی تھی اس سے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بقاء وحی نبوت یا نزول جبرئیل کیونکر ثابت ہوا ہاں جبرئیل کی آواز سننا ثابت ہو۔ اس میں کیا استعجاب ہے صحابہ نے تو دحیہ کلبی کی شکل پر بارہا انہیں دربار رسالت میں حاضر باتیں کرتے دیکھا ہے۔ ہاں مرزا صاحب کے یہ خلاف ضرور ہے جو فرماتے ہیں کہ جبرئیل کبھی زمین پر نازل نہیں ہوئے۔

تیسری حدیث۔ محدث ہونے کی مشکوٰۃ و بخاری سے۔

الجواب اس سے بھی وحی نبوۃ کا بقاء بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نہ ہوسکا کیونکہ محدث کی شرح خود گواہ مدعا علیہ اور مختار مدعا علیہ نے حدیث سے نقل کردی ہے۔ کہ فرشتے اُس کی زبان پر کلام کرتے ہیں۔ اس میں خدا کے ہم کلام ہونے کا ذکر نہیں ہے۔ نہ فرشتہ کے اتر کر وحی کرنے کا۔

مختار مدعا علیہ نے اُس کلام اور محدث کی تائید میں ملا علی قاری کا قول نقل کیا۔ اس سے اپنا تمام کارخانہ استدلال ختم کردیا کہ۔

هو الملهم المبالغ فيه حدا انتهى الى درجة الانبياء في الالهام.

یعنی محدث مراد ہے جس پر الہام کیا جائے۔ اور بہت مبالغہ سے جو الہام میں انبیاء کے درجہ کے قریب ہو جائے اس میں تصریح ہے کہ اس پر الہام ہوگا نہ وحی اور گفتگو بقاء وحی میں ہے نہ الہام میں شاید مختار مدعا علیہ طول کی وجہ سے موضوع بحث فراموش کرگیا۔ ورنہ الہام کو وحی کے سلسلہ میں نقل نہ کرتا۔

ان دونو بلکہ تینوں حدیثوں کا غیر متعلق ہونا ایسا اظہر من الشمس ہے کہ کسی شبہ کی بھی گنجائش نہیں عدالت خود ملاحظہ فرمائے۔ اور اصل بحث میں جو مدلل تقریر کی گئی تھی اُس کے جواب کی طرف اشارہ تک نہ کیا گیا۔ گویا مختار مدعا علیہ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی لاجوابی اور اپنا عجز تسلیم کر لیا ہماری پیش کردہ ۲۵ احادیث کے حوالہ کو مغالطہ اور غلط بتانا مختار مدعا علیہ کی ناواقفی کا بین ثبوت ہے میں ابتداء میں عرض کر چکا۔ کہ جس قدر احادیث ختم نبوۃ کے باب میں ہیں۔ ۲۵ کیا بلکہ اس سے بھی زائد وہ سب نبوت کے انسداد کی دلیل قطعی ہیں۔ کیونکہ نبی کو وحی بقول مرزا صاحب بہر حال وحی نبوۃ ہوتی ہے۔ اسی واسطے گواہوں نے مکرر باب وحی میں بالتفصیل نقل کی ضرورت نہ سمجھی۔ باقی بالتفصیل میں نے جو چار حدیثیں پیش کی تھیں جس میں صراحۃً وحی نبوۃ کے انسداد کی تصریح تھی اس میں حدیث (۱) ونمبر (۴) کو مختار مدعا علیہ نے بالکل لاجواب سمجھ کر نام تک نہ لیا۔ اور نمبر (۲) و (۳) کا یہ جواب دے کر ٹال دیا کہ اس میں ان الوحی قد انقطع اور انہ انقطع الوحی سے وحی تشریعی مراد ہے۔ حالانکہ یہ تاویل محض بدیہی البطلان ہے۔ اور صریح غیر مشتبہ الفاظ کو بلا دلیل موڑنا ہے۔ الف ولام جنسی ہے جس سے جنس وحی اور اس کی حقیقۃ کا نہایت زور دار الفاظ میں انقطاع بتایا جا رہا ہے۔ مجازی وحی والہام کا البتہ تذکرہ نہیں پس مختار مدعا علیہ کی یہ رکیک تاویل بالکل لغو اور الفاظ حدیث کی تحریف معنوی کے برابر ہے جو کسی طرح قابل التفات نہیں۔ ورنہ اگر تاویلات کا دروازہ اس قدر وسیع کھول دیا جائے تو دین سے امان اٹھ جائے گا۔ اور صریح سے صریح چیز میں ملحدین کی طرح تاویل کر کے اس کی حقیقۃ بدلکر اسلام کا کفر اور کفر کا اسلام بن جائے گا۔ عیاذاً باللہ۔

خلاصہ۔ اس بحث سے یہ تو وضاحت سے ثابت ہو گیا کہ مختار مدعا علیہ یا گواہان مدعا علیہ کے پاس قرآن وحدیث کی ایک دلیل بھی بقاء وحی نبوۃ پر نہیں بلکہ محض تاویلات رکیکہ ہیں یا الہام اور وحی مجازی ولغوی کو ناواقفی سے وحی نبوت سمجھ لیا ہے۔ بخلاف گواہان مدعیہ کے کہ صریح صریح آیات واحادیث انقطاع وحی پر پیش کی ہیں۔ جن کا جواب باوجود انتہائی مغالطہ دہی کے مغالطہ کا بھی نہ ہو سکا۔ فللہ الحمد۔

عدالت خود دلائل کو سامنے رکھ کر موازنہ فرمائے کہ دلائل اور سائنت کدھر ہے اور محض تاویلات اور مغالطہ سے کون کام لے رہا ہے۔

(عقیدہ سلف صالحین بقاء وحی غیر تشریعی کے خلاف نہیں)

اس جوابی سلسلہ میں اصل جواب سے عاجز آکر مختار مدعا علیہ نے صرف مغالطہ سے کام لیا۔ میں نے صوفیاء کرام کی عبارات کے مطالب ان کی اپنی اصطلاح کی رو سے پیش کئے تھے۔ اور وہ بھی مسل سے کوئی نیا حوالہ نہ تھا مگر اس نے گواہوں کا تحت اللفظ ترجمہ کر کے بحث سے ٹکرانا چاہا ہے۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ ترجمہ اور شئ ہے اور مطلب اور۔ ترجمہ سے بظاہر اکثر مراد متکلم مستور اور مجمل رہتی ہے۔ جبھی تو تفسیر اور مطلب بیان کرنیکی ضرورت پڑتی ہے۔ ترجمہ کے ظاہری الفاظ اور اصطلاحی مراد و تفسیر میں تعارض سمجھنا خام خیال ہے چونکہ میری بیان کردہ اصطلاحات صوفیاء اور خود اصطلاحات شیخ اکبرؒ مختار مدعا علیہ نے اولاً تو نظر انداز کیا۔ اور بعض کو اصل عبارت اور مطلب کے خلاف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا کہ قطع و برید کرکے اصل پوائنٹ عدالت کے سامنے مشتبہ کرنے کی سعی کی ہے۔ اس لیے اولاً میں اس کے پیش کردہ حوالجات جن کا وہ حوالہ بیان گواہ مدعیہ سے دے رہا ہے نقل کرکے ان کا اصل جواب مکرر نقل کرتا ہوں تاکہ وہ خیانت اور مغالطہ عدالت کے نوٹس میں لایا جاسکے جو اس نے جواب بحث میں مختار مدعا علیہ کے مطالب کے نقل میں روا رکھا ہے اور پھر جوابی بحث کی تاویلات رکیکہ کو بے نقاب کرکے عدالت میں پیش کرتا ہے۔

گواہان مدعا علیہ نے اس سلسلہ میں متعلق وغیر متعلق کل (۹) حوالہ پیش کئے ہیں!۔

(۱) فتوحات مکیہ (۲) مکتوبات امام ربانی (۳) مثنوی عارف رومی ج ۲ (۴) منصب امامۃ مولانا شہید ج ۲ (۵) یواقیت کا حوالہ برائے شرح الہام رومی (۶) روح المعانی (۷) حجج الکرامۃ (۸) یواقیت پہلا حوالہ فتوحات مکیہ ج ۲ ص ۲۴۲ و ص ۲۵۸

قال شیخ اکبر بعد ذکر الآیۃ ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الخ ھذا کلام موجود فی رجال اللہ من الاولیاء والذی اختص بہ النبی من ھذا دون الولی الوحی بالتشریع۔

(الجواب)

اس حوالہ کے نقل کرنے میں گواہ مدعا علیہ نے ایک زبردست شرمناک مغالطہ دیا اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ تشریع کو ان کی اصطلاح کے خلاف محمول کرلیا۔ اسی لیے انہوں نے وصیت فرمائی ہے کہ تم پر میری کتب کا مطالعہ حرام ہے جب تک یہ سے محرم راز نہ ہو۔ اس کی وجہ صرف گواہ کی حضرت شیخ رح کی کتب واصطلاحات سے ناواقفی ہے جیسا کہ گواہ خود اقرار کرچکا ہے کہ میں نے فتوحات کل نہیں دیکھی۔ مارچ سنہ اور اصطلاحات تصوف میں کسی کتاب کا مطالعہ نہیں کیا۔ مارچ سنہ۔

اصل اصطلاح یہ ہے کہ اولیاء اللہ کو جو نبوت بمعنی لغوی بصورت ولایت ہوتی ہے اور بروزی معنی عام زبان ہوتی ہے جس کا حقیقی نام امام ہے۔ اس کے مدمقابل اصطلاح شرع میں جو نبوۃ حقیقی ہے۔ اسے حضرت شیخ نبوۃ تشریع یعنی شرعی نبوۃ اور اس کی وحی نبوت و رسالت کو وحی تشریع کہتے ہیں یہ مراد نہیں کہ جو شریعت جدیدہ لائے وہ نبی تشریعی ورنہ یہ اصطلاح صرف نبی اور حضرت شیخ رحمہ اللہ کی اصطلاح کو مختلط کرکے یہ مغالطہ دیا ہے۔ ثبوت کے واسطے یہ فتوحات ج ۲ کے حوالہ ذیل ذیل ملاحظہ ہوں۔ جنہیں صرف مغالطہ دینے کے واسطے چھپایا گیا۔

نبوۃ تشریع یعنی تشریع سے مراد وہ حقیقی نبوۃ ہے جو اولیا کو نہیں ہوسکتی

(فتوحات مکیہ ج ۲ باب ۱۵ ص ۲۵۸)

یعنی ہماری یہ خاص اصطلاح ہے کہ ہم نبوۃ شرائع یا تشریع بولکر وہ حقیقی اصطلاحی نبوۃ مراد لیتے ہیں جو اولیا کو نہیں ہوسکتی۔ ولایت کے مدمقابل یہ نبوۃ ہے۔ وہی نبوۃ حقیقیہ اور نبوۃ تشریعیہ اور نبوت شرائع وغیرہ سے نامزد کی جاتی ہے۔ تشریع کے معنی شریعت جدیدہ وغیرہ یہ مرزا صاحب اور ان کے متبعین کی طبعزاد اصطلاح ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا دامن قدس اس سے پاک ہے۔

وحی نبوۃ و رسالت مطلقاً منقطع ہے؟

اسی پیش کردہ فتوحات ج ۲ باب ۵۵ س ۳ صفحہ ۲۵۳ پر تصریح موجود ہے کہ وانما انقطع الوحی الخاص بالرسل والتی من نزول الملك علی اذنه وقلبه وتحجیر اسم النبی والرسول۔ الخ

یعنی وہ وحی نبوت و رسالت جو نبی و رسول کے ساتھ مختص ہے کہ فرشتہ اس کے گوش و قلب پر اترتا ہے منقطع ہو چکی اور نبی و رسول کا لفظی خطاب بھی روک دیا گیا۔ اب کسی کو نہیں دیا جا سکتا۔ کس قدر وضاحت سے انقطاع وحی نبوت و رسالت کی تصریح فرما رہے ہیں۔

فرشتۂ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے قلب پر وحی لیکر نہیں اُتر سکتا؟

لان الملك لا ینزل بوحی علی قلب غیر نبی اصلاً کیونکہ فرشتہ وحی لے کر غیر نبی کے قلب پر ہرگز نہیں اترتا۔ اسی عبارت کے تتمہ پر نہ صرف نبوۃ بلکہ ادعاء نبوۃ کا بھی انقطاع فرما رہے ہیں۔ وادعا نبوۃ قد انقطعت ہر قسم کی نبوت کا دعویٰ منقطع ہو چکا فتوحات ج ۳ باب ۳۱۱ س ۲۲ صفحہ ۱۳۳۔ یہاں لفظ نبوۃ کو نکرہ رکھا الف لام بھی داخل نہ کیا کہ تاویلات کا موقع ہو کہ کوئی خاص قسم کی نبوۃ مستقلہ وغیرہ مراد ہے۔ بلکہ نکرہ رکھا جو ہر قسم کی ظلی و بروزی نبوۃ کا خاتمہ کر رہی ہے۔

مبشرات یعنی الہام اور رویاء صالحہ کے سوا کوئی بھی قسم وحی کی باقی نہیں

الا تنظر الی مبادی الوحی الالٰهی النبوی انما هی المبشرات وهی التی بقیت فی الامة بعد انقطاع النبوۃ (فتوحات ج ۳: ۳، باب ۳۱۱ س ۲۱ صفحہ ۳۹)

کیا تو نہیں دیکھتا۔ مبادی وحی الٰہی نبوی کو جو مبشرات (یعنی اچھی خوابیں یا الہام ہیں) وحی صرف امت میں نبوۃ کے انقطاع کے بعد باقی ہیں اور بس۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مبشرات والا شخص نبی ہرگز نہیں ہو سکتا"

حضرت شیخ رحمہ اللہ علیہ اپنی فتوحات ج ۲ سوال ۱۷ ص۴۹۵ پر مبشرات کا ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ ــــــــ

وهي جزء من اجزاء النبوة وان لم يكن صاحب المبشرة نبيًا فتفطن لعموم رحمة الله فما تطلق النبوة الا من اتصف بالمجموع. یعنی مبشرات اجزاء نبوۃ

کا ایک جزو ہیں اگرچہ صاحب مبشرات نبی نہیں ہوتا۔ کیونکہ لفظ نبوت سوائے اس شخص کے جو مجموعہ اجزاء سے متصف ہو کسی پر بولا ہی نہیں جا سکتا۔

اسی جزو میں تصریح موجود ہے۔ کہ وحی مطلقاً مسدود ہے۔ صرف الہام باقی ہے۔

واعلم ان لنا من الله الا الالهام لا الوحي فان سبيل الوحي قد انقطع بموت رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد كان الوحي قبله ولم يجيء خبر الهي ان بعده صلى الله عليه وسلم وحيًا لما قال الله تعالى ولقد اوحي اليك والى الذين من قبلك ولم يذكر وحيا بعده وان لم يلزم هذا وقد جاء الخبر النبي الصادق في عيسى عليه السلام وقد كان ممن اوحي اليه قبل رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يعمل الا سنتنا تله الكشف اذا نزل والالهام كما لهذا الامة ولا تخيل في هذا الالهام انه ليس بخبر الهي ما هو الامر كذالك بل هو خبر الهي واخبار من الله للعبد على يد ملك بقيت عن هذه الملام وقد يلهمه من وجه الخاص بالرسول والنبي ويشهد الملك ويراه رؤية بصر عن ما يوحي اليه وغير الرسول يحس باثره ولا يراه رؤية بصره فيلهمه الله بما شاء ان يلهمه او يونيه من وجه الخاص (فتوحات ج ۲ باب ۲۵۳ س ۳ ص ۲۳۸)

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت جزئیہ میں تمام تاویلات وشبہات کا خاتمہ کر دیا اور غیر مشتبہ الفاظ میں مدعیہ کی تائید فرما دی اور اتفاق سے یہ بزرگ گواہ مدعا علیہ کو بھی مسلم ہیں۔

ترجمہ ملاحظہ ہو۔

خوب سمجھ لو ہمیں خدا کی طرف سے صرف الہام ہو سکتا ہے۔ نہ کہ وحی کیونکہ وحی کا سلسلہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے یقینا بلاشبہ منقطع ہو چکا۔ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل وحی آیا کرتی تھی۔ اور کوئی ایک بھی خدا کی جانب سے اطلاع نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی ہو سکتی ہے۔ یا وحی ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالے نے فرمایا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک اور آپ کے بعد کسی قسم کی وحی کا ذکر نہ فرمایا۔ اور
نہایت صحیح خبر نبوی صادق میں عیسےٰ کے متعلق ہے (جو اُن لوگوں میں ہیں جن پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل وحی ہو چکی ہے) کہ
وہ عیسےٰ صرف ہماری سنت پر عمل کرینگے۔ پس ان کے نزول کے بعد صرف اُن پر کشف والہام ہوگا۔ جیسا کہ اس امت پر ہوتا
ہے اس الہام میں یہ شبہ نہ ہے۔ کہ یہ خدا کی خبر ہی نہیں یہ بات ہرگز نہیں بلکہ وُہ خدا ہی کی خبر ہے۔ مگر فرشتہ الہام کی معرفت جو ملہم
سے پوشیدہ ایک الہام کرتا ہے۔ اور کبھی مخصوص طور سے الہام ہوتا ہے پس رسول و نبی فرشتہ کو آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔
اور غیر رسول اُس کے اثر کو محسوس کرتا ہے اُسے دیکھتا نہیں۔ پس اللہ تعالےٰ عیسیٰ علیہ السلام پر جو چاہیگا۔ الہام کرے گا۔ الخ

اس سے مندرجہ ذیل امور بوضاحت ثابت ہو گئے۔

(۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کے تمام سلسلے یکدم مسدود ہیں۔
(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف کشف اور الہام باقی ہے اور بس (۳) کسی آسمانی خبر آیت میں آپ کے بعد کسی قسم کی
وحی کا ذکر تک نہیں۔ (۴) عیسیٰ علیہ السلام پر نزول کشف اور الہام ہوگا (۵) کبھی الہام بھی بواسطہ فرشتہ الہام ہوتا ہے۔ (۶) الہام
میں غیر رسول فرشتہ کو دیکھتا نہیں۔ نہ اس پر نزول حقیقی ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا اثر محسوس کرتا ہے (۷) نبی رویتہ بصری سے فرشتہ
وحی کو دیکھتا ہے۔

اس سے بوضاحت ثابت ہو گیا کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحات ہی میں ان تمام اصطلاحات کی تصریح اور
وضاحت فرما دی ہے۔

نیز اس امر کو بوضاحت فرما دیا ہے۔ کہ وحی کا سلسلہ ہر طور سے منقطع ہو چکا ہے۔ صرف الہام اور کشف باقی ہے
اس کے بعد کوئی شخص حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے دامن قُدس پر بہتان لگائے کہ وہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بقاء
وحی کے قائل ہیں۔ تو صحیح نہ ہوگا۔

مختار مدعا علیہ نے غضب تو یہ کیا کہ فتوحات کی یہ پیش کردہ عبارت بھی قطع و برید کر کے پیش کی۔ اور اسی سے متصل اگلا
نقرہ ولا یشرع الا نبی ولا یشرع الا رسول کاٹ دیا۔ جس میں اُس کے مغالطہ کی حقیقۃً کھول دی ہے
کہ تشریع کے وہ معنی نہیں جو وہ تصنیف کرتے ہیں بلکہ جو بھی نبی و رسول ہے وہ مشرع کہلاتا ہے۔ گویا نبی و رسول کی وحی وحی بالتشریع
کہلاتی ہے۔ یعنی وحی نبوۃ و رسالۃ منقطع ہے

اگر کچھ باقی ہے۔ تو الہام و کشف و اچھی خوابیں جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔ اس زبردست خیانت کے بعد عدالت خود
فیصلہ فرما سکتی ہے۔ کہ گواہان مدعا علیہ کی شہادت کی جوڈیشل حیثیت سے کیا وقعت ہے۔

(نوٹ: میں نے ان حوالوں کے نقل کرنے میں بہت ہی اختصار سے کام لیا۔ ورنہ ج ۲ ص ۹۲ میں ایسے صریح صریح
حوالے سو سے زائد موجود ہیں۔ نیز اس اصطلاح کی شرح اور توضیح مطلب اور تصریح مراد کے واسطے بالقصد میں نے حضرت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر تصانیف اور اصطلاحات صوفیہ کے حوالوں سے کام نہیں لیا بلکہ اسی پیش کردہ فتوحات بلکہ زیادہ تر اسی جلد کے آگے اور پیچھے سے پیش کیا تاکہ کسی تاویل اور عذر کا موقع نہ ہو۔ اور عدالت پر اُن کی خیانت اور مغالطہ اچھی طرح آشکارا ہو جائے فللہ الحمد۔

اس کے جواب کے متعلق مدعا علیہ کی تاویلات

(۱) کبھی تو کہہ دیا ہے کہ گواہ مدعیہ ۱ نے اس عبارت کا بھی ترجمہ کیا ہے الخ (۲) کبھی کہا کہ لفظ تشریع کی تشریح کے ساتھ فیحل ویحرم ویبیح وغیرہ الخ بھی ہے۔ اور یہ مخصوص وحی ہو گئی (۳) کبھی گواہ ۳ کی جرح میں قطع و برید کر کے عیسیٰ پر وحی نبوۃ ثابت کرنا چاہی۔

مگر میں نے جس قدر واضح عبارات پیش کر دی ہیں اُن سے اس عبارت کی شرح اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد اس قدر واضح ہو گیا ہے کہ مختار مدعا علیہ کی ان تاویلات رکیکہ کی طرف کسی التفات ہی کی حاجت نہیں۔ ترجمہ عبارت کا وہی صحیح۔ مگر مطلب تو وہی ہو گا۔ جو حضرت شیخ رحمہ اللہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے کیا۔ ہمارے شاہدوں نے شہادت میں شیخ کی مراد بالکل واضح کر دی ہے۔ لہٰذا ترجمہ کو اس سے مراد کوئی تعارض نہیں۔

۲ میں مختار مدعا علیہ نے حضرت شیخ کی عبارت میں قطع و برید تو تسلیم کر لی۔ مگر آگے فیحل سے جو تصریح کی ہے اس کی آڑ لے کر اپنے کفریات ثابت کرنا چاہتا ہے۔ میں عدالت عالیہ پر واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ "الوحی یا التشریع" کی شرح کا جہاں تک تعلق ہے وہ ولا یشرع الا نبی ولا یشرع الا رسول خاصۃ پر ختم ہو چکی آگے۔۔ فیحل ویحرم ویبیح سے اس پر ایک تصریح کرتے ہیں۔ کسی اصل کلی پر کوئی مثال یا تصریح قائم کرنے سے وہ اصل کلی صرف اسی مثال میں منحصر نہیں ہو جاتی۔ بلکہ وہ بھی ایک قسم منجملہ اقسام وحی نبوۃ کے ہے میں اوپر حوالے پیش کر چکا کہ وہ وحی کے تمام اقسام سوائے کشف اور الہام اور اچھی خوابوں کے سب بند ہیں۔ اور تشریع کی اصطلاح خود شیخ کی زبان فیض ترجمان سے پیش کر چکا۔ کہ اس سے مراد وحی نبوۃ ہے خواہ جدیدہ احکام ہوں یا نہ صرف اولیاء کے واسطے کشف و الہام رؤیاء صالحہ باقی رہ گئے ہیں۔ اور تمام اجزاء نبوۃ منقطع ہو چکے۔ پس مختار مدعا علیہ کا یہ عذر صحیح نہیں۔

(۳) میں نزول علیہ السلام کے متعلق جو گواہ ۳ کا ناتمام فقرہ اُس کی مراد کے خلاف نقل کیا ہے وہ بھی ایک مغالطہ ہے۔ کیونکہ عیسےٰ چونکہ پہلے نبی ہو چکے ہیں اُن پر وحی نبوۃ آ چکی ہے۔ اب وہ اس امت میں بحیثیت ولی ہوں گے اُن پر وحی نہ ہو گی گو لفظ وحی مجازاً بوجہ اس کے کہ وہ پہلے نبی تھے اور اُن پر وحی نبوۃ آتی تھی بولا جائے۔ مگر دراصل وہ الہام و کشف ہو گا اس کی کافی توضیح حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے پیش کر چکا ہوں بظاہر نبوۃ وحی ہونا اور چیز ہے اور در حقیقت وحی نبوۃ ہونا اور بہر حال یہ تاویل بھی محض بیکار اور صرف لاجوابی کی پریشانی میں لکھی گئی ہے۔ ورنہ شاید کوئی عقلمند

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی میرے مدلل اور واضح بیان پر یہ نہ کہتا۔ میں پھر مکرر عدالت کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرتا ہوں کہ وہ میرا جواب ان تاویلات کو سامنے رکھ کر ملاحظہ فرمائے تاکہ حقیقت واضح ہو جائے۔ کہ مختار مدعا علیہ نے اس موقع پر کس قدر مغالطہ سے کام لیا ہے اور اس کی خیانت کس قدر واضح اور ناقابل معذرت ہے

دوسرا حوالہ مکتوبات۔ مکتوب ۱۵۱ ج ۲ ص ۹۹ ۔

اس کا میں نے جو مفصل اور مکمل جواب دیا تھا اس کی لاجوابی کا اندازہ عدالت اس سے لگا سکتی ہے کہ جواب میں بجائے کسی معقول بات کے مختار مدعا علیہ تیز کلامی اور مخول پر اتر آیا اصل الفاظ مختار مدعا علیہ ملاحظہ ہوں۔

کیوں کہ مختار مدعا علیہ نے تو اس حوالہ کو اپنے مدعا کا مثبت قرار دیا ہے حالانکہ گواہ مدعیہ ۳ ۲۹/اگست کو بجواب جرح کہہ چکا ہے کہ مکتوبات امام ربانی ج ۲ ص ۹۹ مکتوب ۱۵۱ میں جو لکھا گیا ہے وہ کشفی یا الہامی ہے جو حجت نہیں۔ اور یہ ایسی صورت پیدا ہو گئی ہے کہ مختار مدعیہ اور گواہ مدعیہ دونو کے لیے یہ کہنے کا موقع ہے ؎

زخمی کرے مجھی کو میری آہ دل افسوس

میرا ہی تیر میرے کلیجہ کے پار ہو

گواہ مدعیہ نے تو مکتوبات کے مذکورہ بالا حوالہ کو یہ کہہ کر کشفی یا الہامی ہے جو حجت قطعی نہیں۔ اور مختار مدعیہ نے یہ کہنے کے بعد بھی کہ یہ ہمارے لیے مثبت مدعا ہے غلط توجیہ کر کے ٹال دینا چاہا ہے۔

اس طرز کلام کو عدالت ملاحظہ فرمائے میں تو اصل مدعا اور مختار مدعا علیہ کے مغالطہ پر صرف روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ مختار مدعا علیہ سمجھ بیٹھا ہے کہ گواہ مدعیہ اور مختار مدعیہ کے جواب میں تعارض ہے حالانکہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ دو جواب ہیں۔ گواہ مدعیہ ۳ نے تو یہ جواب دیدیا کہ کسی بزرگ کی ذاتی تحقیقات یا اس کا کشف والہام کوئی حجۃ شرعی نہیں۔ پس جب کہ مسئلہ قرآن وحدیث اور دیگر حجج شرعیہ سے واضح ہو چکا تو یہ حوالہ ہمارے مدعا کو خراب نہیں کر سکتا۔

اس میں دو امر قابل تحقیق ہیں

(۱) یہ نہ یہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی تحقیق ہے (۲) کسی کا قول و کشف والہام حجت نہیں۔ اول کا ثبوت اس مکتوب کے آخر میں موجود ہے۔ کہ فافهمو فان هذا معرفة شريفة فلما تتكلم بها احد اسے سمجھ لو کیونکہ یہ عجیب نکتہ و معرفتہ ہے۔ کوئی بھی اسے نہ کہے گا۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ ان کی ذات اور کشفی یا الہامی یا علم لدنی کی تحقیق ہے۔ دوسرے کا ثبوت مکتوبات ہی سے پیش کرتا ہوں کسی بڑے سے بڑے بزرگ کی تحقیقات ذاتی شرع میں حجت نہیں۔

.....

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ اقوالِ بزرگانِ دین کے متعلق

"کلام محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام درکار است نہ کلامِ محی الدین ابن عربی رح و صدر الدین مولوی و عبدالرزاق کاشی مارا بنص کار است نہ بفص فتوحات مدنیہ از فتوحات مکیہ مستغنی ساختہ اند۔ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رح حصہ دوم دفتر اول ص۱۰۰) یعنی حجت شریعہ کے لیے کلام محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم درکار ہے نہ محی الدین ابن عربی رح و صدر الدین مولوی و عبدالرزاق قاشانی ہمارا کام نص (شرعی) سے ہے نہ فص (فصوص الحکم) سے فتوحات مدنیہ (یعنی تعلیمات آقائے مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے فتوحات مکیہ (یعنی تصنیف ابن عربی) سے بے نیاز کر دیا ہے۔

حضرت مولینا فرماتے ہیں ؎

نیست حجت ہیچ قول و فعل پیر
قول حق او فعلِ احمد را گیر

مکتوبات میں جا بجا ملیگا کہ اس شریعت کے مرد میدان ابو حنیفہ رح اور ابو یوسف رح ہیں نہ شبلی رح و جنید رح غرض یہ کہ پہلا جواب گواہ مدعیہ نے یہ دیا کہ یہ کوئی حجت شرعی نہیں۔ اُن کی ذاتی کشفی تحقیقات ہے جو ظنی ہے اور عقائد میں قطعیات حجۃ ہوتے ہیں۔ مختار مدعا علیہ کو شاید یاد نہیں رہا وہ بحیثیت گواہ مارچ ۳۲ء کہہ چکا ہے کہ باب عقائد میں ظنیات حتیٰ کہ احادیث احاد کا بھی اعتبار نہیں۔

دوسرا جواب میں نے پیش کیا ہے۔ کہ اگر اُسے ہم ایک قسم کی حجۃ ہی فرض کریں۔ تو بھی ہمارے مدعا کے خلاف نہیں بلکہ مؤید ہے کیونکہ حضرت مجدد صاحب رح نے بلا واسطہ کلام الٰہی کی دو قسمیں کی ہیں ایک انبیاء سے مختص ہے۔ جسے وحی نبوۃ کہا جاتا ہے۔ اور وحی نبوۃ کی وہ ایک قسم ہے) دوسرا وہ جو اولیاء امت کو تبعیت و وراثت سے ہوتا ہے جس کا انتہائی کمال یہ ہے۔ کہ وہ محدث ہو جائے۔ اور اوپر مختار مدعا علیہ کے پیش کردہ حوالے سے پیش کر چکا ہوں۔ کہ محدث پر وحی نہیں ہوتی بلکہ کثرت سے خصوصی الہام ہوتا ہے۔

میں مختار مدعا علیہ کا پیش کردہ حوالہ معرائی کے ترجمہ کے پیش کرتا ہوں۔ الملہم المبالغ فیہ الذی انتھی الی درجۃ الانبیاء فی الالہام یعنی محدث سے ایسا ملہم مراد ہے جو الہام میں انبیاء کے درجہ کو پہونچا ہوا ہو۔ پس حضرت عمر رض کو ان کا کامل فرد بتایا ہے (مرقات ج ۵ ص۳۱ ۔)

اب عدالت خود ہی ملاحظہ فرمائے کہ اس سے صرف اُس کلام الٰہی کا بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہونا ثابت ہُوا جو محدث پر ہوتا ہے۔ جو الہام کا ایک اعلیٰ درجہ ہے۔ اس سے صرف الہام کا بقاء بعد آنحضرت صلے اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم ثابت ہوا (خواہ نام الہام سے بڑھ کر ہو اور جداگانہ نام اصطلاحی کوئی کیوں نہ رکھے) اس سے بقاء وحی نبوۃ ثابت نہیں۔ پس یہ حوالہ صراحتہً ہمارے موافق اور مدعا علیہ اور اُس کے گواہان و مختار کے سراسر خلاف ہے۔ اس سے یہ بھی اچھی طرح واضح ہو گیا کہ گواہ مدعیہ اور مختار مدعیہ کے جواب میں کوئی بھی تعارض نہیں بلکہ ایک جواب تقدیر عدم تسلیم اور ایک بر تقدیر تسلیم ہے ان تعارض سوائے مختار مدعا علیہ کے کوئی عقلمند نہیں سمجھتا اس کا خلاصہ تو صرف یہ ہے کہ اول تو یہ حوالہ حجت ہی نہیں اور ان کی خاطر اگر حجۃً مان ہی لیں تو یہی ہمارے موافق اور اُن کے سراسر خلاف ہے۔

تیسرا حوالہ۔ مثنوی عارف رومی رح کا ہے۔

خلق نفس از وسوسہ خالی شود ۔۔ مہمان وحی احید لی شود

نے نجوم است نہ رمل است نہ خواب ۔۔ وحی حق واللہ اعلم بالصواب

از پے رُوپوش عام درمیان ۔۔ وحی دل گویند آنرا صوفیان

مثنوی شریف دفتر چہارم ص ۱۵۱ مختار مدعا علیہ نے صرف اس کے چوتھے مصرعہ سے مغالطہ دینا چاہا تھا کہ وحی باقی ہے مگر اللہ بے شمار رحمتیں نازل فرمائے عارف رومی قدس سرہ العزیز پر کہ اگلے شعر اور چھٹے مصرعہ میں اصل حقیقت اور اپنی نیز صوفیاء کرام کی اصطلاح بتا دی کہ ع وحی دل گویند آنرا صوفیاں کہ اس کا نام اصطلاح تصوف میں وحی دل ہے اور پہلے گذر چکا ہے کہ وحی دل اور الہام ایک ہی شئی ہے کیونکہ الہام کے معنے در دل افگندن کے ہیں مفصل اصل بحث سے ملاحظہ ہو پس اس سے بقاء الہام بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت ہوا نہ بقاء وحی نبوت۔ پس یہ حوالہ بھی ہمارا مؤید ہوا اور مختار مدعا علیہ کے سراسر خلاف ہے اس کے جواب کے لیے لب کشائی تک کی ہمت نہ ہوئی فللّٰہ الحمد۔

چوتھا حوالہ منصب امامۃ ص ۲۱ و ۲۲ اس حوالہ کو بھی ماقبل ومابعد اور درمیان سے قطع و برید کرکے شرمناک خیانت سے پیش کیا ہے میں اس سے اول و آخر ملا کر یوں نقل کرتا ہوں جس سے ایک طرف تو اصل عبارت کا مطلب اور مختار مدعا علیہ اور اس کے گواہوں کی خیانت آشکار ہو گی دوسری طرف درمیان سے جو عبارت اڑا دی ہے وہ تمام وہی آیات ہیں جو مختار مدعا علیہ نے بقاء وحی کے سلسلہ میں پیش کی ہیں مگر حضرت مولنا شہید رح نے سب کو الہام قرار دیا ہے جس سے تمام استدلال مختار مدعا علیہ کا خورد برد ہو جاتا ہے اور یہ وہی حضرت مولنا شہید رح ہیں جن کو گواہان مدعا علیہ نے بھی مجدد تیرہویں صدی تسلیم کیا ہے اور اپنی تائید میں حجج الکرامۃ ص ۱۳۹ کا حوالہ بھی پیش کیا ہے اصل عبارت منصب امامۃ ملاحظہ ہو۔

تنبیہہ ثالث درمیان حقیقت بعثت باید دانست کہ انبیاء علیہم السلام ماموری شوند بتبلیغ احکام بسوئی خواص و عوام ظاہرش ہمیں است کہ از جانب حق جل و علا بطریق وحی یا الہام امر بتبلیغ احکام بایشاں برسد پھر اس کی تفصیلات پانچویں تنبیہہ پر ختم فرمائیں دوسری قسم کی پہلی تنبیہہ کا عنوان قائم فرماتے ہیں تنبیہہ اول درمیان آنکہ بعضے از بندگان مقبولین ہرچند

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصب نبوت نمی دارند اما از کمالات مذکورہ نصیبہ قدر اظہور استعداد خود میدارند۔ اس کے بعد ذکر محبوبیت برب العلمین و ذکر عزت در ملائکہ و ذکر ولایت وغیرہا کا ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ۔

۔ باذکر ولایت اجمالاً تا من لدنا علما تک تقریباً دو صفحہ از منصب امامت ص ۳۰ تا ۲۱ و ۲۲ ۔

عبارت مذکورہ سے مندرجہ ذیل نتائج ثابت ہوتے۔

(۱) انبیاء کرام کو بھی وحی ہوتی ہے اور الہام بھی۔

(۲) چونکہ انبیاء کا الہام بھی قطعی ہوتا ہے لہذا وحی کہلاتی ہے اس کا حکم بھی وحی کا ہوتا ہے ۔

(۳) جو الہام غیر انبیاء کو ہو وہ وحی نہیں ہوتا بلکہ تحدیث کہلاتا ہے ۔

(۴) قرآن میں اس عام الہام کو بھی مجازاً وحی کہا گیا ہے ۔

(۵) مطلق الہام کی چند صورتیں ۔

(۱) بصورت کلام از پردہ غیب جیسے واذ اوحیت الی الحواریین و اوحینا الی ام موسیٰ. قلنا یا ذالقرنین ۔ یہ سب الہام و تحدیث ہے نہ کہ وحی نبوت ۔

(۲) یہی الہام بواسطہ ملک الہام ہوتا ہے جیسے

وغیرہ وغیرہ تمام وہ آیات جو اس سلسلہ میں مختار مدعا علیہ نے پیش کی ہیں ۔

(۳) کبھی اس الہام کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ خود بخود صاحب الہام کے دل سے جوش مارتا ہے ۔

(۴) اس میں سے جو قسم الہام کی انبیاء کرام کو ہوتی ہے اسے نفث فی الروح کہتے ہیں اور جو اولیاء اللہ کو ہوتی ہے اسے نطق سکینہ کہتے ہیں۔

عدالت خود ملاحظہ فرمائے کہ کس قدر وضاحت کے ساتھ وحی و الہام کی تقسیم فرمائی ہے اور وحی مطلقاً بمعنی وحی نبوت اور الہام کی وہ قسم جو وحی کہلا سکتی ہے انبیا کے ساتھ مختص کر دی ہے بعد کے واسطے کوئی سلسلہ وحی نہ چھوڑا صرف الہام کے وہ اقسام جو اولیاء اللہ میں پائے جاتے ہیں اور تحدیث یا نطق سکینہ یا الہام و کشف سے نامزد کئے جاتے ہیں جیسا کہ فتوحات سے مفصل پیش کر چکا باقی بتایا ہے ۔ پس اس سے بھی ہماری ہی تائید ہوئی الہام باقی ہے نہ وحی نہ الہام بمعنی وحی لہذا بقاء وحی غیر تشریعی کی دلیل کا اس میں اشارہ تک نہیں ۔

بلکہ اس کے خلاف تصریح ہے یہ صرف مختار مدعا علیہ کا مغالطہ تھا ۔

عدالت خود اصل عبارت بلکہ اصل کتاب ملاحظہ فرمائے ۔

. . . . . .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مختار مدعا علیہ کی تاویلات رکیکہ)

واما ذکر ولایت اجمالا فقد قال اللہ تعالیٰ الا ان اولیآء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین اٰمنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ وقال اللہ تعالیٰ ان اولیاءہٗ الا المتقون۔

واما ذکر شعب آن تفصیلاً پس باید دانست کہ ازاں جملہ الہام است، عین الہام بانبیاء اللہ ثابت است آنرا وحی میگویند۔ واگر بغیر ایشان ثابت میشود او را تحدیث میگویند وگاہے درکتاب اللہ مطلق الہام را خواہ بانبیاء اللہ ثابت است خواہ باولیاء اللہ وحی ۱۰ امند مطلق الہام کا ہے درسورۃ کلام از پردۂ غیب ممکن لاریب نازل میگردد۔ کما قال اللہ تعالیٰ اذ اوحیت الی الحواریین ان اٰمنوا بی وبرسولی وقال اللہ تعالیٰ واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ واذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین۔ وقال اللہ تعالیٰ قلنا یا ذالقرنین اما ان تعذب واما ان تتخذ فیھم حسناً وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد کان فیمن قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر۔

وگاہی ہمیں الہام بواسطہ ملک میشود کما قال اللہ تعالیٰ واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اھلھا مکانا شرقیا فاتخذت من دونھم حجابا فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشراً سویا قالت انی اعوذ بالرحمٰن منک ان کنت تقیًا قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاماً ذکیا قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال کذالک قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ اٰیت للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیًا وقال اللہ تعالیٰ واذ قالت الملآئکۃ یا مریم ان اللہ اصطفٰک وطھرک واصطفٰک علیٰ نسآء العالمین یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین وقال اللہ تعالیٰ اذ قالت الملآئکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسیٰ بن مریم وجیہا فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین۔

وگاہے ہمیں الہام بہ ہمیں طریق واقع می شود کہ تروبخود از دل صاحب الہام کلامی جوش می زند وآں را بر زبان می آرند وفی الحقیقۃ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آن کلام رحمانی است بہ زبان او جاری گشتہ نہ کلام نفسانی این قسم الہام کہ بہ انبیاء اللہ می شود او را نفث فی الروع گویند کما قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا ان روح القدس نفث فی روعی واگر بہ نسبت اولیاء اللہ می شود او را نطق سکینہ بگویند چنانچہ صحابہ ذکر فرمودہ اند ما کنا نبعد ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر و قلبہ۔ و بسیار نصص از مثال این جناب فاروق اعظم مروی است واز جملہ اقسام الہام خواب است کہ کسی را از مقبولین عالی مقام در حالت مقام برامرے را امور غیبیہ مطلع می فرمایند۔

لم یکن من النبوۃ الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ یراہا او ترٰی لہ (واز عمدہ کمالات ولایت تعلیم غیبی است) قال اللہ تعالیٰ وقال لہم نبیہم ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا قالوا انّٰی یکون لہ الملک علینا ونحن احق بالملک منہ ولم یؤت سعۃ من المال قال ان اللہ اصطفٰہ علیکم وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم۔

وظاہر است کہ طالوت نبی نہ بود وقال اللہ تعالیٰ فوجدا عبدا من عبادنا اٰتینٰہ رحمۃ من عندنا وعلمنٰہ من لدنا علما۔ منصب امامت ص ۳۰ تا ۳۶ عبارت مذکورہ سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

(۱) انبیاء کرام کو بھی وحی ہوتی ہے اور الہام بھی۔

(۲) چونکہ انبیاء کا الہام بھی قطعی ہوتا ہے لہذا وحی کہلاتی ہے۔ اس کا حکم بھی وحی کا ہوتا ہے۔

۳ جو الہام غیر انبیاء کو ہو وہ وحی نہیں ہوتا۔ بلکہ تحدیث کہلاتا ہے۔

(۴) قرآن میں اس عام الہام کو بھی مجازاً وحی کہا گیا ہے۔

مطلق الہام کی چند صورتیں

(۱) بصورت کلام از پردہ غیب، جیسے واوحینا الی الحواریین واوحینا الی ام موسٰی وقلنا یا ذا القرنین یہ سب الہام و تحدیث ہے نہ کہ وحی نبوت۔

(۲) کبھی الہام بواسطہ ملک الہام ہوتا ہے جیسے فارسلنا الیہا روحنا اذ قالت الملائکۃ یا مریم وغیرہا وغیرہا، تمام وہ آیات جو اس مختار رحمہ اللہ علیہ نے پیش کی ہیں۔

(۳) کبھی اس الہام کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ خود بخود صاحب الہام کے دل سے جوش مارتا ہے۔

(۴) اس میں سے جو قسم الہام کی انبیاء کرام کو ہوتی ہے اسے نفث فی الروع کہتے ہیں اور جو اولیاء اللہ کو ہوتی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے نطق سکینہ کہتے ہیں۔
عدالت خود ملاحظہ فرمائے کہ کس قدر وضاحت کے ساتھ وحی الہام کی تقسیم فرمائی ہے اور وحی مطلقاً بمعنی وحی نبوت اور الہام کی وہ قسم جو وحی کہلا سکتی ہے انبیاء کے ساتھ مختص کر دی ہے بعد کے واسطے کوئی سلسلہ وحی نہ چھوڑا صرف الہام کے وہ اقسام جو اولیاء اللہ میں پائے جاتے ہیں اور تحدیث یا نطق سکینہ یا الہام وکشف سے نامزد کئے جاتے ہیں جیسا کہ فتوحات سے منقص پیش کر چکا باقی ہو بتایا ہے۔ پس اس سے بھی ہماری ہی تائید ہوئی الہام باقی ہے نہ وحی نہ الہام بمعنی وحی۔ لہذا بقاء وحی غیر تشریعی کی دلیل کی اس میں اشارہ تک نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف تصریح ہے یہ صرف مختار مدعا علیہ کا مغالطہ تھا۔ عدالت خود اصل عبارت بلکہ اصل کتاب ملاحظہ فرمائے۔

اس قدر واضح اور صریح عبارت کے متعلق مختار مدعا علیہ کی مندرجہ ذیل تاویل کس قدر بہتان وافتراء پر جرأت وجسارت ہے کہ مگر دونوں کے مسلم ومقتدا پیشوا جناب مولوی اسمٰعیل صاحب کا جو حوالہ گواہان مدعا علیہ نے پیش کیا ہے وہ ان دونوں کے خلاف اور احمدیوں کی تائید ہے۔

(الجواب)

(۱) مولانا شہید رح کا علم وفضل روشن ہے مگر مختار مدعا علیہ انہیں مدعیہ یا گواہ مدعیہ و یا مختار مدعیہ کا مسلم مقتدا و پیشوا جو لکھ رہا ہے یہ جوڈیشل اصول پر درست نہیں کوئی ایک سوال جرح میں ان کے متعلق نہیں آیا اس پر عدالتی یہ نوٹ موجود ہے کہ فریق اول کو ان الفاظ پر اعتراض ہے کہ یہ الفاظ انہوں نے تسلیم کئے مختار مدعا علیہ اس کا حوالہ مسل سے پیش کرے مگر وہ نہ پیش کر سکا۔

(۲) اس کو احمدیوں کی تائید سمجھنا شاید بربناء غلط فہمی ہو ورنہ اس میں کہیں تائید کا اشارہ کنایہ تک نہیں کیونکہ مرزا صاحب کے آنیوں کا دعوی بقاء وحی غیر تشریعی ہے اور یہاں وحی مطلقاً بلکہ وہ الہام بھی جو بمعنی وحی انبیاء کو ہوتا ہے بند ہے صرف الہام اور تحدیث ونطق سکینہ یا رویاء صالحہ باقی ہیں اور باقی تمام سلسلہ وحی منقطع ومسدود پس اس سے اپنی تائید نکالنا مختار مدعا علیہ کی خوش فہمی ہے ورنہ مطلب واضح ہے۔

(۵) پانچواں حوالہ تفسیر روح المعانی ج ۷ ص ۱۵
اس میں ابن حجر ہیتمی کا قول نقل کیا ہے کہ عیسیٰ پر وحی وقت نزول بواسطہ جبرئیل ہو گی۔

الجواب

اس کا مکمل جواب اوپر گزر چکا مختار مدعا علیہ حسب عادت ایک ایک چیز کو متعدد مرتبہ لا کر طول دیتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ ابن حجر ہیتمی کی ذاتی رائے ہے جو قرآن وحدیث اور علماء سلف کے سراسر خلاف ہے جو کسی پر حجت نہیں۔ مسلمہ فریقین کے بزرگ امام محی الدین ابن عربی رح فرماتے ہیں کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فله الکشف اذ نزل الا الالهام کہ نزول کے بعد اس پر کشف والہام ہو گا نہ وحی گو لفظ وحی کا مجازاً بمعنی الہام اس پر بولا جائے دلپورا حوالہ اس سے قبل فتوحات ج ۲ ص ۲۵۳ و ج ۳ ص ۲۳۸ سے نقل کر چکا ہوں۔

گواہ مدعا علیہ کے مسلم بزرگ امام شعرانی یواقیت مبحث ۳۵ ص ۱۸۸ و ۱۸۹ پر فتوحات سے نقل کرتے ہیں کہ و ھذ باب الخلق بعد موتہ محمد صلعم فلا یفتح لاحد الی یوم القیامۃ ولکن بقی للاولیاء وحی الالہام الی قولہ قال ولوان الوحی علی لسان جبرئیل علیہ السلام کان باقیاً محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکان عیسٰی اذا نزل لا یحکم بشریعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وانما یحکم بشریعۃ انی یوحی الیہ جبرئیل الی قولہ اعلم ان الوحی لاینزل بہ الملک علی غیر قلب النبی اصلاً۔

وحی کا بیان کرکے فرمایا کہ یہ دروازہ وحی نبوت بعد وفات محمد صلی اللہ علیہ وسلم بند ہو چکا اب یہ قیامت تک کسی کے واسطے نہیں کھل سکتا اولیاء کے واسطے صرف وحی الہام ہے نہ کوئی وحی آگے تصریح فرمائی کہ اگر بواسطہ جبرئیل سلسلہ وحی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باقی ہوتا تو عیسیٰؑ بعد نزول شریعۃ محمدیہ کے کیوں پیرو ہوتے وہ اسی وحی کی اتباع کرتے جو جبرئیل لاتے! کتنی وضاحت سے امام شعرانی رح اور امام ابن عربی رح جو گواہ مدعا علیہ کے بھی مسلم بزرگ ہیں تصریح فرمارہے ہیں کہ عیسیٰؑ پر بعد نزول صرف کشف والہام بلاواسطہ جبرئیل ہو گا وحی بواسطہ جبرئیل ہر گز نہ ہو گی۔

اس کے مقابل پر ابن حجر ہیثمی جیسے غیر مسلم شخص کی شخصی رائے پیش کرنا صرف مختار مدعا علیہ کی رائے ہے اور تعجب تو اس پر ہے کہ اپنے نبی کے خلاف اُسنے ابن حجر ہیثمی کو کیوں مان لیا حالانکہ مرزا صاحب کے خلاف احادیث تو یہ بھی حیا ذاباللہ ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں اور خود مرزا صاحب ازالہ اوہام ص ۲۲۸ پر فرماتے ہیں کہ ذرا ایک فقرہ بھی جبرئیل لائیں وہ بھی وحی نبوت و رسالت ہے جو بند ہے ۔۔ ملاحظہ فرمائیں وحی تو بڑی چیز ہے ایک فقرہ لانے کو بھی ممانعت فرمارہے ہیں اس سے علاوہ ہمارے جواب کی تکمیل کے مختار مدعا علیہ کی خود مرزا صاحب کی کتب سے ناواقفی اچھی طرح واضح ہو گئی بہر حال یہ حوالہ بھی مدعا علیہ کے لیے مفید اور ہم پر حجت نہ ہو سکا۔

ساتواں حوالہ حجج الکرامۃ کہ

"آئندہ وحی بسوی او جبرئیل باشد بلکہ ہمیں یقین دارم"

(الجواب)

یہی ماسبق جواب بعینہٖ کافی ہے تفصیل اوپر گزر چکی نواب صدیق حسن خان غیر مقلد کی ذاتی اور شخصی رائے کتاب اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کتاب الرسول اور مسلّم بزرگان دین واسلاف کے خلاف ہرگز حجۃ نہیں ہو سکتی نہ وہ امام ہیں نہ مسلم عالم نہ ہمارے فرقہ کے نہ مرزا صاحب کے۔ ان کا حوالہ بالکل غیر متعلق ہے باقی گواہوں کا انہیں مسلمان کہنا یہ اور چیز ہے اور مسلّم ہونا اور بات دنیا میں ہزاروں مسلمان فاش غلطیاں کرنے والے فاسق وفاجر بھی ملینگے اور جو مسلمان بھی ہیں۔ پھر انہیں مسلّم کون مانتا ہے فتوٰی رشیدیہ میں انہی رئیس عاملین۔ بالحدیث یعنی غیر مقلد بتا کے ان کے حوالے غیر مقلدین پر اتمام حجت کے لیے نقل کیے ہیں اس سے ان کا مسلّم ہونا ثابت نہیں ہو سکتا تمام مسلمان مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کے حوالے الزاماً نقل کرتے ہیں کیا خلفاء یا مرزا صاحب کو تسلیم کر لیا مفصل جواب اوپر دو مرتبہ عرض کر چکا ہوں۔ آٹھواں حوالہ بھی پہلے حوالہ کا تتمہ وہی تشریع اور غیر تشریع کے متعلق یواقیت کا ہے۔ جس کا جواب مکمل پہلے نمبر میں آچکا ہے اور اصل بحث میں جو جواب دیا تھا مختار مدعا علیہ نے اُسے لاجواب سمجھ کر نام تک نہ لیا لہٰذا اسی کا حوالہ دے کر عدالت کی توجہ گرامی اصل بحث کی طرف مبذول کراتا ہوں اگر عدالت کا خوف نہ ہوتا تو میں بھی مختار مدعا علیہ کی طرح بار بار وہی عبارت دھراتا رہتا ملا علی قاری نے صرف اس حدیث کی باعتبار سند کے تردید کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ ان جبرئیل لا ینزل الخ اس سے ان کا نواب صاحب کا مؤید ہونا نہیں پایا جاتا۔ نیز کسی کا قول نقل کرنا اور چیز ہے اور تائید کرنا اور بات ہے یہی مضمون کتاب الاشاعت کا ہے۔ غرض ایک ہی چیز ہے مکرر نقل سے مکرر دلیل نہیں بن سکتا۔

(خلاصہ بحث)

مختار مدعا علیہ اور اس کے گواہ ایک آیت یا ایک حدیث یا ایک کسی مسلّم بزرگ کا قول نہ پیش کر سکے جس سے بقاء وحی غیر تشریعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو سکتا ہاں الہام کے بقاء کے متعلق حوالے نقل کئے وہ ہمارے مؤید اور ان کے مخالف ہیں ہم تو یہی کہتے ہیں کہ وحی نبوۃ مطلقاً بند ہے الہام کشف وحی مجازی لغوی باقی ہیں۔

بخلاف اس کے انسداد وحی نبوۃ پر ہم نے سات آیات کا حوالہ خاتم النبیین کی تفسیر سے اور آیات مفصل کل (۱۵) آیات اور (۲۵) مفصل اور چار صریح حدیثیں اسی سلسلہ کی نیز مسلّم بزرگان دین کے فتوحات، یواقیت، علم الکتاب، فتاوٰی ابن حجر مکی، شفاء شریف، شرح شفاء ملا علی قاری، نسیم الریاض علامہ خفاجی وغیرہ سے متعدد صریح صریح لاجواب حوالے پیش کئے جس میں اکثر تو ایسے لاجواب ہیں جن کا بحث میں مختار مدعا علیہ نے نام تک نہ لیا اور بعضوں میں منا لطہ دینے کی ناکام کوشش کی جس کی حقیقت جواب الجواب میں آشکار ہو گئی۔ بہر حال ہم نے یہ مسئلہ بحمد اللہ ۴۵-۵۰ دلیلوں سے روز روشن کی طرح واضح کر دیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نبوۃ کا سلسلہ منقطع ومسدود ہے۔ مرزا صاحب کے مریدین کے واسطے مرزا صاحب کی بھی سند پیش کر دی کہ جب تک دعوٰی نبوۃ صاف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ تھا فرماتے ہیں کہ

"لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی" ازالہ ص۲۲۱

"آپ کی وفات کے بعد وحی نبوت منقطع ہو گئی ہے اور آپ کے ساتھ نبوت کو ختم کر دیا ہے (حمامۃ البشریٰ کلاں ص۶۲ خورد ص۴۸)

(۶)

مرزا صاحب کے نزدیک صرف تشریعی وحی بند ہے

اس سلسلہ میں بلا وجہ توضیح مرام۔ ازالہ اوہام۔ کشتی نوح استفتاء پیرا نی تحریریں۔ براہین احمدیہ۔ حقیقۃ الوحی مواہب الرحمن۔ آئینہ کمالات اسلام ضمیمہ براہین ۵۔ ایک غلطی کا ازالہ۔ چشمہ معرفت۔ سرمہ چشم آریہ۔ تتمہ حقیقۃ الوحی الوصیۃ تجلیات الٰہیہ کے متعدد جدید حوالہ دے کر لاحاصل طول دیا اور یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ جس وحی کو مرزا صاحب بند فرماتے ہیں۔ وہ وحی تشریعی ہے ورنہ مطلق وحی کا دعویٰ اور یہ کہ آپ کو وحی ہوتی ہے۔ مرزا صاحب نے اپنی کل کتب میں تقریبًا لکھا ہے۔

الجواب

(۱) اس سے ہمارا نقصان کیا گویا یہ تو اقراری کفر ہے۔

(۲) مرزا صاحب کی عادۃ ہی متعارض اقوال کی ہے۔ اور یہی کافی دلیل اس امر کی ہے کہ ان کے کشوف اور الہامات رحمانی نہیں۔ جیسا کہ شیخ نے فتوحات میں جا بجا لکھا ہے۔ اور تائید میں ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافًا کثیرًا پیش فرمایا ہے۔

(۳) ان عبارات میں یا وحی تشریعی اور غیر تشریعی کا ذکر ہے یا مطلق وحی کا۔ مگر میں نے وحی نبوت و رسالت کا انقطاع و انسداد مرزا صاحب کی عبارت سے پیش کیا ہے۔ جو میرا دعویٰ تھا۔ اور صریح عبارت پیش کی ہے۔ پھر ملاحظہ فرمائیں کہ:۔

(۱) کیونکہ جس میں شان نبوۃ باقی ہے۔ اس کی وحی بلاشبہ وحی نبوت ہے۔ (ایام الصلح ص۱۴۶)

(۲) "نبی کی وحی وحی نبوت کہلائیگی"۔ (سراج منیر ص۳)

(۳) "ایک فقرہ ہے جبرئیل لائیں وہ بمعنی وحی نبوت و رسالت ہے جو بند ہے"۔ (ازالہ ص۲۴۸)

(۴) "لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی کیا یہ مہر روشن وقت ٹوٹ جائیگی"۔ (ازالہ اوہام ص۲۲)

ان واضح عبارات کی شرح ان گول مول عبارات سے ناممکن ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(عنوان ۳ٹ)

کیا مسیح موعود کے نزدیک آپ کی وحی قرآنی وحی کے برابر ہے

مذکورہ بالا حوالجات جو عنوان ۲ٹ میں درج کیے گئے۔ وہ تو جب کے ہیں۔ کہ اس وقت تک دعوٰی نبوت نہ تھا۔ اور ختم نبوت کے مسئلہ میں مسلمانوں کے ہمنوا تھے۔ اُس کے بعد دعوٰی نبوت بلکہ نبوت مستقلہ اور وحی وغیرہ کا کیا۔ اور وحی بھی کوئی گھٹیا نہیں۔ بلکہ قرآن کے ہم پلہ۔ اس کی طرح منزہ قابل ایمان لاینکے۔ ملاحظہ ہو۔

(۱) جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ایمان ہے۔ جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔ (اربعین ۱۹ نمبر ۴)

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم
از خطا ہا ہمیں است ایمانم (درثمین ۲۸۸)

اس کی تاویلات رکیکہ جو مختار مدعا علیہ نے پیش کی ہیں۔ یا مرزا صاحب کی دوسری مجمل عبارات الہدیٰ نزول المسیح وغیرہا سے پیش کی ہیں۔ ان کے متعلق یہی گزارش ہے۔ کہ وہ جواب نہیں ہو سکتیں۔ چونکہ مفصل بحث اوپر سلسلہ ایمانیات میں گزر چکی ہے۔ اُس کا اعادہ نہیں کرتا۔ صرف حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ اور عدالت کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ کہ واضح عبارت کا حل مجمل اور محتمل المعنے عبارت سے نہیں ہوا کرتا۔ نیز جس شخص کی عادت متعارضات اور اختلاف گوئی کی ہو۔ اس کی ایک عبارت دوسری کی شرح نہیں بن سکتی۔

پہلی وجہ تکفیر یعنی دعوٰی وحی نبوت ختم ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ختم نبوت

دوسری وجہ تکفیر ختم نبوت کا انکار اور خاتم النبیین کے بعد نبوت کا دعوی کرنا۔ اور اپنے آپ کو تشریعی نبوۃ کا مدعی سمجھنا۔ اور احکام شرعیہ میں تغیر و تبدل کرنا۔

دوسری وجہ تکفیر کا رد

جماعت احمدیہ حضور صلعم کو خاتم النبیین یقین کرتی ہے۔

قول مختار مدعا علیہ

"دوسری وجہ تکفیر فریق مخالف نے یہ بیان کی ہے۔ کہ مرزا صاحب اور آپ کے معتقدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین کے منکر ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرنا ضروریات دین سے ہے۔ اور جو ضروریات دینی سے کسی کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ لہذا مرزا صاحب اور ان کے متبعین کافر ہوئے"۔

اس مدعا کے نقل میں اسی مدعی مغالطہ سے کام لیا ہے۔ صرف خاتم النبیین کا انکار نہیں۔ بلکہ خاتم النبیین کا اسلامی معنی کے رو سے انکار ہے۔ جیسا کہ میں اصل بحث میں بوضاحت پیش کر چکا ہوں۔ جس کا جواب کجا ذکر تک بھی نہیں کیا گیا اور یہی خاتم النبیین بمعنی تمام نبیوں کے آخری نبی جس کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جاوے۔ ضروریات دین سے ہے جس کے واسطے شہادت اور بحث میں حوالہ مندرجہ ذیل تفصیل سے پیش ہو چکے۔

(۱) اول الانبیاء آدم وآخرہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم (شرح عقائد ص ۹۶)

(۲) اذلم یعرف محمداً صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من ضروریات الدین (اشباہ والنظائر ص ۲۹۶)

یہی تصریحات تقریباً ۱۵ کتب سے جن میں (بحر الرائق ج ۵ ص ۱۳۰) بھی ہے۔ جسے گواہ ۱ نے بجواب جرح ۷/ مارچ ۳۲ء مسلم مانا ہے۔

پس خلاصہ یہ ہوا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین بمعنی تمام نبیوں کا آخری ہونا ضروریات دین سے ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ مرزا صاحب آخر وقت تک اسی کفر پر قائم رہے۔ اور ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے امتی اس وقت تک اس کفر پر مصر ہیں۔ لہٰذا ان کے کفر میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔
مختار مدعا علیہ نے اصل اعتراض کو نظر انداز کر کے لفظ خاتم النبیین کا اقرار مرزا صاحب کی کتب ذیل سے پیش کیا ہے۔
(۱) انجام آتھم (۲) الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۵ء (۳) ازالہ اوہام۔ (۴) آئینہ کمالات۔ (۵) ایام الصلح (۶) کرامات الصادقین۔ (۷) ایک غلطی کا ازالہ (۸) مواہب الرحمن (۹) حقیقت الوحی۔ (۱۰) استفتاء۔ نیز بیان گواہ ملا)

اصل معاملہ

بات یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب جب تک خود کھل کے نبی نہ بنے تھے، اور وہ نبوۃ پر پردے ڈال رکھے تھے، اس وقت تک تو خاتم النبیین کے لفظ کا بھی اقرار ہے، اور اسلامی معنے کا بھی ملاحظہ ہو۔
(۱) ایام الصلح ص۷۴ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث میں ہے لا نبی بعدی ......تا اور اگر کوئی نبی نیا یا پرانا آوے۔ تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ خاتم الانبیاء رہیں، ہاں وحی ولایت ومکالمات الٰہیہ کا دروازہ بند نہیں۔
(۲) ایام الصلح اردو ص۱۴۶"
(۳) مسیح کیونکہ آسکتا تھا، وہ رسول تھا، اور خاتم النبیین کی دیوار روئین اس کو آنے سے روکتی ہے سو اس کے ہمرنگ آیا وہ رسول نہیں مگر رسولوں کے مشابہ ہے (ازالہ ص۲۱۰)
(۴) اکیسویں آیت ماکان محمدًا ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔ مگر وہ رسول اللہ ہے۔ اور ختم کرنے والے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئیگا" (ازالہ ص۶۱۴)
(۵) قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے، اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے۔ کہ دنیا میں رسول تو آوے، مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔ (ازالہ ص۷۶۱)
(۶) حمامۃ البشریٰ ص۳۴)
الا تعلم ان الرب الرحیم الی قولہ وختم اللہ بہ النبیون

(۷) اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوۃ ورسالت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو کافر اور کاذب جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے۔ کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ (دین الحق ص۲۴ حقیقۃ النبوۃ ص۸۹)

(۸) آسمانی فیصلہ ص۳ وغیرہا وغیرہا۔

مگر یہ عقیدہ مسلمانوں کے مطابق ۱۹۰۱ء سے قبل تھا۔ اس کے بعد نبوت سے پردہ اٹھا اور خود نبی و رسول بلکہ تمام رسولوں سے اعلیٰ جس سے تمام رسول زندہ ہو گئے۔ تو صرف لفظ خاتم النبیین فرمانے ۔ ہے اور معنی بدل ڈالے۔ چنانچہ پیش کردہ حوالوں سے جو ۱۹۰۱ء کے بعد کے ہیں۔ صرف لفظ خاتم النبیین مذکور ہے۔ مگر اسلامی معنے جو ضروریات دینی سے ہے کہ ایسے آخری نبی جن کے بعد کسی قسم کا کوئی بھی نبی نہ بن سکے۔ ہرگز نہیں ہے۔

لہذا الحاد اسلامی معنے مرزا صاحب کا خاتم النبیین سے منکر ہونا بدستور رہا اس مغالطہ سے اس کا جواب نہ بن سکا۔

باقی تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ آگے اپنی جگہ پر آئے گی۔

جمیع مسلمان بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک نبی کا آنا مانتے ہیں۔

اس ہیڈنگ میں بھی لفظوں کے ہیر پھیر کا ایک مغالطہ ہے جو آگے معلوم ہوگا یہاں صرف یہ گزارش ہے۔ کہ جمیع مسلمان حضرت عیسٰی علیہ السلام کے منتظر ضرور ہیں۔ مگر ایک مسلمان بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا نبی بنایا جانا یا کسی کو آپ کے بعد منصب نبوۃ عطا ہونا جائز نہیں سمجھتا۔ بلکہ آپ کے بعد دعوی نبوت کو کفر سمجھنا اجماعی عقیدہ ہے جیسا کہ اپنی جگہ پر آئے گا۔ پس کسی گزشتہ نبی کا بحیثیت امتی یا مجدد آنا اور چیز ہے۔ اور کسی کا منصب نبوۃ پر فائز ہونا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویدار نبوت ہو کر نبی بننا اور معاملہ ہے ہر عقلمند دونوں کے فرق کو سمجھتا ہے مختار مدعا علیہ بلا وجہ مغالطہ دینا چاہتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

خلاصہ استدلال مختار مدعا علیہ

اس ہیڈنگ کے تحت مختار مدعا علیہ نے جو پیش کیا ہے اس کا خلاصہ صرف اس قدر ہے۔ کہ اگر خاتم النبیین کے معنے یہ ہوں۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ تو یہ معنے تمام مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہیں۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت عیسٰی علیہ السلام کا آنا بحیثیت نبی کے مانتے ہیں۔ اور گواہ مدعیہ نمبر۴ کی جرح سے تائید کی کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام جب نازل ہوں گے۔ تو نبی ہوں گے۔ یوں ہی ملا علی قاری سے کہ جس نے یہ کہا۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام مسلوب النبوۃ ہو کر آئیں گے۔ وہ کافر ہو گیا۔ کیونکہ نبی سے اس کی موت کے بعد بھی وصف نبوۃ زائل نہیں ہوتا۔ پس اگر خاتم النبیین سے مراد ہر قسم کے نبی ہیں تو عیسٰی بھی دوبارہ نہیں آسکتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کہو۔ نئے کا آنا منع ہے۔ پرانے کا نہیں۔ تو ہم بڑے ادب سے کہیں گے۔ کہ اگر پرانے نبیوں کا استثناء ہو سکتا ہے تو نئے امتی غیر تشریعی کا بھی استثناء ہو سکتا ہے (ملخصاً بلفظہ)

(خلاصہ)

اس میں لفظی متعدد مغالطہ ہیں۔ وضاحت کے واسطے حسب ذیل عنوانات قائم کرتا ہوں۔

(۱) خاتم النبیین کے معنے مسلمان کیا کرتے ہیں۔

(۲) کیا مسلمان حضرت عیسٰے علیہ السلام کا آنا بحیثیت نبی کے مانتے ہیں۔

(۳) کیا حضرت عیسٰے علیہ السلام مسلوب النبوۃ ہوں گے۔

(۴) کیا ان پر وحی بواسطہ جبرئیل ہو گی۔

(الجواب)

(۱) خاتم النبیین کے معنے مسلمان کیا کرتے ہیں۔

مختار مدعا علیہ نے خاتم النبیین کے جو یہ معنے مسلمانوں کی طرف منسوب کئے ہیں۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا یہ محض مغالطہ ہے۔ بلکہ مسلمان یہ معنی کرتے ہیں۔ اور اُن کا عقیدہ ہے۔ کہ درحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء ورسل اور نبوۃ ورسالت کے ختم کرنے والے۔ اور آخر الانبیاء ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خدائے تعالیٰ کسی کو نبی نہیں بنائے گا۔ نہ کسی کو آپ کے بعد منصب نبوۃ ورسالت عطا کیا جا سکتا ہے۔ باب نبوۃ ورسالت آئندہ مطلقاً مسدود ہے۔

(اس کا ثبوت ملاحظہ ہو)

(۱) مرزا صاحب کے مسلم رئیس المفسرین فرماتے ہیں۔

"ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّن الذی ختم النبوۃ فطبع علیها فلا تفتح بعدہ الی یوم القیامۃ۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ جنہوں نے نبوۃ کو ختم کر دیا۔ اور اس پر مہر اختتام لگ گئی اب باب نبوت قیامت تک کسی کے واسطے نہ کھلے گا۔"

(۲) علامہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقد اخبر الله تعالیٰ فی کتابہ ورسول صلعم فی السنۃ المتواتر لا نبی بعدی لیعلموا ان کل من ادعی ھذا المقام کذاب دجال مضل وضال الخ (ابن کثیر جلد ۸ صد ۹۱)

ترجمہ: یعنی خدا نے اپنی کتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنۃ متواترہ میں خبر دیدی۔ کہ لا نبی بعدی تاکہ معلوم ہو جاوے کہ جو بھی آپ کے بعد اس منصب پانے کا دعویٰ کرے، وہ کذاب دجال، گمراہ کنندہ اور خود گمراہ ہے۔

(۳) ومعنی کونہ آخر الانبیاء انہ لا نبی احد بعدہ۔ وعیسیٰ نبی قبلہ فحین ینزل ینزل عاملا علی شریعتہ محمد صلعم مصلیاً الی قبلتہ کانہ بعض امتہ تفسیر کشاف۔ ج ۲ صد ۲۳۳ (گ مدعیہ ۱)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین و آخر الانبیاء کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں بنایا جائے گا اور حضرت عیسیٰ پہلے نبی بن چکے ہیں اور دعوائے قبل ہو چکا ہے پس وقت نزول شریعت محمدیہ پر عامل اور محمدی قبلہ کی سمت پر نماز ادا کرینگے گویا آپ کی امت کے ایک فرد ہوں گے۔

(۴) ولا یقدح فیہ نزول عیسیٰ بعدہ فانہ اذا نزل کان علی دینہ مع ان المراد منہ انہ آخر۔

یعنی خاتم النبیین اور آخر الانبیاء کے معنی پر آپ کے بعد نزول عیسیٰ کی زد نہیں پڑ سکتی کیونکہ وہ بعد نزول آپ کے ہی دین پر ہوں گے اور خاتم النبیین کی یہ مراد ہے کہ آپ نبی بننے والوں اور منصب نبوت پانے والوں کے آخری نبی یعنی آپ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا نہیں ہوگا (تفسیر بیضاوی صد ۲۴ گ مدعیہ ۲)

(۵) ابی السعود میں اسی قسم کی تفصیل کے بعد ہے۔

فان معنی قولہ خاتم النبیین لانہ لا نبیاً احد بعدہ وعیسیٰ نبی قبلہ۔

یعنی خاتم النبیین کے یہ معنے نہیں کہ آپ کے بعد کوئی شخص خلعت نبوت سے نوازا جائیگا اور حضرت عیسیٰ ان انبیاء سے نہیں کہ آپ کے قبل یہ خلعت عطاء کیا جا چکا ہے۔

(۶) المراد بکونہ خاتم النبیین انقطاع حدوث وصف النبوۃ فی احد من الثقلین بعد تحلیلہ بھا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر کرکے کہتے ہیں:

کان نبیا قبل تحلی نبینا صلعم بالنبوۃ روح المعانی (جلد ۹ صد ۳۲ گ مدعیہ)

یعنی خاتم النبیین سے مراد ثقلین جنس وانس ہیں حدوث وایجاد وصف نبوۃ کا انقطاع ہے بعد اس کے کہ اس عالم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلعت نبوت سے سرفراز ہو چکے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو تو یہ خلعت اس عالم میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل عطا کی گئی۔

(۷) اس سلسلہ میں گواہ مدعا علیہ کے مسلم بزرگ شیخ محمد محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں۔ (فتوحات ج ۲ صفحہ ۱۱ س ۲۰ ت)

وادعاء النبوة قد انقطعت

یعنی آنحضرت کے بعد ہر قسم کا دعویٰ نبوۃ یقینا منقطع ہو چکا۔

(۸) خود مدعا علیہ اور اس کے گواہان و مختاران کے نبی قبل دعوائے نبوت مسلمانوں کے ہم نوا ہی تھے۔

ماکان اللہ ان یرسل نبیا بعد نبینا خاتم النبیین وما کان یحدث سلسلة النبوة بعد انقطاعها

یعنی ہمارے نبی کریم خاتم النبیین کے بعد اللہ تعالیٰ کسی نبی کو بنا کر نہیں بھیجے گا اور نہ سلسلہ نبوت بند و منقطع ہونیکے بعد دوبارہ از سر نو ایجاد کرے گا آئینہ کمالات الاسلام ص ۳۷۷ فروری ۱۸۹۳ء۔

پس ثابت ہو گیا کہ مسلمان یہ نہیں کہتے کہ خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ کوئی نبی نہیں آئے گا بلکہ یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نیا نبی بنایا نہیں جائے گا اور نہ سلسلہ نبوت بند ہونے کے بعد از سر نو جاری ہو گا اور نہ کوئی آپ کے بعد دعوے نبوت کرے گا بلکہ ہر مدعی نبوت بعد آنحضرت کے حسب ارشاد گرامی دجال و کذاب ہو گا۔

یہ محض مختار مدعا علیہ کا کھلا ہوا مغالطہ اور افتراء و بہتان تھا۔

دوسری تنقیح کا جواب کہ کیا مسلمان حضرت عیسیٰ کا آنا بحیثیت نبی مانتے ہیں۔

یہ بھی ایک مغالطہ ہے اور عقیدہ جھوٹ و افترا ہے۔ ان میں صفت نبوت ہونا اور چیز ہے جیسا کہ گواہ مدعیہ نے کہا ہے کہ جب نازل ہوں گے نبی ہوں گے یعنی متصف بہ صفت نبوت اور منصب نبوۃ پر ہونا اور بحیثیت نبی کے ہونا اور چیز ہے۔

مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نبی ہیں آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل اس عالم میں خلعت نبوت سے نوازا گیا یہ صفت آپ کی بحال مگر اس امت میں زمانہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمگیری کی وجہ سے بحیثیت نبی نہیں آئینگے بلکہ بحیثیت مجدد و خلیفہ رسول اللہ اور امتی کے ہوں گے منصب نبوۃ پر نہ ہوں گے۔

اور مرزا صاحب یا کسی اور امتی کو آپ کے بعد نبی ماننے سے بعد خاتم النبیین کے نبی کا بننا اور از سر نو سلسلہ نبوۃ بند منقطع ہونے کے بعد کھلتا پایا جاتا ہے یہ بالاتفاق کفر ہے ثبوت ملاحظہ ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ھلک نبی
بعد خلف لا نبی وانہ لا نبی بعدی و سیکون خلفاء فیکثرون (الحدیث)

بخاری شریف جلد ۱ صہ ۴۹۱ مسلم شریف جلد ۲ صہ ۱۲۶

حضور نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کرتے تھے جب بھی ایک نبی مرتا تھا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہوتا تھا اور میرے بعد یقیناً کوئی کسی قسم کا نبی نہیں بن سکتا ہاں خلفاء ہوں گے اور بکثرت ہوں گے۔
کس صفائی سے سلسلہ نبوت کو ہمیشہ کے لیے ہر طرح سے ختم کر کے سلسلہ خلافت کو جاری فرمایا ہے۔

(۲) ابن عساکر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا ان ابن مریم لیس بینی و
بینہ نبی ولا رسول الا انہ خلیفی فی امتی من بعدی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خبردار اور واقف ہو جاؤ کہ ابن مریم اور میرے درمیان نہ کوئی نبی غیر مستقل و غیر تشریعی ہے نہ رسول مستقل صاحب شریعت ہے یقیناً ابن مریم میری امت میں میرے بعد صرف خلیفہ ہوں گے یعنی بحیثیت نبی نہ ہوں گے بلکہ بحیثیت امتی و خلیفہ ہوں گے (فتاوی ابن حجر مکی)۔

(۳) عیسیٰ نبی اللہ کے بحیثیت امتی آنے کا فیصلہ گواہ مدعا علیہ کے مسلم بزرگ امام شعرانی و امام ابن عربی رحمۃ اللہ کی زبان فیض ترجمان سے عن الشیخ الاکبر قال فما خاتم الولایۃ علی الاطلاق فھو
عیسیٰ علیہ السلام فھو الولی بالنبوۃ المطلقۃ فی زمان ھذہ الامۃ وقد حیل
بینہ وبین التشریع والرسالۃ فینزل آخر الزمان وارثا وخاتما لا ولی بعدہ نبوۃ
مطلقۃ کما ان محمدا صلعم خاتم النبوۃ لا نبوۃ تشریع بعدہ فیعلم ان
عیسیٰ ولو کان بعدہ ومن اولی العزم وخواص الرسل وقد زال حکم من ھذا
المقام بحکم الزمان علیہ الذی ھو بغیرہ فیرسل ولیا ذا النبوۃ مطلقۃ ویلھم
بشرع محمد صلی اللہ علیہ وسلم ویفھمہ لا علی وجھہ کالاولیاء
والمحدثین فھو منا فھو سیدنا فکان آخر الانبیاء کما ان کان آدم اول من نبیا
فختمت النبوۃ بمحمد والولایۃ بعیسیٰ۔

یواقیت ۲۰ بحث ۲۷م صـ ۸۰۹ -

یعنی بہر حال مطلقاً ہر قسم کی ولایت کا اختتام کرنے والے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں پس وہ ولی ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس صفت نبوۃ کے ساتھ جس کی ڈیوٹی اور منصب اس امتہ کے زمانہ میں ختم ہوگا پس وہ آخر زمانہ میں وارث نبی اور خاتم ولایت ہو کر اتریں گے جن کے بعد کوئی کسی قسم کا ولی نہ ہو سکے گا اور اُس صفت نبوۃ پر ہوں گے جس کا حکم ونفاذ و مذہب ختم ہو چکا ہوگا۔ پس معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ آپ کے بعد نبی ہوں گے اور اولوالعزم وخواص رسل سے ہیں مگر ان کی نبوۃ کا حکم اور منصب زائل ہو چکا ہے بوجہ زمانہ نبوۃ غیر یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لہذا وہ متصف بصفۃ نبوۃ مطلقہ جس کا زمانہ وحکم ختم ہو چکا ہو گا۔ اور اولیاء امتہ محمدیہ کی طرح اُن پر شرع محمدی کا الہام ہوگا اور اس امت کے اولیاء میں امتی ہوں گے اور ہم سب کے سردار ہوں گے۔ پس نبوۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی اور ولایت حضرت عیسیٰؑ پر ختم ہو گئی مفصل حوالہ سلسلہ وحی والہام جس میں یہ مضمون بھی واضح کیا گیا ہے فتوحات ۳۶ ۳۵۲ س ۳ ص ۲۳۸ سے او پر پیش کر چکا ہوں ان حوالہ جات میں نہایت صفائی سے تصریح موجود ہے کہ عیسیٰ بحیثیت نبی نہ اتریں گے بلکہ بحیثیت ولی وامتی مجدد ہوں گے ان پر شریعت محمدیہ کے متعلق الہام ہوگا نیز یہ بھی وضاحت موجود ہے کہ ان میں پہلے کی عطا شدہ نبوۃ ہی ہوگی مسلوب النبوۃ نہ ہوں گے البتہ چونکہ زمانہ نبوۃ نبی آخر الزمان کا ہے اس لیے اس نبوۃ کا حکم زائل شدہ ہوگا اور وہ منصب نبوت پر نہ ہوگا کیونکہ حکم اور حکومت نبوت نبی آخر الزمان ہوگی۔ کوئی بھی نبی نیا نہیں بن سکتا پرانا باوجود صفت نبوت کے منصب نبوۃ پر نہیں رہ سکتا۔

اس سے گواہ ۲ کے فقرہ جرح حضرت عیسیٰؑ نازل ہوں گے تو نبی ہوں گے کی بھی شرح ہو گئی۔ نبی تو ہوں گے اور صفت نبوۃ اُن سے سلب نہ ہوگی مگر خصوصیت زمانہ نبوی کی وجہ سے اس کا حکم زائل ہوگا وہ منصب اور ڈیوٹی نبوت پر نہ ہوں گے بلکہ اُمتی ہوں گے اور خلیفہ و مجدد نیز مُلّا علی قاری رحمہ کے ارشاد کی بھی شرح ہو گئی کہ جو صفت نبوت سے انہیں مسلوب مانتا ہے وہ کافر ہے کیونکہ مسلمان تو انہیں متصف بصفۃ نبوۃ مانتے ہیں ہاں منصب نبوۃ پر بوجہ خصوصیت زمانہ نہیں مانتے اور خاتم النبیین کے معنی اس پیش کردہ عبارت کے آخر میں تو خود مسلمانوں کے موافق کر رہے ہیں کہ ومعناه عند العلماء انہ لا یحدث بعدہ نبی کہ علماء کے نزدیک لا نبی بعدی کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی بنایا نہ جائے گا یا نہ بنے گا لا یحدث کا لفظ ہے جسکے معنی نیا بنانا یا نیا ایجاد کرنا ہوتا ہے اس کی نفی فرما رہے ہیں اسی کے ص ۴۲۱ پر ہے

فهو عليه السلام ان كان خليفة فى الامة محمديه فهو رسول و نبى على حالہ یعنی اس امت میں صرف خلیفہ ہوں گے ورنہ پہلی صفت نبوۃ بحالہ ہے۔

چونکہ اس سلب نبوت کے مسئلہ کو درمیان میں متعدد جگہ چھیڑا ہے لہذا اس کو میں ایک محسوس مثال سے واضح کرتا ہوں تاکہ نبی ہونے اور منصب نبوۃ کے حکم پر نہ ہونے کا فرق اچھی طرح واضح ہو جائے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر شخص واقف ہے کہ اگر کسی خصوصی کام یا امانت کے واسطے حضور سرکار نظام فرمان روائے دکن خلد اللہ ملکہ ہمارے سرکار فرماں روائے ریاست بہاولپور حفظہ اللہ ملکہ کے حدود مملکت میں تشریف لائیں تو ظاہر ہے کہ کوئی معاملہ پڑنے پر وہ یہیں کے قوانین کے پابند ہوں گے اور یہاں جو کام یا سرکاری امانت فرمائینگے تو یہیں کے قوانین کے ماتحت ہوگی باوجودیکہ وہ بدستور والی ریاست دکن ہیں اور صفت سلطانیہ اُن سے سلوب نہیں ہوئی مگر منصب سلطنت اور اس کی ڈیوٹی وحکمرانی بوجہ حدود سلطنت غیر یعنی ہمارے سرکار عالی جاہ جاری نہ ہوسکے گا کیونکہ ملک اور یہاں کا زمانہ سلطنت دوسرے کا ہے یونہی حضرت عیسٰی نبی ہیں ان کی صفت نبوت سلب نہیں کی گئی مگر ملک اور زمانہ سید المرسلین آقائے دو عالم نبی آخر الزمان کا ہے پس اُن کا منصب نبوۃ نہ ہوگا بلکہ تابع اور امتی اور مجدد اور معین شریعت وقوانین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے نہ سلب نبوت کا اعتراض ہوسکتا ہے اور نہ آپ کے بعد نبی ہونے کا نہ نیا نبی بنے گا نہ کوئی اور اس سے،،

(۳) "تیسری تنقیح بھی کہ کیا حضرت عیسٰی مسلوب النبوۃ ہوکر آئینگے،،
بالکل صاف ہوگیا اور مدلل بلکہ مسلم حوالوں سے اس کا قطعی جواب کیا ہوگیا۔

(۴) چوتھی تنقیح کہ "کیا انہیں وحی بواسطہ جبرئیل ہوگی۔"
اس پر سلسلہ انسداد وحی نبوۃ بہت کچھ بحث ہو چکی ہے اور مسلمہ فریقین حوالے پیش کئے جا چکے ہیں صرف مسلمہ فریقین بزرگ امام شعرانی و امام ابن عربی رحمہ اللہ کے دو مختصر فقرہ اس میں سے مکرر نقل کرتا ہوں۔

فلہ الکشف اذا نزل والالہام کما لھذہ الامۃ (فتوحات جلد ۳۔ ص ۲۳۸)

یعنی گو مجازاً لفظ وحی بولا جائے مگر ان پر صرف کشف والہام نزول کے بعد ہوگا جیسا کہ اولیاء امت محمدیہ پر ہوتا ہے

ولو ان الوحی علی لسان جبرئیل کان باقیاً بعد محمد صلعم لکان عیسٰی اذا نزل لا یحکم بشریعۃ محمد صلعم وانما یحکم بشرع الذی یوحی بہ الیہ جبرئیل۔

یواقیت مبحث ۳۵ ص ۱۹۰ و ۱۹۱ منقول از فتوحات باب ۲۲۔

اوپر سے یہ لکھ رہے ہیں کہ وحی نبوۃ کلیتہً گو بند ہوچکی صرف الہام باقی ہے اور عیسٰیؑ پر بھی الہام ہی ہوگا اور اگر وحی بواسطہ جبرئیل بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالفرض باقی ہوتی تو عیسٰیؑ بعد نزول شریعت محمدیہ پر عمل نہ کرتے بلکہ جبرئیلؑ کی لائی ہوئی وحی پر عمل پیرا ہوتے پھر نہایت مفصل مدلل الہام عیسٰیؑ پر اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انقطاع نزول وحی وجبرئیل پر بحث کی ہے۔

بحمد اللہ چاروں تنقیحیں مدلل ثابت ہوگئیں اور مختار مدعا علیہ کا مسلمانوں پر بہتان اور مغالطہ آشکارا ہوگیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غالباً اسے اپنے ہاں کا پتہ نہیں کہ سن ۱۹۰۱ء سے پہلے مرزا صاحب بھی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے متعلق جو نبی اللہ کا لفظ آیا ہے اس کے متعلق مسلمانوں کی طرح عقیدہ رکھتے ہیں کہ مجازاً ہی حقیقی نہیں ملاحظہ ہو۔

سراج منیر ص ۳ سن ۱۸۹۷ء

" ایسے ہی وہ نبی کرکے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لیے آیا ہے۔ وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے۔ جس نے سمجھا ہو سمجھ لے"۔ ملاحظہ فرما دیں وہ بھی نزول کے وقت انہیں مجازی نبی باعتبار ما کان مانتے ہیں۔

خاتم النبیّین سے کیا مراد ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لفظ خاتم النبیّین سے کیا سمجھے؟

اس سلسلہ میں ان کے پاس ایک حوالہ بھی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ خاتم النبیین کی تفسیر کسی ایسے مشتبہ لفظ میں کی ہو جہاں مغالطہ ہی کی گنجائش ہو۔ الگ سے ایک غیر متعلق بار بط حدیث جو خاتم النبین کی تفسیر کے سلسلہ میں آپ نے نہیں فرمایا۔ اور نہ وہاں لفظ خاتم النبین ہے اور حدیث بھی سنداً متناً معناً قابل استناد نہیں پیش کی ہے کہ گواہان مدعا علیہ نے اپنے بیانوں میں حدیث لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیا کی بنا پر یہ ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاتم النبین سے ہر قسم کی نبوت کا خاتمہ نہ سمجھے۔

(الجواب)

اس کی صحت و سقم و مطلب کی بحث آگے آرہی ہے۔ میں عدالت کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ کس قدر مغالطہ اور حق پوشی ہے۔ کہ جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دراصل لفظ خاتم النبین کی تفسیر کی ہے اور اس کی مراد بتائی ہے اُسے پوشیدہ رکھ کر جہاں اس کی تفسیر سے دور کا تعلق بھی نہیں اُسے پیش کیا جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لفظ خاتم النبین سے کیا سمجھے اور مخصوص اسی لفظ کی کیا تفسیر فرمائی۔ یہ گواہان مدعا علیہ کے بیان میں مفصل ہے خلاصہ یہ ہے۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر لفظ خاتم النبین)

(۱)۔ ابی ھریرۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا خاتم النبیّین لا نبی بعدی

یعنی میں خاتم النبین ہوں میرے بعد کوئی بھی کسی قسم کا نبی نہیں ہوسکتا۔ (بخاری، مسلم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ لاتقوم الساعة حتی تبعث دجالون کذابون کلهم انه نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی (ابوداود و ترمذی کتاب الفتن)
یعنی قیامت نہ آئیگی جب تک بہت سے دجال وکذاب نہ آئیں۔ جن سب کا یہ دعویٰ و زعم ہوگا کہ وہ نبی ہیں حالانکہ
میں خاتم النبیین ہوں۔ لا نبی بعدی میرے بعد کسی قسم کا کوئی بھی نبی نہیں ہوسکتا۔
(۳) بخاری جلد اول صفحہ ۵۰۱ اور مسلم ج ۲ صفحہ ۲۴۸ پر ایک محل کی محسوس مثال سے اس حقیقت کو سمجھایا اور اپنے آپ
کو خاتم النبیین یعنی اس نامکمل محل کی آخری اینٹ قرار دیا کہ فانا اللبنة وانا خاتم النبیین
ملاحظہ فرمائیں کہ خاتم النبیین کے لفظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لا نبی بعدی بلاکسی قسم کی تخصیص
کے سمجھ رہے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نبی نہ ہوگا۔ اب اگر کوئی تخصیص کرے تو یقیناً وہ بقول مرزا صاحب بے دین
و شریر ہوگا۔ ملاحظہ ہو ایام الصلح صفحہ ۱۴۶

(مرزا صاحب کی اس پر مہر تصدیق)

مرزا صاحب بھی سنہ ۱۹۰۱ء سے قبل جب کہ دعویٰ نبوت نہ تھا۔ یہی لا نبی بعدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی تفسیر اور اسی عمومی نفی کے معنی میں قرار دیتے تھے۔ اور کسی قسم کی تخصیص کرنا شرارت بتاتے تھے۔ ملاحظہ ہو ایام الصلح
جنوری سنہ ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۴۶
(لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے۔ اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا شرارت ہے نہ حدیث میں نہ
قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لانبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔
بس یہ کس قدر جرأت ہے اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو
عمداً چھوڑ دیا جاوے اور خاتم النبیین کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جاوے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی
تھی۔ پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جاوے۔ الخ اب کسی امتی کو حق نہیں کہ لانبی بعدی میں اس کے نبی تو نفی عام
کہتے ہیں اور وہ کسی قسم کی تخصیص کرے۔ یا لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار یا اذا هلك
کسریٰ فلا کسریٰ بعده وغیرہ کی آڑ لے ورنہ اپنے نبی کے فتویٰ کی رو سے شریر گستاخ خیالات رکیکہ کی پیروی
کرنے والا عمداً نصوص صریحہ قرآنیہ کو چھوڑنے والا ٹھہرے گا۔
(۴) اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واضح فیصلہ اور کھلی ہوئی خاتم النبیین کی تفسیر کے بعد اس سے روگردانی
کرنا کسی مومن مسلمان کا کام نہیں۔ بلکہ کافر اور گمراہ ہوگا جو اس فیصلہ سے روگردانی کرے
قال اللہ تعالیٰ ما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسوله امرا ان یکون
لهم الخیرة من امرهم ومن یعص اللہ ورسوله فقد ضل ضلالا مبینا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا

اگرچہ اس حدیث کا تفسیر لفظ خاتم النبیین سے کوئی دور کا تعلق بھی نہیں جیسے کہ اوپر عرض کر چکا۔ مگر مختار مدعا علیہ کے پاس صرف یہی ایک مجروح اور ضعیف حدیث کے نام پر ہے جس کی وجہ سے نہ صرف صحیح بلکہ اصح الصحاح بخاری و مسلم نیز دیگر صحاح ستہ وغیرہ کی کثیر التعداد، صحیح اور واضح احادیث رد کی جاتی ہیں۔ اور مرزا صاحب کی بیجا حمایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات صحیحہ واضحہ کی توہین اور غلط تاویلات کر کے تحریف کی جاتی ہے۔ لہذا اس کے متعلق کچھ تفصیل سے گزارش کرتا ہوں اور ان کے استدلال اور اپنے جواب کا خلاصہ عدالت کے اولاً ذہن نشین کرتا ہوں تاکہ جوابی بحث کی تاویلات رکیکہ سمجھنے میں سہولت ہو اور واضح ہو جاوے کہ جواب تو بن نہ آیا حیلہ بہانہ کر منالہ دینے کی ناکام ولا حاصل سعی کی جو مدعی علم کی شایانِ شان نہ تھی

مختار مدعا علیہ کے استدلال کا خلاصہ لو عاش ابراھیم لکان صدیقًا نبیًا (ابن ماجہ)

گواہ مدعا علیہ ۱ و ۲

استدلال (۱) اگر نبوۃ ختم ہو چکی تھی تو اس میں فضیلت ہی کیا تھی۔ بلکہ لغو تھا۔ پھر بی۔ اے۔ رالیف اسے رائم کی مثالیں دیں ملاحظہ ہو گواہ ۱ و ۲ مدعا علیہ۔

(۲) نبی کی اولاد کا نبی ہونا ضروری نہیں لہذا اسے نبوت کا اجراء بتاناتھا۔

(۳) خدا کو ایسا ڈر تھا تو پیدا ہی نہ کرتا۔

(حدیث کی تصحیح)

(۱) شہاب علی البیضاوی نے صحیح کہا

(۲) ملا علی قاری نے موضوعات نے کہا

(الجواب)

ہمارے مفصل جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث باعتبار سند اور اصول حدیث کے ضعیف غیر قابل احتجاج باعتبار متن اور الفاظ کے امکان کے واسطے نص قطعی نہیں باعتبار صحیح معنی کے مرزا صاحب کے مریدین کے خلاف اور مسلمانوں کے موافق ہے۔

(۱) سند حدیث۔ یہ حدیث دو طرح نقل کی جاتی ہے لو عاش ابراھیم لکان صدیقًا نبیا۔ یہ تو بالکل حدیث ہی نہیں۔ علامہ شوکانی نے فوائد مجموعہ فی بیان احادیث الموضوعہ ص۱۴۴ پر لکھا ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قال النووی ماروی عن بعض المتقدمین لو عاش ابراہیم فباطل وجسارۃ علی الغیب وقال ابن عبد البر لا ادری ماھذ فقد ولد نوح غیر نبی۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ بعض متقدمین سے جو لو عاش ابراہیم مروی ہے یہ باطل ہے اور غیب پر جسارت ہے ابن عبد البر فرماتے ہیں میں نہیں سمجھ سکتا یہ کیا ہے کیونکہ نوح کا بیٹا نبی نہیں تھا بہر حال ان الفاظ میں حدیث ہی نہیں۔ باقی روایت ابن ماجہ لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا۔

اس میں ایک راوی ابراہیم ابن عثمان ہے جس کے متعلق ائمہ جرح و تعدیل کا فیصلہ فن جرح و تعدیل کی مسلم کتب میں حسب ذیل ہے۔

(۱) میزان الاعتدال علامہ حافظ شمس الدین ذہبی۔ یہ جرح کی کتاب ہے۔ جسے ۸ مارچ ۳۳ء کی جرح میں گواہ مدا تسلیم کرچکا ہے کہ یہ فن جرح کی کتاب ہے۔ یہ راوی ثقہ (یعنی قابل اعتبار) نہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا ضعیف ہے امام بخاری نے اس سے سکوت اختیار کیا، امام مسلم فرماتے ہیں متروک الحدیث ہے جس کی حدیثیں ترک کردی گئیں تقریب التہذیب ص۱۱ میں بھی یحیی ابن معین فرماتے ہیں۔ متروک الحدیث (۲) مدارج النبوۃ ج ۲ ص۲۶ اس کے متعلق سخت جرح منقول ہے۔

(۳) تہذیب التہذیب میں ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ راوی منکر حدیث ہے جسکی بات ثقہ کے مقابل بالکل غیر معتبر ہے امام نسائی فرماتے ہیں متروک الحدیث امام ابو حاتم رو فرماتے ہیں ضعیف الحدیث۔ ائمہ حدیث نے اس سے اعراض کیاہے اور اس کی حدیثیں ترک کردی ہیں۔

(۴) وہیں ابن ماجہ کے بین السطور میں لکھاہے کہ وہ یہ راوی ناقابل اعتبار ہے۔"

اب امام بخاری امام مسلم امام جرح و تعدیل یحیی ابن معین امام احمد ابن حنبل جنہیں امام بخاری امیر المومنین فی الحدیث فرماتے ہیں۔ امام ترمذی امام ابو حاتم رحمہم اللہ جیسے جلیل القدر ائمہ کے قطعی فیصلہ کے بعد ماو شما اور شہاب علی البیضاوی جیسے لاکھ بلکہ کروڑ آدمی اس حدیث کو صحیح ثابت کرنا چاہیں صحیح نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ مرزا صاحب کی برکات الدعا حاشیہ ص۱۲ سے پیش کرچکا ہوں کہ وہ ہر ایک فن میں اس کے ماہر کی شہادت معتبر ہوتی ہے"۔ ملاحظہ ہو جرح ۸/مارچ ۳۳ء اور امام یحیی ابن معین کا امام فن جرح و تعدیل اور بڑا محدث ہونا۔ میزان الاعتدال کا فن جرح و تعدیل کی کتاب ہونا گواہ مدا کو مسلم ہے ملاحظہ ہو جرح ۸/مارچ ۳۳ء اور شہاب کے متعلق جب گواہ سے ۸/مارچ ۳۳ء کو پوچھا گیا کہ وہ امام جرح و تعدیل یا محدث ہیں۔ تو جواب دیا کہ مفسر ہیں امام حدیث نہیں۔ لہذا ان کی رائے تفسیر میں قابل لحاظ ہو تو ہو حدیث کے متعلق محض بیکار قابل رد ہے خصوصاً ائمہ حدیث اور امام جرح و تعدیل کے فیصلہ کے مقابل۔ لہذا یہ حدیث نہ صرف مجروح بلکہ شدید ترین جروح سے پُر ہے۔ اور مجروح حدیث عقائد میں کجا اعمال میں بھی حجت نہیں بلکہ غیر معتبر ہوتی ہے۔ مختار مدعا علیہ کے اطمینان خاطر کے واسطے ان کے نبی کا فیصلہ پیش ہے کہ وہ حدیث بشرطیکہ جرح سے خالی ہو معتبر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گی ازالہ اوہام ص ۲۳۱

اور یہ حدیث جرح سے خالی نہیں لہذا بالاتفاق غیر معتبر ہو گی۔

(اس کے متعلق مختار مدعا علیہ کی تاویلات رکیکہ)

مختار مدعا علیہ سے اس علمی بحث کا جواب ناممکن تھا نہایت اضطراب کا اس کی تاویلات میں ثبوت دیا ہے

(خلاصہ تاویلات)

(۱) میزان میں لکھا ہے کہ وہ قاضی تھے اور منصف قاضی بھی ہوں گے اور ایسا شخص قاضی کیسے ہو سکتا ہے۔

(۲) شعبہ نے ایک مخصوص روایت کی وجہ سے انہیں جھوٹا قرار دیا۔

(۳) شعبہ کی تکذیب کا مصنف میزان الاعتدال نے خود رد کر دیا ہے۔

(۴) ابن معین نے اس کا عادل ہونا یزید ابن ہارون سے نقل کیا ہے۔

(۵) وہ قاضی تھے اور فیصلہ کرتے وقت کسی کی رعایت نہ کرتے ہوں گے اس لیے مخالفوں نے انہیں بدنام کیا۔

(۶) ابن عدی انہیں معتبر کہتے ہیں۔ میزان الاعتدال ج ۱ ص ۲

(۷) اس حدیث کی تصحیح بڑے بڑے علماء نے کی ہے۔ جیسے شہاب علی البیضاوی۔

(۸) مختار مدعیہ اصل میں شہاب سے ناواقف ہے ان کا یہ نام ہے یہ تصانیف ہیں۔

(۹) ملا علی قاری نے موضوعات کبیر ص ۵۹ پر لکھا ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں۔ بلکہ صحیح ہے۔

(۱۰) مرقات میں ملا علی قاری نے اس پر بحث کی ہے۔ اور ابن حجر کا قول نووی کی تردید میں نقل کیا ہے۔

(۱۱) ابن ابی اوفی کا قول اس کی صحت کی دلیل ہے۔

(۱۲) ان ائمہ کو یقین نہیں جبھی تو مختلف الفاظ کہے۔

(الجواب)

اجمالی جواب۔ عدالت خود مختار مدعا علیہ کی تاویلات رکیکہ ملاحظہ فرمالے کیا ان ائمہ محدثین اور امام جرح وتعدیل کے واضح فیصلوں کے بعد یہ تاویلات اور اٹکلیں جو مختار مدعا علیہ نے پیش کی ہیں ذرہ برابر بھی قابل التفات ہیں جن میں ایک ثبوت بھی اس کے معتبر ہونے کا کسی مسلّم امام جرح وتعدیل سے نہ پیش کر سکا گو لہجہ حسب عادت بہت ہی سخت اور درشت کیا۔

......

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفصل ومرتب جواب

(۱) قاضی ہے اور عادل ہوں گے اور ایسا شخص کیسے عادل ہو سکتا ہے۔

یہ عجیب وغریب مضحکہ خیز جواب ہے۔ قاضی ہونے سے توثیق کیا ہوگی وہی علامہ ذہبی جنہوں نے قاضی ہونا لکھا ہے (اور عادل ہونا بھی مختار مدعا علیہ کی طبعزاد تصنیف ہے) انہیں علامہ نے خود اور تمام بڑے بڑے اکابر ائمہ حدیث و جرح وتعدیل سے غیر ثقہ۔ متروک الحدیث، ضعیف اور منکر الحدیث، وغیرہ نقل کیا ہے۔ اور یہی قطعی فیصلہ قرار دیا ہے کیا انہیں قاضی ہونا معلوم نہ تھا۔ پھر قاضی کیا قاضی بنانے والے حاکم اور سلطان تک غیر ثقہ ہوتے ہیں کوئی ان میں سے کسی امام سے توثیق نقل کرتے تو تھا بھی یہ تو اور اپنے عجز اور پریشانی واضطراب کی دلیل ہے۔

(۲) شعبہ نے ایک مخصوص روایت کی وجہ سے انہیں جھوٹا قرار دیا۔

(الجواب)

شعبہ سے ہم نے نقل نہیں کیا نہ جھوٹا ہونا یہ ائمہ حدیث نقل کرتے ہیں یہاں تک کہا جا سکے کہ یہ شعبہ کی تقلید میں کہتے ہیں نہ یہ شعبہ کے مقلد و پیرو ہیں۔ یہ ائمہ مستقل اپنی تحقیقات سے اُسے ضعیف، منکر الحدیث، متروک وغیرہ لکھ رہے ہیں نہ کسی مخصوص روایت کی وجہ سے بلکہ مطلقاً۔ اور نقل کرنے والے امام یحییٰ ابن معین امام احمد ابن حنبل امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری، امام مسلم امام ترمذی امام نسائی وغیرہ جیسے۔ تعجب ہے کہ مختار مدعا علیہ ان ائمہ کی تحقیق کی اصلاح کر رہا ہے اور شاید انہیں بھی علم حدیث سے نا واقف بے بہرہ خیال کر رہا ہے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ علم حدیث کی وہ مایہ ناز ہستیاں ہیں۔ کہ جن کے متفقہ فیصلہ کے بعد تمام دنیا کے علماء ملکر اسے صحیح قابل اسناد ثابت نہ کر سکینگے۔

(۳) ابن معین نے اس کا عادل ہونا یزید بن ہارون سے نقل کیا ہے۔

(الجواب)

مگر نقل کر کے اسی کی تردید میں ان ائمہ اور اعیان علم حدیث کے فیصلے پیش کئے ہیں۔
مختار مدعا علیہ کسی ناواقف کو مغالطہ دیتا تو تھا بھی اور کسی اجنبی نادر کتاب کا ہوتا تو شاید کامیاب ہو جاتا۔
اللہ اللہ یزید بن ہارون کا مقابلہ امام یحییٰ بن معین امام بخاری امام مسلم اور امام احمد بن حنبل امیر المومنین فی الحدیث وغیرہ سے بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بو العجبیست

(۴) وہ قاضی ہیں اور فیصلہ کرتے وقت کسی کی رعایت نہ کرتے ہوں گے، اس لیے مخالفوں نے انہیں بدنام کیا۔

(الجواب)

اس قدر بڑا احتمال اور لغو تاویل ہے۔ جس کی کوئی حد نہیں اول تو یہ مختار مدعا علیہ کی خود ساختہ اٹکل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے جو قابل اعتبار نہیں دوسرے اس کے معنی نعوذ باللہ یہ ہوئے کہ امام بخاری اور امام مسلم اور امام یحیی بن معین امام احمد بن حنبل امیرالمومنین فی الحدیث امام ترمذی امام نسائی جیسے بزرگ بھی قابل اعتبار نہیں کہ انہوں نے محض ذاتی کاوش کی وجہ سے کہ وہ قاضی صاحب حق فیصلہ کرتے تھے دشمنی سے انہیں بدنام کیا۔ اس میں صراحتہً ان کی دیانت اور امانت پر جو حملہ ہے وہ عدالت پر پوشیدہ نہیں۔

انہیں پتہ نہیں کہ وہ قاضی عادل ہی نہ تھے۔

اس وجہ سے محدثین نے انہیں غیر ثقہ کہا۔ غیر ثقہ کبھی عادل ہو ہی نہیں سکتا۔ نہ حق بجانب فیصلہ کر سکتا ہے۔

یہ ہے جواب ایسا اچھوتا ہے کہ تیرہ سو سال بھی کسی مصنف مورخ کو تو کیا چکڑالویوں کو نہ سوجھا۔

۶۔ ابن عدی انہیں معتبر کہتے ہیں"

(ملاحظہ فرمائیں مراجعت میزان الاعتدال ج ۱ ص ۳)

اسی جگہ میزان الاعتدال میں اس کی تردید میں تمام مسلم ائمہ حدیث اور ائمہ جرح و تعدیل امیرالمومنین فی الحدیث جمہور کا فیصلہ موجود ہے۔ اس قسم کے مغالطے یہاں کارآمد نہیں ہو سکتے۔ کہاں ابن عدی اور کہاں امام یحیی بن معین امام بخاری امام مسلم امام ترمذی امام نسائی امیرالمومنین فی الحدیث امام احمد بن حنبل کے متعلق محدثین فرماتے ہیں کہ جسے وہ کہہ دیں کہ یہ حدیث نہیں وہ حدیث ہو ہی نہیں سکتی۔ ہم نے تو متفقہ فیصلہ پیش کیا ہے صرف کسی شخص کا قول نہیں۔

۷۔ اس حدیث کی تصحیح بڑے بڑے علماء نے کی ہے جیسے شہاب علی البیضاوی

(الجواب)

ماشاء اللہ شہاب علی البیضاوی بڑے محدث ہیں جن کے متعلق جب گواہ مدعا علیہ سے ۸/ مارچ ۳۲ء کی جرح میں پوچھا گیا کہ شہاب کوئی امام جرح و تعدیل یا کوئی بڑے محدث ہیں۔ تو جواب دیا کہ "مفسر ہیں امام حدیث نہیں"۔

نہیں معلوم وہی گواہ مدعا مختار ہونے کی حیثیت میں اپنا وہ اقرار کیوں بھول گیا۔ جب وہ مفسر ہیں امام حدیث نہیں تو ان کا فیصلہ ائمہ حدیث اور ائمہ جرح و تعدیل امام یحیی بن معین امام بخاری امام مسلم امام ترمذی امام نسائی امام احمد بن حنبل جیسے بزرگوں کے مقابلہ میں کیا وقعت رکھتا ہے۔ ایک شہاب کیا کروڑوں شہاب اور تمام مفسرین ملکر حدیث کے متعلق ایک فیصلہ دیں اور یہ ائمہ حدیث جو اس فن کے مسلم امام ہیں اس کے خلاف کریں تو انہیں کا فیصلہ ناطق ہوگا۔ غالباً مختار مدعا علیہ یہ بھی بھول گیا ہے۔ کہ خود ان کے نبی کا یہ فیصلہ ہے کہ ہر ایک فن میں اس شخص کی شہادت معتبر سمجھی جاتی ہے۔ جو اس فن کا ماہر ہو۔

قول مرزا صاحب برکات الدعا حاشیہ ص ۱۳"

(۸) اور غالباً مختار مدعا علیہ اپنا بیان بھی فراموش کر چکا ہے۔ جس میں مفسرین کے متعلق ایک مستقل ہیڈنگ ہے کہ جس کے چند فقرات درج ذیل ہیں وہ یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ مفسرین کے اقوال کو بلا سوچے سمجھے من و عن تسلیم کر لیا جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور جو کچھ وہ اپنے خیال وعقیدہ کے ماتحت لکھ گئے ہیں اسے حرف بحرف مان لیا جائے۔"

"متقدمین کی تفسیریں عمدہ اور ردی دونوں باتوں سے پر ہیں"

"پس مفسرین کے اقوال پر عقائد کی بنیاد رکھنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے وغیرہ وغیرہ"

مگر چونکہ تنخواہ دار مرزا صاحب کے ملازم ہیں جب کہ ان کی طرف داری مفسرین کے غیر معتبر بنانے میں ہوتی پھر معتبر کہدیا معتبر کہتے ہیں طرف داری نکلتی تھی اب یہ کہنے لگے نہ یہ صحیح نہ وہ۔

تعجب ہے کہ وہ مفسر ہیں۔ ان کا مفسر ہونا مختار مدعا علیہ اور گواہ کو بھی مسلم مگر تفسیر میں وہ ناقابل اعتبار اور باوجودیکہ امام حدیث نہیں پھر بھی حدیث کے متعلق ان کی رائے تمام چوٹی کے ائمہ حدیث کے فیصلہ کے خلاف معتبر

۸ مختار مدعیہ اصل میں شہاب سے ناواقف ہے اس کا نام ہے یہ تصنیفیں ہیں۔

(الجواب)

مختار مدعا علیہ نے واقفیت کا کیا ثبوت دیا۔ ۸/ مارچ ۳۳ء کی جرح میں انہیں صرف مفسر مانا ہے۔ امام حدیث نہ ہونے کی تصریح کر دی ہے۔ اس کے بعد نام و پتہ سے کیا کام چلتا ہے۔ جب کہ اتہ محیثیت گواہ اس فن میں ماہر ہونا مسلم ہے۔ پس ان کی رائے اس فن میں کیونکہ معتبر ہوگی۔ خصوصاً تمام ائمہ دین کے خلاف

۹ ملا علی قاری نے موضوعات کبیر ص ۵۹ پر لکھا وہ کہ یہ حدیث موضوع نہیں بلکہ صحیح ہے۔

الجواب

(۱) مختار مدعا علیہ نے اپنی جرح اور شہادت کو بالکل فراموش کر دیا ہے۔ اور آج اس کے خلاف بحث کر رہا ہے۔ انہیں ملا علی کی نسبت ۸ / مارچ ۳۳ء کو جرح میں اس سوال کے جواب میں کہ کیا ملا علی قاری حافظ حدیث یا امام جرح و تعدیل ہیں۔ یہ تسلیم کر چکا ہے کہ ملا علی قاری حافظ حدیث اصطلاحاً نہیں "اور اصطلاحاً امام جرح و تعدیل کے بھی نہیں"

پس حافظ حدیث اور ائمہ جرح و تعدیل کے مقابلے میں ان کی رائے کوئی بھی وقعت نہیں رکھتی۔

(۲) ملا علی قاری نے کہیں بھی موضوعات میں یہ نہیں کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ یہ محض مختار مدعا علیہ کا ان پر افترا اور بہتان ہے ان کی اصلی عبارت اس حدیث کے متعلق اسی صفحہ سے بعینہ وہی نقل کرتا ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقد اخرج ابن ماجه وغیرہ من حدیث ابن عباس قال لما مات ابراھیم ابن النبی صلعم قال ان لہ مرضعاً فی الجنۃ ولو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً ولو عاش لاعتقت اخوالہ من القبط وما استرق قبطی الا ان فی سندہ ابا شیبۃ ابراھیم بن عثمان الوسطی وھو ضعیف ولکن لہ طرق ثلثۃ یقوی بعضھا ببعض ۔ ابن ماجہ

یعنی ابن ماجہ اور اس کے علاوہ دوسروں نے ابن عباس سے یہ حدیث نقل کی ہے ۔ لیکن اس کی سند میں ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان واسطا ہے جو ضعیف ہے ہاں اس کے تین طریقے ہیں جو بعض بعض سے ملکر فی الجملہ قوی ہو جائینگے ۔

ملاحظہ فرما دیں کہ نہ صرف ابن ماجہ بلکہ اس کے سوائے دوسری سندیں بھائی ہیں اور اسی لیے اخرج ابن ماجہ کے ساتھ وغیرہ کا لفظ اضافہ کیا کہ ابن ماجہ اور اس کے سوائے دوسروں نے تو حدیث نقل کی ہے سب کی سند میں ابو شیبہ ابراہیم راوی ہے جو ضعیف ہے ۔ صحیح یا اس کے ہم معنی کوئی لفظ نہیں آخر میں یہ فرما دیا کہ اس کے صرف تین طریقے ہیں جو سب ملکر فی الجملہ کچھ ہوں گے ۔ یعنی یہ کہہ سکتے ہیں کہ محض باطل اور موضوع خود ساختہ نہیں باقی صحیح ہونا تو نہ نکلا ۔ جب کہ ہر سند میں وہ ضعیف راوی موجود ہے نہ اور اس کے ضعف کا ملا علی قاری نے کوئی بھی جواب نہیں دیا اور نہ ہی اسے دفعہ کیا ۔ ۸ ؍ مارچ ۳۳ء کو گواہ ملا نے بجواب جرح تسلیم کر لیا ہے کہ اس کتاب میں راوی کے ضعف دفع کرنے کے متعلق کوئی بحث نہیں کی ہے ۔ پھر وہ تینوں طریقہ اخرج ابن ماجہ وغیرہ اور سب میں وہ ضعیف راوی موجود ہے ۔ اس راوی کے علاوہ کوئی بھی اس کا طریقہ نہ موضوعات کبیر میں ہے نہ کہیں اور پتہ ہے جیسا کہ گواہ ملا نے ۸ ؍ مارچ ۳۳ء میں بجواب جرح خود تسلیم کیا ہے ۔

پس یہ مختار مدعا علیہ کا اپنی شہادت اور جرح کے خلاف ملا علی قاری پر صریح بہتان اور افترا ہے ۔ اور کہیں بھی انہوں نے غیر ضعیف یا صحیح نہیں فرمایا ۔

نمبر ۱ مرقاۃ میں ملا علی قاری نے اس پر بحث کی ہے اور ابن حجر کا قول نووی کی تردید میں نقل کیا ہے ۔ وہاں مرقاۃ میں جس حدیث کی بحث ہے ۔ اور جسے امام نووی باطل قرار دے رہے ہیں وہ یہ حدیث نہیں ۔ ولو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا بلکہ وہ ان الفاظ کی حدیث ہے کہ لو کان ابراھیم حیا لکان نبیا صرف ان الفاظ کی حدیث پر بحث ہے ۔ مکرر مرقاۃ کا مطالعہ فرمائیں نیز انہیں الفاظ لو عاش ابراھیم لکان نبیا کے متعلق امام نووی سے مرقاۃ موضوعات کبیر ص ۵۸ فوائد مجموعہ ص ۱۴۴ پر ہی منقول ہے کہ حدیث لو عاش ابراھیم لکان نبیا قال النووی فی تھذیبہ ھذا حدیث باطل وجسارۃ علی الکلام بالمغیبات مجازفۃ وھجوم علی عظیم وقال ابن عبد البر لا ادری ما ھذا اس کے بعد ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال ابن حجر ابن حجر مکی اس حدیث کے متعلق نووی کا جواب دینا چاہتے ہیں۔ مگر ملا علی قاری ابن حجر کی تردید اور نووی کی تائید کر رہے ہیں ملاحظہ ہو۔

مختار مدعا علیہ اور اس کے گواہوں کی مسلم کتاب موضوعات کبیر مجتبائی صد ۵۸

واما قول ابن حجر المکی فبعید جداً ان لا یفھم الامامان الجلیلان مثل ھذہ المقدمۃ الخ

کہ ابن حجر کی یہ تردید بہت ہی بعید از عقل ہے کہ اتنے بڑے بڑے امام امام نووی اور امام ابن عبدالبر جیسے محدثین یہ معاملہ نہ سمجھیں بہر حال ابن حجر کے قول کو موضوعات میں رد کیا ہے، نیز ثابت ماننے کے بعد ہی اس حدیث کے متعلق نہیں بلکہ وہ حدیث ہے کہ جس کو میں نے شروع بحث میں لکھا ہے۔ اس متنازعہ فیہ حدیث کے وہی تین طرق سب نے حتیٰ کہ ابن حجر نے نقل کئے ہیں اور سب میں وہی ضعیف راوی ہے۔ اور حدیث کی تصحیح کسی امام نے نہیں کی رہبر حال یہ مغالطہ بھی بے سود رہا۔

۳" ابن ابی اوفی کا قول اس کی صحۃ کی دلیل ہے"

(الجواب)

اسی جوابی بحث میں اسی شبہ کے بعد تیسرے شبہ کا بیان ایک ہیڈنگ قائم کر کے خود مختار مدعا علیہ نے لکھا ہے۔ کہ یہ فہم صحابی ہے۔ اور علم حدیث سے واقف شخص پر مخفی نہیں کہ فہم صحابی حجۃ نہیں ہے اور نہ ہی اس کا قول حجت ہو سکتا ہے۔ جب کہ اس کے مخالف صحابی کا قول موجود ہے۔ کیونکہ صحابی فہم قرآن وحدیث میں غلطی کر سکتا ہے۔

پس اس کے بعد مختار مدعا علیہ کو ابن ابی اوفی کے قول کو صحت حدیث کی تائید بتانے کا کونسا حق رہتا ہے یہ محض بے سود ہے دوسرے وہاں اس حدیث یا اُس کے الفاظ تک کا پتہ نہیں وہاں تو وہ ایک اپنی رائے اور اپنا فیصلہ فرما رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ بخاری شریف جلد ۲ صد ۹۱۴ ہاشمی"

وحدثنا اسماعیل قال قلت لابن ابی اوفیٰ رأیت ابراھیم ابن النبی صلعم قال مات صغیراً ولو قضی ان یکون بعد محمد صلعم نبی عاش ابنہ ولکن لا نبی بعدہ۔

یعنی اسماعیل تابعی فرماتے ہیں۔

کہ میں نے ابن ابی اوفی صحابی سے پوچھا کہ آپ نے ابراہیم صاحبزادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا فرمایا ہاں صغر سنی میں وہ فوت ہو گئے تھے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے فیصلہ میں بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی نبی کا ہو سکنا ہوتا۔ تو آپ کے صاحبزادے زندہ رہتے مگر فیصلہ یہ ہے کہ لا نبی بعدی آپ کے بعد کوئی بھی کسی قسم کا نبی نہیں ہو سکتا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدالت خود ہی ملاحظہ فرمائے کہ یہاں اس حدیث لو عاش ابراهیم لکان صدیقا نبیا کا نام ونشان تک بھی نہیں۔ بلکہ تمام اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ بھی فرمان منقول نہیں یہ بھی مختار مدعا علیہ کا مغالطہ اور صریح بہتان ہے۔

۱۲ ان ائمہ کو بھی یقین نہیں جب ہی تو مختلف الفاظ لکھے

(الجواب)

مختار مدعا علیہ جو چاہے دیدہ و دانستہ بلا وجہ الزام لگائے۔ یہ تاویل ہی مضحکہ خیز ہے ایک امام سے بھی متضاد امور منقول نہیں نہ آپس میں کوئی تعارض ہے مختلف عیوب ہیں مختلف ائمہ نقل کرتے ہیں۔ جیسے کسی کے متعلق ایک کہے کہ جھوٹا ہے دوسرا کہے دغاباز ہے تیسرا کہے سود خور ہے چوتھا کہے بے نمازی ہے ان میں کوئی تعارض نہیں بلکہ وہ شخص اور بھی بے اعتبار ہو جائے گا۔

یوں ہی اس راوی کے متعلق ایک امام کی رائے ہے کہ وہ ثقہ نہیں امام احمد فرماتے ہیں ضعیف ہے امام مسلم متروک الحدیث امام ترمذی منکر الحدیث کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ

پس اتنے محقق عیوب اور ضعف کے بعد وہ معتبر کیونکر ہو سکتا ہے۔

بحمد اللہ ان تمام تاویلات رکیکہ کا جواب ہو گیا۔ اور روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حدیث نہایت مجروح ہے۔ جو کسی طرح معتبر اور قابل استناد اور حجت نہیں چہ جائیکہ صحیح احادیث کا مقابلہ اس سے کیا جاوے۔

یہ مختار مدعا علیہ کے دوسرے شبہ کا جواب ہے جو سند کے متعلق تھا۔

حدیث مذکورہ بالا باعتبار متن اور الفاظ حدیث کے بھی آپنے مدعا کے اثبات میں نص قطعی نہیں۔ پس ایسی دور از کار تاویلات رکیکہ سے ایک محتمل وہ بھی غیر معقول اور خلاف منقول معنی لے کر قطعیات کے ذخیرہ اور نصوص کو کس طرح رد کیا جا سکتا ہے۔ اور صریح قطعی آیات واحادیث صحیحہ واضحہ اور اجماع خلف وسلف کے خلاف ایک جدید کفریہ کی اس ضعیف آڑ سے بنیاد ڈالنا کہاں کی دیانت ہے۔ اس حدیث سے مختار مدعا علیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قطعی طور پر امکان نبوت ثابت کرنا ہے مگر اس کے متن میں لفظ (لو) موجود ہے۔ اور اس کے قرآن پاک سے متعدد حوالہ پیش کر کے گواہ ۱ سے ۸/ مارچ میں سوال کیا گیا ہے۔ وہ جواب دیتا ہے کہ۔

لو جس جگہ داخل ہوتا ہے۔ اکثر وقوع نہیں ہوتا۔

اس طرح دوسرا گواہ بھی اس کے فرضی طور پر استعمال کا مؤید ہے۔ لہذا بیان ایک فرضی صورت ہے جس سے امکان یا وقوع مقصود نہیں۔ قرآن پاک اور احادیث میں اس کی مثالیں بکثرت ملینگی۔ اور اگر یہاں لو عاش ابراهیم الخ سے امکان نبوت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مختار مدعا علیہ کے طرز پر لیا جاوے۔ تو یہ آیت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لو کان فیہما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا یں خدا کے سوا اور دوسرے معبودان حق کا بھی امکان نکل آئے گا۔ اگر یہ عذر کیا جاوے۔ کہ دوسرے دلائل توحید واضح اور قطعی موجود ہیں۔ تو اد ہر بھی گذارش ہے۔ کہ ختم نبوت کے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ اس قدر موجود ہیں۔ کہ اُن کے ہوتے ہوئے۔ ایک لمحہ کے واسطے کوئی مسلمان بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امکان نبوت کا قائل نہیں ہو سکتا۔ اور ایسے لفظ سے جو عموماً اور اکثر فرضی طور پر استعمال ہوتا ہے۔ امکان کے معنی تمام قرآن وحدیث واجماع کے خلاف لینا درست نہ ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے۔ کہ یہ محض فرضی ہے۔ امکان میں نص نہیں۔ بخلاف لانبی بعدی وغیرہ کے جو امتناع کے واسطے نص قطعی ہیں۔

اور مرزا صاحب کو بھی قبل دعویٰ مسلم ہیں پس یہ امکان نبوۃ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی طرح دلیل نہیں ہو سکتی۔

مفصل اصل بحث ملاحظہ ہو۔

تاویلات مختار مدعا علیہ

خلاصہ تاویلات جن کو پہلے شبہ کا جواب کا عنوان دیکر جوابی بحث میں لکھا ہے مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) یہ قاعدہ کلیہ نہیں۔ بلکہ جیسے لو انہ صدر والآیۃ لو عاش لاعتقت الخ میں ہے

(۲) مقام مدح میں محال اور ناممکن او قوع شئی سے فضیلت کا اظہار عبث نہیں۔ جیسے ایک ایف اے پاس پاس شدہ کی وفات پر کہا جاوے۔ کہ اگر یہ زندہ رہتا۔ تو ضرور بی اے پاس کر لیتا۔ اس سے ہر عاقل و فرزانہ یہ سمجھے گا۔ کہ بی اے کوئی درجہ ہے۔ جیسے وفات شدہ طالب علم بوجہ موت حاصل نہ کر سکا۔ نہ یہ کہ بی اے کوئی درجہ نہیں۔ اس کا حصول ناممکن ہے۔

(۳) یہ کیا ضرورت ہے۔ کہ نبی کی اولاد بھی ضرور نبی ہو۔ کہ اُن کی وفات کی علت نبی نہ ہو سکنا قرار دیا جاوے

(۴) اگر یہی وجہ وفات کی تھی۔ تو ان کو پہلے سے پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ جب کہ انہیں اس ڈر سے مارنا پڑا کہ کہیں نبی نہ ہو جاوے۔

(الجواب)

اولاً ہم اس حدیث کو صحیح تسلیم ہی نہیں کرتے۔ یہ جواب تو آپ کے اصول پر صحیح تسلیم کر کے پیش کیا گیا ہے۔ تاکہ مغالطہ نہ ہو۔

دوسرے مفصل ومرتب جواب یہ ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاویل سے یہ قاعدہ کلیہ نہیں ۔الخ

الجواب

کلیہ نہ سہی اکثریہ تو مختار مدعا علیہ کو بھی بحیثیت گواہ مدعا علیہ مسلّم ہے ۔ لہٰذا جب کہ عدم امکان احتمال اکثر یہ پیدا ہو گیا تو یہ مدعا کے واسطے ناطق اور نص صریح نہ ہوا ۔ کیونکہ یہاں تو احتمال اکثر ہی موجود ہے ۔ ادنیٰ احتمال بھی استدلال کو باطل کر دیتا ہے ۔ کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ۔ احتمال پیدا ہونے سے استدلال باطل ہو جاتا ہے پھر یہ احتمال نہ اکثریہ احتمال ہے ۔ بلکہ قرآن پاک ، احادیث صحیحہ اقوال سلف و خلف بلکہ اجماع امت کی اس کے ساتھ تائید موجود ہے ۔ پس ایک آدھی مثال میں وقوع بھی مان لیں ۔ تو بھی استدلال اور اثبات مدعی میں نص نہیں ہو سکتا ۔ یہی ہمارا مدعا تھا جواب بن نہ آیا ۔ مغالطہ دہی کی ناکام سعی شروع کر دی ۔

ص ۲ مقام مدح میں محال اور ناممکن الحصول شئے سے فضیلت کا اظہار عبث ہے ۔ الخ

(الجواب)

سبحان اللہ ! غالباً علم معانی و بلاغت کے خلاف دانستہ یہ بات مختار مدعا علیہ نے کہدی ہے ۔ اس میں نہ تو صرف مدح بلکہ کمال مدح ہے ۔ کہ ممدوح کے اندر وہ کمالات در بعت تھے ۔ کہ اگر وہ زندہ رہتے ۔ تو سب کچھ انسانی فضائل حتیٰ کہ ناممکن حصول فضیلت بھی حاصل کر لیتے ۔ جس کا اب حاصل کرنا ناممکن ہے ۔ مثال کے لیے اُسی متنبی کا قول پیش ہے جس سے مختار مدعا علیہ نے بحیثیت گواہ استناد کیا ہے ۔ اور اپنی دلیل میں لایا ہے ۔ ؎

ولو طائر ذوحا فر قبلها ،

لطارت ولکنها لم یطیر

کہ اگر ٹاپوں والا جانور اڑ سکتا ۔ تو یہ بھی گھوڑا اڑتا ۔ مگر ٹاپوں والا اڑا نہیں کرتا ۔ دیکھیے مقام مدح میں مبالغہ فی المدح کے واسطے ناممکن الحصول فضیلت پیش کی ہے ۔

معانی کی کتب کا مطالعہ فرمایا جاوے ۔ بے شمار امثلہ اس قسم کے موجود ہیں ۔ بخوف طوالت ذکر نہیں کرتا اسی قبیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب ۔ ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو عمر بن الخطاب ہوتے حالانکہ لا نبی بعدی سے ہر قسم کی نبوت ملنے کا دروازہ بند ہو چکا تھا اس کے علاوہ قرآن و حدیث میں متعدد مثالیں موجود ہیں جنہیں بخوف طوالت ذکر نہیں کرتا اور نہ یہ جواب میری بحث کے مطالعہ کے بعد قابل التفات ہی رہتا ہے ۔

ہم نے بعینہٖ اس جیسی ایک مثال شعر سے اور ایک مسلّم فریقین صحیح حدیث پیش کر دی ہے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باقی یہ کہنا کہ ایف اے پاس شدہ کی موت پر یہ کہا جائے کہ اگر وہ زندہ ہوتا تو ضرور بی اے پاس کرتا سو یہ اس درجہ کے حصول کا امکان پایا جاتا ہے ۔

اولاً تو سابق جواب اس کے واسطے کافی ہے ، مزید وضاحت کے واسطے مختصراً گذارش ہے کہ اس تعبیر میں اس کی استعداد بی اے پاس کر سکنے کا اعتراف ہے ۔ کہ اگر زندہ رہتا تو اس کی استعداد بی اے پاس کر سکتی تھی ہاں اگر کلاس ہی توڑ دیا گیا اس میں اس کے کسب و استعداد کو کوئی دخل نہیں نہ اس کی فضیلت میں کوئی فرق آتا ہے ۔

جیسے کہ حضرت فاروق اعظم میں کمالات نبوت بدرجۂ اتم موجود تھے اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو فاروق اعظم نبی ہوتے (لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب)

مگر یہ کلاس ہی توڑ دیا گیا یہ دروازہ ہی خاتم النبیین لا نبی بعدی اور لا نبوۃ بعدی ۔ انقطعت النبوۃ والرسالۃ سے ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا پس لو عاش ابراھیم الخ اگر بالفرض صحیح تسلیم کر لیا جائے تو یہ مطلب ہو گا کہ کمالات نبوۃ ان میں موجود تھے اگر وہ زندہ رہتے تو نبوت کے حق دار ہوتے ۔ یعنی اپنی استعداد کی وجہ سے ہاں انسداد باب نبوۃ اس کو ضرور مانع ہے ۔ اس میں ان کے کمالات کی کوئی تنقیص نہیں ۔ میرے خیال میں یہ جواب بہت کافی ہے اور دراصل میں نے اسے اصل بحث میں واضح کر دیا تھا مگر مختار مدعا علیہ نے بلفظ باوجود جواب ہو جانے کے شہادت سے پھر نقل کر دیا ۔ یہی قصہ تقریباً اور تمام مباحث میں کیا گیا ہے ۔

نمبر ۲ نبی کی اولاد کا نبی ہونا کب ضروری ہے الخ

(الجواب)

یوں ہی مسلمان بھی کہتے ہیں کہ نبی کی امت سے نبی ہونا کب ضروری ہے مگر مرزا صاحب کے مرید یہ جواب دیتے ہیں کہ پہلی امتوں میں نبی ہوئے ہیں ۔ لہذا گو ضروری نہ ہوا مگر ایک فضیلت ضرور ہے جس کا نہ ہونا ایک قسم کی تنقیص ہے یہی جواب اس کا خیال فرمالیں کہ نبی کا بیٹا نبی ہونا ضروری نہیں مگر فضیلت ضرور ہے اور اسے مقام فضیلت میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسف ابن یعقوب ابن اسحاق ابن ابراہیم) مقام مدح میں نبی کا بیٹا نبی ہونا مذکور ہے ۔ (بخاری شریف)

پس گو نبی کے بیٹے کا نبی ہونا ضروری نہ سہی مگر اس میں فضیلت ضرور ہے ۔ کہ دیگر انبیاء کو یا ان کی اولاد کو یہ شرف ملے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مل سکے مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے اور باب نبوت آپ پر مسدود ہو چکا تھا پس اس کی تلافی باری تعالیٰ نے یوں فرمائی کہ انہیں قبل سن نبوت وفات دیدی اور اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ان کے کمالات نبوت سے متصف ہونے کا اعلان کرا دیا کہ لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا جس کی شرح مختار مدعا علیہ کی پیش کردہ موضوعات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ بعینہٖ اسی جگہ اسی صفحہ پر یوں موجود ہے جسے مختار مدعا علیہ نیز گواہان مدعا علیہ نے قطع و برید کرکے مغالطہ دیا ہے۔
قولہ تعالیٰ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّن
فانہ یوحی الیہ بانہ لم یعش لہ ولد ولا یصل الی مبلغ الرجال فان ولدہ من
صلبہ یقتضی ان یکون لہ قلب کما یقال الولد سر لابیہ ولو عاش و بلغ اربعین وصار نبیًا
لزم ان لا یکون نبیًا خاتم النبیین۔ (موضوعات کبیر مجتبائی ص۵۸)

ترجمہ:۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کیونکہ یہ اس بات کی طرف مشیر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بھی لڑکا زندہ نہ رہا کہ مرد بالغ کی حیثیت تک پہنچتا کیونکہ آپ کا صلبی بیٹا آپ کے قلب کا جو ہوتا تھا جیسا کہ الولد سر لابیہ کہتے ہیں اور اگر وہ زندہ رہتے اور چالیس سال تک پہونچتے اور نبی ہوتے تو لازم آتا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ رہیں الخ

پس اس عبارت سے جواب بالکل مکمل اور واضح ہوگیا اور خود مختار مدعا علیہ اور اس کے گواہوں کی یہ مسلّم اور پیش کردہ چیز ہے فللہ الحمد۔

نمبر۲ اگر یہی وجہ تھی تو پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی جب کہ انہیں اس ڈر سے مارنا پڑا کہ نبی نہ ہو جائیں۔

(الجواب)

(۱) یہ خدا تعالیٰ سے پوچھیں کہ انہیں کیا ڈر تھا اور کیوں پیدا کرکے اس وجہ سے مار ڈالا۔

(۲) قرآن پاک میں حضرت موسیٰ اور خضر کے واقعہ میں ہے کہ ایک جگہ حضرت خضرؑ نے ایک نوجوان بچہ کو قتل کر ڈالا اور پھر بعد کو اس کا جواب یہ فرمایا کہ واما الغلام فکان ابواہ مومنین فخشینا ان یرھقھما طغیانا وکفرا (آلایۃ پ۱۶ کہف) ملاحظہ فرمائیں کہ اس بچہ کو صرف اس وجہ سے قتل کیا کہ وہ بڑا ہوکر اپنے ماں باپ کو گمراہ اور کفر میں ملوث نہ کردے۔

یہی اعتراض اہل باطل شیطان اور دجال وغیرہ کی پیدائش پر کرتے ہیں۔

؎ چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است
سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا است۔

مختار مدعا علیہ کو چاہیئے کہ اس کا فائدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی غلام سے پوچھ لے۔ اصل یہ ہے کہ آپ کے اولاد ذکور کے نہ ہونے پر کفار کا ایک طعنہ تھا کہ اولاد نرینہ جو ایک دنیوی بڑی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برکت ہے اس سے مدعی محبوبیت کیوں محروم ہے اللہ نے اولاد نرینہ عطا فرمائی۔ پھر ان کی وفات پر بھی طعنہ زن تھے کہ محبوب خدا کو یہ صدمہ کیونکر ہوا پس اس کا جواب بارگاہ رسالت سے یہ دلوایا کہ لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیًا۔

اور یہ بھی ایک نکتہ ہے اللہ کے راز و نیاز اور اسرار اللہ کے سوا مخلوق کی قدرت نہیں کہ سمجھ سکے اور نہ ہم ان علل و نکات و حکم کے مکلف ہیں۔ بحمد اللہ مکمل اس کا جواب ہو گیا اور اچھی طرح وضاحت ہو گئی اس حدیث سے امکان نبوت یا خاتم النبیین کے معنی مختار مدعا علیہ کے استدلال کے مطابق سے لینا نہ صرف غلطی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا ہے۔ (معنًا بھی یہ حدیث مثبت مدعا نہیں۔)

اس سلسلہ میں مفصل دلائل ابتدائی بحث میں پیش کر چکا ہوں جن کا اعادہ نہیں کرتا۔

مختصر یہ ہے کہ اس حدیث کا مطلب جو مختار مدعا علیہ پیش کرتا ہے وہ محض غلط ہے کیونکہ وہ صحابہ کرام جو وقت وفات صاحب زادہ ابراہیم وہاں موجود تھے وہ بھی یہ مضمون نہ سمجھے حالانکہ بالاتفاق صحابہ اذکیا امت ہیں بلکہ وہ بالکل اس مضمون کے خلاف اظہار فرما رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو بخاری ج۲ ص۹۱۴ حدثنا اسماعیل الخ وابن ماجہ یعنی اسماعیل تابعی فرماتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفی صحابی سے پوچھا کہ کیا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب زادے ابراہیم کو دیکھا تھا فرمایا ہاں صغر سنی میں وہ فوت ہو گئے تھے اور اگر اللہ کے فیصلہ میں کسی کا نبی ہو سکنا بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا تو آپ کے صاحب زادے زندہ رہتے مگر فیصلہ لانبی بعدی ہے کہ آپ کے بعد کوئی بھی کسی قسم کا نبی نہیں ہو سکتا۔

(بخاری شریف)

پس تمام صحابہ کے خلاف اس حدیث کا یہ غلط مطلب لینا کیونکر درست ہو گا۔

مختار مدعا علیہ کی رکیک تاویل اور صحابہ کرام کی شان میں گستاخی

(خلاصہ تاویلات)

(۱) مخفی نہیں ہے کہ فہم صحابی صحت نہیں۔

(۲) ابن ابی اوفی کا قول حجت نہیں کیونکہ اُس کے خلاف صحابی کا قول موجود ہے۔

(۳) صحابی فہم القرآن اور حدیث میں غلطی کیا کرتے تھے (بعض امثلہ برعم خود اس کے متعلق)

(۴) قول عائشہ اس مفہوم کے خلاف موجود ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الجواب)

اجمالاً، اولاً یہ گذارش ہے کہ اس کے یہ کہہ دینے سے کہ صحابہ فہم قرآن اور حدیث میں غلطی کرتے ہیں اصل مدعا ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ کوئی شخص اسے تسلیم بھی کرے تو اس سے کیا یہ ثابت ہو گیا کہ مختار مدعا علیہ جو مطلب خود ساختہ امکان نبوت پیش کرتا ہے جس کا موید تیرہ سو سال میں ایک متنفس بھی نہیں وہ درست ہو جائے گا اور عیاذاً باللہ صحابہ تو مطلب بزعم مختار مدعا علیہ قرآن اور حدیث کو صحیح نہ سمجھتے ہیں مختار مدعا علیہ کو کیا حق حاصل ہے کہ کیسے کریں صحیح سمجھا ہوں نیز مختار مدعا علیہ تو بزعم اپنے نبی کے خود بھی صحابی ہے کیونکہ وہ فرما گئے ہیں نہ

فمن دخل فی جماعتی دخل فی صحابة سید المرسلین. خطبہ الہامیہ

کہ جو میری جماعت میں شامل ہوا وہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں داخل ہو گیا پس یہ بھی تو اسی غلطی کرنے والی جماعت میں شامل ہو گئے۔

۲ مخفی نہیں کہ فہم صحابی حجۃ نہیں۔

(الجواب)

یہاں اس بحث میں میں اس وقت نہیں الجھتا کہ فہم صحابی کہاں حجت ہے۔ کہاں نہیں اور اس کے کیا معنی ہیں۔ میں تو یہ صرف گزارش کرتا ہوں کہ قرآن پاک کی قطعی آیات احادیث مرفوعہ صحیحہ قطعیہ متواترہ اجماع صحابہ بلکہ اجماع امت کے موافق یہ فہم ابن ابی اوفیٰ صحابی ہے اور انہوں نے تائید میں اسی مسلم فریقین حدیث لا نبی بعدی یا بعدہ کو پیش کیا ہے۔ پس اس کے رد کے معنی نہ صرف ان کی تحقیق بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ امت اور قرآن پاک کے رد کرنے کے ہیں۔

اور مختار مدعا علیہ کا صرف یہ کہہ دینا کہ مخفی نہیں کوئی دلیل تو نہیں جب تک کوئی اپنا مؤید بحوالہ قواعد اصول حدیث سے نہ پیش کریں اور دعا یہ نہ کر سکا۔

(۲) نیز یہ مضمون کہ صاحب زادہ کی وفات بوجہ انسداد باب نبوۃ ہے۔ صرف انہیں سے منقول ہے۔ اس کے خلاف کوئی ایک صحابی کی آواز نہیں پس ایسا غیر مختلف فیہ مضمون کیونکر حجت نہ ہوگا۔

مزید براں مختار مدعا علیہ کا اپنا مطلب تو اپنی اثبات مدعا میں صریح اور حجت نہ رہا۔ لہذا یہ حدیث ان کے واسطے تمام صحیح احادیث کے خلاف اپنے معنی میں صریح اور حجت نہ بن سکی۔

۳ ابن ابی اوفیٰ کا قول حجت نہیں ہے کیونکہ اس کے خلاف صحابی کا قول موجود ہے۔

(الجواب)

یہ مغالطہ دینے کے واسطے ہے۔ ورنہ کسی ایک صحابی سے اس بارہ میں اس مضمون کے خلاف ضعیف سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ضعیف اور موضوع تک روایت نہیں نہ مختار مدعا علیہ نے شہادت سے بحث تک پیش کی ۔

۳ صحابی فہم قرآن و حدیث میں غلطی کرتے ہیں ۔

(الجواب)

محض غلط ہے ۔ صحابہ اذکیا امت سے ہیں ۔ اور احادیث و نزول قرآن کے عینی شاہد اور مختار مدعا علیہ جس مثال سے مغالطہ دینا چاہتا ہے ، وہ محض ناواقفی پر مبنی ہے ، نہ اُس کا وہ مطلب ہے جو سمجھ رہا ہے ۔ اس سے کسی نے قول صحابی کا حجت نہ ہونا نہ نکالا اور اگر ان کا قول حجت نہ ہے تو سارا دین ہاتھ سے جاتا ہے ۔ کیونکہ تمام دین کے اولین شاہد صرف صحابہ کرام ہیں اور اصول ہے کہ جس بات کو غیر معتبر ثابت کرنا ہو تو اس کے گواہوں کو مجروح کر کے غیر معتبر ہونا ثابت ہو سکتا ہے ۔

۴ قول عائشہ اس مضمون کے خلاف موجود ہے ۔

(الجواب)

محض جھوٹ اور افترا اور بہتان ہے کہیں ذخیرہ حدیث میں حضرت صدیقہ کا ایک قول بھی اس مضمون مخصوص کے متعلق منقول ہی نہیں رہ جائے کہ مخالف وموافق اگر مختار مدعا علیہ اس سے وقولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدی سمجھ رہا ہے تو یہ غلط ہے وہاں تو اس مضمون کا پتہ ہی نہیں کہ اللہ تعالےٰ کے علم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونا فیصل شدہ ہے ۔ اس لیے صاحب زادہ ابراہیم کا انتقال ہو گیا ہے ۔ بلکہ اس قول میں اس مضمون کا کوئی اشارہ بھی نہیں نیز ان کا یہ قول صحیح سند سے ثابت بھی نہیں نہ کسی حدیث کی معتبر کتاب میں یا صحاح ستہ وغیرہ میں اس کا وجود ہے نہ اس کے سوائے اس کے کوئی اور مطلب ہے کہ آپ کا لقب خاتم النبیین خدا کا دیا ہوا ہے وہی زبان سے کہو اور مقام مدح میں لا نبی بعدی کا لقب نہ استعمال کرو کیونکہ خدائی الفاظ مخلوق کی تعبیر سے زیادہ جامع ہیں اگر لا نبی بعدی میں صرف خاتمیت زمانی ہے تو خاتم النبیین میں ذاتی اور زمانی دونو موجود ہیں ۔ مفصل بحث اپنی جگہ پر ان شاء اللہ آئے گی ۔

غرض یہ قول بالکل بے ربط اور غیر متعلق ہے ۔ پھر یہ کہنا کہ اگر یہ غلط ہوتا تو صحیح بخاری جیسی مستند و معتبر کتاب میں ابن ابی اوفی رض کا یہ فیصلہ نقل نہ کیا جاتا ۔

(الجواب)

پس اس سے ثابت ہو گیا کہ اس اثر ابن ابی اوفی کا کوئی بھی جواب مختار مدعا علیہ کے پاس نہیں ہے ۔

اس کی تائید کے واسطے شہاب اور ملا علی قاری گروہ مدعا علیہ کے نزدیک بھی امام حدیث یا جرح و تعدیل یا کم از کم حافظ حدیث بھی نہیں نیز قطع و برید کر کے یہ مطلب ملا علی قاری کی طرف منسوب کیا ہے ورنہ ان کا بھی صاف فیصلہ بالکل وہی ہے جو ابن ابی اوفی صحابی کا ہے ۔

اصل عبارت ملاحظہ ہو و لو عاش و بلغ اربعین و صار نبیاً لزم ان لا یکون نبیا خاتم النبیین"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(موضوعات کبیر مجتبائی صفحہ ۵۸)
اگر صاحب زادہ ابراہیم زندہ رہتے اور چالیس سال کو پہنچتے اور نبی ہوتے تو لازم آتا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں۔ بالکل وہی مضمون ہے۔ جو صحابی نے نقل کیا۔ یہ حوالہ گزر چکا ہے۔
بس یہاں قطع و برید کر کے صرف مختار مدعا علیہ مغالطہ دے کر ایسے بزرگ پر بہتان باندھنا چاہتا ہے ورنہ نہ صرف اسی ایک رسالہ میں یہ ہے جس کا موضوع بحث بیان عقائد نہیں بلکہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری جو عقائد میں ہے نیز مرقات جو شرح حدیث ہے اس میں صاف تصریح ہے کہ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے معنی آخری نبی کے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کا مدعی نبوت کافر ہے ملاحظہ ہو حوالہ شرح فقہ اکبر پیش کردہ گواہ مدعیہ ۱ و ۲ و ۵
نیز مرقات تحت شرح لا نبی بعدی۔ مفصل حوالجات اپنے اپنے محل پر آئینگے۔ ان شاء اللہ تعالے۔

جو میں نے پیش کیا ہے دراصل یہی حق ہے

ممکن ہے کہ یہ خیال کیا جائے کہ مرزا صاحب کی عداوت کی وجہ سے از راہ تعصب مسلمان یہ مطلب لیتے ہیں اس لیے میں ایک نہایت ہی معتبر و مستند احمدی کا حوالہ پیش کرتا ہوں جس سے مختار مدعا علیہ ہرگز انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مرزا صاحب نے ان کی بے حد تعریف کی ہے اور کوئی معمولی و غیر مسلم بھی نہیں نہ صرف احمدی بلکہ امیر جماعت احمدیہ جناب محمد علی صاحب ایم اے۔
اپنی کتاب آخری نبی کے صفحہ ۱۴ سے تا صفحہ ۱۸ فلاں پر اسی حدیث کے متعلق باوجود مرزا صاحب پر ایمان لانیکے مندرجہ ذیل تحقیقات پیش فرماتے ہیں۔

عبارت رسالہ آخری نبی

اب میں میاں صاحب کی اس شہادت کو لیتا ہوں۔ یہ ابن ماجہ کی حدیث ہے لو عاش ابراهیم لکان صدیقًا نبیا پہلا سوال یہ ہے کہ کیا اس سے میاں صاحب کے خاتم النبیین کے معنے حل ہو گئے۔ کیا اس حدیث نے بتا دیا کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے لوگ نبی بنا یا کرینگے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اس کے پیش کرنے سے کیا حاصل انہیں تو اجماع کے خلاف رسول کریم کی وہ آواز پیش کرنی چاہیئے جو ان کے معنے کو صحیح ثابت کرے۔ دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ یہ روایت کوئی ایسی اعلی پایہ کی نہیں اول تو صرف ابن ماجہ کی روایت ہے اور کسی کتاب میں نہیں۔ دوسرے اس کے راویوں میں ابو شیبہ ابراہیم ہے جسے متروک الحدیث قرار دیا گیا ہے۔
ایسی کمزور حدیث کو اس قدر اعلیٰ پایہ کی احادیث کی تردید میں پیش کرنا سخت جرأت ہے۔
تیسری بات قابل غور یہ ہے کہ اس حدیث سے مراد کیا ہے۔ اتنا تو میاں صاحب کو مسلم ہے کہ یہ فرض کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طور پر ہے مگر میاں صاحب ایک قانون اپنے دماغ سے بنا کر سب سے پہلے اسے منوانا چاہتے ہیں جو بات اپنی ذات میں ناممکن ہو اس کو شرطیہ طور پر بھی نہیں کہہ سکتے۔۔ سب سے مشکل میاں صاحب کی تحریر کے جواب میں یہی ہوتی ہے کہ وہ بغیر کسی بات کے پرواکرنے کے قانون بناتے چلے جاتے ہیں، مریدوں کی کیا جرأت کہ دریافت کریں کہ یہ قانون کہاں لکھا ہوا ہے بفرض محال یا بالفرض تو بیسیوں دفعہ میاں صاحب اور ان کے مریدوں نے استعمال کیا ہوگا، مگر جب میاں صاحب نے کہہ دیا۔ جو بات نہ ہوتی ہو وہ شرطیہ طور پر بھی نہیں کہہ سکتے تو مریدین بھی دم بخود ہیں مرید کی کیا مجال کہ سوال کرے۔، قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم تو کیا قرآن شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے۔ کہدے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں تو کیا میاں صاحب کے نزدیک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرنا بھی ممکن تھا۔

لئن اشرکت لیحبطن عملك اگر تو شرک کرے تو تیرا عمل حبط ہو جائے، تو کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شرک کرنا بھی ممکن تھا۔ ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین اگر رحمن کا بیٹا ہوتا تو خدا کا بیٹا ہونا بھی ممکن ہے اور سب سے بڑھ کر لو کان فیھما الھة الا اللہ لفسدتا اگر زمین و آسمان، دونوں میں سوائے خدا کے معبود ہوتے تو ان کا نظام بگڑ جاتا، تو کیا اور خدا ہونے بھی ممکن ہے اس حدیث کے الفاظ بالکل اسی کے مطابق ہیں تو جیسے آیت میں یہ بتایا کہ جس طرح فساد کا ہونا ناممکن ہے اسی طرح دو خدا کا ہونا بھی ناممکن ہے اس طرح حدیث میں بتایا کہ جس طرح آنحضرت کے بعد نبی کا ہونا ناممکن ہے اسی طرح خود ابراہیم کا زندہ رہنا ناممکن تھا، میاں اتنا ہی غور کر لیتے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا جب کہ حضرت ابراہیم فوت ہو چکے تھے اگر حضرت ابراہیم کی زندگی میں ایسے لفظ فرماتے تو کہا جا سکتا تھا کہ لو بمعنے ان و محض شرطیہ ہے لیکن جب حدیث صاف بتاتی ہے کہ ابراہیم کی وفات کے بعد آپ نے فرمایا تو اس سے خود ظاہر ہے کہ اس وقت فرمایا جب یہ ثابت ہو چکا کہ ابراہیم کا زندہ رہنا ناممکن تھا پس جب وہی ناممکن ہے تو لو کان نبیا خود ناممکن ہوا اور میاں صاحب نے محض اس حدیث سے اپنا مطلب نکالنے کیلیے لو شرط کے لیے قرار دیا ہے حالانکہ لو امتناع کے لیے بھی آتا ہے تو کیا معنے وہ لینگے جس سے یہ حدیث بھی دوسری حدیثوں کے مطابق ہو جائے یا وہ جس سے اعلیٰ پایہ کی حدیثیں ردی کی ٹوکری میں پھینکنی پڑیں۔

چہارم ابن ماجہ نے اس روایت سے پیشتر عبداللہ ابن ابی اوفی کا اثر بیان کیا ہے۔

قال مات وھو صغیر ولو قضی ان یکون بعد محمد صلعم نبی لعاش ابنہ ولکن لا نبی بعدہٗ یعنی (ابراہیم نے) وفات پائی

اور وہ چھوٹا تھا اور اگر یہ مقدر ہوتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہو تو آپ کا بیٹا زندہ رہتا لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں جس سے معلوم ہوا کہ ابو شیبہ والی روایت میں الفاظ ٹھیک محفوظ نہیں رہے اس دوسری روایت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بخاری نے بھی لیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ صحیح یہی ہے۔ میاں صاحب خوب جانتے ہیں کہ احادیث قصص ایسی محفوظ نہیں جیسی وہ احادیث جن کا تعلق عقائد و اعمال سے ہے تو ایک متروک راوی کی حدیث کو لے کر اس پر اس قدر زور دینا اور پھر اس کے معنے بھی بجائے دوسری احادیث کے مطابق کرنے کے ان کے خلاف نکالنا اجتہاد نہیں کہلا سکتا یہ غرض پرستی ہے غلطی تو بلاشبہ ہر شخص کو لگ سکتی ہے اور اسی کا استدلال بھی غلط ہو سکتا ہے مگر میاں عمداً چالیس احادیث کی شہادت کو چھپا کر سب اعلیٰ پایہ کی احادیث کو ایک متروک الحدیث راوی کی حدیث سے رد کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو اجتہادی دیانت داری کے خلاف ہے۔ نووی جیسے امام نے اس حدیث کو جسارت کہا ہے اور ابن عبد اللہ نے اس کا انکار کیا ہے اور اس کا راوی متروک الحدیث ہے تو اول حدیث ایسی مجروح اور پھر اس کے معنے صاف کرنے کے لیے دوسری روایات موجود جن میں صاف لفظ ہیں کہ اگر یہ مقدر ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہے تو آپ کا بیٹا زندہ رہتا جس سے صاف معلوم ہوا کہ آپ کے بعد نبی نہیں ہو سکتا بایں صرف ان کے خلاف بلکہ دوسری حدیث صحیحہ کے خلاف جو تواتر کی حد تک پہنچ گئی ہیں میاں صاحب نے اس کے معنے کر کے اپنی مطلب برآری کے لیے اخفاء حق سے کام لیا ہے۔

میں نے کہا ہے کہ حدیث مجروح ہے اگر اسے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو معنے صاف ہیں یعنی نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونا مقدر تھا نہ ابراہیم کا زندہ رہنا اس معنے کی تائید میں بخاری اور خود ابن ماجہ کا اثر پیش کیا ہے اس کے صحیح ہونے پر قرآن شریف کی آیت لو کان فیھما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا پیش کی ہے اور بتایا ہے کہ لو امتناعی ہے پھر اس ایک اکیلی حدیث کے معنے چالیس حدیثوں کے خلاف نہیں کیے جا سکتے بلکہ اس معنے کے جو میاں صاحب کرتے ہیں بالکل خلاف دوسری حدیث بڑی ہوئی ہے لو کان بعدی نبی لکان عمر اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ تو یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا اور دوسری طرف یہ فرمائیں کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا اگر ابراہیم زندہ رہ کر نبی ہو سکتا تھا تو حضرت عمرؓ باوجود زندہ رہنے کے نبی کیوں نہ ہوتے اور اگر یہ کہا جائے کہ نبوۃ بھی گدی کی طرح خاندانی ورثہ ہوتی ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے متعلق یہ الفاظ کیوں استعمال فرمائے۔ پس ابراہیم کا زندہ رہنا اور نبی ہونا ممکن تھا تو حضرت عمرؓ جو زندہ رہے تو ضرور تھا کہ نبی ہوتے اور اس حدیث لو کان بعدی نبی لکان عمر کو میاں صاحب نے صحیح تسلیم کر کے حسب ذیل جواب کبھی دیا تھا۔ جواب شاید یاد نہ ہو۔ "اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فوراً ہی آپ کی جماعت کو سنبھالنے کے لیے کسی نبی کی ضرورت ہوتی جس طرح حضرت موسےٰ کے بعد تھی تو حضرت عمرؓ ہی آپ کے بعد نبوت کے مقام پر ترقی پاتے لیکن چونکہ آپ ایک ایسی جماعت کو تیار کر کے رخصت ہونے والے تھے جو اپنی نیکی اور تقوی میں حضرت موسےٰ کی جماعت سے کئی درجہ زیادہ تھی اور مکمل تھی اس لیے آپ کے بعد فوراً کسی نبی کی بعثت کی ضرورت نہ تھی"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اب سوال یہ ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو وہ فوراً بعد نبی ہوتے جس کی بقول میاں صاحب ضرورت نہ تھی یا مسیح موعود کے بعد نبی بنتے کیونکہ تیرہ سو سال تک کسی نبی کی ضرورت پیش نہ آئی تھی اس کا جواب

غالباً یہ ہی دیا جائے گا کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوراً بعد نبی کی ضرورت نہ تھی اس لیے ابراہیم فوت ہو گئے۔ تو پھر یہ ماننے میں کیا مصیبت پیش آتی ہے کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مطلق نبی کی ضرورت نہ تھی۔ اس لیے فوت ہو گئے اور اگر اس حدیث سے امکان نبوت ہی نکلتا ہے تو وہ فوراً بعد ہونے کا امکان ہے مگر فوراً بعد کوئی نبی نہ ہوا اب یہ فیصلہ میاں صاحب خود کر لینگے کہ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کی ضرورت ہی نہ تھی تو آنحضرت نے یہ کیوں فرمایا۔

یہ حدیث کی شہادت ہے۔ میاں صاحب صرف ایک مجروح حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے سارے اقوال کو جن کی صحت سے وہ بھی انکار نہیں کر سکتے رد کرنا چاہتے ہیں غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے یا خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونے کے خلاف میاں صاحب کے ہاتھ میں ایک تنکے کے وزن کے برابر بھی شہادت نہیں مگر اس تنکے سے وہ اس پہاڑ کو اڑانا چاہتے ہیں۔ جس پر اجماع امت کی بنیاد ہے اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اس حدیث میں بھی وہ معنی خاتم النبیین کے نہیں کئے گئے جو میاں صاحب کرتے ہیں۔ تو اگر ایک مجروح حدیث میاں صاحب نے بہت سی صحیح احادیث کے خلاف پیش بھی کر دی تو کیا اس سے یہ معلوم ہو گیا کہ میاں صاحب حق بجانب ہیں وہ تو اس وقت حق بجانب ہوں گے جب چالیس نہ سہی چار نہ سہی ایک ہی حدیث اور حدیث نہ سہی ایک ہی قول کسی صحابی کا پیش کر دیں کہ خاتم النبیین کے معنی ہیں وہ شخص جس کے اتباع سے آئندہ لوگ نبی بن جایا کرینگے مگر وہ یاد رکھیں کہ وہ قیامت تک بھی کتابوں کی ورق گردانی کریں تو بھی ایک کمزور سے کمزور بلکہ موضوع حدیث تک بھی اپنے معنی کی تائید میں پیش نہیں کر سکتے اور جب تک وہ پہلے ایسی حدیث پیش نہیں کرتے اس وقت تک ان کا اعلیٰ پایہ کی ایک دوسرے کی موید حدیثوں کی بعید از قیاس تاویلیں کرنا یا ان کی طرف توجہ تک نہ کرنا دین میں رخنہ اندازی ہے پہلے آپ نے ساری نظارتوں کو اس قدر تلاش میں لگائیں کہ ایک حدیث کہیں سے خاتم النبیین کے ان معنوں کو بیان کرنے والی نکال لاؤ جو انہوں نے ایجاد کئے ہیں اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث کے مقابلے میں آئیں ورنہ اپنے ایمان کی فکر کریں کہ اپنی رائے کے اتباع میں وہ رسول خدا کے الفاظ کو کس طرح عمداً پیٹھ کے پیچھے پھینک رہے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"خاتم النبیین کے صحیح معنے"

اس ہیڈنگ کے تحت مختار مدعا علیہ نے اُن مستند و معتبر و مسلم علم لغات کے حوالہ مغالطہ دے کر بیکار ثابت کرنیکی لاحاصل سعی کی ہے۔ جو اس امر میں نص قطعی تھی کہ اصل و تحقیقی معنے خاتم کے خواہ بفتح التاء پڑھا جائے یا بالکسر آخر کے آتے ہیں اور خصوصیت سے اس لفظ خاتم النبیین میں تمام ماہرین فن لغت کا فیصلہ قطعی ہے کہ اس کے معنے یہاں زینت یا مہر کے نہیں بلکہ آخر الانبیاء کے ہیں اور ماہرین فن لغت کا فیصلہ معتبر ہو سکتا ہے۔ نہ مختار مدعا علیہ کی رائے خود مرزا صاحب تصریح فرماتے ہیں کہ۔

"ہر ایک فن میں اس کے ماہر کی شہادت معتبر ہوتی ہے"۔ حاشیہ برکات الدعا صہ ۱۲)

ائمہ لغت کے فیصلہ کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل آٹھ (۸) لغت کے حوالہ پیش کئے گئے ہیں۔

(۱) قاموس (۲) منتہے الارب (۳) مجمع البحار (۴) منجد (۵) مفردات (۶) محیط القطر، اور یہ کتب مذکورہ گواہ ۱ کے سامنے ۸/ مارچ ۳۲ء اور گواہ ۲ کے سامنے ۲۷/ مارچ ۳۲ء میں پیش ہو چکی ہیں۔

البتہ مفردات امام راغب اصفہانی صرف گواہ ۲ کے سامنے ۲۷/ مارچ کو پیش کی گئی اور اُس کا یہ بھی اقرار موجود ہے کہ یہ حرف معانے قرآن کی لغت ہے۔

یہ وہی کتاب ہے جس کے متعلق علامہ جلال الدین سیوطی اتقان میں فرماتے ہیں کہ اس جیسی کتاب مفردات قرآن اور اُس کے لغات میں روئے زمین پر نہیں لکھی گئی۔

ان تمام کتب میں یہ نہیں کہ صرف خاتَم یا خاتِم کے معنے بتا دئے ہوں بلکہ ترجمہ کے ساتھ عرب کا محاورہ بھی پیش کر رہا ہے جس شرط کے لحاظ سے تمام کتب لغۃ معتبر ہیں ملاحظہ ہو جرح گواہ ۲ مدعا علیہ ۲۶ مارچ ۳۲ء۔

"بشرطیکہ وہ کسی لفظ کا ترجمہ کرتے وقت کسی عرب کے کلام یا محاورہ سے استشہاد پیش کریں اور بطور سند پیش کریں۔

اصل عبارت قاموس وغیرہ ملاحظہ ہوں سب میں خاتِم القوم۔ خاتَم القوم وغیرہ کے محاورہ پیش کر کے آخر کے معنے بتائے ہیں۔

ان کے ساتھ دو ایسے حوالہ بھی پیش ہیں جن کا مسلم ہونا مرزا صاحب اور گواہ مدعا علیہ کو بھی مسلم ہے یعنے لسان العرب و تاج العروس ملاحظہ ہو جرح گواہ ۲ مدعا علیہ ۲۶ مارچ ۳۲ء

"دو بڑی بڑی ڈکشنریاں لسان العرب و تاج العروس ہیں"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے سوال کے جواب میں کہا کہ یہ کتابیں جس طرح مشہور زیادہ ہیں اُسی طرح معتبر بھی ہیں کیونکہ یہ صحیح اور

بڑی ہیں [illegible] مدعا علیہ ۱۷ مارچ ۳۳ء

مرزا صاحب منن الرحمن مٹ حاشیہ ۱ پر نہ صرف ان دونوں کتابوں کو معتبر بلکہ نہایت معتبر بتاتے ہیں۔

"لسان العرب اور تاج العروس جو لغۃ کی نہایت معتبر کتابیں ہیں"

پس ایسی مسلم و معتبر کتب کے حوالہ کے بعد کوئی بھی گنجائش نہیں کہ اس میں تامل کیا جائے۔

(۱) لسان العرب میں خاتم کے معنے آخر کے لیے ہیں اور اس کے واسطے محاورہ عربی بھی پیش کیا ہے ملاحظہ ہو

ختام القوم وخاتمھم وخاتمھم آخرھم وخاتم النبیین ای آخرھم

قال وقد قرأ خاتم (لسان العرب) یعنی خاتم القوم وخاتمھم وخاتمھم کا محاورہ پیش کر کے یہ بتایا کہ خاتم بالکسر یا بالفتح جب بھی قوم یا جماعت کی طرف منسوب ہو گا۔ تو اس محاورہ کی رُو سے اُسکے معنے آخر کے ہوں گے۔ اسی محاورہ کی رُو سے خاتم النبیین کے معنے بھی آخری نبی کے بتائے کیونکہ یہاں بھی خواہ خاتم بالفتح ہو یا بالکسر جماعت کی جانب مضاف ہے۔

(۲) تاج العروس الخاتم آخر القوم، الخاتم وخاتم النبیین ای اخرھم

اس کے بعد گواہ مدعا علیہ یا اُس کے مختار کا یہ کہنا کہ خاتم بفتح التاء کے اصل معنے عربی زبان میں مہر ہے یا انگوٹھی کے ہیں محض ادعا باطل ہے کیونکہ خاتم کے اصل معنے آخر کے بھی ہیں جیسا کہ لسان العرب اور تاج العروس کے حوالوں سے بھی ظاہر ہے۔

"خلاصۂ تاویلات مختار مدعا علیہ"

(۱) خاتم کے معنے میں مضاف و مفرد کا فرق ناقابل التفات ہے۔

(۲) مضاف کے معنے کے واسطے بھی مفرد کے معنے دیکھے جائینگے۔

(۳) گواہ مدعا علیہ ۳ نے ۲۹/اگست بہ جواب جرح کہا کہ لغت والوں نے تصریح کی ہے کہ خاتم بفتح التاء مہر کے معنی میں بھی ہے۔

(۴) آپ صلے اللہ علیہ وسلم مہر یا انگوٹھی نہیں بلکہ زینت و احاطہ وغیرہ وجہ شبہ ہے۔

(۵) اور کمال کے اظہار کے لیے لغت عرب اور دوسری زبانوں میں خاتم و خاتم کا لفظ بکثرت مستعمل ہے اور پھر یک تختم الولایۃ اور رع مجمع القریض بخاتم الشعراء و فیات الاعیان سے پیش کیا ہے۔

(۶) وجہ شبہ مہر بمعنے تصدیق ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) خاتم کے معنے علامہ کے بھی ہیں۔ حوالہ مجمع البحار وغیرہ
اگرچہ اوپر کی تحقیقات کے بعد ان تاویلات کی طرف توجہ بیکار ہے پھر بھی مختصر جواب ترتیب وار درج ہے۔

(جواب ۱)

مضاف و مفرد کا فرق اس لیے ضروری ہے تاکہ ایک مفرد کے متعدد حقیقی و مجازی معنے ہیں سے ایک کی تعیین ہو جائے۔ اسی تعیین کے واسطے لسان العرب وغیرہ میں محاورہ پیش کیا ہے۔ اور تمام محاورات کے مطالعہ سے یہ امر واضح ہے کہ لفظ خاتم کے مفرد یا کسی دھات یا شخص کی طرف منسوب ہو کر انگوٹھی کے معنے دیتا ہے۔ مگر قوم و جماعت کی طرف منسوب ہو کر حقیقۃً آخر کے معنے میں ہوتا ہے مجازاً خاتم المحدثین و خاتم المفسرین وغیرہ دوسرے معنے میں بھی مستعمل ہے۔
اور یہ بات کسی حوالہ کی محتاج نہیں کہ مجازی معنے وہاں معتبر ہوتے ہیں جہاں حقیقی معنے متعذر ہوں مگر ظاہر ہے کہ حقیقی معنے متعذر نہیں بلکہ ماہرین لغت کا فیصلہ موجود ہے کہ یہی آخر کے معنے یہاں مراد ہیں جیسا کہ اوپر گزرا اس کے مقابل مختار مدعا علیہ کی تاویلات قابل التفات نہیں کیونکہ اس کا شمار ماہرین لغت میں نہیں۔ اور بقول مرزا صاحب ہر فن میں اس کے ماہر کی رائے معتبر سمجھی جاتی ہے۔ پس ائمہ لغت کے فیصلوں کے مقابل یہ تاویلات ہرگز قابل وقعت نہیں۔

(جواب ۲)

مضاف کے معنی کے واسطے بھی مفرد کے معنی دیکھے جائیں گے۔ یہ درست ہے۔ مگر متعدد معانے سے ایک کی تعیین اضافت وغیرہ کے قرینہ سے ہوگی جیسا کہ اوپر عرض کر چکا۔

(جواب نمبر۳)

مختار مدعیہ نے یہ نہیں کہا کہ صرف مہر کے معنی ہیں۔ بلکہ یہ کہا ہے۔ کہ مہر کے بھی معنی ہیں۔ اور جب متعدد معانے ہوں، تو محاورات و قرائن سے تعیین مراد کرینگے، اور لسان العرب و تاج العروس وغیرہ میں محاورات و قرائن سے معانے کی تعیین کی گئی ہے کہ جب قوم یا جماعت کی طرف منسوب ہو تو حقیقی طور پر معنی آخری کے ہوتے ہیں۔

(جواب نمبر۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مہر و انگوٹھی کے معنی میں حقیقۃً مختار مدعا علیہ بھی نہیں مانتا بلکہ زینت و احاطہ وغیرہ کے معنی میں مجازاً لیتا ہے۔ اور جب تک حقیقی معنی درست ہو سکتے ہوں مجازی معنی کسی کے کلام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نہیں لیے جا سکتے۔ چہ جائیکہ باری تعالیٰ کے کلام میں۔ یہاں مہر و انگوٹھی و تصدیق و زینت وغیرہ کے مجازی معنی جو مختار مدعا علیہ لے رہا ہے کہ حدیث یا قول صحابہ میں نہیں بلکہ محض مفسرین کی ذاتی رائے ہے۔ جیسا کہ گواہ مدعا علیہا نے ۸/ مارچ ۲۲ء کی جرح میں تسلیم کیا ہے۔ کہ خاتم النبیین کے معنی جو زینت کے کئے ہیں۔ اس کے متعلق کسی صحابی کا قول میری نظر سے نہیں گزرا البتہ مفسرین کا قول میری نظر سے گزرا ہے۔ خاتَم کے معنی خاتم النبیین میں مہر کے لینا صحابہ کی تفسیر سے مجھ تک نہیں پہنچے۔ بلکہ مفسرین کے اقوال ہیں بخلاف آخر النبیین کے معنی خود سید الانبیاءؑ نے لیا ہے۔

انا آخر الانبیاء و انتم آخر الامم و انا آخر الانبیاء و مسجدی آخر المساجد الانبیاء و انا آخر النبیین فی البعث والهم ما خلق وغیرہ وغیرہ جیسا کہ اوپر مفصل گزر چکے۔

بہر حال حقیقی معنے اور وہ معنے جو تمام ائمہ لغت نے لیے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی معنے لیے مختار مدعا علیہ کی تاویلات رکیکہ کو باطل کرنے کے لیے کافی ہیں۔

(جواب نمبر ۵)

اظہار کمال کے واسطے خاتم کا لفظ یقیناً مجازاً مستعمل ہوا ہے غیر زبانوں سے یہاں استدلال فضول ہے عربی کے بک ختم الولایہ میں تو خاتم کا لفظ نہیں بلکہ تختم ہے اور شعر میں ضرور خاتم ہے مگر مجازی معنے میں مستعمل ہے اور ہماری گفتگو اصلی اور حقیقی معنے میں ہے لہذا اولاً تو یہ غیر متعلق ہے۔ دوسرے شاہد کے طور پر وہ محاورہ پیش کیا جا سکتا ہے جو مسلم اہل زبان کا ہو یہ شعر شعراء جاہلی یا اسلامی جن کا کلام بطور سند کے پیش ہو سکتا ہے ان میں سے کسی کا نہیں۔ بلکہ ایک متاخر شاعر کا ہے۔ جو مُوَلَّدین محدثین میں سے ہے اور اُس کا قول حجت نہیں ہو سکتا۔

اس کا ثبوت کہ یہ شاعر مولدین و محدثین میں سے ہے یہ کافی ہے کہ یہ شاعر جس بزرگ کا مرثیہ پڑھ رہا ہے یعنے ابی تمام حبیب بن اوس طائی وہ خود مولدین محدثین میں سے ہے۔ ان کا کلام ہی حجت و قابل استدلال نہیں۔ چہ جائیکہ جو اُن کے بعد ہو۔

(۱) ملاحظہ ہو حاشیہ بیضاوی شہاب خفاجی جن کا معتبر ہونا گواہ و مختار مدعا علیہ کو بھی مسلم ہے (ملاحظہ ہو بحث لو عاش ابراهیم)

علامہ خفاجی شعراء کے طبقات جاہلی مخضرمی اسلامی مفصل لکھ کر فرماتے ہیں کہ المحدثون وهم من بعدهم کابی تمام والبحتری ومتاخرون لمن حدث بعدهم من شعراء الحجاز والعراق لا یستدل بشعر هولاء بالاتفاق۔ (بیضاوی۔ مجتبائی صـ۱۸۲)

یعنے محدثون اور وہ وہی شعراء ہیں جو طبقات مذکورہ کے بعد ہوئے۔ جیسے ابی تمام حبیب بن اوس طائی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تجری اور متاخرین جوان کے بعد ہوئے شعراء حجاز و عراق سے ان کے اشعار بالاتفاق استدلال و سند میں پیش نہیں ہو سکتے۔

(۲) سید احمد ہاشمی نے تاریخ لغت پر ایک شہرہ آفاق تصنیف لکھی ہے جس کا نام جواہر الادب ہے ادبیات وانشاء العرب کی ہے جس میں جلد ثانی کے شروع میں سند اور زبان کے محاورے معتبر و غیر معتبر نقل کئے ہیں ملاحظہ ہو ص ۲۵۵ پھر ص ۳۷۲ طبقات الشعراء کا مستقل ہیڈنگ قائم کیا ہے جس میں جاہلی اسلامی مخضرمی طبقات نقل کر کے چوتھے نمبر پر محدثین مولدین کا ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں وهم الذين نشأوا زمن فساد العربية وامتزاج العرب بالعجم یعنے محدثین اور مولدین وہ ہیں کہ جنہوں نے زبان کے خراب اور عربی و عجمی زبان کے اختلاط کے زمانہ میں پرورش پائی ہے۔ پس وہ زمانہ جن میں زبان اور محاورات میں فساد ہو چلا ہو۔ اس کے محاورات یا اس طبقہ کے کلام کا کیا اعتبار نہ بطور شاہد کے پیش ہو سکتا ہے نہ سند بن سکتا ہے۔

(۳) علامہ حسن چلپی حاشیہ مطول ص ۴۴۳ ص پر۔

شعراء کے طبقات مفصل نقل کر کے محدثین و متاخرین کے متعلق فیصلہ فرماتے ہیں کہ ولا يستشهد بكلامهم کہ ان کے کلام سے کسی محاورہ کا استشہاد نہیں ہو سکتا۔

پس مختار مدعا علیہ کی تمام طول و طویل تاویلات و بحث کا صرف ایک یہ جواب ہے کہ نہ یہ شعر معتبر ہے نہ اس شاعر کے کلام سے استشہاد و استدلال کیا جا سکتا ہے۔ اور مختار مدعا علیہ و گواہان مدعا علیہ اس غیر مستند و غیر معتبر ناقابل استناد استشہاد شعر کے علاوہ کوئی بھی کسی معتبر و مستند جاہلی مخضرمی اسلامی شاعر کا حوالہ یا کوئی محاورہ عرب اپنی تائید میں نہیں لا سکے بخلاف اس کے گواہان مختار مدعا علیہ نے لغت کی مستند کتابوں اور مرزا صاحب کی مسلم و معتبر لغت لسان العرب و تاج العروس سے محاورہ عرب پیش کیا ہے۔ جس کا کوئی بھی جواب مختار مدعا علیہ کے پاس نہیں۔ ادھر ادھر کی بے ربط چیزوں سے وقت گزاری کی ہے جس کے جواب کے ہم مکلف نہیں۔

جب کہ یہ ثابت ہو چکا کہ یہ شعر اس لائق ہی نہیں کہ اس سے کلام عرب پر کوئی سند یا دلیل لائی جا سکے تو اس کے متعلق تمام بحث بیکار و لاطائل ہے۔ اور اگر یہ لائق استشہاد بفرض محال ہوتا تو بھی یہ بجائے گواہان مدعا علیہ یا مختار مدعا علیہ کے مدعیہ اور اس کے گواہان و مختار کو مفید ہوتا۔ کیونکہ شاعر نے اس شعر میں خاتم الشعراء بمعنی آخر الشعراء مراد لیا ہے گویا دعاوی بھی جو ہمارا دعویٰ ہے مہر یا کمال یا زینت وغیرہ کے معنی ہرگز مراد نہیں ہیں۔ اس قرینہ اور شاہد اس کا اگلا شعر ہے جو باوجودیکہ اس سے متصل اور معنوی تعلق رکھتا ہے مختار مدعا علیہ نے ذکر نہ کیا تا کہ شاعر کی مراد واضح نہ ہو جائے۔ اگلا شعر ملاحظہ ہو ہے ماتا معا فتجا ودانى حصرة وكذلك كانا قبل في الاحياء۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاحظہ فرمائیں کس قدر وضاحت سے شاعر کہہ رہا ہے کہ شعر اور حبیب شاعر دونوں ساتھ ہی ساتھ ہو کر ساتھ ہی ساتھ قبر میں سور ہے یوں ہی ان کی موت سے پہلے دونوں زندوں میں تھے۔ گویا وہ شاعر ادعائی طور سے حبیب ابن اوس طائی کو آخری شاعر تسلیم کر رہا ہے کہ اس کی موت کے ساتھ شعر بھی مر کر اس کے ساتھ مدفون ہو گیا نہ شعر رہا نہ کوئی شاعر بننے کا امکان لہذا حبیب سب شعراء کے آخری شاعر رہے۔

اب یہ امر کہ شعر اس کے ساتھ مرا اور قبر میں دفن ہوا اور وہ آخری شاعر فی الواقع ہوا یا نہ اس کے متعلق گزارش ہے کہ شاعرانہ ادعا ہے اور اس کے متعدد نظائر فارسی اردو شاعری میں بھی موجود ہیں۔ نظامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

زسم ستوران دراں پہن دشت
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

(وسیم فرماتے ہیں ؎)

زبت استاد پہ کندہ ہو یہ مصرع وسیم۔
خانہ دیں بے نبی ملک معانے بے امیر۔

اس وجہ سے حضرت گنجوی رح فرماتے ہیں کہ ؎

در شعر میسح کہ درفن رو
بچہ اکذب اوست احسن رو

بہر حال شاعر نے خاتم الشعراء بھی بمعنے آخری شعراء اس جگہ پر استعمال کیا ہے لہذا یہ بھی اگر مسلم ہوتا تو ہماری تائید تھا نہ کہ مختار مدعا علیہ کی۔

آخر میں ہم اس سارے قصہ کو ختم کرنے کے واسطے مرزا صاحب کے متبعین اور مختار مدعا علیہ کے مسلم اعجازی کلام کا محاورہ پیش کرتے ہیں اور محاورہ بھی تمام شرائط کا جامع کہ لفظ خاتم علاوہ لفظ نبیین کے جو مابہ النزاع ہے ایک اور لفظ کی طرف مضاف ہے اور یہ وہ لفظ بھی جمع مذکر سالم ہے۔ مگر معنی آخری کے ہیں۔ یعنی خطبہ الہامیہ جس کے متعلق مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ کسی بشر کو اس جیسے کلام کی طاقت نہیں اور یہ مجھے الہاماً سکھایا گیا ہے اور یہ میرا معجزہ ہے۔ ملاحظہ ہو حاشیہ متعلق خطبہ الہامیہ صفحہ

کان عیسیٰ خاتم الخلفاء لسلسلۃ الکلیمیۃ بہا کآخر اللبنۃ و خاتم المرسلین یعنی جیسے کہ عیسیٰ خاتم سلسلہ کلیمیہ کے تھے اور اس کے لیے مثل آخری زینت اور خاتم المرسلین بمعنے آخر ن ۱۰۰ تھے۔ ملاحظہ ہو کہ یہاں خاتم المرسلین بالکل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتم النبیین کی طرح ہے اور آخر النبیین کے معنی میں مستعمل ہے اور اس عربی اعجازی کلام میں جو مدعا علیہ اور اُس کے فریق کو بلا اختلاف مسلم ہے اس کے بعد کسی اور محاورہ کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں اب جیسا کہ تمام مسلم لغات و محاورات عرب سے خاتم بفتح التاء کے معنی اصلی و لغوی و حقیقی آخر کے پیش کر چکا اور مرزا صاحب کے اعجازی کلام سے اس کی تائید پیش کر دی تو اس کے مجازی استعمال اور اس کے لیے چار رو وجہ شبہ جو پیش کی گئی ہیں ان کے جواب کی ضرورت ہی نہیں نیز تقریر بالا سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ ان دلائل و براہین قاطعہ اور مسلم و معتبر حوالوں کے بعد مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ زبان عربی میں خاتم بفتح التاء کا لفظ آخر کے معنی میں مستعمل نہیں ہوا الخ محض ادعاء باطل اور دعویٰ بلا دلیل ناقابل التفات ہے۔

(خاتم کے معنی آخر کے)

قول مختار مدعا علیہ۔

مختار مدعیہ نے صرف ایک حوالہ لسان العرب اور منتہی الارب سے پیش کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ خاتم القوم آخرہم لیکن جیسا کہ ہم نے محاورات اقوالات و استعمالات پیش کئے ہیں۔ ایسے نہیں ہیں کیونکہ مصنف نے اسے کسی ادیب کی طرف منسوب نہیں کیا۔

(الجواب)

عدالت خود ہی ملاحظہ فرمائے آٹھ حوالے پیش کئے ہیں جن میں دو لسان العرب اور تاج العروس کے وہ تھے جنہیں مرزا صاحب مسلم اور نہایت معتبر مان رہے ہیں جیسا کہ جرح سے حوالہ گزر چکا ہے۔ مگر مختار مدعا علیہ کو وہ صرف ایک حوالہ معلوم ہوتا ہے۔ باوجودیکہ لسان العرب اور منتہی الارب دو کتابوں کے نام خود ہی لے رہا ہے پھر یہ کہنا کہ جیسا کہ ہم نے محاورہ پیش کیا ہے۔ ویسا نہیں یہ لغو ہے کیونکہ وہ تو محاورہ قابل استناد اور حجت ہی نہیں ہو سکتا جیسا کہ مفصل گزر چکا یہ کہنا کہ یہ محاورہ تو ہے مگر کسی ادیب کی طرف منسوب نہیں کیا گیا۔ محض لغو ہے ڈکشنریوں اور لغت کی مستند کتابوں میں جو بھی محاورات نقل کئے ہیں وہ سب معتبر و مسلم اہل زبان کے ہوتے ہیں۔

ہر محاورہ کے واسطے ادیب کا نام پیش نہیں کیا جاتا۔ لسان العرب اور قاموس اور تاج العروس میں صرف محاورات ہی محاورات مندرج ہیں۔ اور یہ التزام ہے کہ یہ تمام مسلم اہل زبان کے ہیں آج تک کسی نے ایک محاورہ پر کلام نہیں کیا ان کا صرف محاورہ نقل کرنا یا یقال و قولہم وغیرہ کہہ دینا اس کے مسلم اہل زبان کے محاورہ ہونے کا کفیل ہے نام بنام محاورہ کے ساتھ اُدباء و اہل زبان کے نام کی ضرورت نہیں نیز لغت کی ان مذکورہ کتب میں مولدین و محدثین کے کلام کے محاورہ کو نہیں لیا گیا یہاں تک اس پر کلام ہو سکے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں جہاں کہیں غریب اور وحشی الفاظ کی بحث آتی ہے۔ وہاں بوقت ضرورت شعروں کے ساتھ شعراء کے نام بھی پیش کیے جاتے ہیں۔

بہر حال ہم نے محاورات عرب پیش کر دیے جن کا مختار مدعا علیہ کے پاس کوئی جواب نہیں اور ایک دو نہیں بلکہ متعدد اور مختار مدعا علیہ ایک ہی معتبر محاورہ اپنے معانی کی تائید میں نہ لا سکا اور جب آخر کے معنی ثابت ہی ہو گئے تو لفظ آخر میں مندرجہ ذیل تاویلات کیں۔ کہ

"لیکن بر تقدیر صحت میں کہتا ہوں کہ یہ حوالہ بھی فریق مخالف کو مفید نہیں ہے۔ کیونکہ محاورات عرب میں ایسے مقام پر آخر کے معنی آخری فرد کے نہیں ہوتے بلکہ اشرف اور افضل ہیں۔"

(الجواب)

پہلے تو یہ مطالبہ تھا کہ خاتم کے آخر معنی بتاؤ، اور محاورہ پیش کرو۔ اور جب متعدد حوالے پیش کر دیے تو اب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ آخر کے معنی افضل کے ہیں۔ حالانکہ لغت میں تصریح ہے۔ کہ ومن کل شیء عاقبتہ واخرتہ ہر چیز کے انجام اور آخر کا یہ نام ہے کہ عدالت خود محاورات اصل کتب لغت سے ملاحظہ فرمائے۔ وہاں کوئی بھی تاویل نہیں ہو سکتی اور حقیقی طور پر خاتم آخر کے معنی میں مستعمل ہے۔ عدالت خود ملاحظہ فرمائے کہ یہ ایک عجیب مضحکہ خیز تسلسل ہے پہلے تو خاتم کے معنی آخر دکھانے پر زور تھا کہ کہیں لغت عرب میں آخر کے معنی میں نہیں آیا اور جب نہایت معتبر کتب لغت سے جنہیں مرزا صاحب بھی نہایت معتبر فرما رہے ہیں محاورات پیش کر دیئے اور آخر کے معنی ثابت ہو چکے تو اب لفظ آخر کی بحث شروع کر دی کہ اس کے معنی افضل کے ہیں۔ معلوم ہوا کہ تحقیق منظور نہیں بلکہ صرف طوالت مقصود ہے۔ پھر آخر کے معنی کی تحقیق کے لیے ایک حماسہ کا شعر پڑھ دیا ؎

شری ودی وشکری من بعید
لآخر غالب ابداً ربیع

پھر مولوی ذوالفقار علی صاحب دیو بندی سے اس کا ترجمہ نقل کیا کہ "دو ریت ابن زیاد نے میری دوستی اور شکر اور میٹھے ایسے شخص کے لیے جو نبی غالب ہیں آخری یعنی ہمیشہ کے لیے عدیم المثل ہے خرید لیا۔"
اور نتیجہ یہ نکالا کہ محاورات عرب میں "خاتم القوم آخرہم" کے معنی بھی اشرف اور افضل کے ہوں گے

(الجواب)

عدالت عالیہ خود ہی ملاحظہ فرمائے کہ یہ جواب کس قدر بے معنی و لغو ہے اس اعتبار سے دنیا میں کسی لفظ کے کوئی بھی حقیقی معنی ثابت نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ لفظ کہیں نہ کہیں مجازی طور پر دوسرے مجازی معنی میں ضرور مستعمل ہو گا بس اسی کو کسی شرح بنا کے انہیں معنی پر ڈھال لیا جائے گا۔ دوسرے یہ کہ یہاں آخر اپنی حقیقی معنی میں گو دماغ بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستعمل ہے۔ محض مختار مدعا علیہ کا ایک مغالطہ ہے۔ چنانچہ اُسی کے پیش کردہ ترجمہ مولوی ذوالفقار علی صاحب کا آخری فقرہ ملاحظہ ہو کہ وہ جو بنی غالب میں آخری معنی ہمیشہ کے لیے عدیم المثل ہے۔۔۔

پس جب کہ آخر یعنی ہمیشہ کے لیے عدیم المثل ہوا اور کبھی اس کے بعد اس کی مثل نہ ہو سکا تو وہ آخری ہوا اور حقیقی آخری نہ کہ افضل و اشرف کے معنی میں۔ البتہ شاعرانہ مبالغہ ضرور ہے۔ اور یہ شعر میں ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ گزر چکا ہے بہرحال لفظ خاتم محاورہ عرب میں حقیقی طور پر آخر کے معنی میں مستعمل ہونا بوضاحت ثابت ہو چکا۔ اور تاویلات رکیکہ محض لغو اور بے سود رہیں ایک بھی محاورہ ہمارے خلاف پیش نہ کر سکے ہاں اپنے طور پر جو چاہا معنی چسپاں کئے جو کوئی حجت نہیں۔

(خصوصی استدعا)

عالی جاہا۔ حضور والا نے غور فرمایا ہوگا۔ کہ گفتگو اس امر میں ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے آخر ہیں آپ کے بعد کوئی بھی کسی قسم کا نبی نہیں بن سکتا اس کے واسطے دنیا کی جس قدر تعبیرات ہو سکتی تھیں، شریعت نے استعمال فرمائیں خاتم النبیین فرمایا۔ لانبی بعدی فرمایا۔ محل کے ساتھ تشبیہ دے کر اپنے کو اس کی آخری اینٹ قرار دیا یہ بھی واضح فرمایا۔ کہ میرے بعد نبی نہیں بلکہ خلفا ہوں گے وسیکون خلفاء انا آخر الانبیاء[1] آخرھم فی البعث آخر ولدك من الانبیاء کہ آدم کی اولاد میں آخری نبی انا آخر الانبیا ومسجدی آخر مساجد الانبیاء[2] میں آخری نبی اور میری مسجد نبیوں کی مسجدوں میں **آخری مسجد**۔ لفظ آخر بھی معہ مکمل تشریح کے فرما دیا۔

آخر اس کے سوا اس مضمون کو ادا کرنے کے واسطے دنیا کی وہ کون سی تعبیر ہو سکتی ہے۔ اور کس طرح آپ کا سب نبیوں سے آخری نبی ہونے کا مفہوم ادا کیا جا سکتا ہے۔ اتنا واضح اور روشن مسئلہ اس میں بھی اس قدر تاویلات رکیکہ کی ہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں۔ کہ اتنی وضاحت کے بعد اگر کسی ایک تاویل کا بھی جواب نہ دیا جائے تو بھی بحمد اللہ مسئلہ کا جہاں تک تعلق ہے۔ بالکل واضح ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی کسی طرح کا نبی نہیں ہو سکتا ہے اور بیانات گواہان مدعیہ میں اس قدر حوالہ جات موجود ہیں کہ ان کے بعد کسی قسم کی تاویل قابل التفات نہیں ہو سکتی کوئی بھی عرب کا محاورہ مذکورہ بالا مضمون کے ادا کرنے کا ایسا نہیں مل سکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے متعلق نہ فرمایا ہو۔ مگر کوئی انکار ہی کرتا جائے۔ اُس کا کوئی علاج نہیں۔

......

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(خاتم النبیین کے معنے کا ضروریات دین سے ہونا)

خلاصہ قول مختار مدعا علیہ۔

گواہان مدعیہ کی طرح مختار مدعیہ نے بھی خاتم النبیین کے معنے آخری نبی کے جس سے بعد اور کسی قسم کا نبی نہیں بن سکتا مجمع علیہ اور ضروریات دین سے بتایا ہے۔ حالانکہ کسی کے کہنے سے ضروریات دین سے نہیں بن سکتا۔ بلکہ کسی چیز کے ضروریات دین ہونے کے واسطے ضروری ہے کہ وہ امر قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے بدرجہ غایت صحت کے ثابت ہو اور اجماع صحابہ سے بھی ثابت ہو شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں ضروریات دین وہ امور ہیں جو قرآن مجید اور حدیث مشہور اور اجماع متواترہ سے ثابت ہوں۔ شفاء العلیل۔

(الجواب)

اس سلسلہ میں میرے ایک حوالہ پر تبصرہ کر کے اُسے غلط ثابت نہ کر سکے میں نے خود اُسے ضروریات دین سے نہیں کہا اور یہ دعویٰ شہادت یا بحث میں بلا دلیل چھوڑا ہے بلکہ بحمد اللہ وہاں کافی دلائل پیش کئے ہیں۔ اور اعیان نقل کی شہادتیں منقول ہیں جو بحمد اللہ بالکل لاجواب رہی ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں بلکہ ایک اُن میں سے بطور نمونہ کے پیش ہے

اذا لم یعرف محمداً صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء

فلیس بمسلم لانہ من ضروریات الدین (اشباہ والنظائر ص ۲۹۹ گواہ مدعیہ ملا ورا ورا و ص)

یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین آخر الانبیاء نہ ماننے والا مسلمان ہی نہیں کیونکہ یہ ضروریات دین میں سے ہے۔

پس میں نے ضروریات دین میں سے ہونے کی تصریح پیش کی ہے اس کے مقابل نہ مختار مدعا علیہ نے اس کی کوئی با سند حوالہ سے تردید پیش کی نہ اپنی تائید میں کہ یہ معنے ضروریات دین سے نہیں کوئی حوالہ پیش کیا۔ نہ اس پر کوئی حوالہ دے سکے کہ ان کے تصنیف کردہ معنے ضروریات دین سے ہیں۔ اب ایک معنے ضروریات دین کے واسطے قائم کئے ہیں اور شفاء العلیل کا حوالہ دیا ہے۔ جس کا خلاصہ تین امور ہیں۔ جہاں وہ مجتمع ہوں وہ ضروریات دین سے ہے۔

(۱) قرآن مجید سے ثابت ہو۔

(۲) احادیث متواترہ یا مشہورہ سے۔

(۳) اجماع صحابہ سے۔

جوابا گذارش ہے کہ جب میں نے مستند علماء اور ارباب نقول سے ضروریات دین ہونے کی تصریح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کردی تو ہمیں ضرورت نہ تھی کہ ہر جزو کا ثبوت پیش کریں مگر محض اتمام حجت کے واسطے گزارش ہے کہ مختار مدعا علیہ کے پیش کردہ ہر سہ امور کے معیار پر بھی بحمداللہ ہمارے پیش کردہ معنے خاتم النبیین نزدیاب۔ دین میں سے ہیں تفصیلاً اصل بحث میں بیانات گواہان مدعیہ کے حوالہ سے یہ اپنے پیش کردہ معنے اولاً قرآن مجید سے پھر احادیث، متواترہ مشہورہ سے پھر اجماع صحابہ وامۃ محمدیہ سے پیش کر چکا ہوں۔ جن کو بخوف طوالت مکرر نقل نہیں کرتا صرف حوالے اس امر کے پیش کرتا ہوں کہ ہماری طرف سے پیش کردہ معنے خاتم النبیین مختار مدعا علیہ کے ہر سہ معیار کے مطابق بھی ضروریات دین میں سے ہیں حوالہ ملاحظہ ہو ایک جامع حوالہ۔

(۱) کونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مما نطقت بہ الکتاب وثبت بہ السنۃ واجتمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر

روح المعانی ج ۸ ص ۳۹ گواہ مدعیہ ۳۹۲/۴۔

یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین اور آخری نبی ہونا قرآن مجید احادیث رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور اجماع اُمۃ سے ثابت ہے اس کے خلاف دعویٰ کرنیوالا کافر اور اگر مصر ہو تو اسلامی سلطنت میں قتل کیا جائے گا۔

عدالت خود ہی ملاحظہ فرمائے کہ ہر سہ اصول قائم ہوں وہ مختار مدعا علیہ موجود ہیں۔

(۱) قرآن مجید بحث میں متعدد آیات مدلل ومفصل آچکیں نیز حوالہ سابق کافی ہے۔

(۲) احادیث متواترہ مشہورہ وبذلک ورد احادیث المتواترۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳) اجماع صحابہ سے۔ من حدیث جماعۃ من الصحابۃ (ابن کثیر جلد ۸ ص ۸۹ گ مدعیہ ۳،۲،۱/۵۱۴)

یعنے اس پر کہ معنے خاتم النبیین یہ ہیں کہ جس کے بعد کوئی بھی کسی قسم کا نبی نہ بن سکے احادیث متواترہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی جماعت سے آئی ہیں۔

نیز گواہ ۱۰ کے بیان میں صدیق اکبر کے زمانہ میں اس پر اجماع ہونا بیان میں گزر چکا ہے۔ پس بحمداللہ ہر پہلو سے اس مسئلہ کا ضروریات دین سے ہونا اور اس کے منکر کا کافر ہونا ثابت ہو گیا۔ اس کے بعد مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ یہ معنے قرآن مجید واحادیث متواترہ واجماع صحابہ سے ثابت نہیں محض لغو ہے۔ اس کے بعد یہ کہنا کہ بعض فرقہ اہل حدیث وغیرہ اس اجماع کو اجماع ہی نہیں کہتے الخ محض بیکار ولغو ہے۔ بعض اہل حدیث نہ سمجھیں تمام مقلدین دائمہ دین تو سمجھتے ہیں اور امام مالک وغیرہ کے قول کے متعلق بحث میں مفصل گزر چکا آئندہ بھی ان شاء اللہ بحث اجماع کے تحت میں آئے گا۔

پھر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا اجماع کے خلاف ایک حوالہ دیا ہے کہ ایک جماعت کا اتفاق ہے اجماع نہیں کہلاتا الخ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاً مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نبیر مقلد مسلم ہی نہیں نہ ائمہ کے مقابل ان کی ذاتی رائے قابل التفات ہے دوسرے اس مسئلہ متنازعہ اور معنے خاتم النبیین کے معاملے میں ایک جماعت کا اتفاق نہیں بلکہ تمام صحابہ اور تمام اُمت کا اجماع ہے جیسا کہ مختصراً ابھی عرض کر چکا۔ اور مفصلاً بحث میں گزر چکا۔ جس کا کوئی بھی جواب نہ ہو سکا۔

اس مسئلہ میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی اختلاف نہیں رکھتے مرزا صاحب کی تردید کے سلسلہ میں اشاعۃ السنۃ کے ابھی پیش کردہ ۸ - ۹ - ۱۰ نمبر ملاحظہ ہوں۔

اور جن بزرگوں پر اس کی مخالفت کا الزام لگایا گیا تھا۔ اُس کا محض مغالطہ اور بہتان صریح ہونا۔ بحث میں مدلل آ چکا۔ اور اپنی جگہ پر جواب الجواب میں بھی ان شاء اللہ تعالے مختصراً آئے گا۔

اس کے بعد مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ۔

"یہ معنی قطعاً ضروریات دینی سے نہیں ہو سکتے"، محض دعویٰ بلا دلیل اور نا قابل التفات ہے اور بحمد اللہ ان معنی کا ضروریات دینی سے ہونا نہ صرف میرے پیش کردہ دلائل بلکہ ائمہ دین کی تصریحات سے مصرح ثابت ہے جس کی کوئی بھی تاویل نہیں ہو سکتی۔

نہ مختار مدعا علیہ سے کوئی تاویل بن سکی۔

کیا تاویل کی وجہ سے کوئی کافر ہو سکتا ہے

یہ وہی شہادت والا عنوان ہے جس کے ایک ایک حرف کا مدلل جواب بحث میں پیش کر چکا۔ اور عدالت کی یادداشت میں بھی موجود ہے پھر بھی اسے اُنہیں الفاظ میں دلائل سے مکرر دہرایا گیا۔

مجھے مکرر جواب کی حاجت نہیں صرف یہ گزارش کر دوں کہ یہ امر زیر نزاع بھی نہیں کہ کیا تاویل سے کوئی کافر ہو سکتا ہے یا نہ۔ صرف تاویل پر بحث نہیں جس پر بلا وجہ طوالت دی۔ بلکہ بحث یہ ہے کہ ضروریات میں تاویل کرنے والا کیا کافر ہے۔ میں اس کے متعلق کہ ضروریات دینی میں تاویل سے کافر ہو جاتا ہے۔ متعدد حوالہ بحث میں شفاء شریف ردالمختار مسائرہ وغیرہ بیانات کے حوالہ سے پیش کر چکا۔ جن کا اعادہ نہیں کرتا۔ مفصل یہ بحث دیکھنا ہو تو کتاب "اکفار الملحدین فی ضروریات الدین"، ملاحظہ فرمائیں جس کا موضوع ہی یہ ہے کہ ضروریات دینی میں تاویل ناجائز و کفر ہے۔

بہر حال یہ مسئلہ عمومی رنگ میں یہاں متعلق نہیں بیان سے صرف اس قدر تعلق ہے کہ خاتم النبیین کے یہ معنے کرآپ کے بعد کوئی بھی کسی قسم کا نبی نہیں بن سکتا۔ اس میں تاویل جائز ہے یا نہ اس پر مختار مدعا علیہ نے ایک بھی حوالہ پیش نہ کیا باوجودیکہ میں نے متعدد مصرح حوالہ بحث میں بیانات گواہان مدعیہ سے پیش کئے تھے ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوشتہ ہیں ہے کہ لانہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ للناس واجتمعت الامۃ علی حمل ھذا الکلام علی ظاھرہ وان مفھومہ ھو المراد بہ دون تاویل وتخصیص فلا شک فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعاً واجماعاً وسمعاً۔

(شفا شریف، قاضی عیاض ج م ص ۱۷۱)

یعنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خبر دی کہ میں ایسا خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی بھی کسی قسم کا نبی نہیں ہو سکتا۔ اور باری تعالے سے اپنا خاتم النبیین اور تمام لوگوں کی طرف رسول بن کر بھیجے جانے کی خبر دی اور تمام امت نے بلا استثناء اجماع کر لیا کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ اور اس کا یہی ظاہری مفہوم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی کسی قسم کا نبی نہیں ہو سکتا) بلا کسی تاویل وتخصیص کے مراد ہے پس اس کے مخالف ان تمام فرقوں کے کفر میں قطعاً اجماعاً وسمعاً ذرہ برابر شک نہیں اس سے ثابت ہو گیا کہ خاتم النبین کے وہ معنی جو مدعیہ کی طرف سے پیش کیے گئے ان میں کس طرح کی بھی تاویل جائز نہیں بنداب تاویل کی عمومی بحث کے لابعنی سلسلہ میں جانے کی ضرورت نہیں مدعا بالکل واضح ہے۔ اور مفصل جواب ابتدائی بحث میں موجود ہے عدالت وہیں سے ملاحظہ فرمائے۔

(مرزا صاحب کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی)

اس سلسلہ میں مختار مدعا علیہ نے تقریبًا ۵ صفحہ لکھے ہیں۔ اور الوصیت۔ حقیقت النبوۃ۔ الحکم۔ چشمہ معرفت۔ لیکچر سیالکوٹ۔ ایک غلطی کا ازالہ۔ اخبار عالم۔ چشمہ مسیحی۔ مواہب الرحمن۔ خطبہ الہامیہ۔ کشتی نوح۔ اربعین۔ تحفہ گولڑویہ۔ حقیقۃ الوحی۔ استفتاء۔ وغیرہ وغیرہ اکثر بدبد حوالے پیش کر کے یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ جہاں کہیں مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے یہ مراد لی ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی بھی نبی نہیں آسکتا وہاں وہ نبی مراد ہیں جو مستقل صاحب شریعت ہو الخ

یہ محض مغالطہ دیا ہے ۱۹۰۱ء سے پہلے تک مرزا صاحب کو اپنی نبوۃ کا پتہ ہی نہ تھا نبوۃ پر پردہ ہی پڑا تھا۔

ملاحظہ ہو حقیقت النبوۃ ص ۱۲۴ و ص ۱۲۵

در اور یہ اللہ تعالے کی عظیم الشان حکمتوں میں سے ہے کہ وہ اپنے بندوں پر رحم فرما کے اور ان کے ایمانوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو آہستہ آہستہ مضبوط کرنے کے لیے بعض باتوں کو رفتہ رفتہ ظاہر کرتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر آپ کو یک لخت مسیح کی وفات اور اپنی نبوت کے اعلان کرنے کا حکم ہوتا تو آپ کی جماعت کے لیے سخت مشکلات کا سامنا ہوتا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسی طرح آپ کو براہین کے زمانہ ہی میں نبی قرار دیا لیکن اس پر بھی ایک پردہ خفا ڈالے رکھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور پوشیدہ اس لیے رکھا تا متلاشیان صداقت پر حد سے زیادہ بوجھ نہ پڑ جائے پھر دس سال بعد وفات مسیح کے مسئلہ پر سے پردہ اٹھایا لیکن مسئلہ نبوت پر ایک پردہ پڑا رہا تاکہ جماعت اپنے اندر ایک مضبوطی پیدا کرے حتیٰ کہ ۱۹۰۱ء میں اس پردہ کو بھی اٹھا دیا اور حقیقت کھل گئی الخ حقیقت النبوۃ ص۱۴۲ ص۱۴۵ ۔

پس ۱۹۰۱ء سے قبل تمام مسلمانوں کی طرح موافق قرآن وحدیث مرزا صاحب کا یہی عقیدہ تھا ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں کہ آپ کے بعد کوئی بھی کسی قسم کا نبی نہیں بن سکتا نہ اس میں کوئی تخصیص واستثنا ہو سکتا ہے ، نہ امکان تخصیص ہے ۔ بلکہ خود مرزا صاحب نے تصریح فرما دی ہے کہ اس میں کسی قسم کی تخصیص و استثناء نہیں ۔ ملاحظہ ہوں حوالہ جات مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) ماکان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسر نبینا فی قولہ لا نبی بعدی ببیانٍ واضحٍ للطالبین ولو جوزنا ظہور نبی بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لجوزنا الفتاح باب النبوۃ بعد تغلیقھا وھذا خلف کما لا یخفی علی المسلمین وکیف یجیٔ نبی بعد رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم وقد انقطع الوحی بعد وفاتہ وختم اللہ بہ النبیین ۔ (حمامۃ البشریٰ کلاں ص۶۶ خورد ص۲۸)

ترجمہ مرزا صاحب ہم نے محمدؐ کو کسی مرد کا باپ نہیں بنایا ہاں وہ اللہ کا رسول اور نبیوں کا خاتم ہے ۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اس محسن رب نے ہمارے نبی کا نام خاتم الانبیاء کہا ہے ۔ اور کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا اور آنحضرت نے طالبوں کے لیے بیان واضح سے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے ۔ اور اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز رکھیں تو لازم آتا ہے کہ وحی نبوت کے دروازہ کا انفتاح بھی بند ہونے کے بعد جائز خیال کریں اور یہ باطل ہے ۔ جیسا کہ مسلمانوں پر پوشیدہ نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی کیونکر آئے حالانکہ آپ کی وفات کے بعد وحی نبوت منقطع ہو گئی ہے اور آپ کے ساتھ نبوت کو ختم کر دیا ہے (۲) حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رح کو جو خط لکھا ہے ۔ اس میں یہ بھی ہے ۔ ہر نبوت را بروشد اختتام (۳) آپ کے بعد اگر دوسرا نبی آ جائے تو آپ خاتم الانبیاء نہیں ٹھہر سکتے الخ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن ختم نبوت کا بہ کمال تصریح ذکر ہے ، اور پہلے ۔ با شئے نبی کا تعریف کرنا یہ شرارت ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام الخ ازالہ اوہام الصلح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پُرانا (ازالہ کلاں ص۷۶۱ ص۱۲۶)

(۵) اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لیے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا۔ (نشان آسمانی ص۳۰ و ۳۱) (۶)

ماکان اللہ ان یرسل نبیًا الخ خدا کوئی بھی نبی بعد ہمارے نبی خاتم النبیین کے نہیں بھیجیگا آئینہ کمالات ص۳۷۷

عبارات مذکورہ بالا میں فقرات مندرجہ ذیل خصوصیت سے قابل لحاظ ہیں۔

(۱) ہمارے نبی کا نام خاتم الانبیاء رکھا اور کسی کو مستثنٰی نہیں کیا۔"

(۲) آنحضرت نے تفسیر یہ کی ہے "کہ میرے بعد کوئی بھی نبی نہیں"

(۳) اور آنحضرت کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز رکھیں الخ

(۴) اور آنحضرت کے بعد کوئی نبی کیونکر آئے الخ

(۵) ہر نبوت را بروشد اختتام۔

(۶) آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آجائے تو آپ خاتم الانبیاء نہیں ٹھہر سکتے۔

(۷) پرانے یا نئے نبی کی تفریق شرارت اور لانبی بعدی میں نفی عام ہے۔

(۸) قرآن کریم بعد خاتم الانبیاء کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا!

(۹) خاتم الانبیاء کے بعد اس امت کے لیے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا۔

(۱۰) خدا کوئی بھی نبی بعد ہمارے خاتم النبیین کے نہیں بھیجے گا۔

اب عدالت خود ہی ملاحظہ فرمائے کہ بلا استثنا عموم اور لفظ کسی اور کوئی نبی اور ہر نبوۃ غرض جس قدر بھی عموم کے لفظ ہو سکتے ہیں۔ سبھی موجود ہیں۔ اس پر بھی مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ اس سے مراد صرف مستقل صاحب شریعت نبی نہیں۔ محض غلط اور بے معنی ہے۔ پھر جس پرگواہان مدعا علیہ کا ایمان تھا۔ کہ خلیفہ دوم صاحب وہ بھی ۱۹۱۴ء سے قبل تک وہی مانتے ہیں۔ جو میں نے عرض کیا لہذا مختار مدعا علیہ کی یہ رکیک تاویل بالکل خلاف واقع اور ناقابل التفات ہے۔

(انقطاع نبوت پر دوسری پیش کردہ آیات کا صحیح مطلب)

دوسری آیت الیوم اکملت لکم دینکم ۔ الآیۃ

خلاصہ جواب

(۱) اس آیت میں انقطاع نبوت کا ذکر نہیں۔ بلکہ اکمل دین و اتمام نعمت کا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) اکمال دین وانقطاع نبوت لازم وملزوم نہیں پہلے دین کی اشاعت کے لیے بھی نبی آتا ہے۔

(۳) اس سے صرف اتنا نکلتا ہے۔کہ صاحب شریعت جدیدہ نہیں آئے گا۔

(۴) گواہان اور مختار مدعیہ خود حضرت عیسیٰؑ کے نبی ہونے کی حیثیت میں نزول کے قائل ہیں۔

(۵) اگر دین کا مکمل ہونا کسی نبی کے آنیکو مانع ہے تو اسرائیلی نبی دین کی ترویج کے لیے کیوں آئے گا۔

الجواب علی ترتیب السوال

(۱) اکمال دین اور اتمام نعمت سے مراد انقطاع نبوت ہی ہے۔کیوں کہ یہاں نعمت سے نعمت نبوت ہی مراد ہے اس کی تائید میں قرآن وحدیث ودیگر اسلاف واخلاف کے اقوال سے۔بیان گواہ مدعیہ۔الف وبۂ ۳ میں مصرح موجود ہے۔جس پر ایک بھی اعتراض نہیں پڑتا۔عدالت مسل سے ملاحظہ فرمائے۔

(۲) اکمال دین واتمام نعمت وانقطاع نبوت یقیناً لازم وملزوم ہیں۔جبھی توجس پر یہ آیت اتاری اوسی کو خاتم النبیین قرار دیا خود مختار مدعا علیہ کو اس کا اسی تحت میں اعتراف ہے۔لیکن آیت صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔تو آپ خاتم النبیین ہوئے۔کیونکہ آپ نے کوئی حکمت اور کوئی ہدایت اور کوئی علم اور کوئی سرا ایسا نہیں چھوڑا جس کی ضرورت ہو۔اور آپ نے نہ بتایا ہو۔

پہلا کوئی بھی دین کامل ومکمل نہ تھا۔کسی میں افراط کسی میں تفریط تھی۔بہر حال ناقص تھے اس لیے نبی آکر وحی آلہی کی روشنی میں تبلیغ کرتا تھا۔اور یہ دین کامل ومکمل ہے۔جس کے بعد بقول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وحی منقطع ہے۔

انہ تم الدین وانقطع الوحی (بحوالہ سابق) پس کوئی بھی نبی نہیں آسکتا۔نہ ضرورت ہے۔اشاعت وتبلیغ پہلے انبیاء کا کام تھا اور اب ہر عالم مسلمان بلغوا عنی ولو آیۃ ولو حدیثا الخ اسی لیے اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح قرار دئے گئے۔کہ جو کام بنی اسرائیل میں ترویج وتبلیغ دین انبیاء کرتے تھے وہ اس اُمت میں بوجہ ختم ہوجانے سلسلہ بعثت نبوت کے علماء ربانیین کرینگے۔جیسا کہ آج تیرہ سو سال تک تعامل رہا۔

(۳) اس سے ہرگز صاحب شریعت جدیدہ کا نہ آنا نہیں نکلتا۔خیر یہ تو مان لیا کہ انقطاع نبوت نکلتا ہے گو صاحب شریعت جدیدہ سہی۔اب گزارش ہے۔کہ اصل بحث اور بیان گواہان مدعیہ میں عموم پر قرآن وحدیث واقوال سلف سے حوالہ گزر چکے۔اس کے مقابل مختار مدعا علیہ کی بلاکسی قرینہ ونبوت کے محض ذاتی رائے کہ صاحب شریعت جدیدہ کا اسی سے انقطاع نکلتا ہے۔محض لغو وناقابل التفات ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) عیسیٰ کا منصب نبوت پر نازل ہونا کوئی بھی نہیں مانتا ہاں صفت نبوت اُن سے مسلوب نہ ہوگی مگر منصب نبوت اور اس کی ڈیوٹی نہ ہوگی بلکہ امتی اور مجدد کی حیثیت میں ہوں گے جس کے مفصل حوالے فتاویٰ ابن حجر اور فتوحات مکیہ وغیرہ سے گزر چکے اور احادیث کے سلسلہ میں بعض پر آئیں گے گواہ مدعیہ ۲ و ۳ نے جرح میں بھی اسے صاف کر دیا ہے۔

(۵) یہ کہنا کہ اگر دین کا مکمل ہونا کسی نبی کے آنے کو مانع ہے۔ تو اس سے اسرائیلی نبی ترویج دین کے لیے کیوں آئیگا محض مغالطہ ہے کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ بحیثیت نبی آئے تو یہ اعتراض تھا وہ تو امتی اور مجدد ہونے کی شان سے آئینگے بس جیسے اور مجدد دین سے خاتم النبیین پر کوئی اثر نہیں پڑتا یوں ہی ان کے آنے سے بھی کوئی خرابی نہ ہوگی۔ بلکہ اس میں اور شان نبوت محمدیہ کا اظہار ہے کہ آپ کی نبوت ایسی تام ہے کہ بنی اسرائیل کا جلیل القدر نبی بھی اس امت کے شمار میں آکر ایک امتی کی طرح تبلیغ دینی و ترویج سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتا ہے۔

باقی مفصل جواب کچھ اوپر بھی آچکا ہے۔ باقی سلسلہ احادیث میں آئے گا۔ عدالت پر یہ امر بھی واضح کر دینا ضروری ہے۔ کہ گواہان مدعیہ اور مختار مدعیہ نے اس آیت کا خاتم النبیین کی تفسیر اور انقطاع نبوت پر دال ہونا قرآن وحدیث اقوال سلف ائمہ ومفسرین سے مدلل ثابت کیا ہے۔ بخلاف مختار مدعا علیہ کے کہ اُس کا جواب محض احتمالات عقلیہ اور اپنے ذاتی خیالات اور تاویلات سے دینا چاہا ہے۔ جو قابل التفات ہی نہیں۔ کیونکہ تفسیر بالرائے تو مرزا صاحب بھی جائز نہیں بتاتے۔ ملاحظہ ہو۔ (برکات الدعا مرزا صاحب) اخیر میں مختار مدعا علیہ نے ایک چھٹا نمبر ڈال کر اصل بات کا عنوان دے کر یہ کہا ہے۔ کہ اکمال دین واتمام نعمت ہی چاہتا ہے۔ کہ آپ کی پیروی سے نبی بنیں اور اس پر بیان گواہ مدعا علیہ[۲] کا حوالہ دیا ہے۔

جواباً گزارش ہے۔ کہ ان تخیلات اور بلا دلیل تاویلات سے اعتقادیات کا ثبوت اور تفسیر کلام الٰہی تو ہو نہیں سکتی اکمال دین یا اتمام نعمت کے معنے کسی نے آج تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام علماء سلف وخلف نے یہ نہ سمجھا۔ کتاب کی اتباع سے نبی بنتے رہیں گے۔ یہ محض دعوٰی بلا دلیل ہے۔ اور تمام آیات ختم نبوت واحادیث صحیحہ واجماع امت واجماع صحابہ کے خلاف ہے۔ لہذا قابل التفات نہیں تفصیل کے واسطے ملاحظہ ہو۔ بیان گواہ مدعیہ ۱ ونمبر ۱ و ۲ و ۳ و جرح مختار مدعیہ اس کے بعد کتاب انسان کامل سید عبدالکریم جیلی کی ایک عبارت ص۷۶ سے نقل کر کے مغالطہ دینا چاہا ہے۔ اور جس قدر امور اس سے بطور نتیجہ اخذ کئے ہیں۔ وہ سب محض مغالطہ ہیں بلکہ وہ تو یہاں بکمال تصریح ختم نبوت کو بیان فرما رہے ہیں۔ اور آپ کے بعد وہ نبوت۔ کا جواز ہی نہیں مانتے اور کوئی حکمت ہدایت اور علم باقی نہیں مانتے جس کے واسطے کوئی نبی آئے اور لفظ تشریع سے معنی غلط خلاف اصطلاح مصنف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے کر مغالطہ کی سعی کی ہے۔ تفصیل کے واسطے انسان کامل ص۳۹ ملاحظہ ہو جو گواہ مدعا علیہ ۲۸/ مارچ ۱۹۳۳ء جرح میں پیش ہو چکا ہے۔ نیز یہ عبارت منجملہ دلائل ختم نبوت گواہ مدعیہ ۱ و ۳ نے اپنے اصل بیان میں مفصل لیا ہے۔ وہیں سے ملاحظہ ہو جس کے بعد یہ مغالطہ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد مختار مدعا علیہ نے آیت (۲) وما ارسلناك الا كافة للناس الآية (۳) قل یا ایھا الناس انی رسول الله الیکم جمیعًا الآیۃ ولکل قوم ھاد نقل کی ہیں اور اپنے لفظوں میں ایک مطلب گواہان و مختار مدعیہ کی طرف منسوب کر کے مندرجہ ذیل تاویلیں کی ہیں۔

(۱) ان آیات میں آئندہ نبی آنے نہ آنے کا کوئی ذکر نہیں۔

(۲) بتصریح حدیث اس میں عموم دعوت کا ذکر ہے۔

(۳) جیسے حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کے لیے نبی تھے۔ پھر بھی دوسرے نبی ان کے ماتحت آئے۔ یوں ہی آپ کی امت میں نبی کا آنا عمومیت دعوت کے منافی نہیں۔

(۴) انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ کی رُو سے آنحضرت جب مثل موسیٰ ہوئے۔ تو اس کی تکمیل کے لیے جیسے ان کے بعد نبی آئے یہاں بھی آنا چاہئے اور چونکہ خاتم النبیین بھی آپ کی صفت ہے۔ لہٰذا مستقل نہ ہو گا بلکہ آپ کے تابع ہو گا۔

(الجواب)

اجمالاً یہ گزارش ہے کہ عدالت ان آیات کا مدلل مطلب گواہ مدعیہ ۔ الف و ۱ و ۲ و ۳ کو سامنے رکھ کر ان جوابات اور محض اٹکل کی تاویلات رکیکہ کا مقابلہ فرمائے۔ کہ یہ تاویلات کس قدر بے ربط اور لاجوابی کا ثبوت ہیں۔

(مرتب تفصیلی جواب)

(۱) مدلل بیانات میں پیش ہو چکا کہ قیامت تک عمومیت دعوت و عموم رسالت مستلزم انقطاع نبوت کو ہے۔ اور اس سے زائد تصریح نہیں ہو سکتی۔ کہ آپ کے بعد کوئی بھی نبی نہیں آ سکتا تفصیل کے واسطے بیان گواہ مدعیہ ۔ الف اور ان آیات کی تفسیر میں تفسیر ابن کثیر و ابن جریر ملاحظہ ہو۔ اکثر حوالے بیانات گواہان مدعیہ میں موجود ہیں۔

(۲) جب کہ اس ہی عموم دعوت تسلیم کر لیا تو انقطاع نبوت جو اس کو لازم ہے وہ بھی لازماً تسلیم کرنا ہو گا کیونکہ قیامت تک تمام بنی نوع کے واسطے عموم دعوت اور اتمام نعمت کے بعد کوئی دوسرا نبی بن ہی نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتا۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد دوسرے نبی آنے پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ حضرت موسیٰ تمام بنی نوع کے لیے نہ تھے نیز ان کی دعوت کا عموم نہیں تھا۔ ان پر تکمیل دین واتمام نعمت ہی یوں نہ ہوا۔ انہیں خاتم النبیین بھی نہیں ٹھہرایا گیا بخلاف سید المرسلین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ پس یہ قیاس مع الفارق محض لغو ہے۔ صرف عموم دعوت بنی اسرائیل کو نہ دیکھا جائے بلکہ اس کے ساتھ دوسرے امور مذکورہ بھی قابل لحاظ ہیں جبھی تو یہ آیات تائیدًا پیش کی گئی ہیں نہ مستقلا

(۴) خاتم النبیین نے تو دہی مستقل کی تخصیص کردی حالانکہ خاتم النبیین کے معنے آخری نبی جسے کے بعد کوئی بھی کسی طرح کا نبی ظلی و بروزی نہ اس کے مدلل ثابت ہوچکا پس مثیل ہونا صرف اس امر میں ہے کہ جیسے وہ نبی تشریعی تھے ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی نبی تشریعی ہیں چنانچہ اس آیت انا ارسلنا الیکم الآیۃ میں تمام ائمہ ومفسرین بلکہ گواہ و مختار مدعا علیہ کے مسلم بزرگ شیخ عبدالوہاب وامام محی الدین ابن عربی نے بھی تصریح فرمائی ہے۔ تفصیل کے واسطے ملاحظہ ہو شہادت گواہ مدعیہ ۱ و ۲ و ۳۔

(مختار مدعا علیہ کی چند آیات کے متعلق عاجزی)

اس کے بعد مختار مدعا علیہ نے گواہ مدعیہ ۱ کے بیان سے (۱) سراجا منیرا (۲) قل لئن اجتمعت الانس الآیۃ (۳) بالحق انزلناہ الآیۃ (۴) اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول الآیۃ (۵) آیۃ میثاق النبیین (۶) انا نحن نزلنا الذکر یہ چھ آیات نقل کی ہیں مگر جواب کیا ہو سکتا تھا۔ اس کے بعد یہ فرماتے ہیں کسی آیت سے ایسی نبوت کا جس کے ہم قائل ہیں انقطاع ثابت نہیں ہوا وغیرہ وغیرہ۔

محض تاویلات رکیکہ بلا کسی دلیل کے پیش کی ہیں جن کے دیکھنے سے ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ مختار مدعا علیہ کے پاس کچھ بھی ضابطہ کا بھی ان کے متعلق جواب نہیں۔ ہیں بجائے کسی تفصیلی کے جواب کے عدالت عالیہ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ان تاویلات کو بیان گواہ ۱ الف سے ملا کر ملاحظہ فرمالیں۔ وہاں کوئی مطلب اپنی عقل ورائے سے نہیں بیان کیا گیا بلکہ مدلل نقول پیش کی گئی ہیں اور ان تمام تاویلات کا سدباب کر دیا ہے۔

پھر آخر میں مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد روحانی میں سے ایک فرد کو حضور کی پیروی کی برکت سے اگر مقام نبوت حاصل ہو جائے تو اس میں کونسا گناہ لازم آتا ہے" محض لغو اور بیکار ہے گناہ کیا ساری دین کی عمارت ہی مسمار ہو جائے گی۔ اس میں قرآن پاک احادیث نبویہ تمام صحابہ کرام ائمہ دین کی مخالفت کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی سخت توہین اور کفر عظیم ہے۔ تفصیل کے واسطے ملاحظہ ہو بیان گواہ مدعیہ نمبر ۲ و نمبر ۳ و بحث مختار مدعیہ۔

بحمد اللہ گواہ مدعیہ کی پیش کردہ تمام آیات بالکل لاجواب ہیں اور اپنے الفاظ میں اس کا مطلب ظاہر کر رہی ہیں جن کا مختار مدعا علیہ جواب نہ دے سکا۔ عدالت جب بیانات کا مقابلہ و ملاحظہ فرمائیگی تو اصل حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائیگی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(آیات کا جواب الجواب ختم ہوا)

(پیش کردہ احادیث کا صحیح مطلب)

خلاصہ قول مختار مدعا علیہ۔

(۱) گواہان مدعا علیہ نے ان کے جوابات دیئے تھے مگر مختاران مدعیہ نے اس سے سکوت کر کے صحیح تسلیم کر لیا اور کوئی جواب نہ دیا۔

(۲) مختار مدعیہ کا دعویٰ یا سترہ کہنا مغالطہ ہے صرف تیرہ احادیث پیش کی ہیں۔

(۳) ان تیرہ میں بھی بعض ضعیف ہیں۔

(الجواب)

(۱) جو قابل اعتناء جواب تھا اس کا ایسا فیصلہ کن جواب الجواب دیا گیا تھا کہ اس کے بعد امید تھی کہ مختار مدعا علیہ اس کا نام بھی نہ لیتا۔ مگر تعجب ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ سکوت اختیار کیا اور صحیح تسلیم کر لیا۔ یہ ضرور ہے کہ تمام اعتراضات کا صرف ایک جامع جواب دیا تھا کہ ان تمام جوابات گواہان مدعا علیہ کا خلاصہ صرف اس قدر ہے کہ لا نبی بعدی یا لا نبوۃ بعدی وغیرہ میں نبوت تشریعی و مستقل وغیرہ کی تاویل لا فتی الا علی فلا کسریٰ بعدہ لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب وغیرہ سے کرتے ہیں۔ مگر غالباً انہوں نے مرزا صاحب کی تصانیف کا پورا مطالعہ نہیں کیا وہ تو اس تخصیص کو شرارت اور گستاخی بتاتے ہیں۔ اور لا نبی بعدی میں نفی عموم کے معنی میں لیتے ہیں اور اس کے واسطے ایام الصلح ص ۱۴۶ سے تقریباً سترہ سطریں پیش کی تھیں۔ اس کے بعد یہ گزارش کی تھی کہ اس حوالہ کے بعد غالباً مختار مدعا علیہ ان جوابات کا مکرر نام بھی نہ لیں کیونکہ ایک اجمالی جواب کافی ہے۔ اور اگر پھر بھی وہ تاویلات رکیکہ دہرائیں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی تشفی کے لائق مفصل ہر ایک کا جواب علیحدہ علیحدہ ہی پیش کر دیا جائے گا یہ حوالہ اسی سلسلہ میں بحث ابتدائی میں پیش کر چکا ہوں لہذا یہ کہنا کہ سکوت اختیار کر کے صحیح تسلیم کر لیا محض جھوٹ اور افتراء خالص ہے یہ دوسری بات ہے کہ وہ اسے جواب نہ خیال کریں حالانکہ یہ جواب مرزا صاحب کے الفاظ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں ہے۔ یہ تو زیادہ قابل وقعت اور قابل لحاظ ہونا چاہیئے تھا۔

(۳) وہ ۲۶ احادیث اس سلسلہ میں ہونے کا قول کثرت احادیث ہونے کے سلسلہ میں بحوالہ گواہ مدعیہ ۳ پیش کیا گیا تھا نہ یہ کہ وہ ۲۶ احادیث پیش کی گئیں عدالت ملاحظہ فرمائے اصل بحث کے وقت گواہ ۳ کے اصل الفاظ پیش کئے تھے۔ سترہ کو مغالطہ اور صرف تیرہ پیش کردہ بتانا بالکل صحیح نہیں ہاں شاید اس سے مغالطہ لگ گیا ہو کہ احادیث پیش شدہ کو میں نے مطلق حکم نبوت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علیحدہ اور تفسیر خاتم النبیین کی علیحدہ اور جن میں آخر الانبیاء یا آخر النبیین کی تصریح ہے، وہ علیحدہ ہیڈنگ کے تحت جمع کی تھیں۔ اور کل اس سلسلہ کی بیانات گواہان مدعیہ اور جرح سے (۲۶) نقل کی تھیں میں صرف اُن کا حوالہ بلا نقل دیتا ہوں۔

احادیث (۳) بروایت ابی ہریرہؓ (بخاری و مسلم و ابوداود و ترمذی، از بیان گ مدعیہ ۱ الف و ۱ و ۲ و ۳ و ۴

حدیث (۱) بروایت ابی حازم (بخاری و مسلم) بحوالہ گ مدعیہ ۱ الف و ۲ و ۳ و ۴

حدیث (۱) بروایت سعد ابن وقاص (بخاری مسلم مشکوٰۃ مرقات) بحوالہ گ ۳ و ۴ و ۱ الف

حدیث (۲) بروایت انس ابن مالک (بخاری و مسلم و ابن کثیر) بحوالہ ۱ الف و ۴

حدیث (۱) بروایت جبیر ابن مطعم (مسلم شریف ج ۲) بحوالہ گ مدعیہ ۱ الف

حدیث (۱) بروایت عبداللہ ابن مسعود (طبرانی شریف) بحوالہ گ مدعیہ ۳

حدیث (۲) بروایت عائشہ صدیقہ رض (کنز العمال) بحوالہ گ مدعیہ ۱ الف و جرح گ مدعیہ ۱ و ۲

حدیث (۱) بروایت ابی امامہ رض (ابن ماجہ) بحوالہ گ الف و جرح گواہان مدعا علیہ۔

احادیث (۱۴) بروایت مختلف صحابہ (بخاری و مسلم و ابوداود و ترمذی و نسائی و کنز) بحوالہ گ مدعیہ ۱ الف و ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و جرح گواہان مدعا علیہ۔

یہ کل (۲۶) ہیں جو مفصل پیش کر چکا مگر مختار مدعا علیہ کو چونکہ (۱۳) کا جواب کچھ نہ کچھ دینا ہے۔ اس لیے اس نے تیرہ بتائیں اور بعض ضعیف بھی کہا حالانکہ ضعف ثابت نہ کر سکا اس کے علاوہ بھی بیانات گواہان مدعیہ میں احادیث ہیں جن میں بعض کا مضمون مکرر تھا۔ گو احادیث جُدا جُدا ہیں اس لیے بخوف طوالت بحث میں نہ دُہرایا گیا تھا۔

پہلی حدیث کا جواب

قال لعلی انت منی بمنزلۃ الی قولہ لا نبی بعدی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(خلاصہ جواب)

(۱) بعد کے معنے غیر حاضری کے ہیں یعنی متصل غزوہ تبوک میں جانیکے بعد زمانہ میں کوئی نبی نہیں یا تو نبی نہیں۔

(۲) اگر بعدی کے معنی بعد موت کے بعد کے لیے جائیں تو دونوں جملوں میں کوئی متعلق نہیں رہے گا۔ نہ تشبیہ درست ہوگی کیونکہ ہارون حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے وفات پا گئے تھے۔

(جواب الجواب)

(۱) اس میں شبہ نہیں کہ کبھی بعد کے معنی بعدیۃ متصلہ کے بھی آئے ہیں اور آیات پیش کردہ میں وہی ہیں مگر اس حدیث لانبی بعدی میں وہ معنی مراد نہیں کیونکہ یہاں اس تخصیص کا کوئی قرینہ نہیں اور حضرت علی کا گو جزیہ منقول ہے۔ مگر یہ قول "لانبی بعدی" بمنزلہ ضابطہ کلیہ کے ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ ضابطہ کلیہ نہ صرف اس جگہ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد جگہ استعمال فرمایا ہے۔ مثلاً انا خاتم النبیین لا نبی بعدی وسیکون خلفاء وغیرہ جہاں کسی قسم کی بعدیت متصلہ کے ساتھ تخصیص ناممکن ہے۔ نیز بعض روایات میں لانبی بعدی کے ساتھ وسیکون خلفاء بھی موجود ہے جو قطعی دلیل ہے کہ بعدی کے معنی بعدیت متصلہ کے نہیں بلکہ مرنے کے بعد کے ہیں۔ اور بعدیت متصلہ سے مقید کرنے میں عموم نفی سے جاتا رہتا ہے۔ حالانکہ ایام الصلح صفحہ ۱۴۶ پر مرزا صاحب بھی فرماتے ہیں کہ لانبی بعدی میں نفی عام ہے۔ عدالت خود اس حدیث کو بیانات سے لے کر اس تاویل سے مقابلہ فرمائے۔

(۲) لانبی بعدی میں بعدی کے معنی بعد موت کے لینے ہی متعین ہیں جس پر دوسری روایت میں وسیکون خلفاء کا قرینہ واضحہ موجود ہے۔ اور ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کی طرح خلافت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ہی کے ہوگی اب یہ امر کہ دونوں جملوں کا تعلق و تشبیہ درست نہ ہوگی یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ مشبہ و مشبہ بہ میں اشتراک تامہ تمام اجزاء میں نہیں ہوا کرتی بلکہ صرف وجہ شبہ میں ہوتی ہے وہ موجود ہے کہ جیسے کوہ طور پر موسیٰ نے جاتے وقت ہارونؑ کو خلیفہ چھوڑا تھا۔ میں تمہیں چھوڑتا ہوں تشبیہ صرف مطلق خلافت میں ہے۔ پس ہر دو جملوں کا تعلق اور تشبیہ بدستور قائم ہے۔ البتہ اس تشبیہ سے اس شبہ کا احتمال تھا کہ کوئی تشبیہ تامہ سمجھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی نہ سمجھنے لگے یا وہ خود نبی نہ سمجھیں۔ قال الا لست نبیا۔ نبی یا قاعدہ کلیہ لانبی بعدی سے اُسے دفع فرما دیا۔ کہ چونکہ میرے بعد کوئی نبی ہونا و بننا نہیں اس لیے صرف خلیفہ تو ہو، انبی ہونا ممکن نہیں۔ عدالت اصل بیان سے ملاحظہ فرمائے اس شبہ کا شائبہ تک نہیں۔ اگرچہ اس کے اخیر میں مدعا علیہ نے اپنے بیان کا حوالہ دیا ہے مگر وہاں اس سے زائد کوئی بات نہیں سوائے توضیح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثلاً یا تطویل عبارت کے (علماء نے لانبی بعدی کے کیا معنی کیے ہیں۔

۱۲-مختصر حوالجات مختار مدعا علیہ

(۱) اقتراب الساعۃ نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی۔

(۲) قول ملا علی قاری بحوالہ اشاعت لاشراط الساعۃ للسید شریف برزنجی۔

(۳) دوسرے حوالوں کے واسطے بیان کا حوالہ دیا گیا ہے۔

(الجواب)

(۱) اقتراب الساعۃ اور اس کے مصنف نواب صدیق حسن خان صاحب ہمارے مسلم نہیں جیسا کہ مفصل اوپر گزر چکا ہے نیز گواہان مدعیہ نے جرح میں صاف کر دیا ہے۔

نیز یہ ان کی ذاتی رائے ہے جس پر کوئی سند نہیں بلکہ صریح احادیث کے خلاف ہے بھی غیر مسلم ہے پس ہم ان دونوں کے جواب کے مکلف نہ تھے۔ مگر عدالت غور فرمائے تو ان دونوں کا جواب ہماری طرف سے پیش ہو چکا اسی طرح صاحب تکملہ مجمع البحار کے دوار الانبی ینسخ شرعہ" بھی بعینہ یہی مطلب اور یہی واقعہ اور تقریباً انہیں الفاظ میں ادا فرماتے ہیں اور اس کا جواب بعینہ اس کا جواب ہے تکملہ کی ماقبل عبارت کے نہ ہونے سے یہ شبہ پیدا ہو گیا ورنہ ہرگز نہ ہوتا یوں ہی اقتراب الساعۃ اور اشاعۃ کی عبارت اوپر سے ملاحظہ فرمائیں مطلب بالکل واضح ہے یہاں صرف نزول عیسےٰؑ کی بحث ہے، جس پر مختلف اعتراضات وارد ہوتے ہیں جنہیں رفع کیا ہے۔ اور حدیث لا وحی بعدی کو سنداً مجروح قرار دیا اور صاحب تکملہ نے مغیث سے ایک اور حدیث نقل کی جس کے الفاظ یہ تھے مغیث فی حدیث عیسٰی ابنہ بقتل الخنزیر و بکسر الصلیب و یزید فی الحلال یعنی عیسےٰؑ نازل ہو کر قتل خنزیر اور کسر صلیب فرمائیں گے اور حلال میں زیادتی فرمائیں گے اب خیال تھا کہ حلال میں زیادتی تو جدید شریعت ہوگی۔

اس کا جواب دیا کہ مطلب یہ ہے کہ اراد یزید فی حلال نفسہ بان تیزوج و یولد لہ و کان لم تیزوج قبل رفع الی السماء فزاد بعد الھبوط فی الحلال فحینئذٍ یومن کل احدٍ من اھل الکتاب للیتقین بانہ بشر" یعنی حلال میں زیادتی سے کوئی نئی ملت کا ایجاد نہیں بلکہ اپنے اعمال میں حلال یعنی نکاح کا اضافہ فرمائیں گے اس طور پر شادی کریں گے اور اولاد ہوگی۔ کیونکہ قبل رفع الی السماء شادی نہ کی تھی اب زمین پر اترنے کے بعد شادی فرما دیں گے جس سے اہل کتاب اُن کی بشریت کا یقین کر کے ان پر ایمان لائیں گے (جو پہلے خدا سمجھتے یا مخالف تھے)

پھر اسی نزول عیسےٰؑ پر قول حضرت عائشہؓ محمول فرمایا ہے۔ اس کے بعد یہ لفظ ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وھٰھنا الاینافی حدیث لانبی بعدی کہ یہ حدیث لانبی بعدی کے منافی نہ ہوا کیونکہ اس بارادتی صلال ت
تو شادی کرنا مراد ہے ، ورلا نبی بعدی کا مراد کسی نبی کا نہ آنا ہے جو شریعت محمدی کے لیے یہاں تو اسی کے منافی
عمل کیا ۔ پس وہ نبی نہ بنے بلکہ عامل باشرع المحمدی ہے عدالت خود اس خیانت کو ملاحظہ فرمائے کہ وہاں لانہ ارادہ
ہے ، اور گواہ مدعا علیہ نے لانہ کا فقرہ کاٹ کر کے صرف ارادہ الخ سے عبارت لی تاکہ ماقبل سے
ربط نہ معلوم ہو سکے پس اس قسم کے قطع وبرید کے حوالہ جات قابل التفات ہی نہیں ۔ لہذا دراصل وہ عبارت اسلامی
عقیدہ کے منافی نہیں نیز وہ تو صرف نزول عیسےٰ من السماء کے متعلق ہے اور جو اس کا قائل نہیں ان سے کہنا ہی
اس کا فضول ہے اسی جگہ نبی تشریعی کی اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ الخ اور
لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار وغیرہ سے بھی ہرگز درست نہیں ہو سکتی کیونکہ مرزا صاحب کی تحقیق
سے بھی منافی ہے ، جیسا کہ اصل بحث میں عرض کر چکا ہوں ، کہ ان کے نزدیک بھی لا نبی بعدی میں نفی عموم کی ہے اور
تخصیص کرنا شرارت ہے ۔ ایام الصلح ص۱۴۶ ۔

پھر یہ بھی ملاحظہ ہو کہ امثلہ مذکورہ یا ان جیسی اور چند مثالوں میں نفی کمال بھی تسلیم کر لیا جائے ، تو اس سے یہ
کیونکہ لازم آتا ہے کہ ''لا نبی بعدی'' میں بھی نفی کمال ہی مراد ہے کیا کسی ایک حدیث یا قول یا محاورہ میں نفی کمال مراد
ہو جانا اس امر کو مستلزم ہے کہ سب جگہ یہی معنی چلائے جائیں ، اور اگر یہ عام ضابطہ کلیہ بن گیا ۔ تو کوئی وجہ
نہیں کہ لا الٰہ الا اللہ یا اللہ لا الٰہ الا ھو یا لاریب فیہ ہر جگہ نفی کمال نہ لی جائے کیونکہ
جب یہی اجتہاد اور یہی قیاس ہو تو ایک بت پرست ہندو کہہ سکتا ہے کہ ھو لا الٰہ الا اللہ ، میں بھی
نفی کمال ہے یعنی کامل معبود سوائے اللہ کے کوئی نہیں ، اگرچہ غیر مستقل اور غیر شارع معبود ہو سکتے ہیں ۔ اور یہی تمام
بت پرستوں کا عقیدہ ہے ۔ یوں ہی کوئی قرآن کا منکر کہہ سکتا ہے کہ لاریب فیہ میں بھی نفی کمال ہے ۔ یعنی کامل ریب
اور شک قرآن میں اگرچہ بعض اقسام ریب اور شک کے موجود ہے ، اگر کسی دلیل سے اس مخالف بت پرست کو
نفی کمال مراد لینے سے روکا جا سکتا ہے ۔ تو وہی دلیل ہماری جانب سے بھی ''لا نبی بعدی'' میں نفی کمال مراد ہونے
پر تصور فرما لیویں پس جب کہ تمام قرآن ، حدیث و اقوال سلف حتیٰ کہ مرزا صاحب کے ایام الصلح ص۱۴۶
کی تصریح سے ثابت ہو گیا کہ لا نبی بعدی میں نفی عموم کی ہے اور تخصیص شرارت اور گستاخی ہے ۔ پس یہ
تاویلات یقیناً بلکہ مسلم طور سے ناقابل التفات ہیں ۔

ایک مغالطہ کا جواب

اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہٗ ، واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہٗ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تخصیص کے لیے عجیب وغریب تقریر تصنیف کی ہے۔ اور اسکا مدار اس پر ہے۔ کہ کسریٰ اور قیصر خاص دو شخصوں کے نام نہیں بلکہ ہر بادشاہ فارس کو کسریٰ اور شاہ روم کو قیصر کا لقب دیا جاتا ہے۔

اور چونکہ ان دونوں ملکوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اب تک کوئی نہ کوئی بادشاہ بن ہوتے رہے ہیں لہٰذا معنی یہ ہیں اگرچہ باقی ہوں گے مگر اسلام کے زیر نگین یوں ہی یہاں نبی تو آئیں گے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع۔

مگر یہ بنا فاسد علی الفاسد ہے۔ خود ایک مطلب تصنیف کیا۔ اور اس پر بنیاد رکھ دی۔ یہ محض غلط ہے کہ کسرے و قیصر اب تک موجود ہیں۔ امام نووی شرح مسلم میں حضرت امام شافعی رح اور تمام علماء سے نقل فرماتے ہیں

فلا کسریٰ بالعراق ولا قیصر بالشام یعنی اُن دونوں اقلیموں میں اُن کی سلطنت نہ رہے گی۔ چنانچہ بلاشک اس طرح ہوا۔ کہ کسرے اور کسرویت کا تو بالکل خاتمہ ہو گیا۔ اور قیصر نے ملک شام سے بھاگ کر کسی اور جگہ پناہ لی غرض ان دونوں اقلیموں میں کسرے و قیصر نہ رہے اسلیے سوال اس پر ہے خود یہ کہنا ہی غلط ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہری معنے میں مستعمل نہیں رہتے۔ اس پر لانبی بعدی کو قیاس فاسد کر کے تحریف کریں۔ اور اگر تھوڑی دیر کے واسطے بفرض محال اس حدیث فلا کسریٰ میں کسی خارجی ذریعہ سے کوئی تخصیص مرزا صاحب کے متبعین کی طرح فرض کر لے تو اس سے یہ کب لازم آیا کہ "لانبی بعدی" میں بھی تخصیص کر دی جائے۔ کیا کسی ایک حدیث کا کسی وجہ سے مؤول ہو جانا اس کو مستلزم ہے۔ کہ تمام احادیث صریح کو بگاڑ کر اُس کے مطابق بنایا جائے۔

اور ایام الصلح صفحہ ۱۴۶ کی تصریح کے بعد مرزا صاحب کے مسلک پر بھی اس حدیث لانبی بعدی میں تخصیص شرارت اور گستاخی ہے۔

یہ محض غلط ہے کہ ان احادیث کے جواب کا جواب ابتدائی بحث میں نہ آیا۔ کیونکہ ابتدائی بحث میں التزام تھا کہ جو چیز ایک مرتبہ جس سلسلہ میں گزر گئی۔ اعادہ کسی رنگ میں نہ کیا گیا۔

صوفیائے کرام کے حوالوں کی تشریح کے تحت اصل بیانات اور بحث میں شیخ محی الدین ابن عربی کے قول

انما ارتفعت نبوۃ التشریع فھذا معنی لانبی بعدی

اور یل اذا کان یکون تحت حکم شرعی کا مکمل جواب۔

اور لفظ تشریع کی شرح وغیرہ ربط و تفصیل سے گزر چکی۔ اب یہ کہنا کہ اس کا جواب نہ ہوا۔ صحیح نہیں۔ اور چونکہ جواب الجواب میں بجائے کسی جواب کے کچھ کمی زیادتی اور جوابی رنگ کے مکرر پیش کیا ہے۔ لہٰذا مختصر جواب بھی عرض کرتا ہوں اگرچہ اس اصول تحقیق کے بعد ضرورت نہ تھی۔

......

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصولی تمہید

(۱) عقائد میں قطعیات کتاب اللہ والرسول یا بقول گواہ ۲ مدعا علیہ وحی مرزا صاحب ہی معتبر ہے اور کچھ معتبر نہیں ملاحظہ ہو جرح گواہ ۲ ۲۸/مارچ ۱۹۲۳ء لہذا نہ باب عقائد میں ان اقوال کے لانے کی ضرورت اور نہ جواب کی حاجت۔

(۲) شریعت کے خلاف جو شیخ کی عبارت نظر آتی ہے وہ ان کی نہیں بلکہ مدسوس اور خارج سے ملائی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ یواقیت ص۳ وجمیع ما عارض من کلامہ ظاہر الشریعۃ و علیہ الجمہور فہو مدسوس علیہ الخ حضرت شیخ کا وہ قول جو ظاہر الشریعت اور جمہور کے مسلک کے خلاف ہے وہ ان کا نہیں بلکہ مدسوس اور خارج سے اضافہ ہے۔ یوں ہی دوسرے مسلم بزرگوار (مجدد الف ثانی رح) مکتوبات جلد ۲ دفتر اول ص۱۱۲ میں تصریح فرماتے ہیں بوجہ خوف طوالت صرف حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو۔

از عجائب کار بار است شیخ محی الدین ابن عربی۔۔رتا بمنہ اکرمہ۔ اس سے ناواقف کو مغالطہ سے بچانے کے لیے شامی ج ۳ ص۲۹۴ سے پیش کیا گیا تھا کہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ نے خود وصیت فرمائی ہے کہ نحن قوم یحرم النظر فی کتبنا کہ ہماری کتب ہر شخص کو دیکھنا ٹھیک نہیں جس کا غلط مطلب کے لئے مختار مدعا علیہ نے جو کچھ کہنا تھا کہا۔

(اصل جواب الجواب)

ہر شخص اور ہر فن کی ایک اصطلاح خاص ہوتی ہے ولکل ان یصطلح بھی مسلم ہے اور کسی کے اصطلاح کے خلاف مطلب لینا ہرگز درست نہیں۔ ملاحظہ ہو جرح گواہ مدعا علیہ ۲ ۲۶/مارچ ۱۹۲۳ء) نیز واقفیت مسلمہ فریقین ص۱۱ ملاحظہ ہو۔ والا یجوز الانکار علی القدم معرفتہ مصطلحہم فی الفاظہم اذا رأینا بعد ذلک فی کلامہم مخالفًا للشریعۃ

یعنی صوفیا کرام پر اعتراض جب تک ان کے خصوصی الفاظ کی اصطلاح سے واقف نہ ہو جائیں جائز نہیں البتہ واقفیت اصطلاح کے بعد بھی اگر ظاہر شریعت کے خلاف ہے تو اسے پھینک دیں گے اور قبول نہ کریں گے اور گواہان مدعا علیہ کا خود اقرار ہے کہ فصوص الحکم و فتوحات بالاستیعاب مطالعہ نہیں کیا اور اصطلاح صوفیہ میں کوئی بھی کتاب نہیں پڑھی ملاحظہ ہو جرح گواہ مدعا علیہ ۲ ۲۸/مارچ ۱۹۲۳ء پس انہیں ان عبارات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مغالطہ لگنا کوئی تعجب کی بات نہیں صرف شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ کی اصطلاحات پر مستقل تصانیف ہیں منجملہ
ان کے کبریت احمر فی علوم الشیخ الاکبر بھی ہے جس میں ان کی اصطلاحات نبوت ورسالت کے متعلق یہ ہے کہ (ا) اعلم
ان النبوۃ ھی الاخبار عن شئ سارئۃ فی کل موجود عند اھل الکشف والوجود لکن
لا یطلق علی احد منھم اسم نبی ولا رسول الا علی الملئکۃ الذین ھم
رسل فقط ——————— ماحصل یعنی شیخ کی اصطلاحات میں لفظ نبوت کے معنی کسی چیز کی
خبر دینا اور یہ نبوت تمام موجودات میں صوفیاء کرام کے نزدیک موجود وساری ہیں مگر اسم نبی رسول اللہ سوا اس کے
کسی پر نہ بولا جائے گا جس کو اصطلاح شرع میں نبی ورسول کہتے ہیں ہاں ملائکہ بھی بوجہ رسالۃ فیما
بینہ تعالیٰ و بلین الانبیاء رسول کہلاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمادیں نبوت کے معنی مطلق خبر دینے کے کس قدر
عام حیوانات کے اندر بھی مانتے ہیں نیز اس کے مقابل تشریع بھی شریعت کی اصطلاح مراد لیتے ہیں حضرت
شیخ رح کے نزدیک رسالت بمعنے تبلیغ مستعمل ہے ملاحظہ ہو فتوحات ج ۱ باب ۲۸۔ اور ولایت نبوت کے مقابل
برابر فتوحات فصوص الحکم میں مستعمل ہے۔ البتہ لفظ رسول ونبی صرف اصطلاح شریعت کے نبی کو کہتے ہیں۔ یہی
معنی تشریع کے ہیں کہ شرعی اصطلاح کا نبی ورسول نہ یہ کہ صاحب شریعت جدیدہ۔ ملاحظہ ہو فتوحات مکیہ بحوالہ
بیانات۔ وھذ کلہ موجود فی رجال اللہ من الاولیاء والذی اختص بہ النبی
دون الولی والوحی التشریع ولا یشرع الا النبی ولا یشرع الا رسول کہ یہ کل مردان خدا
اولیاء اللہ میں موجود ہے اور وہ وحی جو سوا ولی کے نبی کے ساتھ مختص ہے وحی التشریعی یعنی اصطلاحی وحی نبوت
ہے۔ اور جو نبی ورسول ہے وہی مشرع ہے۔ ملاحظہ فرمادیں کہ تشریع یا شرعی وہی اصطلاحی۔ نبی رسول کو قرار
دیا ہے جو اولیاء اللہ کے مقابل ہے نہ بمعنی صاحب شریعت جدیدہ پس جہاں کہیں لفظ تشریع یا مشرع یا
اس کے ہم معنی حضرت شیخ کی اصطلاح میں مستعمل ہے اس سے اصطلاح شرع کا نبی مراد ہے نہ لغوی نبوت جو
حیوانات تک میں مانتے ہیں۔

اب اس اصطلاح کے معلوم ہو جانے کے بعد پیش کردہ عبارات کا مطلب بالکل واضح ہے کوئی
اس کے حل کرنے میں دشواری نہیں۔

مزید براں مختار مدعا علیہ وگواہان مدعا علیہ اگر حضرت شیخ رحمۃ اللہ کی عبارت قطع وبرید کرکے نہ
پیش کرتے تو اس قدر مغالطہ کبھی نہ لگتا صرف اس خیانت نقل سے یہ مغالطہ پیدا ہوا اور اس واسطے اس پیش
کردہ فقرہ انما ارتفعت نبوۃ التشریع کا ابتدائی لفظ ولھذا قلنا کو کاٹ
کر پیش کیا گیا تاکہ کوئی اس کا ماقبل سے ربط نہ سمجھ لے جس سے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح مسلک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس معاملہ میں معلوم اور واضح ہو جائے اصل کل عبارت ملاحظہ ہو۔ اول ما بدی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرویا فکان لا یری رؤیا الا اخرجت مثل فلق الصبح وھی التی ابقی اللہ علی المسلمین وھی من اجزاء النبوۃ فما ارتفعت النبوۃ بالکلیۃ ولھذا قلنا انما ارتفعت النبوۃ التشریع فھذا معنی لا نبی بعدہ یعنی وحی جو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آئی تو وہ رویا تھی پس آپ کوئی رویا (خواب) نہ دیکھتے مگر وہ صبح کی روشنی کی طرح سچا ہوتا تھا اور یہ ہی صرف سچے خواب ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کے لیے باقی رکھا ہے اور یہ اجزاء نبوت سے ہیں اس لیے نبوت بکلی نہیں اٹھائی گئی اور اس لیے ہم نے کہا ہے کہ نبوت تشریعی (یعنی علاوہ خواب شریعت کی اصطلاح والی) اٹھائی گئی اور یہ ہی معنی لا نبی بعدی کے ہیں

ملاحظہ فرماویں کہ کس صفائی سے یہاں شیخ اکبرؒ نے اجماعی مذہب کو اپنا مذہب قرار دیا ہے کہ جو چیز باقی رہ گئی ہے وہ رُویا ہے اور اجزاء نبوت میں سے ایک جزو ہے اور پھر آگے لکھا ہے:۔

اسم النبی زال بعد رسول اللہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے نبی کا نام زائل ہو گیا یعنی اور کوئی شخص نبی بن کر نہیں کہلا سکتا اسی سلسلہ میں دوسرے مقام پر لکھا ہے۔ مع ہذا الا یطلق اسم النبوۃ ولا نبی الا علی المشرع خاصۃ یعنی نبوت اور نبی کے نام کا اطلاق سوائے مشرع یعنی سواء شرعی نبی کے اور کسی پر نہیں ہوتا۔

پس اصطلاح شریعت میں وہ ایسے لوگوں کو اولیاء اللہ ہی کہتے ہیں اور نبی کا نام ان پر جائز نہیں سمجھتے اور پھر شیخ اکبرؒ اس سے بھی زیادہ صفائی سے لکھتے ہیں وھذ کلمہ یعنی یہ سب کچھ وحی کا آنا اللہ کے ان بندوں میں پایا جاتا ہے جو اولیاء اللہ میں سے ہیں اور وہ چیز جس سے نبی کو خاص کیا جاتا ہے اور ولی سے ممتاز کیا جاتا ہے وہ شرعی اصطلاح کی وحی ہے پس سواء نبی کے کوئی شارع نہیں ہو سکتا اور سوا رسول کے کوئی شارع نہیں ہو سکتا۔

پس ملاحظہ فرمائیں کس صفائی سے شیخ اکبرؒ شارع اور نبی کو ایک قرار دیتے ہیں اور تشریع سخت کے مقابل پر ولایت کا ذکر کر کے تصریح فرما رہے ہیں کہ ولایت کے علاوہ ہر قسم کی نبوت نبوت تشریعی ہی ہے مختار مدعا علیہ نے محض مطلب برآری کے لیے ان کے اقوال میں سے ایک ٹکڑا نقل کر دیا اور جن اقوال میں سے یہ قول ان کا صاف ہوتا تھا اور ان کے اصل مذہب پر روشنی پڑتی تھی اسے کاٹ دیا حضرت شیخ اکبرؒ کے اس قسم کے بہت سے اقوال موجود ہیں جو جرح میں آچکے ہیں۔ اس وقت طوالت کی وجہ سے نقل نہیں کرتا وہیں سے مفصل ملاحظہ فرمائے جاویں جو مخصوص اس عبارت سے متعلق ہیں ان کا صرف اول و آخر پتہ کے لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بطور حوالہ کے درج کرتا ہوں۔

(۱) فهم ورثة الانبياء ...تا..... لا يكون مشرعًا (بحوالہ فتوحات)

(۲) من حفظ القرآن فقد ادرجت النبوة الخ (بحوالہ فتوحات)

(۳) وهذه نبوة سادية فى الحيوان الخ (بحوالہ فتوحات)

(۴) وكذلك تنقطع فى الآخرة بعد دخول الجنة والنار نبوة التشريع لا نبوة العامة

(۵) ولذا كان يبول به .... تا بين جنه (يواقيت)

(۶) وادعاء نبوة فقد انقطعت الخ

کے ہر قسم کی ظلی و بروزی مستقل و غیرہ مستقل) کا دعویٰ منقطع ہو چکا۔

(اس مسئلہ کے متعلق شیخ اکبر رح کا آخری مصرح اور قطعی فیصلہ)

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رح اپنی سب سے آخری تصنیف فصوص الحکم میں تصریح فرماتے ہیں کہ

اعلم ان الولاية ...... تا والسنته (فصوص الحکم مع تاویل الحکم ص۴۲۷ و ۴۲۸ و جرح گواہ مدعا علیہ نمبر۲ ۲۷/مارچ ۲۳ء)

اس حوالہ میں مشرع اور مشرع لہ دونوں قسموں کے نبی کی تصریحاً نفی موجود ہے یعنی نہ امتی نبی بن سکتا ہے نہ غیر۔ نہ صاحب شریعت نہ غیر صاحب شریعت بلکہ یہاں تک شیخ کے کلام میں تصریح موجود ہے کہ صرف اوامر و نواہی کا دعویٰ بھی بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گویا اصطلاح شرع کی نبوت کا دعویٰ ہے "سواء وافق شرعنا او خالف" خواہ ہماری شریعت کے موافق ہو یا مخالف اور مستقل ہو یا غیر مستقل "فان كان مكلفًا ضربنا عنقه والا ضربنا عنه صحفًا" کہ اگر وہ مجنون نہیں تو اس کی گردن ماردی جائے گی۔ ورنہ اس سے اعراض کیا جائے گا۔ یہ حوالہ بیانات اور جرح میں یواقیت جلد ۲ مبحث ۳۵ ص۴۸ پر موجود ہے مفصل حوالہ جات ۲۹/ مارچ کی جرح گواہ مدعا علیہ نمبر۲ سے ملاحظہ فرمائی جاوے اس کے بعد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کو قطع و برید کر کے ان کی طرف کسی عبارت کو منسوب کر کے یہ مطلب لینا کہ ان کے نزدیک امتی نبی آ سکتا ہے اور صرف مستقل صاحب شریعت نبی کا آنا بند ہے جو ناسخ شریعت محمدیہ ہو صریح ظلم اور بہتان عظیم ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری حدیث

کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء الخ

خلاصہ تاویلات مختار مدعاعلیہ

(۱) بنی اسرائیل میں سیاسی وغیرہ سیاسی نبی ہوتے تھے حضرت موسیٰ نے جس سیاست کو شروع کیا اسے ناقص چھوڑ کر وفات پاگئے آپ نے فرمایا کہ میری وفات کے بعد سیاست کے لیے نبی کی ضرورت نہیں بلکہ خلفاء ہر کام انجام دینگے اس میں یہ نہیں کہ امتی نبی نہ آئے گا۔

(۲) بحوالہ بیان تاویل بعدیت متصلہ۔

(الجواب)

(۱) اس پہلے جواب کا مدار صرف یہ ہے کہ اس میں یہ نہیں کہ امتی نبی نہ آئے گا حالانکہ اس میں وانہ لا نبی بعدی موجود ہے جس میں باتفاق علماء ہر قسم امتی وغیر امتی ظلی و بروزی نبی بننے کی نفی ہے اور لا نفی جنس نفی عموم ہی کے لیے حقیقتہً استعمال ہوتا ہے مرزا صاحب نے بھی لا نبی بعدی میں نفی عام مانا ہے ایام الصلح ص۱۴۶ پس یہ تاویل محض بے سود ہے اور نہ صرف علماء و ائمہ و اسلاف بلکہ مرزا صاحب کی تصریح کے بھی خلاف ہے۔

(۲) اس بیان کا بلا وجہ حوالہ دیا اس میں بعدیتہ متصلہ بلا کسی قرینہ کے مراد لیا ہے اس کا جواب اوپر گزرچکا ہے کہ یہاں ہرگز بعدیتہ متصلہ نہیں ورنہ ضابطہ کلیہ نہ رہے گا اور عموم نفی باطل ہو جائے گی نیز وسیکون خلفاء خود بتا رہا ہے کہ یہ متصلہ نہیں تمام زمانہ بعد مراد ہے تفصیل کے واسطے اصل حدیث معہ تشریح بیان گواہ مدعیہ نمبر الف و ۱ و ۲ ملاحظہ فرمائی جاوے۔

(تیسری حدیث ختم بی النبوۃ کا جواب)

خلاصہ تاویلات مختار مدعاعلیہ

اگر ختم کے معنی بھی یہی جاویں تو الف و لام تخصیص یا عہد کے لیے ہوگا یعنی جو بالاستقلال نبی تھے آپ کے فیض سے نبی بننے کی نفی نہیں۔

۱ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح نے تفہیمات الٰہیہ میں یہ معنی کئے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد ایسا کوئی نبی نہ ہوگا جس کو اللہ تعالےٰ لوگوں کے واسطے شارع بنائے۔

الجواب

(۱) اصل الف ولام تخصیص عہد کے واسطے نہیں بلکہ حقیقۃً جنس کے واسطے آتا ہے خصوصًا جب کہ مصادر پر داخل ہو لہذا یہاں کسی طرح تخصیص جائز نہیں نہ کسی شارع حدیث نے اس کی تخصیص کی۔ یہ محض مختار مدعا علیہ کی ذاتی رائے ہے تمام شراح حدیث نے تصریح فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا تخصیص ہر قسم کی نبوۃ کو ختم کرنے والے ہیں اکثر حوالے بیانات زیر سلسلہ ختم نبوت گزر چکے ہیں اس کے خلاف معنی قرآن پاک اور صریح و صحیح احادیث کے بالکل معارض ہوں گے لہذا وہ کسی طرح قبول نہیں ہو سکتے۔

(۲) شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ نے ہرگز یہ مراد نہیں لیا۔ مختار مدعا علیہ نے اپنی مرضی کا ترجمہ کر دیا وہاں لفظ یہ ہیں۔ کہ ای لا یوجد من یامرہ اللہ سبحانہ بالتشریع علی الناس جس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ ایسا کوئی نہ ہوگا جس کو اللہ تعالےٰ امر فرمائے لوگوں پر شریعتہ بیان فرمانیکا۔ تشریع کے معنے لغت عرب میں صرف شریعت بیان ہی کرنے کے ہیں، نہ شارع بنانے کے ملاحظہ ہو منتہی الارب۔

پس حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ کا مطلب بالکل واضح ہے اس کا تو احتمال ہی نہ تھا کہ کوئی صاحب شریعت نبی آئے غیر صاحب شریعت جس کا کام صرف شریعتہ بیان کرنا ہو وہ بھی نبی نہیں آسکتا یہ حوالہ تو صریح ہمارے موافق مؤید ہے صرف مختار مدعا علیہ نے مرزا صاحب کی یا اپنی اصطلاح میں غلط ترجمہ کر کے مطلب مختل کر دیا تھا ورنہ مطلب بالکل واضح ہے۔

اور اگر بالفرض یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ اس کے معنی شارع بنانے کے ہیں بھی ایک مغالطہ یہ رہ جاتا ہے کہ من کا لفظ عام تھا اس کے معنی یوں کرنا کہ ایسا کوئی نبی نہ ہوگا محض اپنی ایجاد ہے ترجمہ صرف یہ ہو سکتا ہے کہ نہ پایا جائے گا وہ شخص جس کو خدا شارع بننے کا حکم کرے یا شارع یعنی نبی بنائے اور یہی ہم کہتے ہیں باقی شارع نبی کا مرادف ہونا علاوہ بدیہی ہونے کے فتوحات مکیہ سے بحث وحی میں پیش کر چکا ہوں کہ لا یشرع الا النبی ولا یشرع الا الرسول خاصۃ (فتوحات مکیہ بحوالہ سابق) یعنی شارع نبی غیر مستقل اور شارع رسول یعنی نبی مستقل ہوتا ہے پس شارع بمعنی نبی ہوا مستقل صاحب شریعتہ ہو یا غیر مستقل۔

کیونکہ نبی کو بھی شارع بتایا اور رسول کو بھی اور فتوحات میں تصریح ہے کہ نبی بلا شریعت جدیدہ والے کو اور رسول صاحب شریعت جدیدہ کو کہتے ہیں (فتوحات بحوالہ گذشتہ)

لہذا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ کی عبارت بالکل مسلمانوں کے مطابق ہے کہیں مختار مدعا علیہ کی تائید کا شبہ تک نہیں اپنی طرف سے اس نے لفظ نبی اضافہ کر کے شبہ میں ڈالا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) چوتھی حدیث انا العاقب الخ

اس کے جواب میں صرف لانبی بعدی کو مدرج اور راوی کا اضافہ بنایا ہے اور میں نے جو ترمذی سے پیش کیا تھا سے بحوالہ حاشیہ بخاری فتح الباری فظاہر الادراج سے رد کرنا چاہا ہے حالانکہ یہ صرف مغالطہ ہے لانبی بعدہ ضرور راوی کا ہے اور وہ مسلم ج ۲ صہ ۲۶۱ یا ترمذی کی ایک روایت میں ہے اور ترمذی صہ ۱۰۷ ج ۲ پر جو لفظ میں نے پیش کیا ہے کہ قال ان العاقب والعاقب الذی لیس بعدی نبی کہ میں عاقب ہوں اور خود ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عاقب کی تفسیر فرماتے ہیں کہ عاقب کے یہ معنی ہیں کہ میرے بعد کوئی بھی کسی قسم کا نبی نہیں لہذا میں عاقب بمعنی بالکل پچھلا نبی ہوں۔ اس کو کسی نے مدرج نہ بنایا بلکہ خود امام ترمذی رح اس حدیث کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ "ہذا حدیث حسن صحیح" کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

پس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کے بعد بخاری کے حاشیہ سے نقل کر کے اور تفسیر بنانا متکلم کی تصریح کے خلاف ہے۔ دوسرے وہاں صہ ۵۰۱ بخاری ج ۱ کے حاشیہ ۲ قسطلانی نے لغوی معنے اس کے نقل کیے ہیں۔ اسے تفسیر اور مراد متکلم قرار نہیں دیا۔ حتی کہ اس تفسیر سے متعارض ہے۔ اور آج تک کوئی بھی ترجمہ اور تفسیر میں تعارض نہ سمجھا گو الفاظ میں فرق ہو۔

پانچویں حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات

اس کا جواب دیا کہ بہر حال نبوت کا ایک جزو مبشرات تو باقی ہے پس نبوت باقی رہی اور اس کی تائید مولانا محمد حسن کی کتاب کواکب دریہ صہ ۱۴۷ و صہ ۱۴۸ سے پیش کی ہے۔

اس کے جواب ہی کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ اگر بقائے نبوۃ سے صرف اچھی خوابیں دیکھنا مراد لیتے ہیں تو اس میں کسے اختلاف ہے۔ مگر میں اوپر بحوالہ فتوحات دیوانیت پیش کر چکا ہوں۔ اس میں لفظ نبی اور رسول کا اطلاق یا دعوئے نبوۃ کسی قسم کا جائز نہیں۔

کواکب دریہ باوجود غیر مسلّم ہونے کے ہمارے خلاف نہیں اس پیش کردہ عبارت کا آخری حصہ ملاحظہ فرماویں "وہ دو قسم کی ہے ایک نبوت تشریعی جو ختم ہو گئی دوسری نبوت بمعنی خبر دادن ہے اُس کو مبشر کہتے ہیں اپنے اقسام کے ساتھ جس میں رویا ہے باقی ہے (کواکب دری صہ ۱۴۸)

نبوۃ تشریعی کو بند اور نبوۃ لغوی بمعنی خبر دادن جس میں مبشرات ہیں، باقی بتاتے ہیں۔ اس میں کسے خلاف ہے نبوۃ حقیقی تو باقی نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹی حدیث: انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم ومسجدی آخر المساجد

ایسی روایت سے ابن ماجہ اس کے دوراوی کو تقریباً ایک صفحہ میں مجروح کرنے کی سعی کی ہے۔ حالانکہ کسی ایک دو کے کلام کرنے سے راوی مجروح نہیں ہو سکتا۔ ائمہ جرح وتعدیل کا آخری فیصلہ اُس کی صحت کا ہے۔ اور جو روایات ابن ماجہ کی مجروح ہیں۔ اس میں اسے شمار نہیں کرتے مزید برآں روایتہ ابن ماجہ کے علاوہ آخر انبیاء با آخر ھو کی اور حدیثیں بھی ہیں مثلاً۔

(۱) انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم (مسلم شریف بحوالہ گواہ مدعیہ ۱)

(۲) جعلتک آخر النبیین کنز العمال گ ۱ مدعیہ)

(۳) آخر ھو فی البعث کنز العمال گ ۱ الف دمدعیہ) وغیرہ۔

ان میں پہلی تو حدیث صحیح مسلم کی ہے جو بخاری کے ہم پلہ صحیحہ میں شمار ہے دوسری دونوں کنز العمال کی سند صحیح ہیں پھر ہم نے آخر المساجد کی شرح اسی کنز العمال کی دوسری روایت انا آخر الانبیاء ومسجدی آخر مساجد الانبیاء سے پیش کر دیا تھا کہ پہلی روایت میں راوی نے اختصار سے کام لیا ورنہ صحیح روایت یہ ہے کہ میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد نبیوں کی تیار کردہ مساجد سے آخری ہے نہ کوئی نبی آسکتا ہے نہ کوئی نبی کی مسجد بنے گی

یہ تمام احادیث لاجواب ہیں صرف مخصوص ابی امامہ کی حدیث ابن ماجہ کو لے کر جرح نقل کی۔ اس سے کچھ اپنا صحاح احادیث پر اثر نہیں پڑ سکتا۔

ساتویں حدیث

مثلی ومثل الانبیاء من قبلی الخ

اس کا کچھ بھی جواب نہ بن آیا۔ اور یہ کہکر ٹال دیا کہ اس سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے۔ تو دو امر۔

(۱) جیسے پہلے نبی آئے تھے ایسے نہ آئیں گے۔

(۲) یہ کہ پہلے نبیوں سے اب کوئی باقی نہیں

حالانکہ یہ تخصیص محض تاویل ناقابل قبول ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی قرینہ تخصیص نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام قصر نبوت کی اپنی آپ کو آخری اینٹ۔ اور خاتم النبیین قرار دیتے ہیں۔ وہ نبوت جس میں صاحب شریعت وغیر صاحب شریعت تشریعی وغیر تشریعی دونوں شامل ہیں اس کی آخری اینٹ کے بعد کوئی بھی گنجائش نہیں۔ اصل استدلال انا تلك اللبنة آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری اینٹ قصر نبوت کی ہونے سے ہے جو بحالہ باقی ہے فتح الباری ۶۰ پر بھی اس کی تائید ہے کہ آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے انبیاء و نبوۃ اور ان کے بعث وارشاد کو اس قول سے تشبیہ دی۔ وہاں کہیں بھی مستقل و غیر مستقل کی تفصیل نہیں۔ اور محض ایک ٹکڑہ نقل کر کے مغالطہ کی سعی کی گئی ہے اور اصل یہ ہے کہ یہ حدیث اس قدر قطعی اور صریح ہے کہ کوئی بھی تاویل ناممکن ہے۔ اصل حدیث مع توضیح و تشریح بیان گواہ مدعیہ ۱۲الف و ۱۲ و ۱۲؎ و ۱۲؎ سے ملاحظہ فرما لی جاوے۔

آٹھویں حدیث۔ لو کان بعدی نبی لکان عمر

کیونکہ اس سے انسداد نبوۃ پر خود مرزا صاحب نے استدلال کیا تھا اور وہی پیش کیا گیا تھا جوابی بحث میں کچھ جواب نہ ہو سکا اور یہ کہہ کر ٹالا اس سے مرزا صاحب کی مراد وہی نبوۃ ہے جو مستقل طور پر براہ راست سے اور تفصیل کے لیے بیان کا حوالہ دیا۔ حالانکہ نہ بیان کوئی جواب ہو سکا ہے۔ اور نہ وہاں اصل حدیث مع تشریح و توضیح بیان گواہ مدعیہ ۱۵ الف سے ملاحظہ ہو۔

نویں حدیث سیکون فی اُمتی

اس کے جواب کے لیے بیان کا حوالہ دیا مگر اس کا جواب الجواب مطلق بلا تفصیل محدود دجالوں اور تقریباً من الثلثین کے الفاظ سے دیا جا چکا ہے کہ تعداد نہیں۔ بلکہ تقریباً اور اندازاً یا شوکت مدعیان کاذب کا ذکر ہے اب اس جوابی بحث میں اس پر لے کر بات اور قابل غور ہے ۔ سے یہ نیا اضافہ کیا کہ تیس کا عدد معین فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی سچا ضرور ہو گا۔ یہ تاویل محض ناقابل قبول ہے جب کہ اس تعداد سے زائد اور قریباً من الثلثین وغیرہ کے الفاظ موجود ہیں کہ اسی تعداد میں محدود نہیں یہ صرف اندازہ یا باشوکت مدعیان کاذب کے لیے ہے۔ جیسا کہ اصل شہادتوں میں حوالوں سے گزر چکا اور گواہان مدعیہ نے جرح میں اس پر کافی روشنی ڈال دی ہے۔

اس کی تائید میں اکمال الاکمال سے ایک نہایت ضعیف حدیث بھی بحوالہ طبری نقل کی ہے جو محدثین کے نزدیک حدیث ہی نہیں۔ ورنہ اسے اگر صحیح بھی مان لیں اور جرح و تعدیل میں نہ الجھیں تو بھی معنے کے لحاظ سے مدعا علیہ کے مفید مدعا نہیں ہے۔ کیونکہ الامن شاء اللہ سے صرف نزول عیسٰے بن مریم علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام مستثنےٰ کیا جائے۔ وہ بحیثیت ایک مجدد اُمتی ہوں گے بحیثیت نبی نہ ہوں گے گو ان میں صفۃ نبوت و رسالت سابقہ باقی ہو مفصل اوپر گزر چکا اعادہ کی ضرورت نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر مرزا صاحب کی براہین حصہ پنجم ص۱۴۶ و ص۱۴۴ سے اس حدیث کے متعلق نقل کرنا محض بے سود ہے وہ کیا حجت ہے جب کہ دعوٰی نبوت بلکہ اُس سے پردہ اُٹھنے کے بعد کی ہے کیونکہ اُس کا سن تالیف اپریل ۱۹۰۵ء ہے جب کہ تمام قرآن و احادیث کے معنے بدل کر تحریف کر چکے تھے۔

اپنے دعوٰی کے مطابق ۱۳ احادیث پیش کی ہیں جن میں کل ۹ احادیث کی تاویل پیش کی جس کی حقیقت اُوپر پیش کر چکا ہوں، ۴ ان میں سے بھی لاجواب رہیں اور چونکہ پیش کردہ احادیث کل ۲۶ ہیں لہذا بقیہ ۱۳ ابھی لاجواب ہیں، رہیں سترہ، ۱۱ احادیث تو ایسی لاجواب ہیں کہ جن کے جواب، کا تذکرہ تک بھی نہیں کیا۔ فللّٰہ الحمد

۱۳

اجماع کی بحث

مہارمدعا علیہ کی تیرہ ابی تقریر کا خلاصہ

(۱) ان معنے پر صحابہ کا اجماع ہو اور ان کے بعد ثابت ہے۔

(۲) ہم نے علماء کے اقوال سے اس کے خلاف ثابت کیا۔

(۳) ایسے مسائل جو فہم و اجتہاد سے تعلق رکھتے ہوں اُس کے متعلق تمام امت کے اجماع کا دعوٰی بلا دلیل ہے

(۴) سوائے اجماع صحابہ کے باقی کا انکار کفر نہیں۔

(۵) لا یخالف فیہ الاثنان سے اجماع ثابت نہیں ہوتا۔

(۶) گواہ مدعیہ نمبر۳ نے ۲۸ اگست کو اصول حنفیہ اجماع صحابہ کے منکر کو کافر اور مابعد کے منکر کو فاسق و مبتدع بنایا ہے۔

(۷) کتاب الابانتہ میں اجتمعت الامۃ علی ان اللہ عزوجل رفع عیسٰی الی السماء ہی پر بھی امام مالک نے ان کی وفات کی تصریح فرمائی ہے اور گواہ مدعیہ ۳ ۲۹/اگست کی جرح میں اُس کے خلاف کوئی قول نہ پیش کر سکا۔ اسی طرح اور بھی اکابر نے عیسٰیؑ کی وفات کو تسلیم کیا ہے۔

(۸) امام رازی کے قول کا جواب فواتح الرحموت سے دیا گیا حالانکہ اُسی پیش کردہ کتاب کے حاشیہ میں رازی کے قول کی تائید موجود ہے۔

(۹) مرزا صاحب نے شہادت القرآن میں تواتر معنوی کا ذکر نہیں کیا۔

(الجواب)

(۱) محض غلط ہے میں صحابہ اور تمام اُمت کا اجماع پیش کر چکا ملاحظہ ہو بحث مختار مدعیہ ہیڈنگ ۱۱ اجماع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُمت جہاں شفاء قاضی عیاض جلد ۲ صـ۲۸۷ و صـ۲۹۴ بحوالہ گواہ سـ۲ لا نہ اخبرتنا اجماعًا اسمعًا
نیز حوالہ روح المعانی ج ۸ صـ۴۹ مما نطقت بہ الکتاب الخ وغیرہ وغیرہ

(۲) ہرگز کسی ایک عالم کے قول سے اس کے خلاف ثابت نہ کر سکے ہاں قطع و برید اور اول و آخر و درمیان میں عبارتیں تراش کر کے غلط ترجمہ کر کے خلاف تصریح اور مراد متکلم کچھ حوالے پیش کئے تھے۔ جن کا مدلل جواب اور خیانتوں پر تنبیہ پیش ہو چکی اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(۳) یہ مسئلہ فہم و اجتہاد سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ عقائد اور ضروریات دینی سے ہے اس معنے کے انکار و اقرار پر کفر و اسلام کا دارومدار ہے جیسا کہ اشباہ وغیرہ کے حوالہ گواہان مدعیہ کے بیان میں اپنی جگہ پر گزر چکے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(۴) یہ بھی غلط ہے بلکہ اُس کے سوا بھی اگر کسی منصوص شے پر اجماع ہو تو وہ بھی قطعی ہوتا ہے جس کے منکر کا وہی حکم ہے یہ بھی بحوالہ نور الانوار صـ۲۲۱ حکمہ فی الاصل الخ او صـ۲۲۰ کونہ من الصحابہ او عترۃ لا یشترط الخ اصل بحث میں بسلسلہ اجماع گزر چکا کسی اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(۵) لا یختلف فیہ اثنان باوجودیکہ اجماع کے الفاظ میں سے علماء کو مسلم ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی اس میں اختلاف نہیں رکھتا لیکن ہم نے تو اسے مدار نہیں ٹھہرایا۔ بلکہ تصریح ؛؛ اجتمعت الامۃ کی کہ تمام امت صحابہ سے آج تک اجماع ہے۔ بحوالہ شفاء۔ و روح المعانی۔ و ابن کثیر وغیرہ نقل کیا اس لفظ و یختلف فیہ اثنان میں تامل ہو تو اسے ترک کر دیا جائے۔ صریح لفظ و علیہ الاجماع ؛؛ و اجتمعت الامۃ میں تو کسی قسم کی تاویل ہی ناممکن ہے۔ اور نقل بھی ائمہ دین کی ہے۔

(۶) گواہ مدعیہ صـ۲ نے جن بعد والے اجماع کے منکر کو فاسق و مبتدع بتایا ہے وہ وہی اجماع ہے جو غیر منصوص شئ پر ہو۔ نیز اس مسئلہ متنازعہ میں تو صحابہ کرام اور تمام ائمہ و امت کا اجماع ہے لہٰذا یہ بحث ہی فضول ہے۔

(۷) کتاب الابانۃ سے حوالہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھانے کے متعلق تمام امت (صحابہ وائمہ مسلمین) کا اجماع ہے اس کی تردید میں جو امام مالک رح کا قول نقل کیا وہ محض غلط ہے امام مالک ہرگز وفات کے قائل نہیں اسی جگہ اکمال میں ابن رشد سے منقول ہے یعنی بموتہ خروجہ من عالم الارض الی عالم السماء (اکمال صـ۲۶۵) یعنے اس لفظ سے مراد یہ ہے کہ وہ عالم ارض سے عالم سماء کی طرف منتقل ہو گئے۔ وفات ہرگز مراد نہیں۔ یہ کہنا کہ گواہ صـ۲ مدعیہ جرح میں اس کے خلاف نہ پیش کر سکا محض افتراء ہے اُسی وقت حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہی اکمال لے کر اور ایک ورق اُلٹ کر صـ۲۶۶ صـ۲۶۸ سے تصریح امام مالک رح حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے نزول کی پیش فرما دی تھی۔ اور اور وہی عتبیہ کے حوالے سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اول وآخر ملاحظہ ہو۔ وفی العتبیۃ قال مالک بینا الناس تا لا ھل الارض (صلہ ۲۶۶)

ایضاً وقد تقدم ـــ تا فاذا عیسٰی قد نزل (صلہ ۲۶۸) عدالت صفحہ جرح سے ملاحظہ فرمائیے تاکہ غلط بیانی معلوم ہو جائے۔

عدالت خود جرح سے ملاحظہ فرمائے تاکہ غلط بیان معلوم ہو جائے۔ یہ کہنا کہ اس طرح اور بھی اکابر نے وفات مسیح تسلیم کیا ہے۔ محض غلط ہے۔ کسی ایک نے بھی تسلیم نہیں کیا۔ صرف قطع وبرید والہام ہے۔ موضوع بحث نہیں۔ ورنہ تمام حوالجات موجود ہیں (ملاحظہ ہو تلخیص الجبیر ص ۳۱۹) اور فتح البیان ج ۲ ص ۲۴۴) اور بحر المحیط ج ۲ ص ۴۷۳ نہر الماد ج ۲ ص ۴۷۳ وجیز ص ۵۴۔

اور مختار مدعا علیہ اور گواہان مدعیہ کے مسلم بزرگ امام شعرانی کی یواقیت ج ۱ ص ۱۳۰ جس میں مفصل تمام صحابہ وائمہ ومسلمین سے تصریح ہے۔ کہ عیسٰی علیہ السلام تندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور کوئی ایک مسلمان بھی خلاف نہیں۔

۸) امام رازی کا قول جہاں مسلم الثبوت میں نقل ہے۔ وہیں علامہ بحر العلوم نے اس کی تردید نقل فرمادی ہے۔ کہ وہ صحیح نہیں بلکہ غلط نسبت ہے۔ اس پر مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ اس کے حاشیہ میں تائید قول امام رازی موجود ہے محض غلط اور ناقابل التفات ہے۔ مطالبہ کیا۔ پیش نہ کر سکے۔ مطبع دریافت کیا۔ بتا نہ سکے۔ صرف یہ کہتے رہے۔ کہ جو کتاب مختار مدعیہ نے پیش کی تھی۔ اسی کے حاشیہ میں ہے۔ حالانکہ بار بار کہا گیا۔ کہ وہ معتریٰ تھی۔ اس پر کوئی حاشیہ نہ تھا۔ مگر پھر بھی یہی کہتے رہے۔ اور حوالہ نہ پیش کیا۔ معلوم ہوا کہ یہ یونہی غرضی اور غیر معتبر بات ہے۔

۹) یہ کہنا۔ کہ مرزا صاحب نے شہادت القرآن میں تواتر معنوی ذکر نہیں کیا۔ یہ بھی غلط ہے۔ عدالت خود شہادت قرآن از ص ۲ تا ص ۵ ملاحظہ فرمادے۔ خصوصاً فقرات ذیل۔

"تو اور بھی اس تواتر کی قوت اور طاقت ثابت ہوتی ہے۔"

"اس سے بڑھکر کوئی جہالت نہیں ہوگی۔ کہ اس کے تواتر سے انکار کیا جاوے۔"

"ان کی تعلیمیت اور تواتری کی نسبت کلام کرنا تو درحقیقت نبوت اور ولوالعزمی کا ایک شعبہ ہے۔ اور یہ ایک حدیث نزول عیسٰی کے تواتر معنوی کے متعلق ہے۔ عدالت خود ملاحظہ فرمائے۔

(۱۴)

(مسیلمہ کذاب وغیرہ کے قتال کی وجہ)

(۱۵)

(اسلامی بادشاہوں کے فیصلے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۶)

(مسیلمہ کذاب نے کس قسم کی نبوت کا دعویٰ کیا)

اس کا کوئی بھی جواب سوائے حوالہ شہادت گواہ مدعا علیہ ۱ کے نہ پیش کر سکا۔ ہم بھی اس کے متعلق گواہان مدعیہ اور بحث مختار مدعیہ کے حوالہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ تاکہ طوالت اور تکرار نہ ہو۔ نیز ملاحظہ ہو جرح گواہان مدعیہ۔ خصوصاً گواہ ۳ گواہ مدعیہ ۳ کی جرح سے ایک فقرہ نقل کیا، کہ اس نے احکام میں تغیر و تبدیل کیا تھا۔ حالانکہ وہ تغیر اس قسم کا ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے کیا۔ یہ بھی وہی تصریح ہے۔ اصل کل جواب ملاحظہ فرما لیا جائے تاکہ مطلب واضح ہو جائے۔ کہ وہ مستقل نبوت کا دعویدار نہیں تھا۔ بلکہ اتباع میں اور اذان میں اشہد ان محمداً رسول اللہ ہی کہلواتا تھا۔ نیز ملاحظہ ہو جرح گواہ مدعا علیہ ۱ / ۹ / مارچ ۱۹۳۲ء و ۲ / ۲۸ / مارچ ۱۹۳۲ء

(۱۷)

(علماء نے کس قسم کی نبوت کو بند سمجھا ہے؟)

خلاصہ تاویلات۔

(۱) مفسرین کے اقوال نقل کئے ہیں جو حجت نہیں۔ مفسرین تو کجا رہے صحابہ رض کا فہم بھی حجت نہیں ان سے بھی غلطیاں ہوتی رہی ہیں۔

(۲) پھر تقلید کے خلاف کچھ حوالہ عقد الجید سے نقل کئے ہیں۔

(۳) آخر میں یہ کہ اگر مفسرین کے اقوال کا منہ نہ دیکھنا ہو تو ملاحظہ ہو بیان مدعا علیہ ۱۔

(الجواب)

اصل جواب اور بحث سے گریز کر کے غیر متعلق باتیں اٹھا دیں۔ میں بوجہ خوف طوالت کے مفصل جواب اس وقت پیش کرنا نہیں چاہتا۔ اجمالاً مرتب جواب نہایت ہی اختصار سے عرض ہے۔

(۱) میں نے صرف مفسرین ہی کے اقوال نقل نہیں کئے۔ بلکہ صحابہ کرام رض اور ائمہ دین متکلمین اور فقہاء کے مفصل اقوال و تحقیقات درج کی ہیں جن کا کوئی بھی جواب نہیں دیا۔ اصل میری بحث اور بیانات گواہان مدعیہ سے عدالت خود ملاحظہ فرمالے نیز اکثر مفسرین کے وہ حوالے نقل کئے ہیں کہ جن کی صحت میں کسی کو بھی کلام نہیں خصوصاً ابن جریر طبری جنہیں مرزا صاحب نے بھی رئیس المفسرین مانا ہے۔ اور ابن کثیر جن کے حوالے مرزا صاحب نے بھی بڑے وثوق سے دیئے ہیں۔ ملاحظہ ہو آئینہ کمالات اسلام ص۱۶۸ اور جرح گواہ مدعا علیہ ۲ / ۲۸ / مارچ ۱۹۳۲ء جس کا مفصل حوالہ ابتدائی بحث میں دے چکا ہوں۔ مرزا صاحب خود اس تاویل کے خلاف تصریح فرماتے ہیں

(۲) ایسے بڑے بڑے علماء اور ارباب بصیرت توفی کے معنی آسمان پر اٹھانا بیان کر رہے ہیں تو پھر کسی کی کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت و سرمایہ ہے کہ اس تفسیر کو توڑ سکے۔ اربعین نمبر۳ صفحہ ۸ ملخصاً)
"جو ان تفاسیر کو نہ مانے وہ درحقیقت اس بات کا قائل ہے۔ کہ گویا ائمہ مفسرین نے نادانی سے ایسی تفسیر کی نعوذ باللہ منہ (اربعین نمبر۳ صفحہ ۳ ملخصاً)

باقی یہ کہنا کہ صحابہ سے غلطیاں ہوتی رہی ہیں یہ اگرچہ پچھلے مباحث اور بیانات میں صاف ظاہر ہو چکا ہے۔ زیادہ ضرورت نہیں پھر بھی بر تقدیر تسلیم گزارش ہے کہ دینی امور خصوصاً ایمانیات وعقائد میں کسی ایک شخص نے بھی صحابہ کرام کو غلطی پر نہ کہا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اختلاف بھی اختلاف صحابنی رحمۃ سے رحمت فرمایا۔ اور ہر صحابی کے ہدایت پر ہونے کی تصریح اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم کلھم علی ھدیٰ سے فرما دی۔ پس اس مسئلہ نبوۃ وختم نبوت میں ان کی تحقیقات کے متعلق خصوصاً جب کہ وہ بالکل قرآن پاک واحادیث صحیحہ صریح کے موافق ہے۔ نیز سب کا اجماع بھی ہے۔ ایک شخص کی رائے بھی نہیں۔ کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہو سکتا مسئلہ تقلید کورانہ کا سوال یہاں بے محل ہے۔ نہ مسئلہ تقلید زیر نزاع ہے ورنہ اصل حوالجات پیش کردہ کی تشریح ودیگر حوالجات پیش کرتا۔ یہاں تو اس قدر گزارش ہے۔ کہ وہ تقلید بلا دلیل قرآن واحادیث واجماع کے صریح خلاف کے متعلق ہے۔ جو جاہلانہ تقلید ہے۔ جس کی مذمت علماء نے کی ہے۔ اور یہاں تقلید محمود کا ذکر ہے جو ان مسائل کے متعلق ہے جو قرآن پاک واحادیث وائمہ ہدیٰ واجماع صحابہ ومسلمین کے سرمو خلاف نہیں اس لئے نمبر۲ کا بھی جواب ہو گیا۔

(مختار مدعا علیہ کی صریح غلط بیانی)

(اگر مفسرین کے اقوال کا نمونہ دیکھنا منظور ہو۔ تو ملاحظہ ہو بیان گواہ مدعا علیہ نمبر۱ جو بیان عدالت میں داخل ہوا ہے اس میں اقوال کا نمونہ داخل نہیں۔ سب کاٹ دیا گیا ہے مگر پھر بھی گواہ مدعا علیہ نے یہاں غلط بیانی کی۔ اور مغالطہ کے طور پر بیان کا حوالہ دیدیا۔ یونہی متعدد جگہ غیر داخل شدہ بحث کا حوالہ دیا ہے۔ جو ریکارڈ مثل پر نہیں گو مطبوعہ کاپی میں ہے۔

(پہلا حوالہ ابن کثیر ج۸ صفحہ ۹۱ و ۹۲)

اس کا کچھ بھی جواب نہ ہو سکا۔ ایک تاویل کر کے صرف یہ کہدیا۔ کہ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حافظ ابن کثیر کے نزدیک ایسے انبیاء کی آمد ممتنع ہے جو مسیلمہ واسود عنسی کی طرح ہوں۔ جو جھوٹے یا فاسق یا فاجر وغیرہ ہوں اور پھر مرزا صاحب کی صداقت پر بحث شروع کی۔

(جس پر یہ عدالتی نوٹ موجود ہے کہ "مگر اس حوالہ سے یہ نتیجہ اخذ نہیں ہوتا جو مختار بیان کرتا ہے مرزا صاحب کی صداقت کا سوال چونکہ مقدمہ زیر بحث میں نہیں لایا گیا۔ اس لیے یہ حوالہ خارج از بحث کیا جاتا ہے۔

بس ہمیں بھی اس پر کسی بحث کی ضرورت نہیں عدالت تو داس ابن کثیر کے حوالہ کو بیان گواہ مدعیہ نمبر۱ نمبر۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و ۳ و ۴ پر ملاحظہ فرمائے کوئی بھی اس میں تاویل کی گنجائش نہیں اور ضمناً کسی ایک مثال کے دینے سے وہ مسئلہ اسی میں منحصر نہیں ہو جاتا۔

اس سلسلہ میں مرزا صاحب کی صداقت کے متعلق اشاعۃ السنۃ ج ۷، ۹ سے براہین کا ریویو نقل کیا ہے اس کے جواب کے واسطے بھی اشاعۃ السنۃ سے میرا پیش کردہ مولوی محمد حسین صاحب کا خط مرزا صاحب کے نام ملاحظہ فرمایا جاوے۔

دوسرا حوالہ

روح المعانی ج ۷، ص ۶۵ وکونه صلی الله علیه وسلم خاتم النبیین

خلاصہ تاویل۔

(۱) ضمیر کا مرجع یا خاتم النبیین ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس اس کے معنی یہ ہوں گے جو ایسی نبوۃ کا دعویٰ کرے جس کی وجہ سے وہ کہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دعویٰ نبوت کرکے وہ کافر ہوگا۔

(الجواب)

عدالت خود اس حوالہ کو گواہ مدعیہ نمبر الف و ۱ و ۲ و ۳ کے بیان سے ملاحظہ فرمائے اولاً خاتم النبیین کے معنی بیان فرماتے ہیں کہ ہر قسم کے نبیوں کے آخری نبی بعد اس کے اس معنی سے خاتم النبیین ہونا کتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ کی تصریحات اور اجماع امت کے موافق بن کر حکم لگایا ہے، کہ اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہوگا۔

اور اگر اصرار کرے تو قتل کیا جاوے گا۔ مرجع ضمیر خاتم النبیین بمعنی مذکور ہے نہ صرف لفظ خاتم النبیین یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر قسم کے دعویٰ نبوت سے انکار خاتم النبیین کے منافی ہے کسی قسم کی تخصیص نہیں جیسا کہ اوپر گزر چکا۔

تیسرا حوالہ

شرح شفاء ملا علی قاری ج ۲ ص ۵۱۸ و ص ۵۱۹

خلاصہ تاویلات مختار مدعا علیہ۔

(۱) اس میں مسیلمہ اسود عنسی اور قبائل یہود کی مثالیں ہیں پس مستقل اور حقیقی نبوت ناسخ شریعت کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعویٰ کا کفر ہونا مراد ہوگا۔

(۲) اخیر عبارت میں کھولا ہے کہ اگر اس سے حقیقی مراد لیں ورنہ مجازی نبوت کفر کا موجب نہیں ہوتی۔

(۳) مرزا صاحب مجازی کے مدعی ہیں جیسا کہ ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۶۵ اور انجام آتھم ص۲۷، ۲۸ اور سراج منیر ص۲ و ۳ میں ہے نیز بیان گواہ مدعا علیہ ۱

(الجواب)

(۱) یہ تخصیص تاویل محض بے محل ہے عدالت خود اس حوالہ کو بیان گواہ مدعیہ ۱ و ۲ سے ملاحظہ فرمالے کسی قسم کی تخصیص کا احتمال ہی نہیں وہاں تو حکم مطلق دعویدار نبوت کے واسطے ہے خواہ صاحب شریعت ہو یا نہ۔ کسی ایک مثال سے وہ قاعدہ کلیہ اسی جزئی میں منحصر نہیں ہو جاتا۔

(۲) ہم بھی کہتے ہیں کہ مجازی نبوت بھی مبشرات وغیرہ جس میں کوئی کسی قسم کا دعویٰ نبوت نہیں ہوتا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ من حفظ القرآن فقد ادرج النبوۃ بین جنبیہ
جس نے حفظ قرآن کیا اس نے نبوت اپنے سینے میں بھر لی یا لغوی معنی نبوۃ کے بمعنی خبر دادن جسے شیخ اکبر نے حیوانات میں بھی مانا ہے کہ وہی ساریہ فی الحیوانات اسے کوئی بھی کفر نہیں کہتا۔

(۳) باقی مرزا صاحب کی مختلف عبارات کوئی ۱۸۹۹ء کی کوئی کسی اور سن کی جو مختلف پیش کر کے یہ چاہا ہے کہ وہ مجازی نبوۃ کے مدعی نہیں۔ حالانکہ ان کے تحقیقی ادعاء نبوۃ پر گواہ مدعیہ ۱ مدالت نے بہت سے حوالہ اور گواہ مدعیہ ۳ نے مختلف واضح تصریحات پیش کر دی ہیں۔ ان متعارض عبارات اور اختلاف کا فیصلہ ہم مرزا صاحب کے خلیفہ دوم جناب مرزا محمود صاحب پہ رکھتے ہیں۔ جن پر گواہان مدعا علیہ کا ایمان ہے۔

(فیصلہ مرزا محمود صاحب خلیفہ دوم)

"پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے۔ اس کے معنی سے حضرت صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقی نبی ہیں"۔ حقیقۃ النبوۃ ص۱۷۴ نیز ملاحظہ ہو کتاب مذکور ص۱۸۸، ۱۹۲، ۱۹۶ و ص۲۳۷ ملاحظہ فرمائیں کس صفائی سے وہ مجازی کی نفی اور حقیقی کی تصریح فرماتے ہیں البتہ محمد علی صاحب ایم اے اس کے خلاف ہیں جو انہیں مسلم نہیں اور اسی وجہ سے ان کے ساتھ اصولی اختلاف بتاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ مختار مدعا علیہ نے صرف تین حوالوں (۱) ابن کثیر (۲) روح المعانی (۳) شرح شفاء۔ میں کچھ تاویل کی جس کا حال اوپر معلوم ہو چکا باقی اس سلسلہ کے مندرجہ ذیل حوالے بالکل لاجواب رہے تذکرہ تک نہ کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) ابن جریر طبری (۲) ابن کثیر ج۳ ص۴۹۳ (۳) ابن کثیر ج۳ ص۴۹۴ (۴) تفسیر کبیر ج۶ ص۶۷۰ (۵) بیضاوی شریف (۶) ابی السعود (۷) شفاء قاضی عیاض ج۲ ص۲۷۱ (۸) شرح فقہ اکبر ص۲۰۸ (۹) شرح عقائد (۱۰) مواہب لدنیہ (۱۱) صبح الاعشیٰ (۱۲) عقیدہ طحاوی (۱۳) غنیۃ الطالبین (۱۴) تاریخ الخلفاء (۱۵) کتاب الفصل (۱۶) نسیم الریاض (۱۷) الصارم المسلول۔ (۱۸) ملل والنحل (۱۹) یواقیت مبحث ۳۵ (۲۰) انسان کامل ج۱ ص۶۹ (۲۱) اشباہ والنظائر (۲۲) شرح حموی لاشباہ (۲۳) عالمگیری (۲۴) بحر الرائق (۲۵) رد المحتار۔ ملاحظہ ہوں بیانات گواہان مدعیہ۔

یہ پچیس حوالے لاجواب ہیں جن میں ابن جریر مسلمہ فریقین رئیس المفسرین اور یواقیت و بحر الرائق مسلمہ فریقین کتاب ہے۔ نیز غنیۃ الطالبین بھی مسلم بزرگ کی ہے۔

(نوٹ)

حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ صاحب نانوتوی کی تحذیر الناس کا حوالہ کئی مرتبہ بحث میں مختلف رنگ دیکر کہیں تطویل اور کہیں اختصار سے لایا گیا ہے مفصل جواب تو حسام الحرمین اور دیوبندیوں و بریلویوں کی بحث کے سلسلہ میں آئے گا یہاں مختصراً یہ گزارش کر دوں کہ یہ مولانا پر محض افتراء ہے مختلف مقامات سے عجیب مرتب فقرہ کاٹ کے یہ کفریہ بنایا گیا ہے ورنہ ختم نبوت زمانی کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی کسی قسم کا نبی ہو اس حوالے کے آگے پیچھے موجود ہے بعض فقرات ملاحظہ ہوں۔

اسی پیش کردہ ص۳ کی عبارت بنائے خاتمیت سے تا ۔۔۔ ہو جاتی

سو اگر اطلاق ۔۔۔۔ تا ۔۔۔۔ جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر کافر ہو گا ص۱۰ اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی۔ جرح گواہان مدعیہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

مصنف نے خود اپنی شرح اس کتاب کی کی ہے لکھتے ہیں۔

"اپنا دین و ایمان ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اسے کافر سمجھتا ہوں۔

(مناظرہ عجیبہ ص۱۰۳ گلزار ابراہیم مراد آباد)

گواہ مدعا علیہ نے ۸/ مارچ ۱۹۳۲ء کی جرح میں تسلیم کیا ہے کہ مخالف کے قول سے اگر صحیح ہو تائید ہو سکتی ہے اور پھر یہ مندرجہ ذیل تائید بھی جرح میں کوٹ کر دی گئی ہے۔

تائید از محمد علی صاحب ایم اے جرح گواہ مدعا علیہ ۸/ مارچ۔

چھٹی شہادت مولوی محمد قاسم نانوتوی کی ہے ۔۔۔ تا ۔۔۔ نہ ماننے تھے۔ (آخری نبی ص۲۰۶، ۲۰۷)

نتیجہ یہ نکالا ہے کہ وہ ایسے شخص کے متعلق یہ کہنا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائل نہیں پرے درجہ کی حق پوشی ہے ـــــ تا ــــ یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ مانتے تھے (ص۲۷) ملاحظہ ہو جرح گواہ مدعا علیہ ۱/۸ مارچ ۱۹۳۲ء) اور تعجب یہ ہے کہ یہ رسالہ کل ۴۲ صفحات کا ہے اور اس پر اعتراض وہ شخص قطع و برید کرکے پیش کر رہا ہے جس نے کل تحذیر الناس نہیں پڑھی۔ بلکہ اکثر حصہ پڑھا ہے ملاحظہ ہو جرح گواہ مدعا علیہ ۱/۸ مارچ ۱۹۳۲ء۔

اب نتیجہ عدالت خود اخذ فرمائے مفصل ابتدائی بحث میں پیش کر چکا۔

(۱۸)

(علماء کے نزدیک رسول و نبی کی تعریف)

اس سلسلہ میں علماء کے پیش کردہ معانی میں مغالطہ دینے کی سعی کی ہے اور کچھ قطع و برید بھی یہاں کوئی خاص ایسی چیز نہیں پیش کی جو لائق جواب ہو شرح فقہ اکبر وغیرہ سے یہ تعریف بیانات گواہ مدعیہ میں مفصل موجود ہے جس کے بعد کوئی بھی تاویل کی گنجائش نہیں رہتی بخوف طوالت مکرر حوالہ کی بھی ضرورت نہیں سمجھتا۔

(۱۹)

(ظلی و بروزی)

اس سلسلہ میں صرف گواہ مدعا علیہ کے بیان کا حوالہ دیا ہے میں بھی گواہ مدعیہ ۲ و ۳ کے حوالہ پر قناعت کرتا ہوں جہاں پوری مکمل بحث ہے جس میں کوئی بھی تاویل نہیں ہو سکی نہ اس پر کسی اضافہ کی ضرورت ہے۔

پھر حضرت خواجہ غلام فرید صاحب قدس سرہ العزیز ارشادات فریدی حصہ دوم کے دو حوالہ ص۱۱۱ تا ص۱۱۲ نقل کیے ہیں۔ مگر یہ بروز بمعنی خبر دینا جس کے مرزا صاحب قائل ہیں۔ عدالت خود بیانات گواہان مدعیہ مرزا صاحب کی عبارت سے اس کا مقابلہ فرمائے بلکہ وہ رنگ ہمہ اوست و وحدۃ الوجود میں ہے جس کے مرزا صاحب قائل نہیں نیز ظل اللہ وغیرہ جواب جرح گواہان مدعیہ میں موجود ہے۔

(۲۰)

(کیا مرزا صاحب تناسخ کے بھی قائل تھے)

یہ بحث میں نہ آیا تھا اور عدالت نے اسے خارج بھی کرا دیا تھا لہٰذا اس پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں

(۲۱)

(کیا مرزا صاحب نے صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کیا)

اولاً تقریباً (۱۴) مختلف حوالوں سے اس کے خلاف مرزا صاحب کا مسلک ثابت کرنیکی سعی کی ہے۔ مگر کسی تصریح کے بعد مبہم عبارت اس پر پردہ نہیں ڈال سکتی۔ نیز چونکہ مرزا صاحب کی عادت ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعارض اقوال کی ہے لہٰذا حسب ضابطہ سابق ایک دوسرے کی شرح نہیں ہو سکتے۔ اس مسئلہ کی زیادہ وضاحت بیان گواہ مدعیہ ۱۶ و بحث مختار مدعا علیہ ۲۵ یعنی مولانا سید محمد مرتضیٰ صاحب سے ملاحظہ فرما لیا جاوے کہ یہ دعویٰ اس قدر مصرح ہے کسی بھی تاویل کی گنجائش نہیں۔ پھر تیسرے حوالہ کے جواب میں منصب امامۃ ص۶۱ و ص۶۲ پیش کیا ہے اور حضرت مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کو تیرھویں صدی کا مجدد بحوالہ حجج الکرامۃ ص۱۴۲ بتایا۔ لیکن وہاں امام وقت کی طاعت کا بیان ہے نہ کہ کسی دعویدار نبوت کے متعلم کے مدار نجات ہونے کا یہ اس سے بالکل ہی تعلق نہیں رکھتا مذکورہ عبارت اصل بیان گواہ مدعیہ ۱۶ سے مقابلہ فرمائے۔ دونوں میں کوئی اختلاف نہیں۔

آٹھویں حوالہ کے سلسلہ میں فتاویٰ رشیدیہ و فتح المبین سے بعض اسلامی فرقوں کے اشخاص کے پیچھے نماز ناجائز یا مکروہ ہونے کے فتویٰ کا ذکر کیا ہے۔

جواب یہ ہے کہ علماء کے معنی کوئی نیا حکم نکالنا نہیں بلکہ قرآن و حدیث و فقہ کی تصریحات نقل کر کے حکم ثابت کرنا ہے بخلاف مرزا صاحب کے کہ انہوں نے قرآن و حدیث کے اور ائمہ دین کی تصریح کے خلاف ایک نیا حکم جو صرف انہیں کو بتایا گیا۔ اور حلت و حرمت سے متعلق ہے فرما رہے ہیں یہ اضافہ شریعت محمدیہ پر ہے۔ اس کی عبارت ملاحظہ ہو۔ "پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تم پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر و مکذب یا مردود کے پیچھے نماز پڑھو" (تحفہ گولڑویہ کلاں ص۱۸)۔

بیان گواہ مدعیہ ۱، ۲، ۳ ملاحظہ فرمائیں شریعت کا کوئی سابقہ ثابت شدہ فتویٰ نہیں دے رہے ہیں بلکہ مستقل خدا سے نماز حرام ہونے کے حکم کی اطلاع کا اعلان فرما رہے ہیں یہ حرمت کا حکم براہ راست خدا سے جدید حکم نہیں تو اور کیا ہے اس کے ساتھ یہ بھی ملا لیا جاوے کہ مرزا صاحب کا مندرجہ ذیل قول کہاں تک درست ہے "ہم شریعت میں کچھ بڑھاتے ہیں اور نہ کچھ کم کرتے ہیں ایک ذرہ کی کمی بیشی نہیں کرتے۔"

(نور الحق حصہ اول ص۵)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ عبارت خلاف حقیقت واقع ہے۔

(مسئلہ جہاد)

خلاصہ تاویلات۔

(۱) یہ حکم ان کا خود نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو مسیح موعود کے حکم میں فرمایا کہ جب وہ آئے گا تو دینی جنگ کا خاتمہ کر دے گا۔

(۲) کچھ مسلمانوں کے عقیدہ پر اعتراض کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) چونکہ اس زمانہ میں موجبات جہاد نہ ہوں گے اس لیے قطعاً جہاد کو حرام قرار دیا اعجاز احمدی کا حوالہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی تردید پر محمول کر لیا حقیقت المہدی تحفہ گولڑویہ کو وقت گزرنے پر محمول کیا۔

(۴) ہم نہیں کہتے کہ حکم جہاد بالسیف قرآن میں نہیں پاتا اور اب منسوخ ہو گیا۔

(۵) جہاد سیفی کی حقیقت اور وقت وجوب قرآن وحدیث سے بتایا ہے۔

(مرتب تفصیلی جواب)

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہرگز یہ حکم نہیں کہ مسیح موعود آتے ہی دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا بلکہ جہاد بالسیف اور قتال کو قیامت تک باقی رکھا ہے۔ اور آخر مقاتل جہاد بالسیف کرنے والا مسیح موعود کو قرار دیا ہے جو دجال سے قتال بالسیف کریں گے۔ وہ احادیث جن میں قیامت تک جہاد کے باقی رہنے کا حکم ہے۔

(۱) الجهاد ماضٍ الی یوم القیامة (بخاری مشکوٰۃ) جہاد قیامت تک باقی رہے گا۔

(۲) من یوم هذا الدین قائما یقاتل علیه عصابة من المسلمین حتی تقوم الساعة مسلم مشکوٰۃ شریف ص۴۶۳ ہمیشہ یہ دین قائم رہے گا اور ایک مسلمانوں کی جماعت اس دین کے لیے (قتال) یعنی جہاد بالسیف کرتی رہے گی۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔ ملاحظہ فرمائیں لفظ قتال کی تصریح ہر جہاد کا ہی لفظ نہیں کہ جہاد بالنفس وغیرہ کی تاویل کارگر ہو۔

(وہ حوالہ جس میں مسیحؑ کے قتال کرنیکی تصریح ہے)

(۱) لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین علی نادهم حتی یقاتل اخرهم المسیح الدجال۔ (ابوداؤد مشکوٰۃ ص۲۶۵) ایک گروہ میری امت کا ہمیشہ دینی لڑائیاں کرتا اور حق پر قائم رہے گا اور تمام مخالفین پر غالب رہے گا یہاں تک کہ آخری شخص یعنی مسیح موعود دجال سے قتال دینی لڑائی کرے گا۔

یہاں بھی لفظ قتال ہے جس میں تاویل ناممکن ہے۔

(۲) عن ابی هریرةؓ .... فیقاتل الناس علی الاسلام۔ تا فیصلی علیه المسلمین۔ (ابوداؤد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اور عیسیٰؑ کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ اور وہ تم میں اتریں گے جب ان کو دیکھو تو پہچان لو قد ان کا درمیانہ ہوگا رنگ سرخ سفید اور لباس زردی مائل گویا ان کے سر سے باوجود تر نہ کرنیکے پانی ٹپکتا ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اسلام کے لیے لوگوں سے لڑینگے کسر صلیب اور قتل خنزیر کرینگے اور جزیہ نہ قبول کرینگے ان کے زمانہ میں خدا تمام مذاہب کو محو کر دے گا وہ دجال کو ہلاک کرینگے الخ خصوصیت سے "یقاتل علی الاسلام کہ لوگوں سے دینی لڑائی کرینگے قابل غور ہے اور مختار مدعا علیہ کی کذب بیانی کی صاف تردید ہے کہ" حدیثوں میں ہے کہ مسیح موعود دینی لڑائیوں کا خاتمہ کرینگے۔

البتہ جب دنیا میں صرف اسلام رہ جائے گا کوئی اور ملت نہ ہو گی تو فرور جہاد نہ ہو گا کیونکہ وہ لوگ موجود نہیں جن پر جہاد کیا جا سکے۔

ایک روایت بھی ایسی نہیں کہ مسیح آتے ہی دینی جنگوں کا خاتمہ کر دینگے۔

(۲) مسلمانوں کے عقیدہ پر جو اعتراض کیا ہے چونکہ اس کا ثبوت احادیث سے ہو چکا اب جواب ترکی بترکی نہیں دیتا عدالت خود ان کی سخت کلامی پر غور فرمائے۔

(۳) موجبات جہاد کفار اور امام کا ہونا نیز قدرت ہے۔ کفار تو موجود ہی نہیں امام ہونے کے مرزا صاحب خود ہی مدعی ہیں باقی رہی قدرت وہ کبھی ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی نہ ہونے پر حکم پر عمل نہ ہو سکنا اور چیز ہے مگر نہ ہوتے پر حکم ہمیشہ کے لیے بند کر دیا اور کہا کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔" (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص۱۵)

پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا (اربعین ۴ ص۱۵ حاشیہ) دین میں کھلا ہوا ایک نیا حکم خلاف شرع ستنراد کرتا ہے جو بالاتفاق کفر ہے پھر ص۴ و ص۵ و ص۶ میں یہ کہنا کہ مولوی محمد حسین کی تردید کے لیے یا وقت گزرنے پر محمول ہے۔

اور ہم نہیں کہتے کہ حکم جہاد بالسیف قرآن میں نہیں یا تھا اور اب منسوخ ہو گیا۔ مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل تصریحات کے بعد بالکل ناقابل التفات ہے۔

(۱) بل ساعت ہذہ الامر کشریعۃ نسخت تا درقیم مقام ہذا اتمام حجت بالدلائل واضحۃ الخ یعنی جہاد بالسیف کا حکم شریعۃ منسوخہ اور طریقہ متبدلہ کی طرح ہو گیا۔

اب جنگ و محاربہ کی حاجت نہیں اس کے قائم مقام دلائل واضح اور دعاوی کا براہین صحیحہ سے ثابت کرنا قرار دیا گیا۔ (حقیقۃ المہدی ص۲۵)

ملاحظہ فرمائیں کہ کس وضاحت سے حکم جہاد سیفی ہمیشہ کے لیے منسوخ کر کے دلائل کو ان کے قائم مقام کر رہے ہیں اور لطف یہ کہ لفظ بھی "نسخت" منسوخ ہونے کا استعمال فرمایا ہے۔ اس سے تو صراحتہً مدعی صاحب شریعت جدیدہ ناسخ شریعت محمدیہ ہو گئے۔

(حقیقت المہدی ص۲۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے الخ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد) نئے حکم لانے کی کیسی صاف تصریح ہے یہ نہیں کہ شریعت میں کوئی حکم ہے جسے سناتا ہوں۔

(۳) مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا دار بعین ۴ ص۱۵ حاشیہ) مختار مدعا علیہ تو اس کی علت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی وغیرہ بتاتا ہے مگر خود مرزا صاحب اس کی غرض صرف اعانت گورنمنٹ برطانیہ اور انکی خوشنودی قرار دیتے ہیں

ملاحظہ ہوں حوالجات ذیل

(۱) یہ بات تو بہت اچھی ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کی جائے اور جہاد کے خراب مسئلہ کے خیال کو دلوں سے مٹایا جائے الخ (اعجاز احمدی ص۲۲)

(۲) در جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لیے برابر سترہ سال تک ۔۔۔۔۔۔ تااگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیر خواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شائع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی۔

(کتاب البریہ ص۷)

ملاحظہ ہو جہادی خیالات روکنے کی اشاعت اور خصوصاً ممالک اسلام میں اس کی غرض مرزا صاحب صرف گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیر خواہی قرار دے رہے ہیں۔ مختار مدعا علیہ جو چاہے تاویل کرے، مرزا صاحب نے تمام تاویلات کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ عدالت خود ہی ملاحظہ فرمائے۔ بخوف طوالت اسے طول نہیں دیتا۔

(۷) جہاد کی تین قسمیں جہاد اکبر۔ جہاد کبیر۔ جہاد اصغر کرنا اور پھر حدیث الکلمۃ حق عند سلطان جائر الجہاد الاکبر مشکوٰۃ کے حوالہ سے پڑھنا جو کہ ان الفاظ میں ثابت ہی نہیں اور ایک ضعیف حدیث روح المعانی ج۲ ص۱۹۰ سے لانا اور پھر رجعنا من جہاد الاصغر الی جہاد الاکبر والی حدیث بلا کسی حوالہ کے لے آنا حالانکہ حدیث سے معمولی سا تعلق رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ اور اس کا موضوع ہونا تقریباً شہرت کی حد کو پہونچ چکا ہے۔

پھر کسی شخص کے واسطے بعض حالات مخصوصہ میں جب کہ اسکے واسطے جہاد فرض عین نہ تھا۔ بلکہ کفایہ تھا اس پر فرض عین یعنی خدمت والدین کو ترجیح دینے سے غلط تقسیم جو مختار مدعا علیہ نے قائم کر کے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی چوٹی قرار دیں وذروۃ سنامہ الجہاد (مسلم) کم درجہ کا بتایا ہے اور ایک مکی آیت سے جو حکم جہاد بالسیف سے پہلے نازل ہوئی اور آیت سیف نے ان سب کا حکم ختم کر کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو نیا حکم قیامت تک کے واسطے قائم کیا ہے اور سے چھپانے کی سعی کرنا اسلام کے اصول پر ایک ایسا زبردست حملہ ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔ احادیث صحاح کا اس کے متعلق ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد قرآن پاک اور احادیث صحیحہ میں اس جہاد بالسیف سے بڑھ کر کوئی بھی عبادت وریاضت ایسی کیا اس کے قریب بھی قرار نہ دی گئی اور ایمان کا مدار ہی اسے قرار دیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے تمنا ہے کہ اللہ کے راستہ میں دینی لڑائی کرتا ہوا قتل کیا جاؤں پھر زندہ ہوں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں الخ (بخاری ومسلم)

نیز فرمایا کہ الجنۃ تحت ظلال السیوف جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے یہ حدیث حضرت ابی موسیٰ اشعری نے جب بیان فرمائی کہ جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے۔ فوراً ایک معمولی ہیئت کا آدمی اٹھا اور پوچھا کہ انت سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم نے یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے انہوں نے کہا ہاں یہ سنتے ہی تلوار اٹھائی اور میان کو توڑ کر لوگوں کو آخری سلام کیا اور اسی راہ سے جہاد کر کے جنت جا پہونچا۔ (مسلم شریف) میں احادیث کے طویل ذخیرہ کو چھوڑ کر قرآن پاک کی روشنی میں جو مختار مدعا علیہ کے نزدیک احادیث صحیحہ متواترہ پر بھی راجح ہے اس مسئلہ کو واضح کرتا ہوں۔

قرآن پاک اور جہاد بالسیف

جہاد فی سبیل اللہ بہت سی زبانیں تو اس کے ذکر ہی سے گنگ ہیں شیاطین الانس کا خوف ان کے رگ و پے میں اس درجہ اثر کئے ہوئے ہے کہ وہاں اللہ کے خوف کے لیے جگہ نہیں۔ یخشون الناس کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ اور جنہیں ابھی بولنے کی طاقت حاصل ہے وہ اسے جہاد بالنفس پر محمول کرتے ہیں اور رجعنا من جہاد الاصغر الی جہاد الاکبر کی غلط اور موضوع حدیث سے ان کا نفس خادع تمسک اعتصام کرتا ہے گویا ابلیس نے ان علماء سو کو اپنے اعمال شیطانی کے لیے ایک آلہ بنالیا ہے اور جس طرح چاہتا ہے ان سے کام لیتا ہے لیکن قرآن حکیم نے صاف صاف اعلان کر دیا کہ

ان اللہ یحب الذین یقاتلون	بے شک خدا ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہے
فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص	جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ
(سورۃ صف)	ایک دیوار ہیں جس میں سیسہ پلایا گیا ہے۔

تاریخ اسلام میں سب سے پہلے جن لوگوں سے تمام تعلقات و روابط منقطع کیے گئے وہ وہی جلیل القدر صحابہ تھے جو کاہلی کی بنا پر جنگ تبوک میں شامل نہ ہوئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعلى الثلثة الذين خلفوا حتى اذا ضاقت عليهم الارض بما رحبت وضاقت عليهم انفسهم وظنوا ان لا ملجاء من الله ثم تاب عليهم ليتوبوا ان الله هو التواب الرحيم۔

اور ان تین پر بھی جو بانتظار امر خداوندی ملتوی رکھے گئے تھے یہاں تک جب زمین باوجود فراخی ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ اپنی جان سے بھی تنگ آ گئے اور سمجھ گئے کہ خدا کی گرفت سے اس کے سوا اور کہیں پناہ نہیں پھر خدا نے ان کی توبہ قبول کر لی تاکہ وہ آئندہ کے لیے توبہ کئے رہیں بے شک اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

جو لوگ جہاد میں شریک نہ ہوں ان کی نسبت فرمایا کہ نہ صرف یہی مصیبتوں اور تکلیفوں کا نشانہ بنیں گے بلکہ ان کی وجہ سے تمام قوم مبتلائے آلام ہو گی۔

واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة واعلموا ان الله شديد العقاب۔

اور اس بلاء سے ڈرتے رہو جو خاص کر انہیں لوگوں پر نازل نہیں ہو گی جنہوں نے تم میں سے سرتابی کی ہے بلکہ سب اس کی زد میں آجاؤ گے اور جانتے رہو کہ اللہ کی مار بہت بری ہے۔

NaraeIslam
Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

جس طرح ہر شخص اپنی انفرادی زندگی کے بقاء و قیام کے لیے ہر قسم کی جدوجہد کرتا ہے ٹھیک اسی طرح قرآن حکیم نے تمام مسلمانوں پر حیات اجتماعی کے قائم و دائم رکھنے کے لیے جہاد کو الزم اللوازم قرار دیا۔

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم

اور سپاہیانہ قوت اور گھوڑوں کے باندھے رکھنے سے جہاں تک تم سے ہو سکے کافروں کے لیے ساز و سامان مہیا کئے رہو کہ ایسا کر لینے سے اللہ کے دشمنوں پر اور اپنے دشمنوں پر اپنی دھاک بٹھائے رکھو گے۔

پھر نبوت کے اعمال مہمہ میں سب سے اشرف و اعلیٰ مقام اسے نوازش کیا گیا۔

یاایها النبی حرض المومنین علی القتال۔

اے نبی مسلمانوں کو جنگ و قتال کرنے کے لیے ابھار دو۔

عالم الغیب والسرائر کو اس امر کی اطلاع تھی کہ آخری زمانہ میں مسلمانوں کی تمام تر زندگی بطالت و بدعملی اور جبن و نامرادی کی تصویر ہو گی جہاد فی سبیل اللہ سے بچنے کے لیے طرح طرح کے حیلے تراش کر نفس خادع کے فریب میں مبتلا ہو جائینگے اور قتال فی سبیل الحق والحریۃ ترک کر دینگے اس لیے سورۃ توبہ میں ان کے ایک ایک عذر لنگ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بیان کیا ہر ایک کی حقیقت آشکارا کر دی اور بتایا کہ نہیں کسی طرح بھی اس فرض اہم واقدم سے نجات نہیں مل سکتی یہ فوجی خدمت ہر مسلم مرد و عورت امیر و غریب بادشاہ و فقیر آقا و غلام پر لازمی ہے اور اس سے کسی کو بھی استثناء حاصل نہیں ہم اس وقت صرف شارات پر اکتفا کرتے ہیں تفصیل کا مقام دوسرا ہے۔

(الف) مخالفین و معاندین اسلام نے اپنی مجتمع قوت سے اسلامی حکومتوں کو تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا ہے مسلمانوں کے تمام بلاد و امصار تباہ و برباد ہو رہے ہیں اندیشہ ہے کہ حمیت مذہبی کی وجہ سے مسلمان مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں دشمنان دین فوراً اپنے مواعید کا ذبہ کا اعلان کر دیتے ہیں کہ فرزندان اسلام کے تمام حقوق کی حفظ و نگہداشت کی جائے گی ان کے مقدس مقامات کا احترام کیا جائے گا اور ان کے مذہبی و سیاسی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت روا نہ رکھی جائے گی۔ اس قسم کی دل فریب باتیں سن کر اکثر جاہل طبیعتیں پکار اٹھتی ہیں کہ ایسے لوگوں سے جنگ کرنا حد درجہ کی سفاہت و بداخلاقی ہے یہ تو پیکر فرشتگی و ملوکیت ہیں قرآن کہتا ہے کہ ان پر اعتماد کرنا جہل و نادانی ہے وہ اپنے وعدے پورا نہ کریں گے۔

ماکان للمشرکین ان یعمروا مسٰجد اللہ شٰھدین علیٰ انفسھم بالکفر۔ پارہ ۱۰

مشرکوں کو کوئی حق نہیں کہ اللہ کی مسجدیں آباد رکھیں اور اپنے اوپر کفر کی گواہی بھی دیتے جائیں۔

(ب) مسلمان اپنے گھروں میں نیک کام کرتے ہیں علماء کرام قرآن و حدیث کے درس میں مصروف ہیں گروہ صوفیہ خانقاہوں میں اللہ اللہ کے نعرے لگاتا ہے کہ تزکیہ نفس حاصل ہو ہزاروں لاکھوں انسان ہیں جو ان سے اپنی تشنگی کو دور کرتے اور سیراب ہو کر گھروں کو لوٹتے ہیں یہ لوگ ان اعمال صالحہ کو پیش کر کے اپنے آپ کو قتال فی سبیل اللہ سے مستثنٰی کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن لسان الٰہی انہیں ظالم قرار دیتی ہے۔

اجعلتم سقایۃ الحآج و عمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ لایستون عنداللہ واللہ لایھدی القوم الظالمین۔

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور خانہ کعبہ کے آباد رکھنے کو اس شخص کی خدمتوں جیسا سمجھ لیا ہے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لاتا اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا ہے اللہ کے نزدیک تو یہ برابر نہیں اور اللہ ظالم لوگوں کو راہ راست نہیں دکھاتا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک نے اپنے سال کو چار حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا تین ماہ تجارت کرتے تھے تین ماہ درس حدیث میں مصروف رہتے تین مہینوں میں حج کرتے اور باقی ایام جہاد فی سبیل اللہ میں صرف کرتے انہوں نے حضرت فضیل بن عیاض کو خط بھیجا جو اس وقت بیت اللہ میں معتکف تھے اور حضرت عبداللہ مصروف جہاد اس خط کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا عابد الحرمین لو ابصرتنا
لعلمت انک بالعباد تلعب

فضیل رو پڑے اور کہا ابو عبدالرحمٰن سچ کہتا ہے۔

(ج) دنیاوی منفعتیں ماں باپ کی محبت رشتہ داروں کی خبر گیری مساکین وغرباء کی اعانت اور زمین وجائیداد کی حفاظت ان میں سے ایک چیز بھی جنگ سے مستثنیٰ نہیں کر سکتی۔

قل ان کان اٰباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال نِ اقترفتموها وتجارة تخشون کسادها ومسٰکن ترضونها احب الیکم من اللہ ورسوله وجهاد فی سبیله فتربصوا حتّٰی یأتی اللہ بامرہٖ واللہ لا یهدی القوم الفٰسقین ؕ (پارہ - ۱۰)

کہدو اگر تمہارے باپ بیٹے بھائی بیویاں کنبہ دار مال جو تم نے کمائے ہیں سوداگری جس کے مندا پڑ جانے کا تم کو اندیشہ ہو اور مکانات جن کو تمہارا جی چاہتا ہے اللہ اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ عزیز ہوں تو صبر کرو یہاں تک کہ جو کچھ خدا کو کرنا ہے۔ وہ تمہارے سامنے لا موجود کرے اور اللہ ان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا جو سرتابی کریں۔

(د) قلت تعداد، فقدان اسباب، اور ضعف ظاہری کی بنا پر جہاد کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔

لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرة ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم ... شیئاً وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ؕ

اللہ بہت سے موقع پر تمہاری مدد کر چکا ہے اور حنین کے دن جب کہ تمہاری کثرت نے تم کو مغرور کر دیا تھا تو وہ تمہارے کچھ کام بھی نہ آئی اور زمین باوجود وسعت کے لگی تم پر تنگی کرنے پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے

(ہ) تاجرانہ تعلقات اور ملازمت کے روابط کی بنا پر کسی قوم سے جنگ کو ملتوی نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ خیال نہ ہو کہ اس سے علیحدگی اختیار کرنے پر آمدنی کے تمام ذرائع مسدود ہو جائیں گے۔

یٰایها الذین اٰمنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هٰذا۔ پارہ ۱۰

مسلمانو۔ مشرک تو گندے ہیں تو اس برس کے بعد حرمت والی مسجد کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں اور اگر ان کے ساتھ لین دین بند ہو جانے سے تم کو مفلسی کا اندیشہ ہو تو خدا چاہے گا تو تم کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس ان تمام آیات نے واضح کر دیا کہ جب تک آنکھوں میں بصارت ہے کان سن سکتے ہیں۔ ناک سونگھ سکتی ہے زبان میں قوت گویائی ہاتھوں میں پکڑنے کی طاقت اور پاؤں میں چلنے کی قابلیت ہے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ جہاد کی تیاری کرے تمام محبتوں اور چاہتوں پر اس کی شیفتگی و دلدادگی غالب رہے اسی کا سودا سر میں ہو اور اسی کی زنجیر پاؤں میں ہو۔ کہ یہی احب الاعمال الی اللہ ہے یہی سنام الاسلام ہے یہی عصارہ ایمان اور مغز عبادت ہے۔

وجاهدوا فی الله حق جهاده هو اجتباكم وما جعل عليكم فی الدين من حرج ملة ابيكم ابراهيم هو سمّٰكم المسلمين من قبل وفی هٰذا ليكون الرّسول شهيدًا عليكم وتكونوا شهدآء على النّاس فاقيموا الصلوٰة واٰتوا الزّكوٰة واعتصموا بالله هو مولٰكم فنعم المولٰى ونعم النّصير

(پارہ ۱۷ - ۱۷)

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جو حق جہاد کرنے کا ہے اس نے تم کو تمام انبیاء کی قوموں سے برگزیدگی اور امتیاز کے لیے چن لیا پھر جو دین تم کو دیا گیا ہے وہ ایک ایسی شریعت فطری ہے جس میں تمہارے لیے کوئی رکاوٹ بھی نہیں ملت تمہارے وارث اعلیٰ خلیل اللہ کی ہے اور اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے گذشتہ زمانوں میں بھی اور اس میں بھی تا کہ رسول تمہارے ہے اور تم تمام عالم کی ہدایت اور نجات کے شاہد ہو پس اللہ تعالےٰ کے رشتہ کو مضبوط پکڑو جان و مال دونوں کو اس کی عبادت میں لٹا دو وہی تمہارا آقا اور مالک ہے اور پھر جس کا خدا مالک ہو اس کا کیا اچھا مالک ہے اور کیا قوی مددگار۔

احادیث نے اس کی اہمیت کو اور زیادہ کھول کر بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

والذی نفس محمد بیدہ لوددت ان اقتل فی سبیل الله ثم احیٰی ثم اقتل ثم احیٰی ثم اقتل ثم احیٰی ثم اقتل

خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں شہید ہو کر دوبارہ زندہ ہو جاؤں پھر شہادت کا درجہ حاصل کر کے زندہ کیا جاؤں پھر شہید ہو کر زندہ ہوں پھر قتل کیا جاؤں۔

دوسری حدیث میں ہے۔

رباط یوم فی سبیل الله خیر من الدنیا وما فیها۔

ایک دن اللہ کے راستہ میں چوکیداری کرنی بہتر ہے دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس شخص نے جہاد کا ایک لمحے کے لیے بھی ارادہ نہ کیا ہو اور اسی حالت میں مرگیا ہو اس کی نسبت فرمایا کہ وہ منافق کی موت مرا ہے۔

ومن مات ولم یغزوا ولم یحدث بہ نفسہ مات علی شعبۃ من نفاق

جو شخص مرگیا نہ تو اس نے اپنی زندگی میں کبھی جہاد کیا اور نہ اس کے کرنے کا ارادہ ہی دل میں پیدا ہوا وہ نفاق کی موت مرا۔

ایک موقعہ پر یوں ارشاد ہوا۔

ان ابواب الجنۃ تحت ظلال السیوف

جنت کے دروازے تلواروں کے سایہ کے نیچے ہیں۔

پھر اس کی کوئی بھی حد قائم نہ فرمائی۔

وقاتلوھم حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ

اون سے برابر مذہبی جنگ جاری رکھو جب تک فتنوں کا استیصال اور تمام دین اللہ کے واسطے نہ ہو جائے۔ الجہاد ماض الی یوم القیمۃ قیامت تک جہاد باقی رہنے والی چیز ہے اور آخری مذہبی لڑائی مسیح موعود کے ہاتھوں ہوگی شرائط کے کسی وقت فقدان کی وجہ سے بالفعل اوس پر عمل نہ ہونا اور چیز ہے مگر جہاد کے (عیاذاً باللہ) بقول مرزا صاحب خراب مسئلہ کو گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کے واسطے قربان کرنا اور صرف سچی خیرخواہی گورنمنٹ کے واسطے اعلان کرنا کہ میں ایک حکم خدا سے لے کر آیا ہوں وہ یہ کہ اب سے دینی لڑائیوں کا خاتمہ ہے رباری تعالیٰ سے کھلی ہوئی بغاوت کا اعلان ہے جسے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قیامت تک باقی رکھیں اس کا خاتمہ کرنیوالا کون ہو سکتا ہے کہ کہے اب یہ حکم جہاد شریعت منسوخ ہوگیا قرآن پاک کی قطعی آیات اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اب چودھویں صدی کے ایک شخص کے حکم سے منسوخ قرار پائیں۔ اس سے زائد کوئی کفریہ ناممکن ہے کسی عذر سے کسی حکم پر کسی زمانہ میں عمل نہ ہو سکنا اور امر ہے اور اس سے انکار کر کے اوسے ختم یا منسوخ کر دینا اور چیز ہے۔ عمل نہ کرنا کفر نہیں مگر بدل انکار ومنسوخ کرنا صریح کفر ہے۔ جس کے بعد ایمان ممکن ہی نہیں۔

(جہاد بالسیف کب واجب ہوتا ہے)

اس سلسلہ میں مکی زندگی اور مکی منسوخ آیات اور بعض صحابہ کے اقوال سے جو اس کی خانہ جنگی سے متعلق تھے۔ غلط نتائج اخذ کئے ہیں اور جہاد کو صرف دفاعی قرار دیا ہے حالانکہ جہاد کی دونوں قسمیں قرآن پاک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث میں صراحت موجود ہیں مدافعانہ بھی اور جارحانہ بھی ایک قسم کو مستقلاً حذف کر دینا بھی دین میں کمی کرنا ہے تفصیل کا موقع نہیں کہ تمام شرائط اور ان کی نوعیت پر روشنی ڈالی جائے یہ نکتہ قابل غور ہے کہ جب شرائط نہ ہوں تو بالفعل ضروری نہیں مگر اس کی ہمیشہ کے لیے منسوخی و خاتمہ کا اعلان کیونکر درست ہو سکتا ہے کیا کسی شخص پر یا جماعت پر بوجہ عدم استطاعت حج فرض نہ ہونے سے تمام دنیا کے واسطے مسئلہ حج کے خاتمہ کا اعلان و حکم کیا جا سکتا ہے پھر اگر ہندوستان میں مجبوری تھی تو اس مسئلہ جہاد کے خاتمہ کا اعلان بلاد عرب و شام اسلامی ممالک میں انہیں جہاد سے روکنے کے واسطے رسائل کثیرہ کی اشاعت کی کیا غرض تھی مختار مدعا علیہ کوئی بھی تاویل کرے مرزا صاحب کتاب البریہ میں صاف اعلان فرما رہے ہیں کہ کوئی بھی غرض ممالک اسلامیہ میں اس کے روکنے اور خاتمہ کے اعلان کے سوائے خوشنودی و سچی خیر خواہی گورنمنٹ برطانیہ کی ہرگز نہ تھی (ملخصاً)

(بزرگان دین پر بہتان عظیم)

پھر حضرت مولانا اسماعیل شہید رح اور ان کے پیر حضرت سید احمد بریلوی رح پر یہ بہتان باندھا ہے کہ ان کا مذہب بھی مرزا صاحب کی طرح تھا۔

ماشاءاللہ ان کا رسالہ جہادیہ و حیات طیبہ ملاحظہ ہو۔

اور سوانح احمدیہ سے ان کا ایک خطبہ بلکہ ایک دو فقرات نقل کئے ہیں۔ عدالت خود اسے ملاحظہ فرمائے۔ نقل عبارت میں طول ہو گا کہ کیسا کھلا ہوا بہتان عظیم ہے اس میں تو سراسر اس کے خلاف ہے وہ جب سکھوں سے جہاد کرنے کے واسطے نکلے تو اعلان فرما دیا کہ کسی اسلامی بادشاہ یا موجودہ سلطنت سے ہمارا نزاع نہیں صرف سکھوں سے اس وقت جہاد کرنا ہے۔

اس میں جب کہ خود جہاد بالسیف میں مصروف ہیں تو جہاد کے مسئلہ کو خراب اور اس کے ہمیشہ کے لیے خاتمہ اور منسوخی کا کیونکر اعلان فرما سکتے ہیں۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے کیا۔ البتہ ایک وقت میں تمام دنیا سے جہاد نہ کیا۔ اس سلسلہ میں بلا وجہ گورنمنٹ برطانیہ کے محامد اور اس کا سایہ رحمت ہونا بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ اور باوجودیکہ بحث کے وقت احتجاج کے ساتھ میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ میں ایک لسٹ اس کے مظالم اور مداخلت فی الدین کی دے دوں گا۔ کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب پاک پر کیسے اور کس قدر عظیم الشان حملے کئے ہیں۔ مگر چونکہ عدالت کی اجازت اس قسم کے غیر متعلق امور کے تذکرہ کی نہیں اس لئے احترام عدالت کے لحاظ سے ترک کرتا ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال اس مسئلہ جہاد کے خاتمہ کرنے میں مرزا صاحب نے خود دین میں کمی زیادتی کی اوس کا جواب تاقیامت ناممکن ہے، عدالت خود ہمارے پیش کردہ حوالجات گورنمنٹ انگریزی اور جہاد میں سے ملاحظہ فرمائے۔

تیسری وجہ تکفیر (دعویٰ نبوت)

اس سلسلہ میں مدعیہ کی جانب سے کوئی بھی ثبوت اس ہیڈنگ کے تحت پیش نہیں کرنا ہے کیونکہ بوضاحت بسلسلہ ختم نبوت قرآن پاک احادیث نبویہ صحیحہ اقوال صحابہ، قرآنیہ سلف صالحین سے کثیر التعداد حوالے اور تقریبًا (۵۰) سے زائد بالکل لاجواب جن کا جواب میں تذکرہ تک نہ آیا گذر چکے۔ جن کا اعادہ نہیں کرتا اور ان سے صراحتہً ثابت ہو گیا کہ کسی قسم کا ظلی۔ بروزی نبوت کا دعویٰ بعد خاتم النبیین اور آخر الانبیاء باجماع امت کفر اور قطعی کفر ہے۔

مختار مدعا علیہ نے اس سلسلہ میں وہی شہادت کی پیش کردہ آیات اسی طرز استدلال سے اور وہی کچھ معتبر اور غیر معتبر احادیث الفاظ و معنیٰ میں تحریف و تاویل کر کے دہرا دیں۔ جن کا غیر متعلق اور سرے سے بے ربط اور موضوع سے دور اشارۃً و کنایتہً بھی مثبت مدعا نہ ہونا اصل بحث میں ثابت کر چکا ہوں اب گو کچھ زائد کہنے کی ضرورت نہیں تاہم اوسکی جوابی بحث کی روشنی میں نہایت اختصار سے گذارش کرتا ہوں۔

(قرآن مجید سے امکان نبوت پر دلائل)

بحوالہ بیان گواہ مدعا علیہ ملا (۱) یا بنی آدم الخ (۲) اللہ یصطفی الخ (۳) اذکروا نعمۃ اللہ الخ
ظہر الفساد الخ (۵) صراط الذین انعمت علیہم بحوالہ گواہ مدعا علیہ ۲ (۶) واذ
ابتلیٰ ابراہیم (۷) آیۃ میثاق (۸) ومن یطع اللہ والرسول (۹) ماکان اللہ لیذر (۱۰) کلا
ہدینا (۱۱) آیت استخلاف (۱۲) وسیق الذین کفروا الیٰ جہنم زمرا

ان سب کا مدلل جواب اصل بحث میں پیش کر چکا ہوں اور عدالت نے اس پر نوٹ بھی قائم فرمائے تھے۔ ان میں سے صرف چند آیات نمبر (۱) و (۲) و (۵) و (۶) و (۸) و (۱۱) کا جواب بحث میں تذکرہ کیا۔ اور پوری چھ یعنے نصف درجن کے جواب کا ذکر تک نہ کیا اور ان کا جواب صحیح تسلیم کر لیا۔ لہٰذا اب اس سلسلہ میں صرف چھ آیات ان کے پاس ہیں جن کے جواب کو جوابی بحث میں لانے اور میرے جواب میں مغالطہ کی سعی کی ہے جس کی حقیقت پر مرتب و مفصل مگر نہایت ہی اختصار سے روشنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈالتا ہے۔

(مختار مدعا علیہ کی تاویلات کا خلاصہ)

(۱) اس آیت میں خطاب حضرت آدم ؑ کے وقت کے بنی آدم کو ہونا جن کے واسطے مختار مدعیہ نے ابن جریر کی روایت پیش کی ہے سیاق و سباق کے خلاف ہے۔

(۲) سیاق و سباق سے وہی ثابت ہوتا ہے جو گواہان مدعیہ نے کیا ہے۔

(۳) اس سے پہلی آیتہ یابنی آدم خذوا زینتکم ہے جس کا شان نزول کفار مکہ ہیں۔

(۴) اور بعد کی بھی آیات ہمارے معنوں کو مؤید ہیں۔ قال ادخلوا فی الخ

(۵) یہ کہنا غلط ہے کہ گواہان مدعا علیہ نے اس پر کوئی حوالہ نہیں دیا بلکہ حوالہ اتقان کا موجود ہے۔

(۶) روایتہ ابن جریر میں آدم اور ذریتہ دونوں کا ذکر ہے اور آیتہ میں صرف بنی آدم کا۔

(۷) قرآن میں حکایتہ عن الماضی کا اشارہ تک نہیں۔

(۸) عبدالرحمٰن بن زیاد اور ہیاج ضعیف ہیں جو روایت ابن جریر میں ہیں۔

(۹) اقوال تابعین و مفسرین حجتہ نہیں حوالہ اتقان ابن خلدون۔

(۱۰) مرزا صاحب نے ابن جریر کو رئیس المفسرین کیوں کہا۔

(۱۱) یا بنی آدم یا ایہا الناس کے فرق کا جواب۔

(۱۲) ہدیتہ الشیعۃ۔

(۱۳) نسخ احکام میں ہوتا ہے نہ اخبار میں۔

(۱۴) اما کی بحث۔

(الجواب)

(۱) ہرگز سیاق و سباق اس کے خلاف نہیں ہیں ہم نے اولاً اس کے عموم خطاب کو سیاق و سباق اور اسلوب قرآن سے اصل بحث میں ثابت کیا ہے اور قرآن پاک سے ثابت کیا ہے کہ ہر جگہ یا بنی آدم سے اولاد آدم مراد ہوتی ہے جیسا کہ اصل الفاظ کا مدعا ہے اور جب بھی کہیں تخصیص پیدا ہوتی ہے وہ مجازاً خارجی قرائن یا شان نزول وغیرہ کے لحاظ سے ورنہ اصل الفاظ کی وضع ہی عموم کے واسطے ہے ملاحظہ ہو بحث مختار مدعیہ

(۲) یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ جیسا کہ ماقبل سے مستفاد ہوتا ہے اور آگے آرہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) اس پہلی آیت میں یا بنی آدم خذوا زینتکم الخ میں خطاب عام اولاد کو ہے اور تخصیص خارج سے شان نزول کی مدد سے جو پیش کی ہے وہ اصل عموم الفاظ کو باطل نہیں کرتی کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ خصوصی مورد کا۔ تعجب ہے کہ دوسرا شان نزول پیش کرے تو اسی ضابطہ سے مختار مدعا علیہ اسے مسترد کر دیتا ہے اور اپنے لیے اسی سے دلیل لاتا ہے مفصل ابتدائی بحث میں پیش کر چکا ہوں پس معلوم ہوا کہ اس آیت میں یا بنی آدم الخ سے عام اولاد آدم بلا تخصیص امت محمدیہ یا زمانہ محمدیہ کے لوگوں کے مراد ہیں البتہ حکم اس قسم کا ہے کہ ختم نہیں ہوا اب تک اس امت میں موجود ہے پس یہ **ماسبق** کی ایت خلاف ہمارے مدعا کے نہ ہوئی بلکہ اسی کو مؤید رہی۔

(۴) مابعد ایک آیت بھی مختار مدعا علیہ کے معنے کی مؤید نہیں بلکہ تائید کا اشارہ تک نہیں دراصل مختار مدعیہ کے پیش کردہ معنی سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے کیونکہ پیش کردہ آیت میں ازل کا ذکر تھا اور اس میں ابد و آخرۃ یا قیامت و وقت دخول جنۃ کا۔ وہ حکایۃ حال ماضیہ تھی یہ حکایۃ حال آتیۃ دوسرے سیاق وسباق کی فکر مختار مدعا علیہ کو فضول ہے جب کہ وہ خود اقراری ہے کہ درّاور حضرت آدم کا واقعہ ضمنی طور پر درمیان میں آیا ہے۔"

معلوم ہوا کہ اس میں ضمناً جملے معترضہ بھی ہیں جن کا ماقبل و مابعد سیاق وسباق سے حل کرنا اسی کے قول کے مطابق نہیں ہو سکتا ورنہ میں نے تو اس کا حل مختصر یہاں اور مفصل اصل بحث میں پیش کر دیا ہے نیز گواہان مدعیہ نے بجواب جرح بھی اسے ایک حد تک صاف کر دیا ہے۔

(۵) یقیناً یہ کہنا صحیح ہے کہ مختار مدعا علیہ نے اس پر کوئی بھی دلیل پیش نہیں کی اور ہمارے اس قول کو کوئی بھی غلط ثابت نہیں کر سکتا۔ مختار مدعا علیہ کی یہ غلط بیانی ہے کہ اس نے آیت متنازعہ کے متعلق اتقان کا حوالہ پیش کیا بلکہ ماقبل کی آیت خذوا زینتکم الاٰیۃ کے متعلق اتقان کا حوالہ پیش کیا تھا اور اسی پچھلی آیت کے تحت سے ایک ضابطہ عام نقل کیا تھا مگر اس کا غیر متعلق ہونا اچھی طرح ابتدائی بحث میں واضح کر چکا ہوں اور واقعہ صرف اس قدر ہے کہ ایک عام قاعدہ کی اتقان میں ایک مثال **دی** ہے یہ ہرگز نہیں کہ اس آیۃ متنازعہ میں یا جہاں بھی یہ لفظ آئے یہی مطلب ہوتا ہے ملاحظہ ہو اتقان ص۱۴۴

(۶) جس طرح روایۃ ابن جریر میں حضرت آدم اور اس کی ذریۃ دونوں کا ذکر ہے یوں ہی آیۃ میں اولاد آدم مع آدم کے مراد ہیں اور ایسا قرآن پاک میں جا بجا ہے اعملوا آل داؤد شکرا ۔ اور ادخلوا آل فرعون اشد العذاب الخ۔ یہاں آل داؤد میں داؤد اور آل فرعون میں فرعون بھی بالاتفاق شامل ہے اسی طرح ان متنازعہ آیۃ میں بھی بنی آدم کے ساتھ آدم علیہ السلام بھی شامل ہیں اور یہ خاص اس کلام بلاغت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظامِ اسلوب اداء ہے جسے کشاف و بیضاوی ۔ اور اعجاز القرآن میں مفصل بیان کیا ہے۔ یہاں موقع تفصیل کا نہیں کہ عرض کیا جائے۔

(۷) قرآن میں حکایۃ حال ماضی کا اشارہ کیا تصریح موجود ہے۔ کیونکہ یہ آیت گویا قدرے تفصیل ہے

فاما یاتینکم منی ھدًی فمن تبع ھدای فلاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔

کی اور یہ بہر حال سلسلہ ہدایت وآیان رسل شروع ہونے سے پہلے کی ہونا چاہئے۔ ورنہ رسول آچکنے کے بعد اس کا کہنا ہی محض عبث و فضول ہوگا۔

جسے ذرہ سی بھی قرآن دانی سے مناسبت ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ سلسلہ ارسال رسل وانزال کتب سے قبل کی یہ باری تعالیٰ کی اولاد آدم کو وصیت ہے اس سے انہیں آدم ع کے قصہ اور اون کے جنت سے خروج کے متصل بیان کیا تاکہ معلوم ہو کہ یہ بھی اوسی ازل کا واقعہ ہے اور یہ کل بطور حکایت حال ماضیہ بیان ہوا ہے۔ اور ایسی مثالیں حکایۃ حال ماضیہ کی قرآن پاک میں متعدد موجود ہیں۔

(۸) مختار مدعیہ کی پیش کردہ روایت ابن جریر کے دونوں راوی عبدالرحمن ابن زیاد اور حجاج ہرگز ضعیف نہیں نہ اون کے ضعف کا فیصلہ ہے صرف ایک قول اون کے متعلق بلا سبب وعلت بیان کئے ضرور منقول ہے مگر اس قسم کی جرح اصولاً ناقابل اعتبار ہے ملاحظہ ہو الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل ص۔ القول الاول انه یقبل التعدیل من غیر ذکر سببه ۔۔۔۔۔۔

"واما الجرح فانه لایقبل الا مفسرًا بینًا بسبب الجرح" یعنے پہلا قول یہ ہے کہ کسی کی تعدیل وتوثیق تو بلا اظہار سبب ہو سکتی ہے مگر کسی پر جرح قبول نہیں ہو سکتی۔ جب تک اوس کا سبب واضح طور پر بیان نہ کیا جائے۔

ابن صلاح نے اپنے مقدمہ میں اسی قول کو ائمہ اور حفاظ ونافدین وماہرین حدیث بخاری ومسلم وغیرہ کا مذہب قرار دیا ہے اور حافظ زین الدین عراقی نے اسی قول کو صحیح اور مشہور فرمایا ہے ملاحظہ ہو کتاب مذکور ص

"وقد اکتفی ابن الصلاح فی مقدمته علی القول الاول من ھذہ الاقوال وقال ذکر الخطیب الحافظ انه مذھب الائمه من حفاظ الحدیث ونقادہ مثل البخاری ومسلم

"وقال الزین العراقی فی الشرح الالفیة فی القول الاول انه صحیح المشھور"

پس اس قسم کی جرح مبہم ہرگز ہمارے راویوں کی تصریح ماہرین فن جرح مجروح نہیں کرسکتی مزید برآں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُسی میزان الاعتدال میں دونوں راویوں کی کافی توثیق موجود ہے۔ جسے مختار مدعا علیہ نے ظاہر نہ کیا ملاحظہ ہو، حافظ شمس الدین ذہبی اس عبدالرحمٰن ابن زیاد کو قاضی افریقہ اور عبد صالح فرماتے ہیں۔ امام بخاری اسے قوی فرماتے ہیں ابوداود و امام احمد بن صالح سے نقل کرتے ہیں کہ اس کی حدیث حجت ہے۔ یہی ابن قطان جن سے مختار مدعا علیہ نے یہ غیر ثابت شدہ قول کے ان کے متعلق نقل کیا۔ صحیح اُن سے وہ ہے جو امام بخاری کے استاد و امام اسحاق ابن راہویہ نقل فرماتے ہیں کہ میں نے یحیٰی ابن سعید قطان سے سنا کہ عبدالرحمٰن ابن زیاد ثقہ (معتبر) ہے اور ضعیف ہیں۔ وقال اسحاق ابن راہویہ سمعت یحیٰی بن سعید یقول عبدالرحمٰن ابن زیاد ثقہ (میزان الاعتدال طبع ہند ج ۲ ص ۹۴)

باقی رہا حیاج ابن بسطام خراسانی۔ یہ تابعی ہیں حضرت انس کو دیکھنے کی بھی روایت کی ہے۔ امام ابوحاتم فرماتے ہیں "کہ ان کی احادیث لکھنے کے لائق ہیں" سعید ابن بنا فرماتے ہیں میں نے ہیاج سے زاید کوئی فصیح نہیں دیکھا اور بغداد انہوں نے درس حدیث دیا۔ جس میں ایک لاکھ آدمی مجتمع ہوگئے اور احادیث اُن کی لکھیں۔ مالک ابن سلیمان فرماتے ہیں۔ کہ ہیاج ابن بسطام اعلم الناس بہت ہی بڑا عالم بہت بڑا کھ بار بڑا فقیہہ بڑا شجاع بڑا سخی ورحیم تھا (ملاحظہ ہو۔ میزان الاعتدال طبع ہندی ج دوم ص ۵۵۵

اس سے زیادہ اور توثیق اور کیا چاہئے۔ یحیٰی ابن سعید اللہ اس کے معاملہ میں متردد ہیں۔ ایک مرتبہ اُسے ضعیف کہہ گئے اور ایک مرتبہ لیس بشئ کہہ دیا۔ یعنی قال مرۃ لیس بشئ جس کو مختار مدعا علیہ نے غلطی سے مرۃ کو مترہ کوئی نام سمجھ کر یہ ترجمہ کر دیا کہ مترہ نے کہا ہے کہ وہ کچھ چیز نہیں۔ حالانکہ کہ مترہ کسی کا نام نہیں وہاں مرۃ کا لفظ ہے۔ ترجمہ یہ ہے کہ انہیں یحیٰی نے کبھی یہ کہا کہ لیس بشئ۔ غرض ان کے تردد سے راوی میں ضعف پیدا نہیں جب کہ ایسی نقو بت و توثیق موجود ہے۔ (ملاحظہ ہو ص ۵۵۵)

لہٰذا ابن جریر کی سند بالکل صحیح بے غبار ہے۔

نیز جس تابعی سے یہ روایت ہے۔ یعنی ابی یسار سلمی و بالاتفاق ثقہ نہایت معتبر ہے۔ جیسا کہ کتب رجال میں موجود ہے۔

(۹) اب تابعین کے متعلق کسی بحث کی ضرورت نہیں۔ جب کہ وہ تابعی جس سے ہمنے نقل کیا ہے۔ ابی یسار سلمی معتبر ہے۔ صرف یہ گذارش کردوں کہ مختار مدعا علیہ نے فتح البیان ص ۶ جو شعبہ کا حوالہ نقل کیا ہے وُہ محض غلط ہے وہاں کوئی موجود نہیں۔ نہ اُس کے آگے پیچھے ہے۔ بلکہ تابعین کی ان کے طبقات کے لحاظ سے توثیق موجود ہے۔

تفسیروں کے متعلق جو اتقان کا حوالہ نقل کیا ہے۔ اُس میں شرمناک خیانت ہے۔ حوالہ کے قبل لفظ قال و کو حذف کر دیا اور آخر سے وفیہ نظر کو حذف کر دیا۔ یہ دوسرے کا قول نقل کرکے تردید فرما رہے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور سوائے بعض مخصوص تفاسیر کے مستند معتبر خصوصًا یہ ابن جریر وغیرہ باکی اسی اتقان میں شد و مد کے ساتھ توثیق ہے۔ اور خصوصیت سے اس ابن جریر کو نہایت ہی معتبر فرما رہے ہیں اور ائمہ دین سے نقول پیش کی ہیں۔ (ملاحظہ ہو اتقان طبقات المفسرین ج۲ ص۱۸۹) باقی رہا حوالہ ابن خلدون اُس میں بھی خیانت ہے۔ جو اصل بحث میں پیش کر چکا ہوں۔ بیان میں اس کے الفاظ یہ دیے ہیں "تفاسیر المتقدمین مملوۃ بالغث والسمین" یہ الفاظ ہر دو بیانوں تھے کہ مطبوعہ کاپی میں قول ابن خلدون کر کے موجود ہیں۔ حالانکہ متعدد ایڈیشن بحث میں پیش کر کے دکھا چکا ہوں۔ کہ یہ کہیں نہیں۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ (لا ان کتبھم واقوالھم تشتمل) اس کے متعلق گزارش ہے۔ کہ ابن خلدون مفسر اور مذہبی امام نہیں۔ بلکہ مورخ ہیں ملاحظہ ہو جرح گواہ مدعا علیہ ۶ مارچ اور یہ ہے مسلم کہ ہر فن میں اُسی کے ماہر کی رائے معتبر ہوتی ہے۔ جیسے کہ گذر چکا ہے۔ پھر مفسرین نے رطب و یابس اقوال تردید کے واسطے نقل کیے ہیں تا کہ لوگ گمراہ نہ ہوں اُن کی تائید نہیں کرتے۔ اور اس سے اس کتاب کا پوزیشن خراب و مخدوش نہیں ہوتا ملاحظہ ہو جرح گواہ مدعا علیہ ۶ مارچ ۱۹۳۳ء اس کی ایک مثال ابتدائی بحث میں تفسیر خازن جلد ۳ ص۲۲۵ تحت آیت لقد ہمت الخ سے پیش کی ہے علاوہ اس کے ابن خلدون کی یہ رائے صرف قصص و حکایت میں ہے احکام و اعمال و عقائد خود اس سے مستثنیٰ کرتے ہیں ملاحظہ ہو مقدمہ ابن خلدون ص۲۸۴ یعنی پیش کردہ حوالے کا آخری حصہ ہے گواہان مدعا علیہ نے دانستہ نقل نہ کیا۔

(۱۰) مرزا صاحب نے ابن جریر کو رئیس المفسرین کسی تقلید میں نہیں کہا بلکہ خود اپنی تحقیق ہے اور حوالے فتح البیان جلد ۱ ص۱ کا حوالہ مغالطہ ہے زبان رئیس المفسرین کا لفظ نہیں ہاں بڑے بڑے ائمہ سے اس کی توثیق منقول ہیں قال النووی اجمعت الامۃ لم یصنف مثل تفسیر الطبری" امام نووی فرماتے ہیں کہ امت کا اجماع ہے کہ تفسیر ابن جریر کے مثال کوئی بھی تفسیر تصنیف نہ ہوئی۔ ابی حامد اسفرائنی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ملک چین تک صرف تفسیر ابن جریر کے حصول کے واسطے سفر کرے تو کم ہے (فتح البیان جلد ۱ ص۱)

پس اس سے تو اور ہماری تائید ہوئی کیونکہ ہمارا حوالہ اسی مسلم و معتبر کتاب کا ہے جس کو امت نے معتبر و قابل مانا ہے اور جس کے متعلق مرزا صاحب بھی رئیس المفسرین لکھتے ہیں اور اُس کے قول سے دلیل لاتے ہیں۔ باقی یہ کہنا کہ پہلے قرآن سے مرزا صاحب نے حل کر کے تائید پیش کی ہے ہم نے بھی پہلے الفاظ قرآنی اور سیاق و سباق سے پیش کر کے یہ نقلی تائید پیش کی ہے لہذا یہ بالاتفاق قبول ہونی چاہئے۔

(۱۱) یا بنی آدم سے اصل یہی ہے کہ عام اولاد آدم بلا تخصیص امت محمدیہ اور یا ایھا الذین آمنوا سے صرف

www.KitaboSunnat.com

مومنین امت اور یاایہا الذین کفروا سے کفار مکہ اور خطاب ہیں یاایہا الناس آتا ہے اسے
اصل بحث میں قرآنی امثلہ سے واضح کر چکا ہوں عدالت خود مقابلہ فرمائے کہ اس کا کوئی بھی جواب نہ ہو سکا صرف
الفاظ بدلائے ہیں۔

(۱۲) بدیۃ الشیعہ کا حوالہ جو ڈیٹیل اصول پر غیر مسلم اور جدید ہے نیز وہاں اس آیتہ کا اس تخصیص میں انحصار کا کوئی
بھی ذکر نہیں عدالت خود اصل حوالہ ملاحظہ فرمائے۔

(۱۳) بیان نسخ اخبار کا کوئی معاملہ نہیں نسخ کی بحث بے جا بلاوجہ یہاں چھیڑ دی گئی ہے یہاں تو صرف اس قدر
ہے کہ اولاد آدم سے خدا نے رسول بھیجنے کا رونا زل وعدہ فرمایا تھا۔ رسول بھیج کر وہ وعدہ پورا فرما
دیا۔ اگر رسول نہ بھیجتا تو خلاف وعدہ خلافی ہوتا۔
اس میں یہ وعدہ ہی نہ تھا کہ قیامت تک آتے رہینگے۔ یہاں تک خاتم النبیین کو ناسخ بنانا پڑے۔ وہ وعدہ
علیحدہ پورا ہو گیا اور یہ حکم علیحدہ ختم نبوۃ اور انسداد سلسلہ نبوت و باب نبوۃ علیحدہ رہا۔ نسخ سے کوئی علاقہ ہی نہیں اگر
وہاں استمرار کا تذکرہ ہوتا تو ضرور یہ نسخ کہلاتا۔

(۱۴) لفظ اِمّا کی بحث بلاوجہ چھیڑی۔ یہ صرف اس لیے ہے کہ اِمّا جب کسی مضارع پر داخل ہوتا ہے تو اس سے
صرف استقبال مراد ہوتا ہے استمرار کے واسطے نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس آیتہ سے صرف بنی آدم سے ازل
میں رسولؐ آیندہ بھیجنے کا وعدہ نکلا۔ ہمیشہ قیامت تک بھیجتے رہنے کا ثابت نہ ہوا۔ اس کا کوئی جواب
نہ دیا۔ دوسری غیر متعلق لفظی بحث چھیڑ دی۔

بحمد اللہ ثابت ہو چکا کہ اس آیتہ کے متعلق جو تاویلات مختار مدعا علیہ نے میری بحث پر کی ہیں ان میں
کوئی قوت نہ تھی۔ اور اصل بحث کے اعتراضات استدلال پر لاجواب ہی رہے۔

(نوٹ) یہ بھی واضح رہے کہ میں نے اپنے دعوی پر روح المعانی ج ۳ ص ۹۶ کا حوالہ پیش کیا ہے۔ کہ اس
جگہ بنی آدم سے تمام انسان مراد ہیں۔ امت محمدیہ کی تخصیص نہیں اور یہ لاجواب رہا۔

(دوسری آیت)

انی جاعلك للناس اماما۔

اس سے استدلال ہی بے ربط تھا جسے آج تک کوئی بھی سلف و خلف سے نہ سمجھا۔ یہ کسی جواب ہی کے
قابل نہ تھا اور جو کچھ کہ اصل بحث میں اوس پر کر چکا ہوں وہ کافی سے زائد ہے۔ اب مختصراً دو چار لفظ جواب
الجواب کے سلسلہ میں عرض کرتا ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ تاویل مختار مدعا علیہ

(۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی نسل میں نبی بنانے کا وعدہ کیا ہے کہ یہ وعدہ اس وقت تک پورا ہوتا رہیگا۔ جب تک ظالم نہ ہوں۔ پس بالسبب کر ظالم مانو یا نبوۃ کا امکان۔

(۲) مختار مدعیہ کا یہ کہنا کہ ذریتہ کا لفظ عربی زبان نہیں صرف جسمانی نسل پر بولا جاتا ہے غلط ہے۔ لغتہ عرب کا حوالہ چھوڑ کر ہدایۃ الشیعہ ص۳۰۴ دیکھو۔

(۳) مرزا صاحب بلا ریب ابراہیمی نسل سے ہیں استفتا ص۴۔

(جواب الجواب)

جواب ہونہ سکا صرف ٹالنا چاہا ہے۔

(۱) ابراہیمی نسل سے وعدہ بصیغہ اسم فاعل کے تھا جو استقبال کے معنی میں ہے وہ پورا ہوا اس میں کہیں استمرار کا پتہ نہیں کہ ہمیشہ پورا ہوتا رہے گا جب تک وہ ظالم نہ ہو جائیں۔ یہ استمرار کے معنی صرف مختار مدعا علیہ کے طبع زاد ہیں جس پر کوئی ایک حوالہ نہیں اور استقبال کے معنی آج تک سلف وخلف لیتے چلے آئے ہیں اب نہ آل ابراہیم کو ظالم ماننا پڑتا ہے نہ اجراء نبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کا کفر یہ عقیدہ لازم آتا ہے اور اگر مختار مدعا علیہ کے طرز پر استمرار ہو تو ساڑھے تیرہ سو سال تک آل ابراہیم کو عیاذاً باللہ ظالم ماننا پڑے گا جس میں تمام فتن رونما ہووے مگر نبی نہ بنائے گے حالانکہ ابراہیمی نسل میں اب تک کس قدر صحابہ ائمہ قطب ابدال غوث صلحا ئے امت گذرے۔ یہ محض لغو تاویل ہے اسلاف تیاس کے خلاف تصریحیں کی ہیں غرض استمراری معنے محض تفسیر بالرائے ہے جو حرام قطعی ہے۔

(۲) یقیناً ذریتہ کا لفظ عربی زبان میں صرف جسمانی ذریتہ پر بولا جاتا ہے۔ اور انسان کی نسل و فرزندان پر اطلاق پاتا ہے۔ لغت کی معتبر کتب اس تصریح سے پر ہیں۔ قرآن واحادیث و محاورات عرب میں سینکڑوں حوالے موجود ہیں مختار مدعا علیہ باوجود اس قدر اس معاملہ میں تعلی کے عربی لٹریچر سے ایک بھی مسلم وغیر مسلم حوالہ نہ پیش کر سکا اور اپنے عجز کا ان الفاظ میں اعتراف کیا کہ "یہاں پر لغت عرب کے حوالے چھوڑتا ہوں۔ بانی مدرسہ دیوبند کی ہدیۃ الشیعہ پیش کرتا ہوں۔"
واضح رہے کہ ہدیۃ الشیعہ اردو کی کتاب ہے۔ اردو محاورات میں مجازاً ذریتہ۔ معلوم کس قدر معنوں پر آتا ہے۔ عربی لغت میں عربی کا ایک بھی محاورہ نہ مل سکا۔ اور میرا دعویٰ بحمد اللہ لاجواب رہا۔ مفصل اصل بحث سے ملاحظہ ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) مرزا صاحب کا بنی فارس یا اولادِ فاطمہؓ سے ہونا کوئی علم الانساب کے اصول پر نہیں بلکہ ان کا کشفی و الہامی ہے جو کسی پر حجت نہیں۔ ہاں اون کے نسب نامہ میں ہے کہ وہ مغل ہیں مگر مرزا صاحب اوسکی تردید فرماتے ہیں کہ اللہ نے میرے پر وحی بھیجی کہ میری آباء اقوام ترکیہ میں سے نہیں۔ (استفتا ص۷۸)
پس اب نسب نامہ کی تحقیق کی ضرورت ہی نہیں جب کہ اب تک مغل فارس یا بنی فاطمہؓ ہونا ہی طے نہ ہوا اور سب کا سب خلاف نسب نامہ مشہور کشفی رہا۔ اور اصل نسب نامہ کو مرزا صاحب کے الہام اور وحی الٰہی نے بزعم اون کے غلط ثابت کر دیا۔
انساب کی کتاب سے مرزا صاحب کا قابل اعتماد ابراہیمی نسل ہونا ثابت نہیں۔ باقی اصل میں اس کی ہمیں ضرورت ہی نہیں، جب کہ نہ اس آیت کا یہ مطلب ہے نہ کسی نبی کے آنے کا امکان ہے قطعی دلائل سے ثابت ہو چکا۔ بہر حال عدالت خود ملاحظہ فرمائے کہ ہماری بحث کا کوئی بھی جواب نہ ہوا۔

خلاصہ تاویلات

(تیسری آیت اللّٰہ یصطفی الخ)

(۱) یصطفی میں حال اور استقبال دونوں مراد لینے پر جو مختار مدعیہ نے اعتراض کیا ہے اس کے لیے منجد اور جرح گواہ مدعیہ ۱ کا حوالہ پیش ہے۔
(۲) مشترک کے دونوں معنی یکدم لے سکتے ہیں جیسا کہ رایت عینہ میں لیتے ہیں۔
(۳) چونکہ اس آیت میں یہ صیغہ خدا کے واسطے مستعمل ہے لہذا استمراری کے معنی موزوں ہوں گے۔

(الجواب)

(۱) میرا اعتراض دو تو حال و استقبال کے معنی یکدم حقیقۃً مراد لینے پر تھا اور بتایا تھا کہ اسے اصطلاح میں عموم مشترک کہتے ہیں اور یہ ناجائز ہے۔ اس کے واسطے لا عموم له ای المشترك کہ عموم مشترک نہیں ہو سکتا۔ نور الانوار ص۸۴ جرح گواہ مدعا علیہ ۱ (۱۱/مارچ ۳۳ء) سے پیش کیا تھا جو بالکل لاجواب رہا۔
البتہ منجد اور گواہ مدعیہ ۱ کی جرح سے پیش کیا کہ مضارع وہ فعل ہے کہ حال و استقبال دونوں پر دلالت کرے۔ مگر میرا اعتراض مضارع کے اس معنیٰ یا دلالت پر نہیں بلکہ حقیقۃً ایک ہی استعمال میں بطور عموم مشترک مراد ہونے پر ہے اور وہ بحمد اللہ لاجواب ہے۔ اوس کا کوئی جواب نہیں۔ مفصل اصل بحث میں ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) رایت عینہ اپنی طرف سے مثال گڑھ کو میرا پیش کردہ حوالہ نورالانوار ص۸۴ عموم مشترک کا نہیں توڑ سکتے بہر حال ایک ہی معنی مراد لیے جا سکتے ہیں جیسا کہ بحث میں بیان کر چکا۔

(۳) مضارع میں استمراری معنی حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہیں اور یہاں کوئی قرینہ صارفہ مجبور نہیں کرتا کہ خواہ مخواہ کفریہ مضمون بنانے کے واسطے حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی لیے جائیں۔ بلکہ اس کے نہ مراد ہونے پر قرائن جو جو سے ہیں پیش کر چکا اور ندا کی طرف نسبت ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ استمرار مراد ہو بلکہ حال یا استقبال ہی مراد ہوتا ہے۔ تمام قرآن پاک میں سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ اور مختار مدعا علیہ کے ادعاء کی ایک بھی نہیں مل سکتی۔ میں نے خازن ج ۵ ص۲۲ سے اس کا شان نزول پیش کر کے عرض کیا تھا کہ یہاں اجراء نبوت وغیرہ کا کوئی بھی تذکرہ نہیں صرف اہل مکہ کے اس اعتراض کا جواب دینا ہے کہ اللہ نے بشر جو ہم جیسا تھا رسول کیسے بنایا۔ جواب مرحمت فرمایا گیا کہ الله يصطفى من الملائكة یہ کہ یہ کبھی نہیں کہ کوئی معیار ہو بلکہ اللہ کے نظر و انتخاب پر موقوف ہے جسے چاہے برگزیدہ کرے وہ ملائکہ کو بھی رسالت کے واسطے چنتا ہے۔ اور لوگوں سے بھی۔ چنانچہ چنا اور پھر جب چاہا یہ سلسلہ خاتم النبیین سے بند فرما دیا کوئی محل اعتراض نہیں اس کا کوئی بھی جواب نہ ہو سکا۔ اور اصل اعتراض لاجواب ہی رہا۔

(چوتھی آیت اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم)

اس کے جواب میں مختار مدعا علیہ سے کچھ بھی نہ ہو سکا اور محض یہ تاویل کی کہ۔

(۱) ایام الصلح سے جو اس آیت کے جواب میں تائید پیش کی گئی وہ گواہان مدعا علیہ کے معنی کے متضاد نہیں کیونکہ اس میں اور نبوت کا انکار ہے اور گواہان مدعا علیہ اور قسم کی ثابت کرتے ہیں۔

(۲) کشتی نوح میں ایام الصلح کے خلاف مضمون ہے۔

(۳) جو ترجمہ آیت پیش کیا ہے اس دعا کے مفہوم سے مطابق ہے۔ جو اس آیت میں ہے۔

(الجواب)

(۱) ایام الصلح میں مطلقاً انکار ہے اور یہ کتاب اس زمانہ کی ہے جب کہ دعویٰ نبوت کا وہم وگمان بھی مرزا صاحب کو نہ تھا بلکہ نبوت پر پردہ پڑا تھا کیونکہ اس کا سنہ تالیف یکم جنوری ۱۸۹۹ء ہے عدالت خود ایام الصلح کی عبارت سے میرے جواب کا مقابلہ فرمالے تفصیل اصل بحث میں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) کشتی نوح ۵/اکتوبر ۱۹۰۲ء کی دعویٰ نبوۃ اور نبوۃ سے پردہ اٹھنے کے بعد کی ہے لہٰذا اس سے اس کا تعلق نہیں اس وقت تو تمام آیات واحادیث میں تحریفات کر چکے تھے۔

(۳) آیت اھدنا الصراط المستقیم کا یہ ترجمہ کہ "ہمیں ان لوگوں سے بنا جن پر تیرا انعام ہوا" محض تحریف اور غلط ہے اور یہ کہنا کہ بلا اس معنی کے یہ دعا نہ ہوگی یہ بھی غلط ہے دعا ماننے پر بھی صحیح معنی یہ ہوں گے "ہمیں ان لوگوں کے راستہ پر چلا جن پر تیرا انعام ہوا" اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ مختار مدعا علیہ یا اس کے گواہان اپنی مطلب برآری کے واسطے کس قدر غلط تاویلات اور ترجمہ میں تحریف کر لیتے ہیں اور اپنے زعم کے مطابق اپنے کو نبی بنانے کی روزانہ دعا کرتے اور سکھاتے ہیں۔

باقی جو اصل جوابات اس آیت کے بحث میں دیئے تھے ان کا نام تک نہ لیا اور وہ لاجواب ہی ہے۔

خلاصہ تاویل

(پانچویں آیت ومن یطع اللہ والرسول الخ)

(۱) مختار مدعا علیہ نے معیت سے نبی ہونا مراد لینے پر بخاری سے قول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وقت وصال مع الذین انعم علیھم اور حدیث التاجر الصدوق یحشر مع الانبیاء پیش کی اور اگر غور سے دیکھی جائیں تو ہمارے موافق ہیں۔

(۲) اس آیت سے یہ مراد کہ نبیوں کے ساتھ ہوں گے نبی نہ ہوں گے الخ کوئی عقلمند انسان ماننے کے لیے تیار نہیں

(۳) توفنا مع الابرار اور فاکتبنا مع الشاہدین وغیرہ میں مع بمعنی من ہے کہ ہمیں ان کے زمرے سے کردے۔

(۴) خدا کی معیت کی آیاتوں کو اس پر قیاس کرنا درست نہیں۔

(الجواب)

(۱) اس استعمال سے صرف میں نے یہ بتایا ہے کہ اگر نبی بننا مراد ہوتا تو اسے بطور تحصیل حاصل استعمال نہ فرماتے نیز اسی اصول پر ہر تاجر صدوق نبی بن جاتا یا بن سکتا حالانکہ یہ مراد نہیں تفصیل اصل بحث سے ملاحظہ ہو اس سے لاجواب ہو کر ادھر اُدھر ٹلانا شروع کر دیا۔

(۲) یہ کہنا کہ اس آیت سے یہ مراد لینا کہ نبیوں کے ساتھ ہوں گے نبی نہ ہوں گے الخ کوئی عقلمند انسان ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اس کا جواب عدالت کے امتیاز خصوصی پر چھوڑتا ہوں اور صرف یہ گذارش کرتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوں کہ آج تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام ائمہ و بزرگان دین سلف وخلف تو یہی معنی کرتے چلے آئے۔
اب مختار مدعا علیہ اونہیں جو چاہے کہے اور جو چاہے سمجھے ہیں نے تو اس کا شان نزول اور صحابہ سے روایت مرزا صاحب کے رئیس المفسرین ابن جریر جلد ۲۲ صلا و ج ا ص۵۹ سے پیش کر دی تھی۔ جسے لاجواب سمجھ کر جواب میں ذکر تک نہ کیا۔ اصل بحث ملاحظہ ہو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی مراد سمجھا۔ بخاری ج ۲ ص۶۶ اصل بحث ملاحظہ ہو ان درجوں کا وجود دوسری آیت سے پیش کیا تھا اوس کا بھی کچھ جواب نہ دیا بہر حال یہ بھی لاجواب رہا۔

(۳) ان امثلہ میں مع بمعنی مجازاً مراد ہونے سے یہ کب لازم آیا کہ ہر جگہ یہ مراد ہو۔ چنانچہ جن لوگوں نے ان امثلہ میں یہ معنی لیے ہیں وہ بھی آیات متنازعہ سے یہ مراد نہیں لیتے۔

(۴) خدا کی معیت پر قیاس نہیں کرتا بلکہ ان امثلہ سے اگر مع کے واسطے یہ قاعدہ کلیہ بنا لیا جائے جیسا کہ گواہان مدعا علیہ نے بنالیا ہے تو ان کے زعم باطل پر ہر انسان کا خدا بننا یا خدا بننے کی دعا کرنا لازم آئے گا۔ جواب نہ ہو سکا مغالطہ کی سعی کی۔ باقی اصل جو جواب تھا اوس کا ذکر تک نہ کیا۔ اس آیت میں مع سے معیت بمعنی رفاقت مراد ہے اور اوس کا ثبوت اسی آیۃ کا آخری حصہ مصرح موجود ہے کہ وحسن اولٓئک رفیقا۔ یہ انبیاء وصدیقین وصلحاء اچھے رفیق ہیں اس سے بنص قرآن اس استدلال کا خاتمہ ہو جاتا ہے اس کا جوابی بحث میں اشارہ تک نہیں عدالت خود اصل بحث سے ملاحظہ فرمائے معلوم ہوا کہ یہ جواب بالکل لاجواب ہے کوئی تاویل بھی ممکن نہیں۔

(چھٹی آیت استخلاف)

خلاصہ تاویلات

(۱) اس سلسلہ میں جو بحث مختار مدعیہ نے کی ہے وہ قابل التفات ہے۔
(۲) گواہ مدعا علیہ نے خلافت روحانی اور جسمانی دونو پر چسپاں کی ہے۔ بخلاف مختار مدعا علیہ کے۔
(۳) صرف صحابہ میں منحصر کرنا عموم الفاظ قرآنی کو باطل کرنا ہے اور چند امثلہ
(۴) جسمانی بادشاہت تو غیر مومنین اور غیر صلحاء کو بھی مل جاتی ہے۔
(۵) تفسیر کبیر کے دو حوالے۔

الجواب

دراصل اس بحث کا کچھ بھی جواب نہیں عدالت اصل بحث کو اس سے مقابلہ فرمائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) الحمد للہ کہ جواب کے قابل التفات نہ ہوتے تو مختار مدعا علیہ نے اعتراف کر لیا۔
(۲) یہ غلط ہے کہ مختار مدعا علیہ نے بھی خلافت سے روحانی اور جسمانی کے دونو معنی مراد لی ہیں۔ البتہ روحانی سے نبی ہونا نہیں بلکہ وارث علوم نبوت ہونا مراد لیا ہے۔ جیسا کہ بیٹا باپ کا خلیفہ یا مرید پیر کا ہوتا ہے۔ نیز سلطنت ظاہری ولیمکننھم فی الارض سے مراد لیا ہے۔ اور اس پر صریح صریح قرآنی آیات پیش کی ہیں۔ جن کا کوئی بھی جواب نہ ہو سکا اصل بحث سے ملاحظہ ہو۔
(۳) صرف صحابہ میں منحصر کرنا بھی عموم الفاظ کو باطل نہیں کرے گا۔ کیونکہ یہاں عموم نہیں بلکہ منکم سے خود ہی تخصیص فرما دی ہے اور تمام امت ائمہ سلف وخلف آج تک اسے صحابہ کرام کے فضائل وخصوصیات سے شمار کرتی رہی ہے۔
(۴) صرف جسمانی یا دشاہت نہیں بلکہ روحانی اور وراثت علمی بھی ہمراہ ہے اب کوئی اعتراض نہ رہا۔
(۵) تفسیر کبیر کے دونوں حوالے یہاں سے غیر متعلق ہیں اور یہاں انہیں لگانے سے تفسیر بالآیات جو ہم نے پیش کی ہے۔ بالکل باطل ہو جائے گی نیز امام رازی نے بھی اس آیت کو اسی معنی اور صحابہ کرام پر محمول کیا ہے۔ نیز کسی مطلب کے صریح آیات اور احادیث سے متعین ہونے کے بعد اس کے خلاف کسی کا قول معتبر نہ ہونا مسلمہ فریقین متفقہ مسئلہ ہے پس یہ قطعاً پیش ہی نہیں ہو سکے بہرحال اس کے قابل التفات ہونے کا اعتراف ہے اور تاویل جو کی ہے۔ وہ ظاہر ہے جو کچھ بھی ہے۔ عدالت خود ہی اصل بحث سامنے رکھ کر ملاحظہ فرمائے۔
باقی آیات کا جواب لاجواب رہا۔

(احادیث سے امکان نبوت کا ثبوت)

میں نے اس کا تفصیلاً ایک ایک حدیث کا علیحدہ علیحدہ جواب دیا تھا اور حدیث نواس بن سمعان جس میں نبی اللہ کا لفظ ہے اس کی تضعیف ازالہ ص ۲۲۷ سے اور نبی اللہ سے مجازاً نبی ہونا مراج منیر ص ۲ سے پیش کیا تھا جس سے اجراء نبوت کوئی لازم نہیں آتا اب یہ کہنا کہ مرزا صاحب کا یہ منشا نہیں بلکہ وہ ہے عدالت خود اصل سے ملاحظہ فرما لے مطلب واضح ہے۔
حدیث محدث والی میں بخاری شریف کے اندر تصریح ہے من غیر ان یکونوا انبیاء الخ کہ محدث نبی نہ ہوں گے لہٰذا اس سے بھی اجراء نبوت نہ ثابت ہوا۔ ابوبکر خیر الناس بعدی الا ان یکون نبی (کنز العمال) اولاً تو کنز العمال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیں ر ن یکون نبیا بھی ہے کہ ابوبکر نبی نہ ہوں گے۔ باوجود افضل الناس ہونیکے یہ صحیح ہے اور ایسے بکثرت محاورات ملیں گے۔

مرزا مظہر جان جاناں رح کی مدح میں کہا گیا ہے کوئی آج اس کے برابر نہیں۔

وہ سب کچھ ہے الا پیغمبر نہیں باقی کے واسطے بیان گواہ مدعا علیہ کا حوالہ دیا ہے میں بھی اپنی اصل بحث کے حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

بحمداللہ ایک دلیل سے بھی اجراء نبوت ثابت نہ ہو سکا۔ فللہ الحمد

ختم نبوت ودعویٰ نبوت کا مسئلہ ختم ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری وجہ تکفیر کا اثبات وجواب الجواب

انکار حشر اجساد و نفخ صور

گو اہاں مدعیہ نے بیان کیا تھا۔ کہ مرزا صاحب حشر اجساد اور نفخ صور کے منکر ہیں حالانکہ بیسیوں آیات اور احادیث کثیرہ سے یہ بات قطعاً ثابت اور امت کا مسلم عقیدہ ہے جس کا جواب مدعا علیہ نے یہ دیا ہے کہ مرزا صاحب ہرگز ان امور کے منکر نہیں۔ اور مختلف حوالجات ان امور کے متعلق پیش کیے ہیں کہ مرزا صاحب ان امور کو پیش کرتے۔ اور مانتے ہیں۔

مختار مدعا علیہ اور گواہ ملا مدعا علیہ کے بیان و بحث سے یہ بات تو ثابت ہو گئی۔ کہ فی الواقع حشر اجساد اور نفخ صور کا انکار کرنے والا قرآن و اسلام کا مکذب اور مخالف اور کافر ہے۔ لیکن وہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتا۔ کہ مرزا صاحب ان امور کے منکر ہیں۔ بلکہ وہ مرزا صاحب کو ان امور کا معتقد اور مقر جانتا ہے لہٰذا اس وجہ کی بناء پر کافر و مرتد نہیں ہیں۔

مختار مدعیہ کی طرف سے اس کا جواب الجواب یہ ہے۔ کہ گو مرزا صاحب نے بعض مقامات میں ان امور کا اقرار کیا ہے۔ لیکن وہ اقرار محض لفظی اور اجمالی ہے۔ اور جہاں انکار ہے۔ وہ نہایت بسط اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ جس کے بعد اقرار کی حیثیت محض لفظی رہ جاتی ہے نہ حقیقی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ منافقین کے حق میں فرماتے ہیں

اذا جآءك المنافقون قالوا نشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنافقين لكاذبون اتخذوا ايمانهم جنة فصدوا عن سبيل الله انهم سآء ما كانوا يعملون۔ (سورۃ المنافقون پ۲۸) نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن الناس من يقول امنا بالله وباليوم الاخر وما هم بمومنين يُخدعون الله والذين أمنوا وما يخدعون الا انفسهم وما يشعرون فى قلوبهم مرض۔ الايه

ماحصل ان آیات مبارکہ کا یہ ہے۔ کہ کسی شخص کا اقرار جب کہ اس کی حالت قطعی طور پر یا اس کا قول یقیناً انکار پر دلالت کرتا ہو۔ کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ پس مرزا صاحب نے جب کہ وہ باتیں نہایت بسط اور تفصیل سے لکھ دیں۔ جن سے لازمی اور ضروری طور پر حشر اجساد کا انکار یعنی قبروں سے مردوں کا میدان محشر میں جانا غلط ثابت ہوتا ہے۔ تو اب ان کے اقرار اسی قسم کے ہوں گے۔ جیسے کہ منافقین کے ادعاء اسلام و رسالت و ایمان ہیں جو محض بے سود ہونے کی وجہ سے کالعدم قرار دیے گئے ہیں چنانچہ قرآن کریم کی محولہ بالا آیات اور ان کی مثل اور آیات سے ظاہر ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفصیل و توضیح

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے ۔ کہ مرزا صاحب نے یہ اعتقاد پیدا و ایجاد کیا ہے ۔ کہ انسان مرنے کے بعد فی الفور جنت یا جہنم میں پہنچ جاتا ہے ۔ خواہ وہ اپنے سارے وجود اور تمام قویٰ کے ساتھ داخل جنت و جہنم ہو ۔ (جیسے اعلیٰ درجہ کے لوگ صدیق شہید انبیاء جو سارے وجود اور قویٰ کے ساتھ داخل جنت ہو جاتے ہیں ۔ اور ان کے مقابل بڑے بڑے کافر جہنم میں سارے وجود اور قویٰ سے داخل جہنم ہو جاتے ہیں) یا محض اس کے لیے جنت و دوزخ کی طرف سے کھڑکی کھول دی جائے ۔ جیسا عامہ مومنین کے لیے جنت کی طرف کھڑکی کھولی جاتی ہے ۔ یا ان کے مقابل عامہ کفار کے لیے دوزخ کی جانب سے جیسا کہ مرزا صاحب کی کتاب ازالہ اوہام صفحہ ۳۶۰ کی اس عبارت سے ظاہر ہے ۔ جس کو گواہ نمبر ا نے اپنے بیان میں پیش کیا تھا ۔

نیز مرزا صاحب کی کتاب حمامۃ البشریٰ صفحہ ۵۵ میں ہے ۔ وقد علمت انفا ان اھل الجنۃ والسعیر یدخلون مقامیھما بعد موتھم من غیر مکث ولا ینظرون لقیمۃ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات فقد قامت قیامتہ ۔

یعنی تجھے ابھی معلوم ہو چکا ہے ۔ کہ اہل جنت و دوزخ اپنے مرنے کے بعد بلا تاخیر اپنی اپنی جگہ میں داخل ہو جاتے ہیں ۔ اور روز قیامت کو دیکھیں گے بھی نہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ جو مر گیا ۔ اس کی قیامت ہو گئی (۲) جو لوگ سارے وجود اور تمام قوتوں کے ساتھ جنت یا جہنم میں سر دست نہیں جاتے ۔ وہ بھی یوم الحشر اور یوم الحساب سے پہلے پہلے ترقی کرتے کرتے ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ میں آجاتے ہیں ۔ اور صدیقوں اور شہیدوں کی طرح سارے وجود اور تمام قویٰ کے ساتھ بہشت میں ہی داخل ہو جاتے ہیں ۔ ملاحظہ ہو گواہ نمبر ا کی محولہ عبارت ازالہ اوہام صفحہ ۳۶۰ تقطیع خورد کے بعد کی عبارت "ہاں جب اس درجہ سے ترقی کرتا ہے ۔ تو ادنیٰ سے اعلیٰ میں آجاتا ہے اس ترقی کی ایک یہ بھی صورت ہے (الیٰ) آخر یہاں تک نوبت پہنچتی ہے ۔ کہ شہیدوں اور صدیقوں کی طرح سارے وجود و تمام قویٰ کے ساتھ وہ بہشت میں بھی داخل ہو جاتے ہیں (ازالہ اوہام صفحہ ۳۶۰ و ۳۶۱) اور صفحہ ۳۶۴ میں ہے " اب ہماری اس تقریر سے بخوبی ثابت ہو گیا ۔ کہ بہشت میں داخل ہونے کے ایسے زبردست اسباب موجود ہیں ۔ کہ تقریباً تمام مومنین یوم الحساب سے پہلے اس میں پورے طور پر داخل ہو جائیں گے ۔ اور یوم الحساب ان کو بہشت سے خارج نہیں کرے گا "

صفحہ ۳۶۱ و ۳۶۲ میں اس بات کی تشریح و توضیح کی گئی ہے ۔ جو ایک ذرہ بھر ایمان و عمل والے انسان کو یوم الحساب سے پہلے صدیقوں اور شہیدوں کی طرح سارے وجود اور قویٰ کے ساتھ بہشت میں داخل کر دیتے ہیں ۔ ان کتاب ازالہ اوہام میں تو ادنیٰ مومنوں کے لیے بتدریج یوم الحساب سے پہلے داخل بہشت ہونا مانا گیا ہے ۔ لیکن حمامۃ البشریٰ صفحہ ۵۵ کی محولہ بالا عبارت میں بلا تاخیر اہل جنت اور اہل دوزخ کا اپنے مقام پر پہنچ جانا تسلیم کیا ہے ۔ جو بظاہر تدریج کے مخالف ہے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن ہماری اس سے کوئی غرض وابستہ نہیں۔ مرزا صاحب نے یہ بھی بیان نہیں کیا۔ کہ اہل دوزخ کی ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ کی طرف ترقی کیونکر ہوتی ہے۔ لیکن یہ معمولی بات ہے۔ جس طرح ادنیٰ مومن کی ترقی کے اسباب ہوتے ہیں۔ اسی طرح کافر کی ترقی الی اقصیٰ مراتب جہنم کے اسباب بھی ہو سکتے ہیں۔

بہرحال مرزا صاحب نے یہ تسلیم کر لیا ہے۔ کہ کوئی بہشتی اور کوئی دوزخی بہشت یا دوزخ سے نکالا نہیں جاتا۔ خواہ کسی درجہ پر ہو۔ ہاں ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ کی طرف ترقی کر جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۳۶۰ ازالہ اوہام "اب حاصل کلام یہ ہے۔ (سے) تو ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ میں آجاتا ہے (تک) اب جب کہ تمام لوگ یوم الحساب سے پہلے اپنے سارے وجود اور تمامی قویٰ کے ساتھ یا جنت میں ہوں گے۔ یا جہنم میں۔ اور بموجب عقیدہ مرزا صاحب کوئی آدمی بہشت اور دوزخ سے نکالا نہیں جا سکتا۔ تو اس سے لازمی اور ضروری طور پر یہ ثابت ہو گیا۔ کہ حشر اجساد باطل ہے۔ یعنی مردے قبروں سے اٹھ کر میدان حساب میں جسمانی طور پر نہ جائیں گے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے صاف تصریح کر دی ہے۔ کہ میدان حساب میں روحانی طور پر لوگ جائیں گے۔ ملاحظہ ہو۔ ازالہ اوہام صفحہ ۳۶۵ بسلسلہ عبارت محولہ گواہ نمبرا مدعا علیہ کرسی کی مثال سے سمجھ لینا چاہیئے۔ (سے) اسی طرح روحانی طور پر بہشتی میدان حساب میں بھی ہوں گے۔ اور بہشت میں بھی ہوں گے۔ تک

مرزا صاحب نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ کہ حشر روحانی کی تصریح کی ہو۔ بلکہ اس سے بڑھ کر قیامت کے دن حضور رب العالمین میں جسمانی طور پر حاضر ہونے کو یا بالفاظ دیگر حشر جسمانی کو بیہودہ یا نہ خیال قرار دیا۔ اور تمام امت کو بیہودہ سرشت قرار دیا جو آج تک حشر جسمانی کی معتقد چلی آتی ہے۔ چنانچہ ازالہ اوہام صفحہ ۳۵۰ و ۳۵۱ ملاحظہ ہو۔ اور قیامت کے دن بحضور رب العالمین ان کا حاضر ہونا ان کو بہشت سے نہیں نکالتا۔ (سے) گویا جہنمی لوگوں کو نئے سرے سے جہنم میں داخل کرے گی۔ (تک)۔

مرزا صاحب نے اس مقام پر یہ تصریح کر دی ہے۔ کہ یوم الحساب میں بھی جنتی جنت میں ہی ہوں گے۔ اور دوزخی دوزخ میں۔ صرف بہشتیوں پر رحم الٰہی کی تجلی ہوگی۔ اور دوزخیوں پر قہر الٰہی کی تجلی ہوگی۔ اور اس طرح پر جنت والوں کو جنت نئے رنگ میں دکھلایا جائے گا۔ اور دوزخیوں کو دوزخ نئی شکل میں اور یوم الحساب کے بعد جنت و دوزخ میں داخل ہونے کی بھی حقیقت ہے۔ اسی طرح حمامۃ البشریٰ صفحہ ۵۸ میں ہے۔ فیمثل اللہ الجنۃ فی اعین اھلھا بصورۃ ما راءتھا اعینھم قط کما وعد فی کتاب للمسلمین فیکون لھم ذلک الیوم یوم المسرۃ العظمیٰ والسعادۃ الکبریٰ فیدخلونھا فرحین آمنین۔

وکذلک نتمثل جھنم فی اعین اھلھا فی صورۃ یفجعھم دؤ بینھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یہاں سے مرزا صاحب کا یہ اعتقاد ثابت ہوا۔ کہ یوم الحساب کے بعد جنت اور دوزخ میں داخل ہونا صرف تمثیلی اور محض دکھلاوا ہے اور تحصیل حاصل جیسا سینما کا کھیل مرزا صاحب کے اس عقیدہ سے اسلام کے اس مسلمہ عقیدہ کا انکار لازم آتا ہے۔ جو نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ کہ بعض مومن اپنے فسق و فجور کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے جو اپنے اعمال کی سزا بھگت کر یا شفاعت سید المرسلین و دیگر انبیاء علیہم السلام یا شفاعت صالحین سے یا محض رحم رب العالمین سے دوزخ سے نجات پاکر داخل جنت ہوں گے۔ کیونکہ بموجب عقیدہ فاسدہ مرزا صاحب دوزخ سے کوئی خارج نہیں ہو سکتا۔

نیز اصحاب اعراف کا بھی انکار ہو گیا۔ جو نصوص قطعیہ قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے۔ یہ بات بھی مخفی نہ ہے کہ مرزا صاحب نے یہ عقیدہ محض کسی غلط فہمی سے ایجاد نہیں کیا۔ اور نہ وہ اس کے ملحدانہ نتائج سے بے خبر تھے وہ خوب جانتے تھے کہ اس سے اسلامی عقائد میں سخت انقلاب پیدا ہوگا اور معتقدات اسلامیہ زیروزبر ہو جائیں گے۔ لیکن چونکہ ان کی ایک خاص غرض اس عقیدہ سے وابستہ تھی اس لیے انہوں نے نصوص قرآن و احادیث کی کچھ پروا نہ کی اور یہ عقیدہ تراش لیا کہ جنتی لوگ مرنے کے بعد اور جہنمی فوراً جنت اور جہنم میں چلے جاتے ہیں اور پھر وہ کبھی اس سے نکل نہیں سکتے اور اس پر بعض آیات اور احادیث کی غلط تاویل کر کے استشہاد و استدلال کیا۔ اور یہ ظاہر کیا ہے کہ گویا وہ اسلام اور مسلمانوں پر قرآن کی باہمی مخالف آیتوں میں تطبیق اور توفیق دیکر تعارض کو دور کر کے احسان کر رہے ہیں گو اد مختار مدعا علیہ نے بھی اپنے جدید امام کی تقلید کرتے ہوئے اس کفریہ عقیدہ کا یہی احسان جتلایا ہے۔

مختار مدعا علیہ اپنے جواب بحث میں کہتا ہے کہ (مرزا صاحب نے) جو آیات اور احادیث ان مسائل کے متعلق پائی جاتی ہیں ملحدین کے اعتراض کو ملحوظ رکھ کر ان میں تطبیق فرمائی ہے تو یہ تقریر جو ازالہ اوہام میں بیان ہوئی ہے تو وہ ان مختلف حدیثوں اور آیات کی تطبیق میں ہے۔ پھر مختار مدعا علیہ نے چند آیات اور احادیث ذکر کر کے کہا ہے کہ۔

"پس اگر کوئی شخص مرنے کے بعد جنت اور دوزخ میں داخل نہیں ہوتا تو مختار مدعیہ ان آیات اور اپنے عقیدہ میں کہ مردے قبروں سے اُٹھیں کے تطبیق کر کے دکھائیں"۔

مختار مدعا علیہ کی اس تحدی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے زعم میں یہ ایسا عقیدہ تھا جس کو مرزا صاحب کے سوا کسی نے حل نہیں کیا اور اگر مرزا صاحب تشریف لا کر یہ عقدہ حل نہ کرتے تو اسلام اور مسلمان ملحدین کے اعتراضات کے بار کے نیچے قیامت تک دبے رہتے کچھ ظاہر ہو چکے ہیں اور آئندہ بھی ظاہر ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مختار مدعا علیہ کی پیش کردہ آیات و احادیث جن کی باہمی تطبیق کے لیے اس نے تحدی اور چیلنج کیا ہے یہ ہیں۔

(۱) اغرقوا فادخلوا نارا۔ (نوح) کہ نوح کے مخالف غرق کیے گئے پھر انہیں آگ میں داخل کر دیا۔

(۲) النار یعرضون علیھا غدوا و عشیا۔ کہ فرعون صبح و شام آگ پر پیش کیے جاتے ہیں اور

www.KitaboSunnat.com

جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن ہم حکم کریں گے کہ فرعون کو اشد العذاب میں ڈالو۔

(۳) یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الآیۃ اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ جو نفس خدا کی طرف تسلی پایا ہوا ُسے دیگر بندگان الٰہی کے ساتھ جنت میں داخل ہونے کا حکم دیا جاتا ہے اور اس طرح ایک مومن کو بلا توقف بہشت میں جگہ ملتی ہے۔

(۴) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قیل ادخل الجنۃ- قال یالیت قومی یعلمون اسے کہا گیا کہ تو جنت میں داخل ہو جا۔

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کو دیکھا تو اس میں اکثر عورتیں تھیں تو جنت کو دیکھا اور اس میں اکثر ضعیف تھے۔

(۶) شہداء کے متعلق قرآن میں وارد ہے کہ ان کو مردے مت کہو بلکہ احیاء عند ربھم یرزقون بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں رزق کھاتے ہیں۔ پھر کتاب الفصل ج ۳ صفحہ ۱۲۴ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ابن حزم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نص کے طور پر بیان کیا ہے کہ شہداء کے ارواح جنت میں ہیں اور اسی طرح انبیاء کے ارواح بھی بلاشک جنت میں ہیں یہ تھیں وہ مشکلات جن کی بناء پر مرزا صاحب نے سینکڑوں آیات اور احادیث سے ثابت شدہ عقائد حشر اجساد یعنی مردوں کا قبروں سے اٹھنا اور یوم الحساب کے احوال و اہوال اور واقعات بعث حشر وزن اعمال وغیرہ کا انکار کر دیا اور مختار مدعا علیہ کہتا ہے کہ ان آیات و احادیث کے درمیان اور اپنے عقیدہ قبروں سے مردوں کے اٹھنے کے درمیان تطبیق کر کے دکھاؤ گویا مختار صاحب کے نزدیک ان میں تطبیق محال ہے اسی لیے انہوں نے مردوں کے قبروں سے اٹھنے کا انکار کر دیا ہے جس کا دوسرا نام حشر اجساد ہے یا بعث من فی القبور مختار مدعا علیہ نے اپنی مجبوری ظاہر کر دی بس لے ان کو حشر اجساد کا منکر بنایا ہے اور اضطراری طور پر وہ بات انہوں نے مان لی جو ہم منوانا چاہتے تھے اور وہ بڑے اصرار سے انکار کر رہے تھے۔ مرزا اپنی کتابوں میں اور مختار مدعا علیہ نے جواب اور بحث میں آیات و احادیث مذکورہ کی دستاویز سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ جو انسان مرتا ہے وہ فی الفور جنت یا جہنم میں چلا جاتا ہے اور مختار مدعا علیہ نے ان آیات اور عقیدہ حشر اجساد یعنی مردوں کا قبروں سے اٹھانے کے درمیان تطبیق کا مطالبہ کیا ہے جس کو ہم بفضلہ و توفیقہ تعالیٰ پورا کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ان آیات و احادیث بلکہ کسی آیت و کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ ہر انسان مرنے کے بعد فی الفور جنت یا جہنم میں چلا جاتا ہے بلکہ دخول جنت یا جہنم بعث حشر وزن اعمال حساب کتاب کے بعد ہوگا البتہ دار دنیا اور یوم البعث کے درمیان فی زمانہ میں جس کا نام برزخ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "من ورآء ہم برزخ الی یوم یبعثون" حسب مراتب ثواب یا عذاب ہوتا ہے قرآن سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے اور احادیث میں اس کی بہت تصریح اور تفصیل آئی ہے نیک انسان جنت کی خوشبو اور روح و ریحان وغیرہ سے متمتع ہوتا ہے اور جنت کی طرف سے اس کے لیے کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ بد انسان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوزخ وغیرہ سے تکلیف پاتا ہے اور دوزخ کی طرف سے اس کے لیے کھڑکی کھول دی جاتی ہے ماسوا اس کے احادیث میں بہت تفصیل ہے۔ شہداء کے لیے زیادہ خصوصیت سے مذکور ہوا کہ ان کی ارواح جنت میں جاکر متمتع ہوتی ہیں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اس دار دنیا میں ہوتے ہوئے بھی سیر جنت سے مانع نہ تھا بلکہ واقع ہیں جیسا کہ احادیث میں مصرح ہے لیکن ان امور میں کس طرح قیاس وگمان کو دخل نہیں جو نصوص سے ثابت ہوا اس کا ماننا ضروری ہے۔ یہ بھی آیا ہے القبر روضة من ریاض الجنة او حفرة من حفر النیران لیکن یہ باغ اور آگ کا گڑھا محض برزخی اور عارضی ہے جو یوم البعث والحشر پر ختم ہو جائے گا نہ وہ جنت جو یوم الحساب کے بعد عطا ہوگا جس سے کوئی نکالا نہ جائے گا جس کا نام دار السلام بھی ہے جس میں ادنیٰ آدمی کو زمین و آسمان کی وسعت کے مطابق حصہ دیا جائے گا جس کے بعد اندوہ ورنج کا نام نہ رہے گا جس کی نسبت حدیث قدسی میں ہے اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر اور نہ وہ جہنم میں جس میں سے اہل کبائر مومن نکالے جائیں گے اور کفار لا یقضی علیہم فیموتوا ولا یخفف عنہم من عذابہا کے ماتحت وہیں رہیں گے۔

(والتفصیل کثیرۃ فی القرآن والاحادیث الحدیث)

اس تمہید کے بعد گزارش ہے کہ مختار مدعا علیہ نے آیت نمبر ا پیش کی ہے کہ "نوح علیہ السلام کے مخالف غرق کیے گئے او انہیں آگ میں داخل کر دیا" اس میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جو اسلامی عقیدہ بعث من فی القبور اور حشر اجساد کے مخالف ہو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس نے نار سے جہنم سمجھ لیا ہے۔ اور عام کو بلا وجہ خاص قرار دے کر اپنا دلی شوق پورا کر لیا ہے اور خواہ مخواہ قرآن کریم میں تعارض پیدا کرنے کی کوشش کی ہے مگر یہ سعی بالکل بے سود ہے کیونکہ نارا کا لفظ نار آخرت اور جہنم کے لیے مخصوص نہیں بلکہ نار دنیا اور نار برزخ سب کو شامل ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ اس سے نار آخرت اور جہنم مراد لے کر حشر اجساد کے قطعی اور محکم عقیدہ سے اس کو ٹکرایا جائے کیوں نہ اس سے مراد نار برزخ اور عذاب قبر لیا جائے اور اگر بالفرض نار آخرت اور جہنم بھی مراد لیا جائے تو بھی توجیہ نحوی ہو سکتی ہے اور حشر اجساد سے قطعاً کوئی زحمت نہیں ہوتی کیونکہ امور مستقبلہ کو جن کا وقوع قطعی اور یقینی ہو عموماً قرآن کریم بصیغہ ماضی بیان کر دیتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم کے اس قسم کے محاورات سے کسی کو ان کا انکار نہیں ہوگا اور نہ ہی مختار مدعا علیہ ان کا انکار کر سکتے ہیں تاہم مزید تسلی واطمینان کے لیے کچھ مثالیں پیش کرتا ہوں

فوقاهم الله شر ذلك اليوم ولقاهم نضرة وسرورا و
جزاهم بما صبروا جنة وحريرا الآية

اس جگہ تین صیغہ ماضی کے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے امور مستقبلہ کو جو یوم الآخرۃ میں پیش کرنے والے ہیں یقینی اور قطعی الوقوع ہونے کی وجہ سے بصیغہ ماضی ذکر فرمایا ہے اسی طرح ان سے اگلی آیات ہیں۔ وحلوا اساور من فضة وسقاهم ربهم شرابا طهورا _____ میں صیغہ ماضی استعمال ہوا ہے ان آیات میں اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے ان ابرار اور نیکوں کی جزاء کا بیان کیا ہے جو دنیا میں نیک کام ایفاء نذر اور مساکین کو طعام دینا وغیرہ اعمال صالحہ کرتے ہیں اور قیامت کے خوفناک دن سے ڈرتے ہیں صرف مردوں کا ذکر نہیں بلکہ جو عہد نبوی میں تھے یا بعد میں ہوئے اور ہوں گے ان سب کے ثواب کو جو آئندہ ان کو ملنے والا ہے بصیغہ ماضی بیان کیا گیا ہے تفسیر بیضاوی میں فادخلوا نارا کے ماتحت لکھا ہے المراد عذاب القبر یعنی اس ادخال نار سے مراد عذاب قبر ہے یعنی برزخی نار مراد ہے پھر دوسرا احتمال ذکر کرکے اس کی بھی توجیہ کردی ہے او عذاب الآخرة والتعقیب لعدم الاعتداد بما بین الاغراق والادخال او لان المسبب کالمتعقب للسبب وان تراخی عنه لفقد شرط الوجود مانع یقر یا عذاب آخرت بمنزلة المتعقب اسی صورت میں تعقیب یعنی اغراق کے پیچھے ادخال نار کا ذکر اس وجہ سے ہے کہ درمیانی زمانہ برزخ کو نظر انداز کیا گیا ہے یا اس لیے کہ سبب موجود ہونے کے بعد وجود سبب گو وہ کسی شرط کے نہ موجود ہونے یا کسی مانع کی وجہ سے پیچھے آئے بمنزلہ متعقب ہی کے ہے کمالین حاشیہ جلالین میں ہے المراد بادخالهم النار ادخالهم فیها فی البرزخ قال الضحاک یغرقون فیها من جانب ویحرقون فیها من جانب وقال مقاتل فادخلوا نارا فی الآخرة والتعقیب علی ذلک لعدم الاعتداد بما بین الاغراق والادخال کانه متعقب یعنی ان کو آگ میں داخل کرنے سے برزخ کی آگ میں داخل کرنا مراد ہے (جیسا کہ) ضحاک نے کہا ہے کہ وہ ایک طرف غرق کیے جاتے تھے دوسری طرف جلائے جاتے تھے مقاتل نے کہا ہے کہ نار آخرت مراد ہے اس صورت میں تعقیب اغراق اور ادخال نار کے درمیانی زمانہ کے اعتبار نہ کرنے سے اور نظر انداز کر دینے کی وجہ سے ہے گویا وہ ایک زمانہ ہے میں کہتا ہوں صاحب کمالین کا یہ قول کہ گویا وہ ایک زمانہ ہے بالکل صحیح ہے کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ قبروں سے نکلنے کے بعد لوگ یہی کہیں گے یٰویلنا من بعثنا من مرقدنا (یٰسین) اے افسوس ہماری خواب گاہوں سے ہمیں کس نے جگا دیا۔ پھر خود ہی کہیں گے یا انہیں کہا جائے گا۔ ھٰذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون

مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ نار سے مراد نار برزخ ہے اور اس میں کوئی اشکال نہیں اور نہ کوئی ایسا لفظ ہے جس سے ہم نار جہنم مراد لینے پر مجبور ہو جائیں اور اگر نار آخرت اور عذاب جہنم بھی مراد لیا جائے تو بھی بلا تکلف توجیہ ہو سکتی ہے جیسا کہ مفسرین کے حوالے سے ہم نے بیان کیا ہے۔ اور امور مستقبلہ میں ماضی کا استعمال کلام اللہ میں بکثرت ہے لہٰذا عقیدہ اہل اسلام بعث من فی القبور من القبور یا حشر اجساد سے اس کا کوئی تعارض و تزاحم نہیں ہے اور مرزا صاحب کا اس تعارض و تزاحم کا بہانہ سے کفریہ عقیدہ کا تراشنا الحاد اور ہوس خام ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا اشکال اور اس کا حل

آیت جس کو مختار مدعا علیہ نے اسلام کے قطعی عقیدہ کے متعارض سمجھ کر اس کی تطبیق کا مطالبہ کیا ہے وہ ہے جو عذاب فرعون اور فرعونیوں کے متعلق سورۂ مومن میں ہے۔ النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا آل فرعون اشد العذاب۔

اس کے ماقبل ہے فوقاہ اللہ سیئات ما مکروا وحاق بآل فرعون سوء العذاب النار یعرضون ۔۔۔۔ الخ یعنی مومن آل فرعون کو تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بُرے منصوبوں سے بچالیا۔ اور آل فرعون پر بُرا عذاب نازل ہوا (غرق کیے گئے پھر) صبح لگے پہر اور پچھلے پہر آگ پر پیش کیے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی (تو کہا جائے گا) کہ آل فرعون کو سخت عذاب (یعنی جہنم) میں داخل کردو۔

علماء نے اس آیت سے عذاب قبر ثابت کیا ہے جو بالکل ظاہر ہے کیونکہ یہاں کے مختلف وقتوں میں مختلف قسم کے عذابوں کا ذکر ہے ایک غرق ہونے کے بعد قیامت تک اگلے پچھلے پہر آگ پر پیش ہونے کا جو نسبتاً اخف العذاب ہے دوسرا قیامت کے بعد اشد العذاب میں داخل ہونے کا جس سے مراد دخول جہنم ہے۔

اگلے پچھلے پہر آگ پر پیش ہونا عذاب قبر ہے جو قیامت سے پہلے ہے اس کی نسبت بخاری مسلم ترمذی میں بھی حدیثیں موجود ہیں جو آل فرعون کے علاوہ اس کی عمومیت پر دلالت کرتی ہیں چنانچہ مشکوٰۃ شریف باب اثبات القبر میں بخاری مسلم کی متفق علیہ حدیث عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مرتا ہے تو اگلے پچھلے پہر ٹھکانا اس کو دکھایا جاتا ہے اگر جنتی ہے تو جنت سے اور اگر دوزخی ہو تو دوزخ سے اور اسے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ تجھ کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اٹھائے۔

مشکوٰۃ کے اسی باب کی دوسری فصل میں ترمذی کی ایک حدیث ابوہریرہؓ سے مروی ہے جس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ دو فرشتے منکر و نکیر نامی قبر میں سوال کرتے ہیں اس کے بعد صحیح جواب دینے والے مومن کی قبر فراخ کردی جاتی ہے اس میں روشنی کی جاتی ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ نو شادی شدہ کی طرح راحت سے سو جا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کو اٹھاوے اور اس کے برخلاف کافر کو عذاب ہوتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اٹھا کھڑا کرے۔

یہ حدیثیں اور آیت محولہ بالا اتفاق عذاب کی مثبت ہیں ان سے یہ بھی ثابت ہوا عذاب قبر کے بعد یوم البعث ہوگا جس کی تفصیل اور آیات واحادیث میں آئی ہے سورہ یٰسین میں ہے ونفخ فی الصور فاذا ھم من الاجداث الی ربھم ینسلون یعنی قرنا پھونکا جائے گا تو مردے قبروں سے اپنے رب کی طرف چل پڑیں گے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورہ قمر میں یخرجون من الاجداث کانہم جراد منتشر - قبروں سے اس طرح نکلیں گے گویا وہ پراگندہ ٹڈی دل ہیں اس مضمون کی بہت آیتیں قرآن کریم میں ہیں جن کا ماحصل یہی ہے کہ نفخ صور کے بعد مردے قبروں سے نکل کر میدان عدالت رب العالمین میں حاضر ہوں گے اور محولہ بالا آیات اور حدیثوں سے یہ بات قطعًا ثابت ہو گئی کہ عذاب قبر یا برزخی عذاب جو اشد العذاب آخرت کے مقابلہ بالکل خفیف ہے اور اسی طرح ثواب ختم ہو کر یوم البعث ہو گا اور مردے قبروں سے نکل کر حاضر عدالت رب العلمین ہوں گے۔

الغرض یہ آیت سرسبر ہمارے مذہب کی مثبت ہے اور مرزا صاحب کے عقیدہ کفریہ اور انکار حشر اجساد کی بیخکنی کر رہی ہے مرزا صاحب کا تو یہ مذہب تھا کہ ہر انسان مرنے کے بعد فورًا جنت یا جہنم میں چلا جاتا ہے پھر اس سے نکل نہیں سکتا بڑے سرکش کافر اپنے سارے وجود اور تمام قوی کے ساتھ داخل جہنم ہو جاتے ہیں لیکن اس آیت نے ثابت کر دیا کہ سب سے بڑا کافر فرعون اور فرعونی بھی قیامت کے دن داخل جہنم اور اشد العذاب ہوں گے برزخ میں صرف اگلے پچھلے پہر آگ پر پیش ہوتے ہیں یعنی عذاب القبر میں مبتلا ہیں اور جب احادیث محولہ بالا اور دیگر آیات کو جن کا ذکر محض نمونہ و مثال کے طور پر کیا گیا ہے اس آیت سے ملا کر یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو بشرطیکہ انسان بالکل انصاف و ایمان سے خالی نہ ہو قطعًا و یقینًا سمجھ لے گا کہ عذاب قبر و برزخ کے بعد حشر اجساد بالکل حق اور عین الحق ہے اور مرزا کا مذہب قطعًا باطل ہے۔

باوجود ایسی کھلی صاف اور واضح نص کے مختار مدعا علیہ کا اس کو اپنے موافق اور ہمارے مخالف سمجھ کر تطبیق کے لیے تحدی کرنا سخت حیرت انگیز ہے لیکن ہم ان کو ایک طرح سے معذور سمجھتے ہیں کیونکہ ان کا کام محض یہ ہے کہ جو کچھ مرزا صاحب کہہ گئے ہیں وہی کہے چلے جائیں خواہ وہ بداہتہً باطل ہو اور علمی خودداری اس کے کہنے سے صراحتہً روکتی ہو۔

(۳)
تیسری آیت

یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ (سورۃ فجر پ ۳۰)

اس آیت میں حشر اجساد اور بعث من القبور کے خلاف اور متعارض کوئی لفظ نہیں ہے مختار مدعا علیہ کو مرزا صاحب کی تقلید کی وجہ سے دھوکہ ہوتا ہے کہ ہر نفس مطمئنہ کو مرنے کے وقت یہ حکم دیا جاتا کہ فورًا بلا توقف جنت میں داخل ہو جا اور جنت سے نکلنا محال لہٰذا حشر و بعث اجساد محال لیکن اول تو اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ یہ حکم دخول جنت بوقت موت دیا جاتا ہے بلکہ سیاق آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ قیامت کو ہو گا اور اگر اس کو بھی بالفرض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مان لیا جائے کہ یہ حکم بوقت موت ہی ہے تو یہ کیونکر ثابت ہوا کہ اس سے مراد وہی جنت ہے جس میں دخول بعد الحساب ہوگا اور جس سے نکلنا محال ہے ممکن ہے کہ اس سے بحکم حدیث مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم القبر روضۃ من ریاض الجنۃ۔ روضہ یعنی جنت قبر ہی مراد ہے۔ اس صورت میں بھی یہ آیت حشر و بعث اجساد کے مخالف نہیں ہو سکتی کیونکہ اس جنت سے ضرور ضرور قیامت کے دن نکلنا پڑے گا۔ اور اگر بالکل ہی ارخاء عنان کر کے یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ وہی جنت مراد ہے جس سے کوئی نہ نکلے گا جس میں دخول کے بعد بعث و حشر اجساد نا ممکن ہے تو جب تک یہ ثابت نہ کیا جائے کہ فی الفور بلا تراخی و مہلت داخل ہونے کا حکم ہے تب تک اسلامی قطعی عقیدہ بعث و حشر اجساد سے یہ آیت متعارض نہیں ہو سکتی اور آیت میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جو اس امر کو قطعاً ثابت کرے لہٰذا اس صورت میں بھی ممکن ہے کہ یہ محض اذن اور بشارت دخول جنت ہے اور جنت میں داخل ہونے کا تحقق اور وقوع اپنے وقت اور شرائط حشر و بعث و حساب کے بعد ہوگا۔

غرض اتنے احتمالات کے ہوتے ہوئے اسی آیت کو عقیدہ بعث و حشر کے خلاف اس کو پیش کرنا جس کو نصوص محکمہ قرآن و حدیث قطعاً و یقیناً ثابت کرتی ہیں نفس امارہ کی پیروی ہے۔ ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ حکم دخول جنت قیامت کو ہوگا اس سے پہلے قیامت ہی کا ذکر ہے کلا اذا دکت الارض دکا دکا وجاء ربک والملک صفا صفا وجیٓء یومئذ بجھنم یومئذ یتذکر الانسان وانی لہ الذکری یقول یلیتنی قدمت لحیاتی یہ سب قیامت کا ذکر ہے اس کے بعد عذاب قبر کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا فیومئذ لا یعذب عذابہ احد ولا یوثق وثاقہ احد

یعنی اس دن یعنی قیامت کے دن میں عذاب کافر کے بعد اسی سلسلہ میں حسب اسلوب اللہ تعالیٰ جو مومن اور کفار کا بالمقابل ذکر کرتا ہے قرآن حکیم نے نفس مطمئنہ کا ذکر فرمایا اور اس کو دخول جنت اور عباد اللہ الصالحین کی شمولیت کا حکم دیا گیا پس یہ بھی قیامت کے دن سے ہی متعلق ہے اب معاملہ بالکل صاف ہے اور کسی صورت میں بھی ہمارے مخالف اور متعارض نہیں۔

چوتھی آیت

مختار مدعا علیہ نے چوتھی آیت یہ پیش کی ہے اور کہا ہے اور اسی طرح ایک مومن کو بلا توقف بہشت میں جگہ ملتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قیل ادخل الجنۃ۔ قال یلیت قومی یعلمون۔ اسے کہا گیا کہ تو جنت میں داخل ہو جا۔ اس کا جواب بھی وہی ہے جو اس سے پہلے فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ میں مذکور ہوا علاوہ براں جس شخص کا اس آیت میں ذکر ہے اگر وہ شہید ہے تو شہداء بالخصوص ماذون دخول جنت ہوتے ہیں پس امر دخول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت بشارت واکرام اوراذن کے لیے ہے نیز ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ امور مابعد الموت میں قیاس و گمان سے کوئی بات ثابت نہیں کی جا سکتی جس قدر نص سے ثابت اتنا مسلم لیکن زیادتی ناقابل تسلیم ہے بس اس سے یہ خیال کر لینا کہ ہر شخص بلا توقف جنت میں چلا جاتا ہے قطعاً ناروا ہے۔

نیز شہداء کا داخل جنت ہونا یوم الحساب کے بعد داخل ہونے کی طرح نہیں ہو سکتا البتہ ان کو جنت میں سیر و تفریح کا اذن حاصل ہے اور یوم الحساب کے بعد وراثت اور سکونت ہو گی تلك الجنة التی اورثتموها بما کنتم تعملون اور سورۃ حج میں ہے والذین هاجروا فی سبیل الله ثم قتلوا او ماتوا لیرزقنهم الله رزقا حسنا و ان الله هو خیر الرازقین لیدخلنهم مدخلا یرضونه و ان الله لعلیم حلیم۔

اس آیت سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے مہاجرین شہید شدہ لوگوں کو یا جو اپنی موت سے بغیر قتل کے مر چکے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ان کے پسندیدہ مقام یعنی جنت میں زمانہ مستقبل میں فرمائے گا نہ کہ ان کو داخل کر دیا ہے ماضی کا صیغہ نہیں ہے بلکہ قطعاً صیغہ استقبال ہے۔ شہداء اور انبیاء سب کے سب میدان حساب میں بعث و حشر کے بعد حاضر ہوں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ نفخ فی الصور فصعق من فی السموات و الارض ثم نفخ فیه اخری فاذا هم قیام ینظرون و اشرقت الارض بنور ربها و جیئ بالنبیین و الشهداء و قضی بینهم بالحق (زمر) الآیات ماحصل یہ ہے کہ نفخہ ثانیہ کے بعد انبیاء اور شہداء بھی قضاء رب العلمین کے لیے پیش کیے جائیں گے پھر فیصلہ الٰہی کے بعد دوزخی دوزخ کی طرف اور جنتی جنت کی طرف چلائے جائیں گے جیسا کہ ان سے بعد کی آیات میں مذکور ہے۔ غرض بعث و حشر ایک ایسی ضروری (اور لابدی) چیز ہے جس سے کوئی مستثنےٰ نہیں ہو گا معلوم نہیں کہ ایسی صاف اور قطعی چیز کے انکار کے لیے کیوں بیلے حوالے کیے جاتے ہیں قرآن کریم نے بصفائی اور تفصیل سے اس مسئلہ کو بیان کیا اس میں کسی شک و تاویل کی گنجائش نہیں۔ اس ضمن میں عنہ کا جواب بھی ہو گیا جو مختار مدعا علیہ نے شہداء کے متعلق بیان کیا ہے غرض یہ امور بھی کسی طرح اسلامی مسلم عقیدہ کے مزاحم اور متعارض نہیں ہو سکتے۔

یہ جواب جو مذکور ہوا اس صورت میں ہے کہ اس شخص کو شہید مانا جائے لیکن قرآن کریم سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہوتا۔ قرآن کریم سے تو ثابت ہوتا ہے کہ بحالت حیات ہی اس کو دخول جنت کا حکم دے دیا گیا تھا۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

انی امنت بربکم فاسمعون قیل ادخل الجنة۔

یعنی اس شخص نے اپنی قوم کو وعظ و نصیحت کی رسولوں کا اتباع کرو اور شرک سے بیزاری کا اظہار کیا اور یہ کہا کہ میں اپنے رب پر ایمان لاتا ہوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اس سے کہا گیا جنت میں داخل ہو جا یہاں سے تو اس شخص کا زندہ ہونا معلوم ہوتا ہے اور بحالت زندگی ہی اس کو بشارت اور اکرام کے طور پر کہا گیا اور دخول جنت کا حکم سنا دیا گیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسی وقت زندہ جنت میں بلا جا بلکہ یہ مطلب ہوگا کہ اپنے وقت پر جنت میں چلے جانا تیرے جنتی ہونے کا فیصلہ ہو چکا ہے ۔

اسی طرح سورہ مرسلات میں مکذبین کو حکم دیا گیا : انطلقوا الی ما کنتم بہ تکذبون الآیات یعنی جس جس عذاب کو تم جھٹلاتے تھے اس کی طرف چلو حالانکہ مکذبین کے ساتھ فوت شدہ کی کوئی قید نہیں بلکہ الم نخلقکم من ماء مھین ۔ الآیہ کے خطاب سے جو ماقبل میں ہے ان کا زندہ ہونا مفہوم ہوتا ہے ۔

الغرض اللہ تعالیٰ امور مستقبلہ کو جن کا وقوع اس کے علم میں قطعی ہوتا ہے وقوع شدہ کی طرح بیان فرما دیتا ہے اور ان کا حکم فی الحال دے دیتا ہے اگرچہ ان کا وقوع مابعد میں اپنے وقت معین پر ہونے والا ہو ۔

نمبر ۵ کا جواب :-

(۱) اسی طرح سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے اس علم قطعی کی بنا پر جو ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا امور مستقبلہ ان کو بصورت وقوع دکھائے گئے ان مستقبلات کو ایسے الفاظ میں بیان فرما دیتے تھے جو وقوع پر دلالت کرتے ہیں اور ان سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ باتیں گویا واقع ہو چکی ہیں لیکن دراصل ایسا سمجھنے والا صریح غلطی کرتا ہے جیسا کہ مرزا صاحب اور مختار مدعا علیہ نے کی ہے مختار مذکور کہتے ہیں کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کو دیکھا تو اس میں اکثر عورتیں تھیں اور جنت کو دیکھا تو اس میں اکثر ضعیف تھے" اس سے اس نے یہ سمجھ لیا کہ مرنے والے فوراً جنت اور جہنم میں پہنچ گئے اب حشر و بعث کیونکر ممکن ہے لیکن مرنے والے تو درکنار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو زندوں کو بھی جنت میں دیکھا ہے حالانکہ وہ اس دنیا میں موجود تھے ملاحظہ ہو مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۳ باب مناقب عثمانؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبل ثبیر سے فرمایا اے ثبیر ٹھہر جا کیونکہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں یعنی حضرات عمر و عثمان رضی اللہ عنہما ان کو شہید فرمایا حالانکہ وہ برسوں زندہ رہکر شہید ہوئے ۔

(۲) مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۶ ابوبکرؓ فی الجنۃ وعمرؓ فی الجنۃ وعثمانؓ فی الجنۃ وعلیؓ فی الجنۃ وطلحۃ فی الجنۃ والزبیر فی الجنۃ وعبدالرحمن بن عوف فی الجنۃ وسعد بن ابی وقاص فی الجنۃ وسعید بن زید فی الجنۃ وابو عبیدہ بن الجراح فی الجنۃ یعنی آنحضرت نے ان دس بزرگوں کی نسبت فرمایا کہ وہ جنت میں ہیں یہ نہیں فرمایا کہ جنت میں جائیں گے بلکہ جملہ اسمیہ کے ساتھ ذکر فرمایا جو استمرار اور ثبوت پر دلالت کرتا ہے ۔

(۳) مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۶ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا جس نے زمین پر شہید کو چلتا پھرتا دیکھنا ہو وہ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۶ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے کہ میرے کانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ مبارک سے سنا کہ آپ فرماتے تھے طلحہ اور زبیر جنت میں دونوں پڑوسی ہیں اس میں کوئی صیغہ استقبال کا نہیں بلکہ امر مستقبل کو بصورت وقوع بیان فرمایا۔

(۵) مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۶ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا میں نے جنت میں اپنے آگے تمہاری جوتیوں کی آواز سنی۔

(۶) مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۴ جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو جنت دکھایا گیا تو ابوطلحہ رض کی عورت کو دیکھا اور اپنے آگے آہٹ سنی تو ناگاہ بلال موجود تھا۔

ان احادیث سے جو بطور نمونہ بیان کی گئی ہیں ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کا جنت میں ہونا بیان کیا جو ہنوز زندہ تھے نیز ان لوگوں کو جو زندہ تھے جنت میں ان کی آہٹ سنی ان کو دیکھا۔

اس سے مختار مدعا علیہ کے اس استدلال کا جواب ہو گیا جو اس نے آنحضرت کے جنت ونار کو دیکھنے اور اس کہنے سے کہ دوزخ میں اکثر عورتیں تھیں اور جنت میں اکثر ضعیف لوگ تھے " سے کیا تھا کہ انسان مرکر فی الفور جنت یا جہنم میں چلا جاتا ہے اور اس حدیث کو اسلامی عقیدہ بعث وحشر اجساد کے متعارض سمجھ کر ہم سے تطبیق کا متحدیانہ مطالبہ کیا تھا۔ مختار مدعا علیہ نے مرزا صاحب کی طرف سے اس عقیدہ کے اختیار کرنے کا یہ عذر بیان کیا تھا کہ انہوں نے قرآن کریم اور احادیث میں ان مسائل کے متعلق جو تعارض پایا جاتا تھا اور ملحدین اس پر معترض ہوتے تھے اس تعارض کو دور کرنے کے لیے یہ وجہ تطبیق پیدا کی ہے گویا یہ ایک خالص اسلامی خدمت ہے اور اسلام اور مسلمانوں پر بہت بھاری احسان ہے لیکن یہ بات سراسر غلط ہے اور اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اس مسئلہ میں جو الحاد کا دروازہ کھولا ہے وہ محض خود غرضی اور نفس امارہ کی پیروی کے لیے کھولا ہے ورنہ نہ کوئی ملحدین کا اعتراض نہ تعارض جیسا کہ ہمارے بیان سے ثابت ہو چکا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے جب مورد وحی الہٰی اور مامور من اللہ ہونے کے مختلف دعاوی کیے تو اس وقت منجملہ ان دعاوی کے یہ دعویٰ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مسیح بن مریم بنا دیا ہے چنانچہ آپ کا الہام ہے کہ انا جعلناك المسیح ابن مریم ۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی تصریح کر دی ہے کہ میں بوجہ مشابہت روحانی کے مسیح ابن مریم ہوں اور مسیح علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے جیسا کہ براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸ و ۵۰۵ و حاشیہ ۳۶۱ پر اس بات کا صاف اقرار ہے مرزا صاحب بارہ سال تک اس عقیدہ پر رہے اور خدا تعالیٰ نے آپ کو اس عقیدہ سے نہ روکا اور نہ اس غلطی پر متنبہ کیا بارہ سال گذرنے پر بقول مرزا صاحب اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام کیا کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے مطابق تو آیا ہے وکان امر اللہ مفعولا یہ اردو عربی کا مجموعہ الہام ازالہ اوہام میں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب مرزا صاحب نے وفات مسیح علیہ السلام کے دلائل ادھر ادھر قرآن سے پیش کرنے شروع کر دیئے اور جب بزعم خود وفات مسیح علیہ السلام ثابت کر چکے تو ایک شبہ دل میں گذرا کہ اگر کسی نے یہ کہدیا کہ مسیح علیہ السلام فوت شدہ ہی مان لیے جائیں تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو عزیر علیہ السلام کی طرح زندہ کر کے دوبارہ دنیا میں بھیج دے اس ناکہ بندی کے لیے مرزا صاحب نے یہ عقیدہ اختراع کیا کہ انسان مر کر فی الفور جنت یا جہنم میں چلا جاتا ہے اور وہاں سے نکلنا محال ہے لہٰذا حضرت عیسٰی دوبارہ نہیں آسکتے یہ ہے علت غائی اس عقیدہ کے اختراع کی نہ ملحدین کا جواب اور تطبیق جیسا کہ مختار مدعا علیہ نے بیان کیا اور غلط بیانی اور دھوکہ دہی کا ارتکاب کیا اور آیۂ کریمہ ویحبون ان یحمدوا بمالم یفعلوا الآیۃ کا اپنے آپ کو مصداق بنایا۔

مرزا صاحب کے اس اختراعی اور ملحدانہ عقیدہ کی علت غائی جو ہم نے بیان کی ہے اسی مضمون کے سباق میں موجود ہے جس کا مختار مدعا علیہ نے بیان و بحث میں حوالہ دیا ہے مرزا صاحب ازالہ اوہام صفحہ ۳۴۸ و ۳۴۹ پر لکھتے ہیں "اب ظاہر ہے کہ جب مسیح فوت ہو چکا تو اب وہ موت کے بعد آ نہیں سکتا" پھر اسی صفحہ ۳۴۹ پر لکھتے ہیں "ماسوا اس کے مسیح ابن مریم جس کی روح اٹھائی گئی بر طبق آیہ کریمہ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربك فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی[1] جنت میں داخل ہو چکی اب کیونکر وہ اس غم کدہ میں آجائیں پھر صفحہ ۳۵۱ و ۳۵۲ پر لکھتے ہیں "سوال مسیح کے دوبارہ آنے کے ابطال میں جو یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ مسیح کا فوت ہونا ثابت ہے اور ہر ایک مومن راست باز مرنے کے بعد بہشت میں داخل ہو جاتا ہے اور ہر ایک جو بہشت میں داخل ہو جاتا ہے وہ بر طبق آیت وما ھم منھا بمخرجین ہمیشہ رہنے کا بہشت میں حق رکھتا ہے یہ دلیل صحیح نہیں ہے"۔

ان حوالجات سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ اس خبیث عقیدہ کے ایجاد کی علت غائی خود غرضی اور اپنے غلط دعوی مسیحیت کی حفاظت اور بزعم خود حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوبارہ آمد کا ابطال ہے نہ ملحدین کے اعتراضات کا جواب اور رفع تعارض آیات و احادیث اب ایک بات قابل غور باقی ہے کہ ممکن ہے یہ عقیدہ مرزا صاحب نے غلطی سے اختیار کیا ہو جس سے بعث و حشر دستر میزان حساب وغیرہ اور ان کی ان تفاصیل کا جن سے کتاب اللہ اور کتب احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مملو و مشحون ہیں اور جن پر مستقل ابواب محدثین نے قائم کر کے ہر ایک باب میں بہت بڑا ذخیرہ احادیث کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور اہل اسلام کا سلف سے خلف تک مسلسل عقیدہ چلا آتا ہے انکار لازم آتا ہے اور مرزا صاحب کو اس لزوم اور خرابی کا علم نہ ہوا اور اس فساد عظیم کی طرف توجہ منعطف نہ ہوئی ہو اور یہ کفر عمداً نہ کیا گیا ہو ایسی حالت میں معذور قرار دے کر ان کی تضلیل و تکفیر سے اعراض کیا جائے تو بہتر ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب نے یہ سب کچھ جان بوجھ کر عمداً محض خود غرضی سے کیا ہے اور اس قسم کا اختراع جس سے معتقدات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامیہ قطعیہ پر انقلاب عظیم اور انکار لازم آتا ہو قابل عفو و اغماض ہو سکتا ہے خصوصاً جس حالت میں مرزا صاحب ہیں کہ باوجود متنبہ ہونے کے اسی عقیدہ پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو طرح طرح کے مغالطوں سے ثابت کرنے کی سعی کرتے ہیں اور اپنے انہی ذاتی استکبار سے سینکڑوں آیات و احادیث سے جو امور قطعاً و یقیناً ثابت ہیں ان سب کو ٹھکراتے ہیں مرزا صاحب کو اپنے اختراعی عقیدہ کی سب خرابیاں معلوم ہیں لیکن وہ خود غرضی اور اتباع ہویٰ اور تکبر کی وجہ سے معتقدات اسلامیہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرہ بھر پروا نہیں کرتے اور اپنی ہٹ اور انکار پر بدستور قائم رہتے ہیں بلکہ اس ملحدانہ عقیدہ کے اثبات میں اپنے جدوجہد وسعی کا کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھتے چنانچہ مرزا صاحب ازالہ اوہام بضمن صفحہ ۳۵۱ و ۳۵۲ پر ایک سوال کے لکھتے ہیں

"سوال مسیح کے دوبارہ آنے کے ابطال میں جو یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ مسیح کا فوت ہونا ثابت ہے اور ہر ایک مومن راستباز مرنے کے بعد بہشت میں داخل ہو جاتا ہے اور ہر ایک جو بہشت میں داخل ہو جاتا ہے وہ بر طبق آیت وما ھم منھا بمخرجین ۔ ہمیشہ رہنے کا بہشت میں حق رکھتا ہے یہ دلیل صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر یہ صحیح ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ وہ قصہ صحیح نہ ہو جو عزیر نبی کی نسبت قرآن میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ سو برس تک مرا رہا اور پھر خدا تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا وجہ یہ کہ بر طبق قاعدہ مفروضہ بالا زندہ ہونے سے یہ ماننا پڑتا ہے کہ وہ بہشت سے خارج کیا گیا ایسا ہی اس آیت کو ظاہر پر حمل کرنے سے مردوں کا قبروں سے جی اٹھنا اور میدان حساب میں رب العالمین کے حضور میں آنا یہ سب باتیں اس آیت کے ایسے معنے کرنے سے کہ راستباز انسان مرنے کے بعد بہشت میں بلا توقف داخل ہو جاتا ہے اور پھر اس میں سے کبھی نہیں نکلتا باطل ہو جاتے ہیں اور مسلمات عقیدہ اسلام میں ایک سخت انقلاب پیدا ہو جاتا ہے"

اس سوال سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کو اپنے عقیدہ مخترعہ کے تمام مفاسد معلوم تھے کہ اس سے مسلمات عقیدہ اسلام میں ایک سخت انقلاب پیدا ہو جاتا ہے جس کی تفصیل کسی قدر بیان ہوئی کہ سینکڑوں آیات و احادیث کا انکار کرنا پڑتا ہے لیکن مرزا صاحب اپنے عقیدہ سے تائب نہیں ہوتے رجوع نہیں کرتے اور اپنی حقیر غرض کی خاطر نہایت بے پروائی سے معتقدات اور مسلمات اسلام کو ٹھکراتے ہوئے بزبان حال یہ شعر پڑھ دیتے ہیں

ے
ہم تو مانیں گے وہی جس میں ہو مطلب کا نشان
باقی سب لغو ہے اور فضول حدیث اور قرآن

(العیاذ باللہ)

اس سوال کے جواب میں مرزا صاحب نے اسی ملحدانہ عقیدہ پر اصرار کیا اور انہیں آیات اور احادیث کو پیش کیا جو مختار مدعا علیہا نے اپنے بیان اور بحث میں پیش کی ہیں جن کا جواب بقدر ضرورت ہم دے چکے ہیں اور مرزا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب اور مختار صاحب کے مغالطوں اور استدلال کی کیفیت واضح ہو چکی ہے بہر حال مرزا صاحب نے اپنا دہی عقیدہ قائم رکھا اور تحریف معنوی قرآن شریف میں کرکے بزعم خود اس کو ثابت کیا اور نصوص محکمہ قطعیہ قرآن وحدیث کی تحریف کرکے بہت بڑے الحاد کا دروازہ کھول دیا اس پر یہ ستم ظریفی دیکھئے کہ یہ بھی کہے جاتے ہیں کہ ہم سب کچھ مانتے ہیں حشر اجساد مانتے ہیں یوم الحساب مانتے ہیں یہ مانتے ہیں وہ مانتے ہیں صدق اللہ تعالیٰ و من الناس من یقول امنا باللہ و بالیوم الاخر وما ھم بمؤمنین یخدعون اللہ والذین امنوا الآیۃ اسی طرح مرزا صاحب سب کچھ ملنتے ہیں اور درحقیقت کچھ بھی نہیں مانتے لفظ مسلم لیکن معنی ومفہوم کا انکار جب کسی چیز کے لوازم کا انکار صاف صاف ہو تو ملزوم کا انکار خود بخود ہو جائے گا بھلا جب حشر اجساد ہوگا تو اس کی کیا صورت ہو سکتی ہے اس کے لوازم کیا ہیں؟ کیا اس کے سوا کوئی صورت متصور ہو سکتی ہے کہ انسان جہاں ہوں جس حالت میں ہوں درندوں کا کھایا ہو جل کر راکھ ہوگیا ہو دریا میں ڈوب مرا ہو اس کے ذرات ہوا میں ہوں مٹی کی قبر میں ہوں جو نے کی قبر میں ہوں۔ "کما بدأنا اول خلق نعیدہ" کے ارشاد خداوندی کے ماتحت نفخہ ثانیہ کے وقت کھڑے ہو جائیں گے جیسا کہ ارشاد حق سبحانہ ہے ثم نفخ فیہ اخری فاذا ھم قیام ینظرون (زمر) پھر براد منتشر کی طرح پکارنے والے کی آواز پر محشر کی طرف روانہ ہوں جیسا کہ ارشاد ہے یخرجون من الاجداث کانھم جراد منتشر مھطعین الی الداع یقول الکافرون ھذا یوم عسر (قمر) واشرقت الارض بنور ربھا ووضع الکتاب وجیئ بالنبیین والشھداء وقضی بینھم بالحق ووفیت کل نفس ماکسبت وھم لا یظلمون وسیق الذین کفروا الی جھنم زمرا الآیات (زمر) ونفخ فی الصور فاذا ھم من الاجداث الی ربھم ینسلون الآیات (یسین) وعرضوا علی ربک صفا لقد جئتمونا کما خلقنکم اول مرۃ بل زعمتم ان لن نجعل لکم موعدا ووضع الکتاب فتری المجرمین مشفقین مما فیہ ویقولون یاویلنا مال ھذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا ووجدوا ما عملوا حاضرا ولا یظلم ربک احدا (کھف) سینکڑوں آیات قرآن مجید کا مقتضی بغیر اس کے کیونکر پورا ہو سکتا ہے کہ انسان اپنے اپنے مقام قبروں سے نکل کر میدان حساب میں رب العالمین کے حضور میں پیش ہوں لیکن مرزا صاحب کسی کو دوزخ اور بہشت سے نکلنے نہیں دیتے بلکہ ان تمام واقعات یوم الحساب کو یہ کہہ کر ختم کر دیتے ہیں کہ جنتیوں پر جنت میں ہی رحم کی تجلی اور دوزخیوں پر دوزخ میں قہری تجلی ہو کر قصہ ختم ہو جائے گا عرش رب العالمین کا آنا وجاء ربک والملک صفا صفا وعرضوا علی ربک صفا۔ بلا ترجمان حساب ہونا وغیرہ مسلمات عقیدہ اسلام یہ سب بیہودیت الغرض مرزا صاحب تمام لوازم بعث وحشر ونشر وغیرہ واقعات مسلمہ قطعیہ کے منکر اور اپنے ملحدانہ عقیدہ پر جس سے قرآن کریم کے اکثر حصہ اور بے شمار احادیث صحیح مسلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار لازم آتا ہے قطعا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام سے خارج ہیں اور ناویلات رکیکہ باطلہ جو سراسر تحریف ہیں ان کو اس کفر سے بناہ نہیں دی سکتیں۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ مرزا صاحب عملی طور پر صاف صاف انکار کرتے ہیں اور قرآن شریف کی تکذیب کرتے ہیں اور اپنی زبان حال سے بھی کہتے ہیں۔

ہم تو مانیں گے وہی جس میں ہو مطلب کا نشان
باقی سب لغو ہے اور فضول حدیث اور قرآن
(العیاذ باللہ)

نفخ صور

مرزا صاحب کی کتابوں کے حوالہ سے ثابت کیا گیا تھا کہ وہ نفخ صور کے منکر ہیں اور قرآن میں جو نفخ صور کا ذکر ہے اس سے مسیح موعود مراد لیتے ہیں مختار مدعا علیہ نے جواب میں کہا ہے کہ مرزا صاحب نے نفخ صور کا انکار نہیں کیا بلکہ معنی متعارف اہل اسلام، وہ نفخ صور کے قائل ہیں اور اس پر دو حوالے شہادۃ القرآن سے پیش کئے ایک ص ۱۵ ہے جس میں مرزا صاحب نے سورۂ زمر کی آیت و نفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوٰت ومن فی الارض الا ما شآء اللہ، (قرآن میں من شاء اللہ ہے ما شاء اللہ نہیں) ثم نفخ فیہ اخری فاذا ھم قیام ینظرون کے ماتحت نفخ صور کی دو قسمیں نفخ اضلال و نفخ ہدایت قرار دی ہیں اس جگہ مرزا صاحب نے دو باتیں لکھی ہیں ایک یہ کہ یہ آیتیں ذوی الوجوہ ہیں دوسرے یہ کہ مسیح موعود کو کلام الٰہی میں نفخ صور کے استعارہ میں بیان کیا گیا ہے۔ مختار مدعا علیہ کی یہ غرض ہے کہ مرزا صاحب نے جو ان آیتوں کو ذوی الوجوہ قرار دے کر دونوں عالم سے متعلق کیا ہے تو اس میں نفخ صور معنی متعارف کا جس سے قیامت واقع ہو گی اقرار ہو گیا تو گویا نفخ صور سے ایک ہی کلام میں بیک وقت دو معنی مراد ہوئے حقیقی نفخ صور اور مجازی نفخ صور یعنی مسیح موعود لیکن یہ بات عربیت کے رو سے ممنوع ہے کہ ایک کلام کے بیک وقت حقیقی اور مجازی معنی مراد لیے جائیں نیز مرزا صاحب کا ذوی الوجوہ کہنا بھی ذوی الوجوہ ہے اسی کتاب شہادۃ القرآن کے صفحہ ۱۶ کے حاشیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اغلباً مرزا صاحب کی یہ غرض ہے کہ ان آیتوں کا ایک حصہ تو اس عالم سے متعلق ہے جس میں نفخ صور کا ذکر ہے اور اس سے مراد مسیح موعود ہے اور اس بات کی اس سے بھی تائید ہوتی ہے کہ مرزا صاحب نے اسی جگہ کہا ہے کہ مسیح موعود کو کلام الٰہی میں نفخ صور کے استعارہ میں بیان کیا گیا ہے یہاں علی العموم کلام الٰہی میں نفخ صور کو مسیح موعود کے لیے استعارہ قرار دیا گیا ہے یہ نہیں کہا کہ فلاں آیت میں استعارہ اور فلاں میں حقیقی معنی نفخ صور مزید براں یہ کہ نفخ صور کی صرف دو قسمیں اسی مقام پر بیان کی ہیں۔

(۱) نفخ اضلال۔

(۲) اور نفخ ہدایت نفخ صور متعارف اسلامی کا نام تک نہیں لیا اگر مرزا صاحب اس کے قائل ہوتے تو لازم تھا کہ جب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے نفخ صور سے مراد نفخ اضلال اور نفخ ہدایت کی تفصیل کی تھی جو اس عالم سے متعلق ہے تو نفخ صور جو اس عالم سے متعلق تھا اس کا بھی بیان کر دیتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیتوں کے ذوی الوجوہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ان کا بعض حصہ نفخ صور وغیرہ کا تو اس عالم سے تعلق رکھتا ہے اور بعض دوسرا آخرت سے کیونکہ وہ کسی طور پر اس عالم پر منطبق نہیں ہو سکتا وہ حصہ یہ ہے و وضع الکتاب وجیئ بالنبیین و الشہداء وقضی بینھم بالحق و وفیت کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون وسیق الذین کفروا الی جہنم الآیات (زمر) چنانچہ یہی بات مرزا صاحب نے حاشیہ صفحہ ۱۶ میں آیت ونفخ فی الصور فجمعنا ھم جمعًا وعرضنا جھنم یومئذ للکافرین عرضا الذین کانت اعینھم فی غطاء عن ذکری وکانوا لا یستطیعون سمعا۔ کے متعلق لکھی ہے ملاحظہ ہو حاشیہ صفحہ ۱۶ شہادۃ القرآن" ان آیات میں کسی کم تجربہ آدمی کو یہ شبہ گذرا الی۔ بلکہ قیامت کو ہوگا":

دوسرا حوالہ مرزا صاحب کو نفخ صور کا قائل ثابت کرنے کے لیے شہادت القرآن صفحہ ۴۴ سے پیش کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے" کیونکہ نفخ صور جسمانی احیاء اور اماتت تک محدود نہیں ہے بلکہ روحانی احیاء اور اماتت بھی نفخ صور کے ذریعہ سے ہی ہوتا ہے" مختار مدعا علیہ نے اس سے یہ سمجھا ہے کہ مرزا صاحب نے جسمانی احیاء و اماتت کو نفخ صور کے ذریعہ سے چونکہ مان لیا ہے لہٰذا نفخ صور بمعنی متعارف اسلام کا اقرار ہو گیا لیکن اس میں بھی اس امر کی کوئی تصریح نہیں کی گئی کا احیاء اور اماتت اخروی بھی نفخ صور سے ہو گی احیاء و اماتت جسمانی تو دنیا میں بھی ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا بحث تو آخری احیاء اماتت میں ہے جس کی کوئی تصریح مرزا صاحب سے نہیں منقول ہوئی برخلاف اس کے انکار منصوص ہے اسی صفحہ پر چند سطر اس سے پہلے لکھتے ہیں" نفخ صور سے مراد قیامت نہیں ہے"۔ اور عبارت محولہ مختار مدعا علیہ سے اگلی سطر میں لکھتے ہیں" اور جیسا قرآن میں نفخ سے کسی مجدد کا بھیجنا مراد ہے" اس طرح صفحہ ۲۵ میں ہے" بارہویں علامت مسیح موعود کا پیدا ہونا جس کو کلام الٰہی میں نفخ صور کے استعارہ میں بیان کیا گیا ہے" ان حوالوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نفخ صور سے جو قرآن میں آیا ہے مسیح موعود یا مجدد ہی مراد لیتے ہیں لیکن نفخ صور کے معنی متعارف کی کسی جگہ تصریح نہیں کرتے۔

مختار مدعا علیہ نے تسلیم کیا ہے کہ ونفخ فی الصور فجمعنا ھم جمعًا۔ الآیات میں مرزا صاحب نے مسیح موعود مراد لیا ہے۔ اور تسلیم کر لیا ہے کہ بلحاظ سباق و سیاق یہ قیامت کا واقعہ نہیں ہے لیکن ہم نے مذکورہ بالا حوالوں سے دکھا دیا ہے کہ مرزا صاحب علی العموم نفخ صور سے جو قرآن میں آیا ہے مسیح موعود بتلاتے ہیں اس آیت میں تو وہ بھی مان گئے کہ قیامت کا نفخ صور مراد نہیں وجہ یہ بیان کی کہ سباق و سیاق قیامت مراد لینے سے مانع ہے مگر یہ سراسر غلط ہے بلکہ سیاق آیت نفخ صور اخروی کو متعین کر رہا ہے ملاحظہ ہو ونفخ فی الصور فجمعنا ھم جمعًا وعرضنا جھنم یومئذ للکافرین عرضا الذین کانت اعینھم فی غطاء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن ذکری وکانوا لا یستطیعون سمعا ۔ یعنی صور پھونکا جائے گا اور ہم لوگوں کو اکٹھا کریں گے اور اس دن (یعنی قرنا پھونک کر اکٹھا کرنے کے دن) جہنم کو کافروں کے سامنے کریں گے الخ بس یہ نص قطعی ہے کہ اس جگہ نفخ صور سے مراد قیامت کا آنا ہے نہ مسیح موعود وغیرہ ۔

توہین انبیاء

آنچہ داداست ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام

مرزا صاحب کی تعلی اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ ان کی نظر میں ہر انسان دنیا کا ان کو اپنے سے نیچے نظر آتا ہے تفاخر ذاتی کے کلمات ان سے ایسے سرزد ہوتے ہیں کہ انبیاء اولی العزم پر اپنے آپ کو برتر قرار دیتے ہیں شوخی اور گستاخی اس قدر ہے کہ انبیاء کی توہین کو مستلزم ہے ۔ یہ اشعار جو مختار مدعیہ کی طرف سے بیانوں اور بحث میں پیش کیے گئے اگر ان کو تاویل و تخصیص سے الگ کرکے خالی الذہن ہو کر یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو ایک منصف انسان یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ مرزا صاحب انبیاء علیہم السلام سے اپنے آپ کو برتر ثابت کر رہے ہیں اور دوسرے انبیاء کی توہین اور استخفاف ہو رہا ہے مختار مدعیہ نے مرزا صاحب کے اس شعر کا یہ مطلب بیان کیا تھا کہ مرزا صاحب ہر ایک نبی کے جام کے حصول کے مدعی ہیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں تو گویا مرزا صاحب تمام کمالات انبیاء علیہم السلام کے جامع ہوئے اس سے تمام انبیاء پر فضیلت ثابت ہوئی ۔

مختار مدعا علیہ کہتا ہے کہ اس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر ایک نبی کو اپنی معرفت کا جام پلایا بطفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی پلایا اس میں نہ افضلیت کا ادعا ہے نہ دوسرے انبیاء کی توہین واستخفاف اگر ان کو ادعا افضلیت ہوتا تو یہ کیوں کہتے کہ ۔

ؔ انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم زکسے

یعنی میں عرفان میں کسی نبی سے کم نہیں بلکہ یوں کہتے کہ میں ان سے بہت بڑھا ہوا ہوں نیز یہ بھی نہ کہتے کہ ۔

ؔ وارث مصطفےٰ شدم بیقین
شدہ رنگین برنگ یار حسین

اور اسی نظم میں یہ کیوں فرماتے ۔

ؔ لیک آئینہ ام زرب غنی
از پئے صورت مہ مدنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعر کا مطلب شعر کے الفاظ کے عموم کو ملحوظ رکھ کر دیکھنا چاہیئے دوسرے شعر جو مختار مدعا علیہ نے بیان کیے ہیں وہ شعر کی شرح نہیں ہیں اور نہ کسی کو تخصیص کا کوئی حق حاصل ہے لہذا اگر ان کو اس کی شرح بھی قرار دیا جائے تو بھی بے فائدہ۔ ہمیں اصل شعر کا مفہوم دیکھنا ہے۔

اس شعر میں الفاظ – آنچہ – ہر نبی – اور جام – تمام – قابل غور ہیں یہ سب الفاظ عموم اور استغراق پر دلالت کرتے ہیں۔ جام سے کیا مراد ہے ظاہر ہے کہ اس سے مراد انعامات حق سبحانہ ہیں آنچہ کا لفظ عام ہے اور ہر نبی تمام انبیاء کو شامل تو معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو انعام کسی نبی کو بخشا وہ سب مجھ کو بھی بخشے آدم علیہ السلام کو عرفان و نبوت کا انعام دیا نوح علیہ السلام کو جو کچھ بخشا وہ بھی مجھے بخشا ابراہیم کو مزید برآں خلت کا انعام بخشا وہ بھی مجھے دیا گیا موسیٰ علیہ السلام پر نبوت تشریعی کا اور کلیم اللہ ہونے کا انعام ملا تو وہ مجھے ملا علیٰ ہذا القیاس تمام انبیاء علیہم السلام حتیٰ کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت تشریعی ابدی ناسخ جمیع شرائع سابقہ اور ختم نبوت کا انعام بخشا گیا وہ بھی سب مجھ کو دیا گیا ان کمالات اور انعامات کے ماسوا مرزا صاحب کو کچھ ذاتی کمالات اور انعامات بھی عطا کیے گئے جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہ ہوئے اور نہ کسی نبی کو یہی انعام دیگر وہ جو مختار مدعا علیہ نے چشمہ معرفت صفحہ ۸۲ و ۸۳ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکمیل اشاعت کے سامان نہ دیے گئے اور مرزا صاحب کو وہ بھی حاصل ہو گئے تو مرزا صاحب چونکہ بقول خود جامع جمیع کمالات انبیاء مع اپنے کمالات خاصہ کے ہیں لہذا وہ بحکم قاعدہ الکل اعظم من الجزء سب سے افضل برتر اور اعلیٰ ہوئے یہی معنی ہیں مرزا صاحب کے اس شعر کے

زندہ شد ہر نبی بہ آمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

ہر رسول کا لفظ تمام رسولوں کو شامل ہے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں داخل ہیں مرزا صاحب کا پیراہن اتنا وسیع ہے کہ تمام رسول اس کے اندر سما جاتے ہیں اور وہ سب کو محیط ہے ظاہر ہے کہ محیط محاط سے بڑا ہوتا ہے اور یہی معنی ہیں مرزا صاحب کے اس الہام کے کہ آسمان سے بہت تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا جس کی مختار مدعا علیہ یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہاں اولیاء امت کے تخت مراد ہیں لیکن مختار مدعا علیہ نے مرزا صاحب کی اس تاویل سے سخت توہین کی ہے کیونکہ اس نے مرزا صاحب کو مقام نبوت سے نیچے کر دیا اور مقام ولایت میں ان کے لیے تخت بچھایا اگر وہ نبی ہیں تو ان کا تخت مقام نبوت میں ہوگا اور سب سے اونچا اور اگر وہ نبی نہیں ہیں دعویٰ نبوت باطل اور افتراء ہے تو مقام ولایت میں بھی جگہ نہیں مل سکتی پھر مقام ولایت میں ان کا تخت بچھایا جائے گا اور سب سے اونچا۔

مختار مدعا علیہ کے پیش کردہ اشعار میں تمام انبیاء کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ ہے اور۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ے لیک آئینہ ام زرب غنی
از پئے صورت مہ مدنی

میں آنحضرت صلی اللہ سے برابری کا ادعا۔ اس کی تفصیل آئندہ آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ے آدمم نیز احمد مختار — در برم جامہ ہمہ ابرار

اس شعر میں انبیاء کا اول و آخر بیان کر کے تمام انبیاء کے صفات و کمالات کا مجموعہ ہونے کا نعرہ لگایا گیا ہے۔ جامہ ہمہ ابرار سے ظاہر کے کپڑے تو مراد نہیں ہو سکتے صفات و کمالات ہی مراد ہوں گے گویا مرزا صاحب تمام انبیاء کے کمالات کو بغل میں دبائے پھرتے ہیں اسی طرح جس طرح سو حسین رضی اللہ عنہ گریبان میں۔

ے کربلا ہست سیر ہر آنم — صد حسین است در گریبانم

الغرض یہ شعر بھی تقریباً انہیں اشعار سابقہ کی طرح ہے اور اسی پر وہی کلام ہے جو ان پر تھا۔

ے زندہ شد ہر نبی باآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

کے جواب کی نسبت مختار مدعا علیہ نے بیان گواہ نمبر ا کا حوالہ دیا ہے خلاصہ جواب جو بیان میں ہے یہ ہے کہ مرزا صاحب کے آنے سے ہر نبی اس وجہ سے زندہ ہو گیا کہ اس الحاد اور دہریت کے زمانہ میں اکثر لوگوں نے انبیاء کی نبوتوں کا انکار کر دیا تھا اور انبیاء کو مکار فریبی اور دعویٰ میں جھوٹا جانتے تھے اور جو لوگ انبیاء کی وحی اور نبوت کے قائل تھے ان سے استہزاء اور ہنسی کرتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ پھر وحی کا ثبوت دیا اور بتا دیا کہ جس طرح میں اس بندہ سے مکالمہ کرتا ہوں اور یہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے اسی طرح پہلے انبیاء بھی صادق تھے پس مرزا صاحب کا سچا ہونا گویا ان تمام انبیاء کا صادق ہونا ہے گواہ نے کہا ہے کہ اس شعر میں مرزا صاحب نے اس لطیف مضمون کو ادا کیا ہے۔

لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ حسب زعم مختار مدعا علیہ مرزا صاحب کا یہ لطیف مضمون واقعہ کے مطابق ہے یا مخالف و برعکس کیا مرزا صاحب کی نبوت کے دلائل و نشانات ایسے ہیں جن سے نبوت کا وقار جو کھویا جا چکا تھا از سر نو قائم ہو جائے کیا منکرین نبوت انبیاء اور مستہزئین مرزا صاحب کے معجزات کو دیکھ کر مرعوب ہو گئے کیا دہریت الحاد اور لامذہبی دنیا میں سے اٹھ گئی ہے کیا مرزا صاحب کی نبوت کی روشنی نے منکرین کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے اور معاملہ بالکل برعکس ہے اور تمام مفاسد مذکورہ آگے سے بہت بڑھ گئے ہیں الحاد و دہریت اور لامذہبی کی وباء عام پھیل گئی ہو یورپ سے بڑھ کر ہندوستان میں مذہب پر حملہ آور ہو رہی ہے اسی طرح دیگر ممالک میں دن بدن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لامذہبی کام بھی پھیل رہا ہے روس نے قانونی طور پر مذہب کو ملک بدر کر دیا ہے۔ لامذہبیت اور بہیمیت ملکی قانون ہو گیا ہے تو ان واقعات کی موجودگی میں یہ کتنی فضول اور بیہودہ لاف زنی ہے کہ مرزا صاحب کے آنے سے تمام انبیاء کی صداقت کے دلائل پیدا ہو گئے بلکہ حق یہ ہے کہ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت سے کئی ایسے دلوں سے بھی احترام نبوت اٹھ گیا ہے جو نبوت کو ایک جلیل القدر منصب خداوندی جانتے تھے اور اکثر غیر مسلم بھی ایسے تھے جن کے دل پر اسلام کا اور نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب تقدس اور وقار تھا لیکن مرزا صاحب نے آکر وہ سب دور کر دیا مرزا صاحب نے اعجاز و معجزات کے بلند بانگ دعاوی کئے ہندوؤں عیسائیوں کو اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے بڑی تحدی سے پیشگوئیاں کیں کیونکہ دیگر بھی آپ کے پاس سرمایہ اعجاز تھا لیکن وہ جھوٹی نکلیں تو مرزا صاحب نے لایعنی تاویلوں اور عذرات لنگ سے ان کی مرمت کرنی چاہی لیکن ہندو مسلمان عیسائی سب نے مرزا صاحب کو ان معجزات میں جھوٹا جانا یہاں تک کہ مرزا صاحب کی بدولت آریوں اور عیسائیوں نے اسلام کا مضحکہ اڑایا مسٹر عبداللہ آتھم کی پیشگوئی اس کی زندہ مثال ہے محمدی بیگم کی پیشگوئی مرزا صاحب کے معجزات کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہے ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کا اور مرزا صاحب کا الہامی جنگ اور مرزا صاحب کی ہلاکت کیا نبوت کی عظمت کو قائم کرنیوالا ہے اگر مرزا صاحب نبی تسلیم کر لیے جائیں، نہیں ہرگز نہیں پس اگر مرزا صاحب ہی انبیاء کے محیی اور ممیت ہیں تو پھر موت ہی متیقن ہے نہ حیات اس صورت میں مرزا صاحب کے لیے یہ کہنا ہی موزون ہوگا مردہ شد ہر نبی بآمدنم۔ (العیاذ باللہ)

یہ تاویل اور مضمون لطیف سراسر باطل ہے اور اصل بات وہی ہے جو اوپر بیان کر چکے کہ مرزا صاحب نے اس شعر اور اس کے ہم مثل اور اشعار میں انبیاء سے افضل اور برتر ہونے کا دعویٰ اور انبیاء کی تحقیر اور توہین کی ہے۔

سے

روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

مختار مدعا علیہ نے اس شعر کا یہ مطلب بیان کیا کہ مرزا صاحب کی مراد اس سے صرف یہ ہے کہ وہ شخص جس کا آخری زمانہ میں آنا مقدر تھا اور جس کی آمد پر تکمیل اشاعت اسلام موقوف تھی وہ میں ہوں اور میرے آنے سے وہ بات پوری ہو گئی یہ بھی کہا ہے کہ روضۂ آدم سے مراد نسل انسانی ہے اور مرزا صاحب اور آپ کی جماعت کے ذریعہ سے دنیا کی تمام قومیں دین اسلام کو قبول کر لیں گی اس شعر کا یہ مطلب جو بیان کیا گیا ہے شعر کے الفاظ سے تو سمجھا نہیں جاتا کیونکہ نہ اس میں اسلام کا نام نہ اشاعت و تکمیل کا ذکر۔ روضۂ آدم سے نسل انسانی مراد ہے جس کو مختار مدعا علیہ نے تسلیم کیا ہے افراد انسانی اس باغ کے درخت مرزا صاحب بھی اس باغ کے درخت اور زید عمر بکر مسلم غیر مسلم سعید شقی بھی مرزا صاحب کی طرح اس باغ کے درخت جو اپنے اپنے وقت پر اس باغ میں پیدا ہو رہے ہیں مرزا صاحب کے وقت میں پہلے بھی اور بعد بھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے مصرعہ کے معنی تو صاف ہیں ہر ایک فرد انسانی نسل انسانی کے باغ میں اضافہ کرکے تکمیل کر رہا ہے لیکن دوسرے مصرعہ کا مطلب صاف نہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ مرزا صاحب کے آنے سے وہ باغ بجملہ برگ وبار مکمل ہوگیا کیا اب کوئی انسان پیدا نہ ہوگا اور نسل انسانی منقطع ہوگئی اور آپ آخری انسان ہیں یہ بات تو بداہتہً باطل ہے لہٰذا اس کی تخصیص ضروری ٹھہری تاکہ مطلب شعر کا بن سکے اس سے یہ تو معلوم ہوگیا کہ مرزا صاحب باغ انسانی کی خاص قسم کے مکمل اور آخری درخت ہیں جو اشرف اور اعلیٰ قسم ہے اور چونکہ مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں لہٰذا وہ قسم بھی معین ہوگئی اب اس شعر کے وہ معنی ہوئے جو صحیح حدیث میں قصر نبوت کی مثال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ میں قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں ختمت بی البنیان وختم بالنبیون میرے ساتھ عمارت ختم ہوگئی اور نبی میرے ساتھ ختم ہوگئے لیکن مرزا صاحب کے نزدیک یہ حدیث غلط کیونکہ مرزا صاحب کے ادعا کے مطابق باغ نبوت کے آخری درخت اور مکمل مرزا صاحب ہیں نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی ظاہر ہے کہ افضلیت اس نبوت کے لوازم میں سے ہے جو آخر ہوگا وہ افضل بھی ضرور ہوگا اس طرح پر مرزا صاحب بزعم خود افضل النبیین اور خاتم النبیین بنے۔ العیاذ باللہ

؎ منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا
منم محمد واحمد کہ مجتبےٰ باشد

مدعا علیہ کے مختار صاحب کہتے کہ اس میں مرزا صاحب نے اپنا مقام بیان کیا ہے کہ میں بروزی طور مسیح موسیٰ اور محمد واحمد ہوں کسی نبی کی توہین نہیں ہے اس کا جواب ان شاء اللہ آئندہ آئے گا ؎ آدمم نیز احمد مختار الخ کا جواب بھی اوپر ہوچکا ہے ؎ نیز میں کبھی آدم کبھی موسیٰ الخ کا جواب بھی ضمناً آگیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادعاءِ عینیت

مختار مدعا علیہ نے کہا ہے کہ گواہان نے مدعیہ نے مرزا صاحب پر یہ الزام لگا تھا کہ مرزا صاحب نے عین محمد ہونے کا دعویٰ کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے اور گواہان مدعا علیہ نے جواب دیا تھا کہ مرزا صاحب نے جسمانی طور سے محمد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ بلحاظ روحانیت کے مرزا صاحب کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے علیحدہ نہیں ہے جیسا کہ عبارت ایک غلطی کا ازالہ سے ظاہر ہے۔

پھر کہا ہے کہ مختار مدعیہ کردہ اعتراض جو اس نے اتحاد کی بناء پر کیا ہے (کہ اگر ایک روح تھی تو تناسخ لازم آیا ورنہ نہیں تو مرزا صاحب کی روح اگر نبی تھی تو ختم نبوت ٹوٹ گئی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح تھی، تھی مرزا صاحب کی نبوت ثابت نہ ہوئی) ہمارے جواب پر وارد نہیں ہو سکتا اس بیے میں گواہان مدعا علیہ کے جواب کی طرح اشارہ کر دینے پر اکتفا کرتا ہوں۔

اتحاد روحانیت کے دعوے پر جو اعتراض مختار مدعیہ کی طرف سے کیا گیا ہے وہ اٹل ہے اور لاجواب گواہان مدعا علیہ کا بیان اس کا جواب نہیں ہو سکتا اور نہ ہی جواب البحث میں کوئی جواب مختار مدعا علیہ نے دیا ہے بلکہ بیان کا حوالہ دیکر پہلو تہی کی ہے۔

مختار مدعا علیہ نے کہا ہے کہ مرزا صاحب نے عین محمدؐ کے الفاظ اپنے لیے نہیں فرمائے۔ صرف یہ کہا ہے کہ مجھے بروزی طور پر محمدؐ اور احمد کا نام دیا گیا۔ یہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان استاد و شاگرد کی نسبت ہے اور ظل اور اصل کی۔

پھر تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۱ کی عبارت کا حوالہ دیا ہے جو گواہ مدعا علیہؐ کے بیان مطبوعہ کے صفحہ ۱۱ پر ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

در آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام اور احمد اس کو عطا کیا تا یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا ظہور بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور تھا۔"

اس کے بعد کہا ہے (جواب البحث میں) پس حضرت مسیح موعود نے حقیقی طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا جو آج سے چودہ سو برس قبل تشریف لائے تھے ہرگز دعویٰ نہیں کیا۔

اس پر وہی اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر مرزا صاحب وہ حقیقی محمد نہیں جو آج سے بقول مختار مدعا علیہ چودہ سو برس قبل تشریف لائے تھے اور وہ محض بروزی اور نام نہاد محمد و احمد تھے تو جس غرض کے لیے یہ ہیر پھیر اور دعاوی بے دلیل کئے تھے وہ باطل ہو گئے کیونکہ مرزا صاحب کا الگ وجود ہوا اور ختم نبوت ٹوٹ گئی کیونکہ یہ مہر تو ٹوٹنے سے اسی صورت میں محفوظ رہ سکتی ہے کہ کوئی غیر نبی نہ ہو اور محمد کی نبوت محمد کے پاس ہی رہے صلی اللہ علیہ وسلم اور ایسی صورت میں ممکن اور متصور ہے کہ مرزا صاحب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں عینیت اور اتحاد ہو اور دوئی کا شائبہ نہ رہ جائے تو بہر حال یا مہر ٹوٹ جائے گی یا عینیت محض ہوگی یا مرزا صاحب نبی نہ ہوں گے۔ اور یہ تینوں باتیں ناممکن اور مختار مدعا علیہ کے نزدیک محال ہیں دو تو اس کے مذہب کے نزدیک محال تیسری عینیت کا اس کو انکار۔

لیکن اب ہم یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مختار مدعا علیہ نے مرزا صاحب کے مذہب کو بیان کرتے میں دیانت کو ملحوظ نہیں رکھا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے ادعاء عینیت سے جو توہین و کفر اور استحالہ لازم ہوتا ہے اس کے خطرات کو وہ برداشت نہیں کر سکتا اور ان کے جواب سے سبکدوش ہونا درحقیقت ناممکن ہے اور بغیر اثبات عینیت دونوں چیزیں یعنی مرزا صاحب کی نبوت اور حفاظت مہر نبوت ممکن نہیں اسی لیے مرزا صاحب نے اثبات عینیت کے لیے (جو درحقیقت بداہت عقلی اور شرعی سے باطل ہے) بڑے بڑے فضول ادعاء کئے ہیں اور کفر پر کفر کا ارتکاب کرتے چلے گئے ہیں جن کو مختار مدعا علیہ نے بھی انکار کر کے ملیا میٹ کر دیا ہے۔

مرزا صاحب کی تصریحات عینیت

(۱) کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں (نا) مجھے آنحضرتؐ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔

(تقطیع کلاں "ایک غلطی کا ازالہ" صفحہ ۵)

(۲) اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں .... کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا نہ اور کوئی یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے نبوت کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعویٰ کیا (بحوالہ صدر)

(۳) لیکن آنحضرت کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کے نام کا وارث اس کے خلق کا وارث اس کے علم کا وارث اس کی روحانیت کا وارث اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اس کی تصویر دکھلائے گا۔

(بحوالہ صدر)

(۴) کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنی اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لیے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو۔

(بحوالہ صدر)

(۵) تمام نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنی اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جس طرح بروزی طور پر محمدؐ اور احمد نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں اس طرح پر تو محمد کے نام کی نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود رہی۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی۔

(بحوالہ صدر)

(۶) غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں۔

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۶)

(۷) اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے .... اور چونکہ وہ بروزی محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں ..... ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لیے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا۔

(بحوالہ صدر)

(۸) مورد بروز حکم نفی وجود کا رکھتا ہے۔ (بحوالہ صدر)

(۹) اب اس تمام تحریر سے مطلب یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں میں اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہاں میں اس طور سے نبی اور رسول ہوں جس طور سے ابھی میں نے بیان کیا ہے۔ پس جو شخص میرے پر شرارت سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ الزام لگاتا ہے جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں بلکہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(بحوالہ صدر)

یہ اقتباسات بالا صرف "ایک غلطی کے ازالہ" کے ہیں اب دو ایک اقتباس خطبہ الہامیہ کے ملاحظہ ہوں۔

(۱) وانزل علی فیض ہذا الرسول فاتمہ واکملہ وجذب الی لطفہ وجودہ حتی صار وجودی وجودہ ۔۔۔۔۔۔۔ ومن فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رای۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس رسول کریم کا فیض مجھ پر نازل فرمایا پس اس کو پورا پورا اور کامل بنایا اور میری طرف اس نبی کریم کے لطف اور جود کو یہاں تک کھینچا کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا پس جو میری جماعت میں داخل ہوتا ہے وہ سیدی خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہو گیا پس جو شخص مجھ میں مصطفےٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے دسطر اخیر سوا لفظ پس کے مرزا صاحب کا اپنا ترجمہ ہے مرزا صاحب نے پس کی جگہ اور لکھا ہے لہٰذا اور ہی سمجھا جائے۔

اقتباسات مذکورہ بالا سے واضح ہے کہ مرزا صاحب اپنے وجود کو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیتے ہیں غلام احمد جو مورد بروز ہے وہ بحکم نفی میں اور معدوم ہے "میرا نفس درمیان نہیں بلکہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے" غلام احمد بحیثیت غلام احمد نہ رسول ہے نہ نبی لیکن غلام احمد چونکہ محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء اور جامع جمیع کمالات محمدیہ معہ نام اور روحانیت اور منصب نبوت کے ہے اس حیثیت سے وہ نبی اللہ اور رسول اللہ ہے لہٰذا محمد کی نبوت محمد کے پاس ہی رہی نہ کسی اور کے پاس اگر محمد قدنی محمد مدنی نہ ہوتا کوئی اور الگ انسان ہوتا تو مہر خاتم النبیین کی ٹوٹ جاتی جس کا ٹوٹنا ناممکن ہے ملاحظہ ہو اقتباس ملا لیکن یہاں تو یہ معاملہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آکر اپنی نبوت اور جملہ کمالات کا اظہار کیا ہے لہٰذا مہر خاتم النبیین بھی محفوظ رہی اور محمد قدنی نبی بھی ہو گئے کیونکہ وہ محمد مدنی ہی ہیں نہ کوئی اور الگ انسان۔ (نعوذ باللہ من ذلک سبحانہ ھذا بھتان عظیم)

میں نے کسی قدر ترجمانی مرزا صاحب کے خیال کی کر دی اگر بوجہ عدم گنجائش وقت پوری نہیں کر سکا لیکن اس سے ظاہر ہو گیا کہ مختار مدعا علیہ نے کس قدر اخفاء سے کام لیا اور یہ کہہ دیا کہ مرزا صاحب نے تصریح کر دی ہے کہ مجھے بروزی طور پر محمد و احمد کا نام دیا گیا ہے اور مرزا صاحب کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت استادی وشاگردی کی ہے لیکن اقتباسات بالا سے ظاہر ہو گیا کہ یہ سراسر خیانت اور کتمان واقعہ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا صاحب کی سیرت و سوانح عمری دنیا کے سامنے ہے آپ کے افعال معاملات معتقدات معجزات آپ کی کتابوں سے عیاں آنجناب نے کنجروں کا مال لے کر کھایا اور اس کو حلال بتایا ملاحظہ ہو آئینہ کمالات اسلام ان جملہ امور کے باوجود آپ محمد مصطفےٰ ہیں اور آپ کے خلق روحانیت تام اور تمام کمالات کے جامع فالی اللہ المشتکی اگر کوئی سیاہ فام بدصورت کریہہ المنظر حبشی یہ کہے کہ میں حسن یوسفی رکھتا ہوں اور میں اور یوسف علیہ السلام حسن میں برابر ہیں تو تب بھی اتنی توہین بلحاظ حسن کے یوسف علیہ السلام کی نہیں ہو سکتی جتنی اس حسن مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی قادیان سے کی گئی ہے خیر اب ہم صبر کرتے ہوئے یہ شعر پڑھ کر گذارش کرتے ہیں کہ ہر ایک مسلمان کو یہ معاملہ بغور دیکھنا چاہیئے۔

ے وما انتفاع اخی الدنیا بنا ظرہ اذا استوت عندہ الانوار والظلم

یعنی کسی انسان کو نور اور اندھیرے جب یکساں نظر آئیں تو اس کو آنکھ سے کیا فائدہ۔

یہاں تک تو مرزا صاحب کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمسری اور عینیت کی بحث تھی ابھی مرزا صاحب کے ارتقاد کی دو منزلیں باقی ہیں جو اس مضمون "سیدالانبیاء اور مرزا صاحب" کے متعلق ہیں لیکن قبل اس کے کہ میں ان کو ذکر میں لاؤں ایک ضروری نتیجہ ان اقتباسات کا بیان کرتا ہوں جس کو اس مقدمہ سے بنیادی تعلق ہے یعنی مسئلہ ختم نبوت اور آیت خاتم النبیین کی تفسیر مرزا صاحب نے ان اقتباسات میں جو "ایک غلطی کے ازالہ" سے پیش کیے ہیں متعدد جگہ یہ تسلیم کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی رہی کوئی الگ انسان دعویٰ نبوت کرے تو مہر ٹوٹ جاتی اقتباس ۶ میں زیادہ واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر خاتم النبیین کی مہر لگ چکی ہے اس کا ٹوٹنا ناممکن ہے نہ ٹوٹنے کی صرف یہ صورت ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروزی طور پر تشریف لاکر اپنی نبوت کا اظہار کریں۔ ان اقتباسات کے ماسوا اس اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں اور بھی کئی جگہ یہ مضمون ہے کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹنی محال ہے جس سے واضح اور صریح طور پر یہ ثابت ہو گیا کہ لفظ خاتم النبیین کے معنی مرزا صاحب کے نزدیک یہی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اس سے ختم نبوت اور اجراء نبوت کی بحث کا تو فیصلہ ہو گیا۔ فللہ الحمد۔

باقی رہی یہ بات کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروزی طور پر خود تشریف لاکر اپنی نبوت کا اظہار فرمادیں جیسا کہ بزعم مرزا صاحب قادیان میں تشریف لاکر آپ نے اپنی نبوت کا اظہار فرمایا ہے تو مہر نہیں ٹوٹتی یہ ایک الگ بحث ہے جس کے مرزا صاحب مدعی ہیں اور ہمیں اس کا اسی طرح انکار ہے جیسا کہ مسئلہ تثلیث نصاری اور تناسخ ہنود کا یہ مسئلہ عقلاً و شرعاً باطل ہے اور تثلیث کے گورکھ دھندے سے کسی طرح کم نہیں ہماری طرف سے اس کا یہی جواب ہے ما تعبدون من دونہ الا اسماء سمیتموھا انتم وآباؤکم ما انزل اللہ بہا من سلطن ان الحکم لا للہ امر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الا تعبدو ا الا ایاہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون ۔ (یوسف، آیت ۴۰)
جائے عبرت ہے کہ ایک وہ وقت تھا کہ مرزا صاحب کہتے تھے کہ آنحضرت کا بلحاظ فطرت جیسا کہ ارفع مقام ہے ایسا ہی خارجی طور پر بھی ارفع و اعلیٰ مرتبہ وحی اور اعلیٰ وارفع مقام محبت کا آپ کو عطا ہوا یہ وہ مقام ہے کہ میں اور مسیح دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے اس کا نام مقام جمع اور مقام وحدت تامہ ہے (ملاحظہ ہو توضیح المرام صفحہ ۱۲، ۱۳) ایڈیشن دوم تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے (الی) وحدت تامہ ہے ۔
لیکن اب آپ محمد مصطفیٰ اور جامع جمیع کمالات محمدیہ مع نبوت ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں لیکن ابھی بس نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے اپنی روحانیت کو اکمل اور برتر ثابت کر رہے ہیں ۔

(العیاذ باللہ)

تفصیل اس کی یہ ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء اور محمد مصطفیٰ ہونے کا تو اوپر مذکور ہو چکا ہے خطبہ الہامیہ میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو دفعہ مبعوث ہوئے ہیں ایک دفعہ الف خامس یعنی پانچویں ہزار میں دوسری دفعہ الف سادس کے اخیر میں یعنی چھٹے ہزار میں مسیح موعود یعنی مرزا صاحب کے وجود میں۔ لیکن پانچویں ہزار میں آپ کی روحانیت کامل نہ تھی بلکہ کمالات کی سیڑھیوں پر پہلا قدم تھا پھر جب آپ چھٹے ہزار میں مسیح موعود بن کر آئے تو آپ کی روحانی قوتیں کمال کو پہنچ گئیں جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے ملاحظہ ہو خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۷

”فکذٰلک طلعت روحانیۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی الالف الخامس باجمال صفاتھا وما کان ذٰلک الزمان منتھی ترقیاتھا بل کانت قدما اولی المعارج کمالاتھا ثم کملت وتجلت تلک الروحانیۃ فی آخر الالف السادس اعنی فی ھذا الحین“

ص۱۸۰ ”واعلم ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کما بعث فی الالف الخامس کذٰلک بعث فی آخر الالف السادس باتخاذہ بروز المسیح الموعود و ذٰلک ثابت بنص القرآن فلا سبیل الی الحجود“

ص۱۸۱ ”ومن انکر من ان بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتعلق بالالف السادس کتعلقہ بالالف الخامس فقد انکر الحق ونص القرآن وصار من الظٰلمین بل الحق ان روحانیتہ علیہ السلام کان فی آخر الالف السادس اعنی فی ھٰذہ الایام اشد و اقوی و اکمل من تلک الاعوام بل کالبدر التام“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا صاحب کے خطبہ الہامیہ کی یہ عبارتیں بالکل واضح اور صاف ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوتیں جب آپ پانچویں ہزار میں مکہ کے اندر مبعوث ہوئے اجمالی اور ابتدائی تھیں کامل نہ تھیں بلکہ وہ کمالات کی ہر چیز پر پہلا قدم تھا گویا اس وقت آپ کی روحانیت ہلال یعنی پہلی رات کے چاند کی مانند تھی لیکن جب آنحضرت چھٹے ہزار کے اخیر میں مسیح موعود یعنی مرزا صاحب کے وجود میں قادیان کے اندر مبعوث ہوئے تو آپ کی روحانیت نہایت زبردست بہت قوی اور اعلیٰ درجہ کے کمال پر پہنچ گئی جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے۔ جو اس کا انکار کرے وہ نفس قرآن کا منکر ہے جس کا خلاصہ اور ماحصل یہ ہے کہ محمد مکی مدنی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور بزعم مرزا صاحب محمد قادیانی میں جس کو اہل دنیا مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں ہلال اور بدر کی نسبت ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ ہلال ہیں اور مرزا غلام احمد بدر یعنی چودھویں رات کا چاند۔ (تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا)

اس مضمون کو مرزا صاحب کے ایک مشہور حواری نے جس کا نام قاضی اکمل ہے اپنی ایک رباعی میں اسطرح پر نظم کر دیا ہے۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں ۔۔۔ اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل ۔۔۔ غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

مرزا صاحب کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ناپاک حملہ

یہاں تک تو مرزا صاحب کی ان شوخیوں کا ذکر تھا جو مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمسری اور عینیت پھر بعد ازاں اپنی برتری اور افضلیت کے دعوے کر کے کی تھیں اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کی نسبت یہ گستاخی کی تھی کہ معاذ اللہ آپ کی روحانیت کامل نہ تھی اور آیہ کریمہ وانک لعلی خلق عظیم اور اسی قسم کی دوسری آیات قرآنیہ کی تکذیب کی تھی لیکن بحکم آیہ کریمہ ثم کان عاقبۃ الذین اساءوا السوء ان کذبوا بآیات اللہ ۔ (یعنی پھر ان لوگوں کا انجام جنہوں نے (ایسی) برائیاں کی تھیں یہ ہوا کہ انہوں نے آیات الہیہ کی تکذیب کی)، ان گستاخیوں اور شوخیوں نے مرزا صاحب کو تکذیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم تک پہنچا دیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا صاحب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ اصول موضوعہ میں سے مانتے ہیں کہ اکمل اور اصفی وحی پانے والوں پر جب خدا کا کلام فصیح ولذیذ نازل ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ایک نور ہوتا ہے جو بتلاتا ہے کہ یہ یقینی امر ہے ظنی نہیں ہے اور ایک ربانی چمک اس کے اندر ہوتی ہے اور کدورتوں سے پاک ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو

(وحی الہٰی کی شناخت)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقۃ الوحی باب سوم صفحہ ۱۵ منجملہ ان علامات کے یہ بھی ہے (الی) کدورتوں سے پاک ہوتا ہے ۔
اس سے زیادہ صاف اس مسئلہ کو جو وحی الٰہی کا بنیادی اصول اور امتیازی نشان و معیار ہے کیا بیان کیا جائے۔

(۲) مرزا صاحب نے اپنی کتاب نزول المسیح میں بکرّات بیان کیا ہے نزول المسیح صفحہ ۸۶ پر لکھتے ہیں "کیونکہ خدا کا کلام جس قوت اور برکت اور روشنی اور تاثیر اور لذت اور خدائی طاقت اور چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے خود یقین دلا دیتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں .... (الی) .... اس لیے ممکن ہی نہیں ہوتا کہ ایسی وحی کے مورد کے دل میں شبہ پیدا ہو سکے بلکہ وہ شبہ کو کفر سمجھتا ہے اور اگر اس کو کوئی اور معجزہ نہ دیا جائے تو وہ اس وحی کو جو ان صفات پر مشتمل ہو بجائے خود معجزہ قرار دیتا ہے۔"

(۳) خاص اپنی وحی کی شان میں مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ صفحہ ۸۸ نزول المسیح "اس سے زیادہ کوئی بدذاتی نہیں ہوگی کہ میں یہ کہوں کہ وہ خدا کا کلام نہیں میں اسی طرح اس کو خدا کا کلام جانتا ہوں جس طرح میں یقین رکھتا ہوں کہ زبان سے بولتا ہوں اور کانوں سے سنتا ہوں۔"

(۴) صفحہ ۸۹ پر فرماتے ہیں "مگر ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ جس دل پر درحقیقت آفتاب وحی الٰہی تجلّی فرماتا ہے اس کے ساتھ ظن اور شک کی تاریکی ہرگز نہیں رہتی کیا خالص نور کے ساتھ ظلمت رہ سکتی ہے۔"

(۵) صفحہ ۱۱۴ و ۱۱۵ پر فرماتے ہیں "اکثر لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ پھر رحمانی الہام کی نشانی کیا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ اس کی کئی نشانیاں ہیں (۱) اول یہ کہ الٰہی طاقت اور برکت اس کے ساتھ ایسی ہوتی ہے کہ اگرچہ اس کے ساتھ دلائل ظاہر نہ ہوں بڑے زور اور جوش سے بتلاتی ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور ملہم کے دل کو ایسا اپنا مسخّر بنا لیتی ہے کہ اگر اس کو آگ میں کھڑا کر دیا جائے یا ایک بجلی اس پر پڑنے لگے وہ کبھی نہیں کہہ سکتا کہ یہ الہام شیطانی ہے یا حدیث النفس ہے یا شکّی ہے یا ظنّی ہے بلکہ ہر دم اس کی روح بولتی ہے کہ یہ یقینی ہے اور خدا کا کلام ہے۔"

یہ نور بین وحی الٰہی اور مورد وحی الٰہی کی شناخت کا طریقہ اور اس کی علامتیں کہ وہ مورد وحی کے نزدیک بوجہ اس نور اور قوت اور جوش اور الٰہی برکت اور روشنی اور تاثیر اور لذت اور خدائی قوت وغیرہ امور کے جو خدا کے کلام اور وحی کے ساتھ اترتے ہیں اس کا کلام خدا اور وحی الٰہی ہونا ایسا بدیہی ہوتا ہے جیسا ہمارے نزدیک یہ بات بدیہی ہے کہ ہم کانوں سے سنتے آنکھ سے دیکھتے اور زبان سے بولتے ہیں صاحب وحی کے نزدیک اس میں شک کرنا کفر ہے اس کی روح ہر دم بولتی ہے کہ یہ خدا کا کلام یقینی بغیر کسی شک و شبہ کے ہے اگر اس کو آگ میں کھڑا کیا جائے یا اس پر بجلی بھی گرنے لگے تو بھی وہ اس کو ظنی یا شکی یا حدیث النفس یا الہام شیطانی نہیں کہہ سکتا۔
اگر یہ الہام شیطانی اور حدیث النفس کی شناخت کا طریقہ اس مذکورہ بالا کلام مرزا صاحب سے خود بخود بجھا جاتا ہے کہ جہاں یہ علامات موجود نہ ہوں اور ملہم اور مورد وحی کو شبہ یا شک یا تردّد اس کلام کی نسبت پیدا ہو گیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو تو وہ وحی شیطانی ہو گی لیکن اس استنباط کی بجائے مرزا صاحب کی تصریح ان کی عبارت میں پیش کر دینا زیادہ موزوں ہے۔

(شیطانی الہام) اسی آخری حوالہ منقولہ کے صفحہ ۱۰۴ کے اوپر متصل لکھتے ہیں۔

"اس جگہ یہ نکتہ خوب توجہ سے یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جو الہامات ایسے کمزور اور ضعیف الاثر ہوں جو ملہم پر مشتبہ رہتے ہیں کہ خدا کی طرف سے ہیں یا شیطان کی طرف سے وہ درحقیقت شیطان کی طرف سے ہی ہوتے ہیں اور گمراہ ہے وہ شخص جوان پر بھروسا کرتا ہے اور بدبخت ہے وہ شخص جو اس خطرناک ابتلا میں ماخوذ ہے کیونکہ شیطان اس سے بازی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو ہلاک کرے۔"

(۲) پھر صفحہ ۸۶ کے مذکورہ بالا حوالہ کے اوپر کی تین سطروں میں تحریر فرماتے ہیں "اگر ایک کلام انسان سنے یعنی ایک آواز اس کے دل پر پہنچے اور اس کی زبان پر جاری ہو اور اس کو شبہ باقی رہ جائے کہ شائد یہ شیطانی آواز ہے یا حدیث النفس ہے تو درحقیقت وہ شیطانی آواز ہو گی یا حدیث النفس ہو گی کیونکہ (الی) بجائے خود ایک معجزہ قرار دیتا ہے"۔ (یعنی حوالہ ۲ جو صفحہ ۸۶ نزول المسیح کا اوپر منقول ہوا تمام اس کے ساتھ پڑھ لیا جائے۔

مرزا صاحب نے ان منقولہ بالا عبارتوں میں الہام شیطانی اور وحی الٰہی میں جو امتیاز قائم کیا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں بالکل صاف اور واضح ہے لیکن باوجود ان اصول موضوعہ اور مسلمہ کے مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین کی شان عالی میں جو گستاخی کی ہے اس کو بحالت مجبوری بادل ناخواستہ سو مرتبہ العیاذ باللہ کہتے ہوئے پیش کرتا ہوں نقل کفر کفر نباشد چنانچہ مرزا صاحب تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۰ پر لکھتے ہیں۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ جب آپ پر فرشتہ جبرئیل ظاہر ہوا تو آپ نے فی الفور یقین نہ کیا بلکہ حضرت خدیجہ کے پاس ڈرتے ڈرتے آئے اور فرمایا کہ خشیت علی نفسی یعنی مجھے اپنے نفس کی نسبت اندیشہ بڑا اندیشہ ہوا ہے کہ کوئی شیطانی مکر نہ ہو۔"

جس واقعہ کی طرف مرزا صاحب نے اشارہ کیا ہے اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ اس میں سورہ اقراء کی یہ پانچ آیتیں نازل ہوئیں اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔ یہ سب سے پہلا حصہ قرآن ہے جو نازل ہوا (علی الصحیح) اب مرزا صاحب کی اس تحریر کے رو سے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو اور قرآن کریم کی ان پہلی پانچ آیتوں کو مرزا صاحب کے مسلمہ مذکورہ معیار کے ساتھ اگر دیکھا جائے تو نتیجہ صاف ہے اور ناگفتہ بہ مرزا صاحب نے معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مورد الہام شیطانی اور قرآن کریم کو الہام شیطان قرار دیا اس کے بعد تمام قرآن کریم کا یہی حکم ہو گا اور یہ بالکل ظاہر ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جب صاحب قرآن ہی معاذ اللہ مورد وحی شیطانی ٹھہرا تو قرآن کی نہ صرف یہ پانچ پہلی آیتیں بلکہ کل کا کل الہام شیطانی
ہے اب ایک اور بات قابل غور ہے وہ یہ کہ جب مرزا صاحب نے نہایت صفائی اور پوری تفصیل کے ساتھ وحی الہٰی اور شیطانی
وحی میں مابہ الامتیاز بیان کر دیے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیوں ایسی عبارت تحریر کی جس کا صاف
اور کھلا کھلا نتیجہ یہ ہے کہ معاذ اللہ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی قطعی طور پر تکذیب ہوتی ہے شاید
واقعات کی مجبوری ہو تو اس کا جواب یہی ہے جس کی طرف ہم اس مضمون کے ابتداء میں اشارہ کر آئے ہیں کہ مرزا صاحب
کی ان شوخیوں اور گستاخیوں نے مرزا صاحب کو کھینچ کر اس مقام پر لا کھڑا کیا جن کا ذکر اجمالاً و مثالاً اوپر گذر چکا ہے
ورنہ اس واقعہ میں جو خشیت علی نفسی سے مرزا صاحب نے بیان کیا ہرگز شک یا شیطانی مکر کا کوئی لفظ نہیں ہے مرزا
نے محض تکلف اور تحریف اور افتراء سے یہ معنی کئے اور بحکم آیہ کریمہ قل من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمٰن
مدا ط و بحکم نولہ ما تولی ونصلہ جہنم ثم کان عاقبۃ الذین اساءو السوء ان کذبوا بآیات اللہ -
ارتکاب کفر عظیم کی سزا پائی -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خشیت علی نفسی یعنی مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے فرمایا وہ دو سبب سے تھا ایک
تو دفعتہ" اور اچانک جبرئیل کا بڑی رعب دار صورت میں آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین دفعہ انتہائی مشقت کی
حد تک بھینچنا اور دبانا جس سے آپ کو جسمانی طاقت پہنچی یہاں تک کہ بوجہ جاڑا لگنے کے گھر جاکر فرمایا زملونی زملونی
دوسرے عظیم الشان بار نبوت کی وجہ سے دل میں فکر پیدا ہوا کہ واللہ اعلم قوم کی طرف سے کیا کیا سلوک پیش آئیں گے
ایک طرف بشری ضعف جبلت اور کمزوریوں کا احساس غرض ان مجموعہ امور سے اگر خشیت علی نفسی فرما دیا تو یہ کوئی
نئی بات نہ تھی آخر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تو عین رب العالمین کے حضور اچانک عصا کو سانپ کی صورت میں دیکھ کر بھاگ
نکلے تھے جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ لوٹ آ اور نہ ڈر تو امن والوں سے ہے فلما راٰھا کانہا جآن
ولی مدبرا ولم یعقب یا موسیٰ اقبل ولا تخف انک من الآمنین - پھر موسیٰ علیہ السلام
نے دوسرا خطرہ پیش کیا رب انی قتلت منہم نفسا فاخاف ان یقتلون - (سورہ قصص) اے پروردگار میں
نے ان کا ایک آدمی (غلطی سے) مار دیا تھا مجھے اندیشہ ہے کہ مجھے کہیں قتل نہ کر دیں اور میرا بھائی ہارون مجھ سے زیادہ
صاف زبان ہے اس کو میرا مددگار رسول بنا دے مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہ میری تکذیب کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت
موسیٰ علیہ السلام کی تسلی فرمائی جیسا کہ آگے اسی مقام پر مذکور ہے الغرض ابتداءً اندیشہ انبیاء علیہم السلام کو بتقاضائے
بشریت زیادہ ہوا کرتا ہے موسیٰ علیہ السلام کے قصہ مذکورہ میں اس امر کی کافی توضیح ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی
انہی اسباب کی بنا پر اندیشہ کا اظہار فرمایا نہ یہ کہ معاذ اللہ آپ نے جبرئیل کو شیطان اور آیات قرآن کو شیطانی الہام
در مکر خیال کیا ہو اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی نعمت یقین و ایمان حاصل نہ تھی تو بھلا اور کس کو ہو گی حالانکہ اللہ تعالیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ہے اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ و المومنون یعنی رسول ہر اس کلام پر ایمان لایا جو اس پر اس کے رب کی طرف سے اتاری گئی اور مومن بھی لیکن مرزا صاحب کے نزدیک تو رسول کریم کو یقین یعنی ایمان حاصل نہ ہوا تو بھلا مومنوں کو کیونکر ہو گا۔ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور مرزا صاحب نے بڑا ظلم کیا کہ محض افتراء اور بہتان سے آنحضرت پر ناپاک حملہ کیا اور قرآن کی تکذیب اور اسلام کی بیخکنی کا سامان اپنی کتابوں میں جمع کر دیا اور محض جھوٹ اور افتراء پردازی کے طور پر یہ طوفان اٹھایا ورنہ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے حدیث میں اس کا ذکر نہیں اور اگر بالفرض کوئی ایسی روایت موجود بھی ہوتی جس کا صاف یہ مفہوم ہوتا تو وہ نصوص قطعیہ کے سامنے بالکل واجب الرد یا قابل تاویل ہوتی تو تاویل کی جاتی خصوصاً جب کہ وہ اپنے الہام کے مخالف حدیثوں کو بھی ردی میں پھینک دیتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ابطال پر جو حدیث دلالت کرتی ہو اس کو بطریق اولیٰ باطل اور غلط سمجھ کر رد کر دینا چاہیئے تھا لیکن یہاں تو معاملہ ہی برعکس ہے کوئی حدیث بھی نہیں ہے اور محض افتراء پردازی اور بہتان طرازی سے قرآن اور نبوت نبی کریم کے ابطال کی سعی کر کے اپنے کفر اور دشمن اسلام ہونے کی تصدیق کر رہے ہیں۔ مرزا صاحب اپنے الہاموں کی نسبت لکھتے ہیں کہ اس سے زیادہ کوئی بدذاتی نہیں ہو گی کہ میں یہ کہوں کہ وہ خدا کا کلام نہیں۔ اپنی مزعومہ الہاموں پر یہ وثوق اور ان کو کلام خدا نہ کہنا بہت بڑی بدذاتی ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کہنا کہ ان کو جبرئیل اور کلام الٰہی کی نسبت یقین نہ تھا اور شیطانی مکر کا اندیشہ ہو گیا تھا کتنی بڑی بھاری بدذاتی ہو گی۔

الغرض مرزا صاحب نے اپنی تحریروں کے رد سے اسلام کی بیخکنی کا پورا مواد بہم پہنچا دیا ہے دشمنان اسلام اگر ان دستاویزوں کی بناء پر اسلام پر حملہ آور ہوں تو کتنی بڑی بھاری مصیبت کا سامنا ہو بجز اس کے کیا جواب ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب کی تحریر غلط ہے کفر ہے افتراء اور بہتان ہے۔ اور درحقیقت ہے بھی سراسر بہتان کفر اور قرآن اور بانئے اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مقدس پر ناپاک اور خطرناک حملہ (اعاذنا اللہ عن امثال ذلک)

حقیقی خاتم

مختار مدعا علیہ نے کہا ہے کہ مختار مدعیہ نے خطبہ الہامیہ صہ کے حوالہ سے ایک یہ اعتراض کیا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے متعلق کہا ہے کہ میں حقیقی خاتم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرآن مجید میں خاتم النبیین کہا گیا ہے حقیقت کے مقابلہ میں مجاز ہوتا ہے تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجازی خاتم النبیین ٹھہرے اور یہ صریح کفر والحاد ہے۔

اس کے جواب میں مختار مدعیہ نے کہا ہے کہ یہ الزام محض افتراء اور بہتان ہے کیونکہ مرزا صاحب نے کہیں بھی اپنے آپ کو حقیقی خاتم النبیین نہیں کہا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجازی خاتم النبیین کہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) اس انکار کے بعد خود مانتا ہے کہ جو ختمیت مرزا صاحب کو حاصل ہے وہ بلحاظ وراثت کے ہے۔
(۲) مرزا صاحب کی بعثت بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے۔
(۳) مرزا صاحب کو جو ختمیت حاصل وہ ختمیت ولایت نہ ختمیت نبوت۔
(۴) مرزا صاحب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے حاصل ہوئی ہے۔
خیر ختمیت وراثت سے حاصل ہو اتباع سے ہو بروز سے ہو دیکھنا یہ کہ وہ ختمیت نبوت ہے یا ولایت اور حقیقی ہے یا مجازی اگر ثابت ہو جائے کہ وہ ختمیت نبوت کے ہے اور حقیقی ہے تو مختار مدعیہ کا الزام صحیح ہوگا افتراء اور بہتان نہ ہوگا اور مرزا صاحب کا دعویٰ حقیقی خاتم النبیین کرنا ثابت ہو جائے گا اس صورت میں مرزا صاحب کا کفر و الحاد مختار مدعا علیہ کو ماننا پڑے گا کیونکہ اس نے محض انکار کیا ہے یہ نہیں کہا کہ یہ کفر نہیں جس سے معلوم ہو گیا کہ وہ بھی اس کو کفر اور الحاد جانتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو خاتم الاولیاء اور خاتم الخلفاء بھی کہتے ہیں لیکن یہ خاتم الانبیاء ہونے کے منافی نہیں ہے کیونکہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی تو خاتم الخلفاء سلسلہ بنی اسرائیل کہا ہے لیکن وہ اس سلسلہ کے خاتم الانبیاء بھی ہیں مرزا صاحب نے خود ان کو انبیاء بنی اسرائیل کا خاتم کہا ہے غرض اس جگہ خلافت اور نبوت میں تضاد نہیں ہے بلکہ تقریباً مترادف ہیں آخر مرزا صاحب کا دعوےٰ بھی تو نبوت کا ہے اور خلیفہ ہونے کا ہی پس خاتم الاولیا یا خاتم الخلفا کہنے سے خاتم الانبیاء ہونے کی نفی نہیں ہو جاتی۔

اس میں تو کچھ شک نہیں کہ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو خاتم الانبیاء کہا ہے خواہ بروزی طور پر ہو۔ ملاحظہ ہو ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۵ "کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین منہم لما یلحقوا بہم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں"

اب رہی یہ بات کہ ختمیت حقیقیہ کا بھی دعویٰ کیا ہے یا نہیں؟ تو اب ہم اسی عبارت کو دیکھتے ہیں جس عبارت کو مختار مدعا علیہ اور مختار مدعیہ نے پیش کیا ہے مختار مدعا علیہ کی محولہ عبارت بھی صحیح ہے وقد ختمت النبوۃ علی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لیکن مدعیہ کے مختار کو کچھ مضر نہیں اس نے کب اس کا انکار کیا ہے کیونکہ اس میں حقیقت کی تصریح نہیں۔ مختار مدعیہ کی پیش کردہ عبارت میں جو مرزا صاحب کے متعلق ہے اور اس سطر کے ایک سطر چھوڑ کر بعد ہے ختمیت حقیقیہ کا لفظ موجود ہے۔ "فان الختمیۃ الحقیقیۃ کانت مقدرۃ فی الالف السادس الذی ہو یوم سادس من ایام الرحمٰن لیشابہ ابا البشر من کان ھو خاتم نوع الانسان" "یعنی پس ختمیۃ حقیقیۃ چھٹے ہزار میں (یعنی عہد مرزا صاحب) کے لیے مقدر تھی جو ایام رحمٰن کا چھٹا دن ہے تاکہ ابو البشر آدم علیہ السلام کے ساتھ وہ شخص جو نوع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کا خاتم ہے (یعنی مرزا صاحب) مشابہ ہو جائے۔

بس اب معاملہ بالکل صاف ہے مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ختم نبوت کا اقرار کیا لیکن اس کے ساتھ حقیقتہ کی صفت بیان نہیں کی اپنے آپ کو خاتم الانبیا کہتے ہیں اور بالمقابل اپنی ختمیت کو ختمیت حقیقتہ کے ساتھ موصوف کیا اور یہی مختار مدعیہ کا دعوی تھا کہ حقیقی کے بالمقابل چونکہ مجازی ہوتی ہے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت مجازی ہوئی اور یہ کفر و الحاد ہے۔

"مختار مدعا علیہ نے ایک یہ عذر بھی بیان کیا ہے کہ نیز آپ نے اپنی بعثت کو بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت قرار دیا ہے"

یہ درست ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی بعثت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت قرار دیا ہے اور اپنے وجود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے اور تمام کمالات محمدیہ معہ نبوت اور ختم نبوت کے حصول کا اپنے لیے دعوی کیا ہے باوجودیکہ یہ تمام دعاوی باطل اور سراسر کفر ہیں لیکن تاہم مرزا صاحب کے خیال کی بناء پر اس کو مسلم رکھتے ہوئے اگر مرزا صاحب اپنے لیے مقابلتہ" کوئی زائد فضیلت بھی ثابت کریں تو فاضل اور مفضول کے مفہوم اضافی کو ملحوظ رکھتے ہوئے فاضل کی افضلیت مفضول کی طرف نہیں لوٹے گی کیونکہ اس صورت میں فاضلیت اور مفضولیت کا مفہوم ہی باطل ہو جاتا ہے جس طرح مرزا صاحب نے تریاق القلوب میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم نے اڑھائی ہزار برس کے بعد عبداللہ پسر عبدالمطلب کے گھر جنم لیا" آئینہ کمالات ص۳۴۶ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسیح علیہ السلام کا ظہور قرار دیا ہے تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات خاصہ سید المرسلین خاتم النبیین وغیرہ حضرت ابراہیم اور حضرت مسیح علیہما السلام کے کمالات کہلائیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے افضل نہ ہوں گے اگر آپ افضل ہیں تو بعینہ اس طرح مرزا صاحب نے بھی اپنی افضلیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت کی ہے جو محال اور سراسر محال ہے پس اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف خاتم النبیین ماننا اور اپنے آپ کو ختمیت حقیقیہ کا مصداق قرار دینا یا بالفاظ دیگر حقیقی خاتم النبیین بالمقابل ٹھہرانا صاف توہین اور کفر ہے۔

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کی عملاً توہین

مرزا صاحب کی ان شوخیوں اور گستاخیوں نے جن کا ذکر کسی قدر اوپر گزر چکا ہے دشمنان اسلام کو اس قدر دلیر کر دیا ہے کہ جب وہ مرزا صاحب کے معتقدات دعاوی مرزا صاحب کے اخلاقی نمونہ اور معجزات کو ان کی کتابوں میں اور ان کے مشن کی تحریروں کو پڑھتے ہیں اور ان کو سراسر حیلہ بازی چالاکی دروغ گوئی مکاری معاملات اور اخلاق کی کجروی کا واقعات کی روشنی میں قطعی ثبوت ملتا ہے اور ساتھ ہی مرزا صاحب کے ان دعاوی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کو دیکھتے ہیں کہ آپ تمام انبیاء کے بروز اوران کی صفات کاملہ کے مظہر اور جامع ہیں تمام نبوتوں کی مرمت اور شکست و ریخت کرنے آئے ہیں آپ محمدی آئینہ ہیں اور بروز محمد اور مظہر روحانیت محمد ہیں بلکہ وہ روحانیت جو اصل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہلال کی طرح بالکل کمزور اور ادنی حالت میں تھی اس بروز یعنی مرزا صاحب کی ذات میں بدر بن کر پوری آب و تاب سے جلوہ گر اور تاباں ہوئی ہے اور مرزا صاحب کے اس شعر کو پڑھتے ہیں ۔

زندہ شد ہر نبی بآمدنم

ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

تو وہ اسلامی تصنیفات مصنفات تاریخ وسیرت کو چھوڑ چھوڑ کر مرزا صاحب کے احوال مقالات مصنفات اور مشن کی تحریروں کو اسلام قرار دے کر اسلام پر حملہ آور ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سیرت مقدسہ معجزات اور خلق عظیم کو اور آپ کی نبوت اور جملہ انبیاء کی شان اور نبوت کو مرزا صاحب کی شان اور نبوت پر قیاس کرکے اسی حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں جس سے مرزا صاحب کی نبوت کو انہوں نے بالکل قریب سے دیکھا ہے ۔ اگرچہ بعض دشمن اسلام پہلے بھی محض تعصب کی وجہ سے اسلام پر معترض ہوتے رہے لیکن ان کو جواب دنداں شکن باآسانی دیے جاتے مگر اب اسلام کے دشمنوں کو مرزا صاحب اور ان کے مشن کی تحریری اور عملی حالات سے بہت بڑی طاقت اور دلیری ہوگئی ہے بتلائیے اگر نبوت انبیاء سابقین خصوصاً سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور معجزات آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے اخلاق قدسیہ اور سوانح زندگی کا معیار مرزا صاحب کی نبوت سوانح حیات اور معجزات کو قرار دیا جائے تو دشمنان اسلام کو مسلمان منہ دکھانے کے قابل ہو سکتے ہیں مثلاً اگر کوئی دشمن یہ اعتراض کرے کہ مرزا صاحب نے جو تمام الانبیاء کے بروز ہیں اور ان کو زندہ کرنے والے کنجروں کا مال بھی لے کر کھایا ہے اور آئینہ کمالات کے اخیر میں اس قسم کے مالوں کو حلال اور جائز ثابت کرنے کے لیے شریعت اسلامی میں ایک نئے حکم کا اضافہ فرمایا ہے کہ نافرمان آدمی کا مال و جان اس کے ملک سے نکل کر مالک حقیقی کے قبضہ میں آجاتا ہے اور مالک حقیقی کو اختیار ہے کہ اس کو ویسے ہی ہلاک کر دے یا کسی رسول کے واسطہ سے یہ تجلی قہری نازل فرمادے اصل عبارت آئینہ کمالات کی ملاحظہ ہو ۔ "اصل حقیقت یہ ہے کہ تمام حقوق پر خدا تعالیٰ کا حق غالب ہے اور ہر ایک جسم اور روح اور مال اس کی ملک ہے پھر جب انسان نافرمان ہو جاتا ہے تو اس کی ملک اصل مالک کی طرف عود کرتی ہے پھر اس مالک حقیقی کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو بلاتوسط رسل نافرمانوں کے مالوں کو تلف کرے اور ان کی جانوں کو معرض عدم میں بھیجا دے یا کسی رسول کے واسطہ سے یہ تجلی قہری فرمادے بات ایک ہی ہے ۔"

(آئینہ کی کمالات اسلام صفحہ ۶۰۱)

اب اگر کوئی دشمن اسلام یہ اعتراض کرے کہ قرآن کا تو یہ حکم ہے یَا أَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا الآیۃ

www.KitaboSunnat.com

یعنی اے رسولو پاکیزہ مال کھاؤ اور نیک کام کرو تو معلوم ہوا کہ چونکہ مرزا صاحب نے جو تمام انبیاء کا بروز ہیں اور ان کی شان تقدس کو زندہ کرنے والے کنجروں کی اجرت زنا وغیرہ کی کمائی کھائی ہے لہذا وہ بھی پاکیزہ اور حلال طیب ہے اور تمام رسول اس قسم کی پاکیزہ چیزیں کھایا کرتے تھے نیز یہ معلوم بھی ہو گیا کہ زنا بھی حلال ہے۔ (معاذ اللہ)

نیز یہ معلوم ہو گیا کہ مرزا صاحب کی شریعت میں ہندوستان کے اندر تمام ان مسلمانوں کا جو مرزا صاحب کو نہیں مانتے اور ایسا ہی دیگر نافرمان اقوام ہندوؤں عیسائیوں سکھوں وغیرہ کا قتل کر دینا اور ان کے مالوں کا لوٹ لینا سب جائز ہے جیسا کہ محولہ بالا مرزائی قانون کا صاف منشاء اور مفہوم ہے اور خوانخواستہ مرزائیوں کو اگر قدرت حاصل ہو جائے تو اسی دستاویز سے اس حکم پر وہ عامل ہوں گے۔

مرزا صاحب کے شریعت کے یہ جدید احکام ہیں اسلام کو ان سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن جب مرزا صاحب کو تمام انبیاء کا بروز اور بروزی محمدؐ اور خاتم الانبیاء مان لیا جائے تو کسی کے سامنے آنکھ بھی نہیں اٹھا سکتے۔

مرزا صاحب کے تشریعی نبی ہونے کا یہ بیّن ثبوت ہے اور یہ دعویٰ سراسر غلط ہے جو زبانی وہ کرتے ہیں کہ ہم شریعت جدیدہ کے مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو کافر سمجھتے ہیں تو اب وہ خود اپنے اقرار سے بھی کافر ہو گئے۔

حوالہ مذکورہ بالا آئینہ کمالات اسلام کی ضروری تشریح بھی لازم ہے کیونکہ اس کے بغیر ہمارا ذکر کردہ مدعا واضح نہیں ہو سکتا کیونکہ کنجروں دنجروں کو تو اس عبارت محولہ میں کوئی نام نہیں ہے لہذا اس کا شان نزول بیان کرنا ضروری ہے۔

مرزا صاحب کی عبارت محولہ بالا مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی ؒ کے جواب میں ہے جس کو مرزا صاحب "قولہ" اور "اقول" کے عنوان قائم کر کے بیان کر رہے ہیں "قولہ" سے مولانا محمد حسین صاحب مرحوم کا اور "اقول" سے مرزا صاحب کا قول مراد ہے۔ مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب مرحوم نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۵ نمبر ۱ میں مرزا صاحب کی محمدی بیگم کے نکاح کی پیشگوئی کے متعلق پچاس سوالات جرح کئے ہیں جو دوسرے نمبر میں جا کر ختم ہوئے ہیں ان میں چند سوالوں کے جواب مرزا صاحب نے دیے ہیں۔

عبارت محولہ بالا مولانا موصوف کے آٹھویں سوال جرح کا جواب ہے جو اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ جلد ۱۵ کے صفحہ ۲۶ پر بدیں عبارت ہے۔

(سوال ہشتم)

ایسا شخص اگر اکثر جھوٹ بھی بولتا ہو۔ لوگوں کے مال ناجائز ذریعہ سے مارتا ہو۔ ناجائز مال اجرت زنا وغیرہ کام میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لانا ہو ظلم ایذارسانی بے رحمی بدخلقی بدگوئی پر مصرّ ہو تو پھر بھی وہ اگر اس کی کوئی پیشگوئی سچی نکل آوے اس سچی پیشگوئی میں ملہم ولی محدّث و مجدد اور خدا کا مخاطب ہو سکتا ہے"۔

اس کی مزید توضیح سوال ۸ میں صفحہ ۳۷ پر ہے مولانا موصوف مرزا صاحب سے سوال کرتے ہیں "در سوال ہفتم و ہشتم میاں الہ دیا ساکن انبالہ سے آپ نے اپنے ملازم فتح خاں کی معرفت دو سو روپیہ یا کم و بیش منگوایا (۲) اور وہ کیا روپیہ تھا (۳) اور آیا وہ کس کام میں آپ نے صرف کیا"۔

یہ الہ دیا کنجر تھا جس نے توبہ کی تھی اس کا پہلا مال جو حرام کمائی اجرت زنا وغیرہ سے تھا مرزا صاحب نے منگوایا اور استعمال فرمایا ان سوالات سے پہلے نمبر ۱۲ جلد ۱۴ میں مولانا موصوف میر ناصر نواب صاحب خسر مرزا صاحب کی "مثنوی در حالات مکاری اہل زمانہ" مندرجہ نمبر مذکور کے حاشیہ پر کر چکے ہیں جس میں انہوں نے جعلی پیروں خصوصاً مرزا صاحب کے حالات کا کسی قدر نقشہ کھینچا ہے چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ۔

بدمعاش اب نیک از حد بن گئے　　　یو مسیلم آج احمد بن گئے

بیٹھے دوراں بنے دجال ہیں　　　ہر طرف مارے انہوں نے جال ہیں

اسی مثنوی میں کچھ اوپر یہ شعر ہیں ۔

قرض سے اک دفعہ ہو جائے نجات　　　گو ملے صدقہ کہ مل جائے زکواۃ

ہو یتیموں ہی کا یا رانڈوں کا ہو　　　رنڈیوں کا مال ہو یا بھانڈوں کا ہو

اس دوسرے مصرعہ کی تشریح مولانا موصوف نے حاشیہ پر یہ کی ہے "جیسا کہ الہ دیا نامی تائب مرحوم کا روپیہ جو اسی قسم سے تھا کادیانی نے منگایا"۔

غرض سوال ہشتم کا منشا یہ ہے کہ مرزا صاحب نے الہ دیا کنجر انبالوی سے جس نے توبہ کی تھی اجرت زنا کی کمائی کا سابقہ روپیہ اپنے ملازم فتح خاں کی معرفت منگوایا اور استعمال فرمایا۔

مرزا صاحب نے اسی سوال ہشتم کو قولہ کے عنوان سے نقل کر کے اقول لکھ کر اس کا جواب دیا ہے اور اس کو عبارت محولہ بالا سے جائز ثابت کر کے نئی شریعت کی تعمیر کی ہے۔

مرزا صاحب نے اس سوال کو نقل کرنے میں عجب چالاکی کی ہے تین چار سطر کی عبارت میں سے اول و آخر کو نقل کر کے بیچ میں سے چھوڑ گئے ہیں تاکہ مرزا صاحب کی کتاب پڑھنے والے کو یہ پتہ نہ لگ سکے کہ مرزا صاحب پر اجرت زنا کا حرام مال کھانے کا الزام لگایا گیا ہے اور جب تک کسی کو اشاعۃ السنۃ کے اصل حوالے معلوم نہ ہوں مرزا صاحب کا یہ فعل شنیع مخفی رہے لیکن دراصل یہ بڑی خیانت اور پرلے درجہ کی بزدلی ہے ۔

خیر اب تو سوال بھی واضح ہو گیا اور جواب بھی واضح مرزا صاحب نے اس خبیث اور حرام مال اجرت زنا کھانے سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انکار نہیں کیا اور نہ کر سکتے تھے ہاں یہ کر دیا اور ثابت کیا کہ یہ حلال ہے طیب ہے لیکن رسولوں کو۔ پس اگر فی الواقعہ مرزا صاحب رسول مان لیے جائیں اور آنجناب کی رسالت ہی تمام رسولوں کے لیے میزان قرار دی جاوے تو نبوت اور رسالت ایک نہایت ہی ذلیل چیز ہوگی جس کو کوئی شریف انسان پسند نہیں کر سکتا۔"

پس درحقیقت مرزا صاحب نے اپنی عملی اور اخلاقی اور اعتقادی حالت سے نبوت اور انبیاء کی سخت توہین کی ہے اور اس لحاظ سے بھی مرزا صاحب خارج از اسلام اور کافر ہیں۔

اس قسم کے کئی واقعات ہیں لیکن بطور مشت نمونہ از خروارے اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

مختار مدعا علیہ نے ۹۔ اکتوبر کی بحث میں کہا تھا کہ جب مرزا صاحب حضرت عیسیٰ کے نزول کو اسلام کی بربادی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین خیال کرتے ہیں جو مرزا صاحب سے ان کے زعم کے مطابق گھٹیا نبی ہیں تو جوان سے بڑھیا نبی ہیں یعنی مرزا صاحب ان کی نبوت سے بطریق اولیٰ بہت زیادہ توہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بربادی اسلام متصور ہے۔

مختار مدعا علیہ کہتا ہے کہ یہ مغالطہ ہے فرق یہ ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کے آنے سے یا نبوت مستقلہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماننی پڑے گی جو ممتنع ہے یا حضرت عیسٰے علیہ السلام کا امتی ہونا اور یہ بھی محال ہے کیونکہ امتی کا مفہوم یہ ہے کہ جو بغیر اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محض ناقص اور گمراہ اور بے دین ہو اور قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے اس کو ایمان اور کمال نصیب ہو۔

مختار مدعا علیہ کا اور مرزا صاحب کا یہ استدلال اور فرق بالکل غلط ہے اور امتی کی یہ تعریف خود غرضی سے گھڑی گئی ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں نہ قرآن سے نہ حدیث میں اور نہ علماء اسلام میں بلکہ سراسر قرآن کریم اور تصریحات اکابر کے خلاف ہے۔

(۱) مختاران مدعا علیہ کے مسلم امام عبدالوہاب شعرانی یواقیت والجواہر مبحث ۳۲ میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رح کا قول فتوحات مکیہ کے باب عاش سے حدیث انا سید ولد آدم ولا فخر کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام سے لے کر آخر الرسل عیسٰے علیہ السلام تک تمام انبیاء سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں پھر اس پر یہ شہادت بھی پیش کی ہے کہ جب حضرت عیسٰی علیہ السلام زمین پر نزول فرمائیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عامل ہوں گے جس سے صاف ثابت ہے کہ تمام انبیاء خصوصاً حضرت عیسٰی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور امتی ہیں اس میں کوئی امتناع کسی قسم کا نہیں ہے۔

(۲) صحیح حدیث میں آیا ہے لو کان موسیٰ حیاً لما وسعہ الا اتباعی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک اولی العزم نبی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی اور متبع ہو سکتا ہے لہٰذا امتی کا جو مفہوم بیان کیا گیا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطعاً باطل ہے۔

(۳) یہی امام عبدالوہاب شعرانی یواقیت والجواہر صفحہ ۶۳ جلد ۲ پر شیخ اکبر قدس اللہ سرہ کا قول فتوحات کے باب الثالث والتسعین سے نقل فرماتے ہیں اعلم انہ لیس فی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم من ھو افضل من ابی بکرؓ غیر عیسیٰ علیہ السلام وذلک انہ اذا انزل بین یدی الساعۃ لا یحکم الا بشرع محمد صلی اللہ علیہ وسلم فیکون لہ یوم القیمۃ حشران حشرۃ فی زمرۃ الرسل بلواء الرسالۃ وحشر فی زمرۃ الاولیاء بلواء الولایۃ ۔ یعنی اس امت میں عیسٰے علیہ السلام کے سوا کوئی شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں ہے۔ کیونکہ عیسٰے جب قیامت سے پہلے نازل ہوں گے تو شرع محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی چیز پر عمل نہ کریں گے پس قیامت کو ان کے دو حشر ہوں گے ایک لواء رسالت کے ساتھ رسولوں کے زمرہ میں اور دوسرا حشر لواء ولایت کے ساتھ زمرہ اولیا میں۔

ہمارا مقصود اس سے واضح ہے حاجت تشریح نہیں شیخ اکبر قدس اللہ سرہ کے اور کئی حوالے ہیں لیکن یہی کافی ہیں۔

(۴) اب مرزا صاحب کی سنیے۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۰ پر آیت و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب الآیۃ کے تحت لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں سے یہ عہد لیا تھا کہ جب آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا تو اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا اس پر سب نے اقرار کیا (ملخصاً) اس سے ثابت ہوا کہ تمام رسول آنحضرت صلعم کی نبوت پر ایمان لا چکے ہیں (اب کون آئیگا؟)

(۵) مرزا صاحب حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۸ پر لکھتے ہیں۔ وما اختلف اثنان من علماء ھذہ الامۃ فی ان الفضائل الظلیۃ التی توجد فی ھذہ الامۃ قد تفوق بعض الفضائل التی توجد فی الانبیاء بالاصالۃ ولذلک قیل ان الانبیاء السابقین کانوا ینظرون الی ھذہ الامۃ بعین الغبطۃ وتمنی اکثرھم ان یکونوا منھم فلو لم یکن فی ھذہ الامۃ شیٔ من الفضائل التی لم توجد فی انبیاء بنی اسرائیل فلم سألوا ربھم ان یجعلھم من ھذہ الامۃ ۔

یعنی بالاتفاق علماء امت کی رو سے ہے کہ اس امت میں بعض ظلی فضائل ایسے جو انبیاء بنی اسرائیل کے فضائل پر فوقیت رکھتے ہیں اسی لیے کہا گیا ہے کہ پہلے انبیاء اس امت کو غبطہ کی نظر سے دیکھتے تھے اور اکثر انبیاء نے یہ تمنا ظاہر کی ہے کہ کاش وہ اس امت سے ہوتے پس اگر اس امت میں کچھ ایسے فضائل نہ ہوتے جو انبیاء بنی اسرائیل میں موجود نہ تھے تو انہوں نے اپنے پروردگار سے کیوں یہ سوال کیا کہ ان کو اس امت میں سے کر دے۔

یہ عبارت واضح ہے اگر امتی کا یہ مفہوم ہوتا کہ وہ بغیر اتباع قرآن و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گمراہ اور بے دین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ناقص محض ہو تو انبیاء بنی اسرائیل سابقین نے باوجود نبوت اور رسالت کیا اپنے آپ کو گمراہ اور بے دین اور ناقص ثابت کرنے کے لیے یہ دعا کی تھی؟

اور حسب اقرار و تسلیم مرزا صاحب انبیاء ؑ نے جب کہ اپنے پروردگار سے یہ دعا کی ہے کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عالم ظاہر میں امت بنادے نیز تاکہ وہ میثاق انبیاء اور نصرت کا عہد اس دنیا میں ظاہر ہو تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ عام انبیاء کی دعا کو مسترد فرمادے لہذا اس مجیب الدعوات نے اپنی حکمت کے ماتحت اس کی یہ صورت اختیار فرمائی کہ ان سب کی طرف سے ایک ایسے نبی کو نمائندہ قرار دے کر عیاناً و شہوداً امتی اور مومن اور ناصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا جس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی قسم کے مزید اختصاص تھے جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وانی اولی الناس بعیسی ابن مریم لم یکن بینی وبینہ نبی وانہ نازل ۔۔۔ یعنی میں سب سے قریب تر لوگوں سے ہوں عیسے ابن مریم کے ساتھ الحدیث اس حدیث کی تشریح مع اثبات اختصاص آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۳ پر ہے۔

ماسوا اس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حسب تصریح مرزا صاحب بیٹا ہونے کی نسبت بھی ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۱۸۵ کے حاشیہ پر لکھا ہے "سو حضرت مسیح نے ان نبیوں کو جو شریعت موسوی کی حمایت کے لیے ان سے پہلے آئے تمثیلی طور پر قرب کے درجہ میں بطور نوکروں کے بیان کیا ہے اور اپنے لیے قرب کے دوم درجہ کا اشارہ کر کے بیٹے کے لفظ سے اپنے اس مقام قرب کو ظاہر فرمایا ہے اور پھر تیسرا درجہ قرب کا جو مظہر اتم الوہیت ہے وہ شخص قرار دیا ہے جو بیٹے کے مارے جانے کے بعد آئے گا جو باغ کا مالک اور نوکروں کا آقا اور اس بیٹے کا باپ مجازی ہے پھر اس حاشیہ کے حاشیہ پر صفحہ ۱۸۶ میں لکھتے ہیں "در بعض آثار میں آیا ہے کہ حضرت مریم صدیقہ والدہ حضرت مسیح علیہ السلام عالم آخرت میں زوجہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی یہ قول غالباً اسی مناسبت بیٹے اور باپ سے پیدا ہوا ہے کہ جب عالم تمثیل میں حضرت مسیح علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بطور بیٹے کے ٹھہرے تو ان کی والدہ بطور زوجہ کے ہوئی۔ منہ"

اس عبارت سے معلوم ہوگیا کہ حضرت عیسے علیہ السلام کا امتی ہونا تو درکنار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حسب تصریح مجازی بیٹا ہونا بھی ثابت ہے۔ لہذا امتی کا وہ مفہوم جو مختار مدعا علیہ نے بیان کیا ہے قطعاً باطل ہے۔

(۶) اب قرآن شریف ملاحظہ ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولقد وصلنا لہم القول لعلہم یتذکرون الذین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتینا ہم الکتاب من قبلہ ہم بہ یؤمنون و اذا یتلی علیہم قالوا آمنا بہ انہ الحق من ربنا انا کنا من قبلہ مسلمین اولئک یؤتون اجرھم مرتین بما صبروا الآیۃ ۔
یعنی ہم نے پے درپے ان کے لیے اپنے کلام کو اتارا تاکہ وہ نصیحت پکڑیں جن لوگوں کو ان سے پہلے ہم نے کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور جب ان پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں یہ ہمارے رب کی طرف سے حق ہے ہم اس سے پہلے فرماں بردار تھے ان لوگوں کو ان کے صبر کی وجہ سے دہرا اجر دیا جائے گا الخ ۔
اب بتلائیے وہ مؤمنین اہل کتاب جو قرآن کریم پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور امتی بنے کیا وہ اس سے پہلے گمراہ بے دین اور ناقص تھے یا وہ مسلین مؤمنین تھے اور امتی بن کر دہرے اجر کے مستحق بنے ۔

(۷) احادیث صحیح میں آیا جن کے حوالہ کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ ہر صاحب علم جانتا ہے کہ تین شخصوں کو دہرا اجر ملے گا :۔

(۱) وہ شخص جس نے کسی اپنی لونڈی کی تربیت کی اور عمدہ ادب سکھایا پھر اس کو آزاد کر کے نکاح کر لیا ۔
(۲) وہ مومن اہل کتاب جو اپنی کتاب پر ایمان لایا (بعدہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ۔
(۳) وہ غلام جس نے اللہ تعالی کی عبادت کی اور اپنے مالک کی خیر خواہی کی ۔

دلائل و شواہد مذکورہ بالا سے ثابت ہو گیا کہ امتی کا وہ مفہوم جو مختار مدعا علیہ اور مرزا صاحب نے بیان کیا ہے غلط اور باطل اور اتباع ہوائی اور خود غرضی پر مبنی ہے لہذا وجہ فرق جو مابین مرزا صاحب اور حضرت عیسٰی علیہ السلام درباره توہین و ہتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان کی گئی تھی باطل ہو گئی اور مختار مدعیہ کا الزام توہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو مرزا صاحب کا مسلمہ کفر تھا قائم اور بدستور رہا ۔

قول مختار مدعا علیہ رہی یہ بات کہ مرزا صاحب نے عقیدہ حیات مسیح کو شرک عظیم قرار دیا ہے یہ تسمیۃ الشئ بما یؤول الیہ کی قسم سے ہے جس طرح انگور کو شراب سے تعبیر کیا گیا ہے اور چونکہ لاکھوں مسلمان اس عقیدہ کی وجہ سے عیسائی ہو گئے تھے اس لیے مرزا صاحب نے اس عقیدہ کو شرک عظیم قرار دیا ہے یہ قول مختار مدعیہ کے اعتراض کو رفع نہیں کر سکتا کیونکہ انگور کو شراب کہنا مجاز ہے جس کا قرینہ موجود ہے کیونکہ عصر یعنی نچوڑنا انگور کی صفت ہے نہ شراب کی برخلاف مرزا صاحب کے اس قول کے کہ وہاں کوئی قرینہ معنی مجازی کا موجود نہیں ہے بلکہ شرک کو عظیم کہہ کر حقیقت کو اور محکم کیا گیا ہے اسی طرح مرزا صاحب نے اپنی تحریروں میں اس کو مخلوق پرستی کا ستون کہہ کر ارادہ مجاز کے خلاف گویا ایک زبردست دلیل قائم کر دی ہے ۔
(الاستفتاء صـ۳۷) پر لکھتے ہیں۔ واللہ لن یجتمع حیاۃ ھذا الدین وحیاۃ ابن مریم یعنی قسم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اللہ تعالیٰ کی دین اسلام کی زندگی اور ابن مریم کی زندگی ہرگز جمع نہ ہوں گی۔ دیکھئے کس تاکید شدید اور قسم کے ساتھ حیات مسیح علیہ السلام کو دین اسلام کی موت قرار دیا گیا ہے۔

اور ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۲۲۷ پر لکھتے ہیں کہ "افسوس کہ اسلام بت پرستی سے بہت دور تھا لیکن آخر کار اسلام میں بت پرستی کے رنگ میں یہ عقیدہ پیدا ہو گیا"۔

غرض مرزا صاحب نے مندرجہ ذیل الفاظ سے عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام کو ذکر کیا ہے شرک عظیم جو نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔ مخلوق پرستی کا ستون۔ اسلام کی نقیض یا اسلام کی موت بت پرستی وغیرہ اب ظاہر ہے کہ یہاں تسمیۃ الشیٔ بما یؤول الیہ۔ کی تاویل کارگر نہیں ہو سکتی باقی رہا مختار مدعا علیہ کا حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ کے فتویٰ اور حدیث مسلم سے استشہاد اور ان پر قیاس بالکل غلط اور قیاس مع الفارق ہے کیونکہ حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ نے نار ڈالنے اور بت کو سجدہ کرنے والے کو مشرک کہا ہے اور ریا کار یا اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر قسم کھانے والے کو فاسق اور گناہگار کہا ہے گو ان افعال کو بھی شرک کہا گیا ہے لیکن قابل تاویل اور شرک دون شرک کی قسم سے لیکن مرزا صاحب نے شرک عظیم مخلوق پرستی بت پرستی نقیض اسلام کے اوصاف سے عقیدہ حیات مسیح کو متصف قرار دیا ہے لہٰذا اس کا مرتکب بقول مرزا صاحب وحسب فتویٰ گنگوہی قدس اللہ سرہ مشرک بت پرست ہوگا۔ نہ قسم ادنیٰ شرک کا مرتکب اور فاسق وگنہگار۔

اسی طرح حدیث مسلم بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوٰۃ میں ترک صلوٰۃ کو شرک وکفر نہیں کہا گیا بلکہ درمیانی حد کہا گیا ہے پس یہاں تو منجر الی الشرک کی تاویل کی بھی حاجت نہ رہی۔ اس تاویل کی تب ضرورت ہوتی جب ترک صلوٰۃ کو شرک کہا جاتا۔

مختار مدعا علیہ کا یہ قول کہ لاکھوں مسلمان اس عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام کی وجہ سے عیسائی ہو گئے تھے اس بناء پر مرزا صاحب نے اس کو شرک قرار دیا بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے کیا ان لاکھوں عیسائی ہونیوالوں نے اپنے ارتداد کی یہ وجہ بیان کی ہے ہرگز نہیں یہ لوگ جو عیسائی ہوئے ہیں بعض تو اصول مقدسہ اسلام سے ناواقفیت کی وجہ سے اور اکثر او را غلب خواہشات اور حظوظ نفسانیہ کے استیفاء اور جیفۃ الدنیا کی خاطر عیسائی ہوئے ہیں بلکہ پہلی قسم کے تو بالکل اقل قلیل اور الشاذ النادر کالمعدوم کے حکم میں ہیں۔

اسی عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام کے اسلام میں موجود ہوتے ہوئے لاکھوں عیسائی اسلام میں داخل ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں اور کئی بدنصیب اسلام کو ترک کرکے مرتد ہو جاتے ہیں اسی طرح کئی آدمی مرزائیت کو ترک کرکے عیسائی ہو گئے خصوصاً جب کہ آتھم کی نسبت مرزا صاحب کی پیشگوئی غلط نکلی جیسا کہ مرزا صاحب نے بھی دبی زبان میں سے انوار الاسلام میں تسلیم کر لیا ہے کیا ان کے عیسائی ہونے کا باعث حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ تھا؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس عقیدہ مذکورہ کو شرک عظیم قرار دینے کی جو وجہ گھڑی گئی ہے محض بہانہ غلط اور خلاف واقعہ ہے مرزا صاحب نے اس عقیدہ کو بت پرستی اور شرک عظیم قرار دے کر تمام امت کی عامۃً وخاصۃً توہین کی ہے نہ علماء اس توہین کی زد سے بچ سکتے ہیں نہ اولیاء نہ مجددین و محدثین نہ تابعین نہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور نہ ذات گرامی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مرزا صاحب نے نہ صرف توہین کی ہے بلکہ سب کو مشرک قرار دے کر ایسے کفر کا ارتکاب کیا ہے جس کو اگر بغائر نظر دیکھا جائے تو رونگٹے بدن پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اس وقت حیات مسیح علیہ السلام کے دلائل وغیرہ سے بحث نہیں ہے لیکن جہاں تک مسئلہ مذکورہ کا تعلق ہے یہ ثابت کرنا ہمارے ذمہ لازم ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم اور تمام امت کا مذہب یہی تھا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام زندہ ہیں اور قیامت کے قریب دنیا میں آکر دجال کو قتل کریں گے۔

مرزا صاحب کا بھی بزعم خود ملہم ہونے کے بعد اور اللہ تعالیٰ قرآن شریف کے صحیح معنی پڑھ لینے کے باوجود بارہ سال کے لمبے عرصہ تک یہی عقیدہ تھا اس عرصہ میں آپ نے اپنی اس کتاب میں جو بامر الٰہی آپ نے تصنیف فرمائی تھی قرآن شریف اور اپنے الہام سے اس مسئلہ کو ثابت کیا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے اور اپنی نسبت یہ دعوےٰ کیا کہ میں مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہوں اور حضرت مسیح علیہ السلام پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے ملاحظہ ہو حاشیہ براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸ و ۴۹۹ تحت الہام وآیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ۔ (الی) اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔

نیز ملاحظہ ہو حاشیہ براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۵ تحت آیت والہام عسٰی ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکافرین حصیرا۔ (الی) یعنی افق اور احسان سے اتمام حجت کر رہا ہے۔

مرزا صاحب کو یہ مسلم ہے بلکہ ان کی تصریح ہے کہ میں بارہ سال تک بعد الہام اسی عقیدہ پر تھا چنانچہ اپنی کتاب اعجاز احمدی صفحہ ۷ پر لکھتے ہیں دیکھو میں تقریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور حضرت عیسٰی کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا جب بارہ برس گذر گئے تب وہ وقت آگیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔

پس جب اس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا فاصدع بما تؤمر یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لوگوں کو سنا دے اور بہت سے نشان مجھے دیے گئے اور میرے دل میں روز روشن کی طرح یقین بٹھا دیا گیا تب میں نے لوگوں کو یہ پیغام پہنچا دیا۔"

مختار مدعا علیہ نے اسی مضمون کو اپنے جواب بحث میں باختصار بیان کیا ہے اور آخر میں کہا ہے کہ مرزا صاحب کے اس رسمی عقیدہ کے بعد جس پر وہ تھے جب خدا تعالیٰ نے جب ان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فوت ہونا ظاہر کر دیا تو آپ نے لوگوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعلان کر دیا اور قرآن و حدیث سے ان کی وفات کے مسئلہ کو الم نشرح کر دیا مختار مدعا علیہ کا اور مرزا صاحب کا یہ بیان کہ مرزا صاحب مسلمانوں کے رسمی عقیدہ پر تھے سرتاپا غلط ہے بلکہ مرزا صاحب محض رسمی اور تقلیدی عقیدہ پر نہ تھے بلکہ مرزا صاحب نے قرآن اور اپنے الہام کی روشنی میں اس عقیدہ کو اختیار کر رکھا تھا جیسا کہ براہین احمدیہ کے منقولہ بالا حوالوں صفحہ ۴۹۸ ر ۴۹۹ اور صفحہ ۵۰۵ سے ظاہر اور عیاں ہے۔

یہ بھی طرفہ تماشا ہے کہ بارہ برس تک تو قرآن و حدیث سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کو ثابت کرتے رہے اور معنی قرآن بھی اس وقت اللہ تعالیٰ کے پڑھائے ہوئے صحیح صحیح تھے اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم کی تیس آیتوں میں سے کسی آیت کے معنی میں یہ نہ فرمایا کہ اس آیت سے وفات مسیح علیہ السلام ثابت ہے اور نہ مرزا صاحب کو براہین احمدیہ میں حیات مسیح علیہ السلام کے اقرار کے بعد متنبہ کیا کہ یہ غلط ہے اور حق وفات مسیح کا عقیدہ ہے جب بارہ برس گذر گئے تو خدا تعالیٰ نے پے در پے متواتر الہام اس مضمون کے شروع کر دیے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں مرزا صاحب بھی پہلی بار تو ان الہاموں سے بہت گھبرا گئے ہوں گے کیونکہ پہلا عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام کا بھی مرزا صاحب کے ابتدائی الہام الرحمٰن علم القرآن لتنذر قوما ما انذر آباؤھم ولتستبین سبیل المجرمین۔ کی بنا پر اللہ میاں کا تعلیم کردہ تھا کیونکہ اس الہام کا ترجمہ براہین احمدیہ میں یہی مندرج ہے اور یہی ہو سکتا ہے کہ رحمٰن نے تمہیں قرآن مجید کے صحیح معنی پڑھا دیے ہیں الخ اور حیات مسیح کا عقیدہ قرآن اور الہام سے ہی ثابت کیا گیا تھا اس لیے معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی اس تناقض بیانی سے تردد کا ہونا اور گھبراہٹ لازمی تھی ایسی صورت میں ایک دو یا پانچ سات بار کے الہام سے مرزا صاحب کو وفات مسیح علیہ السلام کا یقین کیونکر آ سکتا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ کو بہ تدارک کرنا پڑا کہ مرزا صاحب کو متواتر پے در پے بکثرت الہام کیے جو ایک بڑے مینہ سے مشابہ تھے اور وحی الٰہی یہاں تک پہنچ گئی اور ماسوا اس کے اور بہت سے نشان دیے گئے اور یقین کو مرزا صاحب کے دل میں روز کی طرح بٹھا دیا گیا تو مرزا صاحب بھی کسی قدر مطمئن ہو گئے۔

کثرت الہامات کا ذکر جو وفات مسیح علیہ السلام کے بارہ میں مرزا صاحب کو ہوئے عبارت محولہ اعجاز احمدی کے علاوہ حمامۃ البشریٰ کے صفحہ ۱۳ پر بدیں الفاظ مرزا صاحب نے کیا ہے و اللہ ما قلت قولا فی وفات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المسیح وعدم نزولہ وقیامی مقامہ الا بعد الالہام المتواتر المتتابع النازل کالوابل وبعد مکاشفات صریحۃ بینۃ منیرۃ کفلق الصبح ۔ "یعنی قسم ہے اللہ کی کہ میں نے مسیح کی وفات اور دوبارہ نہ آنے اور میرے اُس کا قائم مقام ہونے کا عقیدہ اختیار نہیں کیا مگر ایسے الہاموں کے بعد جو متواتر پے در پے اور ایک بڑی بارش کی طرح مجھ پر اترنے والے تھے اور ایسے مکاشفات کے بعد جو صریح اور بالکل صاف اور صبح صادق کی طرح روشن تھے ۔"

اسی طرح حقیقۃ الوحی وغیرہ کتابوں میں بھی حوالے ہیں لیکن یہ دو حوالے ہی کافی ہیں ۔

حوالجات مذکورہ سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ وفات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ مرزا صاحب کو الہامات نے تعلیم کیا ہے نہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ نے مرزا صاحب اور ان کی جماعت اور مختار مدعا علیہ کا یہ دعویٰ کہ مرزا صاحب نے اس کو قرآن و حدیث سے الم نشرح کر دیا صاف جھوٹ اور قرآن کریم اور حدیث پر سراسر بہتان ہے اگر یہ مسئلہ قرآن کریم اور احادیث سے الم نشرح ہوتا تو اور امت کو جانے دو مرزا صاحب کیوں قرآن کریم اور احادیث اور اپنے الہامات سے حیات مسیح علیہ السلام کو ثابت کرتے اور بارہ سال کے عرصہ دراز تک اس پر قائم رہتے قرآن کریم اور الہامات کا ذکر اور ان سے حیات مسیح علیہ السلام کا اثبات تو بحوالہ براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸ و ۴۹۹ و صفحہ ۵۰۵ اوپر گذر چکا ہے احادیث سے اثبات کا ذکر جو مرزا صاحب نے کیا ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ آئے گا ۔

(بحوالہ ازالہ اوہام و توضیح المرام و شہادت القرآن)

اس کے بعد جب مرزا صاحب کے خیالات نے پلٹا کھایا اور وفات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ کسی ملہم کے الہام نے آپ کو تعلیم کیا تو اس وقت مرزا صاحب نے قرآن کریم کو اپنے خیالات کے سانچے میں ڈھالنا شروع کر دیا اور بحکم تحرفون الکلم عن مواضعہ قرآن کریم کی تیس آیتوں سے وفات مسیح علیہ السلام کے ثبوت کا دعویٰ کر دیا پس ایک حق پرست ایماندار کے لیے تو مرزا صاحب کی یہ کارروائی سراسر باطل ہے اور اس امر کا بین ثبوت کہ مرزا صاحب قرآن کریم اور احادیث نبویہ کو محض آلہ کار برآری سمجھ کر استعمال کرتے ہیں جوں جوں مرزا صاحب کے خیالات بدلتے جاتے ہیں ان کے ساتھ ساتھ ہی قرآن اور حدیث کے معنی بھی بدلتے جاتے ہیں ۔ اور مختار مدعا علیہ اس کو قرآن اور حدیث سے الم نشرح کرنا سمجھتا ہے جو ایک مضحکہ خیز خیال اور سراسر غلطی ہے اور مرزا صاحب کے قرآن پر ایمان نہ ہونے کا ایک بین ثبوت ۔

یہاں تک تو مرزا صاحب کے رسمی عقیدہ نہ ہونے کا ذکر تھا اب یہ ثابت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک تمام امت حیات مسیح علیہ السلام کی معتقد چلی آئی ہے اور وہ بفتویٰ مرزا صاحب سب کے سب مشرک ٹھہرے معاذ اللہ میں اس وقت اسلامی کتب تفاسیر احادیث وغیرہ سے حوالے پیش کرنا اور دلائل عقیدہ حیات بیان کرنا نہیں چاہتا بلکہ صرف مرزا صاحب کی کتابوں سے ثابت کروں گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان اسی عقیدہ کے معتقد تھے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) مرزا صاحب اپنی کتاب توضیح المرام کے آغاز صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں جس کے ٹائٹل پر الہامی الہامی لکھا ہوا ہے۔
"مسلمانوں اور عیسائیوں کا کسی قدر اختلاف کے ساتھ یہ خیال ہے کہ "حضرت مسیح بن مریم اسی عنصری وجود سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں اور پھر وہ کسی زمانہ میں آسمان سے اتریں گے" میں اس خیال کا غلط ہونا اپنے اسی رسالہ میں لکھ چکا ہوں اور نیز یہ بھی بیان کر چکا ہوں کہ اس نزول سے مراد درحقیقت مسیح بن مریم کا نزول نہیں بلکہ استعارہ کے طور پر ایک مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی ہے جس کا مصداق حسب اعلام والہام الٰہی یہی عاجز ہے"

(۲) اور اس کتاب کے صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں "اب پہلے ہم صفائی بیان کے لیے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیلے اور یسوع بھی کہتے ہیں ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے انہیں کتابوں سے کسی قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں"

(۳) افسوس کہ اس صحیح اور واقعی امر کے سمجھنے میں غلط فہمی کر کے کوتہ اندیش لوگوں نے کس قدر بڑی غلطی کھائی جس کی وجہ سے وہ حدیثوں کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں اگرچہ یہ تو سچ ہے کہ حدیثوں کا وہ حصہ جو تعامل قولی فعلی کے سلسلے سے باہر ہے اور قرآن سے تصدیق یافتہ نہیں یقین کامل کے مرتبہ پر مسلم نہیں ہو سکتا لیکن وہ دوسرا حصہ جو تعامل کے سلسلہ میں آگیا اور کروڑہا مخلوقات ابتدا سے اس پر اپنے عملی طریق سے قائم اور محافظ چلی آئی ہے اس کو ظنی اور شکی کیونکر کہا جائے ایک دنیا کا مسلسل تعامل جو بیٹوں سے باپوں تک اور باپوں سے دادوں تک اور دادوں سے پردادوں تک بدیہی طور پر مشہور ہو گیا اور اپنے اصل مبدا تک اس کے آثار اور انوار نظر آگئے اس میں تو ایک ذرہ شک کی گنجائش نہیں رہ سکتی اور بغیر اس کے انسان کو کچھ بن نہیں پڑتا کہ ایسے مسلسل عمل درآمد کو اول درجہ کے یقینیات میں سے یقین کرے پھر جب کہ ائمہ حدیث نے اس سلسلہ تعامل کے ساتھ ایک اور سلسلہ قائم کیا اور امور تعاملی کا اسناد راستگو اور متدین راویوں کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا تو پھر بھی ان پر جرح کرنا درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو بصیرت ایمانی اور عقل انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔

اب اس تمہید کے بعد یہ بھی واضح ہو کہ مسیح موعود کے بارے میں جو احادیث میں پیشگوئی ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ جس کو صرف ائمہ حدیث نے چند روایتوں کی بناء پر لکھا ہو بس بلکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ پیشگوئی عقیدہ کے طور پر ابتدا سے مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں داخل چلی آتی ہے گویا جس قدر اس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے اسی قدر اس پیشگوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں کیونکہ عقیدہ کے طور پر وہ اس کو ابتدا سے یاد کرتے چلے آتے تھے اور ائمہ حدیث امام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخاری وغیرہ نے اس پیشگوئی کی نسبت اگر کوئی امر اپنی کوشش سے نکالا ہے تو صرف یہی کہ جب اس کو کروڑ ہا مسلمانوں میں مشہور اور زبان زد پایا تو اپنے قاعدہ کے موافق مسلمانوں کے اس قولی تعامل کے لیے روایتی سند کو تلاش کر کے پیدا کیا اور روایات صحیح مرفوعہ متصلہ سے جن کا ایک ذخیرہ ان کی کتابوں میں پایا جاتا ہے اسناد کو دکھایا۔
علاوہ اس کے کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ اگر نعوذ باللہ یہ افتراء ہے تو اس افتراء کی مسلمانوں کو کیا ضرورت تھی اور کیوں انہوں نے اس پر اتفاق کر لیا اور کس مجبوری نے ان کو اس پر آمادہ کیا تھا۔"

(شہادت القرآن صفحہ ۸ و ۹)

ان حوالجات سے مفصلہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

(۱) مسلمانوں کا عقیدہ حیات عیسٰی علیہ السلام اور بعینہٖ ان کے نزول کا ہے نہ کسی مثیل مسیح کا جس کو اب مرزائی اصطلاح میں مسیح موعود سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۲) یہ عقیدہ آنحضرت کے اقوال مقدسہ یعنی احادیث نبویہ سے پیدا ہوا ہے۔

(۳) یہ عقیدہ ابتداء سے مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں داخل چلا آیا ہے اور تعامل اعتقادی کے طور پر سلسلہ بہ سلسلہ اپنے اصل مبدء تک اس کے آثار اور انوار نظر آرہے ہیں۔

(۴) جو امور سلسلہ اسناد کے ساتھ سلسلہ تعامل اعتقادی یا عملی سے ثابت ہو جائیں وہ اول درجہ کے یقینیات ہوتے ہیں ان پر جرح کرنا درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو بصیرت ایمانی اور عقل انسانی سے کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔

(۵) مرزا صاحب اس عقیدہ کو اب الہام اور اعلام الٰہی سے غلط جانتے تھے۔

(۶) پہلے مرزا صاحب بھی اس کو احادیث کی بناء پر صحیح مانتے تھے اور اسی عقیدہ کے معتقد تھے۔

نتیجہ:۔ اگرچہ حوالجات سابقہ سے ثابت ہو رہا ہے لیکن مزید توضیح کے لیے ایک حوالہ ازالہ اوہام صفحہ ۱۹۸ تقطیع خورد سے نقل کیا جاتا ہے مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

"اور یہ عقیدہ جو براہین احمدیہ میں درج ہے صرف اس سرسری پیروی کی وجہ سے ہے جو ملہم کو قبل از انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کے آثار مرویہ کے لحاظ سے لازم ہے۔"

اس عبارت سے صاف ثابت ہو گیا کہ مرزا صاحب کا عقیدہ حیات مسیح رسمی نہ تھا بلکہ احادیث نبویہ کی پیروی کا نتیجہ تھا اور پہلے ہم ثابت کر آئے ہیں کہ براہین میں اسی عقیدہ کو مرزا صاحب نے اپنے الہام اور قرآن سے ثابت کیا ہے پس مرزا صاحب کا یہ عقیدہ قرآن و حدیث اور اپنے الہام کی بناء پر تھا۔

اس حوالہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بقول مرزا غلام احمد صاحب اس کی اصل حقیقت کا انکشاف صرف مرزا صاحب پر ہوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور وہ بھی ان کے دعوئ الہام کے بارہ برس بعد لہٰذا ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اور تمام امت کا اعتقاد بزعم مرزا صاحب اصل حقیقت کے خلاف تھا یعنی حیات مسیح علیہ السلام کا اور انہیں کے بعینہ نازل ہونے کا کسی مثیل کا اور اسی بنا پر مرزا صاحب نے اسی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۹۱ پر لکھدیا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم دغیرہ وغیرہ کی اصل حقیقت نہ کھلی ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں (معنیٰ)

اس طرح مرزا صاحب نزول مسیح کی اصل حقیقت مرزا صاحب پر منکشف ہونے اور ان سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام امت پر مخفی رہنے کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہے ظاہر کرے اور مخفی کرے اس کے ہر ایک فعل میں مصلحتیں حکمتیں اور امتحان ہوتے ہیں لیکن اکثر آدمی اس بات کو جانتے نہیں وہ شریعت کے ظاہر اور چھلکے کو تو جانتے ہیں اور اس کے مغز سے غافل ہیں اور جب ان پر سر حقیقت ظاہر کیا جاتا ہے تو ان کی آنکھیں اس کو حقارت سے دیکھتی ہیں اور بدگمانی کرکے کافر ہوتے ہیں۔

اور کہتے ہیں کہ ساری امت کس طرح خطا اور غلطی پر متفق اور ہم خیال ہو گئی اور ہم کیونکر یہ سمجھ لیں کہ وہ سب غلطی پر تھے اور تم حق پر ہو۔ ان پر افسوس ہو یہ کیوں اس بات کو نہیں جانتے مانتے کہ اللہ تعالیٰ اپنی بات پر غالب ہے جب وہ کسی بات کو چھپانے کا ارادہ کرے تو سمجھنے والے اس کو سمجھ نہیں سکتے اس کے سنن کو قرآن میں پڑھ کر غافل رہتے ہیں۔

کیا وہ اس بات کو نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقربین انبیاء سے بعض باتوں کو پوشیدہ رکھتا ہے اور وہ اس اخفاء کی وجہ سے امتحان کئے جاتے ہیں اور کسی امت کا حق نہیں ہے کہ اپنے فہم میں انبیاء پر بڑھ جائے ....

تم خدا کے امتحان سے کیوں نہیں ڈرتے کہیں نزول مسیح کی پیشگوئی تمہارے لیے فتنہ ہی نہ ہو" یہ ترجمہ ہے مرزا صاحب کی عبارت مندرجہ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۴، ۵۵۴ یخفی ما یشاء و یبدی و فی کل فعلہ مصالح و حکم و ابتلاءات (الی) ولعل نبأ نزول المسیح یکون فتنۃ لکم۔

عبارت محولہ میں مرزا صاحب نے یہ ظاہر کیا ہے کہ نزول مسیح علیہ السلام کا مسئلہ مسلمانوں کے لیے ایک فتنہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھا اور ساری امت اس کی اصل حقیقت کے سمجھنے میں غلطی پر تھی اور جب اللہ تعالیٰ مقربین انبیاء پر بھی بعض باتوں کی حقیقت کو مخفی رکھتا ہے تو امت اپنے فہم اور سمجھ میں نبی سے کیونکر بڑھ سکتی ہے۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۵۲، ۵۵۳ پر لکھتے ہیں فتضرعت فی حضرۃ اللہ تعالیٰ و طرحت بین یدیہ متمنیاً لکشف سر نزول و کشف حقیقۃ الدجال (الی) فاخبرنی ربی ان النزول روحانی لا جسمانی۔

یعنی میں نے خدا کے حضور میں تضرع کیا اور نزول مسیح کا ستر اور حقیقت دجال کے انکشاف کی آرزو میں خدا کے سامنے میں نے اپنے آپ کو گرا دیا تاکہ مجھے علم الیقین اور عین الیقین حاصل ہو تو اللہ تعالیٰ کی عنایت میری تعلیم اور تفہیم کی طرف متوجہ ہوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس نے مجھے اپنی طرف سے الہام کیا اور تعلیم کیا کہ نزول مسیح کا اصل مفہوم صحیح ہے لیکن مسلمانوں نے اس کی حقیقت کو نہیں سمجھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مخفی رکھنے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور مکر اور ابتلاء ان کے اوہام پر غالب آگیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے مُنہ کو حقیقت روحانی کی طرف سے پھیر کر جسمانی خیال (یعنی نزول جسمانی) کی طرف متوجہ کر دیا اور اسی پر قناعت کئے رہے اور یہ خبر ان کے پاس لکھی ہوئی اور قرناً بعد قرنٍ اسی طرح چھپی ہوئی چلی آئی جس طرح دانہ بالی میں چھپا ہوا ہوتا ہے یہاں تک کہ ہمارا یہ زمانہ آگیا اور اسلام کمزور ہوگیا گناہ بڑھ گئے عیسائی غالب ہوگئے اور انہوں نے ان حقائق پر جو حرمین کے شکاری کی مانند تھے حملہ کر دیا اور ہم پر وہ مصیبتیں آئیں جن کا شمار نہیں ہوسکتا اور زمین ہم پر تنگ ہوگئی اور ناصرین کو دیکھتے دیکھتے ہماری آنکھیں سوج گئیں تو (اب) اللہ تعالیٰ نے صداقت کی صبح کے ظاہر کرنے کا ارادہ کیا .... اور مجھے یہ خبر دی کہ نزول روحانی ہے جسمانی نہیں:

خلاصہ کلام بالا یہ ہے کہ حقیقت نزول مسیح علیہ السلام کا اظہار اللہ تعالیٰ نے صرف مرزا صاحب پر کیا اور وہ بھی بڑے تضرع وزاری اور استکشاف حقیقت کی آرزو میں مرزا صاحب کے اپنے آپ کو حضور خداوندی میں ڈال دینے کے بعد اور اس سے پہلے قرون اسلام میں یہ خبر ایسی مخفی تھی جس طرح ایک دانہ بالی میں چھپا ہوتا ہے اور یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو مخفی رکھنے کا ارادہ کر لیا ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے مکر اور ابتلا اور تقدیر کے ماتحت مسلمانوں کے مونہہ حقیقت روحانی سے نزول جسمانی کی طرف پھیر دیے اور ان کو شرک اور جھوٹ کی اندھیری رات میں رکھا جب مرزا صاحب کا زمانہ آیا تو صداقت کی صبح نمودار کردی خیر یہ بات تو الگ رہی کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی امت کو اس تکلف سے (معاذ اللہ) گمراہ اور مشرک بنانے میں بقول مرزا صاحب کیا لطف تھا؟ لیکن یہ بات نہایت صفائی سے مرزا صاحب نے اس جگہ واضح کر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین تبع تابعین علماء اولیا محدثین مفسرین مجددین عوام وخواص امت سب مشرک بت پرست اور مخلوق پرست تھے اور مرزا صاحب بھی باون سال کی عمر تک یعنی دعوئے الہام کے بارہ برس بعد تک مشرک تھے مرزا صاحب کا یہ کفر بڑا عظیم الشان اور انتہائی درجہ کی توہین ہے۔

باقی رہا مختار مدعا علیہ کا یہ قول کہ مرزا صاحب نے پہلے لوگوں کو قابل معافی قرار دیا ہے یہ محض ابلہ فریبی اور طفل تسلی ہے شرک اور بت پرستی قابل معافی نہیں ان اللہ لا یغفر ان یشرك به ویغفر ما دون ذلك لمن یشاء۔ اور فرمایا ومن یشرك باللہ فكانما خر من السماء فتخطفه الطیر او تهوی به الریح فی مكان سحیق (حج) اور شرک سے مراد منجر الی الشرک لینے کا جواب اوپر آچکا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توہین مسیح علیہ السلام

(پیشگوئیاں)

قول مختار مدعا علیہ اس جگہ مرزا صاحب کو ان لوگوں کا جواب منظور ہے جو انبیاء میں اجتہادی غلطی کو نہیں مانتے اور عیسائیوں کی تردید بھی ہے مرزا صاحب حضرت عیسٰی کی نبوت کو ثابت کر رہے ہیں نہ کہ باطل ملخصاً۔

الجواب

مرزا صاحب نے ازالہ اوہام اور اعجاز احمدی میں جن کے حوالجات مذکور ہو چکے ہیں حضرت عیسٰی کی پیشگوئیوں کو صاف صاف طور پر جھوٹی کہا ہے اور انتہائی تحقیر اور استخفاف سے ان کو بطور طعن بیان کیا ہے اور اگرچہ اجتہاد کی غلطی کے الفاظ بھی کہے جاتے ہیں لیکن ساتھ ہی ان کی تکذیب بھی اس زور شور سے اور صفائی سے کرتے ہیں جو ان کو اجتہادی غلطی کے حدود میں رہنے نہیں دیتی حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت کا اقرار بھی کرتے ہیں لیکن ضعیف اور کمزور پیرایہ میں اور ابطال نبوت کے دلائل بڑے زبردست اسلوب اور پرشوکت الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اجتہادی غلطی کا بہانہ اور اقرار نبوت استہزاء اور تمسخر ہے ملاحظہ ہو ازالہ اوہام تقطیع خورد صفحہ ۵ تا ۸ "اے نفسانی مولویو اور خشک زاہدو! تم پر افسوس (دالی) لغزشیں پیش آگئیں۔

ظاہر ہے کہ اس عبارت میں علماء اسلام اور صوفیاء کرام مرزا صاحب کے مخاطب ہیں نہ عیسائی بقول مرزا صاحب علماء اسلام نے مطالبہ کیا کہ اگر تم مسیح ہو تو معجزات مسیحی دکھاؤ جس کے جواب میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ احیاء جسمانی کچھ چیز نہیں احیاء روحانی کے لیے یہ عاجز آیا اور اس کا ظہور ہوگا۔

(۲) دوسرا جواب یہ دیتے ہیں کہ "ماسوا اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں۔

کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق کو دور نہیں کرتا اور پیشگوئیوں کا حال اس سے بھی زیادہ ابتر ہے۔

کیا یہ بھی کچھ پیشگوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے مری پڑے گی لڑائیاں ہوں گی قحط پڑیں گے اور اس سے زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیشگوئیاں غلط نکلیں صحیح نکل نہیں سکیں انہوں نے یہودا اسکریوطی کو بہشت کے بارہ تختوں میں سے ایک تخت دیا تھا جس سے وہ آخر محروم رہ گیا اور پطرس کو نہ صرف تخت بلکہ آسمان کی کنجیاں بھی دے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی نہیں اور بہشت کے دروازے کسی پر بند ہونے یا کھلنے اسی کے اختیار میں رکھے تھے مگر پطرس کی آخری کلمے کے ساتھ مسیح سے الوداع ہوا وہ یہ تھا کہ اس نے مسیح کے روبرو مسیح پر لعنت بھیج کر اور قسم کھا کر کہا کہ میں اس شخص کو نہیں جانتا ایسا اور بھی بہت سی پیشگوئیاں ہیں جو صحیح نہیں نکلیں ''

عبارت مسطور بالا سے دو باتیں صاف ثابت ہیں ۔

(۱) اول یہ کہ مرزا صاحب کے نزدیک یہ مطاعن علیسویہ جو اوپر بیان ہوئے ثابت اور امور واقعیہ ہیں اور مرزا صاحب کا یہ عندیہ اور اعتقاد ہے کہ حضرت عیسٰے کی پیشگوئیاں نہایت حقیر اور نکمی تھیں اور ان کے معجزات سے بھی زیادہ ابتر تھیں معہذا وہ اکثر جھوٹ ثابت ہوئیں ۔

(۲) مرزا صاحب کی غرض ان مطاعن مذکورہ کے ذکر سے ان مسلمانوں کو جواب دینا ہے بقول مرزا صاحب جو مرزا صاحب سے مسیح علیہ السلام کی طرح معجزہ نمائی کا مطالبہ کرتے تھے نہ عیسائیوں کو الزام دینا۔ پیشگوئیوں کی مزید کیفیت اعجاز احمدی ص۵ پر اپنی پیشگوئیوں کی نسبت بیان کرتے ہیں ایک پیشگوئی بھی جھوٹی نہیں نکلی بلکہ تمام پیشگوئیاں صفائی سے پوری ہو گئیں .... یہ تو میری پیشگوئیوں کی واقعی حقیقت ہے مگر جو اس یہودی فاضل نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر اعتراض کئے ہیں وہ نہایت سخت اعتراض ہیں بلکہ وہ ایسے سخت ہیں کہ ان کا تو ہمیں بھی جواب نہیں آتا اور اگر مولوی ثناء اللہ یا مولوی محمد حسین یا کوئی پادری صاحبوں میں سے ان اعتراضات کا جواب دے سکتے تو ہم ایکسو روپیہ نقد بطور انعام اس کے حوالہ کریں گے خدا کہلا کر پیشگوئیوں کا یہ حال اس سے تو ہمیں بھی تعجب ہے ایسی پیشگوئیوں پر تو نسخ بھی جاری نہیں ہو سکتا تا یہ خیال کیا جائے کہ وہ منسوخ ہو گئی ۔

صفحہ ۱۳ اعجاز احمدی '' اور یہود تو حضرت عیسٰے کے معاملہ اور ان کی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسٰے نبی ہے کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں یہ احسان قرآن کا ان پر ہے کہ ان کو بھی نبیوں کے دفتر میں لکھ دیا ''

اور صفحہ ۱۳ و ۱۴ پر لکھتے ہیں غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیشگوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح ان کو دفع نہیں کر سکتے صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور اسی دل سے قبول کیا ہے اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں عیسائی تو ان کی خدائی کو روتے ہیں مگر یہاں نبوت بھی ان کی ثابت نہیں ہو سکتی ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کوئی زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے ''

ان حوالجات سے مفصلہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) مرزا صاحب کی تمام پیشگوئیاں نہایت صفائی سے پوری ہو گئیں ایک بھی جھوٹی نہیں ہوئی

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر یہودی فاضل کے واقعی ایسے سخت اعتراض ہیں جن کا جواب نہ مرزا صاحب دے سکتے ہیں نہ کوئی اور علماء اسلام میں سے نہ کوئی عیسائی۔

(۳) مرزا صاحب ان اٹل اور لاجواب اعتراضوں کا جواب دینے والے کو سو روپیہ انعام دیں گے ساتھ ہی اس کے یہ امر بھی ملحوظ ہے کہ اپنی پیشگوئیوں کی نسبت آپ نے یہ تحدی کی ہے کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب میری پیشگوئیوں کو جھوٹا ثابت کرے تو خدا کی قسم ہر پیشگوئی پر سو روپیہ انعام دوں گا ملاحظہ ہو صفحہ ۲۳ اعجاز احمدی" اور مولوی ثناء اللہ نے موضع مد میں بحث کے وقت یہ بھی کہا تھا (الی) ثبوت ہمارے ذمہ ہوگا۔

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر کوئی دلیل نہیں۔

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ابطال نبوت پر کئی دلیلیں موجود ہیں۔

(۶) ہم ان کو نبی صرف اس وجہ سے مانتے ہیں کہ قرآن نے نبیوں کے دفتر میں ان کا نام لکھ دیا ہے۔

(۷) ان مقامات محولہ بالا میں بھی مسلمان مخاطب ہیں اگر کسی جگہ عیسائی کا ذکر ہے تو تبعاً ہے اور محض ضمنی طور پر۔

عبارت صفحہ ۵ پر جو مرزا صاحب نے اس فاضل یہودی کے اعتراضات کو لاجواب قرار دیا ہے یہ وہی اعتراضات ہیں جن کو صفحہ ۴ پر مرزا صاحب نے ذکر کیا ہے یعنی تخت داؤد، بہشت کے تختوں یہوداسکر یوطی اور پطرس وغیرہ کی پیشگوئیاں جس کا مختار مدعا علیہ نے جواب البحث میں حوالہ دیا ہے اور صفحہ ۱۳ پر انہیں اعتراضات یہود کے بعد لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی نبوت کے ابطال پر کئی دلائل قائم ہیں اسی طرح صفحہ ۱۳ و ۱۴ پر انہی اعتراضات کی بناء پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر ماتم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی شخص اس عقدہ کو حل نہیں کر سکتا۔

اس بیان سے یہ امر بخوبی ثابت ہو رہا ہے کہ مرزا صاحب کے عندیہ اور عقیدہ میں فاضل یہودی کی بیان کردہ پیشگوئیاں درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسی صورت میں قطعاً اور یقیناً کی تھیں اور صاف اور صریح طور پر جھوٹی نکلیں اور ان کا جواب محال اور ناممکن ہے۔

ازالہ اوہام کی عبارت سے بھی جس کا حوالہ اوپر گذر چکا ہے یہ بات صاف ہو گئی تھی کہ مرزا صاحب کا یہ عندیہ اور عقیدہ ہے اور انہی حالات کی بناء پر مرزا صاحب نے کہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے ابطال پر کئی دلیلیں موجود ہیں اور نبوت کی کوئی دلیل ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ مرزا صاحب نے اصولاً اس بات کو مانا ہے کہ ممکن نہیں کہ نبیوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیشگوئیاں باطل ہوجائیں جیساکہ مختار مدعیہ نے بحوالہ کشتی نوح صفحہ ۵ کہا تھا لہٰذا ان حالات کی موجودگی میں اجتہادی غلطی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کیونکہ حسب تصریح مرزا صاحب جب کہ خود مرزا صاحب اور دیگر انبیاء علیہم السلام حتیٰ کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تک جب کہ اجتہادی غلطی کر سکتے ہیں تو حضرت مسیحؑ کی اجتہادی غلطی پر مرزا صاحب نے اس قدر طعن و تشنیع کیوں کی اور فاضل یہودی یا شریر یہودی کی ہمنوائی اختیار کرکے اس کو لاجواب اور لاینحل عقدہ اور دلائل ابطال نبوت عیلےٰ علیہ السلام کیوں قرار دیا۔ حالانکہ کسی اور نبی کی اجتہادی غلطی پر اس قدر سنگین الزام نہیں لگائے بلکہ اس کو انبیاء کے حق میں جائز اور ایک معمولی امر قرار دیا گیا ہے۔

پس اسی اصول سے اس شریر یا فاضل یہودی کو جواب دیا جاسکتا ہے کہ اول تو اسلام اور قرآن کے رو سے تم محرفین اور کذابین کے حوالوں اور کتابوں کا کوئی اعتبار ہی نہیں مرزا صاحب مختار مدعا علیہ کی محولہ عبارت صفحہ ۲۵ میں خود لکھتے ہیں "جو بات دشمن کے منہ سے نکلے وہ قابل اعتبار نہیں"۔

دوم یہ کہ اگر کوئی بات اس قسم کی بغرض محال والتسلیم ہوگی تو ایسی پیشگوئی ہوگی جو محتمل الوجوہ اور قابل تاویل ہوگی یا بدرجہ غایت غلطی اجتہاد لیکن مرزا صاحب کے حوالجات سابقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی عیسوی پیشگوئیوں میں موجود نہیں نہ اجتہادی غلطی کی گنجائش نہ تاویل کی صورت اور نہ واقعات بیان کردہ یہود میں کذب اور جھوٹ کا شائبہ مرزا صاحب ان واقعات کو سچ اور صحیح جان کر حضرت عیلیٰ علیہ السلام کی پیشگوئیوں کو ایسا صاف اور صریح اور قطعی طور پر جھوٹا سمجھتے ہیں کہ ان کی توجیہہ نہ مرزا صاحب سے ہو سکتی ہے نہ روئے زمین پر کسی اور شخص سے اور مرزا صاحب کے عقیدہ میں حضرت عیلیٰ علیہ السلام کی نبوت کے ابطال پر کئی ادلہ قطعیہ موجود ہیں اور اثبات نبوت کی کوئی دلیل نہیں ہے لہٰذا مرزا صاحب کا بعض مواضع پر نہایت کمزور اسلوب اور دھیمی آواز میں اجتہادی غلطی کہنا محض ایلہ فریبی اور تمسخر و استہزاء ہے چنانچہ وہ عبارتیں جو مختار مدعا علیہ نے صفحہ ۲۵ و ۲۶ سے نقل کی ہیں نیز صفحہ ۲۴ کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اجتہادی غلطی کا عذر بھی کرتے جاتے ہیں کہ اس سے نبوت میں خلل نہیں آتا اور ساتھ ساتھ طنز اور نبوت پر جرح و قدح بھی کرتے جاتے ہیں اور حوالجات سابقہ میں تو ابطال نبوت عیلیٰ علیہ السلام کا پورا سامان اکٹھا کر دیا ہے۔

قول مختار مدعا علیہ کہ۔

مرزا صاحب کا قرآن کریم کے سہارے پر حضرت عیلیٰ علیہ السلام کی نبوت کو تسلیم کرنا ان کی توہین اور ہتک نہیں ہے اس کو توہین سمجھنا مختار مدعیہ کا انوکھی طرز کا استدلال ہے وغیرہ کا جواب یہ ہے کہ مختار مدعیہ کا یہ منشاء نہ ہے نہ ہو سکتا ہے کیونکہ تمام انبیاء سابقین کی نبوت پر ایمان لانے کا قرآن مجید نے ہی ہم کو حکم دیا ہے اور صرف اتنی بات کسی نبی کی توہین کا موجب نہیں ہو سکتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں البتہ جس مخصوص انداز سے مرزا صاحب نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نبوت کو قرآن سے مانا ہے وہ نہ صرف ان کی توہین کا موجب ہے بلکہ قرآن کریم پر بھی ایک کھلا کھلا طعن ہے جس سے ایک مخالف اسلام اور قرآن نہایت آسانی سے حملہ آور ہو سکتا ہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ صفحہ ۱۲ و ۱۴ اعجاز احمدی دو جگہ پر جہاں مرزا صاحب نے اس مضمون کو بیان کیا ہے وہ عبارتیں ہم نے اوپر نقل کر دی ہیں ان کو بغور پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نبوت کی نسبت مرزا صاحب نے وہاں دو متضاد باتیں جمع کر دی ہیں۔

(۱) ابطال نبوت مسیح کے دلائل کا اقرار۔

(۲) قرآن مجید کا نبیوں کے دفتر میں ان کا نام لکھ دینا

اس صورت میں مرزا صاحب کو جو مشکل درپیش ہے اس کا اندازہ کچھ مشکل نہیں ہے قرآن کریم کا صاف انکار بھی مشکل جس نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نام نبیوں کے دفتر میں لکھ دیا ادھر حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نبوت کے باطل ہونے پر دلائل لاجواب بھی موجود۔ بحکم قہر درویش بجان درویش چاروناچار نبوت عیسٰی کا اقرار کر دیا لیکن نبوت کو باطل کرنیوالے دلائل کا ذکر و اقرار بھی بالمقابل ساتھ ہی ساتھ کر رہے ہیں بہرحال اس حالت کذائی میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی توہین بلکہ انکار نبوت مصرح ہے اور اقرار اتخذوا ایمانہم جنۃ الآیہ کا مصداق۔

اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب بقول مرزا صاحب حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نبوت کے ابطال و بطلان پر ایک نہ دو کئی دلیلیں موجود ہیں تو اس حقیقت نفس الامری کے برخلاف قرآن کریم نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نام نبیوں کے دفتر میں کیوں لکھ دیا اس سے تو قرآن مجید کی جرح و تعدیل کا کوئی اعتبار نہ رہا اور امان اٹھ گئی قرآن مجید تو آئینہ حقائق تھا لیکن یہاں سے تو یہ معلوم ہوا کہ وہ ان لوگوں کو جن کی نبوت کے ابطال اور بطلان پر کئی ایک دلائل فی الواقعہ موجود ہیں ان کو بھی ایک اولی العزم نبی اور برگزیدہ رسول صاحب کتاب قرار دیتا ہے اندریں صورت اس کی کسی بات کا بھی اعتبار نہ رہا اور نہ وہ کتاب اللہ تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ معاذ اللہ سبحانہ وتعالٰی عما یصفون۔

غالباً اسی خیال سے مرزا صاحب نے صفحہ ۱۲ و ۱۴ اعجاز احمدی پر اظہار افسوس کیا ہے اور لکھا ہے "در غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیشگوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں کسی طرح ہم ان کو دفع نہیں کر سکتے صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں عیسائی تو ان کی نبوت کو روتے ہیں مگر یہاں نبوت بھی ثابت نہیں ہو سکتی ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے" اور صفحہ ۱۴ پر ہے "اور یہود تو حضرت عیسٰی کے معاملہ میں اور ان کی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں بغیر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسٰے نبی ہے کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں اور یہ احسان قرآن کا ان پر ہے کہ ان کو بھی نبیوں کے دفتر میں لکھ دیا۔"

اور اوپر ثابت کیا جا چکا ہے کہ جو یہود کے اعتراض ہیں وہی مرزا صاحب کے اعتراض ہیں اور مرزا صاحب کا عندیہ اور عقیدہ اس امر میں ان کو موافق و مطابق ہے اور اسی خیال سے مرزا صاحب نبوت عیسویہ کے بطلان پر ادلہ موجود ہونے کے باوجود قرآن مجید کے ان کی نبوت منوانے پر افسوس کر رہے ہیں۔ پس ہمارا پیش کردہ سوال مذکورہ بالا مرزا صاحب کے خیال پر وہ عقدہ ہے جس کی نسبت بقول مرزا صاحب یہ کہنا صحیح ہے کہ آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے اور غالباً مرزا صاحب کے کلام میں اسی عقدہ کی طرف اشارہ لفظاً حصور و قصہ عطر وغیرہ ہے مختار مدعیہ نے دافع البلاء کی عبادت کی بناء پر جو اعتراض مرزا صاحب پر قائم کیا تھا کہ انہوں نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کی توہین کی ہے

(۱) اس کے جواب میں مختار مدعا علیہ نے بہت کچھ طویل تحریر لکھی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ مرزا صاحب نے جو کچھ کہا ہے وہ عیسائیوں کے مسلمات کی بنا پر کہا ہے نہ یہ کہ وہ ان کا اپنا عقیدہ تھا یعنی کسی فاحشہ عورت کی ناپاک کمائی کے عطر کو مسیح علیہ السلام کا استعمال کرنا یا اپنے ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھونا یا کسی بے تعلق جوان عورت کا مسیح کی خدمت کرنا یہ باتیں یہودیوں اور عیسائیوں کے مسلمات سے ہیں نہ کہ مرزا صاحب کا یہ عندیہ اور عقیدہ ہے اور یہ عیسائیوں کو الزام دینے کی خاطر سے بیان ہوئی ہیں جیسا کہ لفظ "نہیں سنا گیا" اور "بعد میں بنایا گیا" سے مفہوم ہوتا ہے۔

(۲) مختار مدعا علیہ کہتے ہیں کہ اسلامی تعلیم میں ان باتوں کا نشان نہیں پایا جاتا۔

(۳) مسلمان بھی اس الزام میں ملحوظ ہیں جو بغیر اکل و شرب ان کو زندہ مانتے ہیں اور بقول مرزا صاحب ان کے مخالف خدا کے مخالف نام کے مسلمان ہیں۔

لیکن ظاہر ہے کہ وہ الزام جو مختار مدعیہ نے قائم کیا تھا کہ مرزا صاحب کا ان قصوں کو اور شراب پینے کو اس امر کا باعث قرار دینا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کا قرآن میں حصور نام نہ رکھا اور حضرت یحیٰی کا نام حصور رکھا ثابت کرتا ہے کہ مرزا صاحب اور خدا کے نزدیک درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں یہ عیب موجود تھے) ان جوابوں سے رفع نہیں ہو سکتا ملاحظہ ہو بحث مختار مدعیہ و بیان گواہان مدعیہ ص ۲۰۲۔

مختار مدعا علیہ نے حضرت مسیح کی شراب نوشی کا جو جواب دیا ہے کہ ان کی شریعت میں حلال تھی وہ بھی سست ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ درحقیقت ان کی شان کی نسبت یہ عیب اور قدح کی چیز تھی جو حصور کی صفت کے منافی تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختار مدعا علیہ نے مرزا صاحب کو بری ثابت کرنے کے لیے جو یہ کہا تھا کہ یہ واقعات اور قصے محض یہودیوں اور عیسائیوں کے نزدیک مسلم ہیں نہ مرزا صاحب کے نزدیک اور اسلامی تعلیم میں ان کا کوئی نشان نہیں اس کی نسبت جواباً گذارش ہے کہ بے شک اسلامی تعلیم میں عصمت انبیاء کا عقیدہ مسلمہ ہے اور ایسے فواحشات سراسر منافی عصمت لہٰذا یہ بالکل صحیح ہے کہ اسلامی تعلیم میں ان کا کوئی نشان نہیں یہ کہنا کہ مرزا صاحب کا یہ عندیہ اور عقیدہ نہیں ہے ۔ سراسر غلط اور جھوٹ ہے جیسا کہ مختار مدعیہ کی بحث اور گواہان مدعیہ کے بیانات سے ثابت ہے اور دافع البلاء کی عبارت میں جو تکلف اور غلط تاویل مختار مدعا علیہ نے کی ہے وہ کسی طرح صحیح نہیں اور نہ جواب مختار مدعیہ ۔

اس کے ماسوا مختار مدعا علیہ نے جو حوالہ تریاق القلوب صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳ کے حاشیہ در حاشیہ سے اپنے جوابات کی تائید و تقویت کے لیے پیش کیا ہے اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ عیوب و فواحش درحقیقت مسیح علیہ السلام میں موجود تھے اور مرزا صاحب کا یہی عقیدہ ہے اور مختار مدعا علیہ کا یہ قول غلط اور جھوٹ ہے کہ مرزا صاحب کا یہ عقیدہ نہیں محض عیسائیوں اور یہودیوں کے مسلمات ہیں بلکہ اس میں تو مرزا صاحب نے اور غضب ڈھایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ فواحش و عیوب مسیح علیہ السلام میں خدا تعالیٰ کی تعلیم اور حکم سے تھے ملاحظہ ہو حوالہ مذکورہ کی عبارت محولہ مختار مدعا علیہ "ہر ایک رسول یا نبی یا محدث یا مامور من اللہ جو دنیا میں آتا ہے (الی آخرہ) اور اسی بناء پر حضرت مسیح کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا طریق تعلیم عطا کیا تھا الخ۔

اس حوالہ میں مرزا صاحب نے صرف حضرت مسیحؑ کے لیے بلکہ ہر ایک نبی اور رسول اور مامور من اللہ کے لیے اصولی طور پر یہ سنت قرار دی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایسے فواحش اور فسق و فجور کا کے ارتکاب کی تعلیم دیتا ہے جس سے شریر آدمی ان پر الزام لگا سکیں (معاذ اللہ سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون)۔

مرزا صاحب کا یہ فلسفہ اسلامی فلسفہ اور قرآن کریم کی صاف تکذیب ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے قل ان اللہ لا یأمر بالفحشآء اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون نیز فرماتا ہے وینھٰی عن الفحشآء والمنکر نیز فرماتا ہے قل انما حرم ربی الفواحش ما ظھر منھا و ما بطن یعنی کہہ دو اللہ بے حیائیوں کا حکم نہیں کرتا کیا تم اللہ پر ان باتوں کا افتراء کرتے ہو جو تم جانتے ہی نہیں یہی باقی آیات کا مفہوم ہے لیکن مرزا صاحب نے ان آیات قرآنیہ کے صریح خلاف اللہ تعالےٰ کو صریح فواحش کی تعلیم دینے والا قرار دیا اور اس کو عادت اللہ قرار دیا اور وہ ان لوگوں کے حق میں جن کو تمام دنیا کے لیے عملی نمونہ قرار دیا جاتا ہے۔ اور پھر یہ بات بھی سمجھ سے باہر ہے کہ جب بقول مرزا صاحب ایسے فواحش کا ارتکاب انبیاء سے سرزد ہو تو ان پر الزام لگانے والے شریر اور خبیث کیونکر ہوئے لیکن اس معمہ کو بھی ان شآء اللہ ہم حل کر دیں گے ۔

اب ہم اپنے بیان مذکورہ بالا کی مزید توضیح اور توثیق اور مرزا صاحب کے اس عقیدہ کفریہ کو الم نشرح کرنے کے لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی کتاب تریاق القلوب کا حوالہ پیش کرتے ہیں جس کو مرزا صاحب نے زیادہ توضیح اور بسط سے بیان کیا اور اس کی امثلہ پیش کی ہیں اور اس فعل شنیع کا فلسفہ اور حکمت بیان کی ہے ——— ملاحظہ ہو ۔

مرزا صاحب کا حاشیہ تریاق القلوب جو صفحہ ۱۲۲ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۲۷ تک پانچ صفحوں پر لکھا گیا ہے اس حاشیہ میں مرزا صاحب نے چند باتیں لکھی ہیں جن کا ماحصل یہ ہے ۔

(۱) عظیم الشان انبیاء اور صدیقین سے ایسے کاموں کا سرزد ہونا جو اخلاقی حالتوں اور معاشرتی طریق میں قابل ملامت ہوں اور ان امور کا خضر کی طرح خدا کے علم اور حکم سے ہونا ۔

(۲) وہ امور اس قسم کے بھی ہوتے ہیں جن کو مال حرام کھانا ۔ خون ناحق کرنا ۔ جھوٹ بولنا ۔ عہد شکنی زناکاری کے مال حرام کو استعمال کرنا ۔ نامحرم حسین اور جوان عورت سے اپنے اعضاء کو ملانا وغیرہ سے موسوم کیا جاتا ہے اور یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے حکم اور اجازت سے ہوتی ہیں جس طرح ۔

(۳) عیسٰی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آخری باتوں کا اذن دیا ۔

(۴) اس قسم کی چند اور مثالیں ۔

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے قبضہ میں بے گناہ لوگوں کے مال اللہ تعالیٰ نے دیئے جو نہایت قابل شرم دروغگوئی سے حاصل کیئے گئے تھے اور عہد شکنی سے ہضم کئے گئے ۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عیسائیوں کے الزامات ۔

(۳) حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر روافض کے الزامات دربارہ عفت و دیانت و امانت و غصب و نفاق ۔

(۴) اللہ تعالیٰ ایسا اس لیے کرتا ہے کہ تا اپنے خاص مقبولوں اور محبوبوں کو بدبخت شتاب کاروں سے مخفی رکھے اور تاکہ وہ خبیث طبع انسانوں کا خبث ظاہر کرے اور شریروں کا امتحان ہو ۔ ان تمام باتوں کا جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب نے سراسر مغالطہ اور دھوکہ دہی سے کام لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ان امور کے حکم اور اذن کی نسبت کرنا افتراء ہے اور تعلیم اسلامی اور قرآن بلکہ جملہ ادیان کے خلاف رہا خضر کا واقعہ تو اس کا تعلق تکوین سے ہے نہ تشریع اور شرائع سے اس پر انبیاء شرائع کے اعمال کو قیاس کرنا سراسر مغالطہ ہے یا ناواقفی اور جہالت انہوں نے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہی کہدیا تھا انك لن تستطيع معي صبرًا ۔ یعنی میں اور کام پر ہوں تو اور کام پر یعنی تو بوجہ مامور بالشریعت ہونے کے میرے ساتھ نہیں رہ سکتا ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرات شیخین (صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما) کی مقدس ہستیوں میں ایسے افعال کا تسلیم کرنا مرزا صاحب کی بڑی بے باکی اور جرائت ہے علماء اسلام اور اہل سنت والجماعۃ کی طرف سے منصف اور صدی مخالفین کو اس کے جوابات کما حقہ دیئے جا چکے ہیں لیکن مرزا صاحب نے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس جگہ عیسائیوں اور روافض کی فتح کا اس جگہ اقرار کر کے ہتھیار ڈال دئیے اور یہ کہہ کر دامن چھڑا لیا کہ ایسے افعال شنیعہ کا انبیاء اور اولیاء سے سرزد ہونا بحکم الٰہی ہوا ہی کرتا ہے گویا اعتراضات مسلّم اور جواب وہ جس کو کوئی معقول انسان کچھ وقعت نہ دے سکتا ہو کیونکہ وہ قرآن کریم اور اسلام بلکہ تمام ادیان و شرائع سماویہ کو درہم برہم کرنے والا اور ان کا مخالف اور مکذب ہے۔

بہرحال مرزا صاحب نے مسیح علیہ السلام کے قصہ کو تسلیم کر لیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے فاحشہ عورتوں کی حرام کمائی کے عطر وغیرہ کو استعمال فرماتے تھے اور جوان حسین نامحرم عورتوں کے اعضاء سے اپنے اعضاء ملایا کرتے تھے۔

بیان مذکورہ بالا سے ثابت ہو گیا کہ مرزا صاحب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی دروغگوئی عہد شکنی اور حرام خوری کا مرتکب قرار دیا ہے کیونکہ ان واقعات کو تسلیم کر لیا ہے اور ان کے نتائج مذکورہ بالا کو خود ہی بیان کیا ہے اور جو جواب دیا ہے وہ سراسر نامعقول اور بمنزلہ صفر کے ہے لہٰذا مرزا صاحب توہین عیسیٰ علیہ السلام توہین موسیٰ علیہ السلام کے بالخصوص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرات شیخین (ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما) اور تمام انبیاء اور اولیاء کی توہین کے بالعموم مرتکب ہوئے اور وہ اصول وضع کئے جس سے قرآن کریم اور اسلام کی تکذیب اور تخریب اور تمام ادیان حقہ کا فضول اور لغو ہونا ثابت ہوتا ہے لہٰذا اس عظیم الشان کفر کا اندازہ قیاس سے باہر ہے جو کئی کفروں پر مشتمل ہے اور جس سے تعطل شرائع اور الحاد کے تمام دروازے کھل گئے۔

اب ہم حسب وعدہ یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ آخر مرزا صاحب کو اس عقیدہ ناشدنی اور کفر کی کیا ضرورت پیش آئی جس کو انہوں نے اس صورت میں پیش کیا جس سے تمام کارخانہ شریعت ہی درہم برہم ہوا جاتا ہے کیونکہ اگر ایسے فواحش اور کبائر کا ارتکاب انبیاء سے ظہور پذیر ہونا سنۃ اللہ میں داخل مانا جائے تو امتوں کا کیا حال۔

گر ہمیں مکتب است و ہمیں ملاّ
کار طفلاں تمام خواہد شد

تو جواب اس کا یہ ہے کہ مرزا صاحب نے یہ سب کچھ خود غرضی سے کیا اور کہا ہے ورنہ درحقیقت انبیاء ایسے فواحش سے مبرا اور معصوم ہیں۔ مرزا صاحب کی خود غرضی کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا صاحب سے باوجود ادعا مسیحیت مہدیت صدیقیت نبوت وغیرہ مقامات عالیہ کے جن سے بڑھ کر کوئی بلندی متصور نہیں چونکہ ایسے امور قطعاً سرزد ہوئے اس لیے مرزا صاحب سے یہ تو نہ ہو سکا کہ وہ ان سے اپنا بری ہونا ثابت کرتے ہاں یہ اصول وضع کیا کہ تمام انبیاء سے ایسے امور کا باذن الٰہی سرزد ہونا سنت اللہ میں داخل ہے۔ ایسے امور بہت ہیں جنہوں نے مرزا صاحب کو اس اصول کی وضع پر مضطر اور مجبور کر دیا لیکن نمونتہً ومثالاً اہم سرسری دو موٹی باتوں کا ذکر کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) اوّل یہ کہ مرزا صاحب نے انبالہ کے ایک شخص سے زنا وغیرہ کی حرام کمائی کا روپیہ منگوا کر استعمال کیا جس کا ثبوت اشاعۃ السنۃ جلد ۱۵ نمبر او ۲ سے اور اس کے جواب سے جو مرزا صاحب نے اپنے کتاب آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۸۔ ۱-۶ میں دیا ہے مفصل اوپر گذر چکا ہے مرزا صاحب نے اس روپیہ کے کھانے سے انکار نہیں کیا بلکہ ایک نیا قانون وضع کرکے اپنے تشریعی نبی ہونے کے دعویٰ کا عملی ثبوت پیش کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نافرمان آدمی کا جان ومال خواہ وہ حربی نہ ہو رسولوں کے لیے مباح ہے اس خطرناک اور مخالف اسلام قانون کی تفصیل بھی کس قدر اوپر گذر چکی ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ مرزا صاحب نے برخلاف واقعہ یہ بیان کیا تھا کہ براہین احمدیہ تین سو جزو یعنی ۴۸۰۰ چار ہزار آٹھ سو صفحہ تک میں نے تالیف کرلی ہے اور تین سو مضبوط عقلی دلائل سے قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ کی نبوت کی حقیقت ثابت کی گئی ہے اور یہ کتاب مشتمل ہے ایک مقدمہ اور ایک اشتہار اور چار فصل اور ایک خاتمہ پر لیکن مرزا صاحب کا یہ بیان محض جھوٹ تھا جس سے مسلمانوں کو فریب دے کر روپیہ جمع کرنا منظور تھا اور کتاب صرف تین سو جزو کے بجائے پینتیس ۳۵ یا سینتیس ۳۷ جزو معہ اشتہار وغیرہ تھی جس میں تین فصل اور خاتمہ بھی ندارد ہے اور بجائے تین سو ادلّہ حقیت کے تمہیدات اور الہامات اور پہلی دلیل پر ہی کتاب ختم ہو گئی ہے۔

مختار مدعا علیہ نے مولانا رحمت اللہ صاحب کی کتاب ازالہ اوہام کے حوالہ سے لکھا ہے کہ انہوں نے بھی کسی پادری کے جواب میں اسی قسم کی عبارت لکھی ہے جیسی دافع البلاء کی ہے کسی پادری نے اپنے رسالہ میں اس آیت سے تمسک کرکے حضرت یحییٰ کی فضیلت ثابت کی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا تھا اور مولانا رحمت اللہ صاحب نے اس کو عیسائیوں کے ان مسلمات کی بناء پر وہ طعن انہیں پر لوٹا دیا بس اسی طرح مرزا صاحب نے کیا ورنہ نہ مولانا رحمت اللہ صاحب ان مسیحی قصوں کی صداقت کے معتقد نہ مرزا صاحب۔

جواباً گذارش ہے کہ مختار مدعا علیہ کی یہ مماثلت اور عذر سراسر غلط اور خلاف واقعہ ہے مولانا رحمت اللہ صاحب نے جو کچھ فرمایا وہ الزاماً فرمایا جیساکہ ان کی عبارت محولہ سے ظاہر ہے نہ قرآن مجید سے تمسک اور استشہاد کرکے اور نہ وہ ان ناپاک قصوں کے معتقد جیساکہ مختار مدعا علیہ کا اقرار ہے نیز وہ عیسائی کا طعن کرنے کے بعد بتقاضائے غیرت اور ضرورت فرما رہے ہیں۔ اور یہاں مرزا صاحب کے اندر یہ تینوں باتیں مفقود ہیں لہٰذا یہ قیاس مختار مدعا علیہ کا سراسر غلط ہے۔

مختار مدعا علیہ نے بہت سی عبارتیں مرزا صاحب کو بری ثابت کرنے کے لیے ان کی کتابوں سے نقل کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ۔

(۱) مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں۔

(۲) مرزا صاحب نے ان کی کوئی توہین نہیں کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) ان کے حق میں جو طعن مرزا صاحب نے کئے ہیں وہ الزامی ہیں نہ ان کا اپنا عقیدہ۔

(۴) مرزا صاحب نے کسی فرضی یسوع کو گالیاں دی ہیں اور ضرورتاً مناظرین ایسا کیا کرتے ہیں اور قرآن مجید میں اللہ تعالے نے بھی یہ طریق بعض جگہ پر اختیار فرمایا ہے۔ پہلی تین باتوں کا جواب تو اس جواب الجواب تحت مختار مدعیہ اور گواہان مدعیہ خصوصاً گواہ نمبر ۲ و ۳ کے بیانات میں کافی ہو چکا ہے۔ اسی طرح ۴ کا جواب بھی بحوالہ صدر آچکا ہے لیکن اس کی مزید توضیح کے لیے گذارش ہے کہ مرزا صاحب نے اگرچہ کئی مواضع میں یہ عذر بیان کیا ہے لیکن ان کے طرز عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ محض مسلمانوں کو دھوکا دے کر خاموش کرنے کا سامان ہے۔ ورنہ جو بدزبانی اور طعن و تشنیع ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۴ سے ۷ تک یسوع کے نام سے کی گئی اور جن واقعات کو اسباب اور دلائل بدزبانی قرار دیا گیا ہے اکثر وہی واقعات دوسری جگہ پر مسیح اور عیسے وغیرہ ناموں کی طرف منسوب کئے ہیں مثلاً پیشگوئیاں حاشیہ صفحہ ۴ ضمیمہ انجام آتھم میں بنام یسوع جو پیشگوئیاں ہیں جن کی تذلیل اور توہین کر کے ان کو نادان اسرائیلی شریر اور مکار وغیرہ سے یاد کیا ہے وہی بعینہٖ ازالہ اوہام صفحہ ۶ و ۷ میں مسیح کے نام بیان ہوئی ہیں اور ان کو ابتر قرار دیا ہے اور غلط کہا ہے بلکہ ازالہ میں اور زیادہ ہیں۔ اور اعجاز احمدی میں بھی ان زائد کا ذکر ہے جیسا کہ اوپر جواب البحث میں مفصل مذکور ہو چکا ہے وہاں فرضی یسوع کا کوئی ذکر نہیں بلکہ مسیح یا عیسے علیہ السلام کا ذکر ہے۔

معجزات کا ذکر جو یسوع کے نام سے ضمیمہ کے حاشیہ صفحہ ۶ و ۷ پر ہے کہ حق یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ تالاب کی مٹی کا معجزہ تھا نہ یسوع کا۔ یسوع کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کچھ نہ تھا یہی مضمون انکار مسیح کے نام سے صفحہ ۶ و ۷ ازالہ اوہام میں موجود ہے نیز حاشیہ صفحہ ۳۲۱ میں اس کراماتی تالاب کا ذکر موجود اور اسی ازالہ اوہام حاشیہ صفحہ ۲۹۵ سے صفحہ ۳۲۲ تک اٹھائیس صفحہ پر معجزات مسیحی کو عمل الترب مسمریزم لہو و لعب مکر و شعبدہ بازی قرار دیا گیا جس کا عشر عشیر بھی ضمیمہ انجام آتھم میں بنام یسوع نہیں ہوا۔

کنجریوں سے میلان صحبت حرام کمائی کا عطر جو حاشیہ ضمیمہ صفحہ ۷ بیان ہوا اس سے کہیں زیادہ صاف دافع البلاء کے آخری صفحہ اور آئینہ کمالات اسلام اور تریاق القلوب کا حاشیہ صفحہ ۱۲۴ و ۱۲۷ پر ہے بنام مسیح ؑ جس کو مرزا صاحب نے محقق اور صحیح مانا ہے پس مرزا صاحب اور مختار مدعا علیہ کا یسوع کو فرضی کہنے کا افسانہ لغو اور فرضی ہے اور محض مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے۔

رہ گئی یہ بات کہ مرزا صاحب نے کسی مناظرانہ ضرورت کے ماتحت یہ بدزبانی کی ہے تو یہ بھی بالکل غلط ہے مختار مدعیہ نے تریاق القلوب کے حوالے سے لکھا ہے کہ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ یہ بدزبانی گورنمنٹ کے مصالح ملکی کی غرض سے وقوع میں آئی ہے یہ بے شک مرزا صاحب کے کلام کا مفہوم ہے اسی طرح ہم نے اس جواب میں مرزا صاحب کے ان مطاعن اور فواحش کی علت غائی واضح طور پر بیان کر دی ہے جو مرزا صاحب نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی طرف منسوب کئے ہیں یعنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاحشہ عورتوں کی حرام کمائی کا استعمال کرنا اور جوان حسین اور نامحرم عورتوں کے اعضاء سے اپنے اعضاء کو ملانا۔ (العیاذ باللہ)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئیوں کی توہین استخفاف اور انتہائی بدزبانی کا باعث جو مرزا صاحب سے ضمیمہ انجام آتھم میں سرزد ہوئی یہ ہے کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی متعلقہ پادری عبداللہ آتھم جب صاف طور پر جھوٹی نکلی جس پر مرزا صاحب نے بڑے زور و شور سے تحدی کرکے دنیا کو اس کا منتظر بنا رکھا تھا اور اس پر بصورت جھوٹی ہونے کے اپنے لیے بڑی بڑی شرطیں اور سزائیں تجویز کی ہوئی تھیں کہ مجھ کو روسیاہ کیا جائے گلے میں رسہ ڈالا جائے اور تمام بدکاروں اور لعینوں سے زیادہ بدکار اور لعنتی سمجھا جائے تو اس پر ہر مذہب و ملت کے عوام و خواص نے اور خصوصاً مسلمانوں اور عیسائیوں نے اشتہاروں اخباروں رسالوں نظموں وغیرہ سے مرزا صاحب کی بہت کچھ تواضع کی اور ملامت اور تکذیب کی چاروں طرف سے بوچھاڑیں مرزا صاحب پر پڑیں جس پر مرزا صاحب نے مسلمانوں کو سموٹا اور عیسائیوں کو خوب کوسا اور سب و شتم کو کمال تک پہنچایا اسی تقریب سے مرزا صاحب نے حضرت عیسٰے علیہ السلام پر بدزبانی کی جو حوالجات گواہان و مختاران فریقین میں بحوالہ ضمیمہ انجام وغیرہ پیش ہوئی ہیں۔ انجام آتھم اور ضمیمہ انجام آتھم جو مرزا صاحب کی کتابیں ہیں ان کا نام ہی ہمارے اس بیان کی تصدیق کر رہا ہے کہ اس بدزبانی کا باعث آتھم صاحب کی پیشگوئی ہے۔

اس کے علاوہ اس کی مزید تصدیق خاص اسی حاشیہ میں موجود ہے جس میں یہ بدزبانی کی گئی ہے ملاحظہ ہو شروع حاشیہ صفحہ ۳ مرزا صاحب لکھتے ہیں "ایک مردہ پرست فتح مسیح نام نے فتح پور تحصیل بٹالہ ضلع گورداس پور سے پھر اپنی بے حیائی کو دکھلا کر ایک گندہ اور بدزبانی سے بھرا ہوا خط لکھا ہے جس میں وہ پھر اپنی بے شرمی سے کام لے کر یہ ذکر بھی درمیان لاتا ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی"

اس کے بعد اپنی تحریروں کے حوالہ دے کر لکھتے ہیں کہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ بعد ازاں انتقاماً حضرت عیسٰی علیہ السلام پر کئی صفحات تک سب و شتم کرتے گئے ہیں ملاحظہ ہو صفحہ ۴ کا حاشیہ تا صفحہ ۹۔

اور حاشیہ صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں "سو عیسائیوں کی یہ حماقت ہے کہ ایسی (یعنی مسیح علیہ السلام کی) پیشگوئیوں پر تو ایمان لاویں اور آتھم کی پیشگوئی کی نسبت جو صاف اور صریح طور پر پوری ہوگئی اب تک انہیں شک ہو" اور اسی صفحہ پر لکھتے ہیں "یہ مردہ پرست لوگ کیسے جاہل اور خبیث طینت ہیں کہ سیدھی بات کو بھی نہیں سمجھتے فتح مسیح کو یاد رکھنا چاہیئے کہ آتھم تمام پادریوں کا منہ کالا کرکے قبر میں داخل ہو چکا ہے اب سالک کا ٹیکا عیسائیوں کی پیشانی سے اتر نہیں سکتا"

نوٹ:۔
مسٹر آتھم مرزا صاحب کی میعاد پیشگوئی (جو پندرہ ماہ تھی) تک نہیں مرے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان حوالجات اور بیان سابق سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہو رہی ہے کہ مرزا صاحب نے جو بدزبانی حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نسبت ضمیمہ انجام میں کی ہے وہ محض نفسانی جوش اور اپنے ذاتی انتقام لینے کے لیے مرزا صاحب نے کی نہ کسی اسلامی حمایت کی خاطر اور صحیح نیت سے البتہ مختار مدعا علیہ نے جو اسی صفحہ سے مرزا صاحب کا جو حوالہ پیش کیا جس میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ فتح مسیح نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی گالیاں دی ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں اور نہ یہ محض مرزا صاحب کے کہنے سے قابل تسلیم ہے کیونکہ مرزا صاحب عموماً اپنی اغراض نفسانیہ پر پردہ ڈالنے کیلئے اسلام یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتصار کا بہانہ کر دیا کرتے ہیں چنانچہ مسٹر عبداللہ آتھم کی پیشگوئی مذکورہ بالا میں بھی آپ نے وطیرہ اختیار کیا تھا کہ پیش گوئی تو محض اپنے آپ کو معجزانی ثابت کرنے کے لیے کی گئی تھی لیکن جب وہ جھوٹی ہو گئی تو میعاد گذرنے کے بعد کہدیا کہ چونکہ مسٹر آتھم نے اپنی گستاخی سے توبہ کر لی تھی جو درحقیقت پیش گوئی کی بنا تھی اس لیے موت کا عذاب بھی اس سے ٹل گیا اور ایک قصہ گھڑ لیا کہ مسٹر آتھم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایک مکروہ سخت لفظ کا استعمال اپنی کسی کتاب میں کیا تھا اور میں نے اس کو عین پیشگوئی کے وقت کہدیا تھا کہ تمہاری موت کی پیش گوئی کی بناء پر یہ لفظ ہے تو اس نے اسی مجمع میں دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر زبان منہ سے نکالی اور کہا کہ میں نے یہ لفظ ہرگز نہیں لکھا ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی۔

میں کہتا ہوں کہ اگر پیشگوئی کی بناء وہ خبیث لفظ ہوتا تو مرزا صاحب پندرہ ماہ تک بلکہ بعد میں بھی عرصہ دراز تک یہ کیوں لکھتے رہے کہ جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ پندرہ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا اور جب آتھم میعاد مذکور میں نہ ہوا بلکہ تقریباً دو سال بعد میں مرا تو مرزا صاحب کے لیے نہایت سہل بات تھی کہ مرزا صاحب یہ جواب دے کر تمام تکلیفوں اور تکلفات سے مخلصی حاصل کر لیتے کہ پیشگوئی کی بناء فلاں خبیث لفظ تھا جو آتھم نے کہا تھا اور ایام پیشگوئی میں ہی اس نے اس سے رجوع کر لیا تھا لہذا پیشگوئی غلط نہ ہوئی بلکہ شرط رجوع کے ماتحت سچی نکلی۔ پس یہ باتیں اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ مرزا صاحب نے یہ افسانہ بطور حیلہ گھڑ لیا تھا پھر اس پر مزید لطف یہ ہے کہ بقول مرزا صاحب آتھم نے اسی وقت یہ صاف کہدیا کہ میں نے یہ لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہرگز نہیں کہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ مجھ پر افتراء کر رہے ہیں اور لطف پر لطف یہ کہ مرزا صاحب نے اس تکذیب کا کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش رہ کر اپنے افتراء اور کذب بیانی کی تصدیق کر دی۔

اس واقعہ سے ثابت ہو گیا کہ مرزا صاحب اپنی اغراض کے لیے عیسائیوں پر افتراء کر دیا کرتے تھے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ گالی دی ہے وہ کیا ہے لہذا مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ فتح مسیح نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کوئی گالی دی تھی قابل اعتبار نہیں اور اصل وجہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہو چکی کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام پر جو زبان درازی مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم میں کی محض جوش نفسانی سے کی ہے اور انتقام ذاتی ہی اس سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصود و مطلوب ہے۔

معجزات عیسٰی علیہ السلام کی تکذیب جو مرزا صاحب سے سرزد ہوئی ہے اس کا باعث بھی اغراض ذاتیہ ہیں نہ تائید اسلام جس کا بیان کسی قدر اوپر گذر چکا ہے جس کا ملخص یہ ہے کہ جب اہل اسلام کی طرف سے مرزا صاحب سے مطالبہ کیا گیا کہ تم جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تو مسیح علیہ السلام کے سے معجزات تو دکھلاؤ جس کے جواب میں مرزا صاحب نے وہ جواب دیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسیح سے کوئی معجزہ ظہور میں نہیں آیا ملاحظہ ہو ازالہ اوہام صفحہ ۱۷۶ و حاشیہ ازالہ اوہام صفحہ ۲۹۵ سے ۳۲۲ تک اور مسیح کے پاس صرف عمل الترب مسمریزم شعبدہ بازی اور مکر و فریب وغیرہ ہی تھا۔

مرزا صاحب نے انکار معجزات مسیح علیہ السلام کا اور ان کی تحقیر و استہزاء کا ایک یہ بھی جواب دیا ہے جس کو ہم حمامۃ البشریٰ مطبوعہ صفحہ ۷۷ ۱۳۱۱ھ سے سامنے لاتے ہیں۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں "ومن اعتراضاتھم انھم قالوا ان ھذا الرجل یحقر معجزات المسیح و یستھزء بھا و یقول انھا لیست بشیء ولو اردت لاری مثلھا بل اکبر منھا ولکنی اکرہ ولا نوجہ الیھا کما المشایقین اما الجواب فاعلم یا اخی ان المعجزۃ لیس من فعل العباد بل من افعال اللہ تعالیٰ فما کان لرجل ان یقول انی افعل کذا و کذا باختیاری و ارادتی وما یفعل انسان باختیارہ و ارادتہ و تدبیرہ فھو فعل من افعال الانسان ولا نسمیہ معجزۃ بل ھو مکیدۃ او سحر فافھم یا اخی زادک اللہ رشدا۔"

یعنی ان مسلمانوں کے اعتراضوں میں سے مجھ پر ایک یہ اعتراض بھی ہے کہ کہتے ہیں کہ یہ شخص معجزات مسیح علیہ السلام کی تحقیر کرتا ہے اور ان سے استہزاء کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو اس طرح کے بلکہ اس سے بڑے بڑے معجزات بھی دکھا سکتا ہوں لیکن میں انہیں ناپسند کرتا ہوں اور شائقین کی طرح ان کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ معجزہ انسانی فعل کا نام نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے پس کسی آدمی کا حق نہیں کہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ میں اپنے اختیار اور ارادہ سے ایسا ایسا کر سکتا ہوں (یعنی معجزہ دکھلا سکتا ہوں) اور جس چیز کو انسان اپنے اختیار و ارادہ اور تدبیر سے کرے وہ انسانی فعل ہوگا اس کا نام ہم معجزہ نہیں رکھ سکتے بلکہ وہ مکر یا جادو ہے۔ اے بھائی اس بات کو سمجھ لو خدا تجھ کو زیادہ ہدایت دیوے۔

ماحصل اس کا یہ ہوا کہ جو امور خارقہ مسیح سے سرزد ہوئے ہیں جن کو معجزات کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے اور میں نے ان کی نسبت لکھا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ان سے بڑھ کر دکھا سکتا ہوں لیکن میں انہیں مکروہ جانتا ہوں وہ بسبب اس کے کہ انسانی تدبیروں اور حیلوں کا نتیجہ ہیں درحقیقت معجزات نہیں بلکہ مکر اور جادو ہیں معجزات تو خدا کا فعل ہوتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں یہ انسانی کا اس نکتہ کو خوب سمجھ لو خدا تمہیں زیادہ ہدایت دے۔

ہمارے اس بیان کی مزید تائید اور تصدیق کے لیے ملاحظہ ہو ازالہ اوہام صفحہ ۶ و ۷ وحاشیہ صفحہ ۳۲۱ و ۳۲۲ وصفحہ ۳۰۲ و ۳۰۳ وصفحہ ۳۰۹ وضمیمہ انجام صفحہ ۶ و ۷ حاشیہ۔ اور جو بیان مذکورہ بالا کو ان حوالجات سے ملا کر یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ جہاں کہیں مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں معجزہ کا ہونا تسلیم کیا ہے وہ صرف بمعنی اعجوبہ ہے جو انسانی تدبیروں اور حیلہ گری سے پیدا ہو گیا تھا یعنی عمل الترب مسمریزم یا تالاب کی مٹی کی تاثیر سے وہ درحقیقت معجزہ نہیں تھا بلکہ شعبدہ بازی مکر اور قابل نفرت امر تھا اور حمامۃ البشریٰ کی عبارت محولہ بالا کی تعریف کے رو سے وہ مکر اور جادو تھا۔

ان توضیحات اور تصریحات کے بعد اب ہم قرآن کریم کی طرف رجوع کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ بڑے شد و مد کے ساتھ وہ معجزات مسیح علیہ السلام کو بیان کرتا ہے کہیں کہتا ہے واٰتینا عیسی ابن مریم البینت وایدناہ بروح القدس۔ کہیں ارشاد ہوتا ہے اور اس وقت ارشاد ہوتا ہے جب کہ آپ کا وجود بھی دنیا میں نہیں تھا بلکہ آپ کی والدہ صدیقہ کو بطور بشارت کہا جاتا ہے۔ اذ قالت الملآئکۃ ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیہا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین ویکلم الناس فی المھد وکھلا ومن الصالحین قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر قال کذلک اللہ یخلق ما یشآء اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل ورسولا الی بنی اسرآئیل انی قد جئتکم باٰیۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابری الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلک لاٰیۃ لکم ان کنتم مؤمنین۔

(آل عمران رکوع ۵)

پھر ملاحظہ ہو کہ اولین وآخرین کے روبرو قیامت کے دن بھی کس شاندار صفائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ان معجزات کا ذکر فرماتا ہے۔ یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب اذ قال اللہ یعیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المھد وکھلا واذ علمتک الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی وتبرئ الاکمہ والابرص باذنی واذ تخرج الموتی باذنی واذ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كففت بني اسرآئيل عنك اذ جئتهم بالبينات فقال الذين كفروا منهم ان هذا الا سحر مبين ۔ (مائدہ ع ۱۵)

اب ایک طرف مرزا صاحب کا عقیدہ جو اوپر مذکور ہوا سامنے رکھ لیا جائے اور ایک طرف قرآن کریم کو پیش نظر رکھا جائے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ مرزا صاحب نے معجزات مسیح کا انکار تحقیر اور استہزاء کر کے اور ان کو سحر قرار دے کر ان کفار یہود کے زمرہ میں اپنے آپ کو داخل کر لیا ہے جن کا ذکر اس آخری آیت مائدہ میں ہے کہ (اے مسیح) جب تو ان کے پاس معجزات لے کر گیا تو انہوں نے کہدیا کہ یہ صاف جادو ہے ۔

مختار مدعا علیہ نے اپنے اس دعویٰ کے اثبات پر کہ کسی قوم کے غلط خیالات کی بناء پر کسی فرضی آدمی کو برا بھلا کہنا جائز ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے یسوع فرضی سے سلوک کیا ہے دو دلیلیں قرآن کریم سے پیش کر کے یہ ظاہر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی ایسا ہی کیا ہے ۔

لیکن مختار مذکور کی یہ سراسر غلط فہمی ہے یا اس نے عمداً مغالطہ کیا ہے ۔ فرضی انسان پر طعن کرنے کی صورت تو یہ ہے کہ کسی قوم کے غلط خیالات کی بناء جو کسی انسان کی نسبت وہ رکھتے ہوں ایک انسان کو ان سے متصف قرار دے کر جس کا وجود حقیقت میں نہیں ہے پھر اس پر طعن کیا جائے مثلاً عیسائیوں کا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت الوہیت کا ہے پس اگر کوئی شخص ان سے خطاب کرتا ہوا کہے کہ تمہارا مسیح چنیں چناں ہے اور دل میں اس باطل دعویٰ الوہیت کا مدعی کا ارادہ کرے اور شرط وغیرہ کا ذکر نہ کرے تو یہ ہوگا فرضی انسان پر طعن اور اگر وہ اس شرط مفروضہ کو ذکر کر کے طعن کرے گو وہ نفس الامر میں محال ہو تو یہ اور صورت ہے غرض کسی حکم کو شرط کے ساتھ مشروط کر کے ذکر کرنا اور چیز ہے اور بغیر شرط کے ذکر کرنا اور چیز ہے پہلی کو یعنی ایک امر معدوم کو فرضی طور پر بطور شرط ذکر کر کے حکم لگانا تو اللہ تعالیٰ کے کلام میں پایا جاتا ہے لیکن اس سے نہیں انکار نہ مختار مذکور کو فائدہ اور دوسری صورت کا ذکر قرآن میں نہیں نہ مختار نے اس کی مثال پیش کی ہے پہلی آیت جو مختار نے پیش کی ہے اس میں صاف شرط موجود ہے ومن يقل منهم الآية یعنی جو دعویٰ الوہیت ان میں سے کرے گا اس کو سزائے جہنم ملے گی یہ بالکل صاف بات ہے اور اس کی مثالیں قرآن میں بکثرت بلکہ عام محاورات میں آتی رہتی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولقد اوحي اليك والى الذين من قبلك لئن اشركت ليحبطن عملك ولتكونن من الخاسرين ۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیری طرف اور تجھ سے پہلے لوگوں کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر شرک کروگے تو تمہارے عمل باطل ہو جائیں گے اور خاسرین سے ہو جاؤ گے اب ظاہر ہے کہ اس میں کسی قوم کے خیالات کا لحاظ نہیں کیا اور نہ کسی مسلمان کا خیال ہے کہ آپ سے شرک سرزد ہوا بلکہ ایک محال کو بطور شرط ذکر کر کے حکم دیا گیا ہے اسی طرح مختار مدعا علیہ کی پیش کردہ آیت مختار صاحب کو لازم تھا کہ مرزا صاحب کے دستور العمل کی طرح بغیر ذکر شرط کے کوئی آیت پیش کرتے جو قطعاً ناممکن ہے ۔ پس اس آیت کے ذکر میں انہوں نے دھوکہ کھایا ہے یا دھوکہ دیا ہے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری آیت میں یہی غلطی مختار مدعا علیہ نے کی ہے اس میں بھی شرط کا صریح ذکر ہے ان اراد ان یھلک المسیح ۔ یعنی اگر مسیح کو ہلاک کرنا چاہے یعنی مارنا چاہے لہٰذا یہ آیت مختار مذکور کے مدعا کے مطابق نہیں ہے ۔ علاوہ براں اس آیت کا ترجمہ بھی اس نے غلط کیا ہے اور اس میں اپنی طرف سے زیادتی کی ہے یہلک کے معنی میں لکھا "عذاب دے کر استیصال کرے" عذاب دے کر کسی لفظ کا ترجمہ نہیں ۔ اور ہلاک کرنے سے مراد موت دینا ہے جیسے ۔ دوسری جگہ یوسف علیہ السلام کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فلما ہلک" (مومن) ۔ یعنی جس وقت وہ فوت ہوئے اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ عذاب دئے گئے اور ان کا استیصال ہوا اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان امرؤ ھلک "الخ یعنی اگر کوئی آدم مرے تو اس کے ورثہ کا یہ حکم ہے ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل ارأیتم ان اھلکنی اللہ ومن معی او رحمنا فمن یجیر الکافرین من عذاب الیم (ملک) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کافروں سے کہو بتلاؤ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو مار دیوے یا رحم کرے تو کافروں کو عذاب الیم سے کون بچائے گا مختار مدعا علیہ کے معنی کے مطابق تو یہ مطلب ہوگا کہ مجھے اور صحابہ رضؓ کو عذاب کر کے استیصال کر دیوے (معاذ اللہ) کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم الوہیت کا اعتقاد رکھتے تھے جیسے عیسائی بہ نسبت عیسیٰ علیہ السلام کے ۔

الغرض مختار مدعا علیہ نے جو کچھ قرآن کی طرف منسوب کیا ہے وہ سراسر مغالطہ ہے علاوہ براں جب کہ ہم نے دلائل واضحہ اور حوالجات صریحہ سے فرضی یسوع کے افسانہ کو ہی باطل کر دیا ہے اور مختار مدعا علیہ اور مرزا صاحب کے عذرات باطلہ کا بکلی استیصال کر دیا ہے تو بالفرض اگر ان آیات سے یہ ثابت بھی ہو جاتا تو مدعا علیہ کو کچھ بھی مفید نہ ہوتا اور نہ ہمیں مضر مختار مدعا علیہ نے بہ ۔ مارچ ۳۲ء کی بحث میں لکھا ہے کہ ایسی باتیں جو کسی کے منشاء اور تصریحات کے خلاف استنباط کر کے کسی کے کلام سے نکالی جائیں وہ لازم مذہب ہوتی ہیں نہ کہ مذہب ان کی بناء پر تکفیر نہ چاہیے اور مختار مدعیہ نے امانت اور دیانت کے خلاف مرزا صاحب کے کلام سے غلط استنباط کر کے الزامات قائم کئے ہیں پھر اس کی پانچ نظیریں پیش کی ہیں لیکن ان پانچوں نظائر میں امور ضروریہ کی نسبت ہم ثابت کر چکے ہیں کہ مختار مدعیہ کے استنباط بالکل صحیح اور درست ہیں اور بڑی صفائی سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب کا عقیدہ اکثر الزامات کے مطابق ہے اور بعض میں لزوم بیّن ہے اور ان کے متعلق مرزا صاحب کے اور مختار مدعا علیہ کے عذر بالکل ناکافی اور محض حیلہ جوئی پر مبنی ہیں مختار مدعیہ کی بحث اور اس جواب البحث میں غور کرنے سے یہ بات بخوبی ظاہر ہو سکتی ہے گواہ مدعیہ کا جواب جرح کہ ملزم کی دیگر تصانیف کو بھی دیکھ کر اس کا عندیہ معلوم کرنا چاہیئے جو مختار مدعا علیہ نے حوالہ میں پیش کیا ہے وہ بھی کسی طرح ہمیں مضر نہیں کیونکہ ہم نے تو کئی کئی کتابوں سے حوالہ باہم موافق پیش کر کے الزام قائم کئے ہیں اور بالخصوص اس مسئلہ متنازعہ توہین عیسیٰ علیہ السلام میں تو مرزا صاحب کی تصریحات کا کافی ذخیرہ پیش کیا گیا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف استنباط۔

مختار مدعا علیہ نے گذشتہ بزرگوں سے دو حوالے اس مضمون کے پیش کئے ہیں کہ لازم مذہب نہیں ہوتا اور اس کی بناء پر کسی کی تکفیر جائز نہیں ایک ابن حزم کی کتاب الفصل جلد ۳ صفحہ ۲۵۰ سے اور دوسرا عبدالوہاب شعرانی کی کتاب یواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۱۲۸ کا۔

اسی طرح گواہان مدعیہ کے حوالے پیش کئے ہیں لیکن یہ حوالے کسی طرح اس کو مفید نہیں ہیں چنانچہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ مرزا صاحب کی تکفیر اس قسم کے لزوم اور غلط استنباط پر ہرگز مبنی نہیں بلکہ عموماً ان کی تصریحات پر ہے اور جہاں لزوم پر بناء ہے وہاں لزوم غیر صریح نہیں بلکہ بالکل بین اور بدیہی ہے جس پر مرزا صاحب کو علماء اسلام نے بار بار تنبیہ کی اور لزوم کفر کو اظہر من الشمس کر کے اتمام حجت کو احسن اور اکمل طور پر پورا کر دیا لیکن مرزا صاحب نے محض ہٹ وعناد سے اس کو قبول نہ کیا بلکہ اس پر بڑی سختی کے ساتھ اصرار کیا مرزا صاحب پر جو اتمام حجت کیا گیا ہے وہ کسی طرح اس اتمام حجت سے کم نہیں جو کفار اور مشرکین پر کیا گیا اگر فرق ہے تو یہ کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمعصر کفار کو معجزات نبوت دیکھنے کا موقعہ حاصل تھا وہ یہاں پر موجود نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا بدل یہاں پر یہ رکھ دیا کہ مسلمانوں کے مقابل پر مرزا صاحب نے جو مباہلے وغیرہ کئے اس میں ان کو ناکام ثابت کر کے معجزات کی مانند اپنی فعلی شہادت دے دی اور مرزا صاحب کو ان کی قطعی اور حتمی پیشگوئیوں میں ناکام رکھ کر ان کے کذب پر اپنی فعلی شہادت عیاں اور واضح کر دی پس اس حالت میں نہ ابن حزم کا قول تکفیر مرزا صاحب کے خلاف ہے نہ یواقیت کا حوالہ نہ کسی اور کا۔

علاوہ براں ابن حزم رحمہ اللہ اپنی اس کتاب میں لکھتے ہیں کہ جو شخص کسی ایسی بات کا خلاف کرے جو اس کے نزدیک ثابت ہو چکا ہے کہ یہ بات خدا نے کہی ہے یا اس سے رسول نے کہی ہے خواہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجماع غ تواتر کی نقل یا خبر واحد کی نقل سے ثابت ہوئی ہو تو پھر وہ شخص اس کے خلاف عقیدہ یا بد مذہبی وغیرہ اختیار کرتا ہے تو وہ کافر ہے۔

فوجب ان لا یکفر الا بقول قالہ الا ان یخالف (الی) تکفیر مخالفتہ
(کتاب الفصل صفحہ ۲۴۷ ج ۳)

اسی طرح مختار مدعا علیہ کے حوالے سے پہلے لکھتے ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے سوا کسی اور نبی کا قائل ہو وہ کافر ہے جس کے کفر میں دو آدمی بھی آپس میں مخالف نہیں ہوئے (صفحہ ۲۴۹ ج ۳) او ان کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم (الی) بل ھذا علی کل احد اور اسی صفحہ میں اس سے ماقبل لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جہالت یا تاویل سے کفریہ قول کہے پھر اس پر اتمام حجت کر دیا جائے اور وہ عناد سے نہ ملنے تو وہ کافر ہے اس پر احکام مرتد جاری ہوں گے اسی طرح فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کا قول (و لکن رسول اللہ وخاتم النبیین)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول" لانبی بعدی" سن لینے کے بعد بھی کوئی مسلمان کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی ثابت کرسکتا ہے سوائے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے جن کو آخری زمانہ میں نازل ہونے کی احادیث صحیح مسند میں خبر دی ہے هذا ما سماعهم قول الله تعالیٰ ولكن رسول الله و خاتم النبيين (الی) فی نزول عیسی ابن مریم علیه السلام فی آخر الزمان۔ (کتاب الفصل جلد ۳ صفحہ ۱۸۰)

گواہان مدعیہ نے اپنے بیانوں میں ابن حزم رحمہ اللہ کے حوالے پیش کیے جن کی بنا پر تکفیر مرزا صاحب قادیانی لازمی ہے اور اس سے حوالہ مختار مدعا علیہ کی حقیقت بھی ظاہر ہو گئی کہ اس سے مراد وہ لزوم ہے جس کا قائل کلمہ کفر کو ملتزم ہو اگر علم ہو یا اس پر اتمام حجت ہو جائے تو ایسا شخص ابن حزم رحمہ اللہ کے نزدیک صاف کافر ہے جس پر مرتدین کے احکام جاری ہوں گے۔

مختار مدعا علیہ نے یواقیت سے جو حوالہ پیش کیا ہے اس میں سخت مغالطہ اور خیانت سے کام لیا ہے آدھی بات کو نقل کر دیا ہے اور بقیہ کو جو اس کے مدعا اور منشا کو باطل کرتی تھی چھوڑ دیا ہے اور لا تقربوا الصلوٰۃ کی مثال کو اپنے آپ پر منطبق کیا ہے۔ ملاحظہ ہو حوالہ مذکورہ فان الكمال روالصحيح ان لازم المذهب ليس بمذهب وانه لا كفر بمجرد اللزوم) لان اللزوم وغير الالتزام وقد وقع فی المواقف ما يقتضی تقييده بما اذا لم يعلم ذو المذهب اللزوم وبان اللازم كفر فانه قال من يلزمه الكفر ولا يعلم به ليس بكافر انتهى ومفهومه ان علمه كفر لالتزامه اياه والله اعلم انتهى"

مختار صاحب نے صرف اتنی عبارت نقل کر دی جو بین القوسین ہے اور بقیہ کو ترک کر دیا کیونکہ ان کے مطلب کے مخالف اور ہماری موید تھی اور اس سے یہ امر صاف ہو جاتا ہے کہ لزوم سے کفر نہ ہونے کا اور لازم مذہب کے مذہب نہ ہونے کا مطلب وہ نہیں ہے جس سے مختار صاحب کی غرض پوری ہو سکے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس لزوم سے کفر نہیں ہوتا جس لزوم کا اس صاحب قول و مذہب کو علم نہ ہو اور نہ اس لازم کے کفر ہونے کا علم ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کو جان لینے کے بعد وہ لزوم نہیں رہ جاتا بلکہ التزام ہو جاتا ہے۔ جو بالاتفاق کفر ہے۔

مختار مدعا علیہ نے کمال کی بقیہ عبارت چھوڑ دی جو اس نے علم عقائد کی مشہور کتاب مواقف کی پیش کی تھی جس سے اس کا مقصود یہ تھا لزوم مجرد کا کفر نہ ہونا اسی وقت تک ہے جب تک صاحب مذہب بے خبر ہو لزوم کا علم ہو جانے کے بعد وہ التزام اور کفر بن جاتا ہے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ مرزا صاحب پر جو الزامات قائم کئے گئے وہ اسی قسم کے ہیں یا تو ان میں لزوم بیّن اور بدیہی ہے جس کا عدم علم قابل تسلیم نہیں یا اتمام حجت ہو کر مفید علم ہو کر التزام اور کفر ہو گئے ہیں اور اکثر وجوہ کفر تصریحات پر مبنی ہیں لہٰذا مرزا صاحب بلاشک کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں ان پر مرتدین کے احکام نافذ ہوں گے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولس جو اجراء احکام ارتداد کو مانع نہیں ہو سکتا۔

یواقیت والجواہر میں سے کمال کے قول میں سے مواقف کی جس عبارت کو مختار مدعا علیہ نے بطور خیانت چھوڑ دیا تھا وہی عبارت نبراس کے تعلیقات یعنی حواشی میں موجود ہے نبراس میں ہے البحث الاول انہ تقرر فی الشرع ان التزام الکفر کفر " لا لزومہ " یعنی التزام کفر کا کفر ہے نہ کہ لزوم"۔
(نبراس صفحہ ۱۹۹)

اس پر حاشیہ ۱ میں ہے " کما صرح فی المواقف حیث قال من یلزمہ الکفر ولا یعلم بہ فلیس بکافر اس کا مطلب حوالہ یواقیت میں گذر چکا ہے۔

نبراس میں اس بحث کا جواب دو طرح دیا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے اجیب بوجھین احدھما ان النصاریٰ التزموہ بعد ما ظہر بھم لزومہ " یعنی نصاریٰ کے لزوم کفر کی جو بحث تھی کہ لزوم کفر تو عند الشرع کفر نہیں ہوتا پھر وہ کافر کیونکر ہو گئے اس کا جواب دو طرح پر ہے ایک تو یہ کہ لزوم کفر کے ظہور ہو جانے کے بعد نصاریٰ نے اس کا التزام کیا ہے اس پر تعلیقات کے ۲ میں ہے " ولزوم الشیٔ مع العلم بہ التزام والتزام الکفر مع العلم بالکفر کفر " یعنی جب لزوم کا علم ہو جائے تو وہ التزام ہو جاتا ہے اور التزام کفر مع العلم کفر ہے۔

نبراس کا دوسرا جواب " وثانیھما ان اللزوم البدیھی فی حکم الالتزام " یعنی ایسا لزوم جو بالکل صاف اور بدیہی ہو التزام کے حکم میں داخل ہے۔

پس ان حوالہ جات علم کلام سے جو ہم نے پیش کئے ہیں اور مختار مدعا علیہ نے پیش کئے ہیں یہ ثابت ہو گیا کہ وہ لزوم کفر تو کفر نہیں ہوتا جس کا پتہ صاحب مذہب کو نہ ہو اگر اس کو علم ہو یا اس پر لزوم کفر کو ظاہر کر دیا جائے اور وہ ہٹ دھرمی اور عناد سے قبول نہ کرے یا لزوم ہی بالکل صاف واضح اور بدیہی ہو تو ان صورتوں میں لزوم نہ رہے گا بلکہ التزام ہو جائے گا اور التزام کفر بالاتفاق کفر ہوتا ہے پس مرزا صاحب بنا بر بیانات گواہان مدعیہ بحث و مختار مدعیہ اور اس جواب البحث کے کفر کا التزام کرنے والے تھے لہٰذا وہ بالاتفاق کافر ہیں ان پر اور ان کے متبعین پر ارتداد کے احکام جاری ہوں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

گواہان و مختار مدعیہ نے مرزا صاحب کے متعلق خود مرزا صاحب کے حوالجات ازالہ اعجاز احمدی سے یہ ثابت کیا تھا کہ مرزا صاحب نے حضرت ابوہریرہ کو غبی و حضرت عبداللہ بن مسعود کو معمولی انسان جوش میں آکر غلطی کھانے والا کہا ہے۔ اس کے جواب میں مختار مدعا علیہ نے جو کچھ کیا اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

(۱) مرزا صاحب نے سرالخلافہ میں صحابہ کی تعریف کی ہے۔

(۲) یہ الفاظ توہین کی نیت سے نہیں کہے۔

(۳) غبی کا معنی نہ سمجھنے والا ہے۔ نورالانوار و اصول شاشی فتاویٰ رشیدیہ تفسیر مظہری کے حوالجات سے ثابت ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ مجتہد صحابہ میں نہیں تھے۔

(۴) مرزا صاحب نے ابن مسعود کو معمولی انسان نبیوں کے مقابلہ میں کہا ہے۔

(۵) حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ کے حق میں سخت الفاظ استعمال کئے۔

الجواب

میں ہر ایک نمبر کا جواب ترتیب بالا کے مطابق عرض کرتا ہوں۔

(۱) مختار مدعا علیہ نے ان توہینی الفاظ کو بحق صحابہ استعمال کرنا تسلیم کر لیا۔ مگر اس کو تعریفی کلمات کی وجہ سے دفع کرنا چاہا جو دو وجہ سے غلط ہے۔

(وجہ اول)

گویا مرزا صاحب نے حضرات صحابہ کی توہین اور تعریف دونوں کا ارتکاب کیا ہے جو ہمارے قائم کردہ الزام کے خلاف نہیں کیونکہ نفسی توہین ثابت ہو گئی جو ہمارا مدعا تھا باقی رہا یہ کہ مرزا صاحب نے کہیں صحابہ کی تعریف بھی کی ہے۔ اولاً نہ ہمیں اس سے کوئی انکار ہے اور نہ یہ ہمارے مدعا کے خلاف ہے ثانیاً صحابہ جیسے واجب الاحترام جماعت کے شان میں گستاخی اور توہین کرنا پھر ان کی مدح سرائی بھی کرنا ایک پکے مسلمان کی شان سے ایسا ہی بعید ہے جیسا محض تحقیر و توہین کرنا۔ مثلاً ایک بیٹا اپنے باپ کی تعریف میں ہزاروں جملے اور سینکڑوں قصیدے بھی کہتا ہے مگر ساتھ کبھی کبھی والد کے سامنے گستاخی بھی کرتا ہے اور قبیح کلمات بھی بولتا ہے۔ تو کیا وہ بیٹا عقوق والد کی زد میں نہیں آئے گا یا لاتقل لہما اف کا وعید اس کو شامل نہیں ہو گا یقیناً ہو گا۔ علی ہذا مرزا صاحب باوجود صحابہ کی تعریف کرنے کے بھی ان توہینی کلمات کی وجہ سے توہین صحابہ کے مرتکب ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ ثانی،
توہین صحابہ اور تعریف صحابہ جمع کرنا گویا کہ حق کے ساتھ باطل کو ملانا ہے جس کو مرزا صاحب دجال کی علامت بتلاتے ہیں چنانچہ تبلیغ رسالت جلد ۳ صفحہ ۲۰۰ میں لکھتے ہیں "دجال کے لیے ضروری ہے کہ کسی نبی برحق کا تابع ہوکر پھر سچ کے ساتھ باطل ملاوے"

(۲) مختار مدعا علیہ نے تسلیم کرلیا کہ حضرت ابوہریرہ کو غبی اور حضرت ابن مسعود کو معمولی انسان کہنا اگرچہ توہینی الفاظ ہیں مگر مرزا صاحب نے توہین کی نیت سے نہیں کہے باقی رہا یہ امر کہ مرزا صاحب نے یہ کلمات کس نیت سے کہے اس پر مرزا صاحب کی تصریح کی ضرورت تھی۔ جو مختار مدعا علیہ نے پیش نہیں کی۔ مختار مدعا علیہ مرزا صاحب کی نیت جو امر مخفی اور اسرار قلب سے ہے کا مبین نہیں ہوسکتا۔ خصوصاً احکام شریعت کی مدار ظاہر پر ہے نیز یہ الفاظ مقام مدح میں استعمال نہیں کئے بلکہ ان حضرات کے اقوال اور آراء کی تردید میں استعمال کئے ہیں جو توہین و تحقیر کا زبردست قرینہ ہے۔

(۳) ایک ایسا جلیل القدر صحابی جس کی مرویات تمام صحابہ سے زیادہ ہوں اس کو بات کا نہ سمجھنے والا کہنا کسقدر گستاخی اور جرأت ہے۔ بہرحال غبی توہین کا لفظ ہے جو مقام مدح میں کبھی استعمال نہیں ہوتا تمام اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کیا جائے کسی مقتداء مہتدا کے متعلق اس لفظ کی استعمال نہیں ملے گی کیونکہ غباوت کے مقابلہ میں فطانت ہے جس کے معنی زیرکی کے ہیں جو مقام مدح میں ہے کتب لغت عربی کے حوالجات پیش کرتا ہوں منتہی الارب صفحہ ۲۹۷ ج ۳ میں ہے۔ غبی کم فہم الفروق صفحہ ۲۲۷ میں ہے الغبی۔ الجاہل۔ مصباح صفحہ ۳۴۴ میں ہے غبی عن الخبر ای جھلہ۔

ان حوالجات سے واضح ہے کہ غبی کا معنی کم فہم اور جاہل ہے۔ پس ایک جلیل القدر صحابی کو کم فہم اور جاہل کہنا کسقدر توہین اور گستاخی ہے۔

کیا مختار مدعا علیہ اس لفظ کی استعمال خلیفہ اول اور ثانی کے لیے جائز سمجھتا ہے۔ جب وہ مرزا صاحب کے صحابہ کے حق میں اس لفظ کی استعمال کو ناجائز اور موجب توہین سمجھتا ہے تو پھر حضور علیہ السلام کے صحابہ کے حق میں یہ لفظ کیوں توہین نہیں ہوگا۔

مختار مدعا علیہ نے محض طول دینے کے لیے نہایت بے محل نور الانوار اور اصول شاشی وفتاوی رشیدیہ و تفسیر مظہری کے حوالجات پیش کئے ہیں حالانکہ ان حوالجات میں حضرت ابوہریرہؓ کے متعلق غبی کا لفظ قطعاً استعمال نہیں ہوا اور نہ اس کا کوئی ادنیٰ شائبہ ملتا ہے ان حوالجات میں صرف اس قدر ذکر ہے کہ حضرت ابوہریرہ مجتہد نہیں تھے۔ اصول شاشی کے الفاظ ہیں۔ القسم الثانی من الرواۃ ھم المعروفون بالحفظ والعدالۃ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دون الاجتهاد والفتوی کابی ھریرۃ وانس بن مالک ۔ (اصول شاشی صفحہ ۸۲) علی ہذا فتاوی رشیدیہ وتفسیر مظہری کے حوالجات کا بھی منشا یہی ہے ۔ نور الانوار کی دون الفقہ کا معنی بھی دون الاجتہاد ہے ۔ حضرت ابوہریرہ کا مُتقدم فی الاجتہاد نہ ہونا ان کی کوئی توہین نہیں مجتہد ہونا یا نہ ہونا متنازعہ فی نہیں بحث لفظ غبی کے متعلق ہے جس کے معنی کم فہم اور جاہل کے ہیں ۔ مختار مدعا علیہ کے پیش کردہ حوالجات میں غبی کا لفظ قطعاً نہیں سو یہ الزام بھی لاجواب رہا ۔ میں عدالت کی توجہ مختار مدعا علیہ کے طریق استدلال کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ جو اس نے ان بے محل حوالجات کو پیش کرنے کے بعد لکھا ہے ۔ "دریں سب لوگ کافر اور مرتد تھے اور ، ایسے ان اقوال سے صحابہ کی توہین کے مرتکب ہوئے تھے یا نہیں "۔

(۴) بیشک حضرت ابن مسعود نبی اور رسول نہیں کیا جو شخص رسول اور نبی نہ ہو اس کی توہین توہین نہیں کہلاتی اور کیا اس کو معمولی انسان کہہ کر اپنی رائے کے مقابل اس کی رائے کو خطا وار اور جوش نفسانی کا اثر کہہ کر ٹھکرانا حضرات صحابہ کے جلالت شان اور علو مرتبت کے منافی نہیں مختار مدعا علیہ کے خلیفہ اول اور ثانی جو اس کے نزدیک بھی نبی نہیں کیا ان کو معمولی انسان جوش نفسانی میں آکر خطا وار کہنا اس کے نزدیک ان کی توہین ہے یا نہ نیز ازالہ اوہام کی جو عبارت پیش کی گئی ہے اس میں مرزا صاحب حضرت ابن مسعود کے قول کی تردید کر رہے ہیں بناء تردید یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود نے جو مباہلہ کی درخواست کی تھی مرزا صاحب کے نزدیک اس میں سخت خطا کی ۔ اور خطا کا موجب محض جوش تھا اور ابن مسعود سے ایسا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ وہ معمولی انسان تھا نبی اور رسول نہیں تھا ملاحظہ ہو اصل عبارت ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۴ ج ۲ ۔ مقام تردید میں ان الفاظ کی استعمال سوا توہین وتحقیر کے اور کوئی مفہوم نہیں رکھتی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو نجوم ہدایت واجب الاقتداء قرار دیتے ہوئے فرمایا اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم اور ان کی اقتدار کا حکم دیا اگر ان کو یونہی معمولی انسان سمجھ کر ان کا تخطیہ کیا جائے اور اپنی رائے کے مقابلہ میں ابن مسعود جیسے جلیل القدر مجتہد صحابی کے قول کو ٹھکرایا جائے تو اسلامی اصول روایت ونقل پر کس قدر سنگین زد ہے ۔ اور اس میں شان صحابہ کی کس قدر توہین ہے اعاذنا اللہ تعالیٰ من ذٰلک ۔

قابل غور امر یہ ہے کہ علماء اصول نے حضرات صحابہ کے دو قسم مقرر کئے ہیں ایک متقدم فی الاجتہاد جیسے حضرت ابن مسعود دوسرے غیر متقدم فی الاجتہاد جیسے حضرت ابی ہریرۃ ۔ مرزا صاحب نے دونوں قسم کے صحابہ پر ہاتھ صاف کیا ہے ابوہریرہ کو غبی کہا اور ابن مسعود کو جوش میں خطا کرنے والا بتایا

مختار مدعا علیہ نے حضرت عباس اور حضرت علی کے طولانی قصہ کو بیان کرکے مرزا صاحب کے اس قائم کردہ اصول کی اور بھی توثیق کردی ہے ۔ حالانکہ کتب عقائد میں تصریح کردی گئی ہے کہ مشاجرات صحابہ پر سکوت کرنا چاہیئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اللہ فی اصحابی ۔ یعنی میرے صحابہ پر نکتہ چینی کرنے کے معاملہ میں خدا سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈرنا اور سب سے زیادہ قابل غور یہ امر ہے کہ حضرات صحابہ کا تخطیہ مرزا صاحب اس لیے کر رہے ہیں کہ حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوہریرہ کا قول مرزا صاحب کی رائے کے خلاف ہے مرزا صاحب کی رائے حق ہے اسی کے مقابل حضرت ابوہریرہ کا قول غلط ہے کیونکہ وہ غبی کم فہم اور جاہل ہے اور مرزا صاحب کی رائے صحیح ہے اور حضرت ابن مسعود کا قول خطا ہے کیونکہ وہ ایک معمولی انسان ہے اس نے جوش میں آکر خطا کی ہے۔

باقی رہا یہ امر کہ مختار مدعا علیہ نے مرزا صاحب کے ان الفاظ "نبی و رسول نہ تھا" کی آڑ لے کر مرزا صاحب کو توہین انبیاء کے الزام سے بچانا چاہا ہے یہ بھی اس کا مغالطہ ہے کیونکہ صحابہ نجوم اقتداء اور واجب الاقتداء بنص صریح ہیں افراد امت کے لیے ان کا احترام واجب اور ان کی اقتداء لازم ہے پس ان کا نبی یا رسول نہ ہونا ان کے استخفاف اور تحقیر کا متقاضی نہیں اگر ایک زندیق کسی نبی کا استخفاف کرتے ہوئے یہ کہدے کہ آخر یہ بھی عام انسانوں کی طرح انسان ہیں خدا تو نہیں کیا یہ آڑ اس کو کوئی فائدہ دے سکتی ہے ہرگز نہیں۔ بحمد اللہ حضرت ابن مسعود کی توہین کا الزام بھی لاجواب رہا۔ پھر براہین قاطعہ کا بے محل حوالہ دے کر بے سود بحث کو لمبا کیا ہے اور اس کی عبارت سے غلط استنباط کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کی نسبت جگرسوز اور روح فرسا الفاظ استعمال کئے ہیں پھر نتیجہ ان الفاظ میں نکالا جب مختار مدعا علیہ کے نزدیک ایسی باتوں سے بھی کفر و ارتداد لازم آتا ہے تو ان کا یہ فتویٰ اس زمانہ کے لوگوں تک نہیں بلکہ بڑوں بڑوں تک پہنچے گا۔ مختار مدعا علیہ کے اس بہانے نتیجہ کے جواب میں اس کے پیشواؤں کے کفریات صریحہ اور توہین انبیاء وصالحین کی ایک مکمل فہرست پیش کر دیتا اور ایسے ہی الفاظ بھی استعمال کرتا جیسے کہ مختار مدعا علیہ نے استعمال کئے ہیں مگر عدالت کے وقت کا احترام کرتے ہوئے مختار مدعا علیہ کے طریق استدلال کی طرف توجہ دلانے پر اکتفا کرتا ہوں۔

توہین صحابہ کا الزام اور اس کا جواب

مختار مدعیہ۔

میں نے خطبہ الہامیہ کی یہ عبارت "جو شخص میری جماعت میں داخل ہوا وہ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا" پیش کر کے ثابت کیا تھا کہ مرزا صاحب نے تمام صحابہ کی توہین کی ہے۔ مختار مدعا علیہ نے اس کے جواب میں وجوہ ذیل بیان کئے ہیں۔

(۱) اکابر اسلام نے امام مہدی کو حضور علیہ السلام کی روحانیت کا بروز مانا ہے اس بروز روحانیت کے لحاظ سے امام مہدی کے اصحاب کو صحابہ میں داخل ہونے والا کہنا موجب توہین نہیں ہو سکتا۔

الجواب

یہ محض افتراء اور بہتان ہے امام مہدی کا حضور علیہ السلام کی روحانیت کا بروز ہونا نہ قرآن میں ہے نہ احادیث سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہے نہ ائمہ اہل بیت کا قول ہے نہ ائمہ مجتہدین سے مصرح ہے نہ سلف صالحین سے مروی ہے یہی وجہ ہے کہ مختار مدعا علیہ اپنے استدلال کی تائید میں ضعیف سے ضعیف بھی ایک قول نہیں پیش کر سکا۔ اور یہ عقیدہ بلحاظ حقائق شرعیہ بھی صحیح نہیں کیونکہ یہ اجماعی عقیدہ سے افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی امام مہدی سے باجماع امت حضرت ابوبکر بلکہ تمام صحابہ افضل ہیں اگر امام مہدی کے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں داخل ہوسکتے ہیں تو حضرات صحابہ کے ملنے اور دیکھنے والے بطریق اولیٰ صحابہ میں شامل ہوں گے۔

مگر غالباً مرزا صاحب اور ان کی امت یہ فضیلت اپنی ہی جماعت کے لیے مختص سمجھتے ہیں اور بفرض محال امام مہدی کے اصحاب کے لیے یہ حکم مجازاً اگر ثابت ہو بھی جائے تو مرزا صاحب امام مہدی نہیں بن سکتے۔ کیونکہ اولاً تو مرزا صاحب امام مہدی کی آمد کی تمام احادیث کو ضعیف موضوع ناقابل حجۃ قرار دے چکے ہیں چنانچہ حقیقۃ المہدی صفحہ ۲۰ کو ملاحظہ کیا جائے۔

ثانیاً یہ کہ صحیح براہین احمدیہ پنجم صفحہ ۱۸۱ میں مرزا صاحب اس مہدی ہونے سے انکار کر چکے ہیں جس کے متعلق احادیث میں ذکر ہے اس کا نام (محمد) اور اس کے والد کا نام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام مبارک اور آپ کے والد کے نام پر اور آل فاطمہ علیہا السلام پر ہوگا۔

الغرض اولاً بروز کا عقیدہ اسلامی عقیدہ نہیں ثانیاً امام مہدی کا حضور علیہ السلام کا بروز ہونا غیر صحیح اور مفاسد عدیدہ کا مستلزم ہے ثالثاً مرزا صاحب کا مہدی ہونا بالکل غلط ہے کیونکہ مرزا صاحب کے نزدیک امام مہدی کے متعلق جس قدر احادیث ہیں سب ضعیف اور موضوع ہیں اور قابل حجت نہیں۔ رابعاً احادیث سے جس مہدی کا جن صفات سے ثابت ہوتا ہے اس سے مرزا صاحب انکار صریح کر چکے ہیں لہٰذا بروز کی توجیہ سے مرزا صاحب کے اصحاب کا صحابہ میں داخل ہونا صحیح نہ ہوا اور بدستور توہین صحابہ کا الزام باقی رہا۔ اگر بفرض محال بروز کا مسئلہ مان ہی لیا جائے تو اگر امام مہدی کے اصحاب بروز کے طور پر صحابہ میں داخل ہو سکتے ہیں تو پھر امام مہدی بھی بروز کے طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو سکتے ہیں۔ اور پھر امام مہدی کو خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین رحمۃ للعالمین صاحب شفاعت کبریٰ صاحب معراج سید ولد آدم مخاطب لولاک لما خلقت الافلاک نبی صاحب شریعۃ ناسخہ للشرائع صاحب قرآن ناسخ کتب سماویہ اور مبعوث الی الناس کافۃ مہبط نزول جبرئیل علیہ السلام کو ماننا پڑے گا العیاذ باللہ العظیم اور کوئی بعید نہیں کہ مرزا صاحب کے متبعین اسی توجیہ باطل کی وجہ سے مرزا صاحب کو ان صفات سے متصف سمجھتے ہوں اور مرزا صاحب کے الہامات اور دعاوی بھی اسی قسم کے ہیں۔

(۲) مرزا صاحب کے قول ومن دخل فی جماعتی الخ کو حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل پر قیاس کر کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشابہت اور مماثلت لینا بوجوہ ذیل باطل ہے۔

(الف) حدیث میں کاف حرف تشبیہ موجود ہے جو مشابہت اور مماثلت کے لیے موضوع ہے مرزا صاحب کے قول میں حرف تشبیہ نہیں۔

(ب) حدیث میں علماء امت کو انبیاء بنی اسرائیل سے تشبیہ دی گئی ہے علماء کو حضرات انبیاء کرام کے زمرہ میں داخل نہیں کیا گیا اور مرزا صاحب کے قول میں تصریح موجود ہے کہ جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ حضور علیہ السلام کے صحابہ میں داخل ہو گیا یعنی صحابی ہو گیا۔ مثلاً ایک طالب علم جب ہائی سکول بہاولپور میں داخل ہو گیا تو وہ حقیقۃً ہائی سکول کا طالب العلم ہو گیا نہ یہ کہ ہائی سکول کے طالب علموں سے اس کو کوئی مشابہت ہو گئی۔ اور درحقیقت وہ ہائی سکول کا طالب علم نہیں ہوا۔

(ج) خود مرزا صاحب کی تصریح موجود ہے کہ صحابہ کے بعض خواص خصوصی ایسے ہیں جن کو مرزا صاحب نہیں پا سکتے پھر ان کے متبعین مریدوں کی کیا شمار چنانچہ ازالہ اوہام صفحہ ۳۸ ا ج اخور میں ہے اور ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جو راستبازاور کامل لوگ شرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر بطور ظل کے واقع ہیں اور ان میں بعض ایسے جزوی فضائل ہیں جو اب ہمیں کسی طرح سے حاصل نہیں ہو سکتے۔

مولانا شیخ الہند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کا جواب حسام الحرمین وغیرہ کے حوالجات کے جواب میں دیا جائے گا۔

توہین اہل بیت

مختار مدعا علیہ سے توہین اہل بیت کے الزام کا جواب بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکا کہ اس نے نہایت بے دردی سے آقائے دوجہان سرور انس و جان کی ذات والا صفات پر توہین کشتی نوح کا الزام عائد کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر اس تعلیم کو بحکم خداوندی کشتی نوح قرار دینے سے اہل بیت کی توہین لازم آتی ہے تو اہل بیت کو کشتی نوح قرار دینے سے اصل کشتی نوح کی تو ضرور توہین لازم آئے گی۔ پس مختار مدعیہ کے طرز استدلال سے ہو سکتا ہے کہ اس کا یہ فتویٰ کہاں جا کر لگتا ہے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اہل بیت کو کشتی نوح قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ الا ان مثل اہل بیتی کسفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف ھلک (رواہ احمد) مرزا صاحب نے اپنی تعلیم کو کشتی نوح قرار دیا اور امت کی نجات کو اس سے وابستہ کر دیا جس کی وجہ سے مرزا صاحب پر اعتراض کیا گیا کہ مرزا صاحب خلاف تعلیم حضور علیہ السلام اپنی تعلیم کو کشتی نجات قرار دیتے ہیں یا اس کے مقابل اپنی امت کے لیے دوسری کشتی نوح بتاتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں بہر نہج اہل بیت کی توہین کی ہے۔ مختار مدعا علیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وہی الزام قائم کر دیا کہ حضور نے اپنے اہل بیت کو کشتی نوح قرار دے کر اصل کشتی نوح کی توہین کی ہے۔

الجواب

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب شریعت نبی ہیں اور کون و مکان کے مالک ہیں حضور جس کی چیز ذریعہ نجات قرار دیں اور جس کو تفصیل و تشریح قرار دیں مجاز و مختار ہیں صاحب شریعت کا معنی بھی یہی ہے کہ جدید احکام و شرائع لا سکتے ہیں مگر مرزا صاحب ان کی جماعت کے زعم میں بھی صاحب شریعت نبی نہیں بلکہ وہ تمام احکام و شرائع میں حضور علیہ السلام کے تابع ہیں پس خود مرزا صاحب اور اس کی جماعت کو اپنے اختراعی دعوے کے بنیاد پر بھی حضور علیہ السلام کی مقرر کردہ کشتی نجات کے خلاف کوئی اور کشتی نجات بنانے کا کوئی حق نہیں تھا۔ پس جب کہ انہوں نے اپنے ادعا منصب سے تجاوز کر کے تعلیم نبویہ کے خلاف کشتی نجات اپنی تعلیم کو قرار دیا تو لا بد اہل بیت کی توہین کا ارتکاب کیا جس کا کوئی جواب مختار مدعا علیہ سے نہ بن آیا تو حضور علیہ السلام پر اصل کشتی نوح کی توہین کا الزام ٹھیرا کر مسلمانوں کے قلوب کو مجروح کیا اور عدالت میں اسلام کی دشمنی اور حضور علیہ السلام کے جھوٹے دعویٰ غلامی کی حقیقت کو ظاہر کر دیا۔

امام حسین علیہ السلام کی توہین

مختار مدعا علیہ نے اس الزام واقعی کو دفع کرنے میں نہایت مغالطہ دہی اور فریب کاری سے کام لیا ہے اور چند غلط توجیہات کی ہیں۔

(۱) اعجاز احمدی میں ان غالی شیعوں سے خطاب ہے۔

الجواب

یہ سراسر کذب اور دروغ ہے اعجاز احمدی درحقیقت مناظرہ میں جو مولوی سرور شاہ صاحب کو مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری سے مقابلہ میں شکست فاش نصیب ہوئی اس کو چھپانے کے لیے مرزا صاحب نے یہ رسالہ لکھا ہے اعجاز احمدی کے پہلے صفحہ میں موجود ہے ایھا الناظرون ارشد کم اللہ۔ آپ صاحبان پر واضح ہو کر اس مضمون کے لکھنے کی اس لیے ضرورت پیش آئی کہ موضع ضلع امرتسر میں باصرار منشی محمد یوسف صاحب کے میرے دو مخلص دوست ایک مباحثہ میں گئے ہماری طرف سے مولوی محمد سرور صاحب مقرر ہوئے اور فریق ثانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو امرتسر سے طلب کیا مرزا کی تصریح ناطق کہ اعجاز احمدی مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے بالمقابل لکھی گئی ہے۔ ہاں ٹائیٹل پیج پر مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ صاحب مولانا اصغر علی صاحب روحی کے علاوہ مولوی علی حائری صاحب شیعہ کا نام بھی ہے مگر تالیف وغیرہ کا سبب شیعہ نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز جس شعر سے مرزا صاحب کے دعویٰ افضلیت سے توہین ثابت کی گئی ہے اس شعر میں قطعاً مولوی علی الحائری صاحب مخاطب نہیں کیونکہ اشعار کے حاشیہ پر علماء مخاطبین کے نام علیحدہ علیحدہ لکھے گئے ہیں تفصیل کا شعر ۱۴ اول شعر ہے اور علی الحائری سے خطاب ۱۳۱۳ سے شروع ہوتا ہے۔

(۲) شیعہ کے مقابلہ میں جو کچھ لکھا گیا ہو اس کو موجب توہین قرار دینا درست نہیں۔

الجواب

پاک اور مقدس ہستیوں کے حق میں گستاخی اور سخت کلامی کرنا خواہ کسی کے مقابلہ میں ہو توہین ہے حقائق اشیاء اعتباری نہیں حقائق واقعیہ ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مختار مدعا علیہ نے مرزا صاحب کے لٹریچر کو بھی اچھی طرح نہیں دیکھا ورنہ ایسا غلط جواب نہ دیتا ملاحظہ ہو تبلیغ الحق اشتہار مرزا صاحب۔

(۳) مولانا محمد قاسم صاحب دیوبندی نے شیعہ کے مقابلہ میں ایسے الفاظ استعمال کئے۔

الجواب

کلام اس میں ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے تئیں امام حسین سے بہتر قرار دے کر امام حسین کی توہین کی ہے۔ مولانا محمد قاسم صاحب نے اپنی فضیلت کا کوئی دعویٰ نہیں کیا وہ ایک الزامی جوابات ہیں۔ جو اپنے قرائن سیاق وسباق طرز استدلال وطریق بیان سے واضح طور پر دال ہیں کہ شیعہ مرویہ کے روایات واقوال کو بطور الزام پیش کیا گیا ہے نیز مولوی محمد قاسم صاحب احاد امت میں سے ایک ہیں نہ مدعی نبوت ہیں نہ مدعی مہدیت ان کے طریق استدلال پر مرزا صاحب کی غلطیوں کو قیاس کرنا کس قدر مضحکہ خیز ہے۔

(۴) رہا فضیلت کا اعتراض تو ایک کی فضیلت سے دوسرے کی توہین کا نتیجہ نکالنا کسی طرح درست نہیں۔

الجواب

بیشک مفضول پر افضل کی فضیلت کا اظہار موجب توہین نہیں ہوتا اسی اصول پر ان احادیث کا جواب ہے جن میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام انبیاء پر بیان کی گئی ہے ہاں اگر مفضول کو افضل پر فضیلت دی جائے تو لامحالہ توہین ہے مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہدے کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح حضرت ابوبکر رضؓ سے افضل ہیں تو لابد اس میں حضرت ابوبکر رضؓ کی توہین ہے کیونکہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے اور احادیث صحاح سے ثابت ہے کہ امت محمدیہ میں سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں پھر یہ ایک اسلامی اصول ہے کہ غیر اصحابی صحابی کی فضیلت کو نہیں پاسکتا تو مرزا صاحب جو کہ غیر صحابی ہیں حضرت امام حسین رضؓ سے جو کہ قطعی بہشتی سید شباب اہل الجنۃ اور صحابی ہیں کس طرح فضیلت پا سکتے ہیں خصوصاً جب کہ مرزا صاحب بوجہ ادعاء نبوت بحکم نبوی سیکون فی امتی ثلاثون کذابون دجالون کلھم یزعم انہ نبی اللہ و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی. خارج از دائرہ اسلام ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۵) امام مہدی کے متعلق تو تمام اکابر علماء نے تسلیم کیا ہے کہ وہ صحابہ بلکہ بعض انبیاء سے بھی افضل ہیں جیسے کہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے حجج الکرامہ میں محمد بن سیرین کا قول نقل کیا ہے۔

الجواب

یہ مختار مدعا علیہ کا عدالت میں صریح جھوٹ ہے۔ کیونکہ تمام امت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ تمام امت میں افضل و اعلیٰ ہیں عقائد نسفی میں ہے افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکر (شرح عقائد) کس قدر جسارت اور دروغ گوئی ہے کہ تمام اکابر علماء و صلحاء کی طرف یہ عقیدہ منسوب کیا جاتا ہے محض طوالت کے خوف سے حوالجات کو ترک کرتا ہوں۔ مختار مدعا علیہ نے حجج الکرامہ کے حوالہ سے محمد بن سیرین کا جو قول نقل کیا ہے اس میں بھی کتمان حق کیا ہے کیونکہ اسی کتاب کے اسی صفحہ پر اس کی تردید موجود ہے لیس المراد بھذا التفضیل الراجع الی زیادۃ الثواب والرفعۃ عند اللہ تعالیٰ فالاحادیث الصحاح والاجماع علی ان ابا بکر وعمر افضل الخلق بعد النبیین والمرسلین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یعنی اس سے مراد تفضیل جو کہ زیادت الثواب اور خداوند کی طرف بلندی مقام ہے مراد نہیں کیونکہ احادیث صحاح اور اجماع اس بات پر ہوچکا ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر انبیاء اور مرسلین کے بعد سب سے افضل ہیں۔ پھر نواب صاحب چند سطور کے بعد لکھتے ہیں۔

گوئیم کہ قول ابن سیرین اگرچہ سندش صحیح باشد درما نحن فیہ وقتے حجۃ است کہ ماخذ آن مشکوٰۃ نبوت است والا فلا۔
یعنی محمد بن سیرین کا قول خواہ اس کی سند صحیح کیوں نہ ہو اس مسئلہ میں حجت اس وقت ہوتا جب کہ مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ ہوتا ورنہ تو نہیں۔ مختار مدعا علیہ صرف ایک محمد بن سیرین کا قول جو کہ احادیث صحاح اور اجماع امت کے خلاف ہے اس کو تمام علماء صلحاء اولیاء امت کی طرف منسوب کرتا ہے حالانکہ اس قول کی تردید وہیں موجود ہے جہاں سے یہ قول نقل کیا گیا ہے اولاً تو محمد بن سیرین کا قول صحیح نہیں کیونکہ اجماع اور صحاح کے خلاف ہے ثانیاً اگر فرض محال اس کو تسلیم کیا جائے تو بھی مرزا صاحب کی فضیلت امام حسین علیہ السلام سے ثابت نہیں ہوتی کیونکہ احادیث سے امام مہدی کا نام محمد اور ان کے والد کا نام عبداللہ قوم سید مقام پیدائش مدینہ طیبہ مقام ظہور مکہ معظمہ ثابت ہے اور مرزا صاحب کا نام غلام احمد والد کا نام غلام مرتضیٰ قوم مغل مقام پیدائش و ظہور قادیان ہے جو کسی طرح بھی مرزا صاحب پر منطبق نہیں ہوتے۔

(۶) مرزا صاحب نے اعجاز احمدی اور آئینہ کمالات میں امام حسینؓ کی تعریف کی ہے۔

الجواب

مرزا صاحب کا امام حسینؓ کی تعریف کرنا پھر توہین بھی کرنا حق و باطل کو ملانا ہے جو بقول مرزا صاحب دجال کی علامت ہے ملاحظہ ہو تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۳۰۰ ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر واقعی مرزا صاحب کو حضرت امام حسین رض کا احترام تھا تو پھر اس قدر تعلیانہ دعویٰ اور شتان بینی و بین حسینکم کہنے کی کیا ضرورت تھی حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنی تعلی اور فخر کے جوش میں اکابر امت بلکہ انبیاء علیہم السلام تک کی بھی توہین کر جاتے ہیں پھر جب علماء اور عام مسلمانوں کی طرف سے مرزا صاحب پر نکتہ چینی ہوتی ہے تو وہ ان کی تعریف بھی کر دیتے ہیں آج ان کی امت مرزا صاحب اس حکمت عملی سے بے جا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں ۔ جہاں کسی کی توہین کا اعتراض ہو جھٹ مرزا صاحب کی کتابوں سے کوئی عبارت اس کے خلاف نقل کر دیتے ہیں کبھی خدا کے ان بندوں کو اس امر کے سوچنے کی توفیق نہیں ہوتی کہ اگر مرزا صاحب کو ان حضرات کا واقعی احترام اور ان کی عظمت تھی تو پھر ان کے خلاف توہین الفاظ کہنے کی کیا حاجت تھی ۔ کسی صحیح العقل انسان سے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ جس کو اپنا بزرگ اور واجب الاحترام سمجھتا ہو اور اس کی مدح و ستائش میں رطب اللسان ہو مگر گاہے گاہے اس بزرگ محترم کے متعلق سخت نکتہ چینی کرے اور اس کی توہین و تحقیر میں بھی حصہ لے ۔

(۷) مختار مدعا علیہ نے کربلائے است سیر ہر آنم کی تین توجیہہ کی ہیں ۔

(الف) امام حسین رض کی طرح مظلوم ۔

(ب) جماعت سے بعض لوگ مبتلا آلام ہوں گے ۔

(ج) واقعہ شہادت کی عظمت کا جتلانا مقصود ہے ۔

الجواب

مختار مدعا علیہ کی توجیہات قابل تعجب ہیں ۔ مرزا صاحب نہایت تعلی سے اپنی فضیلت و برتری بیان کرتے ہیں اور حضرت امام حسین رض کے ایثار اور عظیم الشان قربانی اور مظلومیت کی شہادت کی تحقیر کرتے ہیں اور اپنے مراتب و مدارج کو حضرت امام حسین رض سے اعلیٰ اور افضل بتاتے ہوئے شتان بینی و بین حسین کہتے ہیں ۔ میں یہاں صرف مرزا صاحب کے اشعار کا ترجمہ مرزا صاحب کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں اس ترجمہ کی روشنی میں مختار مدعا علیہ کے بے جا توجیہات کی حقیقت عدالت کے نزدیک واضح ہو جائے گی "مجھ میں اور تمہارے حسین رض میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے مگر حسین رض پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو اب تک روتے ہو پس سوچ لو ۔ میں جنت کا کشتہ ہوں مگر تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق بین اور ظاہر ہے ۔"

(اعجاز احمدی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولیاء کی توہین،

مختار مدعاعلیہ نے اس الزام کے دفع کرنے کی چند توجیہات کی ہیں -

(۱) اگر مرزا صاحب کے اس شعر سے تمام اولیاء کی توہین ہوتی ہے تو دین اسلام نے دیگر ادیان کو منسوخ کر کے ان سب ادیان کی توہین کی ہے -

الجواب

مختار مدعا علیہ نے ہمارے قائم کردہ الزام توہین کی علت کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے یہ جواب دیا ہے کہ اگر مرزا صاحب کے قائم کردہ ارشاد و ہدایت سے باقی تمام ارشاد و ہدایت کے منسوخ ہونے سے توہین لازم آتی ہے تو اسلام نے بھی باقی ادیان کو منسوخ کرنے میں ان ادیان کی توہین کی ہے گویا جس طرح اسلام کے باقی ادیان کو منسوخ کرنے سے ان ادیان کی توہین نہیں ہوئی اسی طرح مرزا صاحب کے طرق فیوض و سبل ہدایت سے سابقین کے تمام طرق اور سبل کے منسوخ ہو جانے سے سابقین کی توہین نہیں ہوتی گویا مختار مدعا علیہ نے یہ تسلیم کر لیا کہ مرزا صاحب کا طرق اولین کے طرق کے لیے ایسا ہی ناسخ ہے جیسا اسلام دیگر ادیان کے لیے الحمدللہ مختار مدعا علیہ نے اس سچائی کو کھلے الفاظ میں ظاہر کر دیا جس کو ابتداء سے پوشیدہ کرنا جاتا ہے عدالت خود غور فرمائے کہ مختار مدعا علیہ کے اس جواب میں ثابت ہوگا کہ مرزا صاحب کی امت درحقیقت مرزا صاحب کی تعلیم اور طریق کو اولین کی تعلیم و طریق کے لیے ناسخ مانتی ہے -

(۲) چونکہ حضور علیہ السلام تمام انبیاء سے افضل ہیں اس لیے گویا آپ نے تمام انبیاء کی توہین کی ہے -

الجواب

سب سے پہلے میں عدالت کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ مختار مدعا علیہ مرزا صاحب کی برأت ثابت کرنے کے لیے کس بے دردی کے ساتھ میرے قائم کردہ وجوہ توہین کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیر دیتا ہے گویا اس کو حضور علیہ السلام سے علاقہ تک نہیں باقی رہا یہ امر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ذات کو دیگر انبیاء علیہم السلام سے افضل فرمانا ان انبیاء علیہم السلام کی توہین نہیں کیونکہ افضل کی فضیلت کا بیان مفضول کی توہین نہیں ہوا کرتی اور حضور علیہ السلام کی افضلیت بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے جس میں ایک مسلمان کو بھی کلام نہیں مگر مرزا صاحب کے لیے یہ وجہ نہیں ہو سکتی کیونکہ حضرت ابوبکر کی افضلیت تمام امت میں احادیث صحاح اور اجماع امت میں ثابت ہے اور اسلامیان عالم کا متفقہ اجماعی عقیدہ ہے کہ افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکر۔ لہٰذا مرزا صاحب کے اس قسم کے دعاوی اخیار امت کی توہین کا موجب ہیں -

(۳) اگر مرزا صاحب کے شعر سے توہین لازم آتی ہے تو حضرت سید عبدالقادر جیلانی کے اس شعر افلت شموس الاولین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی توہین لازم آتی ہے۔

الجواب

(الف) حضرت پیر پیران سید عبدالقادر جیلانیؒ مدعی نبوت نہیں بلکہ کبار اولیاء امت سے ہیں جو بہر حال کتاب و سنت کے تابع ہیں نہ ان پر نزول جبریل ہوتا تھا اور نہ مہبط وحی الٰہی ہونے کے مدعی تھے نہ کوئی نئی تعلیم جاری کی اور نہ کوئی نیا فرقہ قائم کیا اور نہ کوئی کشتی نجات بنائی بس ان کے شعر میں شمسنا سے حقیقۃً مراد اسلام ہے شعر کا مطلب یہ ہے کہ پہلے لوگوں کے شموس یعنی ادیان منسوخ ہوگئے اور کہ ہمارا شمس یعنی اسلام کبھی غروب نہیں ہوگا مرزا صاحب کے دعاوی اور ان کی تعلیمات اور تمام کارخانہ دیگر گوں ہے وہ نئی دنیا اور نیا آسمان اور نئی زمین نیا موسیٰ نیا عیسےٰ نیا محمد علیہم السلام حتی کہ نیا خدا تعالیٰ بنانے کے خواہاں ہیں اس لیے مرزا صاحب کے شعر کا مطلب بجز اس کے اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ یا تو پہلی تعلیمیں منسوخ ہوگئیں یا یہ کہ اب موصل الی اللہ صرف مرزا صاحب کا ایجاد کردہ مذہب احمدیت ہے چنانچہ مختار مدعا علیہ نے اس پر تصریح کی ہے جو آگے عرض کرتا ہوں۔

(ب) حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ ولی کامل تھے مگر مدعی نبوت نہ تھے صوفیاء کرام کی تصریحات کے مطابق سکر میں بعض کلمات اہل اللہ کی زبان سے بے اختیار نکل جاتے ہیں تو ان کو پسند نہیں فرماتے جیسا کہ کتب تصوف میں مصرح ہے اور چونکہ انبیاء کی بعثت مخلوقات کی ہدایت وارشاد کے لیے ہوتی ہے اور ان کا تقرب الی اللہ نہایت اعلیٰ اور موثق ہوتا ہے اور ان کا قول و فعل قابل حجت ہوتا ہے اس لیے انبیاء علیہم السلام کے لیے کسی وقت بھی سکر نہیں ہوتا۔ پس چونکہ مرزا صاحب مدعا علیہ اور اس کے مختار کے نزدیک نبی ہیں لہٰذا مرزا صاحب کے لیے یہ عذر بھی نہیں ہوسکتا کہ سکر کی حالت میں ایسا کہا ہو۔ پس مرزا صاحب کے اس شعر کا قیاس حضرت پیر صاحب کے شعر اور قول پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

(ج) مرزا صاحب کے شعر کا صرف یہ مطلب ہے کہ پہلے اولیاء وغیرہ نے جو طریق نکالے تھے وہ سب طرق اب بند کئے گئے ہیں اب کوئی شخص ان طرق کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ میرا طریق اختیار نہ کرے جو طریقہ میرے سید و مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔

الجواب

مختار مدعا علیہ نے مرزا صاحب کے شعر کا معنی کرکے ہمارے مقصد کی بکلی تائید و توثیق کردی ہے۔ بحمد اللہ العلیم اس نے اس بات کو تسلیم کرلیا جو ہمارا دعویٰ یعنی مرزا صاحب سے اخیار امت واکابر کے نزدیک جو خدا تعالیٰ تک پہنچے جو طریق اور ذریعے تھے دو حال سے خالی نہ ہوئے یا تو وہ حضور علیہ السلام کے طریق کے مخالف تھے یا موافق۔ اگر موافق تھے تو ناحق ان ذرائع اور طرق کی بندش کا حکم دے کر اخیار امت کی توہین کی ہے یا اگر پہلے بزرگوں کے طرق کے مخالف تھے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے بڑھ کر اکابر واخیار کی تحقیر و توہین اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ بغیر استثناء احدے خود بھی اور دیگر مسلمانوں کو بھی ایک ایسے طریق پر چلایا جو حضور علیہ السلام کا طریق نہ تھا۔ پھر اس میں کسی ایک کا استثناء نہیں۔ اولین رہنمایان اسلام حضرات صحابہ ہیں جنہوں نے صحرائے عرب سے نکل کر قیصر و کسریٰ کی مملکتوں کو پائمال کر کے لوگوں کو مشرف باسلام کیا اور دور افتادہ انسانوں کو خدا رسیدہ بنایا۔ پھر تابعین اور تبع تابعین کا دور ہے جن کے مساعی سے اقصیٰ مشرق و مغرب کے لوگ مشرف باسلام ہو کر خدا تعالیٰ تک پہنچے۔ اور پھر علماء امت اور ائمہ مجتہدین ہیں جنہوں نے کتاب و سنت کے حقائق و معارف و مآرب کے ذریعہ سے قلوب کو منور کیا اور پھر اصحاب السلاسل اربعہ چشتیہ نقشبندیہ قادریہ و سہروردیہ ہیں جنہوں نے باتباع طریق محمدیہ لاکھوں کاملین اور واصلین الی اللہ بنائے۔ جن میں مختار مدعا علیہ کے مسلم بزرگ حضرت مجدد الف ثانیؒ اور امام شعرانی وغیرہ حضرات ہیں۔ الغرض مرزا صاحب نے کوئی نیا طریق ارشاد و ہدایت ایجاد کیا ہے جس پر سابقین کا عمل نہیں تھا اور جس کی وجہ سے پہلے مذاہب بند اور بیکار ہو گئے تو یہ نسخ شریعت محمدیہ ہے یا وہی طریق ارشاد و ہدایت ہے جو حضور علیہ السلام سے ماثور و منقول ہے اور جو نسلاً بعد نسلٍ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اصحاب شریعت و ارباب طریقت کا معمول و مسلک رہا ہے۔ پس اس صورت میں ان کے چشموں کو خشک کہنا اور ان کے طریق کو خدا تعالیٰ کی طرف نہ پہنچانے والا سمجھنا اور خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ صرف اپنے طریق ارشاد کو سمجھنا نہ صرف اخیار و ابرار امت کی توہین ہے بلکہ مفاسد عدیدہ کو مستلزم ہے کیونکہ اس توجیہ پر یہ بھی لازم آتا ہے کہ امت محمدیہ جو مرزا صاحب کے سلسلہ میں داخل نہیں ہوئے وہ خدا تعالےٰ کا تقرب اور وصول الی اللہ ہرگز نہیں پا سکتے اور ان کے تمام مجاہدے اور تمام اعمال صالحہ اور ان کا تقویٰ و طہارت اور ان کا عرفان معرفت اور زہد و عبادت خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ تعلیم کی پیروی و پابندی کے باوجود ذریعہ ہدایت و وسیلہ نجات نہ ہو تاوقتیکہ کہ ان اصول اور تعلیم کا اتباع نہ کیا جائے جو مرزا صاحب کی طبع زاد تعلیم ہے۔

(۵) مجدد الف ثانی صاحب نے ہزار سال کے سر پر آنے والے مجدد کو صدی کے سر پر آنے والے مجدد پر اتنی فضیلت دی ہے جتنی سو اور ہزار میں نسبت ہے تو گویا اس قول میں مجدد صاحب نے سابق مجددین کی توہین کی ہے۔

الجواب

(الف) مختار مدعا علیہ نے اگرچہ حضرت مجدد صاحب کو مسلم بزرگ مانا ہے مگر اس کو اپنے مسلم بزرگ کا مقرر کردہ اصول بھی تسلیم نہیں ورنہ اس کو ماننا پڑے گا کہ مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کے بیان میں بیشک توہین کی ہے کیونکہ خود مرزا صاحب کا اقرار ہے اور مختار مدعا علیہ کا عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب چودھویں صدی کے مجدد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور حضرت مجدد صاحب سرہندی مجدد الف ثانی ہیں ۔ یعنی دوسرے ہزار سال کے آغاز پر مجدد ہوئے ہیں جو چودہویں صدی کے مجدد یعنی مرزا صاحب اور دوسرے ہزار سال کے مجدد یعنی مجدد صاحب سرہندی کے درمیان حسب تصریح مجدد صاحب ۱؍۱۰ کی نسبت ہو گی یعنی مجدد الف ثانی صاحب مرزا صاحب سے دس گنا افضل واکمل ہوں گے ۔ پھر مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا ۔ سراسر توہین و تحقیر ہے جو ہمارا مدعا ہے ۔

(ب) حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قول مجددین سابقین کی قطعاً توہین نہیں بلکہ توہین کا ادنیٰ سا شائبہ بھی نہیں ۔ حضرت مجدد صاحب کے قول کا معنیٰ یہ ہے کہ ہزار سال کے سر پر جو مجدد آتا ہے وہ اُن تمام مجددین سے دس گنا افضل ہوتا ہے جو اس ہزار سال کے ہر صدی پر آتے ہیں ۔ بالکل صحیح اور مسلم سن ہجری کے پہلے ہزار سال کی پہلی کا مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی ہیں جیسا کہ نواب صدیق حسن صاحب نے حجج الکرامہ میں اور مرزا صاحب کی اُمت میں سے عبدالرحمٰن خادم نے اپنی پاکٹ بک میں لکھا ہے ۔ پس پہلے ہزار سال میں جس قدر مجددین صدی بصدی آئے اُن سب سے حضرت عمر بن عبدالعزیز افضل ہیں ۔ کیونکہ تابعی اور خیر القرون میں سے ہیں ۔ پہلے ہزار اسلامی ختم ہونے پر دوسرے ہزار اسلامی کے پہلی صدی پر جو مجدد آیا وہ اس ہزار سال کے ان تمام مجددین سے افضل ہے جو اس ہزار سال کی ہر ایک صدی کے سر پر آتے رہیں گے ۔

پس مجدد صاحب کے اس قول سے حضرت مجدد صاحب الف ثانی کی فضیلت صرف ان مجددین پر ثابت ہو گی جو ہزار ثانی کے ہر صدی کے سر پر آتے رہیں گے ۔ پس مجدد صاحب کی فضیلت صرف آئندہ آنے والے مجددین پر ثابت ہوئی نہ پہلے ہزار سال کے مجددین پر ۔ مجدد صاحب کے اس قول کے مطابق مرزا صاحب نے برتری اور فضیلت ظاہر کر کے مختار مدعا علیہ کے مسلم بزرگوں حضرت مجدد صاحب الف ثانی اور علامہ عبدالوہاب شعرانی وغیرہ بزرگوں کی توہین کی ۔

اے بدذات فرقہ مولویان

مختار مدعا علیہ نے اس الزام کے جواب میں اپنے نبی مرزا صاحب کی سنت پر عمل کرتے ہوئے علماء امت کے حق میں نہایت مغلظ الفاظ استعمال کئے ہیں ہم اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسوہ حسنہ لم یکن النبی فاحشًا ولا متفاحشًا اتباع کرتے ہوئے مختار مدعا علیہ کی سخت کلامی بھی برداشت کرتے ہیں چونکہ مختار مدعا علیہ نے اس بحث کو بیجا طول دیا ہے اور اس قسم کا مغالطہ بار بار دیا ہے اس لیے مختار مدعا علیہ کے مغالطہ کو ظاہر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے اور اصل حقیقت کو دکھلانے کے لیے ذرا تفصیل سے عرض کرتا ہوں۔

خلاصہ جواب مختار مدعا علیہ

(۱) مرزا صاحب نے شرفاء و علماء کو گالیاں نہیں دیں یہ گالیاں ان علماء کو دیں ہیں جن کا شیوہ خباثت و شرارت ہے۔

(۲) مرزا صاحب کی یہ گالیاں ایسے علماء کو ہیں جن کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا الخ۔

(۳) شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے وقت کے علماء کو یہود کا نمونہ بتلایا ہے۔

(۴) یہ گالیاں ان مولویوں کے حق میں ہیں جنہوں نے سخت مخالفت کی اور ان کی زبان درازی انتہا کو پہنچ گئی اور محش مضمون کے اشتہار دئے۔

(۵) مسیح مولوی نے جس طرح اپنے وقت کے مولویوں اور فقیہوں کو سانپ اور سانپ کے بچے حرامکار وشریر کہا اسی طرح مسیح محمدی نے اسی قسم خبیث فطرت ممسوح القلب سیاہ باطن مولویوں کے حق میں یہ الفاظ اے بد ذات فرقہ مولویان الخ استعمال کیے۔

(۶) یہ الفاظ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور ان کے ہم مشرب مولویوں کے حق میں ہیں۔

(۷) ان العدی صاروا الخ سے مراد وہ مولوی ہیں جنہوں نے مرزا صاحب کو گالی دیں جو خنزیر صفت ہیں۔

(۸) کنزل العمال میں حدیث ہے کہ امت میں ایک خوف آئے گا۔ لوگ علماء کی طرف رجوع کریں گے تو وہ خنزیر اور بندر ہو چکے ہوں گے۔

(۹) ایسے مولویوں سے مراد وہ مولوی ہیں جو نقول کے پابند ہوں گے۔

(۱۰) اگر مرزا صاحب کی دشنام دہی گالی ہیں تو قرآن میں بھی بہت سے گالیاں ہیں ذٰلك مثل الذین کذبوا بآیات اللہ الخ

(۱۱) عورتوں سے جن کو کتیاں کہا ہے وہ مراد جنہوں نے گالی دیں۔

الجواب

بجائے ہر ایک شق کے جواب دینے سے ایک اجمالی جواب دیتا ہوں۔ کہ علماء وقت کو مرزا صاحب نے کیوں گالی دیں اور علماء وقت اور مرزا صاحب کی عداوت کیوں تھی۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ تیرہ سو سال سے بنصوص قطعیہ کتاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت و اجماع امت اسلامیان عالم کا متفقہ عقیدہ تھا کہ حضور خاتم الانبیاء ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔ اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری امت سے تیس دجال کذاب پیدا ہوں گے - ہر ایک کا یہ دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم الانبیاء ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں اس پیشگوئی کے مطابق کئی ایک مدعیان نبوت پیدا ہوتے - علماء امت نے ان کو کذاب و دجال قرار دیا اسلامی حکومت نے ان سے جہاد کیا آخر ان کو قتل کر کے فتنہ کو فرو کیا - مسیلمہ کذاب مدعی نبوت کو کافر و دجال قرار دیا بحکم خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ نے جہاد کیا اور قتل کیا علیٰ ہذا جب بھی کسی نے دعویٰ نبوت کیا علماء نے اس کو دجال و کذاب کا فتویٰ دے کر اس کے قتل کا حکم دیا - تاآنکہ مرزا صاحب نے انگریزی حکومت کے زیر سایہ دعویٰ نبوۃ کیا - اسلامی حکومت نہیں تھی جو اس پر احکام شرعی جاری کرتی - صرف علماء امت موجود تھے جنہوں نے حیات دین متین کے لیے مرزا صاحب کو بروی حدیث سیکون فی امتی دجال و کذاب کہا اور مرزا صاحب کے تمام دجل اور ان کے پردوں کو پارہ پارہ کیا اُمت محمدیہ کو کفر و ارتداد کے اس فتنہ عظیمہ سے بچانے کے لیے مرزا صاحب کو مناظروں میں شکستیں دیں اور ان کی تردید میں مستقل کتابیں لکھیں اور مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کی فریب کاریوں کو آشکارا کیا۔ اس جہاد فی الدین میں حضرت مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت گرانقدر خدمات ادا کیں - مرزا صاحب کا جادو ان کے منشاء اور تخیل کے مطابق نہ چل سکا اور مرزا صاحب کو یقین ہوگیا کہ اس فتنہ عظیمہ کی سرکوبی کے لیے علماء وقت نے "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" کا شان دکھلایا ہے جب تک طبقہ علماء موجود ہے میری دعوت حسب منشاء اشاعت نہیں ہو سکتی اور علماء کا وجود میری قبولیت کے لیے سنگ راہ ہے تو پھر کیا تھا کہ مرزا صاحب نے علماء امت اور بزرگان وقت کو نہایت غلیظ گالی دینے شروع کر دیں -

مولوی الٰہی بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب عصاء موسیٰ میں مرزا صاحب کی گالیاں کو بحروف تہجی کی ترتیب سے جمع کر دیا ہے اس کے لیے عصاء موسیٰ کا صفحہ ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ ملاحظہ کیا جائے اب تفصیلاً ہر ایک شق کا جواب دیتا ہوں -

(۱) یہ جواب بالکل مہمل و بے سود ہے پہلے شرافت اور خباثت کا ایک معیار مقرر کیا ہوتا جس معیار پر تنقید کی جاتی کہ فلاں شریر ہے اور فلاں شریف شرافت نسب شرافت علم شرافت تقویٰ کے باکمال انسانوں کو مرزا صاحب نے سخت فحش گالی دی ہیں مثلاً پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی مولانا عبداللہ صاحب ٹونکی و مولانا اصغر علی صاحب روحی وغیرہ اکابر علماء اور برگزیدہ بزرگوں کو گالی دینا اور پھر ان کو شریر کہنا کس قدر تعدی ہے - ان حضرات نے محض نصرت دین اور اعلاء حق اور محافظت احوال اسلام و بحکم نبوی سیکون فی امتی ثلاثون الخ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزا صاحب پر فتویٰ تکفیر دیا جو محض اصول اسلام کے مطابق اور حکم شرعی کی پابندی تھی ایسے علماء کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت فرمائی تھی۔ لا تزال طائفۃ من امتی الخ

(۳) حضرت شاہ صاحب کا قول یقیناً مرزا صاحب کے مخالف علماء پر چسپاں نہیں کیونکہ اس وقت مرزا صاحب کا وجود اور دعویٰ اور نہ علماء کا ان کے متعلق فتویٰ تھا ہاں حضرت شاہ صاحب کا قول ان مولویوں کے متعلق ہے جو کہ کتاب و سنۃ کو چھوڑ کر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی تحریف کر کے اصول دین میں فتنہ ڈالتے ہیں اب معاملہ بالکل صاف ہے ایک طرف تو وہ علماء جو آیات قرآنی اور احادیث نبویہ کا وہ معنیٰ کرتے ہیں جو حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام سے مروی ہیں اور اجماع امت سے ثابت ہیں اور اسی اصول اور روشنی میں مرزا صاحب کی تکفیر کرتے ہیں اور دوسری طرف مولوی صاحب ہیں جو تصریحات الٰہیہ اور تنصیصات نبویہ اور اقوال اجماعیہ کے خلاف مرزا صاحب کے ہمنوا ہو کر آیات و احادیث میں تحریف کر کے مرزا صاحب کی نبوت ثابت کرنے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اسی لیے شاہ صاحب کے قول ایسے مولویوں کو یہودی صفت کہا گیا ہے۔

(۴) مرزا صاحب نے جس قدر علماء و صلحاء کو گالی دی ہیں اس کا ہزارواں حصہ بھی کوئی عالم دین نہ دے سکتا ہے مرزا صاحب کو دجال و کذاب کہا مگر یہ وہ الفاظ ہیں جو حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے آپ کے بعد مدعی نبوت کے لیے صادر ہوئے ہیں اس میں علماء کا کیا قصور ہے یہ ایک فتویٰ شرعی ہے ہر ایک مسلمان ایسا کہنے کے لیے شرعاً مجبور ہے۔

(۵) یہ مرزا صاحب کا حضرت مسیح علیہ السلام پر بہتان ہے انبیاء علیہم السلام اخلاق مرضیہ کاملہ سے متصف اور خلق اعلیٰ کا نمونہ ہوتے ہیں اگر کسی انجیل میں ایسا لکھا ہوا ہے تو ہم اس کے مکلف نہیں اس لیے کہ انجیل میں تحریف ہو چکی ہے جو مرزا صاحب کو بھی تسلیم ہے قرآن و حدیث اور آثار صحابہ میں اس کا کوئی اصل نہیں باقی رہا یہ کہ مختار مدعا علیہ نے مرزا صاحب کے مخالف علماء کے حق میں خبیث فطرت ممسوح القلب اور سیہ باطن کے الفاظ استعمال کئے ہیں ہم ان کو برداشت کرتے ہیں کیونکہ ہمارے مولیٰ اور آقا علیہ السلام نے اس طریق گفتگو سے منع فرمایا ہے۔

(۶) حضرت مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی کی مرزا صاحب سے کوئی عداوت نہیں تھی پہلے پہل جب مرزا صاحب نے اسلام کی خدمت کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو مولانا محمد حسین صاحب نے ان کی تعریف و توصیف کر دی جب رفتہ رفتہ مرزا صاحب اسلامی تعلیم سے دور ہوتے گئے تو مقدسین پر زبان درازی کی مجدد و مہدی بنتے بنتے مسیح تا رسول بننے گئے تو ناچار مولوی صاحب نے تمام اکابر و افاضل علماء ہند سے استفتا کیا سب نے بالاتفاق مرزا صاحب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بر کفر کا فتویٰ دیا اور قرآن واحادیث صحابہ کرام ائمہ عظام کے اقوال وآثار کی روشنی میں یہ فتویٰ مرتب ہوا۔ اس لیے ہماری گذارش ہے کہ اس فتوے کو جو ایک کتابی صورت میں ملاحظہ فرمائے تاکہ یہ تمام حقیقت واضح ہو جائے اگر اس وقت کے علماء مرزا صاحب کی تکفیر نہ کرتے تو کیا ناموس اسلام کی خیانت اور روایات اسلامی کی حفاظت جہال اور بے علم لوگ کرتے کیا ادوار ماضیہ کے علماء وائمہ نے مدعیان نبوت کی تکذیب وتکفیر نہیں کی تھی۔ مرزا صاحب کے وقت کے علماء نے مرزا صاحب کی تکفیر وتکذیب میں کوئی نیا کام نہیں۔ مقام تعجب ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور طلیحہ وسجاح وبہاء اللہ مدعیان نبوت کو کافر کہنے والے علماء تو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا مصداق ہوئے اور چودھویں صدی کے مدعی نبوت مرزا صاحب کی تکفیر کرتے علماء بدترین خلائق ٹھیریں۔

ج اولاً یہ سراسر بہتان اور افتراء ہے کیونکہ مختار مدعا علیہ نے اس کو کوئی ثبوت نہیں پیش کیا محض دعویٰ بلا دلیل ناقابل سماعت ہے۔ مرزا صاحب کی عادت تھی کہ وہ پہلے ایک قابل مواخذہ بات کر دیتے۔ جب اعتراضات ہوتے افتراء کے طور اس کی ابتداء اور ان کی طرف منسوب کر دیتے تھے ہاں مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا علماء نے بموجب فرمان نبوی ان کو کذاب ودجال ضرور کہا یا مرزا صاحب کی پیشگوئیوں پر نکتہ چینی کی مرزا صاحب کے دلائل لاطائل کی حقیقت کھول کر رکھ دی تاکہ لوگ اس فتنہ والحاد سے بچ جائیں۔ جس پر مرزا صاحب نے دلائل کا جواب دشنام دہی سے دیا جو ہر مطلوب کا طریق کار ہے۔

(۸) مختار مدعا علیہ نے کنز العمال کی حدیث نقل کر کے مرزا صاحب کے مخالف علماء کو خنزیر اور بندر بتلایا ہے۔ بندر اس لیے کہ نقل آثار کے عادی ہوں گے یعنی لکیر کے فقیر اور پرانی روایات کے پابند ہوں گے۔ اور خنزیر اس لیے جواب سے عاجز ہو کر خنزیری صفات یعنی گالی دیں گے یہ ہے مختار مدعا علیہ کا سلیقہ جو اس نے اپنے پیشوا مرزا صاحب سے وراثتاً پایا ہے۔ اب میں حدیث کا جواب دیتا ہوں اور مختار مدعا علیہ کی غلط فہمی کا ازالہ کر کے ثابت کرتا ہوں۔ کہ مختار مدعا علیہ نے ناحق اس حدیث کو مرزا صاحب کے مخالف علماء پر چسپاں کیا ہے۔ حالانکہ یہ حدیث صاف طور پر ان مولویوں پر منطبق ہے۔ جنہوں نے قرآن وحدیث میں تحریف کر کے مرزا صاحب کی تصدیق کی ہے کہ حضور علیہ السلام اخیر زمانہ کے متعلق پیشگوئی فرماتے ہیں کہ میری امت میں ایک خوفناک فتنہ اٹھے گا جو اس فتنہ قادیانیہ کی طرف اشارہ ہے ناواقف لوگ اپنے علاقہ کے مولویوں کی طرف اس فتنہ کی فریاد لے جائیں گے کہ اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے اٹھیں ان میں سے بعض مولوی پہلے اس فتنہ میں مبتلا ہو کر بنی اسرائیل کے بعض مغضوب علیہم لوگوں کی طرح ممسوخ ہو کر خنزیر وبندر ہو چکے ہیں یعنی رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بتلایا صراط مستقیم چھوڑ کر اس فتنہ کو قبول کر کے کونوا قردۃ خاسئین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مصداق ہو چکے ہوں گے اور لوگوں کو بھی اسی فتنہ عظیمہ کی دعوت دیں گے ۔ یا مقتضا ہے کہ اس گروہ کے مولویوں میں بندروں کی نقل اور خنزیروں کی بے غیرتی پائی جائے گی ۔ چنانچہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ اس فرقہ کے مولوی مرزا صاحب کی برأت کے لیے مختلف نقلیں اتارتے رہتے ہیں اور حاطب لیل ہو کر کہیں تورات کا قول کہیں انجیل کے حوالے کبھی جنم ساکھیوں کی عبارتیں کسی وقت صوفیاء کرام کے اقوال پیش کرتے ہیں تاکہ مرزا صاحب کی برأت کا سامان ہو جائے اس فرقہ کے مولویوں کو مناظرہ و استدلال کے میدان میں جو روز اوّل سے شکستیں اور ذلتیں نصیب ہوتی رہی ہیں ۔ مقتضائے غیرت یہ تھا کہ کبھی نام نہ لیتے مگر ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خنزیر صفت بتلا کر بطور پیشگوئی فرمایا تھا کہ ان میں غیرت نہیں ہوگی یہ ہے حدیث کا مطلب جس کو مختار مدعا علیہ نے غلط بیان کر کے مرزا صاحب کے مخالف علماء پر چسپاں کیا تھا ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان علماء کو بشارت دی ہے کہ جو اس فتنہ میں مبتلا نہ ہوں گے اور صراط مستقیم پر قائم رہیں گے لایزال طائفۃ من امتی الخ

(۹) مختار مدعا علیہ اپنے پیشوا سے کس قدر تنزل کر کے کہتا ہے کہ اگر مرزا صاحب کی کلام میں گالیاں ہیں تو ماننا پڑے گا کہ قرآن کریم میں گالیاں ہیں ورنہ خود مرزا صاحب نے تو یہاں تک فرما دیا تھا کہ ماننا پڑے گا کہ قرآن گالیوں سے پر ہے ۔ پس ان ہر دو عبارات سے عدالت خود غور فرما سکتی ہے کہ ان لوگوں کا تعلق اسلام اور بانیٔ اسلام اور قانون اسلام یعنی قرآن کریم سے کس قدر ہے کہ اگر مرزا صاحب کی تعلیم پر اعتراض کیا جائے تو ویسا اعتراض اسلام پر کر دیتے ہیں اگر الزام مرزا صاحب سے ثابت ہو تو اسی قسم کا اعتراض حضور علیہ السلام کی ذات اقدس پر کر دیتے ہیں اور اگر کوئی اعتراض مرزا صاحب کی کلام پر وارد ہو تو ویسا ہی اعتراض قرآن حکیم پر عائد کر دیتے ہیں پھر لطف یہ کہ دعویٰ بھی موجود ہے ۔ ما مسلمانیم از فضل خدا ۔

(۱۰) قرآن کی بیان کردہ مثال ذٰلک مثل الذین کذبوا بآیات اللہ الآیۃ بھی حرف بحرف مرزا صاحب کی جماعت کے مولویوں پر صادق آتی ہے کیونکہ کتابیں پڑھنے کے بعد ان مولویوں نے اللہ تعالیٰ کے فرامین اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد و ہدایت کو پس پشت ڈال کر ختم نبوۃ کا قرآنی اور نبوی اور اجماعی عقیدہ چھوڑ کر محض ہوائے نفس میں علم ربانی سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا اور پھر علماء ربانیین نے ان کے عقیدہ باطل کی تردید میں روز روشن کی طرح دلائل و براہین قائم کر دیے وہ صم بکم عمی رہ کر ہدایت سے محروم رہے ۔

(۱۱) مختار مدعا علیہ نے تو اس جواب میں کمال ہی کر دیا مرزا صاحب اپنے مخالفوں کو خنزیر لکھتے ہیں اور ان کی بیویوں کو کتیاں مگر مختار مدعا علیہ کہتا ہے کہ وہ عورتیں مراد ہیں جو مرزا صاحب کو گالی دیتی ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ اولاً اس ملک کی عورتوں کو مشاجرات مذہبی کا علم بھی نہیں ہوتا اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ ان سب مخالفین کی عورتوں کو مرزا صاحب اور ان کے اپنے خاوندی مخالفات مذہبی کا علم بھی ہو گیا ہو تو یہ کہاں سے لازم آیا کہ مخالفوں کی عورتیں مرزا صاحب کو گالی بھی دیتی ہوں گی پھر مرزا صاحب کا بلا استثناء مخالفوں کی عورتوں کو کتیاں کہنا کس قدر بلا دلیل الزام ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریۃ البغایا

مختاران مدعیہ نے لغت کے مستند اور معتبر کتب سے ثابت کر کے بتلایا کہ ذریۃ البغایا کے معنی حرام کار عورتوں کے بیٹے کے ہیں۔ مرزا صاحب نے اپنے ان تمام مخالفوں کو جو ان کے دعویٰ نبوت کی تصدیق نہیں کرتے اور اس دعویٰ میں ان کو جھوٹا مانتے ہیں ان کو زنا کار عورتوں کی اولاد بتلایا ہے۔ حالانکہ کوئی شریف انسان اپنے کسی مخالف کو صرف اختلاف دعویٰ کی وجہ سے زانیہ عورتوں کی اولاد یا حرام زادے نہیں کہتا کیونکہ مذہبی اختلاف بنیاد عقائد پر ہے نہ مخالف کے نطفۂ حرام اور زانیہ عورت کے اولاد ہونے پر مختاران مدعا علیہ نے دیدہ و دانستہ اس حقیقت نفس الامری کو چھپانے کے لیے مرزا صاحب کے قول لا قوۃ الا ذریۃ البغایا کی چند رکیک توجیہیں کی ہیں۔ پہلے اس سے کہ میں ان توجیہات کا بطلان ثابت کروں خود مرزا صاحب کے مصنفات بغی و بغیہ و بغایا۔ بمعنی زانیہ زنا کار بازاری حرام کار فاحشہ عورتیں پیش کرتا ہوں جہاں کہیں مرزا صاحب نے ان الفاظ کو استعمال کیا ہے ان کا ترجمہ زنا کار حرام کار عورتیں کیا ہے۔ میں مرزا صاحب کے صرف ایک رسالہ لجۃ النور سے چودہ حوالے پیش کرتا ہوں جس میں مرزا صاحب نے بغی و بغیۃ و بغایا۔ کا ترجمہ زنا کار بدکار بازاری عورتیں کیا ہے۔ چنانچہ لجۃ النور کے صفحہ ۳۱ میں ہے یبیعون بتلک البغایا۔ جس کا ترجمہ مرزا صاحب نے خود کیا ہے بلکہ ”بدیدن زن ہائے زانیہ خوش مے شوند۔ اور صفحہ ۶۹ میں ہے ویجترا ؤن کالبغایا علی انواع الخبائث۔ جس کا ترجمہ مرزا صاحب نے یہ کیا ہے کہ ہم ”چو زنان بازاری بر ہر نوع ناپاکی دلیری مے نمایند“ اور صفحہ ۸۵ میں ہے وقد تجتمع الیھم فی بعض لیالیھم بغایا السوق۔ جس کا ترجمہ خود مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے۔ ”وگاہے در بعض شب زنان بازاری مے آیند“۔ اور صفحہ ۸۶ میں ہے ینزوجون البغایا جس کا ترجمہ مرزا صاحب نے یہ کیا ہے ”در نکاح خود مے آرند زنان بازاری را“۔ اور اسی صفحہ میں ہے تخرج بھا کالبغایا نوع من الجلادۃ۔ جس کا ترجمہ مرزا صاحب نے یہ کیا ہے کہ ”بان ہمچو زنان بازاری قسمے از چالاکی در ایشاں یافتہ میشود“۔ اور صفحہ ۸۸ میں ہے فان نطفۃ البغایا قد خامر اکثر ولد۔ جس کا ترجمہ خود مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے۔ ”چراکہ نطفہ زنان بازاری باکثر بچگان مخلوط شدہ“ اور اسی صفحہ میں ہے۔ ویتلون تلو البغایا کدار الخانۃ۔ جس کا ترجمہ خود مرزا صاحب نے ”و پس زنان فاسقہ ہمچو مستان شراب خانہ می روند“ اور صفحہ ۸۹ میں ہے ان للدجال والبغایا نسیرۃ واحدۃ۔ جس کا ترجمہ مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے کہ ”زنان فاحشہ و دجال در حیلہ جوئی و کارسازی مشابہت می دارند“ اور صفحہ ۹۰ میں ہے ان نسا دار ان کن بغایا۔ جس کا ترجمہ مرزا صاحب نے یہ کیا کہ اگر ”در خانہ زنان آن خانہ فاسقہ باشند“ اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ ۹۶ میں ہے وما اھلکھم الا البغایا جس کا ترجمہ مرزا صاحب نے خود یہ کیا ہے "ہلاک نہ کرد ایشاں را مگر زنان فاحشہ" وقد کثرت البغایا بشقوۃ الناس فی ھذا الزمان۔ جس کا ترجمہ مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے "و برائے بدبختی مردم زنان فاحشہ دریں زمان بسیار شدہ اند"۔

اور صفحہ ۹۶ میں ہے وربما تسقط بغی من کثرۃ الخمر فی وسط السوق و جو الزھو جس کا ترجمہ مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے "و بسا اوقات زن فاحشہ از کثرت شراب خوری در وسط بازار و گذر مردم بیہوش مے شود"۔

اور صفحہ ۹۷ میں ہے ویبذل فی مداوات بغی جھد امسی۔ جس کا مرزا صاحب نے یہ ترجمہ لکھا ہے۔ "و خرچ مے کند در علاج زنان فاحشہ کوشش طبیب"۔

اور صفحہ ۱۱۸ میں ہے واستخلوا من شرح الوقایۃ والھدایۃ الی الجواھر والبغایا جس کا ترجمہ مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے واز شرح وقایہ وہدایہ رو تافتہ سوئے زنان بدکار"۔

ہم نے مرزا صاحب کے ایک رسالہ سے چودہ حوالے ایسے پیش کر دیئے ہیں جس میں مرزا صاحب نے بغیہ۔ بغی۔ بغایا کا ترجمہ زن ہائے بازاری زن ہائے زانیہ زن ہائے فاحشہ زنان بدکار کیا ہے اب آئینہ کمالات ص۵۴۸ کے لفظ ذریۃ البغایا کی تشریح اور تعین معنی میں مختاران مدعا علیہ کے پیشوا غلام احمد صاحب کے استعمالات اور محاورات اور بیان کردہ معنی سے صاف ظاہر ہے۔ مختاران مدعا علیہ کو یقین صریح ہے کہ مرزا صاحب کی بجاس المایاں ان محاوروں کی تشریح اور بیان معنی سے خالی ہیں اگر مختاران مدعا علیہ کو اپنے مقتدا مرزا غلام احمد صاحب کی کسی عبارت میں بغیہ اور بغایا کے وہ معنی ملتے جو مختاران مدعا علیہ مرزا صاحب کے قول الذریۃ البغایا کے کرتے ہیں تو مرزا صاحب کی کسی ایک عبارت یا اس کے ترجمہ سے دکھلاتے حالانکہ ان کے پیشوا و مقتدا مرزا غلام احمد صاحب کو بغیہ اور بغایا یعنی زن فاحشہ زنان بدکاری وغیرہ الفاظ لکھنے کا بکثرت اتفاق ہوا۔ چنانچہ صرف ایک رسالہ لجۃ النور سے چودہ حوالے پیش کئے گئے ہیں بلکہ ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مصنفات سے چند ایسے حوالے پیش کرتے ہیں مختاران مدعا علیہ کے مسلم مقتدا و پیشوا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ذریۃ البغایا کے معنی یعنی اولاد حرام اور حرام زادے کے صریح الفاظ اپنے مخالفوں اور منکروں کے حق میں استعمال کئے ہیں ذریۃ البغایا کا معنی اولاد حرام اور حرام زادے کے متعلق مختاران مدعا علیہ ناجائز حیلے کر رہے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ مرزا صاحب نے منکرین کے حق میں ذریۃ البغایا بمعنی اولاد حرام کے استعمال نہیں کیا۔ ہم نے ان کی تسکین کے لیے لجۃ النور سے ۱۴ حوالے پیش کر دیے ہیں کہ مرزا صاحب بغیہ اور بغایا کے معنی زنان بازاری اور زناکار بدکار کرتے ہیں۔ اگر ان کی تسکین کے لیے کافی نہیں تو اپنے مقتدا و پیشوا کے حوالجات ذیل پڑھ لیں کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح اپنے مخالفوں اور منکروں کے حق میں ذریتہ البغایا کے مترادف الفاظ صریح کہتے ہیں۔

(۱) "پھر بھی کوئی ہماری تکذیب کرے اور اس معیار کی طرف متوجہ نہ ہو اور ناحق سچائی پر پردہ ڈالنا چاہے تو بے شک وہ حلال زادہ نہیں ہوگا۔"

(انوار الاسلام صفحہ ۲۹)

(۲) "جو شخص اس فیصلہ کے خلاف بکواس کرے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔"

(انوار الاسلام صفحہ ۳۰)

(۳) "اگر وہ ولد الحرام نہیں اور حلال زادہ ہیں تو اس مضمون کو پڑھ کر اس فیصلہ کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔"

(انوار الاسلام صفحہ ۳۷)

(۴) اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے مخالفوں سے کون بلا توقف اس فیصلہ کے لیے سعی کرتا ہے اور کون ولد الحرام بننے کے لیے سعی کرتا ہے۔"

(انوار الاسلام صفحہ ۳۷)

(۵) "کہ اگر اب بھی کوئی مخالف مولوی یا کوئی عیسائی یا ہندو یا آریہ یا گیسو والا سکھ ہماری اس فتح نمایاں کا قائل نہ ہو تو اس کے لیے طریق یہ ہے کہ مسٹر عبداللہ صاحب کو قسم مقدم الذکر کے کھانے پر آمادہ کرے اور اگر ایسا نہ کرے تو سمجھا جائے گا کہ وہ شریف نہیں اس کی فطرت میں خلل ہے یہ نہایت صفائی کا فیصلہ اور کسی حلال زادہ کا کام نہیں جو بغیر رعایت اس فیصلہ کے ہم کو جھوٹا شکست خوردہ قرار دے۔"

(مختصر تقریر متعلق فتح اسلام مطبوعہ ۹ ستمبر ۱۸۹۴ء)

ان پنجگانہ حوالجات کے ملاحظہ کے بعد عدالت کے سامنے یہ امر بخوبی آجاتا ہے کہ ذریتہ البغایا کے معنی وہ ہیں جو مختار مدعیہ اور گواہان مدعیہ نے بیان کئے ہیں اور مختاران مدعا علیہ نے جو غلط اور لغو تاویلات بیان کئے ہیں وہ بالکل صحیح اور قابل اعتناء نہیں کیونکہ مرزا صاحب کی عادۃ مستمرہ ہے کہ جو شخص ان کی افترای اور خود ساختہ باتوں کو تسلیم نہ کرے تو فوراً اس کو حرام زادہ اور ولد الزنا کہہ دیتے ہیں۔

باقی رہا مختاران مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ ابن الفاعلہ اور ابن الزانیہ وغیرہ بول کر اس سے بد خصلت انسان مراد ہوتا ہے اگر اس کو صحیح بھی مان لیا جائے تاہم ان کو کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ کیونکہ ان کے مقتدا اور پیشوا کا استعمال کردہ لفظ ذریتہ البغایا ہے جس کے معنی زانیہ عورتوں کی اولاد کے ہیں۔ اور اس لفظ البغایا کے استعمال کا کوئی محاورہ بمعنی بد خصلت انسان کے نہیں پیش کیا۔ متنازعہ فیہ لفظ ذریتہ البغایا ہے نہ ابن الفاعلہ اور ابن الزانیہ وغیرہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی ہذا متنبی کا یہ شعر ؎

تنکرمونھم و انا سھیل طلعت بموت اولاد الزناء

ان کو مفید نہیں اس لیے مختارانِ مدعا علیہ نے اس شعر کا غلط یہ ترجمہ کیا ہے ۔

"یعنی اے علی بن اسحاق آپ حاسدوں اور چغل خوروں کی موت پر تعجب کرتے ہیں حالانکہ سہیل ستارہ ہوں جوان حیوان سرشت بد باطنوں کے لیے طلوع ہوا ہوں"

حالانکہ مولانا ذوالفقار علی صاحب نے تسہیل البیان شرح متنبی میں یہ ترجمہ کیا ہے ۔

"اور تو حاسدوں کی موت کا انکار کرتا ہے حالانکہ میں سہیل ہوں کہ میں بہائم والاد زنا کی موت لے کر آیا ہوں" ۔

مختار مدعا علیہ نے پہلے تسہیل البیان کا ترجمہ نہایت طمطراق سے پیش کیا تھا اب چونکہ تسہیل البیان کا ترجمہ ان کے مدعا کی تردید کرتا ہے لہٰذا اس ترجمہ سے اعراض کر کے از خود ترجمہ کیا اور حیوان سرشت بد باطنوں کا لفظ از خود بڑھایا جو تسہیل البیان کے ترجمہ کے بالکل خلاف ہے تسہیل البیان میں لکھا ہے اراد باولاد الزناء البھائم والعرب تقول اذا طلع سھیل وقع العرباء فی البھائم ۔ یعنی اولاد الزناء سے مراد جانور ہیں اور عرب کہتے ہیں

کہ جب سہیل ستارہ نکلتا ہے تو جانوروں میں وبا پھیل جاتی ہے ۔ یعنی جس طرح سہیل ستارہ کے طلوع سے اولاد الزناء یعنی جانوروں میں موت پڑ جاتی ہے اسی طرح میرا وجود حاسدوں کے لیے موت کا موجب ہے ۔

مگر مختار مدعا علیہ کی دلیری قابل دید ہے کہ عدالت کے سامنے دیوان متنبی جیسی مشہور عالم کتاب کے شعر کے معنے کے متعلق غلط بیانی کر کے دھوکہ دینا چاہا ہے ۔

مختار مدعا علیہ نے اپنے پیشوا اور مقتدا مرزا غلام احمد صاحب جس نے اسلام اور بانیٔ اسلام کی مقدس تعلیم اور روایات سے تمسخر کیا ۔ اپنی خرافات اور ہزلیات کے بچاؤ کے لیے حضرت سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس زندگی کو نشانہ بنایا ۔ تمام شعائر اسلام پر ہاتھ صاف کیا جہاں کہیں مرزا صاحب کے فعل و قول پر اعتراض ہوا فوراً بے دردی سے حضرت آقائے نامدار کی ذات بابرکات پر ویسا حملہ کر دیا ہے ۔ حتیٰ کہ مرزا صاحب کے اس طریق جواب سے پادری بغلیں بجا رہے ہیں ۔ چنانچہ پادری ایس ایم پال مدیر اخبار نور افشاں نے کتاب معذرت نامہ مرزا لکھ کر عیسائیت کی بڑی خدمت کی ہے جو کچھ وہ اسلام اور بانیٔ اسلام اور قرآن حکیم کے متعلق برملا نہیں کہہ سکتے تھے وہ مرزا غلام احمد صاحب کے الفاظ میں کہہ گیا ہے اور ساتھ ہی یہ لکھ دیا ہے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

" بالآخر اس قدر اور گذارش کی جاتی ہے کہ اس کتاب کے جمع اور تالیف میں ہم نے اپنے آپ کو بالکل غیر جانب دار رکھا ہے اور اپنی طرف سے ایک جملہ بھی نہیں لکھا ہے اور ہر قسم کے تصرف سے بالکل اجتناب کیا ہے اس لیے مسیحی مناظرین کی خدمت میں بھی یہی عرض ہے کہ اگر کبھی ان کو اس کتاب سے کام لینے کی ضرورت پڑ جائے تو وہ اس طرح اس کے حوالے پیش کریں کہ مرزا صاحب یا مرزا صاحب کا فلاں مرید یہ کہتا ہے از خود ان اعتراضات کے پیش کرنے کی مطلق ضرورت نہیں۔

مسلمان بھائیوں کی خدمت میں بھی یہ گذارش ہے کہ اگر ان کو اس کتاب کے جواب لکھنے کی ضرورت پڑ جائے تو ہمارا ذکر مطلق درمیان نہ لایا جائے کیونکہ ہم صرف حوالوں کے ذمہ دار ہیں نہ کسی اور امر کے بلکہ براہ راست قادیانیوں کو خطاب کریں"

(معذرت نامہ مرزا صفحہ ۱۰)

ارادہ تھا کہ پادری صاحب کے اس رسالہ کے چند اقتباسات بطور نمونہ پیش کر دیے جائیں مگر اختصار کی خاطر اس رسالہ کے چند اقتباسات پیش کرتا ہوں:

(۱۱) معذرت سوم: آنحضرت کی پیشگوئیاں بھی غلط نکلیں۔

(۱۲) آنحضرت کی پیشگوئیاں کی غلطیاں مرزا کے مریدوں کے زبانی۔

(۱۳) مرزا جی کی دشنام دہی کی معذرت کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پُر ہے۔

(۱۵) قرآن و احادیث میں بھی تناقض ہے

(۱۹) مرزا صاحب کے فرزند دلبند یعنی موجودہ قادیانی خلیفہ کی طرف سے معذرت کہ اگر مرزا صاحب نے اپنی پھوپھی کی بیٹی سے شادی کرنی چاہی تو آنحضرت نے بھی ایسا کیا ہے۔

(۲۱) معذرت اول۔ اگر میری کلام میں سرقہ ہے تو قرآن میں بھی ہے۔

(۲۲) معذرت دوم۔ قرآن میں بھی غلطیاں ہیں۔

(۲۷) آنحضرت کی دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔

(۳۳) اگر مرزا صاحب مجنوں تھے تو آنحضرت بھی محصور تھے۔

(۳۲) اگر مرزا صاحب نے اپنی کوئی بات چھپائی تو آنحضرت نے بھی چھپائی۔

(۳۴) اگر مرزا صاحب کی مراد پوری نہیں ہوئی تو آنحضرت کی مراد بھی پوری نہیں ہوئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳۵) اگر مرزا صاحب کے الہامات میں غیر زبان کے الفاظ ہیں تو قرآن میں بھی ہیں"۔

اس فہرست کے مطالب پر نظر ڈالنے اور پادری صاحب کی گذارش محولہ بالا پر غور کرنے سے بالکل واضح ہے کہ مرزا صاحب اور اس کے مریدوں نے حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور آپ کی ذات پاک اور قرآن حکیم اور اسلام پر کس قدر ناپاک حملے صرف اس لیے کئے ہیں کہ مرزا صاحب کے ہزلیات پر جو اعتراض وارد ہوتے ہیں وہ حضور علیہ السلام اور اسلام اور قرآن پر واضح چسپاں کر دیئے جائیں تاکہ کسی طرح مرزا صاحب کی برأت ہو جائے۔

پادری صاحب نے معذرت نامہ کی تمہید میں ایک خط نقل کیا ہے جو لاہوری مرزائیوں کی اخبار پیغام صلح میں شائع ہوا ہے جس کا خاص حصہ ملاحظہ عدالت کے لیے پیش کرتا ہوں "جب کسی معترض نے مرزا صاحب کی خصلت یا قول یا فعل پر اعتراض کیا اور کوئی عیب یا نقص یا بدی ان کی طرف منسوب کی تو (قادیان سے) اس کے جواب میں کبھی مرزا صاحب کی برأت یا صفائی نہیں بیان کی گئی بلکہ یہ جواب دیا گیا کہ یہ باتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں اور قرآن میں بھی پائی جاتی ہیں ایسے جوابوں سے کوئی امید ہے سادے مسلمان جو اس کی حقیقت سے زیادہ واقف نہیں ہیں مطمئن ہو جاتے ہوں گے مگر غیر مسلمین کے لیے تو صرف مرزا صاحب ہی نہیں بلکہ اسلام بھی سخت اعتراضوں کا نشانہ بن گیا" (معذرت نامہ ص۱)

الحاصل مرزا صاحب اور ان کے مریدوں نے مرزا صاحب کے قابل اعتراض اور غلط افعال و اقوال کے الزامات کے جواز اور برأت کے لیے حضرت سرور عالم علیہ السلام اور قرآن حکیم پر ویسے سنگین حملے کر دیئے۔

یہ نکتہ قابل توجہ ہے اس تیرہ سو سال کے عرصہ میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں سے کسی ایک فرقہ یا فرد واحد نے اپنے فعل یا قول یا اپنے مقتدا مرشد و استاد کے فعل و قول پر اعتراضات اور مخالفوں کی گرفت اور الزامات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن حکیم پر عائد کر کے حضور کی زندگی کو یا قرآن پاک کی تعلیم کو معرض طعن اور مورد الزام نہیں بنایا۔ ہاں بعض پادریوں اور چند متعصب آریوں نے بے شک یہ طریق اختیار کیا مگر اس سے وہ نقصان متصور نہیں ہو سکتا جو مرزا صاحب اور جماعت مرزا صاحب کی تحریرات سے ہوتا ہے اولاً پادری اور آریہ مسلمانوں کے اشتعال سے خائف ہو کر اس بے باکی سے حملے نہیں کر سکتے ثانیاً اگرچہ مرزائیوں کا تعلق اسلام سے دکھاوا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا عیسائیوں اور ہندوؤں کا اور عامۃ المسلمین کے حملوں کو بھی عیسائیوں اور ہندوؤں کے حملوں کی طرح اعداء کے حملے سمجھتے ہیں مگر عیسا)ئی اور آریہ ان حملوں کی وجہ سے خوشی سے پھولے نہیں سماتے اور جو کچھ وہ اسلام اور بانی اسلام کی ذات مقدس پر کھلے لفظوں اعتراض اور حملے نہ کر سکتے تھے وہ مرزا صاحب کے الفاظ میں کر کے اپنی اسلام کی دشمنی کا ثبوت دیتے ہیں۔

باقی رہا مختار مدعا علیہ کا یہ دعویٰ اور اس کی ان کتابوں کو جن میں اسلام کی صداقت ظاہر کی گئی ہے

کس قدر لغو اور فضول ہے مرزا صاحب کی چھوٹی بڑی کتابیں اور رسالے تقریباً ۸۲ ہیں ان تمام کتابوں اور رسالوں میں مرزا صاحب نے بلا ربط اور مناسبت جو کچھ لکھا وہ اپنی مجددیت مہدویت مسیحیت اور رسالت و نبوت کے ثبوت میں مختلف رنگ اور گوناگوں پینترے بدلے رفتہ رفتہ اسلام اور اسلامی روایات اور انبیاء علیہم السلام اور صالحین پر ہاتھ صاف کرتے گئے مرزا صاحب کے دجل اور کذب کو ظاہر کرنے کے لیے علماء نے اپنا فریضہ ادا کیا تو گالی گلوچ پر اتر آئے اگر کسی نے اس بدخلقی پر اعتراض کیا تو جواب دیا کہ قرآن گالیوں سے پر ہے۔ حضور علیہ السلام نے مخالفوں کو گالی دی تھیں۔ علماء نے ختم نبوت وغیرہ استدلال بالحدیث پیش کیا تو احادیث کو یہ کہکر کہ ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے قابل ہیں۔ جھوٹے اور جعلی معجزات اور نشانوں کا پلندہ تیار کیا۔

واقعات نے اس کو غلط ثابت کیا تو کہدیا کہ پہلے انبیاء کی پیشگوئیاں بھی غلط نکلی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی بعض الہامات کو صحیح نہیں سمجھا۔

محمدی بیگم اور عبداللہ آتھم وغیرہ کی پیشگوئیاں جو بالکل صاف غلط ثابت ہوئیں ان کی توجیہات و تاویلات میں سر توڑ کوشش کی علماء اور اکابر امت کے سب و شتم

میں پورا زور صرف کر دیا اور ان کے اوراق سیاہ کرتے گئے اور ساتھ ہی اصول اور روایات اسلام کا انکار اور اپنی مدح سرائی اور اسلاف کا تخطیہ کرتے گئے۔ مرزا صاحب کے مصنفات۔ مثلاً سراج منیر نزول المسیح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تریاق القلوب تحفہ گولڑویہ اعجاز احمدی وغیرہ کو ملاحظہ کیا جاوے۔ اسلام کی حقانیت اور حضور علیہ السلام کی رسالت اسلامی عقائد اور روایات کے ثبوت میں ایک دلیل ایک برہان بھی نہیں ملے گا۔ کہیں کہیں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ممات پر کچھ بیان ہوگا۔ جس میں دلائل اور براہین کا رنگ نہیں بلکہ اس اولوالعزم کی شان میں استہزاء و تمسخر کا پہلو قوی ہوگا۔ اللہ اکبر۔

کس قدر عدل و انصاف سے عاری ہوا مختار مدعا علیہ مرزا صاحب کی کتابوں کو بھی اسلام کی صداقت پر تصنیفات کہتا ہے اگر ان کو اسلامی روایات کی تردید اور دشمنانہ تمسخر سے تعبیر کیا جائے تو زیبا ہے۔ اگر ان مصنفات میں کہیں کہیں حضور علیہ السلام کے متعلق کوئی مدح کا لفظ آتا ہے تو وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک اور اخلاق عالیہ اور تعلیم میں اور اس کے فلسفہ و حکمت پر بیان نہیں۔ بلکہ اس میں اپنی صفائی منوانے کے لیئے فدائیت اور غلامی کا دعوی کرکے حضور علیہ السلام کی عینیت و ہمسری تک پہنچنا مقصود ہوتا ہے اور بس۔

مرزا صاحب اور ان کے مریدوں کے مصنفات میں مذہب اسلام اور بانئی اسلام سے جو دشمنی کی گئی ہے اور عیسائیوں اور آریوں کو کھلے لفظوں میں حملے کرنے کا موقع دیا گیا ہے وہ پادری ایس پال مدیر نور افشاں کی معذرت نامہ مرزا صاحب اور اس کے دیباچہ کے ملاحظہ سے ظاہر ہے۔

پھر مختار مدعا علیہ نے الذریتہ البغایا کی دوسری توجیہ یہ کی ہے کہ جو لوگ حضور علیہ السلام کو چھوڑ کر عیسٰی علیہ السلام کو باپ مانتے ہیں اس لیے استعارۃً ان کو ذریتہ بغایا کہا گیا۔ اور مسلمانوں پر جن کا اعتقاد حضور علیہ السلام کے متعلق یہ ہے کہ۔

ع - بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

یہ الزام غلط عائد کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو امت کے حقیقی اور روحانی باپ ہیں انہیں چھوڑ کر حضرت عیسٰی علیہ السلام کو حضور علیہ السلام پر فضیلت دینا اور حضور کو چھوڑ کر ان کو اپنا باپ تسلیم کرنا ہے۔ تو وہ بھی اس بدکار عورت کے مشابہ ہے پس ایسے لوگوں کو استعارۃً ذریتہ البغایا قرار دیا جانا بالکل درست ہے۔"

یہ مختار مدعا علیہ کی خیانت ہے کہ اس نے مسلمانوں پر ایک واجب الاحتراز الزام لگایا ہے کہ وہ حضرت عیسے علیہ السلام کو حضور علیہ السلام پر فضیلت دیتے ہیں اور حضور علیہ السلام کو چھوڑ کر حضرت عیسے علیہ السلام کو باپ بناتے ہیں ان ھذا الا بہتان عظیم مگر بایں ہمہ مختار مدعا علیہ نے بغایا کا معنی بدکار عورت تو تسلیم کر لیا ہے لیکن محض فریب اور خدع کرکے مسلمانوں کو ذریتہ البغایا کہنے کی جواز کی وجہ حضور علیہ السلام کا چھوڑنا اور عیسے علیہ السلام کو ان پر فضیلت دینا بتلایا ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب نے ان لوگوں کو ذریتہ البغایا کہا جو مرزا کے دعوی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو نہ مانیں اور اس کی مہمل مصنفات کو بنظر محبت نہ دیکھے اصل عبارت مرزا صاحب کی یہ ہے تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة و ينتفع من معارفها ويقبلني و يصدق دعوتي الا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون ۔ جس کا ترجمہ لفظی یہ ہے یہ کتابیں ہیں ان میں ہر ایک مسلمان محبت اور مودت کی آنکھ سے نظر کرے گا اور ان کے معارف سے نفع اٹھائے گا مگر وہ زانیہ عورتوں کی اولاد جن کے دلوں میں اللہ تعالٰے نے مہر مار دی ہے سو وہ قبول نہیں کریں گے ۔

آئینہ کمالات کی اصل عبارت اور اس کے لفظی ترجمہ سے واضح ہے مرزا صاحب نے ان تمام مسلمانوں کو ذریۃ البغایا یعنی زانیہ عورتوں کی اولاد کہا ہے جو مرزا صاحب کے دعاوی یعنی مہدی ہونا، مسیح ہونا، نبی و رسول ہونا، عین محمد علیہ السلام ہونا نہیں مانتے ۔

مسلمان اپنی دینی اور دنیاوی فلاح کی مدار حضور علیہ السلام کی غلامی سمجھتے ہیں مگر مرزائی حضور علیہ السلام کی غلامی پر اکتفا نہ کر کے مدار ایمان اور مدار نجات مرزا صاحب کی غلامی سمجھتے ہیں ۔ اس لیے مختار مدعا علیہ کے استدلال پر استعارۃً مرزا صاحب کی امت کو ذریۃ البغایا کہنے کی ایک وجہ ہو سکتی ہے ۔ مگر مسلمان اس حقیقت الامری سے بخوبی واقف ہیں کہ جب سے مذہب اور تہذیب کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے اور باہمی مشاجرات اور اختلافات کا سلسلہ شروع ہوا ہے ۔ کسی مہذب اور شائستہ انسان نے اپنے مخالف کو اپنے بات منوانے کے لیے کبھی یہ نہیں کہا کہ جو میری بات نہ مانے گا اور میرے دعوے کو تسلیم نہ کرے گا وہ حرام زادہ ہے ہاں چھوٹے نادان بچے کھیلتے وقت ایک دوسرے کو ایسا کہہ دیتے ہیں حضرات انبیاء علیہم السلام کی قابل اقتدار سیرت ان سفیہانہ حرکات سے مقدس ہوا کرتی ہے ۔ یہ مرزا صاحب کے اخلاق کا نمونہ ہے باایں ہمہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ہمسری اور عینیت کا دعوٰی ہے ۔

ع ۔ چہ نسبت خاک را بعالم پاک ۔

مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب ان کتابوں کے متعلق (جن میں اسلام کی حقانیت اور حضور علیہ السلام کی فضیلت کا ذکر ہے) فرماتے ہیں کہ "ہر ایک مسلمان ان کو بنظر استحسان دیکھتا ہے" یہ بالکل جھوٹ ہے اصل عبارت اوپر لکھی جا چکی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہر ایک مسلمان محبت کی نگاہ سے دیکھے گا مگر وہ لوگ جو زانیہ عورتوں کی اولاد ہیں جن کے دلوں پر مہر لگی ہوئی ہے مختار مدعا علیہ نے ایام الصلح کے ٹائٹل پیج کی یہ عبارت ۔ "ہماری اس کتاب میں اور رسالہ فریاد درد میں وہ نیک چلن پادری اور دوسرے عیسائی مخاطب نہیں جو اپنی شرافت ذاتی کی وجہ سے فضول گوئی اور بدگوئی سے کنارہ کرتے ہیں اور دل دکھانے والے لفظوں سے ہمیں دکھ نہیں دیتے اور نہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اور نہ ان کی کتابیں سخت گوئی اور توہین سے بھری ہوئی ہیں ایسے لوگوں کو بلا شبہ ہم عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ ہماری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ذاتیات پر بدگوئی سے حملہ کرتے یا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بزرگ میں توہین آمیز باتیں منہ پر لاتے ہیں اور اپنی کتابوں میں شائع کرتے ہیں۔ سو ہماری اس کتاب اور دوسری کتابوں میں کوئی لفظ یا کوئی اشارہ ایسے معزز لوگوں کی طرف نہیں جو منہ پر بدزبانی اور کمینگی کے طریق کو اختیار نہیں کرتے"۔

اور لجتہ النور کے ترجمہ کی یہ عبارت "ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں نیک علماء کی ہتک سے اور شرفاء اور مہذب لوگوں پر اعتراض کرنے سے خواہ وہ مسلمانوں میں سے ہوں یا عیسائیوں یا آریوں میں سے بلکہ ہم ان تینوں اقوام کے بے دقوفوں میں سے بھی صرف ان لوگوں کا ذکر کرتے ہیں جو اپنی بدزبانی اور برائی ظاہر کرنے میں لوگوں میں مشہور ہو چکے ہیں لیکن وہ جو اس قسم کی برائی سے بری ہے اور اپنی زبان کو روکتا ہے ہم بھلائی سے یاد کرتے ہیں اور بھائیوں کی طرح اس سے محبت کے ساتھ پیش آتے ہیں"۔

اور اسی طرح الہدی صفحہ ۶۸ کی عبارت "ولیس کلامنا ھذا فی اخیارھم بل فی اشرارھم۔ یعنی "ہمارا ایسا کلام نیک علماء کے حق میں نہیں ہے بلکہ صرف شریروں کے حق میں ہے"۔ نقل کر کے یہ دھوکا دینا چاہا ہے کہ الذریتہ البغایا سے مراد وہی لوگ ہیں جو مرزا صاحب کے حق میں بدزبانی اور برائی ظاہر کرتے تھے اور اس کی تائید میں ایام الصلح اور لجتہ النور اور الہدی کی عبارتیں پیش کر دی ہیں۔ حاشا وکلا۔۔۔۔ ان عبارتوں کو اصل الزام کے دفع کرنے میں ادنیٰ تناسب بھی نہیں۔

اس عبارت میں مرزا صاحب کہتے ہیں ہر ایک مسلمان میری کتابوں کو محبت کی نگاہ سے دیکھے گا اور میرے دعوئے کی تصدیق کرے گا مگر حرام زادے لوگ جن کے دلوں پر اللہ تعالے نے مہر لگا دی ہے۔

مرزا صاحب کی دشنام دہی کی علت مرزا کے دعویٰ کو نہ ماننا ہے اور اس کی تصدیق نہ کرنا ہے اب مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں نبی ہوں پس وہ مسلمان (خواہ عالم ہو یا جاہل ہو یا عربی یا عجمی) جو مرزا صاحب کو نہیں مانتا وہ مرزا صاحب کے اس بیان کے مطابق الذریتہ البغایا میں سے ہے۔

ازواج مطہرات کی توہین

ہمارا اعتراض یہ تھا کہ امہات المومنین کا لقب صرف حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لیے خاص ہے دوسرے انبیاء علیہم السلام کے ازواج کو امہات المومنین نہیں کہا جاتا مرزا صاحب کی امت مرزا صاحب کی بیوی کو ام المومنین رضی اللہ عنہا (جو لقب خصوصی ازواج مطہرات کا ہے) کہہ کر ازواج مطہرات کی توہین کرتے ہیں اس کے جواب میں مختار مدعا علیہ ایک بھی سند شرعی پیش نہ کر سکا نہ کتاب سے نہ حدیث سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کتب عقائد سے نہ تصریحات فقہاء سے محض اپنے قیاس سے ایک اختراعی نتیجہ پیش کیا ہے کہ جب کہ ہر ایک نبی امت کے لیے باپ ہیں تو اس کی بیوی ضرور اس امت کی ماں ہوگی حالانکہ یہ قیاس نہیں حضرت لوط اور حضرت نوح علیہما السلام کی بیویاں کافرہ تھیں وہ کیونکر مومنین کی مائیں ہو سکتی ہیں چونکہ حضور علیہ السلام کی ازواج کی تطہیر نص قرآنی سے ثابت تھی اس لیے بنص قطعی قرآن حکیم ان کو امہات المومنین کہا گیا۔ جو اس خصوصیت کو عام کر کے ام المومنین کا لقب کسی دوسرے شخص کی بیوی کے لیے استعمال کرنا یقیناً ازواج مطہرات کی توہین ہے۔ نیز صرف سوال یہ تھا کہ کسی نبی حتّٰی کہ حضرت آدم کی زوجہ مطہرہ ام بنی آدم کو بھی ام المومنین کا لقب عطا ہوا اس کا کوئی بھی ایک نقل ضعیف سے ضعیف پیش کر کے جواب نہ دیا۔ لہٰذا توہین بہرحال قائم رہی۔

حضرت فاطمۃ الزہرأ کی توہین

مختار مدعا علیہ نے مرزا صاحب کا واقعہ کشفی بیان کر کے حضرت پیر سید عبدالقادر جیلانی اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی کے خوابوں کو الزاماً پیش کیا ہے اور اس سے مرزا صاحب کے کشف کو خواب کا واقعہ قرار دینا کافی سمجھا ہے۔ حالانکہ مختار مدعا علیہ کا یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے یہ دونوں بزرگ نہ نبی ہیں اور نہ مدعی نبوت اور مرزا صاحب مدعی نبوت اور مختار مدعا علیہ کے نزدیک نبی ہیں نبیوں کے خواب وحی ہوتے ہیں اور وساوس شیطانی سے پاک جیسا کہ خود مرزا صاحب حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۰ میں لکھتے ہیں ولا یخفی علیک ان رویا الانبیاء اور ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۲ میں ہے نبی کی خواب تو ایک قسم کی وحی ہوتی ہے اور اسلامی عقیدہ بھی یہی ہے چنانچہ روح المعانی پارہ ۱۶ صفحہ ۳۴۳ میں ہے ان رویاء الانبیاء والھامہم وحی۔ نیز گواہان مدعا علیہ نے جرح میں بھی اسے تسلیم کر لیا ہے۔ جب کہ مرزا صاحب مختار مدعا علیہ کے نزدیک نبی ہیں اور نبی کی وحی الٰہی ہیں اور وحی دخل شیطانی سے پاک ہوتی ہے اور مرزا صاحب کا حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کی ران مبارک پر سر رکھنا مشاہدہ عینی سے بھی کہیں زیادہ قوی الثبوت ہوگا یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی خوابیں ایسے واقعات سے پاک ہوتی ہیں۔

بیت اللہ کی توہین

مرزا صاحب نے سرزمین قادیان کو ارض حرم قرار دیا ہے۔

ے زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

نیز مرزا صاحب کے بیت الفکر کو من دخلہ کان آمناً ماننا جس پر ہماری طرف سے بڑا اعتراض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا کہ مرزا صاحب نے قادیاں کو ارض حرم قرار دے کر بیت اللہ کی توہین کی ہے اور مختار مدعا علیہ جواب جرح میں کہہ چکا ہے کہ یہ ہمارا عقیدہ ہے اس کے جواب میں مختار مدعا علیہ نے یہ بیان کیا ہے۔

(۱) گواہ مدعا علیہ ۱ نے جرح کے جواب میں ہرگز یہ نہیں کہا کہ ہمارا عقیدہ ہے بلکہ گواہ مدعا علیہ ۱ نے یہ تسلیم کیا تھا کہ شعر مذکورہ مرزا صاحب کا ہے۔

الجواب

یہ مختار مدعا علیہ کی غلط بیانی ہے ورنہ جرح مارچ ۳۳ء کو اپنا عقیدہ ہونا تسلیم کر چکا ہے عدالت خود فرمائے یہ اس کا انکار بھی قابل تعجب ہے ایک طرف مرزا صاحب کو نبی مانتا ہے جس کا ہر قول و فعل حجت ہوتا ہے دوسری طرف مرزا صاحب کے صریح حکم کہ "قادیاں کی زمین ارض حرم ہے" پر عقیدہ ہونے سے انکار کیا ہے مرزا صاحب کی نبوت بھی ایک عجیب چیز ہے کہ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ قادیاں کی زمین ارض حرم ہے مگر ان کی امت کا ایک فرد یہ کہتا ہے کہ میرا یہ عقیدہ نہیں۔

(۲) مرزا صاحب نے زمین قادیاں کو ہجوم خلق کی وجہ سے ارض حرم کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

الجواب

مختار مدعا علیہ کا دیدہ و دانستہ یہ ایک مغالطہ ہے یا علوم عربیہ کی ناواقفی ہے کیونکہ علماء عربیت نے تصریح کی ہے کہ تشبیہ میں عموماً حرف تشبیہ کا ہونا ضروری ہے اور مرزا صاحب کے شعر میں کوئی حرف تشبیہ نہیں۔

(۳) یعنی جس طرح لوگ محض دین کی خاطر حج کے لیے ارض حرم ہجوم کرتے ہیں یہاں بھی ہجوم کرنا دین ہی کے لیے ہے کیونکہ اعلاء دین کے لئے تجویزیں سوچی جاتی ہیں اسلام کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان ہوتے ہیں۔

الجواب

بالکل غلط ہے قادیاں میں خدا تعالیٰ کی تعلیم اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی تحریف اسلامی روایات کی تکذیب عقائد اسلامی کی تعطیل سکھلائی جاتی ہے پھر سب سے زیادہ نقصان رساں پہلو یہ ہے کہ یہ سب کچھ اسلام کے نام پر کیا جاتا ہے عیسائی اور آریہ جو اسلام کے دشمن ہیں وہ مشن قادیاں کے کاموں سے بہت خوش ہیں اور مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے شکر گزار ہیں عیسائیوں کے خیالات و افکار ذریۃ البغایا کے ضمن میں بیان کر چکا ہوں اب آریہ کی اخبار آریہ دھرم کا ایک حوالہ پیش کرتا ہوں "اسلامی عقائد کو متزلزل کرنے میں احمدیت نے آریہ سماج کو ایسی امداد دی ہے جو کام آریہ سماج صدیوں میں انجام دینے کے قابل ہوتا وہ احمدی جماعت کی جدوجہد نے برسوں میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دکھایا بہر حال آریہ سماج کو مرزا صاحب اور ان کے مقلد اور مرید مرزائیوں کا مشکور ہونا چاہیئے۔ (آریہ ویر ۱۲/۱۱ مارچ ۳۲ء صفحہ ۱۲ کالم ۱۔)

یہ ہے سرزمین قادیاں کے کارنامے جس کو مختار مدعا علیہ اعلائے دین کے تجاویز اور فضائل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرنے کا مرکز بتلا رہا ہے قادیان وہ زمین ہے جہاں کے مدعی نبوت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عینیت کا دعویٰ کیا حضور علیہ السلام کے ظہور کو ہلال اور اپنے ظہور کو چودھویں کا چاند بتلایا ہے حضور علیہ السلام کی اجتہادی غلطیاں گنوائیں مگر اپنی غلطیوں کی کوئی لسٹ نہیں مرزا صاحب پر اعتراض کو حضور علیہ السلام کی ذات مقدس پر چسپاں کیا۔ قادیاں کی زمین سے یہ آواز نہیں اٹھی۔

ے
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — اور پہلے سے ہیں بڑھ کر عزو شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس کو اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(۴) اور کسی چیز کو کسی چیز سے تشبیہ دینے سے مشبہ کی توہین نہیں ہوا کرتی بلکہ مشبہ بہ سے اس کی فضیلت اور برتری ثابت ہوتی ہے۔

الجواب

اولاً مرزا صاحب کے شعر میں تشبیہ نہیں کیونکہ تشبیہ کے لئے حرف تشبیہ کا ہونا شرط ہے جو یہاں مفقود ہے ثانیاً قادیاں میں جو ہجوم خلق ہوتا ہے وہ اعلائے دین اور ذکر فضائل رسول مدنی نہیں ہوتا بلکہ بنیاد کے اکھیڑنے اور رسول مدنی کی برتری کے لیے ہوتا ہے۔

ثالثاً بفرض محال اگر مختار مدعا علیہ کے زعم کے مطابق بھی مان لیا جائے تو کیا کسی وصف کے پائے جانے سے حقائق شرعیہ اور مصطلحات دینیہ کا اطلاق بھی ہو جاتا ہے انبیاء کو سچی خوابیں آتی ہیں پس جس شخص کو سچی خوابیں آئیں کیا مختار مدعا علیہ اس کو بھی رسول اور نبی کہے گا۔ جس کتاب میں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ التحیۃ والسلام کا ذکر ہو۔ مختار مدعا علیہ اس کو قرآن حکیم کہے گا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہے گا کہ سچی خواب دیکھنے والے شخص کو نبی کہنے اور اس کتاب کو قرآن کہنے میں انبیاء اور قرآن کی فضیلت و برتری ثابت ہے غالباً ہرگز نہیں کہے گا۔ یہ تو تمام جھوٹے مدعیان نبوت کا سلیقہ رہا ہے کہ مصطلحات اسلامی کو ہمیشہ اپنے لیے ثابت کرتے رہتے ہیں۔

(۵) لیکن بزرگان اسلام نے ایک شعر میں دل کو کعبہ بلکہ ہزار کعبہ سے بہتر بنایا ہے مشہور شعر ے
دل بدست آور کہ حج اکبر است الخ

الجواب

مختار مدعا علیہ نے ایک شعر نقل کیا جس کو بزرگان دین و اسلام کا شعر بتایا ہے یہ کس قدر بدیہی مغالطہ ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ شعر بہر حال کسی ایک شاعر کا ہوگا نہ مجموعہ بزرگان اسلام نے مل کر یہ شعر بنایا ہوگا محض دھوکہ دینے اور اس شعر کو بلند پایا ظاہر کرنے کی خاطر بزرگان اسلام کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

یہ شعر اس قدر بے اصل ہے کہ جب مختار مدعا علیہ نے اس شعر کو پیش کیا تو میرے سخت اصرار اور مطالبہ کے باوجود یہ نہ بتلا سکا کہ یہ کس شخص کا شعر ہے اور کس کتاب میں ہے پس ایک ایسے قول سے کہ نہ جس کے قائل کا پتہ ہے اور نہ کسی کتاب کا حوالہ ہے استدلال کرنا کتنا ہی لغو ہے احکام و مسائل اصول و دلائل سے ثابت ہوتے ہیں نہ زید و بکر کے اقوال سے۔

(۲) بعض نے فرمایا کہ حقیقی کعبہ تو دل ہی ہے چنانچہ ملم الکتاب میں لکھا ہے الخ۔

الجواب

یہ صرف اُن کی کتب سے ناواقفی ہے اُن کی اصطلاح میں ہر مہبط تجلیات کعبہ کہلاتا ہے۔ یا کو دطور مکرا سے مقام حج من دخلہ کان آمنا مصداق نہیں بناتے بخلاف مرزا صاحب اور مرزا محمود صاحب کے کہ سالانہ جلسہ ہی کی حاضری حقیقی حج بتاتے ہیں جیسا کہ آگے آئے گا۔ پس یہ لوازم بناتے ہیں کہ وہاں مجازی معنی شاعرانہ تخیل کی بنا پر مراد نہیں بلکہ حقیقی مقابلہ ہے۔

مزید براں اور تمام حرمین کے مقامات مقدسہ کے بھی نمونہ دنام بنا رکھے ہیں۔

(۳) نیز جب کہ اس کے نزدیک قرآن مجید میں صرف بیت اللہ کو حرم قرار دیا گیا ہے تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ کو حرم قرار دینے سے بھی توہین حرم کعبہ لازم آتی ہے۔

الجواب

عدالت خود غور فرمائے کہ مختار مدعا علیہ نے مرزا صاحب اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شان ہمسری دکھلاتے ہوئے کس طریقہ سے کہدیا ہے کہ اگر مرزا صاحب کے قادیاں کو حرم بتانے سے توہین کعبہ لازم آتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ کو حرم قرار دینے سے بھی کعبہ کی توہین لازم آتی ہے۔ گویا مرزا صاحب کا قادیان کو حرم قرار دینا ایسا ہے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ کو حرم قرار دینا۔ اگر حضور علیہ السلام کا فعل توہین ہے تو یہ بھی توہین ہو سکتا ہے ورنہ نہیں مختار مدعا علیہ کے اس جواب سے یہ ثابت ہوگیا کہ قادیاں کا حرم ہونا بطور تشبیہاً نہیں بلکہ علی سبیل الحقیقت ہے۔ مختار مدعا علیہ نے جو پہلے توجیہ کی تشبیہہ کی تھی وہ غلط ہے کیونکہ مدینہ منورہ کا حرم ہونا حقیقتہ ہے نہ تشبیہاً۔ جیسا کہ بخاری میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے اللہ حضرت ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میں مدینہ کو عیر و ثور کے مابین حرم قرار دیتا ہوں الخ الحدیث۔

نیز یہ ثابت ہوگیا کہ مختار مدعا علیہ مرزا صاحب کو نبی تشریع مانتا ہے کیونکہ کسی شہر یا زمین کو حرم قرار دینا ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم شرعی ہے اور جس کی قرار داد سے کوئی نیا حکم شرعی ثابت ہو جائے اس کو لا بد نبی صاحب شریعت ماننا پڑے گا
ملاحظہ ہو اربعین ۴ صفحہ ۷ و ۸)۔

شریعت اسلامیہ میں ارض حرم صرف مکہ اور مدینہ منورہ تھے اب مرزا صاحب نے قادیاں کی زمین کو بھی ارض حرم قرار دیا ہے سوال کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب شریعت رسول اور شارع ہیں آپ علیہ السلام کے تخصیص و تعین سے احکام ثابت ہوتے ہیں آپ کا قول و فعل اصول دین میں سے ایک اصل ہے جس سے احکام شرعیہ کا ثبوت ہوتا ہے آپ کا شان ما ینطق عن الھوٰی ہے۔

(۴) کیا مختار مدعیہ مولوی عبد المالک صاحب پنشنر مشیر مال ریاست بہاولپور والد ماجد مولوی اختر علی صاحب منتظم آبادی کو بھی کافر و مرتد قرار دے گا جنہوں نے جامع مسجد بہاولپور کے قریب ایک چھوٹی سی مسجد کو مسجد اقصیٰ کی مثال اور کعبہ قرار دیا ہے الخ۔

الجواب

مولوی اختر علی صاحب منتظم آبادی کے والد ماجد مولوی عبد المالک صاحب کے اشعار میں نہ کوئی کفر و ارتداد کا کلمہ ہے اور نہ مختار مدعیہ کے نزدیک وہ کافر و مرتد ہیں ہاں مختار مدعا علیہ اپنے مذہب اور اصول کو اور اپنے رسول قدنی اور اپنے واجب الاطاعۃ خلیفہ ثانی مرزا محمود صاحب کی تصریحات کے مطابق مولوی صاحب ممدوح کو دیگر کروڑہا مسلمانوں کی طرح کافر سمجھنے پر مجبور ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب مرزا صاحب کو نہ نبی مانتے ہیں اور نہ اس کی بیعت میں داخل ہیں اور مرزا محمود صاحب آئینہ صداقت صفحہ ۳۵ میں فرماتے ہیں کہ ہر وہ مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں ہوا خواہ اس نے مسیح کا نام تک بھی نہ سنا ہو وہ کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں پھر صفحہ ۸۶ پر پکا کافر بتاتے ہیں۔

باقی رہا کہ اس مسجد کو مسجد اقصیٰ کی مثال اور کعبہ کہنا کوئی توہین نہیں کیونکہ جس طرح کعبہ اور مسجد اقصیٰ کو بیت اللہ کہا جاتا ہے ایسا ہی تمام مساجد کو بیت اللہ اور خدا کا گھر بھی کہا جاتا ہے اس میں بیت اللہ کی کوئی توہین نہیں ہوتی بخلاف زمین قادیاں کے وہ زمین حرم نہیں ہو سکتی۔

حضرت شیخ الہند مرحوم کے اشعار کا جواب حوالجات حسام الحرمین وغیرہ کے سلسلہ میں دیا جائے گا۔ اور معلوم ہو جائے گا کہ محض یہ مغالطہ ہی مغالطہ ہے۔

(۵) مرزا صاحب کے الہام من دخلہ کان امنا سے جو مسجد مبارک کے متعلق ہے حرم بیت اللہ کی خصوصیات میں کوئی نہیں الخ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب

مرزا صاحب کا قادیان کی زمین کو ارض حرم قرار دینا پھر من دخلہ کان آمنا کا الہام ایجاد کرنا صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ مرزا صاحب قادیان کو مکہ معظمہ اور مسجد مبارک کو خانہ کعبہ قرار دیتے ہوئے نئی دنیا اور نیا آسمان نئی زمین نیا موسیٰ نیا عیسےٰ اور نیا محمد علیہم السلام حتیٰ کہ نیا خدا۔ کے اصول پر نیا کعبہ اور نئی حرم بنا رہے ہیں۔
باقی رہا یہ کہ مرزا صاحب سوء خاتمہ سے امن کی تصریح کرتے ہیں اس کی وجہ ظاہر ہے کہ قادیان زیر نگین حکومت انگریزی تھا اس کے سامنے مرزا صاحب کو اپنے الہامات کی قدر و قیمت بخوبی معلوم تھی کہ حکومت انگریزی کسی ایسے مجرم کو جو مسجد مبارک میں جا کر پناہ لے مؤاخذہ سے مامون نہیں چھوڑے گی۔ پھر کیوں مرزا صاحب اپنے الہام کی ایسی تشریح کرتے جو قانون انگریزی کے مزاحم ہو۔ ہاں مرزا صاحب کو ایسا اقتدار حاصل ہو جاتا تو پھر اس الہام میں ہر طرح کی امن کا روح بھی پھونک دیتے۔
الغرض قادیان کی زمین کو ارض حرم قرار دینا پھر من دخلہ کان آمنا کا الہام ہونا یہ سب کچھ مکہ معظمہ اور مسجد الحرام سے استغناء حاصل کرنے کا سنگ بنیاد ہے جس سے یقیناً ارض حرم اور بیت اللہ کی توہین ہوتی ہے۔

حج کی توہین

مختار مدعا علیہ نے اس کے جواب میں چند وجوہ بیان کی ہیں جن کے حوالجات پیش کر کے علیحدہ علیحدہ جواب دینے کی ضرورت نہیں ان سب وجوہ کا محیط جواب یہ ہے کہ حج مصطلحات شرعیہ میں سے ہے ایک لفظ ہے جس کے معنی بشرائط مخصوصہ ایام مخصوصہ میں ارکان مخصوصہ کو امکنہ مخصوصہ میں ادا کرنا ہے مصطلحات شرعیہ اپنے اپنے معنوں میں حقیقت ہوا کرتے ہیں۔ پس سالانہ جلسہ قادیان کو حج کہنا گویا ایک مصطلح شرعی لفظ کو اس کے معنیٰ میں استعمال کرنا ہے جس میں مصطلح معنی کی توہین ہے۔ خصوصاً جب کہ قادیان کی زمین ارض حرم قرار دی گئی ہو اور مسجد مبارک کو مسجد الحرام کی طرح من دخلہ کان آمنا کا مصداق ٹھہرایا گیا ہو اور سالانہ جلسہ کو حج بلکہ حقیقی حج کہا گیا ہو تو اب حج کی توہین میں کیا کسر باقی رہی۔
کسی کا نام محمد یا احمد یا اسمٰعیل رکھنا اس میں توہین کا شائبہ تک نہیں کیونکہ اعلام میں وضع جدید ہوتی ہے جیسا کہ علوم عربیہ میں مصرح ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مقبرہ بہشتی)

مختار مدعا علیہ نے مقبرہ بہشتی کی ایجاد کے جواز میں حسب ذیل مغالطے دیے ہیں اوّل یہ کہ مرزا صاحب نے وحی الہی پر یہ کہا کہ اس جگہ وہی دفن ہو جو اللہ تعالیٰ کے علم میں بہشتی ہو گا دوم حضرت مجدد صاحب کا قول کہ جو شخص میرے روضہ کی ایک مشت خاک اپنی قبر میں ڈالے اس کے نجات کے واسطے امید عظیم ہے۔

(مقامات امام ربانی)

سوم مجدد صاحب کے ایک گورستان میں جانے کی وجہ سے عذاب موقوف ہو گیا۔

(مقامات امام ربانی)

الجواب

مغالطہ اول مختار مدعا علیہ کا موجب تعجب ہے مرزا صاحب کہتے ہیں کہ جو اس گورستان میں دفن ہو گا وہ بہشتی ہو جائے گا۔ گویا اس گورستان میں داخل ہونا بہشتی بننے کا کفیل ہے اور مختار مدعا علیہ مرزا صاحب کے خلاف منشا یہ بیان کر رہا ہے۔ جو بہشتی ہو گا اس گورستان میں دفن ہو گا۔ پھر لطف یہ کہ مرزا صاحب نے مقبرہ بہشتی کا داخلہ یہ کمپنی کے اصول پر رکھا ہے کہ اس گورستان میں وہی دفن کیا جائے۔ جو اپنی جائیداد کا ۱/۱۰ حصہ سلسلہ کی ملکیت میں منتقل کر دے۔ اور پھر ضابطہ اُس کے اور بھی شرائط ہیں مگر اپنی اولاد مستثنیٰ ہے۔

اور پھر لطف یہ کہ مرزا صاحب خود اور ان کا خاندان اس ٹکٹ داخلہ کی فیس سے مستثنیٰ ہے آج قادیاں کے کاروبار کا اکثر دار مدار اسی قبرستان کی آمدنی پر چل رہا ہے۔ حضور علیہ السلام نے روضہ اور منبر کے درمیانی حصہ کو بہشت فرمایا تھا۔ مرزا صاحب نے تمام گورستان کو بہشت قرار دے کر مقبرہ نبوی کی سخت توہین کی اس کے احترام خصوصی کے مقابل اس سے کئی حصہ بڑا اور ٹکڑا زمین لے کر اس کے ہمسر بنایا۔

مغالطہ دوم یہ کہ مقامات امام ربانی کا حوالہ اس انداز میں نقل کیا گویا مقامات امام ربانی مجدد صاحب کی تصنیف ہے حالانکہ کسی اور شخص کی تصنیف ہے۔ جو ارباب علم کے نزدیک معتبر نہیں اور خوش اعتقادی کا مجموعہ ہے۔ دوسرے غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ دونوں میں بڑا کچھ زیادہ فرق ہے۔ مغالطہ سوم کو اصل جواب سے کوئی تعلق نہیں۔ اس میں تخفیف اور رفع عذاب کا ذکر ہے کسی قبرستان کے بہشتی ہونے کا کوئی ذکر نہیں نیز یہ حوالہ بھی مقامات امام ربانی کا ہے۔ جس کا حال اوپر بیان ہو چکا ہے۔

بہر حال اس توہین کا بھی کوئی معقول جواب نہ ہو سکا صرف تاویلات پر اکتفا کی گئی۔ مفصل اثبات توہین کے لیے ملاحظہ ہو بحث ابتدائی مختار مدعیہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تکفیر وجہ ارتداد و فسخ نکاح ہو سکتی ہے

تعجب ہے کہ بلاوجہ اس میں اس قدر طول طویل بحث شروع کر دی جب کہ گواہان مدعا علیہ اور خود مرزا صاحب کو احد المکفرین کا کافر ہونا مسلّم ہے۔

ملاحظہ ہو جرح گواہ مدعا علیہ ۱ ۱۱ مارچ ۳۳ء "جو مسلمان کی تکفیر کرتا ہے۔ مگر وہ مسلمان کافر نہیں تو کفر عود کرتا ہے":

"نیز گواہ ۲ ۲۱ مارچ ۳۳ء جس میں تکفیر سے عود کفر کا حدیث کی تائید سے اقرار کیا ہے":

نیز ملاحظہ ہو قول مرزا صاحب۔

اور یہ تو متفقہ مسئلہ ہے بخاری و مسلم میں مصرح حدیث میں موجود ہے کہ من قال لاخیہ یا کافر الحدیث وغیرہ کہ دوسرے کو کافر کہنے والا اگر وہ کافر نہیں تو یہ ضرور کافر ہو جاتا ہے اب ایک صورت تھی کہ اس کا جواب دیا جاتا کہ مرزا صاحب نے یا خلیفہ صاحب نے یہ نہیں لکھا۔ یا کوئی معقول توجیہہ کرتے مگر بلاوجہ طویل بحث چھیڑی لہٰذا مرزا صاحب اور ان کے خلیفہ کی مندرجہ ذیل عبارات کے بعد اس میں کوئی بھی شبہ نہیں رہ سکتا۔ کہ تمام مسلمان روئے زمین اولیاء علماء صلحاء سلاطین اسلام سب بیک قلم انکے نزدیک کافر و دائرہ اسلام سے خارج ہیں بلکہ کافر شیطان اور جہنمی ہیں۔

کفر کا فتویٰ

بہر حال جب کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹)

"کفر دو قسم پر ہے ۔۔۔۔۔ تا بس۔ اس لیے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹)

اس عبارت کا مفہوم صاف ہے کہ مرزا صاحب کے منکر اسی قسم کے کافر ہیں۔ جس قسم کے کافر حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے منکر ہیں۔ کیونکہ محولہ بالا دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مرزا صاحب کا منکر شیطان ہے)

"اپنے بے شمار نشانات ظاہر و بیان کر کے لکھتے ہیں: لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

ملاحظہ فرمائیں کہ دنیا کے چالیس کروڑ مسلمان جو مرزا صاحب کے نشانات یا ان کے مجدد و مسیح وغیرہ ہونے پر ایمان نہیں رکھتے اور نہیں مانتے وہ سب شیطان ہیں۔

(مرزا صاحب کی بیعت میں نہ داخل ہونیوالا جہنمی ہے)

(۱) مجھے خدا کا الہام ہوا ہے جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں نہ شامل ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنیوالا جہنمی ہے۔

(۲) اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور اور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔

(انجام آتھم صفحہ ۶۲)

اس میں تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو صرف اپنے نہ ماننے کی وجہ کے جہنمی قرار دے دیا۔

(خلیفہ محمود صاحب کا تمام مسلمانوں کے کافر و دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتوے)

"سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں"۔

(آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

(جو بھی مرزا صاحب کو نہیں مانتا اور بیعت میں نہیں وہ پکا کافر ہے)

"جو لوگ مرزا صاحب کو رسول نہیں مانتے خواہ آپ کو راستباز ہی منہ سے کیوں نہ کہتے ہوں وہ پکے کافر ہیں"۔

(آئینہ صداقت صفحہ ۸۶)

اب ملاحظہ فرمائیں کہ تمام روئے زمین کے چالیس کروڑ مسلمان اولیاء صوفیاء علما و سلاطین اسلام و نوابان سب بلا تامل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پکے کافر رہے ۔ اور گ مدعا علیہا نے ۱۲ مارچ ۱۹۳۳ء میں کہدیا کہ چاہے وہ کروڑوں کیا سنکھوں ہوں ۔ اب اس کے بعد جس قدر بھی تاویلات مختار مدعا علیہا نے کی ہیں وہ سب اصولاً بالکل غیر متعلق اور طبعزاد ہو گئیں ۔ مرزا صاحب اور خلیفہ دوم صاحب کی تصریحات نے اُن کا خاتمہ کر دیا پس تمام دنیا کو کافر کہہ کر خود بتسلیم مرزا صاحب و گواہان مدعا علیہ کافر اور مرتد ہوئے جس کے بعد فسخ نکاح تو مسلّم مسئلہ ہے ۔

مختار مدعا علیہ کی تاویلات کا خلاصہ

(۱) اگر تکفیر وجہ ارتداد اور فسخ نکاح ہو سکتی ہے تو تمام فرقہ ہائے اسلام ایک دوسرے کی تکفیر کر کے مرتد ہو جائیں گے ۔ الخ ۔

(۲) منہاج السنۃ ج ۳ صفحہ ۱۶۱ پر ہے کہ خوارج حضرت علی کو بالاتفاق کافر کہتے تھے مگر یہ ثابت نہیں کہ حضرت علی نے تکفیر کی وجہ سے انہیں مرتد قرار دیا ہو ۔

(۳) گواہ مدعیہ ۱ نے ۲۱ اگست کو تسلیم کیا کہ جن ائمہ نے اس حدیث کی بنا پر کسی کو کافر کہا ان کو کافر نہیں کہا جا سکتا ۔

(۴) گواہ مدعیہ ۱ کا اقرار ہے کہ ہم مولوی احمد رضا خان صاحب کو کافر نہیں کہتے نہ کافر سمجھتے ہیں ۔

(۵) اوّل تو بحث نہیں کہ احمدی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں اور تصیح بھی کر لیں تو محض تکفیر وجہ کفر و ارتداد نہیں بنا سکتی ۔

(۶) آئینہ صداقت کی تاویلات مختلف عبارات سے ۔

(۷) میرا دشمن جہنمی ہے اس پر بحوالہ منصب امامت صفحہ ۹۳ و ۹۴ ۔

(۸) مختار مدعیہ کا اس کو اس پر محمول کرنا کہ یہ وہ ہیں جو لوگ دعویٰ اسلام کا کرتے ہیں اور ان کا ایمان و اسلام ظاہر اور کفر پوشیدہ اور دعویٰ کی تصدیق اسلامی شعائر سے کرتے ہیں شریعت سے دست بردار نہیں درست نہیں عبارت منصب امامت صفحہ ۹۴ ۔

(۹) پس جب ان لوگوں سے بقول حضرت مولانا شہیدؒ معاملات جائز ہیں تو احمدی مردوں سے جو مسلمان ہوں گے مدعی اور شریعت اسلامیہ سے دست بردار نہیں اور اپنے دعویٰ کی تصدیق اسلامی شعائر بجا لا کر کرتے ہیں ان سے نکاح وغیرہ حرام کیوں قرار دیا جاتا ہے ۔

الجواب

(۱) جو فرقہ اسلام کے ایک دوسروں کو کافر کہتے ہیں اُس کی بنا کوئی اصول کا اختلاف نہیں بلکہ محض غلط فہمی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثلاً علماء بریلی اور علماء دیوبند کا متفقہ اصول ہے کہ ادنیٰ سی توہین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کفر ہے پھر بریلی کے علماء کو ایک عبارت سے غلط فہمی ہوئی اور اسی اصول پر کفر لگا دیا علماء دیوبند کو اطلاع ہوئی انہوں نے انکار اور صفائی پیش کر دی بس صرف غلط فہمی ہے ورنہ تکفیر کوئی بھی نہیں برابر ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں پڑھتے شادی بیاہ کے تعلقات قائم جنازوں کی شرکت موجود کسی مسجد پر بھی آج تک کوئی بھی مقدمہ نہ ہوا بخلاف مرزا صاحب کے متبعین سے کتنے مقدمات ہوئے شاہ جہان پور کی مسجد کا مقدمہ تو الا جرنل الہ آباد میں چھپ کر نظیر بن چکا ہے۔

پس تکفیر کرنے والا بوجہ غلط فہمی معذور ہے کافر نہیں اور جس کی تکفیر کی وہ بوجہ خلاف واقعہ ہوتے اور اس سے ملوث ہونے کی وجہ سے مسلمان ہے کسی کا کفر لازم نہ آیا ــــــ صرف مغالطہ و غلط فہمی رہی۔

بخلاف مرزا صاحب کے متبعین کے کہ ان کے ساتھ ہمارا اصولی اختلاف ہے اُن کے نزدیک بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ماننا جزو ایمان ہمارے نزدیک کفر خالص۔

ان کے نزدیک مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہونا ایمان ہمارے نزدیک کفر۔ پس وہ ہمیں کافر کسی غلط فہمی پر نہیں کہتے بلکہ اصولی اختلاف مرزا صاحب کے ماننے اور بیعت میں نہ شامل ہونے سے کافر خارج از اسلام اور پکا کافر سمجھتے ہیں پس اگر ہم چالیس کروڑ مسلمانوں کے کفر کا فیصلہ ہو جائے تو ضرور مرزا صاحب کے متبعین تو بلا کسی غلط فہمی کے اصولاً انہیں باوجود مسلمان ہونے کے دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر کہنے والے یقیناً اور قطعاً کافر و مرتد ہوں گے جن کا نکاح مسلمہ طور پر فسخ ہونا چاہیئے۔

(۲) منہاج السنۃ کے حوالہ میں صرف یہ ہے کہ انہیں ثابت نہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس وجہ سے انہیں مرتد قرار دیا ہے یہ بزرگ حنفی بھی نہیں بلکہ حنبلی ہیں ملاحظہ ہو جرح گ مدعا علیہ ۱ ۱۲ مارچ ۱۹۳۲ء اور ان کی یہ ذاتی رائے ہے کہ ان سے اسلامی تعلقات قائم رہے مگر مسلم شریف ج ۱ باب بیان الخوارج ص ۳۴۳،۳۴۲،۳۴۰ میں صریح حدیث موجود ہے کہ انہیں مرتد قرار دے کر اور سخت ترین دشمن اسلام سمجھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کیا ہے لہٰذا یہ حوالہ کچھ بھی مختار مدعا علیہ کو مفید نہیں کیونکہ صحیح مسلم میں ان سے جہاد ثابت ہے کیا مسلمانوں سے بھی جہاد ہوتا ہے؟۔

(۳) گواہ مدعیہ ۱ نے "مولوی احمد رضا خان صاحب کو کافر نہیں سمجھتے" ضرور کہا اسی کے ساتھ مندرجہ ذیل کوٹیشن بھی اسی تاریخ کی جرح اور سوالات مکرر کے ملاحظہ ہوں۔

"اگر کسی کی عبارت سے ضروریات دین کا انکار سمجھا جائے تو اس کو کافر کہنے والا معذور سمجھا جائے گا۔"

"جن لوگوں نے ضروریات دین سے انکار سمجھ کر کافر ٹھہرایا یہ مسلمان رہیں گے گو یہ فی نفسہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلط ہو"

" لیکن تحقیقات میں غلطی ممکن بلکہ اکثر واقع ہے"

" احمد رضا خاں صاحب کے اقوال کو کفر نہیں کہتے ممکن ہے ان کا فتویٰ اس بنا پر ہو کہ دیوبند والوں نے کسی ضروریات دین کا انکار کیا ہمارے نزدیک ان کا فرض تھا بلکہ ہر ایک کا فرض ہے کہ ضروریات دین کے منکر کو کافر کہے گو وہ تحقیق فی الواقع صحیح نہیں۔

" تکفیر دیوبند والوں کی غلط فہمی اور مسلمہ اصول پر ہے۔ جسے وہ بھی کفر کہتے ہیں اور برارت ظاہر کرتے ہیں" اسی طرح حدیث من ترک الصلوٰۃ کے ظاہری مفہوم سے کسی کو کافر کہنے کا حکم پس یہ ۳ و ۴ دونوں کا جواب ہوگیا۔ سوالات مکرر)

(۵) تکفیر مسلمین بھی منجملہ وجوہ کفر کی ایک وجہ کفر ہے جیسا کہ اوپر تمہید میں مسلمات سے پیش کر چکا ہوں بلکہ اسے منجملہ وجوہ پنجگانہ کفریہ کے وجہ پنجم قرار دیا ہے۔ اب تو مختار مدعا علیہ کو بھی مسلم ہونا چاہیئے۔

(٦) آئینہ صداقت کی عبارت میں تاویلات ناممکن ہیں عدالت میری پیش کردہ عبارات اصل کتاب سے ملاحظہ فرمائے کہیں بھی کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں یہ صرف مغالطہ ہے۔ جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا۔

(۷/۸) اوپر بھی اس سے قبل یہ منصب امامت صفحہ ۶۳ و ۶۴ کا حوالہ حل ہو چکا ہے۔ وہاں کہیں بھی امام وقت کے نہ ماننے پر تکفیر اور کافر خارج از اسلام پکا کافر شیطن جہنمی نہیں قرار دیا۔ عبارت کا مطلب بالکل واضح ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ نیز مولانا شہید رحمہ اللہ کا حوالہ بھی جو ڈیشل اصولی پر غیر مسلم ہے۔

(۹) مولانا شہید رحمہ اللہ نے جن لوگوں سے تعلقات جائز رکھے ہیں اُن کا کفر پوشیدہ اور اسلام ظاہر تھا اور یہاں کفر اظہر من الشمس ہے۔ نیز وہ مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ اور یہاں اعلان ہے کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں ہمیں ہندوؤں کی طرح سمجھ کر لڑکی نہ دیں ہمارے بچے تک کی نماز جنازہ حرام سمجھیں پھر تمام ضروریات دین کا کھلا ہوا انکار اور کوئی کفریہ نہیں جسے نہ کرتے ہوں پھر یہ اُن پر کیونکر قیاس کئے جا سکتے ہیں۔ حضرت مولانا نے تو انہیں منافقین کی طرح قرار دیا ہے۔ اصل بحث میں منصب امامت کی یہ تمام عبارات معہ اظہار خیانت پیش کر چکا ہوں اعادہ نہیں کرتا۔

کیا غیر احمدی یعنی مسلمان اہل کتاب نہیں

یہاں اہل کتاب کا لفظ لغوی معنی کی حیثیت سے زیر بحث نہیں بلکہ گفتگو یہ ہے۔ کہ باوجود اس امت میں نہ ہونے یا کافر ہونے کے نکاح کن اہل کتاب سے جائز ہے۔ اور قرآن پاک نے لفظ اہل کتاب کن لوگوں کے واسطے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال کیا ہے اس لحاظ سے مسلمان ہرگز اہل کتاب نہیں بلکہ پہلی امتوں کے لوگ اہل کتاب کہلاتے ہیں ملاحظہ ہو۔ جرح گواہ ۲ مدعا علیہ ۲۱ مارچ ۱۹۳۳ء بجواب سوال اہل کتاب کسے کہتے ہیں۔

" قرآن سے پہلے جن قوموں کو کتاب کی صورت میں ہدایت دی گئی اور وہ اسی کتاب کو مانتے ہیں وہ خدا کی طرف سے اتری ہیں وہ اہل کتاب ہیں " اس میں خصوصیت سے لفظ قرآن سے پہلے کا قابل غور ہے۔ پس مسلمان کسی طرح اہل کتاب کی تعریف میں نہیں آسکتے۔

نیز گواہ مدعا علیہ ۱ قرآن میں اہل کتاب کا لفظ یہود و نصاریٰ پر استعمال ہوا ہے نہ مسلمانوں پر جرح گ مدعا علیہ نمبر ۱ ۵ اپریل ۱۹۳۳ء پس مسلمان ان کے نزدیک بھی وہ اہل کتاب نہیں کہ جن کی لڑکیوں سے نکاح جائز ہو جائے بلکہ کافر ہے اور کافر کی لڑکی سے نکاح جائز ہی نہیں پس اس وجہ سے بھی ان کے مسلمات سے نکاح فسخ ہونا چاہیئے۔

خلاصہ تاویلات

(۱) قرآن بھی تو کتاب ہے اور غیر محرف ہے۔ پس جب محرف کتاب والے اہل کتاب ہوئے تو مسلمان اہل کتاب کیوں نہ ہوں۔

(۲) پس مسلمان کی لڑکیاں ہم اہل کتاب سمجھ کر لیتے ہیں لہٰذا مدعی کا دعویٰ خارج ہونا چاہیئے۔

الجواب

(۱) مسلمان کافر و مرتد ہونے کے بعد اہل کتاب نہیں رہتا جب کہ مسلمان اس کے نزدیک ایسا کافر ہے کہ اس کو لڑکی دینا یوں ہے جیسے ہندو کافر کو ملاحظہ ہو ملائکۃ اللہ صفحہ ۴۶۔ تو اُسے صرف اپنی مطلب برآری اور اُن کی لڑکیاں لینے کے واسطے اہل کتاب کیونکر قرار دے سکتے ہیں۔ جب تک اُن پر سے فتویٰ کفر واپس لینے کا اعلان نہ کریں ان کے نزدیک اہل کتاب نہیں ہو سکتے۔

(۲) کا جواب بھی ضرور نہیں اوّل تو یہ اٹکل اور قیاس محض ہے۔ دوسرے گواہ ۲ مدعا علیہ کا قول جرح ۲۱ مارچ ۱۹۳۳ء اس کی صاف تردید کر رہا ہے لہٰذا یہ لڑکی کسی طرح ان کے نکاح میں نہیں رہ سکتی وہ ان کے نزدیک کافر ہے۔ تو بھی یہ اس کے نزدیک کافر ہیں تو بھی کیونکہ مسلمان اور کافر میں سلسلہ ازدواج ناممکن ہے۔ لاھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن الآیۃ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(کیا مدعیہ مشرکہ ہے)

اس کا تعلق حیات مسیح سے تھا اور اس کے خارج کرنے پر عدالتی نوٹ موجود ہے لہٰذا اس پر کچھ عرض نہیں کرتا۔

(علاوہ اختلاف عقائد کے بھی نکاح فسخ ہونا چاہیئے)

اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل مسلم کش احکام مرزا صاحب اور ان کے متبعین کے پیش کیے گئے تھے۔

(۱)

تمام اہل اسلام کافر خارج از دائرہ اسلام ہیں

(۱) "سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہ ہوئے خواہ انہوں نے ان کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں"۔

(آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

(۲) "جو لوگ مرزا صاحب کو رسول نہیں مانتے خواہ آپ کو راستباز ہی منہ سے کیوں نہ کہتے ہوں وہ پکے کافر ہیں۔

(آئینہ صداقت صفحہ ۸۶)

(۳) "لکھنؤ میں ایک آدمی سے ہم ملے جو بڑا عالم ہے اس نے کہا کہ آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں میں نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں اس سے شیخ یعقوب علی صاحب باتیں کر رہے تھے میں نے ان لوگوں کو کہا کہ آپ کہہ دیں کہ واقع میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں یہ سن کر وہ حیران سا ہو گیا"۔

(انوار خلافت صفحہ ۹۲)

(۲)

دینی معاملات میں کوئی بھی اتحاد نہیں

دنیا کے معاملات میں ہم دوسروں کے ساتھ ایک ہیں لیکن دین کے معاملہ میں فرق ہے اس میں ایک نہیں ہو سکتے اور سمجھ دار آدمی اس کو خوب سمجھتے ہیں۔ (انوار خلافت صفحہ ۹۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳)

(آپس میں اصولی اختلاف بھی ہے اور فروعی بھی)

"احمدیوں اور غیر احمدیوں میں اصولی اختلاف ہے" (نہج المعلی صفحہ ۲۷)
جرح گواہ مدعا علیہ یکم مارچ ۱۹۳۳ء۔ "احمدی اور غیر احمدی میں اصولی اختلاف بھی ہے اور فروعی بھی"
جرح گواہ مدعا علیہ ۲۰ مارچ ۱۹۳۳ء و ۱ یکم مارچ ۱۹۳۳ء۔

(۴)

(کسی مسلمان کے پیچھے نماز جائز نہیں)

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں"
(انوار خلافت صفحہ ۹۰)

"غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں جائز نہیں جائز نہیں"
(انوار خلافت صفحہ ۸۹)

(۵)

(غیر احمدی کے بچہ کا بھی جنازہ مت پڑھو)

"پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہوا اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے"
(انوار خلافت صفحہ ۹۳)

(۶)

(مسلمانوں سے رشتہ وناطہ جائز نہیں)

"غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور علاوہ اس کے کہ وہ نکاح جائز ہی نہیں نا اس کے خیالات و اعتقادات کو اختیار کر لیتے ہیں اور اس طرح اپنے دین کو تباہ کر لیتے ہیں"۔
(برکات صفحہ ۷۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

"حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی غیر احمدی کو لڑکی نہ دے۔"

(برکات خلافت صفحہ ۷۳)

(۷)

(غیر احمدی مسلمان ہندو اور عیسائی کی طرح کافر ہیں اس لیے انہیں لڑکی نہ دو)

"جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کہ ہندو عیسائی کو اپنی لڑکی دے ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔"

(ملئکۃ اللہ صفحہ ۴۶)

جرح گواہ مدعا علیہ نمبر ۱ / ۱۱ مارچ ۳۲ء

(۸)

(مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارنا)

"اب زمانہ بدل گیا ہے دیکھو پہلے جو مسیح آیا تھا اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا مگر اب مسیح اس لیے آیا کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارے۔"

(عرفان الٰہی صفحہ ۹۴، ۹۵)

(۹)

(مخالفین کو سولی پر لٹکانا)

"خدا تعالیٰ نے آپ کا نام چیلے رکھا ہے تاکہ پہلے عیسیٰ کو تو یہودیوں نے سولی پر لٹکایا تھا مگر آپ (مرزا غلام احمد صاحب) اس زمانہ کے یہودی لوگوں کو سولی پر لٹکائیں۔"

(تقدیر الٰہی صفحہ ۲۹)

(۱۰)

ساری دنیا کو جب تک پورے طور پر احمدی نہ ہو دشمن سمجھیں گے

ساری دنیا ہماری دشمن ہے جب تک ایک شخص خواہ ہم سے کتنی ہمدردی کرنے والا ہو پورے طور پر احمدی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہو جاتا وہ ہمارا دشمن ہماری بھلائی کی صرف ایک صورت ہے وہ یہ کہ تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں "
(خطبہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل جرح گواہ مدعا علیہ ۱ ۲ر مارچ ۱۹۳۲ء)

(۱۱)

(ظاہری محبت کا اظہار صرف مسلمانوں کو شکار کرنے کے واسطے ہے)

" شکاری (احمدی) کو کبھی غافل نہ ہونا چاہیئے اور اس امر کا برابر خیال رکھنا چاہیئے کہ شکاری (مسلمان) بھاگ نہ جائے یا ہم پر ہی حملہ نہ کر دے۔"

(خطبہ جمعہ خلیفہ دوم جرح ۱۲ ۱۳ر مارچ ۱۹۳۳ء)

(۱۲)

(تمام مسلمانوں کی جان و مال و ایمان سے عزیز ترین ہستی کی توہین)

" یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔"

(ڈائری خلیفہ قادیان الفضل ۱۷ر جولائی ۱۹۲۲ء)
ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو کھڑا کیا۔

(کلمۃ الحق صفحہ ۱۱۳)

(۱۳)

مرزا صاحب اور صلی اللہ علیہ وسلم میں (عیاذاً باللہ) ذرا برابر فرق نہیں

من فرق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی وما رانی ۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱)
اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق سمجھتا ہے اس نے نہ مجھے دیکھا اور نہ مجھے پہچانا۔
(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مرزا صاحب کے خلیفہ کی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی دشمنی)

"مرزا صاحب" بلحاظ ذہنی استعداد اور ارتقاء حضور علیہ السلام سے فضیلت رکھتے ہیں۔
(قادیانی ریویو جون ۱۹۳۰ء)

دیگر حوالجات بسلسلہ ہیڈنگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذر چکے۔

مسلمان لڑکیاں اُن کے نزدیک کتیوں سے بدتر ہیں

ہمارے دشمن جنگلوں کے سور ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔
(نجم الہدیٰ صفحہ ۱۰)

حوالجات مذکورہ بالا کی تصدیق و توثیق

"میرے نزدیک مرزا صاحب اور خلیفہ اوّل اور خلیفہ ثانی کے اقوال سند ہیں اور اس کے سوا میرے نزدیک کوئی اور شئی سند نہیں۔ گواہ مدعا علیہ ۲ نے مرزا محمود صاحب اور ان کی تصانیف پر اپنا ایمان ہونا بتایا ہے۔

اب ان مذکورہ بالا اصولی وفروعی اسلام وکفر کے اختلاف اور رسول ؐ کی دشمنی کے ہوتے ہوئے وہ لڑکی اُس کے گھر کیونکر بس سکتی ہے نماز اس کے ساتھ جائز نہیں وہ مرجائے تو جنازہ بھی نہ پڑھا جائے اُس جیتی کو موت کے گھاٹ اتارنے کے واسطے مرزا صاحب مبعوث ہوئے ہیں انتہائی خلوص کے بعد بھی اُسے دشمن سمجھنا اُن کا اولین فرض اُسے سولی دینا اُن کا کار منصبی وہ غریب ان کے گھر کتیوں سے بدتر رہے گی وہ دشمن ہے جب تک پورے طور پر احمدی نہ ہوجائے۔ نیز اور اختلافات مذکورہ ان حالات میں دنیا کی کوئی بھی عدالت اس قسم کا نکاح باقی نہیں رکھ سکتی بلکہ فوراً اُس کا فسخ کرانا ضروری ہوگا۔

مزید براں یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ وہ لوگ اپنی لڑکیاں ہمیں ہندوؤں کی طرح سمجھ کر صرف اس لیے نہیں دیتے کہ لڑکیاں چونکہ کمزور طبع ہوتی ہیں ان کے عقائد سے فطرۃً متاثر ہوکر دین برباد کرلیں گی پھر مسلمانوں کی لڑکیاں کیوں طلب کرتے ہیں وہ غریب بھی یہی عذر مساویانہ رکھتے ہیں کہ یہ لوگ چونکہ کافر، مرتد اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کرام صحابہ وائمہ واولیاء امت کے دشمن ہیں پس ہماری لڑکیاں بھی ویسی ہو ہی جائینگی اس لحاظ سے بھی فسخ نکاح لازم ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ تاویلات

(۱) مختار مدعیہ نے جس سادگی سے اس شبہ کا اظہار کیا ہے وہ قابل داد ہے احمدیوں کے گھر سولی کھڑی ہوتی ہیں جہاں کوئی مسلمان عورت پہنچی انہوں نے سولی لٹکائی۔

(۲) خلیفہ ثانی نے جس دشمنی کا ذکر فرمایا ہے وہ وہی ہے جو مولوی لوگوں کی طرف سے ہو رہی ہے الخ

(۳) مختار مدعیہ کو مسلّم ہے کہ ایک مسلمان بنص قرآن ایک یہودی عورت سے نکاح کر سکتا ہے حالانکہ یہود مسلمانوں اور اسلام سے اشد الناس عداوت رکھتے ہیں پھر احمدی مرد سے نکاح کیوں درست نہیں۔

(۴) چونکہ اولاد بہر حال احمدی ہوگی پس اس کی نماز جنازہ کا سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔

(۵) اگر اس قسم کے امور جواز شادی میں مانع ہوئے ہیں تو یہودی و نصرانی سے بھی رشتہ جائز ہونا چاہیئے۔

(۶) جب کہ یہودی اور نصرانی سے جائز ہے تو احمدی کی اسلامی فرقوں کی لڑکی سے کیوں جائز نہ ہوگی۔

(۷) مرزا صاحب نے عورتوں کے ساتھ سلوک کرنے کو لکھا ہے۔

(کشتی نوح صفحہ ۱۷)

"الجواب"

(۱) اس طرز خطاب کو عدالت خود ہی ملاحظہ فرمائے باقی یہ امر تو واقعاتی شہادت سے متعلق رکھتا ہے کیا مستری حاجی محمد حسین صاحب بٹالوی شہیدؒ کی شہادت اس کے واسطے کافی نہیں کیا وہ سینکڑوں اس قسم کے واقعات جو زمیندار اور مباہلہ کے فائل پر تمام دنیا میں تشت ازبام ہو چکے ہیں اور ایک کی بھی تردید نہ کر سکے اس تاویل کو باطل قرار نہیں دیتے عدالت اجازت نہ دے گی ورنہ تفصیلاً تمام حوالے خلیفہ محمود صاحب کے اس حکم پر عملدرآمد کے پیش کر سکتا ہوں۔

(۲) ہرگز مولوی لوگوں والی دشمنی کا وہاں ذکر نہیں وہاں تو صاف صاف لفظ ہیں کہ "ساری دنیا ہماری دشمن ہے جب تک ایک شخص خواہ ہم سے کتنی ہمدردی کرنے والا ہو پورے طور پر احمدی نہیں ہو جاتا وہ ہمارا دشمن ہے" ملاحظہ فرمائیں انتہائی ہمدردی رکھنے والے کو بھی دشمن فرما رہے ہیں جب تک پورے طور سے احمدی نہ ہو جائے اس میں تو کسی تاویل کی گنجائش ہی نہیں شاید یہ عبارت دیکھے بغیر مختار مدعا علیہ نے یہ تاویل گھڑی ہو ورنہ یہاں تو تمام تاویلات کا انہوں نے خود ہی سدباب کر دیا ہے۔

(۳) دشمنان اسلام یہودیوں کی لڑکی لینا مسلّم ہے مگر اپنی لڑکی انہیں دینا تو حرام قطعی ہے پس اگر مرزا صاحب کے متبعین اپنی لڑکی مسلمانوں کو دینا چاہیں تو یہ معذرت و تاویل شاید ایک حد تک مفید ہو یہاں تو دشمنان اسلام اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافر مرتد ہوکر مسلمان کی لڑکی لینا چاہتے ہیں جو بالاتفاق حرام ہے مسلم لڑکی کسی مرتد۔ کافر کی کسی اہل کتاب یہودی ونصرانی کے نکاح تب بھی بالاتفاق نہیں جا سکتی قطعا حرام ہے۔

(۴) اولاد کا احمدی ہونا ہی نکاح کے فسخ کو چاہتا ہے کہ مسلمہ کے بطن کا بچہ کافر ہوگا یہ وجہ بھی ہے۔ فسخ نکاح کی ایک کڑی ہے نیز مدعیہ کے جنازہ کی نماز اور مسلمانوں کی طرح تو بہر حال بتسلیم مختار مدعا علیہ تجہیز و تکفین نہیں ہو سکتی بس کس طرح اُس کے گھر بس سکتی ہے جہاں اُس کے جنازہ سے بھی کفار والا معاملہ کیا جائے گا اور بلا نماز جنازہ کفرہ اور مرتدوں کی طرح وہ گڑھے میں ڈال دی جائے گی۔

(۵) یہودی ونصرانی سے رشتہ صرف اسی قدر جائز ہے کہ ہم مسلمان ان کی لڑکی لے سکتے ہیں باقی مسلمہ لڑکی اُس کے نکاح میں دینا حرام قطعی ہے اور یہاں سوال مسلم لڑکی کا کافر کے نکاح میں باقی رکھنے کا ہے نیز ابتداء سے کافر ہونے کا اور حکم ہے اور مرتد ہونے کا اور ایک مسلمہ کا شوہر اگر یہودی اور نصرانی نکاح کے بعد ہو جائے وہ نکاح بھی بالاجماع فسخ ہوگا بلکہ ایک مسلمہ منکوحہ لڑکی خدانخواستہ مرتد ہوکر عیسائی و یہودی ہو جائے اُس کا بھی نکاح فوراً فسخ ہو جائے گا گواہ نمبر ۲ مدعا علیہ کو بھی جرح میں مسلّم ہے اور دنیا میں روزمرہ اس قسم کے کیس فیصل ہوتے رہتے ہیں کتنے نظائر تو صرف لاجرنل الہ آباد میں موجود ہیں۔ جس کے شوہر نے زائد تنگ کیا وہ یہودی نصرانی ہوکر مرتد ہو گئی اور نکاح کے فسخ کا فیصلہ رہا۔

(۶) نہ یہودی ونصرانی سے مسلمان لڑکی کا نکاح جائز ہے نہ مرزا صاحب کے کسی امتی سے وہ بھی فسخ ہو جائے گا اور یہ بھی۔ بلکہ چونکہ مرزا صاحب کے امتی مرتد ہیں لہٰذا ان کی لڑکی بھی مسلمانوں کو لینا جائز نہیں کیونکہ شریعت اسلامیہ میں مرتد سے رشتہ مناکحت کسی صورت پر قائم نہیں ہو سکتا نہ پہلے کا نہ بعد ارتداد باقی رہ سکتا ہے بلکہ عنداللہ بلا قضاء قاضی فسخ ہو جاتا ہے جیسا کہ بیانات گواہان مدعیہ میں بصراحت مدلل معتبر حوالوں سے گذر چکا۔

(۷) کشتی نوح میں اس کی تصریح نہیں کہ مرزا صاحب مسلمان لڑکیوں کے حق میں یہ فرماتے ہیں کہ سلوک کرنا چاہیئے جن سے دشمنی یہاں تک ہے کہ وہ کنجریوں سے بدتر ہیں وہاں تو اپنی جماعت کا ذکر اور اپنی جماعت کو وصیت ہے اور اپنی جماعت کی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے یہ مسلمہ لڑکی تو کافر دائرہ اسلام سے خارج بلکہ پکی کافر و دشمن اور موت کے گھاٹ اتارنے کے لائق ہے جس کی نماز جنازہ تک نہیں پڑھ سکتے۔ جس سے کسی قسم کا دینی سلوک روا نہیں رکھتے نہ رکھ سکتے ہیں ملاحظہ ہو۔

(انوار خلافت صفحہ ۹۲)

نیز یہ لڑکی جب کہ اس شوہر کے نبی کو مرتد کافر دائرہ اسلام سے خارج دجال وغیرہ سمجھتی ہے اور اس کا اعلان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ عرضی دعویٰ کی تصریح موجود ہے تو اس لڑکی کے ساتھ بھی کوئی باغیرت مرزا صاحب کا امتی کس قسم کا سلوک کر سکتا ہے ایک امتی کے نبی کو یوں سمجھا جائے اور وہ اس سے مراعات کرے کبھی عقل باور نہیں کر سکتی پس کوئی اگر وجہ نہ بھی ہوتی تو بھی صرف یہ وجہ ہی تفریق و فسخ نکاح کی شرعاً اخلاقاً و قانوناً ثابت تھی اور نکاح ضرور فسخ ہونا چاہیئے تھا۔

بہر حال نکاح فسخ ہونا چاہیئے

گذشتہ ہیڈنگ کے ساتھ ہی میں نے ہیڈنگ پیش کیا تھا کہ یہ تو مسلم ہے کہ مدعیہ اور اس کا فریق مرزا صاحب اور ان کی امت کو کافر دائرہ اسلام سے خارج خیال کرتا ہے اور ادھر مدعا علیہ مرزا صاحب اور ان کے امتی تمام مسلمانوں کو بشمول مدعیہ اور اُس کے فریق کو کافر خارج از اسلام بتاتے ہیں اس صورت میں اگر مدعیہ اپنے دعویٰ تکفیر و ارتداد میں سچی ہو تو فسخ نکاح ہونا چاہیئے اور اگر مدعا علیہ سچا ہے تو بھی فسخ نکاح ہو گا کیونکہ ایک مسلمان کو کافر بنانے کے بعد یہ خود کافر و مرتد ہو گئی جو موجب فسخ نکاح بالاتفاق ہے یوں ہی اگر مدعا علیہ اپنے ادعا میں جھوٹا ہے تو وہ اس طرح مسلمہ کی تکفیر کر کے مرتد ہو گیا پھر بھی فسخ نکاح لازم ہے کیونکہ ارتداد کا موجب فسخ نکاح ہونا مسلم ہے اسی پر دونوں کے جھوٹے اور دونوں کے سچے ہونے کا حکم خیال فرما لیں۔ بہر حال مدعیہ اپنے دعویٰ میں سچی ہو یا مدعا علیہ یوں ہی مدعا علیہ جھوٹا ہو یا مدعیہ یا ہر دو سچے ہوں یا دونوں جھوٹے بہر حال فسخ نکاح اور مقدمہ بحق مدعیہ ڈگری ہونا چاہیے۔

یہ دلیل نہایت واضح اور مقدمات مسلّمہ پر مبنی تھی اس کا جواب کجا مختار مدعا علیہ نے مذکرہ تک نہ کیا اور گویا کہ اسے تسلیم کر لیا۔

احمدی شریعت اسلامیہ کے پابند ہیں

میں نے یہ پیش کیا تھا کہ مرزا صاحب کے متبعین ایک طرف مسلمانوں کو کافر اہل کتاب بتاتے ہیں اور دوسری طرف اپنی لڑکیوں کا نکاح اگر ان کا شوہر غیر احمدی ہو جائے تو بھی جائز و باقی مانتے ہیں۔ یہ اولاً صحیح نہیں (کیونکہ مسلمانوں سے اُن کی لڑکی کا نکاح اسی طرح ناجائز ہے جیسے ہندو کافر سے ملاحظہ ہو۔ (ملائکۃ اللہ صفحہ ۴۶)

نیز خود مدعا علیہ نے اپنی ہمشیرہ کا دوسرا نکاح اُس کے شوہر کے مسلمان ہونے کی وجہ سے بلا طلاق اپنی جماعت کے ایک ممبر سے کر دیا جو مشہور ہے نیز اُس کا ضمنی تذکرہ جرح گواہان مدعا علیہ متعلقہ تنقیح جدید میں آچکا ہے اور اگر یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے کہ وہ مسلمانوں کو باوجود احمدی ہونے کے لڑکی دینے یا بعد احمدی ہو جانے کے انھیں اہل کتاب سمجھ کر لڑکی کا نکاح فسخ نہیں کرتے ہیں تو شریعت محمدیہ میں ایک نئی شریعت جدیدہ کا اضافہ لازم آیا کہ ان کے گمان پر مسلمہ لڑکی کتابی کے نکاح میں دی گئی یا مرتد کے نکاح میں بعد ارتداد باقی رکھی گئی جو خلاف شریعت حکم اور بالاتفاق کفر ہے ۔

اس کا کچھ بھی جواب نہ ہو سکا اور مندرجہ ذیل تاویلات کیں ۔

خلاصہ تاویلات

(۱) مختار مدعیہ کا مغالطہ ہے گواہان مدعا علیہ نے بالکل نہیں کہا کہ احمدی لڑکی کا غیر احمدی سے نکاح جائز ہے بلکہ ناجائز بنایا ہے گواہ مدعا علیہ نمبر ا یکم مارچ ۔

(۲) ہمارے نزدیک نکاح جائز نہیں اگر کوئی کرے تو فسخ نہ ہوگا ۔

(۳) جب کوئی اسلامی شریعت ہو تو شریعت کے مطابق فسخ ہوگا اور جہاں کوئی شریعت اسلامیہ قائم نہ ہو وہاں رائج الوقت قانون کے مطابق فیصلہ ہوگا ۔ اور اس کی رو سے فسخ نہ ہوگا ۔

(۴) اسلامی ریاست ہو تو اس کا قانون جاری ہوگا ۔

(۵) ایک اپنی طرف سے فرضی مثال خلاف فقہ حنفیہ حنفیوں کی طرف منسوب کر کے پیش کی ۔

(۶) گواہان مدعیہ کے نزدیک تو ان مسلمان فرقوں کا نکاح جنہیں وہ اپنے زعم میں کافر و مرتد خیال کرتے ہیں باطل اور ان کی اولاد حرام کی اولاد ہوگی ۔

(الکواکب الیمانی ٹائیٹل پیج صفحہ ۷ وازالتہ العار صفحہ ۵ و فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۳۲)

(۷) پس گواہان مدعیہ اور ان کے ہم خیالوں کے نزدیک رافضی ۔ اور دیوبندیوں کے نزدیک رضا خانی اور رضا خانیوں کے نزدیک دیوبندی ۔ مقلدوں کے نزدیک غیر مقلد و بالعکس نکاح باطل اور زنا محض ہے ۔ اور آج کل مسلمان فرقوں کا گذارہ ان کے نزدیک زنا پر ہی چل رہا ہے ۔ اور ان کی اولادیں بھی حرام کی اولادیں ہیں ۔

(۸) پھر ریاستی قانون پر یوں نکتہ چینی کی ہے کہ اگر ریاست مولویوں کی اس خاص شریعت کو جس کے بعض فتاووں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے جاری کرنا چاہتی ہے تو اسے اختیار ہے لیکن کسی مقدمہ پر اس قانون کے جاری کرنے سے پہلے شرعاً و قانوناً و عقلاً یہ ضروری ہے کہ وہ اس قانون کو ابتی ریاست میں شائع کرے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۹) فقہ حنفی کی پابندی کا مطلب یہ نہیں کہ ہر چیز میں ہم اس کے پابند ہیں بہت میں اختلاف ہے۔

الجواب

(۱) اولاً یہ صحیح نہیں اس کے متعارض بھی اقوال جرح میں موجود ہیں جیساکہ متعارض گواہان کے سلسلہ میں عرض کیا تھا۔ اور اگر تسلیم بھی کرلیں تو بھی ہمارا مدعا ثابت ہے کہ جب ان کی لڑکی ہمارے نکاح میں چونکہ ہم ہندوؤں کی طرح ہیں نہیں آسکتی تو ہماری لڑکی ان کے نکاح میں جب کہ وہ مرتد اور تمام کافروں سے بدتر ہیں کیونکر رہ سکے گی۔ اس میں مغالطہ کوئی نہیں یہ میرے اعتراض کی پہلی شق ہے۔

(۲) باوجود نکاح ناجائز و باطل ہونے کے فسخ نہ ہونا بھی تو شریعت جدیدہ کا ادعا ہے جس کا خود اعتراف ہے۔ شریعت کا تو حکم یہ ہے کہ جو نکاح ناجائز حرام باطل ہے وہ فسخ ہے بلکہ وہ ہوا ہی نہیں۔ اور یہ لوگ اسے باقی رکھتے ہیں۔ لہٰذا شریعت میں نئے حکم کا اضافہ ہوا جو بالاتفاق کفر ہے اور یہ ایک متفقہ وجہ کفر باقرار گواہ مختار مدعا علیہ ثابت ہوگئی۔

(۳) یہ کہنا کہ جہاں اسلامی شریعت ہو وہاں اس کے مطابق اور جہاں نہ ہو وہاں رائج الوقت قانون کے مطابق یہ بھی شریعت میں اضافہ ہے دینی معاملات اور شرعی احکام کسی دنیوی قانون سے ترمیم نہیں ہوسکتے۔ نکاح کے بھی اسلامی پرسنل لاء ہیں برٹش گورنمنٹ نے بھی شمار کیں ہے۔ اور وراثت طلاق و نکاح و وقف وغیرہ برٹش قانون سے مستثنیٰ اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہ حنفی کی رو سے برٹش حدود میں ہونے کا معاہدہ و اعلان ہے۔ اور محمڈن لا میں بھی اس کی تصریح موجود ہے۔
پس نکاح کے معاملہ میں کسی اور قانون کے تحت فیصلہ چاہنا یقیناً دین میں اضافہ اور ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکافرون کا مصداق اور کفر ہے۔

(۴) اسلامی ریاست کا اگر قانون مسلّم ہے۔ تو اسلامی سلطنتوں اور ریاستوں میں مرزا صاحب کے متبعین کا ارتداد بلکہ رجم اور ان کے فسخ نکاح کے فیصلہ ہو چکے ہیں۔ لہٰذا یہاں بھی حکم ارتداد اور فسخ نکاح ہونا چاہیئے اور ملاحظہ ہو فیصلہ امیر امان اللہ خان و ریاست پٹیالہ وغیرہ۔

(۵) ان طبع زاد فرضی مثالوں سے کام نہیں چلتا۔ فقہ حنفی کی تصریحات اس کے خلاف موجود ہیں جس کے حوالے بیان گواہان مدعیہ اور جرح گواہان مدعا علیہ میں متعدد پیش ہو چکے ہیں۔

(۶) گواہان مدعیہ نے کسی مسلمان فرقہ یا شخص کو سوائے مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے مریدین کے کافر نہیں بتایا۔ نہ ان کے کفر کا کوئی فتوی دیا اس کے متعلق گواہ مدعیہ ۱ و ۲ و ۳ کا اقرار جرح میں صاف صاف موجود ہے۔ نیز اپنے کافر کہنے والوں کی تکفیر بھی غلط فہمی پر مبنی کرکے انہیں بھی مسلمان اور معذور بتایا ہے۔ ملاحظہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہو جرح برگواہ مدعیہ نمبر ا ور ۲ -

ایسی تصریح کے بعد مختار مدعا علیہ کا مغالطہ عدالت خود ملاحظہ فرمائے۔

اس سلسلہ میں کوکب یمانی اور فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم کے غیر مسلم اور بالکل جدید دو تین حوالے بھی پیش کرکے مغالطہ کی سعی کی ہے مگر عدالت ان رسائل کو خود ملاحظہ فرما سکتی ہے کہ محض مغالطہ کے سوا وہاں کچھ نہیں۔

کوکب یمانی حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب مدظلہ العالی کا ایک رسالہ ہے جس میں انہوں نے مولوی احمد رضا خان صاحب کو مخاطب کرکے لکھا ہے کہ جو یہ فرماتے ہیں کہ جو حضرت مولانا شہیدؒ کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر اور اس کا نکاح فسخ اور اولاد غیر ثابت النسب اس سے تو بڑی خرابی لازم آئے گی۔ کیونکہ آپ ہی اپنی کتاب تمہید ایمان اور کوکب الشہابیہ میں انہیں مسلمان مانتے ہیں۔ پھر اس مغالطہ سے آپ کے مسلمات کی بنا پر آپ کے نزدیک آپ اور آپ کے متبعین کا اور ان کے نکاح و اولاد کا کیا حکم ہوگا۔ انہوں نے دوسرے رسالہ میں اس کی صفائی پیش کردی اور بناء غلط فہمی رفع ہوگئی کبھی کسی عالم دیوبند نے کسی عالم بریلوی کو کافر نہیں کہا نہ اُن کے کفر کا فتویٰ دیا غرض کوکب یمانی میں اُن کے کفر کا فتویٰ نہیں بلکہ اُن کے مسلمات پر اُن سے استفسار ہے۔ ملاحظہ ہوں کوٹیشن مندرجہ ذیل۔

"خان صاحب ہی کے فتوے سے ثابت کیا گیا ہے .... تا لازم آتا ہے"۔ (ٹائیٹل پیج

"اور خوبی یہ ہے کہ اپنی طرف سے کوئی بات نہیں خان صاحب ہی کے فتوے کا حاصل ہے"۔ (ٹائیٹل پیج کوکب یمانی)

"خان صاحب کے ایسے فتوے کے بعد"۔ صفحہ ۴

"خان صاحب اور اُن کے معتقدین پر تو ان کے قول کے موافق" صفحہ ۵ - ٹائیٹل

"مولوی احمد رضا خان صاحب اپنے ہی قول کے موافق" صفحہ ۹ -

"اب اپنے ہی فرمان کے مطابق کافر ہوئے"۔ صفحہ ۱۰ -

"تو اپنے ہی فتوے کے مطابق کافر ہوگئے"۔ صفحہ ۱۳ -

"ہم نے تکفیر نہیں کی اور نہ ہمارا کام تکفیر اہل قبلہ ہے"۔ صفحہ ۲۲ -

جو اوپر بیان ہوا ان امور کو تو فرمائیں کہ لازم آتے ہیں یا نہیں۔ .... اگر لازم نہیں تو خان صاحب بیان فرمائیں ہم اقرار کرلیں گے کہ خان صاحب سچے"۔ صفحہ ۲۲ -

چنانچہ جب خان صاحب نے صفائی پیش کردی غلط فہمی ختم ہوگئی جس کا اقرار جرح میں موجود ہے کہ ہم کافر نہیں کہتے بلکہ صرف غلط فہمی طرفین سے تھی۔

اب تصریحات کے بعد بھی اگر کوئی بہتان باندھے اور مغالطہ دے تو اُس کا کیا علاج۔

مولف مذکورہ کے دوسرے رسائل سے بھی اس کے متعلق اطمینان کیا جا سکتا ہے کہیں بھی علماء بریلی کی تکفیر کا

www.KitaboSunnat.com

فتوی نہ ملے گا۔ باوجودیکہ سینکڑوں اختلافی رسائل لکھے۔

فتاوی رشیدیہ وہاں توصرف یہ ہے کہ جن کے نزدیک رافضی کافر ہے بالضرورت دین یا قرآن کا منکر یا تکفیر صحابہ کرتا ہو الاہے اُس کے نزدیک سنی کا نکاح اُس سے ناجائز ہوگا۔ وہاں کوئی فتوی ایسا نہیں دے رہے۔

فتوی کے متعلق دوسرے اُن کے خود تصنیف کردہ رسائل اس سلسلہ میں ملاحظہ ہوں جہاں پوری تفصیل موجود ہے غرض اس سے بھی مدعا ثابت نہ ہوا۔

ازالۃ العارین تو ختم نبوت کے منکر پر کفر کا فتوی صفحہ د پر درج ہے اُس سے کیا استدلال ہو سکتا ہے وہ تو ہمارا مؤید ہے۔

یہ کہنا محض غلط بیانی ہے کہ مقلدین کے نزدیک اور غیر مقلدین کے نزدیک مقلدین کا نکاح باطل اور زنا رمحض ہے ایک بھی تمام دنیا میں اس کے متعلق فتوی نہیں۔ وہاں تو صرف تقلید یا رفع یدین یا آمین بالجہر وغیرہ کا اختلاف ہے کفر و اسلام فسخ نکاح کا اختلاف ہی نہیں۔ نہ اُس کا کوئی فتوی نہ مقدمہ۔

اُس کے بعد اس اچھے طرز خطاب کو عدالت خود ملاحظہ فرمالے" اور آج کل کے مسلمانوں کا گذارہ اُن کے نزدیک زنا پر ہی چل رہا ہے۔"

آپس کی تکفیر اور اُس کی غلط فہمی اور کسی کے کافر نہ ہونے کی مکمل تشریح ہیڈنگ "کیا تکفیر وجہ ارتداد و فسخ نکاح ہو سکتی ہے" کے تحت میں کر چکا ہوں اعادہ کی ضرورت نہیں - اس میں نمبر (۷) کا بھی جواب آگیا۔

(۸) مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ "اگر ریاست مولویوں کی اس خاص شریعت کو جس کے بعض فتاووں کا ذکر اوپر کیا گیا ہے جاری کرنا چاہتی ہے تو اُس کے اختیار میں ہے۔ لیکن کسی مقدمہ پر اس قانون خاص کے جاری کرنے سے پہلے شرعاً عقلاً قانوناً یہ ضروری ہے کہ وہ اس قانون کو اپنی ریاست میں شائع کرے"۔ محض لغو ہے۔ ریاستی قانون سے نہ ہم واقف نہ ہمیں تبصرہ کا حق۔ مختار مدعا علیہ جو چاہے اُس پر نکتہ چینی کرے ہمیں تو صرف یہ گذارش کرنا ہے۔ کہ نہ اب یہاں فتووں پر دار و مدار نہ کسی مولوی کی شریعت پر اب تو قرآن و حدیث و فقہ حنفی سے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پیش کی گئی ہے۔ اور اسلامی عدالت شریعۃ محمدیہ کی پابند ہے۔ خصوصاً نکاح وطلاق وغیرہ میں سوائے شریعۃ محمدیہ اور فقہ حنفی کے ریاست میں بھی کسی اور قانون پر مسلمانوں کے معاملہ میں عملدرآمد نہیں ہو سکتا۔ جب کہ برٹش حدود میں بھی یہ مسلم ہے اس غلط پروپیگنڈا کی تردید میں گذارش ہے کہ:۔

جب مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کی تصریحات ہیں کہ جو مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے اور ان کی بیعت میں داخل نہیں خواہ ان کا نام بھی نہ سنا ہو خواہ عمر بھر مدح سرائی کی ہو کافر دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر شیطان اور جہنمی اور حرامی اور سؤر ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اگر اس جماعت کو مسلمان مان لیا جائے اور اُن کے اسلام کا کسی اسلامی ریاست میں فیصلہ کیا جائے تو اس کے یہ معنیٰ ہوں گے کہ تمام چالیس کروڑ مسلمان عرب وعجم صوفیاء اور علماء و سجادہ نشین و مخادیم سلاطین و نوابان وحکام سب کے سب کا فر خارج از اسلام ہیں وغیرہ ہونے کا فیصلہ کر دیا گیا ۔ جو کسی طرح مناسب نہیں ۔

(۹) فقہ حنفی کی پابندی کے اقرار کی توجیہہ محض فضول ہے ۔ کیونکہ جب گواہ نمبر ۲ نے ۲۱ مارچ ۳۳ء کو یہ تسلیم کر لیا ۔ کہ ”جہاں قرآن وحدیث میں مسئلہ مصرح نہ ہو وہاں فقہ حنفی پر عمل کریں گے“ اور اسی تاریخ یہ بھی تسلیم کر چکا کہ ”مسئلہ فسخ نکاح قرآن وحدیث کا مصرح نہیں“ اور یہ بھی تسلیم ہے ۔ کہ فقہ حنفی کا متفقہ مسئلہ مرتد کے فسخ نکاح کا ہے تو اب اس تسلیم کے بعد تاویل اور اس سے گریز نا ممکن ہے ۔ اور اس پر بھی مزید بحث کی ضرورت ہی نہیں ۔

اصولی اختلاف

اس اصولی اختلاف کا حوالہ نہج المصلی صفحہ ۲۷ سے اور اصولی وفروعی دونوں قسم کے اختلاف ہونے کی تصریح گواہ مدعا علیہ ۲ کی جرح ۲ ، مارچ ۳۳ء سے پیش کر چکا ہوں ۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل تاویلات کر ۔

(۱) مدعا علیہ نے اپنے بیان میں یہ بتایا ہے ۔ کہ مسلمان ہوں ۔ اور کوئی عقیدہ اسلام کے خلاف نہیں ۔

(۲) اصولی اختلاف سے خلیفہ اول کی یہ مراد نہیں ۔ کہ نماز وروزہ وغیرہ میں اختلاف ہے ۔

(۳) گواہ مدعا علیہ نے کہا تھا ۔ کہ ایک لحاظ سے فروعی اختلاف بھی ہو سکتا ہے ۔

الجواب

(۱) یہ دعویٰ مدعا علیہ جب صحیح ہوتا ۔ کہ اس کا ایمان مرزا صاحب اور اس کے خلفاء پر نہ ہوتا ۔ مگر اُن پر ایمان لانے اور اس پر قائم رہنے کی حالت میں وہ اُس کا پابند ہے ۔ اور یہ زبانی اقرار محض مغالطہ اور الفاظ بے معنی ہیں جیسا کہ مفصل شہادت وبحث میں گزر چکا ۔

(۲) ہم کب کہتے ہیں ۔ کہ اس کی مراد نماز وروزہ کا اختلاف ہے ۔ بلکہ اصل اصول دین توحید ورسالت واسلام وکفر کا اختلاف ہم بھی مانتے ہیں ۔ اُن کے نزدیک مرزا صاحب کا ماننا ایمان نہ ماننا کفر ۔ ہمارے نزدیک نہ ماننا ایمان اور مرزا صاحب کا ماننا خالص کفر ہے ۔ نہ معلوم یہ غلطی فہمی مختار مدعا علیہ کو کہاں سے لگی ۔

(۳) یہ تو گواہ مدعا علیہ نمبر ا کے الفاظ پیش کیے اور میں نے حوالہ گواہ مدعا علیہ نمبر ۲ ، ۲ مارچ ۳۳ء سے دیا ہے اور اس کے بجنسہٖ الفاظ بھی اوپر پیش ہو چکے ہیں ۔ پس یہ تمام تاویلات لاطائل اور ناقابل التفات ہیں ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا مدعا علیہ اور مدعیہ کا علیحدہ علیحدہ مذہب ہے

تعجب ہے کہ مختار مدعا علیہ کو اس میں بھی تامل ہے ۔ اور تاویل کی سعی کرتا ہے ۔ حالانکہ دونوں میں اصولی و فروعی اختلاف ہے ۔ مدعا علیہ اپنے زعم میں مسلمان اور مدعیہ اس کے نزدیک پکے کافر و خارج از اسلام ہیں ۔ نہ نماز اس کی جائز نہ مناکحت بخلاف مدعیہ کے کہ اس کا مذہب اسی طرح مدعا علیہ کو بھی کافر و مرتد قرار دیتا ہے ۔ نیز مدعیہ کے نزدیک مدار نجات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے ۔ اور مدعا علیہ کے نزدیک مرزا صاحب کی تعلیم ۔ مدعیہ کے نزدیک مرزا صاحب کا ماننا کفر مدعا علیہ کے نزدیک اسلام ۔ اگرچہ زبان سے دونوں مدعی اسلام اور مقر پابندی قرآن و حدیث ہیں ۔ مگر مدعیہ کے نزدیک وہی قرآن قابل عمل ہے ۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لائے ۔ اور مدعا علیہ کے نزدیک قرآن آسمان پر اٹھ گیا تھا ۔ مرزا صاحب دوبارہ آسمان سے لائے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیح کسی اور کی وحی والہام سے مدعیہ کے نزدیک رد نہیں ہو سکتی ۔ مگر مدعا علیہ کے نزدیک جو احادیث اگرچہ صحیح ہوں ۔

مرزا صاحب کے وحی والہام کے خلاف ہیں وہ ردی کی طرح پھینکدی جائیں گی ۔ مدعا علیہ کے نزدیک قرآن پاک کا وہی مطلب صحیح اور قابل عمل و حجت ہے ۔ جو مرزا صاحب کے اسلام و مذہب کے مطابق ہو ۔ یعنی جو مرزا صاحب اور اُس کے دونوں خلفاء بیان کریں ۔ اور بس ملاحظہ ہو جرح گواہ مدعا علیہ ۲ ۲۳ و ۲۱ و ۲۷، ۲۹، مارچ ۳۳ء نیز گواہ ۱ مدعا علیہ کا جواب کہ مرزا صاحب کی وحی سب صحیح ہے ۔ مگر احادیث کل صحیح نہیں ۔

مگر مدعیہ کا اسلام و مذہب یہ ہے کہ قرآن پاک کا وہی مطلب قابل ایمان و عمل ہے جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ۔ جو صحابہ کرام اہل بیت عظام ائمہ دین اولیائے امت علمائے ربانیین و بزرگان دین سمجھے اور کسی کا سمجھنا قابل اعتقاد و عمل نہیں ۔

اس کے بعد مختار مدعا علیہ کی تمام تاویلات کا خاتمہ ہو جاتا ہے ۔ پھر یہ کہنا کہ ۔

(۱) گواہ مدعا علیہ ۱ کا جرح میں یہ مطلب نہ تھا ۔ بلکہ صرف حدیث کے قرآن سے مطابقت کے سوال کا جواب تھا ۔

(۲) بہر حال خلفاء کا فیصلہ ہمارے لیے درست اور قابل تسلیم ہے ۔ آخر ہر شخص اپنے مقتدا اور امام کے فیصلہ کا پابند ہوگا ۔

(۳) علامہ محمد قاسم صاحب بانی دیوبند کا بھی یہی مذہب ہے ۔ جو گواہان مدعا علیہ نے بیان کیا ۔

الجواب

یہ محض تاویلات ناقابل التفات ہیں کسی جواب ہی کی ضرورت نہیں ۔ تاہم میں مختصراً جواب ترتیب وار عرض کرتا ہوں ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) میں نے اس سلسلہ میں جرح گواہ ٹ مدعا علیہ ۲۱ر ۲۳ر ۲۷ر ۲۹ر مارچ ۱۹۳۳ء کے جوابی فقرات پیش کئے ہیں اور مختار مدعا علیہ گواہ ملا کے قول کو لے کر شرح کر رہا ہے ۔ اسے وہاں کوئی خاص دلیل قرار نہیں دیا گیا۔ نیز جو جواب بطور ضابطہ کلیہ کے لکھایا جاتا ہے ۔ وہ سوال تک ہی محدود نہیں ہوتا ۔ بلکہ اُس کا عام مفہوم معتبر اور مراد ہوتا ہے۔

علاوہ بریں جب کہ حدیث وہ معتبر ہوئی جو قرآن کے مفہوم کے موافق ہو۔ اور قرآن کا وہی مفہوم درست ہے جو مرزا صاحب یا اُن کے خلفاء بیان کریں تو مطلب تو پھر وہی ہوگیا ۔ کہ حدیث وہی معتبر ہوگی جو مرزا صاحب اور اُن کے خلفاء کے بیان کے موافق ہو ۔ اور قرآن میں اللہ کی بھی مراد وہی ہے ۔ جو ان ہر سہ صحابؓ کے بیانوں میں ہے "بہر حال تمام دین کا دارومدار بھی صحابہ ثلثہ ٹھہرے اور بس ۔

(۲) بہر حال مختار مدعا علیہ مرزا صاحب کے خلفاء ہی کا فیصلہ درست مانتا ہے ۔ کیونکہ وہ اُس کے امام ہیں ۔ پس مدعی کو بھی حق ہے کہ بہر حال فیصلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے خلفاء راشدین، صحابہ و ائمہ ھدیٰ و امام ابو حنیفہ کا فیصلہ درست مانے ۔ کیونکہ وہ اُس کے امام اور مقتدا ہیں ۔ اس طور پر بھی دونوں کے مذہب کا فرق بکلی واضح رہا اور اتحاد کا دعویٰ باطل۔

(۳) حضرت مولانا نوتویؒ نے عیاذاً باللہ کسی کتاب میں بھی اشارۃً وکنایۃً وہ مذہب نہیں لکھا ۔ جو گواہان مدعا علیہ بیان کرتے ہیں ۔ نہ اُن کے نزدیک صحیح احادیث کسی امتی کی وحی یا الہام کے خلاف ہونے سے ردی کی طرح پھینک دینے کے لائق ہیں ۔ وہ صرف حدیث پر روایۃً ودرایۃً تنقید کا ذکر فرما رہے ہیں اور شیعوں کے مقابل اہل سنت کا یہ اصول پیش کر رہے ہیں ۔ کہ حدیث قرآن کے خلاف اہل سنت نہیں مانتے نہ یہ کہ کسی کی وحی کے مخالف احادیث صحیحہ تک ردی کی طرح پھینکنے کو فرما رہے ہیں ۔ مفصل توہین احادیث کے سلسلہ میں ملاحظہ فرمایا جائے۔

یہ محض حضرت مولاناؒ پر بہتان اور مختار مدعا علیہ کا صریح مغالطہ ہے ۔

مرتد کے معنوں میں تاویل

اُس کے بعد کچھ مرتد کے معنوں میں ترمیم کرکے مدعا علیہ کا اقرار اسلام کو پیش کرکے اُسے ارتداد سے بچانا چاہتے ہیں مگر واضح رہے کہ ضروریات دین سے انکار اور مدعی نبوت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کے دعاوی والہامات کی تصدیق کے بعد ہزار زبان سے اقرار ہو بہر حال شرع محمدیؐ میں وہ مرتد اور کافر ہی ہوگا ۔ جیسا کہ اوپر اصل بحث اور جوابی سلسلہ پر بیانات گواہان مدعیہ میں مفصل حوالے گذر چکے ہیں ۔ اور یہ مقدمہ مسل واپس ہونے کے بعد از روئے شرع شریف فیصل ہو رہا ہے ۔ وہ قانونی نظائر جس میں مسلمان ہونے کے واسطے صرف زبان سے مسلمان کہنا کافی تھا گو تمام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی شعائر کا منکر اور کافروں سے بدتر کافر ہو۔ وہ قانون غیر متعلق کا مقدمہ کے اس دور میں کوئی علاقہ نہیں نہ مسل کے واپس ہونے کے بعد پہلی کوئی کارروائی سوائے عرض دعوے و جواب دعوے و تنقیح کے حجت ہے۔

مختار مدعیہ کے نزدیک فسخ نکاح کی ایک اور وجہ

اس ہیڈنگ کے تحت لایعنی تاویلات سے اس نظیر کو مختار مدعا علیہ رلانا چاہتا ہے۔ جو میں نے مدعا علیہ کے ہی جناب مرزا صاحب غلام احمد صاحب کی کتاب چشمہ معرفت کے صفحہ ۲۷۵ و ۲۷۶ سے پیش کی تھی۔ اور اسی قسم کی تاویل گواہان مدعا علیہ نے جرح میں اس کے پیش ہونے کے بعد کی تھی۔ باوجودیکہ اُن تاویلات کا جواب اصل ابتدائی بحث میں دے چکا ہوں۔ مگر پھر بھی وہی ایک دوسرے رنگ میں پیش کر دیں۔ لہٰذا اب دوسرے جوابی رنگ میں جواب بھی عرض ہے۔

مقدمات مسلمہ :۔

(۱) مدعا علیہ نے جو پہلے احمدی نہ تھا۔ اور بعد نکاح اُس نے احمدیت اختیار کی۔

(۲) غیر احمدی سے احمدی یا احمدی سے غیر احمدی ہونا دوسرا مذہب اختیار کرنا یا مذہب بدلنا کہا جاتا ہے۔
جرح گواہ نمبر ۲ مدعا علیہ ۲۳/ مارچ ۳۲ء

(۳) ان دونوں مقدمات مسلم ہونے کے بعد میں نے مندرجہ ذیل نظیر مرزا صاحب کی کتاب چشمہ معرفت سے پیش کی تھی۔

"جب عورت مرد کو ظالم پاوے یا وہ اس کو ناحق مارتا ہو یا اور طرح سے ناقابل برداشت بدسلوکی کرتا ہو یا کسی اور وجہ نا موافقت ہو یا وہ مرد دراصل نامرد ہو یا تبدیل مذہب کرے یا ایسا ہی کوئی اور سبب پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے عورت کو اس کے گھر میں آباد رہنا ناگوار ہو تو ان تمام حالتوں میں عورت یا اس کے کسی ولی کو چاہیئے کہ حاکم وقت کے پاس یہ شکایت کرے اور حاکم وقت پر یہ لازم ہوگا کہ اگر عورت کی شکایت واقعی درست سمجھے تو اس عورت کو اس مرد سے اپنے حکم سے علیحدہ کر دے اور نکاح کو توڑ دے لیکن اس حالت میں اس مرد کو بھی عدالت میں بلانا ضروری ہوگا کہ کیوں نہ اس کی عورت کو اس سے علیحدہ کیا جائے۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۷۵ و ۲۷۶)

جس کے بعد نتیجہ ظاہر ہے کوئی بھی تاویل ممکن نہیں جب کہ مدعا علیہ نے احمدیت اختیار کر کے باقرار و تسلیم اپنے گواہ کے مذہب بدلایا اور مذہب بدلنے پر مرزا صاحب بھی اُس کی منکوحہ کو حاکم مجاز کے پاس درخواست فسخ نکاح کی اجازت دیتے ہیں اور حاکم مجاز کو ہدایت فرماتے ہیں کہ اس پر لازم ہے نکاح فسخ کر دے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا مقدمہ مرزا صاحب کے مسلک پر بھی بحق مدعیہ ہونا چاہیے اور نکاح فسخ خلاصہ تاویلات ھذا۔

(۱) مدعا علیہ نے ان مضمون میں مذہب تبدیل نہیں کیا بلکہ یہ معنی تو منصف احمد پور شرقیہ کے نتیجہ غلط اخذ کرنے سے پیدا ہوگئے اس کی ۹ فروری ۱۹۲۸ء کی درخواست ملاحظہ ہو۔

(۲) مذہب کا لفظ اسلامی فرقوں اور دین دونوں کے معنی میں آتا ہے چند امثلہ۔

(۳) مدعا علیہ چونکہ اسلام پر قائم ہے اس لیے مقدمہ خارج ہونا چاہیے۔

(۴) گواہ نے مذہب بدلنا دین بدلنے کے معنی میں نہیں لیا بلکہ مذہب کے معنی روش اور طریقہ کے ہیں اس نے طریقہ بدلنے کے معنی میں لیا ہے۔

(۵) مرزا صاحب کی غرض مذہب بدلنے سے چشمہ معرفت میں وہ تبدیلی ہے جو اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا دین عیسوی موسوی وغیرہ اختیار کرے کیونکہ وہ کتاب ہی غیر مذاہب کے مقابلہ پر ہے۔

الجواب

عدالت خود میری اصل بحث سے ان تاویلات کا مقابلہ فرمائے ایک بھی وہاں سے ربط نہیں رکھتی کہ ان سے اصل بحث کے مضمون پر کوئی زیادہ زد پڑتی ہے تاہم جواب الجواب کے رنگ میں مختصراً ترتیب وار عرض کرتا ہوں تاکہ مختار مدعا علیہ کا مغالطہ واضح ہو جائے۔

(۱) مدعا علیہ کے کسی خاص معنی یا لفظ تبدیل مذہب پر اس کی بنا نہیں قرار دی گئی وہ تو تائید تھی بلکہ صرف اس کا احمدی ہونے کا اقرار ہمارے مدعا کا مثبت اور اس پر وہ جواب دعوے سے اپنی آخری شہادت تک قائم رہا لہٰذا ہمیں منصف احمد پور شرقیہ کے نتیجہ کی صحت و سقم اور اس کی ۹ فروری ۱۹۲۸ء کی درخواست سے کوئی سروکار نہیں مقدمہ اولی تو صرف یہ ہے کہ پہلے غیر احمدی تھا اور بعد نکاح احمدیت اختیار کر لیا۔

(۲) مذہب کا لفظ جن معانی میں آتا ہو اس سے غرض نہیں یہاں اس نے جو مذہب ترک کیا ہے وہ اس کے نزدیک دین و اسلام ہی نہ تھا بلکہ اس پر رہنا اسلام سے خروج اور کفر تھا اور اب احمدی ہونا دین اسلام ہے لہٰذا یہاں اس کے نقطہ نظر سے صرف مسلک بدلنا نہیں بلکہ دین بدلنا ہے۔

نیز اسلامی فرقوں کی تبدیلی میں جہاں لفظ مذہب استعمال ہوتا ہے۔ جیسے حنفی شافعی مالکی حنبلی وہاں اس میں کوئی اصولی اختلاف نہیں بلکہ فروعی ہے۔ اور ایک دوسرے کے پیچھے بلا کراہت نماز پڑھتے اور ایک دوسرے کو نہ صرف مسلمان بلکہ حق پر جانتے ہیں اور وہاں لفظ مذہب ان مذکورہ بالا قرائن کی وجہ سے مجازاً بمعنی مسلک بولا گیا ہے بخلاف احمدیت اور غیر احمدی مسلمانوں کے کہ یہاں اسلام و کفر کا فرق ہے اصولی و فروعی دونوں قسم کے اختلافات مسلم نہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز جائز نہ سلسلہ مناکحت جیسا کہ تفصیلاً حوالوں سے اوپر گزر چکا پس یہاں اگر لفظ مسلک بھی بولا جاتا تو مجازاً مذہب و دین بدلنے کے معنی میں لیا جاتا چہ جائے کہ صاف مذہب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدلنے کا لفظ موجود ہے۔

(۳) یہ فیصلہ قبل از وقت ہے کہ مدعا علیہ اسلام پر قائم ہے۔ لہٰذا مقدمہ خارج ہونا چاہیئے اس کے اسلام و کفر و ارتداد کا مسئلہ زیر بحث ہے یہی تنقیح ہے اس پر شہادت و بحث ہے لہٰذا اُس کا یہاں تذکرہ ہی فضول ہے شہادت سے تو اُس کا کفر ہی ثابت ہے مرزا صاحب کی اتباع کے بعد اس کے ارتداد و کفر میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں جیسا کہ مدلل بیانات گواہان مدعیہ میں گزر چکا اور وہ تمام حوالے مرزا صاحب اور دیگر کتب کے جرح میں بھی پیش ہو چکے اب اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(۴) گواہ نے ہرگز روش اور طریقہ بدلنے کے معنیٰ میں نہیں لیا ورنہ وہ اپنے معتقدات کی بنا پر لے سکتا ہے کیونکہ غیر احمدی ہونا اس کے نزدیک صریح کفر اور خروج از دائرہ اسلام بلکہ پکا کفر ہے اور اس پر وہ اپنا ایمان زور دار لفظوں میں جرح آئینہ صداقت کے سلسلہ میں ۳۲ء میں بتا چکا ہے پھر طریقہ بدلنے کے معنیٰ میں کیونکر ہو سکتا ہے طریقہ اور روش بدلنا وہاں ہوتا ہے جہاں دونوں اصولاً متحد ہوں اسلام و کفر کا فرق نہ ہو بعض جزئیات و فروع میں اختلاف ہو جیسے حنفی شافعی چشتی و نقشبندی کہ سب ایک دوسرے کے نزدیک مسلمان اور حق پر ہیں۔ ایک دوسرے کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز شادی بیاہ کا تعلق قائم وغیرہ وغیرہ۔

پس مختار مدعا علیہ کی یہ توجیہ گواہ کی مراد سے بالکل خلاف ہے یہاں مذہب بدلنا یوں ہی ہے جیسا کہ یہودی۔ و نصرانی یا ہندو ہونا یا اس سے پھرنا۔ چنانچہ مسلمانوں کو عیسائی یہودی ہندوؤں کی طرح اس نے خود بحوالہ ملائکۃ اللہ صفحہ ۴۶ تسلیم کیا ہے۔ لہٰذا ایمان مذہب بدلنا بمعنےٰ دین بدلنے کے ہے نہ کہ روش اور طریقہ بدلنے کے معنےٰ میں واقعات اور گواہ ۲ کا عقیدہ اس کی زبردست تردید کرنے کو کافی ہیں۔

(۵) جو غرض مرزا صاحب کی چشمہ معرفت میں مذہب بدلنے کی مختار مدعا علیہ بیان کرتا ہے اولاً اس کی طبع زاد ہے وہاں کوئی بھی کسی قسم کا سیاق و سباق میں قرینہ نہیں اور یہ کہنا کہ وہ غیر مذاہب کے مقابلہ پر لکھی گئی ہے بداہتہً غلط اور قرینہ نہیں کیونکہ اُس میں غیر مذاہب سے کچھ کم مسلمانوں کی تردید نہیں۔ اور اگر بفرض محال ہم انہی کے قول کو تسلیم کر لیں کہ وہ تبدیلی مراد ہے۔ کہ اسلام کو چھوڑ کر دوسرا دین عیسائی یہودی وغیرہ اختیار کرے تو بھی ہمارا مدعا اُسی طرح ثابت ہے کیونکہ غیر احمدی مسلمان ان حضرات اور ان کے خلفاء کے نزدیک یہودی نصرانی اور ہندوؤں کی طرح کافر ہیں ملاحظہ ہو ملئکۃ اللہ صفحہ ۴۶ اور اس کی تائید مرزا صاحب کے کلام سے لی گئی ہے۔ پس غیر احمدیوں اور احمدیوں میں ویسا ہی اختلاف رہا جیسا کہ اسلام اور یہودیت و نصرانیت و ہندویت میں لہٰذا بہر حال تبدیلی مذہب کا لفظ واقعہ زیر بحث سے متعلق اور اس کو پورے طور پر حاوی رہا لہٰذا اس کی رو سے مسلمہ طور پر مرزا صاحب کے فیصلہ کے مطابق نکاح ضرور فسخ اور مقدمہ بحق مدعیہ ہونا چاہیئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فسخ نکاح کی ایک اور وجہ

اس سلسلہ میں مختار مدعا علیہ نے میری ایک زبردست وجہ فسخ نکاح کو جو نہایت بدیہی اور واضح تھی مخدوش کرنا چاہا ہے میں نے عرض کیا تھا کہ ابتدائی مرحلہ میں مقدمہ مدعیہ کے خلاف دو وجہوں سے ہوا۔ پہلا ممالک غیر کا فتوےٰ نہیں پیش ہو سکا ۲۔ دوسرے قانونی بعض نظائر موجود تھے مگر اب جب کہ ممالک اسلامیہ کا ایک زبردست فتویٰ علماء حرمین مکہ و مدینہ کا ومسمی بحسام الحرمین" مختار مدعا علیہ نے خود علماء دیوبند کی تکفیر کے سلسلہ میں پیش کردیا جس کے کہ شروع میں مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے متبعین کے معتقدات لیے ہیں اور اسی لین میں انہیں عقائد میں چونکہ علماء دیوبند کا تذکرہ تھا لہٰذا ان پر بھی کفر آگیا جب انہیں وہ غلط فہمی رفع ہو گئی اور اس کی تردید ہو گئی تو وہ فتویٰ واپس لے لیا۔ جس کے لیے غایتہ المامول علامہ برزنجی مدنی کا پیش کیا تھا۔ بہرحال وہ فتویٰ مرزا صاحب کے حق میں اب تک باقی ہے۔ اور خود مدعا علیہ کے شاہد کا پیش کیا ہوا۔ اور نہ صرف ممالک اسلامی بلکہ حجاز و حرمین کا مسلم علماء و مشائخ کا دوسرا فتویٰ علماء شام کا جو گواہ مدعیہ نمبر ۳ نے پیش کیا اور فیصلہ دربار میں یہ موجود ہے کہ کفر و اسلام کا معاملہ علماء اسلام ہی کر سکتے ہیں۔ پس علماء حرمین و ممالک اسلامیہ کے فیصلہ و فتوے کے بعد مرزا صاحب اور ان کے متبعین کا ارتداد بلاشبہ ثابت ہے نیز علماء اسلام میں کوئی ایک مسلّم عالم یا کوئی ایک اسلامی فرقہ بھی اس کے خلاف نہیں۔ دوسرے نظائر پیش کردہ کو فیصلہ دربار معلےٰ نے غیر متعلق قرار دے دیا۔ ملاحظہ ہو فیصلہ دربار معلےٰ پس اب یقیناً نکاح فسخ اور مقدمہ بحق مدعیہ ڈگری ہونا چاہیئے۔

(خلاصہ تاویلات)

(۱) وہ شام کے علماء کا فتویٰ نہیں۔ بلکہ میرے ایک سرٹیفکیٹ کا جواب ہے جو رشید قاسم نے لکھا ہے۔ اور وہ ایک تاجر ہے اس کی قابلیت اور دماغی حالت معلوم کرنے کے واسطے یہی کافی ہے۔

(۲) گواہ مدعیہ ۳ سے جب جرح میں دریافت کیا تو رشید قاسم سے لاعلمی ظاہر کی۔

الجواب

(۱) یہ عجیب بات ہے۔ کہ وہ فتویٰ نہیں ہے کیونکہ رشید قاسم ایک تاجر آدمی ہیں اور تاجر عالم نہیں ہو سکتا حالانکہ تمام انبیاء حتیٰ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تجارت کی تاجر ہونا نہ نبوت کے منافی ہے۔ نہ خلافت و ولایت کے نہ علم و کمال وافتاء کے باقی چونکہ انہوں نے ممالک اسلامیہ اور خصوصاً شام میں مرزا صاحب کے خلاف ایک بیداری پیدا کردی ہے۔ اور ان کے مشن کو ان سے سخت صدمہ ہوا ہے۔ یہ ان کی دماغی و علمی حالت پر جو بھی تبصرہ کرے بجا ہے۔ بہرحال وہ ایک عالم کا فتویٰ ہے اور دوسرے علماء اس کے مؤید ہیں وہ مفصل فتویٰ اور اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ترجمہ اخبار مدینہ بجنور اور اخبار زمیندار لاہور میں متعدد مرتبہ علمائے شام کے فتویٰ کی ہیڈنگ سے شائع ہو چکا ہے۔ اس کے نیچے دیگر علماء کے بھی دستخط ہیں۔

یہ تمام تاویلات محض بے کار ہیں۔

(۳) گواہ مدعیہ نمبر ۳ نے اپنی ذاتی ملاقات کا انکار کیا ہے۔ باقی ان کے علم و فضل کا کوئی انکار اور اس سے لاعلمی نہیں اور نہ کسی کی علمی شہرت معلوم کریں۔ اس سے بلاواسطہ ملاقات کی شرط ہے۔ ملاحظہ ہو اصل الفاظ جرح گواہ مدعیہ نمبر ۳ مورخہ ۹ اگست ۳۳ء اور اگر بالفرض مختار مدعا علیہ کے یہ شبہات ہم صحیح تسلیم کر لیں گو صحیح نہیں جیسا کہ ابھی عرض کر چکا ہوں تو بھی ہمارا اصلی استدلال بحالہ موجود ہے۔ کیونکہ اولاً تو میں نے انہیں کا پیش کردہ فتویٰ علماء مکہ و مدینہ حسام الحرمین کو بناء استدلال بنایا ہے۔ اس کا کوئی جواب بھی نہ دے سکے بہر حال ایک فتویٰ نہ صرف علماء ممالک اسلامیہ بلکہ خیر البلاد حجاز کے مسلم علماء و مشائخ گواہ مدعا علیہ کا پیش کردہ موجود اور لاجواب و مسلم ہے۔ پس فتوے ممالک اسلامیہ کا ثابت ہے۔ اور نظائر قانونی بروئے فیصلہ دربار معلیٰ غیر متعلق ہیں۔ پس مقدمہ بحق مدعیہ یقیناً ڈگری ہونا چاہئے۔

نوٹ:

اس کے بعد حسام الحرمین اور علماء دیوبند و بریلی کا طولانی قصہ ہے۔ جسے میں اخیر بحث میں جب کہ اپنے گواہوں پر سے اعتراضات دفع کروں گا۔ اس وقت لوں گا۔ اور وہیں سے یہ دراصل متعلق بھی ہے۔

(گواہان مدعا علیہ پر تنقید کا جواب)

اس سلسلہ میں جو میں نے مکمل لسٹ پیش کی تھی۔ اس کے بعض نمبروں کی کچھ تاویلیں مختار مدعا علیہ نے کرنی چاہی ہیں۔ اور اکثر تو بالکل لاجواب اور گواہوں کے ناقابل اعتبار ثابت کرنے کو کافی و وافی ہیں۔ جن تاویلات کا خلاصہ یہ ہے کہ نمبروار جواب مگر نہایت ہی مختصر عرض کرتا ہوں۔ پہلے اپنے اصل اعتراضات اور تنقید کا خلاصہ بھی مختصر الفاظ میں پیش کر دوں تاکہ بعد کو متعدد مرتبہ اسے نہ لانا پڑے۔

خلاصہ تنقید۔

یہ اصل فریقین کو مسلم ہے۔ کہ کسی کا مذہب دریافت کرنے کے لیے ضروری ہے۔ کہ اس کی تمام کتابوں کو دیکھ کر حکم لگایا جائے۔ ملاحظہ ہو بیان گواہ مدعا علیہ نمبر ۱ عنوان علماء کفر کا فتویٰ لہٰذا کوئی کسی سلسلہ کا تمام لٹریچر دیکھے بغیر اس کے اسلام کے متعلق اخیر فیصلہ نہیں دے سکتا۔ کیونکہ اس کے اسلام کا پتہ تو جب چل سکتا ہے۔ جب کہ اس کے تمام معتقدات کا علم ہو اور معلوم ہو جائے کہ اس کا کوئی بھی عقیدہ کفریہ اسلام کے خلاف نہیں بخلاف کفر کا حکم لگانے کے واسطے اگر قطعی طور پر ایک کسی کا صریح و صاف کفریہ معلوم ہو جائے۔ تو کفر کا حکم ان معلوم کفریات پر لگا سکتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گو دیگر کفریات یا اس کے تمام معتقدات کا علم نہ ہو۔ کیونکہ اسلام تو مجموعہ اعتقادات کے بعد ثابت ہوگا۔ اور کفر کے واسطے ایک صریح وجہ بھی کافی گو اور کسی چیز کا علم نہ ہو۔

مثلاً ایک شخص صراحتہً نماز کی فرضیت کا انکار یا قرآن کا انکار یا بت کو سجدہ کرے۔ تو ہم صرف اسی پر حکم کفر لگا سکتے ہیں۔ گو دوسرے حالات کا ہمیں علم بھی نہ ہو۔ اسی اصول پر مرزا محمود صاحب نے تمام چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج صرف مرزا صاحب کی بیعت میں داخل نہ ہونے سے قرار دیا ہے۔ حالانکہ ان تمام مسلمانوں کے تمام معتقدات کا ان کو پتہ بھی نہیں۔ اور گواہ مدعا علیہ ملہ جو سلسلہ احمدیت یا مذہب مرزائیت اور اس کے بانی و متبعین کا اسلام ثابت کرنے کے واسطے پیش ہوا ہے۔ اس کا یکم مارچ ۱۹۳۳ء بجواب جرح اقرار ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ کے سب لٹریچر نظر سے نہیں گزرے۔ جو اس وقت تک شائع ہوئے اب اس معاملہ میں اس کی گواہی کا ناقابل اعتبار ہونا بالکل واضح تھا۔ مگر اس میں بھی غیر متعلق تاویلات کیں۔

(خلاصہ تاویلات)

(۱) گواہ مدعیہ کی جرح کی عبارت محرف کر کے پیش کی اور عدالت کو مغالطہ دیا۔ اصل الفاظ یہ ہیں۔ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے اس وقت تک جس قدر لٹریچر شائع ہو چکے ہیں۔
وہ سب میری نظر سے نہیں گذرے۔

(۲) اس سے دیگر مصنفین کی تصانیف مراد ہیں۔ جن کا دیکھنا ضروری نہیں۔ نہ کتب مرزا صاحب۔

(۳) مختار مدعیہ کا یہ کہنا کہ کسی کا کفر ثابت کرنے کے واسطے اس کی تمام تصانیف کا دیکھنا ضروری نہیں قطعاً باطل ہے۔ بلکہ مبہم و ذوالوجوہ عبارات دوسری عبارات سے حل ہوں گی۔ نیز اس کے سیاق و سباق و دیگر تصانیف سے۔

(۴) مختار مدعا علیہ کا اصول گواہ مدعیہ ملہ کے خلاف ہے۔ ملاحظہ ہو جرح ۲۰ اگست ۱۹۳۲ء ایک مصنف کا جب تک ماقبل و مابعد معلوم نہ ہو۔ اور اس کی دوسری تصانیف سے اس کا صحیح عقیدہ معلوم نہ کر لیا جائے۔

(۵) اور واضح رہے کہ فتویٰ دینے کے بارہ میں گواہ مدعیہ ملہ کا قول بہ نسبت مختار مدعا علیہ کے قول کے زیادہ معتبر اور ماننے کے قابل ہے۔ کیونکہ گواہ مدعیہ ملہ بقول اس کے دار العلوم دیوبند کا مفتی ہے۔ اور مختار مدعیہ ایک معمولی آدمی ہے۔ جو کسی یونیورسٹی کا سند یافتہ نہیں۔

(۶) پھر گواہ مدعیہ ملہ کو بھی اس کی جرح سے ایک فقرہ سے مجروح کرنے کی سعی کی۔

الجواب

(۱) میں نے کوئی بھی عبارت محرف نہیں کی عدالت کو خود ملاحظہ مسل کے وقت معلوم ہو جائے گا۔ میں نے وہاں بھی اصل عبارت پیش کی تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ یہ محض مغالطہ ہے۔

(۲) یہ تاویل کہ سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر سے مرزا صاحب کے سوائے دوسرے مصنفین کے مراد ہیں محض غلط اور اب بحث ناقابل التفات ہے۔ گواہ اپنے الفاظ کا پابند ہے۔ نیز کسی سلسلہ یا مذہب کے لٹریچر میں اس کے بانی سلسلہ کا لٹریچر سب سے مقدم آتا ہے لہٰذا یہ تخصیص علاوہ بے ربط ہونے کے تحقیق کے بھی خلاف ہے۔ پھر سلسلہ احمدیہ میں جس طرح مرزا صاحب کی تصانیف قابل ایمان لانے کے ہیں یوں ہی اُن کے خلفاء کی بس مرزا صاحب کے سوا مطلقاً دیگر تصانیف کا اخراج بھی نافع نہیں۔ اور گواہ آئینہ صداقت مرزا محمود صاحب کے مطالعہ سے صراحۃً انکار کر چکا ہے بہر حال یہ تاویلیں فضول ہیں۔ اور سلسلہ کی کل کتب یقیناً اس نے نہیں پڑھیں۔ جیسا کہ جرح میں جا بجا آیا ہے۔ اور اس قدر لاعلمی کے ساتھ اس سلسلہ کی صفائی کے گواہ ہرگز قابل نہیں ہو سکتے۔

(۳) میں نے اس مسئلہ کو مدلل اشد سے بیان کیا ہے۔ کسی حاشیہ آرائی کا وہ محتاج نہیں مصرح کفر ہونے کے لیے کل عقیدے یا کل کتب کے مطالعہ کی حاجت نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مطلقاً دعویٰ نبوت یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلقاً آخری نبی نہ ہونا وغیرہ ایسا مصرح ہے کہ کسی کتاب میں ۱۹۰۱ء کے بعد اُس کے خلاف نہیں وغیرہ ذلک۔ باقی مبہم عبارات کے حل کے لیے ضرور اس عبارت یا مخصوص اسی مسئلہ کے متعلق اس شخص کی دیگر تصانیف دیکھنی ہوں گی تمام کی تمام دیگر مسائل کے متعلق اُس کی تصانیف دیکھنا کوئی ضروری نہیں اور یہی مطلب صرف گواہ مدعیہ نمبر ۱ کا ہے۔ اصل بحث و جرح تو عدالت خود ملاحظہ فرمائے یہ تاویل محض بیکار ہے۔

خیر فتویٰ کے متعلق مولانا محمد شفیع صاحب گواہ مدعیہ نمبر ۱ کو زندہ معتبر اور جاننے کے لائق تسلیم کر لیا۔ اور انہیں ہندوستان کی مرکزی درسگاہ کا مفتی بھی اس سے تو ہمارے گواہ کی توثیق ہے بہر حال اُن کا فتویٰ تکفیر مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے متعلق مذہبی نقطۂ نگاہ سے مختار مدعا علیہ کے نزدیک بھی سب سے زیادہ معتبر اور قابل ماننے کے ہوگا۔ باقی رہا مختار مدعیہ کا معاملہ وہ تو نہ گواہ ہے نہ شاہد نہ اُس پر جرح کہیں پر کوئی اثر ڈالے اُس کے متعلق یہ کہنا کہ۔ اور مختار مدعیہ ایک معمولی آدمی ہے۔ جو کسی یونیورسٹی کا سند یافتہ نہیں" یہ بھی اُس کی عزت افزائی ہے ورنہ مرزا صاحب تو ہم لوگوں کو بدذات فرقہ اور جنگلی سور اور نہ معلوم کیا کیا کہتے ہیں ہمیں تو مختار مدعا علیہ کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ آدمی تو مان لیا معمولی آدمی ہی سہی۔ ہمیں کب برابر ہونے کا دعوے ہے۔ مرزا صاحب تو ابن مسعود جیسے جلیل القدر صحابی کو فرماتے ہیں کہ ایک معمولی آدمی تھا۔ کسی یونیورسٹی کا سند یافتہ نہ ہونا معمولی آدمی ہونے کو کافی نہیں۔ نہ مختار مدعا علیہ کے نبی کسی یونیورسٹی کے سند یافتہ تھے نہ خلیفہ اول و دوم البتہ یہ اُس کی غلط بیانی یا ناواقفی ہے۔ کہ مختار مدعیہ کسی یونیورسٹی کا سند یافتہ نہیں۔ اسے معلوم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونا چاہیئے کہ جس کے متعلق وہ کہہ رہا ہے۔ وہ منشی فاضل و مولوی عالم و مولوی فاضل الہ آباد یونیورسٹی دلکھنؤ یونیورسٹی و پنجاب یونیورسٹی تینوں جگہ ہے۔ گر عدالت ضرورت محسوس فرمائے تو تمام سارٹیفکیٹ بھی پیش کیے جا سکتے ہیں میری غرض صرف مختار مدعاعلیہ کے اوچھے پن کا اختیار کرنا ہے۔ ورنہ وکیل پر تنقید کا کوئی اثر موکل یا کیس پر نہیں پڑتا ہاں اب یہ اصول تنقید مختار مدعا علیہ کے متعلق نہ بحیثیت مختار بلکہ گواہ سلسلہ تنقید گواہان مدعا علیہ ان شآء اللہ پیش کیا جائے گا۔

کل کتب مرزا صاحب کی بالاستیعاب نہ دیکھنا اور چیز ہے۔ اور عبارت کا سیاق و سباق نہ دیکھنا اور چیز اس مغالطہ سے گواہ مجروح نہیں ہو سکتا۔ دوسرے گواہ مدعیہ بحیثیت مفتی اسلام پیش ہوا ہے اور وہ شرعی مسائل کا دراصل شاہد ہے اگر وہ یہ عبارات بھی نہ دیکھتا جب بھی اس کی ان متنازعہ مسائل ختم نبوت وحی نبوت دعویٰ نبوت توہین انبیا تکفیر امت انکار حشر اجساد وغیرہ میں معتبر اور بقول مختار مدعا علیہ قابل ماننے کے تھے مرزا صاحب کی عبارات کے واسطے تو گواہ الف و ب و ج پیش ہوئے ہیں جنہوں نے غالباً مرزا صاحب کے متبعین سے بہت زائد ان کی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔

(۲) دربار معلّیٰ کی توہین

یہ عدالت نے غیر متعلق قرار دے کر خارج کر دیا ہے لہٰذا اس پر کچھ بحث کی ضرورت نہیں البتہ اس کے تحت دو امر اور پیش کیے ہیں ایک تو اپنی صریح غلط بیانی کی ترمیم کرنے کی سعی کی ہے دوسرے دو غیر مجروح شاہدوں پر فرضی یا ظنی و بروزی جرح قائم کی ہے میں اس کے الفاظ کا خلاصہ نے کر جواب عرض کروں گا۔

(خلاصہ تاویل مختار مدعا علیہ)

(۱) یہ کہنا کہ فتویٰ کفر کی بنیاد صرف علماء کے اقوال پر رکھی گئی ہے۔ بجائے خود بالکل صحیح اور درست ہے۔

(۲) شیخ الجامعہ صاحب نے جو دلائل پیش کیے تھے جب کہ مدعا علیہ کی طرف سے ان کا جواب ہو گیا تو گویا علماء کے اقوال ہی رہ گئے۔

(۳) گواہان مدعا علیہ نے مدعا علیہ کے ایمان اور اس کا عقیدہ قرآن مجید اور حدیث اور سلف کے موافق ثابت کر دیا ہے لہٰذا مختار مدعا علیہ کا مذکورہ بالا عذر اخف باطل ہے۔

(۴) گواہ نمبر الف و ب کی شہادتوں میں وہی امور تھے جو دوسرے شاہدوں نے بیان کیے ہیں دوسروں کی جرح گویا ان پر ہے لہٰذا وہ بھی مجروح باطل ناقابل التفات ہو گئیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الجواب

(۱) یقیناً یہ کہنا در کہ اس جدید دور میں تکفیر کی بنیاد صرف علماء کے اقوال پر رکھی گئی ہے
عدالت کے سامنے ایسی صریح غلط بیانی ہے کہ اس کے بعد اس گواہ کی گواہی قبول ہی نہیں ہو سکتی۔ عدالت
خود مسل سے ملاحظہ فرمائے کہ کہیں کوئی بھی فتویٰ پیش نہیں کیا گیا تذکرہ علماء شام کے فتویٰ کا صرف
دو لفظوں میں ذکر ہے باقی تمام مسائل آیات قرآنی احادیث نبویہ آثار صحابہ و تابعین و ائمہ فیصلہ متکلمین و
اسلاف سے بوضاحت بلا کسی تاویل کے ثابت کئے گئے جس میں ہر اقسام سے تقریباً (۵۰) دلائل تو لاجواب
ہیں جس کے جواب کا ہمیں عمومی و خصوصی کسی طور پر تذکرہ تک نہ آیا پھر کیا یہ مذکورہ بالا قول کہ صرف بناء علماء
کا فتویٰ ہے محض دروغ اور غلط بیانی نہیں۔

(۲) یہ کہنا کہ شیخ الجامعہ صاحب کے دلائل کا جواب دے دیا بس گویا کہ صرف فتاوے رہ گئے یہ کیسی
بے ربط تاویل ہے اس بنا پر تو یہ کہنا چاہیئے کہ کوئی بھی دلیل نہیں رہی کیونکہ یہاں پر فتویٰ کا پتہ
ہی نہیں۔
نیز حضرت شیخ الجامعہ صاحب کے دلائل کا کوئی بھی جواب بن نہ سکا جیسا کہ اوپر مفصل پیش کر چکا۔
علاوہ بریں سوائے ایک آدھ باتوں کے شیخ الجامعہ صاحب نے جو تمام گواہوں سے علیحدہ آیات و
احادیث بیان کی تھیں ان کا جواب کجا جوابی بحث میں تذکرہ یا اصولاً بھی تردید نہ آئی لہٰذا ان کا بیان
تو بہر حال لاجواب ہے۔ نہ وہ ٹوٹ سکتا ہے اور نہ یہ مختار مدعا علیہ کا صریح جھوٹ سبیح ہو
سکتا ہے۔

(۳) عدالت خود واقف ہے کہ گواہان مدعا علیہ کا عقیدہ کہاں تک قرآن و حدیث و اسلاف کے مطابق
ثابت کر سکے مدعا علیہ کیا صرف مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کا ایمان توحید و رسالت اور ضروریات دین
پر ثابت نہ ہو سکا۔ بس اصل اعتراض بحالہ موجود ہے۔

(۴) شاید مختار مدعا علیہ کو معلوم نہیں کہ بعض گواہوں کے مجروح کرنے سے دوسرے جرح سے سالم گواہ قانوناً
مجروح نہیں ہوا کرتے نہ اس قسم کی تاویلات کو کوئی جوڈیشل حیثیت حاصل ہے۔
لہٰذا وہ دونوں شہادتیں بالکل جرح سے سالم ہیں اور اس طور پر کہ باوجود وقت دیئے جانے کے مدعا علیہ نے
جرح سے انکار کر دیا۔
مزید براں اُن شہادتوں پر دیوبندی ہونے کا بھی اعتراض نہیں۔ پس جوڈیشل حیثیت سے وہ گواہان بہت
ہی قابل وقعت ہیں۔ خصوصاً نمبر الف کا پوزیشن بھی ہائی پوزیشن ہے۔

www.KitaboSunnat.com

(۴) (گواہ مدعا علیہ نمبر ا۔ معلومات پر بحث)

اس سلسلہ میں منجملہ اور اعتراضات کے صرف میرے ایک اعتراض کی تاویل کرنے کی لاحاصل کوشش کی ہے۔

(پیش کردہ کتب سے مختار مدعا علیہ کی واقفیت)

(۱) فتوحات مکیہ کل نہیں دیکھی۔	گواہ مدعا علیہ ۱	یکم مارچ ۳۳ء
(۲) شرح فقہ اکبر کا علم نہیں کس کی ہے۔	" " "	۷ مارچ ۳۳ء
(۳) بحر الرائق کا اصول تکفیر معلوم نہیں۔	" " "	
(۴) اشارات فریدی تمام کا مطالعہ نہیں کیا۔	" " "	۹ مارچ ۳۳ء
(۵) منصب امامت پورا نہیں پڑھا	" " "	۱۲ مارچ ۳۳ء
(۶) مبسوط دیکھا ہی نہیں۔	" " "	
(۷) ہدیہ مجددیہ کا مصنف نا معلوم۔	" " "	
(۸) جامع الشواہد کا مصنف نا معلوم۔	" " "	
(۹) بھونچال بر لشکر دجال کا مصنف نا معلوم۔	" " "	
(۱۰) تحذیر الناس کل مطالعہ نہیں کی بلکہ اکثر۔	گواہ ۱	۸ مارچ ۳۳ء

اس سے گواہ کی لاعلمی اور قابلیت نیز جو حوالے جس مسئلہ کے متعلق پیش کئے ان کی حقیقۃً آشکارا تھی اور کسی تاویل کی حاجت بھی نہ تھی مگر پھر بھی تاویلیں پیش کیں کہ ان سے گواہ ۱ مدعا علیہ کی شہادت پر مؤثر نہ پڑتا۔

(خلاصہ تاویلات مختار مدعا علیہ)

(۱) یہ خلاف واقعہ ہے کیونکہ ۷ مارچ کو گواہ نے یہ بھی کہا کہ بحر الرائق میں یہ ہے کہ اکثر کے متعلق میں فتوے نہیں دیتا اور کسی کے کلام کا الخ

(۲) فتوحات مکیہ اتنی ضخیم کتاب ہے کہ جس غرض کے واسطے گواہ مدعا علیہ ۱ نے اس کا مطالعہ کیا تھا اس کے لیے کل پڑھنا ضروری نہ تھا۔

(۳) دوسری کتب کے متعلق یہ ہے کہ ان کی جو عبارت پیش کی گئی اس کے اندر اس کے خلاف کوئی عبارت نہیں جس سے اس کے مفہوم میں فرق آئے لہٰذا بالاستیعاب پڑھنے کی ضرورت نہ تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) ہدیہ مجددیہ کے مصنف کا نام اُس وقت یاد نہ تھا کتاب پر لکھا ہوا ہے یہ بنایا تھا۔
(۵) جامع الشواہد اور ہجو بنجال بلا لشکرِ دجال کے مصنفین کے متعلق ان کی کتابوں سے معلوم ہو سکے گا کہ مقلد تھے
یا غیر مقلد گواہ مدعا علیہ نمبر ا نے بھی یہ لفظ ۱۲ مارچ کو کہے تھے نہ مختار مدعیہ کے پیش کردہ۔
(۶) گواہ مدعیہ ۱ جو مفتی دارالعلوم دیوبند ہے اُسے بھی مندرجہ ذیل امور معلوم نہیں۔
(الف) مجھے نہیں معلوم کہ دیوبندیوں نے سوائے قادیانیوں کے کسی کو کافر کہا ہو۔
(ب) مسیلمہ نہ نبوت مستقلہ کا مدعی تھا نہ اُسنے کوئی شریعت اسلام کے مقابل قائم کی تھی نہ میرے علم میں قرآن کے
مقابل کوئی آیات قائم کیں۔
(ج) امام شافعی احمد بخاری نسائی سید عبدالقادر جیلانی ابن عربی پر کفر کے فتوے کا مجھے علم نہیں۔
(د) مسلم کے شارحین کو میں نہیں جانتا مجھے نہیں معلوم محمد حسین صاحب بٹالوی نے کس سن میں فتویٰ دیا اور
کس نے خاتم کے معنے خاتم النبیین میں مہر کے لیے اور خاتم الاولیاء مرزا صاحب نے کہا ہے یا نہیں۔

الجواب

اجمالاً صرف اس قدر گذارش ہے کہ عدالت خود ان تاویلات کو ملاحظہ فرمائے کہ کیا کتب پیش کردہ سے ناواقفی
کا الزام دفع ہو گیا۔ بلکہ اور اقرار ہو گیا ہاں اس کی حکمتیں مصالح بیان کیں کہ اس وجہ سے نہیں دیکھا مگر جواب تو نہ ہو سکا
لاعلمی تو بحال رہی مفصل جواب ترتیب وار۔

(۱) بحر الرائق کا اصول تکفیر تو نہ معلوم ہو سکا گو اور امور بتائے اس کے متعلق تو یہی اقرار ہے کہ "بحر الرائق کے متعلق
مجھے کوئی علم نہیں کہ اس کا کوئی اصول ہے یا نہ" جس کتاب سے فتاویٰ کفر نقل کئے اس کے اصول تک کا پتہ نہیں
ایسے شخص کے نقل کا کیا اعتبار۔ اور پھر جو نتیجہ مرتب کیا وہ بوجہ اصول سے ناواقفی کے محض غلط خلاف واقعہ
جیسا کہ علماء و فتویٰ تکفیر کے تحت بحث میں پیش کر چکا۔

(۲) اتنی ضخیم کتاب جب پڑھ نہیں سکتے تھے تو اس کے حوالہ اور غلط مطلب متکلم کی مراد کے خلاف پیش کرنے
کی کیا ضرورت تھی۔ نیز اس لیے کل کے مطالعہ کی ضرورت تھی کہ ان کی عادت ہے اپنی اصطلاحات مختلف
ابواب میں معمولی سے تعلق سے بیان کر جاتے ہیں بس جب تک کل پر عبور نہ ہو ان کی عبارت کا مطلب بھی ان کی
اصطلاح اور مسلک کے مطابق معلوم نہیں ہو سکتا (اس سلسلہ میں کبریت و یواقیت سے اوپر حوالے پیش
کر چکا ہوں) بہر حال کسی وجہ سے لاعلمی و ناواقفی کا اعتراض بحال ہی رہا۔

(۳) جب بالاستیعاب کتاب ہی نہیں دیکھی تو کیا پتہ کہ اس میں کوئی عبارت اس کے متعلق یا اس کے خلاف
ہے یا نہیں علاوہ اس علت کے مہمل ہونے کے ناواقفی کا اقرار ہے۔

(۴) کتاب پر لکھا ہو یا نہ مصنف اور اس کے مسلک کی لاعلمی تو بہر حال اس کتاب سے ناواقفی کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثبوت ہے۔

(۵) یہ کہنا کہ کتاب پر لکھا ہوگا دیکھ لیا جائے کس خیال کے آدمی ہیں اس سے زائد ناواقفی کیا ہوگی پھر اس وقت کہا تھا کہ بحث میں پیش کریں گے اس میں بھی باوجود مطالبہ کے نہ پیش کر سکے نیز مختار مدعیہ نے منظ مفہوم یا الفاظ پیش نہیں کئے عدالت خود مسل سے معائنہ فرمائے جہاں کہیں مفہوم جرح کا لیا ہے وہاں بھی خلاف نہیں۔

(۶) گواہ مدعیہ ۳ پر فرضی اعتراض کرنے سے گواہ مدعا علیہ ۳ کی جرح کی توصفائی نہیں ہو سکتی۔
نیز گواہ مدعا علیہ کی اپنی پیش کردہ کتب سے ناواقفی ثابت ہے جنہیں وہ خود شہادت میں استدلالی رنگ میں پیش کر رہا ہے۔ بخلاف گواہ مدعیہ ۳ کے کہ اس کی لاعلمی غیر متعلق امور میں ہے جن کے جواب کا کبھی وہ بوجوہ مسلّم اصول اور ایکٹ شہادت کی رو سے مکلف نہ تھا۔

تفصیلاً گواہ مدعیہ نمبر (۱) کی صفائی

(الف) یہ بالکل صحیح ہے کہ علمائے دیوبند نے سوائے مرزا صاحب اور ان کے متبعین کے کسی کو کافر کہا ہی نہیں پس ایک غیر ثابت شدہ چیز کا علم کیونکر ہو سکتا ہے نیز اس کے علم کی مقدمہ اور شہادت کے سلسلہ میں ضرورت ہی کیا تھی ایک غیر متعلق سوال تھا۔

(ب) گواہ نے اپنے علم اور اپنی تحقیق کا جواب بالکل صحیح تحقیق کے تحقیقات کے مطابق جواب دیا ہے اور گواہ اپنی ہی علم کی شہادت دیتا ہے نہ کہ سنی سنائی۔ اس میں اعتراض ہی کیا ہے۔

(ج) ان بزرگوں پر کسی مسلم بزرگ نے فتویٰ کفر نہیں دیا۔ غیر ذمہ دارانہ فتاویٰ کفریہ کی مکمل لسٹ کا حفظ کب ضروری تھا۔
پھر یہ سوال بھی غیر متعلق تھا جس کا جواب اصولاً ان پر ضروری نہ تھا اور نہ اس کے واسطے پیش ہوئے تھے نہ ان بزرگوں کا کفر و اسلام زیر بحث تھا اور جرح میں اس کی کافی تفصیل بھی دی ہے اور مستقل اس کے متعلق ایک اصول بھی بتلا دیا ہے جس کے بعد تفصیل جزئیات کی ضرورت ہی نہیں۔ عدالت خود جرح سے ملاحظہ فرمائے

(د) مسلم کے متعدد شارحین ہیں۔ اور سب غیر حنفی ہیں۔ پس حنفی مفتی کو ان سے کیا تعلق۔
نیز انہوں نے شرح مسلم سے کوئی حوالہ ہی نہیں دیا حتیٰ کہ کتب پیش کردہ سے لاعلمی یا ناواقفی ثابت ہو اور عالم جمیع ما کان و ما یکون سوائے اللہ عالم الغیب والشہادت کے کوئی بھی نہیں پھر یہ اعتراض کیا ہے فقہ حنفی اور شریعت اسلامیہ سے تو پورے واقف ہیں۔ ان کے قابل اعتبار اور ماننے کے لائق ہونے کا تو مختار مدعا علیہ کو بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراف ہے۔

(۵) محمد حسین بٹالوی کا فتویٰ نہ انہوں نے پیش کیا نہ اس کے صفحہ بتلانے کے مکلف نہ ان کے منصب و حیثیت پر اس سے کوئی زد وہ ساری دنیا کے تو گماشتہ نہیں۔

خاتم کے معنی اس آیت میں مہر کے اسلاف نے جن پر اعتماد کیا جا سکے نہیں کیے ہر کس و ناکس کی تحقیقات کا تو کوئی مکلف نہیں مرزا صاحب کے تمام لٹریچر کے حفظ کا ان سے کیا تعلق تھا جب کہ گواہ مدعا علیہ نمبر ا باوجود مبلغ جماعت ہونے کے تمام لٹریچر سے آج تک ناواقف ہے اگر وہ یہ پیش کرتے اور حوالہ نہ بتا سکتے جیسا کہ گواہان مدعا علیہ نے کیا تو ضرور ان پر زد آتی۔ بہر حال یہ صرف مغالطہ تھا وہ بھی بحمد اللہ بالکل صاف ہو گیا۔

(گواہ مدعا علیہ نمبر ا کے جوابات میں تعارض کا رد)

(۱)

خلاصہ قول مختار مدعیہ

اجماع کے متعلق کہ پہلے یہ کہا کہ بلا استثناء تمام امت اجماع کرے اور پھر اکابر اور بزرگ کا اجماع قرار دیا جواب یہ ہے کہ گواہ کے اصل الفاظ وہ نہیں بلکہ یہ ہیں لہٰذا تعارض نہیں۔

الجواب

میں اس کے جواب میں جرح سے ہر دو عبارات نقل کر کے فیصلہ عدالت کی امتیازی رائے پر چھوڑتا ہوں کسی منصوص مسئلہ پر تمام کی تمام امت بغیر استثناء کے اجماع کرنے تو اس کی تسلیم ضروری ہے۔

(جرح گواہ مدعا علیہ ۱ ۹ مارچ ۳۳ء)

پھر اس سے خلاف اس تاریخ میں یہ بھی کہا۔

' ہمارے نزدیک اجماع امت وہ ہے کہ تمام امت کے بزرگ اور مسلمہ اکابر اس کو مانتے چلے آتے ہوں۔ جرح گواہ مدعا علیہ ۱ ۹ مارچ۔ اول قول میں تمام کی تمام امت بلا استثناء اجماع کے لیے بتائی ہے اور دوسرے میں صرف امت کے مسلمہ بزرگ و اکابر۔ تعارض ظاہر ہے۔

(۲)

اصل اعتراض ۹ مارچ ۳۳ء الجواب جرح کہا۔ اشارات فریدی ج ۲ خواجہ محمد بخش صاحب نے مولوی رکن الدین سے سبقاً سبقاً نہیں سنی۔

پھر ۱۲ مارچ سوالات مکرر کے جواب میں کہا کہ یہ صحیح نہیں بلکہ خواجہ غلام فرید صاحب نے سبقاً سبقاً سنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تصحیح کی ہے۔

حالانکہ ۱۱ مارچ ۲۳ء کو جواب جرح یہ تسلیم کر چکا ہے کہ۔

اشارات فریدی میں خواجہ صاحب کے اپنے اقوال ہیں جو ان کے بعد مرتب کئے گئے اور بعد وفات ہی شائع ہوئے۔

اب تعارض دفع ہی نہیں ہو سکتا پہلے دونوں اقوال میں یہ توجیہ کی تھی کہ میں نے خود ہی سوالات مکرر میں اصلاح تصحیح کر دی تھی۔ مگر مختار مدعیہ کی غرض دوسرے اور تیسرے کا تعارض ہے جو بدستور قائم ہے دفع نہ ہو سکا۔

(۳)

چندہ اعانہ کرنے والا بیعت سے خارج ہے اور پھر بھی اسے احمدی مسلمان بتایا گیا نظام جماعت سے خارج حالانکہ آئینہ صداقت صفحہ ۳۵ سے تسلیم کر چکا۔ جو بیعت نہیں کرتا وہ کافر دائرہ اسلام سے خارج اس میں جو نظام جماعت اور احمدیت کا فرق قائم کرنا چاہا وہ باطل ہے کیونکہ بیعت سے خارج ہونے کی مرزا صاحب تصریح فرما چکے ہیں وہاں نظام جماعت وغیرہ کا کوئی پتہ نہیں یہ صرف اپنی تصنیف و ایجاد ہے

(۴)

مسیح موعود نبی ہیں اور نبی مشرکانہ عقیدہ پر کبھی نہیں رہ سکتا (۲ مارچ ۲۳ء) مگر پھر بھی مرزا صاحب باوجودیکہ براہین میں مسیح کہا جا چکا تھا تیرہ سال تک برابر مسئلہ حیات مسیح کے مشرکانہ بلکہ شرک عظیم کے عقیدہ پر باقرار خود قائم رہے اب اس کے جواب میں یہ کہنا کہ مسیح تو تھے اور وحی بھی آتی تھی۔ اور مسیح موعود نبی بھی ہوتا ہے مگر اس وقت حقیقت نہ کھلی تھی اس تاویل سے تعارض نہ اٹھا بدستور قائم رہا۔

(۵)

بخاری شریف میں احادیث مخالف قرآن وغیرہ معتبر ہونے کا امکان (جرح) حالانکہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ الصحیح البخاری بتصریح مرزا صاحب گواہ کو مسلم اس میں بھی قطعی و ظنی وغیرہ کی تاویل و تفریق کی ہے اور سبیل الرشاد اور الحق لدھیانہ کا حوالہ دیا ہے۔

مگر صرف تاویل ہی تاویل ہے تعارض الفاظ کا قائم ہے۔

(۶)

گواہ نمبر۱ "اگر کوئی حکم بذریعہ جبرئیل بھی نازل ہو تو کوئی حرج نہیں ۳ مارچ اور مرزا صاحب کا قول ہے۔"

"اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیل لاویں اور پھر چپ ہو جاویں یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے۔" الخ

"اور اگر یہ کہو کہ جو احکام نازل ہوں گے" الخ۔ (ازالہ اوہام کلاں صفحہ ۲۳۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسی صفحہ میں ہے کہ اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ سے صرف اتنا کہا جائے گا کہ تو قرآن پر عمل کرا لے"
ازالہ صفحہ ۲۲۹" ار مابچ)

اس کی تاویل عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت مستقل مان کر بھی درست نہیں کیونکہ ان کا امتی ہو کر اترنا بھی ختم نبوت کے منافی

ایام الصلح صفحہ ۱۴۴ پر بتایا ہے اور اسی ازالہ کے صفحہ پر اس مضمون کی تصریح ہے کہ جبرئیل بھی اگر کہیں کہ پہلی شریعت پر عمل کرو گو شریعت اور وحی جدیدہ نہ ہو یہ بھی ختم نبوت کے منافی ہے۔ اس کے بعد وحی وغیرہ کی طول طویل تاویل سب بیکار ہو جاتی ہے اور کبریت احمر یا گواہ نے جن اولیاء پر جس فرشتہ کو بتایا ہے اس کے فرشتہ وحی نہ ہونے کی تصریح کر دی ہے بلکہ وہ فرشتہ الہام ہے۔ اور دونوں کا فرق بسلسلہ وحی یواقیت اور فتوحات سے پیش کر چکا نیز علم الکتاب کے متعلق بھی اوپر مفصل بحث اور ان کی اصطلاح انہیں کی کتاب سے واضح پیش کر چکا اس سے۔

(۷)

کا بھی جواب ہو گیا اور معلوم ہوا کہ وحی قطعی اور الہام ظنی ہے ایک جیسا مطلقاً نہیں ہو سکتا اور تعارض دفع نہ ہو سکا۔

(۸)

چونکہ نعمت اللہ شاہ ولی اللہ پر مرزا صاحب کی طرح کثرت سے امور غیبیہ کا اظہار نہیں ہوا لہٰذا وہ نبی نہ ہوئے

یہ نبوت و نبی ہونے کے منافی ہے۔

امور غیبیہ کو شرط بنا کے ناقابل التفات تاویل کی ہے اصل تعارض اس سے دفع نہیں ہو سکتا۔

(۹)

اہل کتاب کی تعریف گواہ نمبر (۱)، مدعا علیہ "کہ جن کو کتاب ملی حتیٰ کہ مسلمان بھی (۷ ر مارچ اور گواہ ۲ نے کہا" جنہیں مسلمانوں سے پہلے کتاب مل چکی الخ ۲۰ مارچ ۱۹۳۳ء اس کی تاویل میں گواہ ۲ کے سوالات مکرر سے یہ نقل کیا کہ "مسلمان اہل کتاب ہیں"۔

اس سے بجائے دفع تعارض کے اور زائد ہو گیا بعض گواہ ۲ کے قول علاوہ گواہ ۱ سے خلاف ہونے کے اپنے قول کے بھی معارض ہے۔ لہٰذا دونوں میں سے ایک بھی قابل اعتبار نہ رہا۔

(۱۰)

گواہ مدعا علیہ ۱ عبداللہ ابن مسعود بڑے جلیل القدر صحابی ہیں مرزا صاحب ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں "عبداللہ ابن مسعود ایک معمولی آدمی تھا تطبیق یہ نکالی کہ گواہ کا قول باعتبار صحابی ہونے کے ہے اور مرزا صاحب کا قول مقابلہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں رسول و نبی کے۔ مگر یہ تاویل قابل التفات نہیں اس سے اقراری تعارض اٹھ نہیں سکتا۔
مولانا نانوتوی نے ہدیۃ الشیعہ میں معمولی آدمی کا تنقیصی کلمہ نہیں کہا بلکہ صرف آدمی بتایا ہے بمعنیٰ بشر وہ یعنی خدا نہیں۔ بہرحال تمام متعارضات بدستور ہیں۔

گواہ مدعا علیہ نمبر(۱) کے علم کے متعلق اعتراضات کا جواب

(۱)

قرآن میں ملائکہ کی تعریف سے گواہ کی لاعلمی حالانکہ وہاں موجود ہے۔ اس کی تاویل یہ کی کہ اصل الفاظ گواہ کے اور ہیں اور پھر بل عباد مکرمون پر طویل بحث کی اب چونکہ قرآن و حدیث سے ملائکہ کی تعریف گذر چکی عدالت خود یہ تعارض اُسی روشنی میں ملاحظہ فرمائے۔ یہ کہنا کہ قرآن میں ان کے کام مذکور ہیں۔ نہ تعریف غلط ہے۔ بلکہ تعریف موجود ہے۔ جیسا کہ مفصل آیات اوپر پیش ہو چکیں۔

(۲)

گواہ اہلسنت والجماعۃ وہ ہے جو اپنے کو اہل سنت کہے۔ یہ غلط ہے۔ غنیۃ الطالبین میں ہے۔ اہل سنت الجماعۃ وہ ہیں جو سنت رسول اور طریقہ متفقہ صحابہ پر جو زمانہ خلفاء راشدین کا ہو اس پر قائم ہوں۔
تاویل یہ کہ گواہ سے سوال اہل سنت والجماعۃ کا تھا اور غنیۃ الطالبین میں صرف سنۃ و جماعت کی تعریف ہے نہ اہل سنت والجماعۃ اس سے اور بھی علمیت پر روشنی پڑ گئی اُسی پیش کردہ حوالے میں شروع ہی میں ہے۔
علی المسلم الکیس ان یتبع باھل السنۃ والجماعۃ اور پھر آنا لفظ تفسیر سے اہل سنت والجماعۃ کی تعریف علیحدہ علیحدہ دونوں لفظ کی شرح سے کی ہے۔ اس تاویل سے غنیۃ الطالبین سے لاعلمی اور اُس میں خیانت ثابت ہوئی۔

(۳)

قول گواہ مدعا علیہ " جو بھی کسی حدیث کو واقعی طور پر قرآن کے موافق ہونا ثابت کرے اُس کا قول مسلّم ہے۔" مختار مدعیہ " اگر یہی اصول ہے۔ تو دین تو بازیچہ طفلان ہو جائے گا۔ اس کی تاویل میں خلاف واقعہ تعلیان اور ہدایۃ الشیعہ کا قرآن کے حدیث پر راجح ہونے کا ایک حوالہ پیش کیا۔
مگر اعتراض یہ نہیں۔ بلکہ اعتراض یہ ہے کہ اگر ہر کس وناکس کی توفیق و تطبیق سے قرآن و حدیث معتبر ہو جائے تو دین ایک کھیل ہو جائے گا وُہ بدستور موجود ہے۔

(۴)

گواہ نے صحیح احادیث کو جو دحی غیر متلو ہیں۔ بتایا ہے۔ کہ قرآن کے معارض ہو سکتی ہیں۔ مگر مرزا صاحب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تمام وحیاں قرآن کے مطابق ماننا ہے ۔ اور اس کے مقابل حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ردی کی طرح پھینکتے ہیں ۔

اس کی تاویل میں وہی حدیث فاعرضوا علی کتاب اللہ کی آڑ لی ہے ۔ جس کی پوری شرح آگے ان شاء اللہ آئے گی ۔

(۵)

گواہ نے وان من امۃ الاخلا فیھا نذیر کے عموم سے کرشن کو نبی مانا ہے ۔ پس اسی عمومی اصول سے قرآن کے مطابق ما اٰتاکم الرسول فخذوہ کے لحاظ سے کوئی بھی حدیث قرآن کے معارض نہ ہوگی بلکہ اس آیت کے عموم کے تحت سراسر وہ قرآن ہی کا حکم ہوگا ۔

اس کی تاویل میں نبوت کرشن کی غیر متعلق بحث شروع کر دی ۔ اور معیار صحت احادیث کا سلسلہ شروع کر دیا ۔ حالانکہ بات صاف ہے ۔ کہ محدثین کے معیار پر جو صحیح حدیث ہو اسے ہم اپنی عقل ناقص سے قرآن کے خلاف نہیں بتا سکتے ۔ نیز بظاہر خلاف معلوم ہو پھر بھی بعد تسلیم صحت اس آیت کی رو سے موافق ہو جائے گی ۔

(اس سلسلہ کے لاجواب امور جن کا کوئی تذکرہ نہ کیا)

(۱) تمام جرح میں باوجود سوالات مختار مدعیہ اور سوال عدالت کے کفر و اسلام کے معنی بتا نہ سکے ۔ اور اصطلاحاً صاف نہ ہوئے ۔

(۲) بخاری جیسی صحیح کتاب میں بھی قیود کا اضافہ (۲۰ مارچ) حالانکہ مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کی کتب مطلقاً مسلم ہیں ۔ (۱۱۔ مارچ ۳۳ء) ۔

(۳) ابن عربی کی فتوحات و فصوص الحکم کے قول کی تطبیق ۔

گواہ مدعا علیہ نمبر ۲ پر تبصرہ کا جواب

(۱)

گواہ نمبر ۲ "جو قرآن پڑھتا ہے وہ قرآن حدیث میں تطابق کر سکتا ہے" ۔ ۲۲ مارچ ۳۳ء

"اور میرے نزدیک میرے واجب الاطاعت اماموں اور میری اپنی مطابقت مسلم ہے"۔

"میرے نزدیک مرزا صاحب اور ان کے دونوں خلفاء کی تحریرات ان کی اپنی کتابوں سے حجت ہیں کسی دوسرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نہیں الخ۔ ۲ر مارچ ۳۳ء

اس کی جوابی تاویل میں یہ کہا ہے کہ ان میں کوئی تعارض نہیں اور بعض الفاظ محرف بتائے مگر مختار مدعا علیہ کو غالباً غلط فہمی ہوگی۔ اس پر تعارض کا اعتراض نہیں بلکہ اعتراض یہ ہے کہ ان اقوال کا نتیجہ یہ نکلا

"کہ سوائے مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کے فیصلہ کے قرآن کے معنی اور حدیث و اقوال ائمہ اور تمام کتب اسلامیہ کچھ بھی حجت نہیں۔ یعنی گواہ صرف مرزا صاحب کا نمائندہ ہے یہ اعتراض بحالہ قائم رہا نہ تعارض و تناقض کا اعتراض تھا اور نہ تطبیق کی توجیہ نافع ہو سکتی ہے۔"

(۲)

گواہ ۲ مدعا علیہ نے اپنے اصل بیان میں عنوان ۳ کے ختم اور ۴ سے کچھ قبل جو ضروریات دین کی تعریف کی ہے کیونکہ ضروریات دین .... تا یہ معنی ضروریات دین میں سے ہیں۔

اس پر اعتراض یہ تھا کہ یہ معنی علاوہ خود تراشیدہ ہونے کے اسلاف اور شریعۃ کی اصطلاح "ضرورت دین" سے گواہ کی ناواقفی کا بین ثبوت ہیں جس کے بعد وہ عالم دین کی حیثیت سے نکل جاتا ہے اور اس کی علمی و مذہبی شہادت بے وقعت ہو جاتی ہے۔ (ملاحظہ ہو اصل بحث)

اس کا کوئی جواب نہ ہو سکا سوائے اس کے کہ جرح ۲۳ر مارچ سے نقل کر دیا کہ اُسنے ضروریات دین کی تعریف کی ہے۔

ضروریات دین .... تا .... حاصل ہے۔ (۲۳ر مارچ ۳۳ء)

اور پھر یہ کہا کہ اگر یہ غلط تھی تو پہلے لازم تھا کہ غلط ثابت کرتے۔

ہمیں اس کے جواب کی بھی حاجت نہیں بیانات گواہان مدعیہ خصوصاً گواہ ۳ میں ضروریات دین کی تعریف ائمہ دین کے حوالوں سے منقول ہے عدالت اس تعریف سے خود مقابلہ فرمالے کہ تمام ائمہ کی تصریح کے خلاف اور علم سے کسقدر بعید یہ بیان گواہ مدعا علیہ ۲ کی تعریف ضروریات دین ہے۔ اور اس روزمرہ کے مسئلہ سے جب ناواقف ہے تو اس کا ان پیش کردہ مسائل میں کیا حال ہوگا۔ غالباً اسی وجہ سے مختار مدعا علیہ نے اپنی بحث کو صرف گواہ مدعا علیہ ۱ کے بیان پر مبنی کیا اور بیان گواہ ۲ کو تقریباً بالکل نظر انداز کر دیا حالانکہ اس میں بہت سی جدید اور عجیب و غریب اور گواہ مدعا علیہ ۱ سے اکثر متعارض امور ہیں جیسا کہ اپنی جگہ پر آئے گا۔

(۳)

گواہ مدعا علیہ ۲ نبوت کے لغوی معنی خبر دینا یعنی خدا کی طرف سے غیب کی اطلاع پا کر خبر دینا۔ (۲۱ر مارچ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز اس کے ساتھ اس سے اگلا سوال و جواب ملاحظہ ہو۔

اس پر اعتراض یہ تھا کہ نہ یہ تعریف لغوی ہے اور نہ یہ اصطلاحی پس معلوم ہوا کہ گواہ ۱ لغوی اصطلاحی ہونے سے بھی ناواقف ہے حالانکہ اکثر و بیشتر اُس کی شہادت نبوت ہی کے متعلق ہے۔

اس کی تاویل میں منجد سے یہ حوالہ نقل کر دیا کہ:۔

"النبوة و النبو ة الاخبار عن الغیب او المستقبل بالهام من الله الاخبار عن الله وما یتعلق به تعالیٰ و النبی المخبر عن الغیب او المستقبل بالهام من الله۔"

حالانکہ یہ تاویل محض باطل ہے اول یہ کتاب جیسا کہ جرح میں اقرار موجود ہے عیسائیوں کی تالیف ہے اور انہوں نے دین عیسوی کے پروپیگنڈے کے واسطے اسلامی اصطلاحات میں بہت کچھ لغت کی آڑ لے کر تحریف کی ہے جس پر علمائے مصر نے ایک تبصرہ بھی شائع کیا ہے لہٰذا اس کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ یہ علماء میں متعارف و مقبول ہے مسلّم کسی بھی لغت میں یہ نہیں اور نہ گواہ یا مختار مدعا علیہ پیش کر سکے۔

نیز اس غلط تعریف سے بھی گواہ مدعا علیہ ۲ کے الفاظ کا اثبات نہ ہوا جسے عدالت خود ہی ملاحظہ فرما سکتی ہے بہرحال اعتراض بدستور قائم رہا۔

(۴)

گواہ مدعا علیہ ۲ علاوہ کتب مذکورہ جن سے گواہ ۱ ناواقف تھا اور بھی متعدد کتب ضروریہ پیش کردہ مثلاً شرح شفا بھی اُس نے نہیں پڑھی۔ اور اکثر کے مصنفین کے نام و مسلک سے واقف نہیں۔ پھر اُن کے کلام کا اس ناواقفی سے کوئی ٹکڑا ٹکڑا استدلال کرنا قابل التفات نہیں اس کا کوئی جواب نہ ہو سکا۔ صرف پہلے جواب اور اسی بیکار تاویل پر حوالہ دے دیا۔

(۵)

گواہ مدعا علیہ ۲ نے خواجہ غلام فرید صاحبؒ کے متعلق ابتدائی تعارف میں تو بہت کچھ القاب و آداب پیش کئے۔ مگر بجواب جرح کہا مسلّم نہیں پھر سوالات مکرر میں بتایا۔ کہ خواجہ صاحب احمدی ہونے کے بعد سلسلہ کے دوسرے احمدیوں کی طرح ہوں گے۔

اس میں علاوہ تعارض کے خواجہ صاحب کی نسبت بھی اُن کے ابتدائی الفاظ کا خلاف واقع ہونا معلوم ہو گیا اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ قطب الوقت حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ دراصل ان کی نگاہ میں معمولی دوسرے احمدیوں کی طرح ہیں وہ بھی جب کہ احمدی ہو جائیں۔ ورنہ بقول مرزا محمود صاحب جب تک کوئی مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہو اور نبی اور رسول انہیں نہ مانتا ہو خواہ عمر بھر مدح سرائی کرے کافر و دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مرزا صاحب نے تو حضرت خواجہ رح کو اپنی کتاب انجام میں اپنے مکفرین کی فہرست میں شمار

[کیا] ہے۔

اس کا جواب یہ دیا گیا کہ یہ بھی مختار مدعیہ کا ایک خلاف واقعہ قول ہے گواہ کے اصل الفاظ یہ ہیں "واجب الاطاعت ہونے کے لحاظ سے خواجہ صاحب) مسلم بزرگ نہیں ہیں ویسے مسلم بزرگ ہیں۔ جیسے سلسلہ احمدیہ کے اور سابقین احمدی حضرات میرے بزرگ ہیں" باوجودیکہ اس میں بھی قطع و برید گی ہے عدالت خود مسل سے بلاحظہ فرمائے پھر بھی اعتراض تو وہی قائم رہا کہ واجب الاطاعت مسلم بزرگ نہیں۔ بلکہ دیگر احمدیوں کی طرح ہیں۔ بہرحال اعتراض رفع نہ ہوا۔

(۸)

گواہ مدعا علیہ ۲ نے ۱۱ مارچ کو بجواب جرح کہا کہ "احمدیت سے ارتداد ظاہر کرنے والا اسلام سے مرتد نہیں۔ پھر سوالات مکرر کے جواب میں اس کے خلاف کہا کہ اسلام سے ارتداد اور احمدیت سے ارتداد بلحاظ ارتداد کے ایک ہی ہے قطعاً کوئی فرق نہیں۔"

یہ کھلا ہوا تعارض ہے جس کے بعد اس کی شہادت کی وقعت نہیں رہتی۔ اس کا جواب سوائے اس کے کچھ نہیں دیا کہ چونکہ اصل الفاظ جرح پر کوئی اعتراض لازم نہیں آتا اور کسی جواب کی ضرورت نہیں محض مختار مدعیہ نے الفاظ کی تحریف سے مغالطہ دیا ہے عدالت خود ہی ملاحظہ فرمائے کہ جہاں کہیں خلاصہ یا نتیجہ لیا گیا ہے وہاں کوئی بھی اس کا اصل مفہوم نہیں بدلا اور اکثر تو بعینہ الفاظ ہی لئے گئے ہیں کہیں کہیں صرف طوالت سے بچنے کے واسطے زائد الفاظ حذف کرکے ضروری اور ملخص لیے گئے ہیں۔ بہرحال اس تعارض کا جواب نہیں ہو سکتا۔

(۹)

گواہ مدعا علیہ ۲ نے ۲۰ مارچ میں ہندوستان میں احمدی کا لفظ صرف مرزا صاحب کے متبعین کے واسطے مستعمل بتایا پھر سوالات مکرر میں مولانا رشید احمد صاحب کا فرقہ بھی احمدی قرار دیا۔ جو کھلا ہوا تعارض ہے۔

جواب میں اصل الفاظ نقل کئے اور دوسرا قول صرف فوائد فریدی کے متعلق قرار دیا مگر جواب نہ ہو سکا بہرحال ہندوستان میں دوسرا فرقہ بھی احمدی ثابت ہو گیا جو اول قول سے متعارض ہے۔ نیز خلاف واقع ہے جیسا کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے سلسلہ میں القول الصحیح کے حوالہ سے پیش کر چکا کہ مولانا رشید احمد صاحب کے مرید رشیدی کہلاتے ہیں نہ احمدی۔ بہرحال اعتراض تعارض بحالہ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰)

گواہ مدعا علیہ ۳ نے بپر ۲ / مارچ ۱۹۳۲ء کو کہا کہ خواجہ صاحب کی وفات کے قبل تریاق القلوب اور بیسیوں کتابیں شائع ہو چکی تھیں اور پھر مکرر بیان میں اس کے خلاف کہا کہ تریاق القلوب حضرت خواجہ صاحبؒ کی وفات کے بعد شائع ہوئی۔

اصل الفاظ جواب کے واسطے نقل کر کے یہ نتیجہ نکالا کہ لوگوں کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ تریاق چھپ تو چکی تھی مگر شائع نہیں ہوئی تھی۔

مگر عدالت خود الفاظ جواب جرح کے ملاحظہ فرمائے تعارض واضح ہے اور یہ تاویل بعد کی تصنیف ہے ورنہ وہاں اس سے کوئی تعلق نہیں۔

مختاران مدعیہ کی صریح غلط بیانیاں

اس سلسلہ میں تقریباً (۱۰) نمبر قطع و برید کر کے پیش کئے ہیں۔ اولاً یہاں اس سے کوئی زائد تعلق نہیں کیونکہ مختار مقدمہ پر تنقید کا اثر اصل کیس پر نہیں پڑتا۔ البتہ گواہان مقدمہ پر تنقید ضرور قابل لحاظ ہوتی ہے۔ تاہم میں مختصراً اس کی حقیقت قریب پیش کرتا ہوں۔

خلاصہ اعتراضات

(۱) بحر الرائق کے اصول تکفیر نہ معلوم ہونے کا غلط الزام۔

(۲) چندہ نہ دینے والے کے بیعت سے خارج ہونے اور احمدی ہونے کا تعارض۔

(۳) لَو کے متعلق گواہ ۱ پر الزام کہ لَو جس جگہ داخل ہوتا ہے وقوع نہیں ہوتا۔ حالانکہ اس کی عبارت میں لفظ اکثر کا ہے۔

(۴) مختار مدعیہ نے ۱۰ اکتوبر کی بحث میں کہا کہ تفاسیر میں انبیاء کی عصمت کے خلاف جو باتیں درج ہیں وہ تردید کے لیے ہیں نہ تائید کے۔ یہ غلط ہے جیسا کہ تفاسیر کے عنوان کے تحت آگے بیان کیا جائے گا۔

(۵) دسؔ اکتوبر میں گواہ مدعا علیہ ۱ کے متعلق کہا کہ اس نے نوٹ مارچ کو تسلیم کیا کہ خواجہ صاحب کے رُخ سامنے نبوت کا ذکر نہیں آیا محدثین کا ذکر آیا یہ غلط ہے گواہ کے یہ الفاظ ہیں حضرت مرزا صاحب الخ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۶) یہ بھی مختار مدعیہ نے غلط بیانی کی کہ مرزا صاحب مسیلمہ سے بڑھ کر ہیں کیونکہ اس کا کوئی کلمہ نہ تھا اور مرزا صاحب کا " لا الٰہ الا اللہ احمد جری اللہ کلمہ ہے "۔

حالانکہ سب جانتے ہیں کہ مرزا صاحب کا کوئی نیا کلمہ نہ تھا پھر ازالہ اوہام اور انوار اسلام وچشمہ معرفت کے حوالے پیش کئے ہیں۔

(۷) دس اکتوبر میں مختار مدعیہ نے یہ غلط بیانی کی کہ گواہان مدعا علیہ نے عقائد کے متعلق جو حوالے دیئے ہیں وہ ۱۹۰۱ء کے قبل کے ہیں۔ حالانکہ مواہب الرحمٰن ۱۹۰۳ء اور کشتی نوح ۱۹۰۲ء کی ہے۔

(۸) مختار مدعیہ نے ائمہ واکابر پر تکفیر کے فتاوی کا ذکر کرکے دس اکتوبر کی بحث میں کہا کہ گواہ مدعا علیہ نمبرا۔ نے سات مارچ کو تسلیم کیا کہ جس وجہ سے ان کی تکفیر کی گئی۔ وان وجوہات سے برارت کا اظہار کرتے رہے۔ حالانکہ اصل الفاظ یہ ہیں کہ " باوجودیکہ الخ ...."

جن کا مطلب یہ ہے کہ بعض سے برارت ظاہر کی اور کوئی صحیح تسلیم کرتے رہے۔ الخ

یہ اس نے غلط بیانی کی۔

(۹) مختار مدعیہ نے دس اکتوبر کی بحث میں یہ غلط بیانی کی کہ گواہ مدعا علیہ ۱ کے نزدیک مرید کا قول مطلقاً پیر کے حق میں معتبر نہیں۔ اصل الفاظ گواہ کے یہ ہیں کہ ہر مرید کا بیان معتبر نہیں بلکہ اس کی حیثیت اور مرتبہ دیکھا جائے گا۔

(۱۰) ۱۰ اکتوبر کی بحث میں یہ غلط بیانی کی کہ گواہ نے کوئی ایسی مثال پیش نہیں کی جس سے ثابت ہو کہ ضروریات دین میں تاویل کرنے والے کو کافر نہیں کہا گیا۔ حالانکہ یہ گواہ مدعیہ ۳ کی جرح اور منہاج السنۃ صفحہ ۱۶۱ و ۶۲ اور یہ تسلیم حوالہ گواہ مدعیہ ۳ کے خلاف ہے۔ اور پھر بحر الرائق کا حوالہ بھی اسی سلسلہ میں نقل کیا۔

(۱۱) مختار مدعیہ نے گیارہ اکتوبر کو یہ غلط کہا کہ " اولیاء اللہ نے یہ کہیں نہیں کہا یا لکھا کہ ہم پر آیات نازل ہوئیں صرف علم الکتاب کا حوالہ پیش کیا تھا الخ حالانکہ گواہ مدعا علیہ نے اثبات الالہام والبیعۃ اور فتوح الغیب اور مقامات امام ربانی کے بھی حوالے پیش کئے تھے۔ یہ صریح غلط بیانی ہوئی۔

الجواب

اولاً یہ تمام مباحث اوپر جواب الجواب میں گذر چکے جن کے بعد یہ شبہات ہی نہیں پیدا ہوتے پھر بھی مغالطہ دفع کرنے کے واسطے نہایت مختصر جواب عرض ہے۔

(۱) اس کا جواب اس سے قبل کے ہیڈنگ گواہ مدعا علیہ ۱ پر تنقید کے جواب ۳ کے تحت میں مفصل گذر چکا اب کسی جواب کی حاجت نہیں اور جو مغالطہ مختار مدعا علیہ یہاں دینا چاہتا ہے۔ وہی وہاں بھی دیا ہے۔ بس وہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب کافی ہے۔"

(۲) اس کا بھی تعارض اس سے قبل کے ہیڈنگ میں ثابت کر چکا لہٰذا غلط بیانی نہیں۔ بلکہ مختار مدعا علیہ کا صرف مغالطہ ہے۔

(۳) لفظ تو کے معنی گواہ مدعا علیہ ۲ سے نقل کئے گئے تھے اور ۱ کے اکثری نقل ہوئے تھے۔ غلط فہمی سے اسے غلط بیانی سمجھ لیا۔ عدالت اصل بحث سے ملاحظہ فرمائے۔

(۴) یہ غلط بیانی نہیں بلکہ اس کا ثبوت تفسیر خازن ج ۳ صفحہ ۲۳۵ ہی سے پیش کیا تھا۔ اور اسی عبارت کے متعلق جیسے اس نے بیان مطبوعہ میں دی تھی۔ البتہ مختار مدعا علیہ کی یہ صریح غلط بیانی ہے۔ کہ یہ آگے تفاسیر کے عنوان کے بحث میں آئے گا۔ یہ اصل شہادت میں بھی مسل پر نہیں بلکہ مطبوعہ کاپی پر یہ شامل ہیں۔

(۵) یہ مختار مدعا علیہ کی غلط بیانی ہے۔ عدالت خود اصل مسل سے الفاظ جرح ملاحظہ فرمائے وہاں یہ شعر بھی درج ہے۔ جو خواجہ صاحب کو مرزا صاحب نے ایک قصیدہ میں لکھا تھا۔

ع مہر نبوت را بود شد اختتام۔

نیز جب کہ ۱۹۰۱ء میں یہ پردہ نبوت سے اٹھا۔ اور حضرت خواجہ صاحب کی وفات ۱۹۰۱ء سے قبل ہوئی ملاحظہ ہو جرح گ ۲ر م رماچ ۳۳ء اور دراصل تو نبوت کا دعوے صراحتہً انہیں پہنچ ہی کب سکتا ہے۔

(۶) عدالت خود اصل بحث سے ملاحظہ فرمائے۔ ظہیر الدین اروپی سے یہ نقل پیش کی ہے۔ کہ وہ مرزا صاحب کا نیا کلمہ لا الٰہ الا اللہ احمدی جری اللہ پڑھنے اور قادیاں کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں اور اسے مرزا صاحب کی صریح عبارات اور الہامات سے اپنے رسائل میں ثابت کیا ہے۔ اصل رسائل جرح میں پیش ہوتے تھے۔ وہ بھی ایک مستقل پارٹی ہے پس یہ اصل مختار مدعا علیہ کی غلط بیانی اور مغالطہ ہے۔

نیز ازالہ ۱۰۱۴م اور انوار اسلام سے اس کے خلاف پیش کرنا خلاف ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب کا کلام متعارضات سے بھرا ہے۔

(۷) یہ صریح مختار مدعا علیہ کی غلط بیانی ہے مہری عت کے یہ الفاظ ہیں۔

"یہ تمام بڑھ چڑھ کے ادعاء اسلام اُس وقت تک تھا جب ادعائے نبوت کھل کے نہ تھا اور نبوت کے متعلق یہ خیال تھا جو ایام الصلح صفحہ ۱۴۶ اور آسمانی فیصلہ وسراج منیر صفحہ ۳ و ۴ وغیرہ وغیرہ میں موجود ہیں۔ صرف دو کتابیں کشتی نوح و مواہب الرحمٰن دعوے کی وضاحت کے بعد کی ہیں۔ پھر ہر دو کا یہ جواب دیا ہے کہ۔

(۱) بہ صرف الفاظ ہیں معانی متعارف مراد نہیں جیسا کہ آگے آئے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) نیز یہ خود بھی ان کا کفر ثابت کرتی ہیں ۔

(۷) اس کے بعد انتقال سے قبل بھی کفریہ دعویٰ موجود ہے ۔ البدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء ۔ نیز حقیقۃ الوحی ۱۹۰۸ء لیکچر سیالکوٹ ۱۹۰۴ء براہین پنجم ۱۹۰۵ء میں کافی کفریہ عقیدہ موجود ہیں ملاحظہ ہو بحث ابتدائی کا شروع حصہ ۔ بس جب کہ میں نے خود ہی یہ کتب مستثنیٰ کر دیں تو یہ مختار مدعا علیہ کی صرف غلط بیانی ہوئی ۔ جس کا مختار مدعیہ کسی طرح ذمہ دار نہیں ۔

(۸) مطلب کی تاویل سے جواب نہیں ہو سکتا عدالت خود مسل سے اصل عبارات ملاحظہ فرمائے تاکہ مختار مدعا علیہ کا مغالطہ واضح ہو جائے ۔

(۹) مختار مدعیہ نے خلاصہ پیش کیا تھا عدالت خود ملاحظہ فرمائے کہ وہ اصل الفاظ کے مفہوم کے سر مو خلاف نہیں یہ بھی مختار علیہ کا مغالطہ ہے ۔

(۱۰) اس کا مفصل جواب جس سے یہ شبہات خود زائل ہو جاتے ہیں ۔
"کیا ضرورت دین کا منکر کافر ہے" کے تحت میں گذر چکا ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ۔

(۱۱) اس کا بھی جواب گذر چکا اثبات والبیعۃ اور مقامات امام ربانی غیر مسلم ہیں ۔ نیز ہمارے مخالف نہیں فتوح الغیب میں یہ کہیں نہیں صرف حضرت شیخ پر بہتان ہے ۔ صرف علم الکتاب سے مغالطہ دیا تھا ۔ اس کا مکمل جواب دیا جا چکا اصل بحث میں بھی اور جواب الجواب میں بھی اعادہ کی ضرورت نہیں دی کے ہیڈنگ کے تحت عدالت خود ملاحظہ فرما دے ۔ اس کے بعد مختار مدعیہ کا قول بالکل صحیح ہے کوئی بھی غلط بیان نہیں صرف مختار مدعا علیہ کا مغالطہ ہے ۔ یا غلط فہمی ہے ۔

(الزام خیانت کا رد)

خیانت ثابت کرنے کے واسطے مختار مدعیہ نے صرف تین حوالے تحذیر الناس ۔ حج الکرامہ ۔ اور بحر الرائق پیش کیے ہیں ۔

الجواب

یہ محض مختار مدعا علیہ کی غلط بیانی ہے علاوہ خیانات کی اس مفصل یادداشت کے جو مختار مدعیہ نے پیش کیں ۔ مختار مدعیہ نے تفسیر اتقان سے لفظ قال و کے ابتدا سے ۔ اور "وفیہ نظر" انتہا سے قطع کر کے اور ابن خلدون کی طرف سے غلط طور پر تفاسیر المتقدمین مملوۃ بالغث والسمین کی نسبت غلط بیان کر کے جو وہاں نہیں نیز فوائد مجموعہ حوالہ کی شرمناک خیانت [illegible] کے جواب کا میں نے یہاں کوئی تذکرہ تک نہیں کیا ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز شاید ہی کوئی حوالہ ہو جس کا ماقبل ومابعد باوجود ربط شدید کے نہ کاٹا ہو۔

(تحذیر الناس کا حوالہ)

اس حوالہ میں خیانت کی بحث مفصل اس سے قبل بھی آچکی اول صفحہ ۳ کا ایک ٹکڑا پیش کیا۔ پھر صفحہ ۱۰ کی تشریح جس میں صاف اپنے مسلک اور ختم نبوت زمانی کا مدلل اقرار اور منکر کو کافر بتایا چھوڑ کے صفحہ ۲۸ کا درمیان سے ناتمام فقرہ جو لفظ بلکہ اگر بالفرض سے شروع ہوتا ہے لیا۔ یہ خیانت نہیں تو اور کیا ہے؟
یہ کہنا کہ صفحہ ۱۰ کی عبارت صفحہ ۲۸ کی تشریح کیسے ہو سکتی ہے محض لغو ہے کیونکہ جب خود مصنف نے صفحہ ۱۰ پر اپنا صحیح مسلک بیان کر دیا۔ تو صفحہ ۲۸ کی فرضی مثال سے اس کے مسلک اصلی اور صحیح کے خلاف استنباط کیونکر درست ہوگا پھر یہ شرمناک خیانت نہیں تو اور کیا ہے۔ نیز اس سلسلہ میں اس کی شرح جو خود مصنف نے کی ہے مناظرہ عجیبہ اس کا بھی حوالہ پیش ہو چکا۔

(حجج الکرامہ کا حوالہ)

(۱) حجج الکرامہ صفحہ ۲۳۲ سے گواہ مدعا علیہ نے یہ ٹکڑا لیا۔ کہ۔
"در حدیث ابن عمر سی است کذاب"۔
اور اسی کے ساتھ جو اصل مدعا علیہ سے متعلق "یا زیادہ" کا لفظ تھا خیانتاً کاٹ دیا اس کا جواب یہ دیا کہ وہاں نقطہ ڈالدیا ہے۔ گذارش یہ ہے کہ صرف ایک لفظ کے واسطے نقطہ ڈالنا اور مقصود بالذات لفظ جو صرف "یا زیادہ" ہے۔ نہ ذکر کرنا خیانت نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر جو اس جگہ پھر مگر بحث دجال اور اس کی سند کے متعلق شروع کر دیا ہے وہ غیر متعلق اور ماقبل گذر چکی ہے لہذا اس کا ذکر ہی فضول ہے۔
(۲) بالمقابل کا لفظ حجج الکرامہ کی عبارت میں اضافہ کر کے بلا کسی امتیازی نشان کے مختار مدعا علیہ نے مغالطہ دیا۔
جواب یہ دیا۔ کہ یہ ترجمہ بطور خلاصہ کے دیا تھا۔ حالانکہ عدالت خود ملاحظہ فرمائے وہاں ملخص وغیرہ کا کوئی لفظ نہیں نہ کوئی خلاصہ ترجمہ ہونے کا قرینہ ہے یہ محض بعد کی تاویل ہے جو قابل قبول نہیں۔
بہرحال گواہ مدعا علیہ ۲ کا اس خیانت کا تو جواب نہیں بن سکتا اور اصل مسئلہ اپنی جگہ پر گذر چکا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بحرالرائق کا حوالہ)

گواہ مدعا علیہ نے بحرالرائق ج ۵ صفحہ ۱۳۰ اور صفحہ ۱۳۶ سے تو عبارتیں تکفیر کے سلسلہ کی نقل کیں ۔ مگر درمیان میں جہاں اس کا اصول تھا اور حقیقت مرض سے منکشف ہوتا تھا ۔ صفحہ ۱۳۴ حذف کر دیا ۔ اس شرمناک خیانت کا جواب باوجود طول طویل تاویلات کے نہ ہو سکا اور جواب جو پیش کیا جا رہا ہے ۔ اس کی بناء پر اس کا تکفیر علماء کے سلسلہ میں بیان کرنا درست نہیں ۔ زیادہ تفصیل تو اصل بحث میں گذر چکی ہے ۔ اور گواہ مدعا علیہ نے بھی جرح میں صاف کر دیا تھا ۔ کسی کلمہ کا کفریہ ہونا اور بات ہے ۔ اور اس پر حکم کفر کا لگانا اور امر ہے غرض کر یہ خیانت بھی اصل مسلک مصنف کا پوشیدہ رکھنے کے واسطے کی گئی ۔ جو کسی طرح روا نہ تھی اور اس کے بعد شاہد شاہد عادل نہیں رہ سکتا ۔ اس سلسلہ میں مختار مدعیہ پر جس ناراضگی و خفگی کا اظہار فرمایا ہے ۔ وہ عدالت تو دہی ملاحظہ فرمائے ۔

(۱۴)

(تفسیروں کے متعلق)

اس سلسلہ میں گواہان مدعا علیہ کی مندرجہ ذیل خیانتیں پیش کی گئی تھیں ۔

(۱) علامہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں علم تفسیر کے عنوان کے ماتحت نہایت عمدہ رباعی لکھی ہے ۔ پھر گواہ پیش با قاعدہ دے کر لکھا کہ تفاسیر المتقدمین مملوة بالغث والسمین آگے تھا وهذه فی الحکایات اسے بھی کاٹ دیا ۔ حالانکہ یہ پیش کردہ الفاظ بلکہ یہ مفہوم کسی نسخہ میں نہیں ۔ بحث پر متعدد نسخہ پیش کئے ہیں ۔

(۲) اتفاق کا حوالہ دوسرے کا قول روایتہ تردید کے لیے نقل کر کے تردید پیش کی ہے اور گواہ مدعا علیہ نے اول سے لفظ "قال" اور آخر سے "فیہ نظر" حذف کر کے شرمناک خیانت کی ہے سے پہلے کا یہ جواب دیا ۔

گواہ نمبر ا نے صرف مفہوم نقل کیا تھا نہ کہ الفاظ پھر رشیدیہ سے یہ نقل کی تعریف پیش کی ہے مگر یہ سب بیکار ہیں ۔ تاویلات میں باقاعدہ علامت اصل قول کے نقل کی دے کر مفہوم نقل نہیں کیا کرتے ۔ نیز یہ مفہوم بھی غلط ہے کیونکہ اس میں تو ہے کہ رطب ویابس سے پُر ہیں اور وہاں ہے کہ ان پر مشتمل ہیں اور وہ بھی قصص میں نہ احکام وغیرہ میں جیسے قطع و برید کیا ہے ۔ بہرحال اس جواب سے خیانت کا جواب کیا ہوا بلکہ پہلے اگر لفظی صرف خیانت تھی تو اب لفظی و معنوی دونوں خیانتیں ہیں جس کے بعد کسی طرح گواہ قابلِ شہادت نہیں کیوں کہ عدالت کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روبرو غلط بیان ثابت ہونے سے اس کی تمام شہادت ناقابل اعتبار ہو جاتی ہے۔ گواہ مٹ پر یہ اعتراض نہیں بلکہ اس پر دوسرا ہے جو اپنی جگہ پر ضمناً گزر چکا۔ یہ کہنا کہ تفاسیر میں خلاف عصمت انبیاء بہت سی باتیں گواہ مدعا علیہ نے پیش کی تھیں۔ اور مختار مدعیہ نے صرف ایک مثال اس میں لے کر سب پر ایک حکم لگایا۔ صریح غلط بیانی ہے۔ مسل سے عدالت ملاحظہ فرمائے۔ ایک بھی مثال نہیں سب کٹ چکی ہیں۔ ہاں مطبوعہ کاپی پر ضرور ہیں اور سب میں ہی خیانت کی ہے۔ مگر وہ زیر بحث نہیں۔ عدالت جب بھی حکم فرمائے ان امثلہ کی خیانتیں تمام پیش کی جا سکتی ہیں سب نے تردیداً وہ اقوال نقل کر کے روایتاً و درایتاً باطل کیا ہے۔

ابن جریر میں بھی اس کی تردید موجود ہے۔ چونکہ عدالت نے اپنے نوٹ سے اصل بیان میں اس سوال کو روک دیا ہے۔ اس لیے نہیں پیش کرتا۔

یہ کہنا کہ وفیہ نظر، اس کے بعد والے قول ابن جریر سے متعلق ہیں۔ محض غلط ہے عدالت خود ملاحظہ فرمائے۔ نیز ابتداء سے قال و کا قطع کرنا تسلیم کر لیا جو شرمناک خیانت ہے۔ جس کے بعد شہادت قبول نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد قوائد مجموعہ کا حوالہ تو نقل کیا۔ مگر مختار مدعیہ کی پیش کردہ اس خیانت کا کوئی جواب نہ دیا کہ اسی کے آگے یہ عبارت ہے۔

"قال الخطابی و ھذا محمول علی کتب مخصوصة الخ" جسے کاٹا گیا ہے۔ گویا یہ خیانت بھی مسلم ہے بہرحال شہادت ناقابل قبول ہی رہی۔

(آیت قرآنیہ کے ترجمہ میں خیانت کا الزام)

(۱) گواہ مدعا علیہ نے آیت فلما جاءتھم رسلھم بالبینات فرحوا بما عندھم من العلم وحاق بھم ما کانوا بہ یستھزءون (المومن ع ۹۰) کا ترجمہ یہ کیا۔ "اور جب ان کے پاس ان کے رسول کھلے دلائل لے کر آئے۔ تو یہ لوگ اپنی لیاقت علمی پر نازاں ہوئے اور جس بات کی وہ ہنسی اڑاتے تھے۔ وہ ان پر الٹ پڑے" اور ترجمہ میں باوجود معمولی ترمیم کے بہرحال گذشتہ کا ایک واقعہ امم سابقہ کا مانا۔

پھر اس سے نتیجہ ایک ضابطہ بنا کر موجودہ علماء پر منطبق کرنے کے واسطے مفہوم میں یہ تحریف کی۔

"پس ظاہر ہے۔ کہ علماء ہمیشہ خدا کے فرستادوں کے مقابلہ میں کھڑے ہوتے رہے۔ اور ان کا علم ان کے لیے حجاب اکبر بن گیا۔ اس کے بعد جو بھی منہ میں آیا علماء کو کہا۔ اور تفصیلی امثلہ تکفیر پیش کیں وغیرہ وغیرہ۔

پس اس آیت کے مطلب میں خیانت کی اور تکفیر علماء کی وجہ سے مرزا صاحب کو خدا کا فرستادہ اور ان علماء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کو جنہوں نے اُن کے کفر وارتداد پر بندگان خدا کو مطلع کیا تھا۔ انہیں اس آیت کا مصداق بنایا۔ حالانکہ یہ آیت امم سابقہ مثل یہود و نصاریٰ کے حق میں ہے۔

اس کا جواب صرف یہ دیا کہ علماء پر کچھ اور فقرے کس دیئے اور یہود و نصاریٰ کے متعلق ہونے سے انکار کر دیا حالانکہ آیت کا سیاق و سباق اور صیغہ ماضی بتاتا ہے کہ یہ امم سابقہ کے متعلق ہے۔ پھر بھی اسے اپنی رائے سے غلط معنی پہنانے، تحریف معنوی ہے جو جائز نہیں۔

اور بد ذات فرقہ مولویان کے تحت جس قسم کی موجودہ زمانہ کے علماء و صلحاء کے واسطے فقرات اور سخت کلامی و دشنام طرازی اختیار کی تھی۔ یہاں اس سے زائد کی ہے۔ ہمارا اصولی جواب نہایت نرم لہجہ میں پیش ہو چکا عدالت اسے خود ہی ملاحظہ فرمائے ہم مکرر نقل بھی نہیں کرتے۔ اس سلسلہ میں آیت صراط الذین انعمت علیہم کا بھی ترجمہ تھا۔ کہ ہمیں اُن لوگوں سے بنا جن پر تُو نے انعام کیا۔ یعنی نبی بنانے کی دعا کرنے کا حکم ہے۔ یہ سب تحریف کلام الٰہی ہے اس کا جوابی میں کوئی تذکرہ تک نہیں کیا۔ یوں ہی اکثر آیات و احادیث و اقوال سلف میں خود تراشیدہ ترجموں سے مغالطے دیئے ہیں۔

(۱۴)

مندرجہ ذیل کتب فریقین کو غیر مسلّم ہیں

(۱) حجج الکرامۃ۔ (۲) اقتراب الساعۃ

(۳) فتح البیان۔ (۴) جامع الشواہد۔

(۵) بھونچال بر لشکر دجال۔ (۶) انوار احمدیہ۔

(۷) حیات جاوید۔ (۸) ہدیہ مجددیہ۔

(۹) تفسیر صافی۔ (۱۰) ابلیس

اس کے علاوہ اور بھی اس اس قسم کی ہیں۔ کیونکہ مقدمہ مرزا صاحب کے متبعین اور اہل سنت احناف میں ہے اور یہ کتب غیر مقلدین۔ نیچری۔ یارافضیوں کی ہیں۔ پس نہ حنفیوں کی مسلم ہوئیں نہ مرزا صاحب کے متبعین پر بلاوجہ اُن کے حوالے دیئے۔ نیز مرزا صاحب کے متبعین تو ظاہری ادعا کے مطابق قرآن کے اور جو حدیث ان کے زعم میں ان کے اور مرزا صاحب کی وحی کے مطابق ہوں۔ نیز مرزا صاحب اور اُن کے خلفاء کی کتب کے سوا کچھ نہیں مانتے۔ جیسے کہ جرح میں بار بار آچکا ہے۔ پس یہ کتابیں صرف اسی لیے کار آمد ہو سکتی تھیں۔ کہ وہ فریق مدعیہ پر حجت ہوتیں۔ اور انہیں مسلّم نہیں۔ نہ اس کے فرقہ کی ہیں۔ پس فریقین کو غیر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم رہیں۔

اس پر بلاوجہ غلط بیانی کا الزام دے کر مختار مدعا علیہ نے بیکار تاویلیں کیں جو قابل التفات بھی نہیں۔ نیز یہ کہا کہ شہاب وروح المعانی کے متعلق بھی یہی کہا۔ حالانکہ یہ مختار مدعا علیہ کی صریح غلط بیانی ہے بلکہ شہاب کے متعلق یہ کہا ہے۔ کہ" ہمارے نزدیک وہ حاشیہ معتبر نہیں۔ نیز ایک مفسر کی رائے علم حدیث میں ماہرین فن کے مقابلہ پر بالاتفاق معتبر نہ ہوگی۔

روح المعانی کے متعلق ہرگز غیر مسلم دیا غیر مسلمہ فریقین کا لفظ نہیں کہا گیا۔ ہاں فتح البیان کے متعلق کہا گیا۔ شاید مختار مدعا علیہ کو مغالطہ ہوا ہو۔

گواہ مدعیہ نے شہاب کے اس بیضاوی پر کے حاشیہ کا حوالہ نہیں دیا۔ جو حاشیہ غیر معتبر ہے۔ بلکہ ان کی کتاب نسیم الریاض کا حوالہ دیا ہے۔ اُسے غیر معتبر نہیں کہا گیا۔ ایک مصنف کی تمام تصانیف ایک جیسی معتبر ہونا ضروری نہیں امام بخاریؒ کی کتاب صحیح بخاری جیسی پایہ کی ہے اس طرح ان کی دوسری تصانیف تاریخ بخاری، ادب المفرد جزو قرارت خلف الامام وغیرہ نہیں۔ بلکہ اکثر حجت ہی نہیں۔ مختار مدعیہ نے حج الکرامۃ واقتراب الساعۃ وفتح البیان کے غیر مسلمؔ ہونے کی وجہ یہ پیش کی تھی کہ ان کا مصنف غیر مقلد ہے جن سے کافی اختلاف مسئلہ تقلید وغیرہ میں یہاں تک کہ تقلید کو شرک تک کہتے ہیں لہٰذا مدعیہ اور اس کے فریق مقلد، مخالف کی کتب کیونکر حجت ہوں گی۔ مختار مدعا علیہ نے اس کا یہ جواب دیا کہ جب وہ اس فریق کو مشرک کہتے ہیں تو پھر فریق مدعیہ کو انہیں کافر بتانا چاہیئے حالانکہ گواہ مدعیہ ۱ نے انہیں مسلمان مانا ہے اور حج الکرامۃ کی بعض عبارات کی تصدیق کی ہے کہ اس میں ہیں۔

نیز یہی حوالہ الساعۃ میں بھی ہے اور ملا علی قاری کا بھی۔ نیز مولانا گنگوہی نے فتاوے رشیدیہ میں اُن کے حوالے دیئے ہیں۔ پھر مختار مدعیہ کو کیا حق ہے کہ انہیں تعصب اور غیر مقلدیت کی وجہ سے غیر مسلم بتائے۔

(الجواب)

باوجودیکہ یہ بات بار بار صاف ہو چکی مگر مکرر لا رہے ہیں یقیناً" ہمارا فریق سوائے مرزا صاحب اور ان کی امت کو جو قطعاً کافر ہیں کسی اور کو کافر نہیں کہتا بلکہ اُن کے فتاویٰ غلط فہمی پر مبنی بتاتا ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا اور یہی گواہ نمبر۱ نے جرح میں بتایا ہے ملاحظہ ہو جرح گواہ ۱۔

مسلمان اس قدر تکفیر کے دلدادہ نہیں کہ صرف ایک شخص کی بیعت میں تامل کی وجہ سے تمام چالیس کروڑ مسلمانوں کو بلا استثنا ءیک قلم دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر بنادیں جیسے کہ مرزا محمود صاحب خلیفہ قادیان نے کیا۔ (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵ وصفحہ ۵۶) باقی کسی کتاب کے متعلق یہ کہنا کہ اُس میں فلاں چیز ہے اس سے اُس کا مسلم ہونا تو لازم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ آیا ورنہ ماننا پڑے گا کہ جرح میں جو کتب گواہان مدعا علیہ کے سامنے پیش ہوئیں اور اُن میں عبارت مسئولہ بتائی وہ سب اُن کی مسلّم ہوگئیں ۔

نیز الساعۃ کب مسلّم ہے اور ملا علی قاری کا قول تو اُسی حجج الکرامۃ سے نقل ہے جس کا وثوق کے ساتھ اعتماد نہیں ۔ نواب صاحب بھی نقل حوالوں میں پختہ کار نہ تھے ملاحظہ ہو تذکرۃ الراشد مولانا عبدالحیؒ ۔

فتاویٰ رشیدیہ میں حوالے اُن غیر مقلدین پر حجت قائم کرنے کو نقل کئے گئے ہیں جو اُنہیں مانتے ہیں یہ کہیں نہیں کہ یہ ہمیں مسلّم ہیں مفصل اپنی جگہ پر گذر چکا بہر حال یہ کتب ہمیں تو مسلّم نہیں اور نہ فریق ثانی تسلیم کر رہا ہے بس فریقین کے غیر مسلم ہونے میں شبہ کیا ہو سکتا ہے ۔ یہ کہنا کہ جامع الشواہد بھو نچال بر لشکر دجال حیات جاوید وغیرہ کے مسلم و غیر مسلّم ہونے کا سوال بھی نہیں اُس سے تو اُسی کی تکفیر دکھانا ہے ۔ مگر جب تک متعدد مسلّم کتب سے نہ دکھائیں ان غیر ذمہ دار غیر مسلّم رسائل کا اعتبار کیا بہر حال جب کہ یہ ہمیں اور اُنہیں دونوں کو مسلّم نہیں تو ان کا لانا ہی بیجا طوالت کے سوا کوئی سودمند نہیں ۔

ہدیہ مجددیہ و انوار احمدیہ جن کے مصنف کا نام تمام جرح میں نہ بتا سکے نہ اصل کتاب پیش کر سکے اب یہ کہا جا رہا ہے کہ ان کے غیر مسلّم ہونے کی کوئی وجہ نہیں بیان کی اس سے زائد کیا وجہ ہوگی کہ مدعیہ یا اس کے فریق کے کسی مسلّم بزرگ کی نہیں ایک غیر معروف شخص حکیم وکیل احمد سکندر پوری کی ہے جن کے حالات کا بھی پتہ نہیں ہر کس و ناکس کے رسائل و تالیفات حجت و مسلم نہیں ہو سکتیں ۔

(مسلم اور مسلمان کا فرق)

مختار مدعیہ نے پیش کیا تھا کہ نواب صدیق حسن خان صاحب وغیرہ کے مسلمان ماننے سے ان کا مسلم ہونا کیسے تسلیم ہو گیا ۔ مسلمان اور مسلم ہونے میں فرق ہے ۔ کتنے مسلمان ہیں مگر مسلم نہیں ملاحظہ ہو محمد علی صاحب ایم اے خواجہ کمال الدین صاحب اور ان کی جماعت مدعا علیہ اور اس کے فریق کے نزدیک مسلمان تو ہیں مگر مسلّم نہیں یوں ہی حنفیہ کے نزدیک غیر مقلدین و علماء بریلوی وغیرہ مسلمان تو ہیں مگر مسلّم نہیں ۔

اس کے متعلق یہ کہنا کہ بحث صرف اسلام و کفر کی تھی اس لیے مسلمان ہونے کا سوال کیا گیا ورنہ جن کے متعلق دریافت کیا گیا وہ مسلّم امام ہیں محض غلط اور سراسر مغالطہ ہے ۔ کبھی بھی نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد یا دوسرے ان جیسے مدعیہ یا اس کے فریق کے امام نہیں ہو سکتے ورنہ مختار مدعا علیہ کو تسلیم کرنا ہوگا ۔ کہ محمد علی صاحب ۔ ایم ۔ اے ۔ اور ظہیر الدین اروپی اس کے مسلم امام ہیں ۔

یہ نظریہ اتنا واضح تھا کہ کسی بحث کی ضرورت ہی نہ تھی ۔ بلا وجہ تاویلات دی ۔ عدالت اصل بحث سے ملاحظہ فرمائے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان تاویلات کے بعد بھی تقریباً اس سلسلہ کے آٹھ دس نمبر لاجواب رہے ہے۔

(گواہ مدعاعلیہ کی شہادت ہرگز قابل قبول نہیں)

ہر دو گواہ مدعا علیہ مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ کی صفائی پیش کرنے کے واسطے پیش ہوئے ہیں۔ حالانکہ دونوں اس کے تنخواہ دار ملازم اور ایسی صفائی پیش کرنے اور ملک میں اسی پروپیگنڈہ کرنے کے نوکر ہیں۔ پس ایکٹ شہادت کے بموجب نوکر کی شہادت آقا کے حق میں مؤثر و قابل التفات نہیں۔ (ملاحظہ ہو جرح گواہ مدعا علیہ ۲ ۲۱ر مارچ ۳۳ء) یہ تنقید لاجواب اور بالکل ضابطہ کے مطابق لہذا ان کی شہادت معتبر نہ ہونی چاہئیے۔

نیز ہمارے بعض گواہوں کو دیوبندی خیال کے بتا کر کافر بنانا اور علمائے اسلام جن کی شہادت کا حکم تھا۔ اس کے زمرہ سے خارج کرنا چاہا ہے۔ حالانکہ گواہ مدعا علیہ ۲ ۱۷ر مارچ ۳۳ء کی جرح میں کسی ایک کو بھی دیوبندی خیال کا ثابت نہ کر سکا۔

نیز گواہ مدعیہ الف ۳ و ۴ کا تو دیوبندیان کے علماء سے کسی قسم کا تعلق نہیں۔ اور اول الذکر دو شہادتیں جرح سے بھی صاف ہیں۔ لہذا یقیناً قابلِ لحاظ و قابل قبول ہیں۔

اور اوپر گزر چکا نیز اپنی جگہ پر آئے گا۔ کہ بعض علماء دیوبند کے متعلق غلط فہمی سے بعض اشخاص نے انفرادی فتوے دیئے۔ اور اکثر نے بعد اطلاع حقیقۃ حال واپس لے لیے جیسا کہ غایۃ المامول وغیرہ سے پیش کر چکا ہوں۔

اور تسلیم بھی کر لیا جائے کہ کسی کا ان پر فتوی کفر ہے لہذا وہ علمائے اسلام نہ رہے۔ پس جب کہ کسی ایک دو کے انفرادی فتوی سے بھی علماء اسلام سے نکل سکتا ہے۔ تو گواہان مدعا علیہ تمام دنیا کے اسلامی فرقوں شیعہ۔ مقلد غیر مقلد حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ عرب و عجم کے متفقہ کفر کے فتوای کے بعد علماء اسلام کیونکر رہ سکتے ہیں۔

مختار مدعا علیہ اور گواہان نے یہ بحث بیجا یہاں شروع کی۔

گواہان مدعیہ کی حیثیت کسی طرح مجروح نہیں۔ مگر گواہان مدعا علیہ اور خصوصاً گواہ مدعا علیہ ۲ کی شہادت تو اسقدر مجروح ہے کہ مختار مدعا علیہ نے بھی اسے محسوس کیا اور اپنی بحث میں اکثر گواہ ۱ کے حوالہ پر اکتفاء کی۔ نیز اس بر جرح کے ایک دو جواب غیر متعلق دیکر باقی تنقید کو گویا کہ لاجواب مان لیا۔ پس مدعا علیہ کی طرف اصولاً صرف ایک ہی گواہ رہ گیا۔ اُس کا بیان بھی سخت متعارض حوالے غلط۔ قطع و برید۔ ترجموں میں شرمناک خیانتیں جس کے بعد شہادت کی کوئی بھی وقعت نہیں رہتی۔ عدالت بر اصل بحث مختار مدعیہ سے ملاحظہ فرمائے۔

***

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵)

بشارت احمد

مختار مدعیہ نے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مصداق متعین کرنے کو غایۃ غلطی ہونے تک تسلیم کیا ہے اور اس مصداق کے تعیین کو انکار آیت کے استلزام کا مضحکہ اڑایا ہے حالانکہ مختار مدعیہ کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں لفظ احمد سے مراد سید الاولین والآخرین سیدنا محمد مصطفٰی علیہ السلام و الصلوٰۃ کا خود قرآن کا مدلول ہے چونکہ قرآن کو بیان فرمایا گیا ہے وہ خود اپنی آپ تفسیر ہے اور اس لیے اس کو تفصیلاً لکل شیئٍ سے بھی کہا گیا ہے قرآن شریف میں سورہ اعراف میں فرمایا ہے الذین یتبعون الرسول النبی الامی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نبی کی پیشگوئی انجیل میں کی گئی ہے وہ امی ہے اب اس صورت میں وہ ذات البرکات والحسنات سید الکائنات علیہم وافضل الصلوٰۃ اکمل التحیات ہی اس کا مصداق بن سکتی ہیں کیونکہ وہی ایک شے ہے جو باوجود امی ہونے کے ایک ٹھوکر سے کروڑوں فلسفی پیدا کرسکتے ہیں جناب مرزا صاحب غلام احمد صاحب قادیاں امی بالکل نہیں تھے بالکل گل علی کے شاگرد تھے مولوی عالم خوب اہلمدی کرسکتے تھے بلکہ بقول مرزائی صاحبان سلطان القلم تھے ایک ایک موضوع پر پچاس پچاس الماریاں ان کی تصانیف کی ہو سکتی ہیں ایسا شخص امی نہیں ہو سکتا۔

یاد رہے کہ عیسٰی علیہ السلام نے ایک ہی شخص کی پیشگوئی کی ہے لہٰذا ان کی پیشگوئی سے اگر حضور مراد نہ ہوں گے تو قرآن کی تکذیب ہو گئی اب ظاہر ہے کہ جو شخص اسمہ احمد کا مصداق کسی غیر کو بنائے گا وہ قرآن کا منکر ہوگا اور سورہ اعراف کا عین مخالف۔

مختار مدعا علیہ نے یہ بھی کہا ہے کہ مرزا محمود احمد کا یہ مطلب نہیں تھا کہ مرزا صاحب بہر حال و بہر لحاظ مراد ہیں بلکہ اصالۃً مرزا صاحب ظلاً و تبعاً حضور ہیں۔ بخلاصہ اولاً تو یہ امر خلاف واقع ہے یہاں بشارت احمد سے عبارت نقل کرتے۔

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت کا مصداق بہر حال اور بہر لحاظ مرزا ہے ثانیاً یہ غیر ممکن ہے آیت میں اسمہ احمد واقع ہے احمد کو علم اور جزئی حقیقی کہا جاتا ہے اور علم کا موضوع لہ واحد بعینہ ہونا کافیہ خوانوں کے نزدیک بھی مسلم ہے پس اگر اس سے مراد مرزا صاحب کو لیا جائے تو حضور مراد نہیں ہوتے اور اگر مراد حضور ہیں جیسے کہ قرآن شریف کا صاف مدلول ہے تو مرزا صاحب نہیں ہو سکتے کیونکہ احمد علم اور جزئی حقیقی ہے کلی نہیں۔

ثالثاً بلکہ مرزا صاحب کا نام احمد ہرگز نہیں غلام احمد ہے۔

مختار مدعا علیہ نے کہا ہے کہ اگر لفظ احمد سورۂ صف میں مرزا غلام احمد صاحب کو مراد لیا جائے جیساکہ خلیفہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثانی نے کہا ہے تو اس سے اظہار آیت کا استدلال قابل مضحکہ ہے غایت الامر فریق مخالف اس کو غلطی قرار دے سکتا ہے نیز خلیفہ ثانی نے یہ بالکل نہیں کہا کہ بہر حال اور بہر لحاظ اس سے مرزا غلام احمد صاحب مراد ہیں بلکہ بالاصالہ تو مرزا صاحب مراد ہیں اور وصف کے لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔

دراصل مختار مدعا علیہ نے مختار مدعیہ کا مطلب نہیں سمجھا مختار مدعیہ کی یہ غرض نہیں کہ کسی مبہم چیز کی تعیین اس کے انکار کو مستلزم ہے بلکہ ان کی غرض یہ ہے اس آیت میں بلحاظ سیاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں قال اللہ تعالیٰ۔

فلما جآء هم بالبینات قالوا هذا سحر مبین ومن اظلم ممن افترى على الله الكذب وهو يدعى الى الاسلام والله لا يهدى القوم الظالمين يريدون ليطفؤا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون هو الذى ارسل رسوله الاية

ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کی بشارت کے بعد جب ان کے پاس احمد مبشر بہ تشریف لائے اور بینات اور دلائل واضح کے ساتھ تشریف لائے تو جن لوگوں کو اس بشارت کا علم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہو چکا تھا احمد مبشر بہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور کہہ دیا کہ یہ جادو ہے ظاہر اور اللہ تعالیٰ پر بہتان اور افتراء باندھا کہ یہ بشارت متعلق ہے وہ کوئی ہے اور کون اس سے بڑا ظالم ہے جو اللہ تعالیٰ پر افتراء کرے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام کی وساطت سے جس ذات مقدس کے لیے بشارت دی تھی اس کو کسی دوسرے کے حق میں بنادے حالانکہ وہ اسلام کی طرف دعوت دیا گیا ہے اور اسلام ایک محقق اور سچا راہ ہے جس کا مدعی بشارت کا صحیح مصداق ہے۔ اور وہی اللہ تعالیٰ کی مراد ہے مگر اللہ تعالیٰ ظالمین کو جو وضع شیٔ فی غیر محلہ کے مرتکب ہوئے ہیں اور بشارت کے اصلی مصداق کو ترک کر کے کسی غیر کو مصداق تراشتے کبھی ہدایت نہیں دے گا اس واسطے کہ وہ کوئی بھولے ہوئے نہیں بلکہ وہ تو ازروئے ہٹ دھرمی خواہش کرتے ہیں کہ اس بشارت کا مصداق دوسرا قرار دے کر اس اللہ تعالیٰ کے نور کو منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں یعنی یہ تفسیر مصداق بشارت محض قول ہونے پر منحصر ہے اس کی کوئی اصلیت نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو جو فاران سے ظاہر ہوا ہے پورا کامل کر کے چھوڑ گیا اور اس بشارت کے تصدیق کرنے والے پیدا ہوتے رہیں گے جیسے کہ بخاری دوسرے صفحہ والی روایت سے ثابت ہے کہ حضور پر نور کے زمانہ میں ہی رومہ کے بڑے اسقف نے علی الاعلان کہہ دیا کہ جس کی بشارت دی گئی وہ آگیا اور وہی پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وہ لوگ جو کافروں میں حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت کا مصداق بنانے میں کراہت محسوس کریں گے اور کھینچا تانی کر کے دوسروں کو مصداق بناتے پھریں گے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہی (جس نے عیسٰیؑ پر بشارت محمدیہ نازل فرمائی ہے) تو ہے جس نے (اس بشارت کے مطابق) نیا رسول بھیجا۔ الغرض اس آیت کا سیاق دلالت صریح سے ثابت کر رہا ہے کہ اس بشارت کا مصداق آگیا ہے۔ اور اس کا مصداق کوئی دوسرا تجویز کرنا افتراء ہے اور سخت ظلم ہے اور جو لوگ دوسرا مصداق بشارت تلاش کرتے ہیں وہ کافر ہیں اور ہٹ دھرمی کیا کرتے ہیں پس معلوم ہوا کہ اس بشارت کا مصداق جو اللہ تعالٰی نے متعین کیا ہے وہ ذات بابرکات الحسنات و البرکات آقائے کائنات سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پس اب جو شخص کسی دوسرے کو مصداق قرار دیتا ہے وہ اس آیت کا منکر ہے کیونکہ حسب تعین خداوندی اب کوئی دوسرا مراد تو ہو نہیں سکتا اور جو کسی آیت کے ایسے معنٰے کا انکار کرے۔ جس کا سیاق ہو تو اس کو بجز منکر آیت کے اور کیا کہا جاوے گا گو منہ سے آیت کا ماننا تسلیم کرتا ہو۔

قرآن شریف کو بالاستیعاب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسٰیؑ نے ایک ہی نبی کی بشارت دی ہے۔ بخلاف دیگر انبیاء کے کہ انہوں نے متعدد انبیاء کی بشارتیں دی ہیں ملاحظہ ہو بیان گواہ مدعیہ نمبر ۲۔

اور قرآن شریف میں سورت اعراف میں اللہ تعالٰے فرماتا ہے الذین یتبعون الرسول النبی الامی آیت اس سے پایا جاتا ہے کہ انجیل میں جس نبی کی بشارت ہے وہ امیؐ ہے اور رسول اور نبی بھی ہے اور تمام مخلوق میں فقط ایک ہستی ہے جو امی بھی ہے اور رسول بھی اور نبی مگر مرزا صاحب بالکل امی نہیں تھے وہ انبالہ کے ایک شیعہ عالم کے شاگرد تھے جس سے شرح جامی تک کتابیں پڑھی تھیں اور مولوی عالم پنجاب یونیورسٹی کا امتحان بھی دیا جس میں فیل ہو گئے الہدی بھی کی تھی اور بقول مرید صاحبان سلطان القلم تھے اور بقول ذات شریف ایک ایک موضوع پر پچاس پچاس الماریاں تصانیف چھوڑ مرے ہیں پس ظاہر ہے کہ اس بشارت کو مرزا صاحب پر منطبق کرنا قرآن شریف کا انکار ہے جو اسے مبشر بہ نبی امی قرار دیتا ہے۔ اور اگر احادیث کو بھی دیکھا جائے تو عرباض بن ساریہ سے بخاری و مسلم میں الیسی روایات ملجائیں گی۔ جن سے حضور کا ارشاد ذیل ملتا ہے

ساخبرکم باول امری دعوۃ ابراھیم و بشارۃ عیسی ابن مریم الحدیث

پس معلوم ہوا کہ بشارت اسمہ احمد کا مصداق اللہ تعالٰی کے نزدیک اور خود مبشر بہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حضور پر نور ہی صلی اللہ علیہ وسلم اور جو کوئی اس کا مصداق کسی دوسرے کو تجویز کرے چاہے اس کا نام احمد ہی کیوں نہ رکھ لیا جائے وہ قرآن شریف اور حضرت ماٰب صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے معنٰی اور مصداق کا مخالف ہے پس اس نے انکار آیت کیا۔ اور یہی مختار مدعیہ کا مطلب ہے۔

رہا امر ثانی کہ خلیفہ ثانی کے نزدیک بہر حال اور بہر لحاظ مرزا صاحب مراد نہیں یہ بھی غلط ہے میں جناب خلیفہ ثانی کی کتاب القول الفصل کے صفحہ ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ کی طرف توجہ عدالت مبذول کراتا ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو احمد لکھا ہے اور لکھا ہے کہ اصل مصداق پیش گوئی کا میں ہی ہوں کیونکہ یہاں صرف احمد کی پیشگوئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں تھے چنانچہ آپ ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسٰے اپنے جمالی مضمون کے رد سے ایک ہی ہے اس کی طرف اشارہ ہے و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع الجلال والجمال لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔

(ازالہ اوہام جلد دوم صفحہ ۶۷۳)

اسی طرح اعجاز المسیح میں لکھتے ہیں اور عیسٰے نے کزرع اخرج شطئہ الآیہ الذین واخرین منھم الی قولہ۔

(اعجاز المسیح صفحہ ۱۲۴، ۱۲۳)

اس سے خلیفہ ثانی اور مرزا صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہیں ہو سکتے اور بہر حال اور بہر لحاظ اس سے مرزا صاحب مراد ہیں۔

اور دو شخص اس سے مراد ہو بھی نہیں ہو سکتے اس واسطے کہ احمد علم ہے اور علم کی وضع ایک معین شخص کے لیے ہوتی ہے اور یہ نکرہ اور کلی نہیں۔ پس اگر اس سے دونو شخص مراد لیے جائیں تو اسم کی وضع کا خلاف ہوگا۔ نیز آنکہ مرزا غلام احمد صاحب کا نام احمد ہرگز نہیں ان کا نام تو ان کے والد صاحب نے غلام احمد رکھا ہے اگر قرآن شریف میں اسمہ غلام احمد ہوتا تو پھر کوئی وجہ تھی۔ اور مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب احمد کے نام پر بیعت لیتے تھے اور مرزا محمود کا یہ ادعا کہ خدا نے آپ کا نام احمد رکھا اور آپ نے نام کا یہی حصہ اپنی اولاد کے ناموں کے ساتھ ملایا۔ سب شاعرانہ باتیں ہیں۔ ان کو استدلال نہیں کہا جاتا احمد کے نام پر بیعت لینا تو اس وقت شروع کیا جب کہ آپ نے اپنے آپ کو بشارت کا مصداق فرض کیا اور یہی دلیل ہے اس کے مصداق نہ ہونے کی۔ اس واسطے آیت میں اس کی بشارت دی گئی ہے جو احمد کے نام سے ابتداءً مسمی ہوگا اسواسطے کہ اسمہ احمد جملہ اسمیہ ہے جو دوام پر دلالت کرتا ہے۔

اور اگر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہی صادق آتا ہے۔ کہ حضور کا نام آمنہ صدیقہ نے احمد رکھا اور عبدالمطلب نے محمد رکھا اور یہ کہنا کہ مرزا صاحب کا نام احمد رکھا اگر یہ مراد ہے۔ کہ اس پیشگوئی میں میرا یہ نام ہے تو مصادرہ علی المطلوب ہے۔ اس پیشگوئی میں وہ شخص مراد ہے جس کا نام کسی دوسری دلیل سے ثابت کیا جائے۔ اور اگر اس بشارت کا مصداق ثابت کرنے کے لیے بشارت کو پیش کیا جائے تو یہ توقف الشئی علی نفسہ ہوگا اور اگر کہیں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے یہ نام رکھا ہے یہ محض فرض ہی فرض ہے۔ اصلیت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا خدا تعالیٰ کی قدرت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دیکھئے کہ آخر خلیفہ ثانی کے منہ سے سچ نکل ہی گیا۔ کہتے ہیں اپنے نام۔

یعنی مرزا صاحب کا نام مرکب ہے۔ اور اس کا ایک حصہ اور جزء احمد کا لفظ ہے۔ جو اولاد کے ناموں کے ساتھ ملایا ہے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کا نام احمد نہیں۔ بلکہ یہ ایک جزء ہے پس سارا نام غلام احمد ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب کتاب البریہ میں لکھتے ہیں۔ میرا نام غلام احمد والد کا نام غلام مرتضیٰ ہے۔

الغرض مرزا صاحب اور اس کے خلیفہ ثانی مرزا محمود صاحب کا دعویٰ یہی ہے کہ اس بشارت میں مراد مرزا صاحب ہیں حضور پرنور علیہ السلام نہیں۔

باقی انوار خلافت کے طویل طویل حوالے بلفظہ نقل کرکے بلا وجہ مسئلہ کو طول دیا اور بزعم خود اپنے اس کفریہ اقوال پیش کیے حالانکہ گفتگو اس قدر تھی کہ اس آیت مبشراً برسول کا حقیقی مصداق اور احمد کے نام کا حقیقی مسمی مرزا صاحب ہیں یا رسول اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو شروع میں مرزا محمود صاحب نے تسلیم کر لیا کہ اس آیت کے حقیقی مصداق صرف مرزا صاحب ہیں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور احمد بھی نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں بلکہ مرزا صاحب کا ہے۔ ملاحظہ ہو انوار خلافت صفحہ ۱۸۔

(۱) پہلا مسئلہ یہ ہے۔ کہ آیا حضرت مسیح موعود کا نام احمد تھا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کیا سورہ صف کی آیت جس میں ایک رسول کی جس کا نام احمد ہوگا بشارت دی گئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے یا حضرت مسیح موعود کے متعلق۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے متعلق ہے اور احمد آپ ہی ہیں لیکن اس کے خلاف کہا جاتا ہے کہ احمد نام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ کی ہتک ہے لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں میرا یقین بڑھتا جاتا ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا جو لفظ قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہی ہے اور جب کہ ہم نے قرآن کی نص قطعی اور صحیح مرفوع متصل حدیث سے ثابت کر دیا کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مصداق ہیں اور احمد، بخاری شریف وغیرہ میں آپ ہی کے اسماء میں شمار ہے پھر اس قول کے خلاف نصوص قرآنیہ و تصریحات سنت نبویہ موجود ہیں پس اب اس کے کفر و ارتداد ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے۔

(قرآن و حدیث اور وحی مسیح موعود)

اس سلسلہ میں میں نے اعجاز احمدی صفحہ ۳۰ کا حوالہ پیش کیا تھا مختار مدعا علیہ نے اس کی ایک غلط اور ناقابل توجیہ یہ کی ہے کہ یہ کلام ان احادیث کی بابت ہے جو مرزا صاحب کے دعوے کے متعلق ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی دو قسمیں بنا کر جو قرآن کے مطابق ہیں ان کو تائید دعوے میں قبول کرتے ہیں اور جن کے متعلق ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے متعلق کہا ہے وہ وہی احادیث ہیں جو قرآن کے مخالف ہیں

الجواب

مختار مدعا علیہ کا یہ جواب بالکل غلط اور خلاف تصریح مرزا صاحب ہے کیونکہ شرع محمدیہ کے احکام و مسائل کے اصول میں سے اصل اوّل قرآن اور اصل دوم حدیث ہے۔ مگر مرزا صاحب کہتے ہیں "اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ عبارت بالکل صاف اور واضح ہے۔ کہ مرزا صاحب نے حدیث کو اصول و بنیاد دین سے خارج سمجھ کر حدیث کی توہین کی نیز حدیث سے اپنی وحی کو مقدم سمجھ کر قرآن کے بعد اپنی وحی کو اصول دین میں اصل ثانی قرار دیا۔ جس میں حدیث کی سخت توہین ہوئی کہ قرآن کے بعد مرزا صاحب کی وحی کا رتبہ رہا نہ حدیث کا اور نیز اس میں تشریع کا دعویٰ بھی پایا گیا کیونکہ اصول دین میں مرزا صاحب کی وحی کا اضافہ ہو گیا جو اصل جدید ہے اصول شرعیہ میں کہیں اس کا ذکر تک نہیں پھر مرزا صاحب حدیث کا درجہ اصول و بنیاد دین سے گرا کر اس کو محض تائید کا درجہ دیتے ہیں جس میں حدیث کی توہین ہے اسی پر اکتفا نہیں بلکہ تائید کا رتبہ بھی اس وقت حاصل ہے کہ جب حدیث میں دو شرطیں پائی جائیں اوّل یہ کہ قرآن کے مطابق ہو دوم یہ کہ مرزا صاحب کی وحی کے بھی معارض نہ ہو اگر حدیث مرزا صاحب کی وحی کے معارض ہو تو اگرچہ قرآن کے موافق بھی ہو تو بھی تائید کی حیثیت نہیں رکھتی اس میں حدیث کی سخت توہین ہے پھر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں ظاہر ہے کہ دوسری حدیثوں سے مراد وہ حدیثیں ہیں جو اوپر بیان کردہ دو شرطوں پر نہ ہوں یعنی یا قرآن کے موافق نہ ہوں یا موافق تو ہوں مگر مرزا صاحب کی وحی کے معارض ہوں ان تمام حدیثوں کو مرزا صاحب ردی کی طرح پھینکتے ہیں عدالت غور فرمائے کہ احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی کس قدر توہین ہے کہ صحت حدیث کا ایک یہ بھی اصل ہوا کہ مرزا صاحب کی وحی کے معارض نہ ہو ورنہ پھینکنے کے قابل ہیں اس سے زیادہ حدیث کی توہین کیا ہو سکتی ہے مختار مدعا علیہ نے مغالطہ دینے کے لیے دوسری حدیثوں سے وہ احادیث مراد لیتا ہے جو قرآن کے مخالف ہیں حالانکہ مرزا صاحب کی عبارت میں دوسری حدیثوں سے مراد وہ حدیثیں ہیں جو قسم اول کے مقابل ہیں اور قسم اوّل کی وہ حدیثیں ہیں جو نہ قرآن کے مخالف ہوں اور نہ مرزا صاحب کی وحی کے معارض ہوں۔ پس وہ احادیث جو صرف قرآن کے مخالف ہوں یا وہ احادیث قرآن کے موافق مگر مرزا صاحب کی وحی کے معارض ہیں وہ سب قسم دوسری حدیثوں میں داخل ہیں میں اپنے متیقن جواب کی صحت کے لیے مرزا صاحب کی اصل عبارت لکھ دیتا ہوں عدالت خود غور فرما لے گی کہ کس طرح حرف بحرف ہمارا دعویٰ مرزا صاحب سے ثابت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے اوپر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں"

(اعجاز احمدی صفحہ ۳۰ ر ۳۱)

پھر مختار مدعا علیہ ایک مغالطہ اور دیتا ہے کہ مرزا صاحب کی وحی قرآن کے بالکل موافق ہے ممکن ہے کہ مختار مدعا علیہ کا ایسا اعتقاد ہو اور ایمان ہو جس کی کلام زیر بحث ہے یعنی مرزا صاحب کا اعتقاد ایسا معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اگر مرزا صاحب اپنی وحی کو بالکل قرآن کے موافق سمجھتے تو تائیدی حدیثوں کے لیے دو شرطیں نہ لگاتے کہ قرآن کے موافق ہو اور میری وحی کے معارض نہ ہو۔ اس قید کا فائدہ صرف یہ ہے کہ صرف قرآن کی موافقت کافی نہیں بلکہ اس کے علاوہ یہ بھی ضرور ہے کہ میری وحی کے معارض نہ ہو یہ فائدہ اس وقت مرتب ہو سکتا ہے جب کہ موافقت قرآن کے بعد بھی مرزا صاحب کی وحی معارض نہ ہونے کا احتمال باقی ہو اور یہ احتمال اس وقت پیدا ہو سکتا ہے کہ جس وقت موافقت اور تعارض کا اجتماع ممکن ہو۔

میں نے توہین حدیث کے سلسلہ میں اعجاز احمدی صفحہ ۷ کی عبارت پیش کی جس کے جواب میں مختار مدعا علیہ نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ ان حدیثوں کے متعلق ہے جو قرآن کے مخالف ہیں۔ مختار مدعا علیہ کا یہ جواب نہ صرف غلط ہے بلکہ بدیہی البطلان ہے کیونکہ منشاء توہین یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنے علم کو احادیث نبویہ پر بدیں علت وجہ ترجیح قرار دیتے ہیں کہ ہم نے براہ راست خداوند حکیم سے حاصل کیا اور تمہاری حدیث مردوں سے مروی ہیں جو بہر حال ہمارے علم کی برابری نہیں کر سکتیں۔

اب مختار مدعا علیہ کے مغالطہ پر غور فرمائیے کہ قرآن کی موافقت اور مخالفت کو دخل دے رہا ہے۔ مرزا صاحب احادیث کی تحقیر اس بناء پر کر رہے ہیں کہ وہ مردوں سے مروی ہیں پس جس قدر سلسلہ احادیث موجود ہیں خواہ قرآن کے موافق ہو یا مخالف سب کا سب مرزا صاحب کے معیار امتیاز پر مرزا صاحب کے علم کے سامنے بے حقیقت ہیں کیونکہ یہ سب ان لوگوں سے مرویات ہیں جو فوت ہو چکے ہیں۔ کیا مختار مدعا علیہ کے نزدیک یہ مسلم ہے کہ جو حدیثیں قرآن کے موافق ہیں فوت شدہ لوگوں سے مروی نہیں یا وہ مرزا صاحب کے الہامات و وحی سے زیادہ صحیح اور بلند مرتبہ ہیں بات بالکل صاف اور واضح ہے کہ مرزا صاحب احادیث کو اپنے الہام و وحی کے مقابلہ میں بے اعتبار اور کم پایہ ثابت کر رہے ہیں خواہ قرآن کے موافق ہوں یا مخالف۔ جو احادیث نبویہ کی نہایت درجہ کی توہین و تحقیر ہے پھر مختار مدعا علیہ نے اپنے جواب کی تائید میں مرزا صاحب کی عبارت پیش کی ہے "اے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گمراہ کرنے والے۔ کیا تو قرآن کی شان سے انکار کرتا ہے اور بجز قرآن کے ہمارے ہاتھ میں کیا ہے۔

الجواب

مختار مدعا علیہ کی پیش کردہ عبارت ہمارے مدعا کی زبردست دلیل ہے کیونکہ مرزا صاحب اس عبارت میں اصل دین صرف قرآن کو بتلا رہے ہیں۔ اور بجز قرآن کے سب چیز سے انکار کر رہے ہیں حالانکہ احادیث نبویہ اصول دین میں ایک اصل محکم ہے جس سے انکار الحاد زندقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا مگر مرزا صاحب احادیث کو بے اصل اور بے اعتبار ثابت کرنے کے لیے برملا کہتے ہیں کہ بجز قرآن ہمارے ہاتھ کیا ہے یہ سراسر احادیث نبویہ کی توہین ہے بلکہ ملحدانہ انکار ہے اعاذنا اللہ تعالیٰ من ذلک مختار مدعا علیہ نے اپنی تائید میں مرزا صاحب کی یہ عبارت پیش کی ہے۔ پس اے مخالفو! نقلوں کے ساتھ خوش نہ ہو جاؤ اور بہتیری نقلیں اور حدیثیں دھوکہ بازنے بنائی ہیں:۔

سو مختار مدعا علیہ کی عبارت بھی ہمارے مدعا کی زبردست تائید ہے کیونکہ مرزا صاحب اپنے علم و بیان کے نقول کے قبول سے روکتے ہیں اور علت یہ بیان کرتے ہیں کہ بہترین حدیثیں موضوع ہیں۔ ہمارا تعلق حکم سے ہے جو بالکل صاف ہے کہ نقول پر خوش نہ ہوں اور یہ حکم عام ہے صحیح موضوع ضعیف و قوی تمام احادیث کو شامل ہے بعض احادیث کے موضوع ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ تمام نقول و احادیث قابل اعتبار نہیں۔ بہرحال مرزا صاحب نے یہ عام حکم کرکے احادیث کی سخت توہین کی ہے۔ پھر مختار مدعا علیہ نے اپنی تائید میں مرزا صاحب کی یہ عبارت نقل کی ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی کے بعد نقل کی کیا حقیقت ہے پس خدا تعالےٰ کی وحی کے بعد کس حدیث کو مان لیں۔ بحمد اللہ مختار مدعا علیہ کی پیش کردہ یہ عبارت نہایت صراحت سے توہین احادیث پر دال ہے کیونکہ سرے سے ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی وحی کے مقابلہ حضور علیہ السلام کی احادیث کو کم درجہ ثابت کرکے احادیث نبویہ کی توہین کی ہے اب تک مختار مدعا علیہ ادھر ادھر کی توجیہات کرتا رہا کہ ان احادیث سے مراد وہ احادیث ہیں جو قرآن کے مخالف ہیں نہ احادیث صحیح مگر مرزا صاحب کی اس عبارت نے مختار مدعا علیہ کی تمام توجیہات کا خاتمہ کر دیا۔ مرزا صاحب اپنی وحی کے مقابلہ میں تمام احادیث نبویہ کو کس شان و عظمت و جلال سے بے حقیقت بتلاتے ہیں ملاحظہ ہو عبارت مرقومہ بالا۔ غالباً مختار مدعا علیہ کو یہ ضرور احساس ہوا کہ یہ عبارت مختار مدعیہ کے الزام کی زبردست دلیل ہے مگر وہ یہ آیت پیش کرکے مغالطہ دینا چاہتا ہے فبای حدیث بعدہ یؤمنون مگر اس کا جواب اس قدر بتلا دینا کافی ہے کہ حدیث سے مراد احادیث نہیں ملاحظہ ہو تفسیر روح المعانی و کبیر وغیرہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر مختار مدعا علیہ نے ایک حوالہ پیش کیا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی نے ایسا فرمایا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً یہ قول غیر معتبر ہے ثانیاً نہ اس کو شہادت میں پیش کیا گیا نہ جرح میں آیا ہے ثالثاً یہ حدیث صحیح علیکم بسنتی الخ کے خلاف ہے۔

رابعاً یہ حضرت بایزید پر افترا ہے جیسا کہ اقتصار میں لکھا ہے شیخ الاسلام ابو اسمٰعیل ہروی گفتہ بر بایزید دروغہا بستہ۔

خامساً اگر یہ صحیح بھی مان لیا جائے تو حضرت بایزید پر بسا اوقات حالت سکر طاری ہوتی تھی اور حالت سکر میں ایسے کلمات صادر ہو جاتے ہیں اور سکر کے زائل ہونے کے بعد استغفار فرماتے تھے۔ چنانچہ امام شعرانی طبقات کبریٰ میں لکھتے ہیں سئل ابو علی الجوزجانی رضی عن الالفاظ التی تحکی عن ابی یزید فقال رحمۃ اللہ ابو یزید له حاله و لعله بها تکلم علی حد غلبته او حال سکر۔

پھر مختار مدعا علیہ نے مرزا صاحب کی متعدد کتب سے چند جدید حوالجات نقل کرکے بطور نتیجہ کے یہ بتلایا ہے کہ جن احادیث کو رد کرنے کے لیے مرزا صاحب نے اعجاز احمدی کہا ہے وہی حدیثیں ہیں جو مولوی محمد حسین بٹالوی وغیرہ قرآن مجید کے خلاف آپ کے دعویٰ مہدویت و مسیحیت کو باطل ثابت کرنے کے لیے پیش کرتے تھے جن کا ظنی ہونا سب کو مسلم ہے مختار مدعا علیہ نے اس قول میں نہ صرف احادیث کے رد کرنے کی توہین کے الزام کو تسلیم کر لیا بلکہ اس غرض و غایت کو بھی بتلا دیا کہ مرزا صاحب کو ردی کی طرح احادیث نبویہ کو پھینکنے کی ضرورت کیوں لاحق ہوئی تھی یعنی مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی علیہ الرحمۃ نے مرزا صاحب کے دعاوی مہدویت و مسیحیت کے بطلان پر احادیث کو پیش کیا چونکہ مرزا صاحب کا دعویٰ مہدویت و مسیحیت ان احادیث کی رو سے باطل ثابت ہوتا تھا اس لیے مرزا صاحب نے ایسی احادیث کو ردی کی طرح پھینکنے کا حکم دیا۔ گویا مرزا صاحب کا یہ حکم صرف توہین ہی نہیں بلکہ خود غرضی اور اپنے دعاوی کی خاطر سے ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ مولانا محمد حسین صاحب نے کن احادیث کو پیش کیا یہ وہ احادیث ہیں جو صحاح ستہ میں مروی ہیں اور جیسے کہ علامہ شوکانی توضیح میں لکھتے ہیں۔

پھر مختار مدعا علیہ نے تحفہ گولڑویہ کی چند احادیث کے مضامین بیان کئے ہیں جن میں دابۃ الارض وغیرہ کی بھی حدیثیں ہیں نا معلوم کہ مختار مدعا علیہ دجال وغیرہ کی حدیثوں کو پیش کرکے کیا ثابت کرنا چاہتا ہے۔ غالباً وہ ان احادیث کو پیش کرکے ان کے الفاظ ظاہری معانی پر استعجاب اور بعید از عقل ہونا دکھلانا چاہتا ہے۔ مگر جو جماعت مرزا صاحب کے مریم ہونے پھر حاملہ ہونے پھر وضع حمل کے لیے جزع کی طرف جانے اور پھر مریم سے عیسیٰ بننے پر ایمان رکھتی ہو ان احادیث پر کیوں استعجاب ہوتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر مختار مدعا علیہ نے مرزا صاحب کے وہ اقوال پیش کیے ہیں جن میں احادیث کی عظمت اور علو مرتبت بیان کی گئی ہے حتیٰ کہ مسئلہ میں یہی اختیار کیا جس کی مذمت ہے اس کی مدح بھی موجود ہے جس کو صاف الفاظ میں بھی کہنا پڑتا ہے۔

حدیث فاعرضوا علی کتاب اللہ

اعجاز احمدی میں مرزا صاحب نے ان احادیث کو ردی میں پھینکنے کا حکم دیا مرزا صاحب پر توہین احادیث کا الزام قائم کیا۔ تو مختار ان مدعا علیہ نے مرزا صاحب کے حکم کی وجہ اصول کتب کی بیان کردہ ایک حدیث کو پیش کیا جرح میں دریافت کیا گیا تو اس حدیث کو کتب حدیث میں سے کسی کتاب کا حوالہ نہ دے سکے سند دریافت کی گئی کوئی نہ بتلا سکے مجموعہ الفوائد سے شوکانی کا یہ قول اس حدیث کے متعلق پیش کیا گیا وضعتہ الزنادقۃ تو کوئی اس پر جواب نہ بن آیا شوکانی نے اس حدیث کو موضوع زنادقہ کہا یعنی اس پر مندرجہ ذیل جرحیں پیش کی گئیں۔

(۱) یہ احادیث کی کتب میں مروی نہیں۔

(۲) حدیث بلا سند ہے جو غیر معتبر اس پر عبداللہ بن مبارک کا قول صحیح مسلم سے پیش کیا گیا۔

(۳) شوکانی نے فوائد المجموعہ میں لکھا ہے کہ اس حدیث کو زنادقہ نے وضع کیا ہے۔

(۴) شوکانی نے فوائد میں کہا ہے یہ حدیث قولہ تعالیٰ ما آتاکم الرسول سے رد ہے۔

مختار ان مدعا علیہ سے کسی کا جواب نہ ہو سکا۔ اب بحث میں بجائے اس کے کہ ہمارے جروح کا جواب دیتے ایک بے فائدہ بحث شروع کر دی ہے اور ایسے اقوال پیش کئے گئے جو مسئلہ پر نہیں آئے تاہم بھی اس کا جواب دیتے ہیں

اس بحث کا ایک جواب اجمالی عرض کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث اور اس قسم کی دیگر احادیث کا مفہوم خود اپنی تردید کرتا ہے کیونکہ پہلے ہم ان احادیث کو کتاب اللہ پر پیش کرتے ہیں اگر کتاب اللہ کے موافق پڑیں گی تو لیں گے ورنہ ان کو رد کر دیں گے۔ پس ان احادیث کو جب کتاب اللہ پر پیش کرتے ہیں تو مخالف ہوتی ہیں کیونکہ کتاب اللہ کا ارشاد ہے ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا۔ یعنی جو کچھ حضور علیہ السلام فرما دیں اس کو مان لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔ کلمہ ما عام ہے جو ہر ایک امر کو شامل ہے پس قرآن شریف کی یہ آیت ان احادیث کو رد کرتی ہے جیسا کہ علامہ شوکانی نے فوائد المجموعہ میں تصریح کی ہے بس ان احادیث کا رد ان ہی سے ہو گیا۔

تفصیلی جواب یہ ہے کہ حدیث صحیح اصول دین میں اصل کافی ہے جس طرح قرآن سے احکام ثابت ہوتے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح احادیث سے بھی احکام ثابت ہوتے ہیں اور جیسا کہ قرآن موجب علم و عمل ہے ویسا ہی احادیث ۔ ابوداود میں حضرت مقدام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سن رکھو مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ایک ایسی چیز جو اس کی مثل ہے یعنی (حدیث) سن رکھو عنقریب ایک شخص پیٹ بھر کر چھپر کھٹ پر بیٹھا یہ کہے گا کہ لوگو! تم (صرف) قرآن کو لازم پکڑو اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال سمجھو اور جو حرام پاؤ اسے حرام سمجھو (یعنی جو حکم قرآن میں نہ ہو حدیث میں اس کو نہ مانو) حالانکہ جس چیز کو رسول نے حرام کیا ہے وہ ایسی ہی حرام ہے جو خدا نے حرام کی ہے ۔ سن رکھو تمہارے لیے آبادی کے گدھے حلال نہیں اور نہ دانت کاٹنے والے درندے اور نہ مسلمانوں کی امان (پناہ) میں رہنے والے کافر کی کوئی گری ہوئی چیز بجز اس حالت کے کہ وہ اس سے بے پروا ہو اور جو شخص کسی قوم کا مہمان ہو ان پر لازم ہے کہ وہ اسے کھانے کو دیں وہ نہ دیں تو اسے حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے کھانے کے مقدار خود بخود ان کے مال سے لے لے"

طیبی نے شرح مشکوٰۃ میں کہا اس حدیث میں بڑی زجر و ملامت ہے جو بڑے غصہ سے پیدا ہوئی ہے اس شخص کے بیلے جو صرف کتاب اللہ کو کافی سمجھ کر حدیث کے عمل سے بے پروا ہو جائے اور اس کا عمل ترک کر دے۔ اس حدیث کو دارمی نے بھی نقل کیا۔ اور اس نے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے کہ حدیث کتاب کے اجمال و ابہام کا فیصلہ کرنے والی ہے

مرزا صاحب نے حق و باطل کو ملایا ہے اور مرزا صاحب تبلیغ رسالت صفحہ ۔ میں دجال کی علامت قرار دیتے ہوئے بجز اس کے اور کوئی توجیہ نہیں ہو سکتی ۔ اگر احادیث کا انکار قرآن کا انکار تھا تو پھر کس نے مرزا صاحب کو مجبور کیا کہ احادیث کو مردوں کی مرویات کہہ کر استخفاف کرتے اور کیوں نہ صاف الفاظ میں کہتے کہ قرآن کے سوا ہمارے ہاتھ کیا ہے ۔

پھر مختار مدعاعلیہ نے بے شمار ایسے حوالجات پیش کر کے بحث کو طول دیا ہے جن کا مسل میں ذکر تک نہیں جن میں اکثر کا مفہوم یہ ہے کہ مرزا صاحب ان احادیث کو چھوڑتے ہیں جو مرزا صاحب کی وحی کے خلاف ہیں اور بعض حوالجات میں ترک احادیث کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ مرزا صاحب چونکہ مسیح موعود ہیں اور احادیث مسیح کو حکم قرار دیا گیا ہے پس مرزا صاحب کو اختیار ہے کہ جس کو لیں اور جس کو چاہیں رد کر دیں وغیرہ ان حوالجات کا اجمالی جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب کا اپنی مزعومہ وحی کے مقابلہ میں احادیث نبویہ کا رد کرنا یہ احادیث نبویہ کی توہین ہے ۔

مختار مدعا علیہ نے اشراق الابصار کا حوالہ پیش کیا ہے اس میں نہایت سخت خیانت کی ہے کیونکہ اول سے لفظ مع اور آخر سے وہو من اومنع الموضوعات کو کاٹ کر مغالطہ دیا حالانکہ اشراق میں تصریح ہے کہ مدخل میں جو حدیث

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باسناد تحقیقی ہے وہ سخت ترین موضوعات میں سے ہے پھر مختار مدعا علیہ نے چند احادیث نقل کر دی ہیں جن کو اصل مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں اس لیے ہمیں جواب دینے کی ضرورت نہیں پھر مختار مدعا علیہ نے محض اپنے خیال و وہم سے یہ جواب دینا چاہا ہے کہ حدیث زنادقہ وضع کردہ نہیں ہو سکتی۔ الخ

مختار مدعا علیہ دیدہ و دانستہ مغالطہ دیتا ہے کیونکہ ہم نے اصول حدیث کے قواعد پر کبار محدثین کے اقوال سے اس حدیث کا موضوع ہونا ثابت کر دیا ہے اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ائمہ حدیث کے اقوال سے اس کی صحت پیش کرتا اس کو یقین تھا کہ ائمہ محدثین اس حدیث کو زنادقہ یعنی بیدینوں کی موضوع حدیث بتلاتے ہیں اب مختار مدعا علیہ محض اپنی بات کرنا چاہتا ہے کہ یہ حدیث زنادقہ کی موضوع نہیں ہو سکتی جو قطعاً ناقابل التفات ہے۔

ثانیاً مختار مدعا علیہ کا تبا اس ہی غلط ہے کیونکہ جب کبھی اسلام میں فتنہ اٹھا تصریحات مصطفویہ اور ارشادات نبویہ سے بچنے کے لیے اسی حدیث کو آڑ بنایا معتزلہ کی دار و مدار یہی حدیث ہے فرقہ نیچریہ کے خیالات اور آزادی کا سنگم یہی حدیث ہے عبداللہ چکڑالوی اسی کو پیش کرتے ہیں۔ اور مرزا صاحب اسی حدیث کے سہارے سے اپنی مسیحیت اور نبوت کا سکہ رائج کرنا چاہتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ زنادقہ اور ملحدوں کا یہ اصول ہو چکا ہے کہ احادیث اور آثار صحابہ کو بے حقیقت ثابت کرنے میں اس حدیث سے یوں فائدہ اٹھایا جاتا ہے کہ قرآن حکیم کے ایک معنیٰ از خود کئے جاتے ہیں اور اس کو قرآن کا متعین معنے فرض کئے جاتے ہیں۔ مگر پھر احادیث میں ان آیات کی جو تفسیر طرق صحیح سے ثابت ہوتی ہے اس کا انکار اس لیے کر دیا جاتا ہے کہ یہ حدیث قرآن کے مخالف ہے اس لیے قابل قبول نہیں اس حدیث سے نہ صرف حدیث صحیحہ کے انکار کا ارتکاب کیا جاتا ہے بلکہ اس کے ذریعہ قرآن کے معانی حسب منشا کئے جاتے ہیں۔

مختار مدعا علیہ نے اس حدیث کے بے سند ہونے کا ایک نہایت لغو جواب دیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ جن کتب میں یہ حدیث آئی آیا ان کے مصنفوں نے یہ حدیث وضع کر لی ہے یا فی الواقع اسے رسول کریم کی حدیث سمجھتے ہیں مختار مدعیہ بھی یہی کہے گا کہ انہوں نے صحیح سمجھ کر یہ حدیث نقل کی ہے۔

الجواب

یہ جواب مختار مدعا علیہ کی ناواقفیت اور کتب حدیث میں عدم بصیرت پر دال ہے۔ کیونکہ احادیث موضوعہ کے موضوع ہونے کی یہ وجہ نہیں ہوتی کہ نقل کرنے والے اس کو موضوع سمجھیں اور وہ موضوع نہ سمجھیں تو صحیح ہو جائے۔ موضوع کی تعریف اور اس کے احکام کتب اصول حدیث میں مذکور ہیں۔ جس کی بنا پر علماء محدثین اس حدیث کو موضوع قرار دے رہے ہیں۔ مختار مدعا علیہ سے اگر کچھ ہو سکتا تھا۔ تو اس کی توثیق و تصحیح کرتا۔ ان لوگوں کے اقوال کے برخلاف اکابر محدثین کے نقول پیش کرتا۔ جو اس کو زنادقہ کی موضوع حدیث بتلاتے ہیں۔ نقول صحیح کا جواب نقول سے ہوتا نہ محض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیالات اور اوہام سے۔
اصول شاشی میں سے جو حضرت علی کا قول نقل کیا ہے۔ اولاً تو وہ خود ہی بے سند ہے۔ کتب احادیث کا حوالہ نہیں۔ ثانیاً عرض علی الکتاب کا سوال وہاں پیدا ہو سکتا ہے جہاں روایت منافق سے ہو۔
عمدۃ الحواشی حاشیہ اصول الشاشی سے جو جواب نقل کیا ہے۔ وہ اس حدیث کی تصحیح نہیں کرتا۔ کیونکہ امام بخاری نے صحیح بخاری میں احادیث کی روایت میں صحت کا اہتمام کیا ہے وہ دیگر مصنفات میں نہیں کیا یہ حدیث صحیح بخاری میں نہیں یہ مختار مدعا علیہ کا مغالطہ ہے۔ یا نافہمی سے بخاری سے صحیح بخاری مراد لی ہے علامہ تفتازانی نے تلویح میں اس حدیث کے متعلق بہت کلام کی ہے وقد طعن فیہ تلویح صفحہ ۲۲۱ میں ہے۔ مولانا بحر العلوم شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں کہ صاحب سفر السعادۃ نے فرمایا کہ یہ حدیث سخت موضوعات سے ہے۔ شیخ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا ہے یہ حدیث کئی سندوں سے مروی ہے جو گفتگو سے خالی نہیں بعض محدثین نے کہا ہے کہ اس کو زندیقوں نے وضع کیا۔ یعنی از خود بنایا۔ اور نیز یہ اس قول خداوندی کے مخالف ہے الخ
علامہ ابن طاہر حنفی صاحب مجمع البحار تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ ان اصولیوں نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کیا ہے
سرخی نے اس حدیث کی جس دوسری حدیث سے تائید ظاہر کی ہے۔ اولاً تو موضوعات کی کسی دوسری حدیث کی تائید سے صحیح نہیں ہو جاتیں ثانیاً جس حدیث کو تائید میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس کا حال پہلی حدیث سے اچھا نہیں۔
اس لیے تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ حدیث قرآن حکیم کے معانی کی تعین اور وجوہات واختلافات کا فیصلہ کرنے والی ہے کیونکہ حدیث بمنزلہ خادم کے ہے خدمت کرنا خادم کا کام ہے نہ کہ مخدوم کا۔
چنانچہ مختار مدعا علیہ کے مسلم بزرگ شعرانی میزان المبین میں لکھتے ہیں کہ امت محمدیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ حدیث قرآن مجید کی وجوہ مختلف کی فیصلہ کرنے والی ہے لما اجتمعت الامۃ علی ان السنۃ قاضیۃ علی کتاب اللہ
سنن دارمی صفحہ ۷۷۔
پھر مختار مدعا علیہ نے میری جرح جو اس حدیث کی سند کے متعلق تھی اس کا جواب اس طریق پر دیا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سند کوئی چیز نہیں اور ائمہ جرح و تعدیل کی تصریحات کا کوئی اعتبار نہیں کسی جرح سے کوئی مجروح نہیں ہوا نہ کسی توثیق و تعدیل سے کسی کو قوت حاصل ہوتی ہے جس سے مختار مدعا علیہ کا مطلب صاف ہے کہ امت نے جس چیز کو آج تک معیار صحت و ضعف حدیث سمجھا وہ لغو ہے گویا جرح و تعدیل کا سرے سے اعتبار نہیں جو شخص جس حدیث کو اپنے مطابق پائے قبول کرے اور جس کو خلاف پائے انکار کرے اس اصول پر مراتب حدیث

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اُس کی تمیز بھی ناممکن ہو جائے ۔

(قیامت کے متعلق)

مختار مدعیہ نے اس ہیڈنگ کے تحت دو آیتیں ۔ قل انما علمها عند ربی الخ اور ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ اور ایک مسلم اور بخاری کی متفق علیہ حدیث فی خمس لایعلمھن الا اللہ سے یہ ثابت کیا تھا کہ قیامت کا علم صرف خدا ہی کو ہے اور کسی کو نہیں کیونکہ احادیث اور تفاسیر میں استاثرہ اللہ کا لفظ آیا ہے کہ اس کا علم صرف خدا نے اپنے واسطے تنہا بلا شرکت غیر رکھا ہے ۔ اور مرزا صاحب لیکچر سیالکوٹ کے صفحہ ۸ پر اس کے خلاف یہ لکھتے ہیں ۔ "اور کہ یہ صحیح نہیں ہے جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قیامت کا کسی کو علم نہیں" جس سے نصوص قطعیہ کا انکار اور قرآن سے لاعلمی ظاہر ہو رہی ہے ۔ مختار مدعا علیہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے عدالت کو مغالطہ دینا چاہا ہے کہ مرزا صاحب کا اس سے مقصد جو مختار مدعیہ لے رہا ہے وہ نہیں ہے ۔ بلکہ اس کا مقصد مختار مدعا علیہ نے اپنے لفظوں میں یہ بتایا کہ یہ صحیح نہیں کہ قیامت کا کسی وجہ سے بھی کسی کو علم نہیں بلکہ علامات و آثار قیامت کے ذریعہ سے ایک قسم کا علم حاصل ہوتا ہے" جس سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ مرزا صاحب کا بھی یہی مقصد ہے حالانکہ عبارت صفحہ ۸ کی بالکل صاف اور صریح ہے اور اس سے یہ مقصد جو مختار مدعا علیہ لے رہا ہے بالکل نہیں نکلتا ۔ مرزا صاحب صاف یہ فرماتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قیامت کا کسی کو علم نہیں"۔ یہاں قیامت کے علم کے متعلق سوال ہے نہ علامات قیامت ۔ قیامت سے علامات قیامت مراد لینا غلط ہے ۔

ہاں البتہ صفحہ ۹ پر ایک فقرہ اس قسم کا موجود ہے جس میں علامات قیامت ہیں مگر وہ فقرہ اس کی شرح ہرگز نہیں بن سکتا ۔ کیونکہ صفحہ ۱۰ پر پھر لکھتے ہیں ۔ "اسی طرح دنیا کے خاتمہ پر گو اب ہزار سال باقی ہے لیکن اس گھڑی کی خبر نہیں جب قیامت قائم ہو گی" ۔ خط کشیدہ جملہ گو اب ہزار سال باقی ہے قابل غور ہے کس صفائی کے ساتھ قیامت کی تعیین ہو رہی ہے اسی وجہ سے مختار مدعا علیہ نے صفحہ ۹ کا تو حوالہ دیا مگر صفحہ ۱۰ کو چھوڑ دیا جس سے اس کے جواب کی اصل حقیقت کا پردہ فاش ہوتا تھا ۔ لہٰذا مختار مدعیہ کا یہ دعویٰ کہ مرزا صاحب قیامت کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں یہ صحیح نہیں کہ اس کا علم کسی کو نہیں صفحہ ۱۰ کی اس عبارت سے کہ اب قیامت سے ہزار سال باقی ہے بالکل واضح ہو جاتا ہے اور یہ الزام کہ یہ عقیدہ نصوص قطعیہ کے خلاف ہے بحالہ باقی رہا ۔

علاوہ ازیں اگر تھوڑی دیر کے لیے قول مختار مدعا علیہ کو تسلیم ہی کر لیا جائے جب بھی اس کو مفید نہیں کیونکہ اول تو نصوص قطعیہ قرآن اور حدیث سے جن علامات کا پتہ چلتا تھا مثلاً خروج دجال یا جوج و ماجوج و نزول عیسےٰ بن مریم وغیرہ وغیرہ ۔ ان سب سے مرزا صاحب منکر ہیں اور دجال اور یاجوج و ماجوج سے کبھی تو پادری اور کبھی قوم نصاریٰ اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبھی روس اور برطانیہ کی توہین مراد لے رہے ہیں جو بعثت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے موجود ہیں اور بعض خود ساختہ علامتیں جو خود بیان فرمارہے ہیں مثلاً۔

"آخری زمانہ میں بکثرت نہریں جاری ہوں گی"۔ لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۹

"کتابیں بہت شائع ہوں گی جن میں اخبار شامل ہے"۔ " " " ص ۹

"اونٹ بیکار ہوجائیں گے"۔ " " " ص ۹

"ان علامات کو بیان کرنے کے بعد میں لکھتے ہیں اور سو ہم دیکھتے ہیں کہ یہ سب باتیں ہمارے زمانہ میں پوری ہوگئیں"۔

"پھر اس کے بعد صفحہ ۱۰ پر اس کے متعلق یہ لکھتے ہیں" اسی طرح دنیا کے خاتمہ پر گواب ہزار سال باقی رہتے"۔

تو اس میں علامات نصوص قطعیہ کا انکار اور خود ساختہ علامتوں کے پورا ہوجانے کے بعد قیامت کی تعیین ہزار سال کے ساتھ کر رہے ہیں اس سے بھی مختار مدعیہ کا اعتراض اور بھی قوی ہوجاتا ہے اور جواب مختار مدعا علیہ کو اور اس کی تاویل کی حقیقت ظاہر ہوجاتی ہے۔

(عقیدہ اوتار)

اوتار کے متعلق بلاوجہ غیر مربوط حوالوں اور بے ربط دلائل سے طول دیا حالانکہ معاملہ صرف اس قدر ہے۔ کہ اوتار کے معنی صرف یہ ہے۔ کہ خدا کسی کے اندر اتر آئے یا حلول کرے یا عبادت کرتے کرتے اس مرتبہ کو پہنچ جائے کہ خدا اس کے روپ میں نمودار ہو وغیرہ وغیرہ۔

یہ اہل ہنود کا اصطلاحی لفظ ہے۔ اور اس کی تعریف ان کی مستند کتاب گیتا فارسی میں ہے۔

چوں بنیاد دیں سست گردد بسے
نمائیم خود را بشکلے کسے

مرزا صاحب نے اپنے آپ کو اہل ہنود آریوں کے مقابلہ میں انہیں کی اصطلاح کے مطابق اوتار کہا ہے۔ اور یہ اوتار کا عقیدہ اسلام میں کفریہ عقیدہ ہے۔ جیسا کہ اپنی جگہ پر موجود ہے۔

(۱) مرزا صاحب کے حوالے اپنے اوتار کے ہونے کے متعلق۔

(۲) اعلیٰ بعین خدا تیرے اندر اتر آیا۔ (کتاب البریۃ صفحہ ۷۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷)

(۴) ایسا ہی میں ہندوؤں کے لیے بطور اوتار کے ہوں لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۲ کرشن کے متعلق حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۵ و ۱۸۵ لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۴ کے حوالے پس اس سے نامد اس پر بحث کی ضرورت ہی نہیں۔

(مرزا صاحب کے اقوال میں تعارض نہیں)

قول مختار مدعا علیہ کہ مختار مدعیہ نے مغالطہ سے کام لیا ہے اور مرزا صاحب کے کلام ازالہ اوہام کہ میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگوں نے مسیح موعود سمجھ لیا ہے اور تحفہ گولڑویہ کے دعوے مسیح موعود میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ ازالہ اوہام میں بھی مسیح موعود کا دعویٰ موجود ہے۔ اور اس پر چار حوالے پیش کر کے کہا ہے کہ اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے خیال کی بناء پر مرزا صاحب نے یہ کہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں۔ نہ وہی مسیح ابن مریم۔ گویا مختار مدعا علیہ کے خیال میں مسیح موعود ہونے کی نفی مرزا صاحب نے ان علماء کی غلط فہمی دور کرنے کے لیے کی ہے جو مرزا صاحب کو اصلی عیسےٰ بن مریم صاحب انجیل ہونے کا مدعی سمجھ بیٹھے تھے۔

(الجواب)

مختار مدعا علیہ کی یہ توجیہ بالکل غلط اور جھوٹ محض ہے جو اس نے خلاف واقعہ مسلمانوں کا اپنی طرف سے ایک خیال گھڑ کر مرزا صاحب کے تعارض کو رفع کرنے کے ایجاد کی ہے۔ کیا اس امر کا کوئی ثبوت ہے کہ علماء مرزا صاحب کو اس امر کا مدعی سمجھتے تھے کہ آپ بعینہ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو انیس سو سال پہلے بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے تھے۔ یہ تو بداہتہً باطل اور افتراء ہے۔ کسی نے بھی مرزا صاحب کا یہ دعویٰ نہیں سمجھا تھا۔ بلکہ علماء کا یہی خیال تھا کہ مرزا صاحب نے مسیح ہونے کا دعویٰ بوجہ مشابہت کیا ہے اور اصلی عیسےٰ علیہ السلام کو آپ فوت شدہ سمجھ کر اپنے آپ کو وہی مسیح موعود سمجھتے ہیں۔ جس کے نزول کی خبر نصوص اسلامیہ میں دی گئی ہے۔ مرزا صاحب خود کئی جگہ لکھتے ہیں۔ چنانچہ ازالہ اوہام صفحہ ۶ پر ہے "کہ مشابہت کے لیے جو مسیح کی پہلی زندگی کے معجزات طلب کئے جاتے ہیں" اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ علماء نے آپ کو اصلی عیسےٰ ابن مریم کا مدعی نہیں سمجھا بلکہ بوجہ مشابہت مسیح موعود ہونے کا مدعی سمجھا تھا۔ لیکن مرزا صاحب نے یہاں پر اپنے مسیح موعود ہونے کا انکار کر دیا اور مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا جس طرح کہ براہین میں دعویٰ تھا کہ میں صرف مثیل مسیح ہوں نہ کہ مسیح موعود۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ ازالہ میں بھی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ موجود ہے۔ ہمیں اس سے کیا نقصان ہے بلکہ ہم کہتے ہیں یک نہ شد دو شد۔ اثبات تعارض کے لیے تحفہ گولڑویہ تک جانے کی ضرورت بھی نہ رہی اور اسی کتاب میں تعارض ثابت ہو گیا۔ ہاں البتہ تحفہ گولڑویہ کے زمانہ تک مرزا صاحب کبھی آگے کبھی پیچھے قدم رکھنے کے حدود سے گذر چکے تھے۔

(۲) قول مختار مدعا علیہ مرزا صاحب نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے متعلق نہیں لکھا کہ وہ اس معنی کے لحاظ سے امتی ہیں جس معنیٰ سے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں ان کو امتی قرار دینا کفر لکھا ہے۔

(الجواب)

مختار مدعا علیہ کا یہ جواب ناکافی ہے جو مختار مدعیہ کے بیان کردہ تعارض کو رفع نہیں کر سکتا کیونکہ اس نے اس سے انکار نہیں کیا کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو امتی قرار دیا ہے۔ جس سے تسلیم مفہوم ہوئی۔ اب رفع تعارض تو تب ہوتا کہ ازالہ اوہام میں مرزا صاحب کے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو امتی قرار دینے کے یہ معنیٰ ہیں اور ان کو امتی قرار دینا تو کوئی چیز نہیں ہے۔ پھر اس کا یہ کہنا کہ ازالہ اوہام میں بھی ان کے امتی نہ ہونے کی تصریح کر دی ہے یہ اور تعارض کو پختہ کرتا ہے نہ یہ کہ رفع تعارض۔

(۳) قول مختار مدعا علیہ۔

مختار مدعیہ کا یہ تعارض کہ آنے والا ابن مریم نبی نہیں ہوگا جیسا کہ ازالہ میں ہے اور آنے والا مسیح نبی ہوگا جیسا کہ حقیقت الوحی میں ہے یہ بھی مغالطہ ہے۔ کیونکہ جیسے حقیقۃ الوحی میں آنے والے کا نبی .... ہوتا ہے ایسا ہی ازالہ اوہام میں ہے پھر ازالہ اوہام کے دو حوالے پیش کئے ہیں ایک صفحہ ۲۸۵ کا دوسرا صفحہ ۳۴۲ کا۔

(الجواب)

مختار مدعیہ نے کوئی مغالطہ نہیں دیا بلکہ مختار مدعا علیہ خود مغالطہ دے کر تعارض کو رفع کرنا چاہتا ہے جو ہو نہیں سکتا کیونکہ پہلے حوالہ میں جو مختار مدعا علیہ نے پیش کیا اس میں اگر لفظ نبی اللہ موجود ہے مگر مرزا صاحب نے خود اس کی تفسیر کر دی ہے کہ اس سے نبوت تامہ کاملہ مراد نہیں بلکہ وہ نبوت مراد ہے جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے بالفاظ دیگر محدثیت ہے نہ نبوت۔ لیکن حقیقۃ الوحی میں نبوت مراد ہے نہ محدثیت تو تعارض رفع نہ ہوا بلکہ بحال رہا۔ مختار مدعا علیہ نے اپنے حوالے کا پورا مطلب نہ بیان کر کے دھوکہ دیا ہے۔

اسی طرح حوالہ صفحہ ۳۴۲ میں بھی صاف تصریح کی گئی ہے کہ نبی اللہ سے مراد امتی ہے جو محدثیت کا درجہ رکھتا ہو نہ نبی اللہ حقیقۃً جیسا کہ حقیقۃ الوحی میں مراد ہے اس حوالہ میں بھی مختار مدعا علیہ نے دھوکہ دیا ہے اور تعارض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویسے کا ویسا موجود ہے کیونکہ مرزا صاحب کی تصریحات سے یہ بات ثابت ہے کہ محدثیت نبوت سے نیچے اور لوگوں سے اوپر ایک برزخ کا سا مقام ہے صفحہ ۲۳۶ ازالہ اوہام) محدث نبی نہیں ہو سکتا کیونکہ نبوت کے دروازے بند ہو چکے ہیں - حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۱ و ۸۲ میں ہے ولو لم یکن سد باب النبوۃ لکان نبیاً بالفعل یعنی اگر دروازہ نبوت بند نہ ہو گیا ہوتا تو محدث بھی نبی ہو جاتا -

پس دعویٰ محدثیت سے جو ازالہ میں ہے دعویٰ نبوت جو حقیقۃ الوحی میں ہے لازم نہیں آتا چنانچہ مرزا صاحب اسی ازالہ کے صفحہ ۱۷۷ پر لکھتے ہیں " سوال رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے "۔

اما الجواب -

دعوے نبوت نہیں بلکہ دعویٰ محدثیت ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے (الی) تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آگیا - غرض مختار مدعا علیہ نے غلط بیانی سے کام لیا ہے اور تعارض بدستور ہے -

(۴) مختار مدعیہ کی طرف سے اعتراض تھا کہ مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے کہ نبوت کا دعویٰ نہیں اور بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء میں ہے کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں -

اس تعارض کا جواب مختار مدعا علیہ نے یہ دیا ہے - کوئی تعارض نہیں ہے - کیونکہ جہاں دعویٰ ہے - کہ نبی ہیں وہاں نبوت غیر تشریعی مراد ہے - اور جہاں نبوت کی نفی ہے - وہاں نبوت مستقلہ کی نفی ہے - پس کوئی تعارض نہ رہا اور جس قسم کی نبوت کا دعویٰ بدر میں کیا گیا ہے - اس سے آپ نے کبھی انکار نہیں کیا جیسا کہ آپ نے ایک غلطی کا ازالہ میں تصریح فرما دی ہے -

(الجواب)

مختار مدعا علیہ نے اور مرزا صاحب نے ایک غلطی کے ازالہ میں جو کہا ہے سب جھوٹ ہے - جس میں ایک ذرہ بھی سچ کا شائبہ نہیں ہے - مرزا صاحب ہمیشہ نبوت کا انکار کرتے رہے - البتہ محدثیت کا دعویٰ کرتے رہے - جس کو وہ کبھی جزوی نبوت مجازی نبوت اور کبھی شعبہ نبوت اور کبھی ناقص نبوت وغیرہ الفاظ سے تعبیر کرتے رہے - اور نبوت حقیقی کا بلا تخصیص تشریعی غیر تشریعی اور مستقل غیر مستقل کے انکار کرتے رہے - اس قسم کے حوالے اس مقدمہ میں پیش ہو چکے ابھی جو حوالے ازالہ اوہام وغیرہ کے گذر چکے ہیں ان میں سے صاف طور پر سمجھا جاتا ہے - کہ محدثیت اور چیز ہے - اور نبوت اور چیز ہے محدثیت کا مفہوم محدود ہے - جو نبوت سے نیچے بطور برزخ کے ہے، مرزا صاحب نے یہ بھی تصریح کر دی تھی کہ محدث اس امت میں کئی ہوئے منجملہ ان کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں جن کی محدثیت کی نص آ چکی ہے - اور یہ بھی تصریح کر دی کہ ختم نبوت کے بعد کوئی محدث نبی نہیں ہو سکتا اگر باب نبوت بند نہ ہو گیا ہوتا تو حضرت عمر بھی نبی ہوتے اور محدث کا نبی نہ ہو سکنا بھی باب نبوت کے مسدود ہو جانے کی وجہ سے ہے - ملاحظہ ہو حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۱ و ۸۲ -

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وانی واللہ آمن باللہ ورسولہ (الی) من مکمن القوۃ الی خبر الفعل اور اس سے پہلے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ میں نے یہ ذکر کیا تھا کہ مقام تحدیث مقام نبوت سے مشابہ ہوتا ہے (جس کا میں نے دعویٰ کیا ہے) تو ان لوگوں نے کہا کہ یہ شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہ خالص جھوٹ ہے جس میں سچ کا شائبہ بھی نہیں۔ اور نہ اس کی کوئی اصل ہے۔ انہوں نے محض میری تکفیر اور سب لعن طعن کرانے کے لیئے یہ جھوٹ گھڑ لیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

وانی کتبت فی بعض کتبی (الی) ویفرقوا بین المؤمنین۔

یہی مضمون صفحہ ۷۹ میں ہے اس میں یہ بھی ہے کہ مجھ کو کیا ہو گیا ہے کہ میں دعویٰ نبوت کروں اور اسلام سے بالکل نکل جاؤں اور کافروں میں مل جاؤں۔ اور صفحہ ۷۳ میں ہے کہ اے بھائی خیال بھی نہ کر کہ میں نے کوئی ایسا کلمہ کہا ہے، جس میں سے دعویٰ نبوت کی بو بھی آتی ہو۔ فلا تظن یا اخی (الی) رائحۃ دعاء النبوۃ۔

غرض مرزا صاحب کی کتابوں سے اگر انکار نبوت کے حوالے نقل کیئے جائیں تو ایک کتاب تیار ہو جاتی ہے۔

جس میں کوئی تفریق اس بات کی موجود نہیں کہ میں مستقل نبوت یا تشریعی نبوت سے انکار کرتا ہوں اور غیر مستقل اور غیر تشریعی کا مدعی ہوں پس صرف اسی نبوت کا دعویٰ تھا جو محدثیت کے مرادف ہے۔ جس میں دوسرے محدث حضرت عمر وغیرہ بھی مرزا صاحب کے شریک ہیں۔ ایسی ہیر پھیر کرتے کرتے جب مرزا صاحب نے دیکھا کہ مرید ہر بات کو سہارنے اور بہنے لگ گئے ہیں تو جھٹ محدثیت سے اوپر نبوت حقیقی کا دعویٰ کر دیا اور نبوت کے بند دروازے کو توڑ کر اندر جا گھسے ایسے صاف اور صریح بے شمار دفعہ انکار کے بعد مرزا صاحب اور مختار صاحب کا یہ کہدینا کہ ہم نے کبھی نبوت حقیقی غیر تشریعی سے انکار نہیں کیا وہ جھوٹ ہے جس کی نظیر دنیا میں تلاش کرنی عبث ہے اور مختار مدعیہ کا الزام تناقض بدستور قائم اور بحال ہے۔

قول مختار مدعا علیہ مختار مدعیہ کا یہ کوئی نیا اعتراض نہیں کہ مرزا صاحب نے لوگوں کی برداشت کو دیکھ کر اپنے دعووں میں ترقی کی ہے۔ پہلے انبیاء پر بھی یہی اعتراض کیا گیا ہے۔ (الجواب) یہ بالکل غلط ہے پہلے انبیاء پر اس طرح کا اعتراض نہ کسی نے کیا اور نہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ کوئی نبی تدریجاً نبی نہیں بنا۔ جیسا مرزا صاحب کہ پہلے جزوی نبی بنے محدث بنے ایک پہلو سے نبی دوسرے سے امتی مجازی نبی پھر کلی نبی ہوئے۔ پہلے آدھے نبی تھے پھر سارے نبی بن گئے۔ مجازی سے حقیقی ہو گئے وغیرہ وغیرہ۔ یہاں تک کہ عین محمدؐ اور حقیقی طور پر خاتم النبیین ہو گئے اور پہلے جن باتوں کو کفر جانتے تھے۔ انہیں باتوں کا دعویٰ کر کے ان کو ایمان کہنے لگے۔ قول مختار مدعا علیہ اور چونکہ انبیاء کو اپنی بڑائی کا کچھ خیال نہیں ہوتا۔ اس لیے وہ ان خطابات کو جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو ملتے ہیں اپنے لیے استعمال کرنے میں نہایت احتیاط سے کام لیتے ہیں اور ہر پہلو پر غور کرتے ہیں۔ اور ابتداء میں ڈرتے بھی ہیں کہ مبادا یہ اُن کے نفس کا ہی دھوکا ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الجواب)

مختار مدعا علیہ کا یہ قول بالکل غلط ہے اور سراسر افتراد اور کفر عظیم ہے اور یہ اصل جو اس نے وضع کیا ہے تمام کارخانہ نبوت کو درہم برہم کر دیتا ہے کیونکہ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کو اپنے دعویٰ نبوت اور خدا تعالیٰ کے اس کلام پر جس سے ان کو نبی بنانے کی اطلاع دی جاتی ہے یقین نہیں ہوتا کہ یہ سچ مچ خدا تعالیٰ کا کلام ہے بلکہ ان کو اس بات کا ڈر ہوتا ہے کہ یہ نفس کا دھوکہ ہے۔ نزولی رہی گویا ان کو اتنی شناخت کی قوت نہیں ہوتی کہ وحی الٰہی اور دھوکہ نفس میں تمیز کر سکیں اگر بقول مختار مدعا علیہ یہ بات تسلیم کر لی جائے تو ہر ایک وحی الٰہی پر جوان کو ہوگی یہی احتمال قائم ہوگا جس سے وحی الٰہی کا شکی اور ظنی ہونا ثابت ہو گیا اور انبیاء علیہم السلام کی کوئی وحی بھی بوجہ ظنی ہونے کے واجب الیقین والایمان نہ ہوگی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً یعنی ظن مفید یقین نہیں ہو سکتا۔ مختار مدعا علیہ نے مرزا صاحب کی ذات پر مختار مدعیہ کا اعتراض اٹھانے کے لیے تمام انبیاء پر ہاتھ صاف کر دیا اور کارخانہ نبوت کو درہم برہم کر دیا اور کفر عظیم کا ارتکاب کیا۔ اور اس کلاس اصول سے تمام انبیاء کی نبوت کا ہی ابطال ہو گیا۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ سراسر افتراء اور مخالف اور مکذب قرآن کریم ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی اور فرماتا ہے آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون نیز فرماتا ہے فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصداً لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربھم جن کا صاف مفہوم یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی وحی میں خواہش نفسانی کو دخل نہیں ہوتا اور وہ ملائکہ کی حراست میں پہنچائی جاتی ہے اور انبیاء پر ایمان ہوتا ہے نہ شک و شبہ اور بقول مختار مدعا علیہ اگر ان کو منصب نبوت پر ہی یقین نہیں ہوتا بلکہ نفس کے دھوکہ ہونے کا ڈر ہوتا ہے تو پھر بحکم

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

سارا نبوت کا کارخانہ ہی بے اعتبار ہو گیا۔

مختار مدعا علیہ نے کوئی حوالہ کسی نبی کا اس بارہ میں پیش نہیں کیا کہ دیکھو اس کو اپنے نبی ہونے میں مرزا صاحب کی طرح پندرہ بیس سال تک تردد رہا نہ صرف تردد بلکہ اس کا انکار کرتا رہا ہو ہاں صرف ایک مثال پیش کی ہے یعنی صرف سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم جس کا جواب آگے آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن ہم اس سے پہلے مرزا صاحب کے چند حوالے اس مضمون پر پیش کرتے ہیں کہ مختار مدعا علیہ نے جو کچھ بیان کیا ہے اگر اس کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو نبوت انبیاء باطل ہو جاتی ہے کیونکہ جس شخص کو نبوت ملتی ہے اور وہ وحی الٰہی کا مورد ہوتا ہے تو اس کو مطلقاً کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تردد اور شک نہیں مر سکتا بلکہ وہ شک کو کفر سمجھتا ہے اور جس کو نفس یا شیطان کے دہوکہ کا دل میں خیال و تردد ہو وہ درحقیقت شیطانی وحی ہوتی ہے نہ وحی الہی۔

مرزا صاحب نزول المسیح صفحہ ۹۸ پر لکھتے ہیں اگر ایک کلام انسان سنے یعنی اس کے دل پر پہنچے اور اس کی زبان پر جاری ہو اور اس کو شبہ باقی رہ جائے کہ شاید شیطانی آواز ہے یا حدیث النفس ہے تو درحقیقت وہ شیطانی آواز ہوگی یا حدیث النفس ہوگی (الی) بجائے خود ایک معجزہ قرار دیتا ہے۔

اسی حوالہ کے اندر ہے کیونکہ خدا کا کلام جس قوت اور روشنی اور تاثیر اور لذت اور خدائی طاقت اور چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے وہ خود یقین دلا دیتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اسی حوالہ میں ہے اس لیے ممکن ہی نہیں ہوتا کہ ایسی وحی کے مورد کے دل میں شبہ پیدا ہو سکے بلکہ وہ شبہ کو کفر سمجھتا ہے۔

اس کے ساتھ ملاحظہ ہو صفحہ ۸۹ نزول المسیح مرزا صاحب فرماتے ہیں "مگر ابھی ہم لکھ چکے ہیں (الی) کیا خالص نور کے ساتھ ظلمت رہ سکتی ہے اور صفحہ ۱۱۴ و ۱۱۵ پر ہے اکثر لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ رحمانی الہام کی نشانی کیا ہے (الی) کیونکہ شیطان اس سے بازی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو ہلاک کرے۔

خلاصہ: مطلب ان حوالجات کا یہ ہے کہ وحی الہی کے ساتھ ایک ایسی قوت اور نور اور لذت اور تاثیر وغیرہ وغیرہ ہوتی ہے کہ مورد وحی کو اس کے منجانب اللہ ہونے کا کامل یقین ہو جاتا ہے اور کسی قسم کا شک یا شبہ نفسانی یا شیطانی وسوسہ اس کے دل میں باقی نہیں رہ جاتا بلکہ وہ ایسے شبہ کو کفر سمجھتا ہے۔

ان حوالجات کے بعد مختار مدعا علیہ کے قائم کردہ اصول کا وہ نتیجہ جو ہم نے بیان کیا ہے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا مختار مدعا علیہ نے مرزا صاحب کی حمایت میں اگر تمام انبیاء کی نبوت کا ابطال اور قرآن کریم کی تکذیب کی ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی کفر متصور نہیں ہو سکتا۔

قول مختار مدعا علیہ۔

چنانچہ تدریجی دعویٰ کی مثال خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں ہمیں ملتی ہے سب سے پہلے جب آپ پر غار حرا میں فرشتہ کا ظہور ہوا اور اس نے آپ کو خوب بھینچا اور تین بار پڑھنے کے لیے کہا اور اقرأ باسم ربك الذی خلق کی وحی آپ پر نازل ہوئی تو آپ کانپتے ہوئے دل کے ساتھ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کپڑا اوڑھانے کے لیے ارشاد فرمایا اور جب کچھ تسلی ہوئی تو فرمایا و لقد خشیت علی نفسی (بخاری جلد ۱ صفحہ ۳)

یعنی مجھ کو ڈر ہے میرے نفس کا دہوکہ نہ ہو یا اپنی جان کا خوف ہوا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب۔ اس قول میں مختار مدعا علیہ نے مندرجہ ذیل باتیں کہی ہیں۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا دعویٰ تدریجاً کیا ہے۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جبرئیل علیہ السلام نے پہلی دفعہ غار حرا میں آکر تین دفعہ بھینچا اور قرآن کریم کی پہلی پانچ آیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں تو حضور گھر تشریف فرما ہوئے اور کانپتے کانپتے حضرت خدیجہ رضی سے فرمایا مجھے کپڑا اڑھادو۔

(۳) پھر کچھ تسلی ہونے پر فرمایا کہ مجھے جو کچھ پیش آیا یعنی جبرئیل کا آنا اور قرآن کی آیتوں کا نازل ہونا یہ میرے نفس کا دھوکہ ہی نہ ہو مجھے یہ اندیشہ اور ڈر ہے۔

(۴) اس کے بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جس نے آپ کو کہا کہ یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا تو آپ کو حقیقت حال معلوم ہوئی کہ درحقیقت یہ فرشتہ تھا اور وہ آیتیں وحی الٰہی تھیں۔

(۵) لیکن پھر بھی آپ کو پورا یقین نہ آیا اور فترت الوحی کے زمانہ میں اپنے آپ کو پہاڑ کی چوٹیوں سے گرانے کا بار بار ارادہ کیا لیکن ہر بار جبرئیل آکر تسلی دیتا تھا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم اللہ کے سچے رسول ہو۔

(۶) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان واقعات کو بیان کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے اور اسکو اصول قرار دیا ہے کہ انبیاء کو ابتداءً اپنے دعویٰ کی شناخت میں بڑی مشکلات ہوتی ہیں اور جب تک بارش کی طرح ان پر متواتر وحی نہ ہو اپنے دعویٰ نبوت کی صحت کا ان کو یقین نہیں ہوتا۔

(الجواب)

مختار مدعا علیہ نے مرزا صاحب کے تدریجی دعوے کے لیے جو اصول وضع کیا تھا جس سے تمام انبیاء کی نبوتوں کا ابطال ایک لازمی امر ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اس کی مثال مختار مدعا علیہ کو کہیں نہ ملی اور آدم علیہ السلام سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام تک کوئی نبی اس کو ایسا نہ ملا جس سے وہ اپنے اس کفریہ اصول کا ثبوت دیتا تو سیدالمرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو اس نے بڑے تکلف اور افتراء کے ساتھ اس لعنتی عقیدہ کی مثال قرار دیا گویا دنیا میں بقول اس کے یا مرزا صاحب تدریجاً نبی بنے ہیں یا معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح بخاری کی جس حدیث کی دستاویز سے اس نے یہ افتراء کیا ہے اور اس کے فقرہ ولقد خشیت علی نفسی میں تحریف کر کے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ابطال کی دلیل قائم کی ہے یہ درحقیقت اس کی محض ذاتی رائے نہیں ہے بلکہ یہ مرزا صاحب کا عقیدہ ہے جس کو اس نے مرزا صاحب کا متبع اور وکیل ہونے کی حیثیت سے پیش کیا ہے مرزا صاحب اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے تتمہ صفحہ ۱۴ پر لکھتے ہیں در آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ جب آپ پر فرشتہ جبرئیل ظاہر ہوا تو آپ نے فی الفور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقین نہ کیا بلکہ حضرت خدیجہ کے پاس ڈرتے ڈرتے گئے اور فرمایا کہ خشیت علی نفسی یعنی مجھے اپنے نفس کی نسبت بڑا اندیشہ ہوا ہے کہ کوئی شیطانی مکر نہ ہو۔"

اس میں بھی وہی بات ہے جو مختار مدعا علیہ نے کہی ہے مختار صاحب نے نفس کا دھوکہ کہا تھا مرزا صاحب نے شیطانی مکر کہا حاصل دونوں کا ایک ہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ اپنے نبی ہونے کا یقین تھا نہ قرآن کے وحی الہٰی ہونے پر ایمان اور نہ جبرئیل کے فرشتہ اور ناموس الہٰی کا اعتبار بلکہ نعوذ باللہ آپ کو یہ سب کچھ نفس اور شیطان کا دھوکہ اور مکر معلوم ہوتا اور مرزا صاحب کے ان اصول اور معیار شناخت وحی کے لحاظ سے جو نزول المسیح کے مذکورہ بالا حوالوں سے ثابت ہیں وہ درحقیقت سب کچھ شیطان کا مکر اور نفس کا دھوکہ تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ مورد وحی شیطانی ہیں اور قرآن کریم الہام شیطانی ہے۔ (اعاذنا اللہ من ھذا)

مختار مدعا علیہ نے جو لقد خشیت علی نفسی کے معنی میں مرزا صاحب کی تقلید کرتے ہوئے جو تحریف کی ہے وہ محض خود غرضی پر مبنی ہے ورنہ حدیث کے الفاظ میں نہ شیطانی مکر کا ذکر نہ نفسانی دھوکہ کا بیان حاشا وکلا یہ وسوسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا ہو۔

مختار مدعا علیہ کا یہ کہنا کہ ورقہ بن نوفل سے آپ کو یہ پتہ چلا کہ درحقیقت یہ فرشتہ تھا نہ شیطانی مکر یہ بھی سراسر افتراء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور تکذیب ہے تعجب ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کی ہدایت کے لیے قیامت تک کے لیے منتخب فرمایا اور جبرئیل کو بھیج کر قرآن اس پر اتارا جائے اس کو تو پتہ نہ چلے کہ میں رسول ہوں اور یہ جبرئیل ہے اور یہ قرآن ہے اور ایک نصرانی کو پتہ چل جائے اور اس کے کہنے سے حقیقت حال کا آپ کو علم ہو مختار مدعا علیہ کے اس افتراء اور خواہش نفسانی کا بھی حدیث میں کوئی وجود نہیں ہے۔

لیکن غضب تو یہ ہے کہ بقول مختار مدعا علیہ ورقہ بن نوفل کے بیان سے حقیقت حال معلوم ہو جانے کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فترت الوحی کے ایک لمبے عرصہ میں پھر اسی شک اور تردد میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ جب جبرئیل نے بار بار آکر کہا یا محمد انک رسول اللہ حقا کہ اے محمد آپ سچ سچ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کو یقین آیا۔

ان افترات کے بعد مختار مدعا علیہ نے یہ اصول وضع کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو اپنی نبوت کی صحت کا یقین اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک بارش کی طرح ان پر وحی نہ ہو۔

اب ہم حدیث کا بقدر ضرورت اصل مطلب بیان کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نبوت کا قطعاً اور یقیناً علم ہو گیا تھا نہ شیطانی مکر کا اندیشہ تھا نہ نفسانی دھوکہ کا اندیشہ، کیونکہ اس بارہ میں مرزا صاحب نے جو فرمایا ہے کہ وحی الہٰی بڑی قوت اور زور اور تاثیر اور لذت اور چمکتے ہوئے چہرے سے اس طرح نازل ہوتی ہے کہ مورد وحی کو یقین اور اطمینان سے بھر دیتی ہے اور وہ شک کو کفر سمجھتا ہے یہ بالکل درست ہے جس کو اللہ تعالیٰ نبی بنا کر جبرئیل کے ذریعہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اس پر اپنا نورانی کلام نازل فرماتا ہے اس کے دل میں ایک ضروری علم اس بات کا پیدا کر دیا جاتا ہے جس سے اس کو قطعی یقین ہو جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور وہ اول المومنین ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون اس میں لفظ ما عام ہے یعنی رسول اور مومن ہر اس چیز پر ایمان لائے جو ان کے رب کی طرف سے اس پر نازل کی گئی اگر بعض کلام الٰہی کی نسبت مدت تک اور اپنی نبوت میں ہی شک ہو جو منافی اور ضد ایمان ہے تو خدا تعالیٰ کی قرآن کریم میں یہ نازل کردہ آیت جھوٹ اور خلاف واقعہ ہو گی اور یہ امر قطعاً محال ہے نیز اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے وانا اول المسلمین یعنی میں سب سے پہلا مسلمان ہوں مگر یہاں تو بقول مختار مدعا علیہ و مرزا صاحب اول المومنین ورقہ بن نوفل ہوا اور معاذاللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول الکافرین۔

پس ان اصول محکمہ قرآنیہ اور مصدقہ مرزا صاحب کے بعد حدیث "لقد خشیت علی نفسی" کے معنی بغیر کسی تکلف اور تاویل کے یہ ہیں کہ مجھے "اپنی جان کا خوف ہو رہا ہے" باقی رہا یہ امر کہ کیا خوف تھا اور کس وجہ سے تھا اس بات کی حدیث میں کوئی تصریح نہیں ہے لیکن قرائن حالی اور مقالی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ خوف دو وجہ سے تھا پہلی وجہ تو جسمانی تھی جو جبرئیل کے پر رعب و جلال شکل میں نمودار ہونے اور تین دفعہ بھینچنے اور انتہائی کلفت جسمانی کے پیدا ہو جانے سے ہوئی تھی جس سے حضور علیہ الصلوۃ السلام کو جاڑا لگ گیا اور گھر تشریف لا کر کپڑے اوڑھانے کا حکم دیا تھا دوسری وجہ نبوت کی ذمہ داریوں کا احساس اور قوم کے انکار اور ایذا رسانیوں کا نقشہ جو نبوت کے ساتھ ہی خیال مبارک میں آ گیا تھا اور اس پر ضعف بشریت کا خیال دامنگیر تھا۔ غرض ان دونوں امور حسی اور قلبی کا مجموعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا باعث ہے نہ شیطانی مکر اور نفسانی دھوکہ کا اندیشہ چنانچہ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تسلی دی کہ معاذاللہ آپ کو کوئی رسوائی نہ ہو گی آپ میں یہ اوصاف حمیدہ اور مکارم اخلاق ہیں پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اظہار خوشی کے لیے ورقہ بن نوفل کے پاس آپ کو لے گئیں کیونکہ وہ ایک پاک نفس انسان تھا تو اس نے آنحضرت سے کیفیت سن کر بطور تصدیق کہا کہ یہ سب سچ ہے اور یہی وہ ناموس ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا یہ ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہ کا قریبی رشتہ دار تھا اور نصرانی تھا مختار مدعا علیہ نے جو کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل حقیقت کا علم ورقہ سے ہوا قطعاً غلط اور لغو ہے بلکہ اس واقعہ کے بیان کے لیے جانا اس کے اشد اور قریبی رشتہ داری کی وجہ سے تھا تاکہ وہ بھی اس نعمت خداوندی کی بشارت میں شریک ہو جیسا کہ عموماً یہ قاعدہ ہے کہ کسی نعمت کے حصول پر قریبیوں اور خیر خواہوں کو اطلاع دی جاتی ہے تاکہ وہ بھی شریک خوشی ہوں ورقہ بن نوفل کا قول خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نبوت کا اس وقت یقین تھا چنانچہ اس نے کہا۔

یا لیتنی اکون حیا اذ یخرجک قومک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او مخرجی ھم قال نعم لم یأت رجل قط بمثل ما جئت بہ الا عودی الخ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ورقہ بن نوفل نے کہا کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جس وقت تیری قوم تجھے نکال دے گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ مجھے گھر سے بھی نکال دیں گے تو اس نے کہا کہ جو کوئی تیری طرح (نبوت) لے کر آیا اس سے دشمنی کی گئی اور اگر مجھے وہ دن مل گیا تو میں آپ کی پوری مدد کروں گا۔ اور اس مکالمہ سے یہ بات بخوبی معلوم ہو رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو خیال دل میں لے کر گئے تھے وہ یقین نبوت تھا جس پر اس نے کہا کہ جو شخص تیری مانند لے کر آیا اس کے ساتھ عداوت ہوا ہی کرتی ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں معاذ اللہ کوئی نفسانی یا شیطانی وسوسہ ہوتا تو اس مکالمہ میں اس کا ضرور کوئی ذکر ہوتا لیکن یہاں جو ذکر ہوا اس میں سے سراسر اس خیال مدعا علیہ کے خلاف یقین اور ایمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ ملتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اندیشہ ہوا اس کی صحیح تعبیر جو ہم نے کی وہ سراسر شان نبوت کے مطابق ہے اور اس قسم کا خوف اور اندیشہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو ہونا ایک طبعی امر ہے جس سے شان نبوت میں کوئی قدح لازم نہیں آتی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ جو قرآن کریم میں وارد ہوا جب کہ ان پر پہلے پہل تجلی رب العالمین ہو کر ان کو نبوت سے مشرف کیا گیا تو بھی اندیشہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کیا اور عصا کو دفعۃً سانپ بنا ہوا دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے اور بھاگ نکلے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے فلما راٰھا تھتز کانھا جآن ولی مدبرا ولم یعقب یا موسیٰ اقبل ولا تخف انک من الآمنین پس یہ طبعی خوف تھا جو دفعۃً اور پہلی بار ایک غیر مالوف واقعہ سے پیش آیا اور موسیٰ علیہ السلام بھاگ کھڑے ہوئے اور مڑ کر بھی نہ دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ لوٹ آ اور مت ڈر تو امن والوں سے ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جبرئیل کے بھینچنے سے جو انتہائی جسمانی مشقت اٹھائی جو موسیٰ علیہ السلام کو پیش نہ آئی تھی اور اس وجہ سے ولقد خشیت علی نفسی فرمایا ہو تو اس سے موسیٰ علیہ السلام کے برخلاف بدگمانی اور شیطانی مکر اور نفسانی دھوکہ پر محمول کرنا بالکل شرارت ہے دوسری وجہ خشیت علی نفسی کی جو وجہ ہم نے بیان کی وہ بھی موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے اسی جگہ قرآن کریم میں بیان ہوئی ہے معجزہ عصا اور ید بیضاء کے عطا کرنے کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان دو نشانوں کے ساتھ فرعون اور فرعونیوں کی طرف جاؤ تو باوجود معجزات حضرت موسیٰ علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ چونکہ میں نے ان کا ایک آدمی مار دیا تھا مجھے ڈر ہے کہ مجھے قتل نہ کر دیں۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے بطور تسلی فرمایا کہ ہرگز نہیں تم اور تمہارے تابعین غالب ہوں گے پس جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے باوجود معجزات کے فرعون کی ایذاء قتل وغیرہ کا اندیشہ ظاہر کیا تو اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کی ایذا رسانیوں کے اندیشہ سے ولقد خشیت علی نفسی فرمایا ہے تو اس کو کیوں کسی غلط محمل پر محمول کیا جائے بلکہ آپ کا خشیت علی نفسی فرمانا اس امر کی بیّن دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نبوت کا کامل یقین ہو گیا تھا اور ان باتوں کو جو آپ کو اس منصب کی ادائیگی میں قوم کے رد ملنے اور ایذا رسانی کی قسم سے پیش آنے والی تھیں مد نظر رکھ کر ولقد خشیت علی نفسی فرما دیا جس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تسلی دی اور جن الفاظ میں آپ نے تسلی دی وہ بھی اسی امر کا صاف قرینہ ہے جو ہم نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کیا باقی رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فترت الوحی یعنی زمانہ الفترا میں پہاڑ پر جانا اور بے چینی وغیرہ جو معمر کی روایت میں ہے بخاری نے اس کو بااسناد بیان نہیں کیا بلکہ حسب تصریح شراح حدیث حافظ ابن حجر اور قسطلانی وغیرہ یہ بلاغات زہری میں سے ہے اور موصول نہیں ہے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول حالانکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ کو ذکر کیا گیا ہے جو بغیر تصریح آپ کے قابل تسلیم نہیں اور آپ کی تصریح ندارد مہذا جتنا واقعہ بلی شہادت سے تعلق رکھتا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے نہ آنے سے بے چینی اور کرب تھا اور اشتیاق بے حد زیادہ تھا جس کی وجہ سے آپ انہی پہاڑوں پر تشریف لے جاتے تھے تاکہ پھر وہی لذت نزول وحی حاصل ہو پس یہ تو ایک بیّن دلیل اس امر کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کا کوئی خطرہ مکر شیطانی اور دھوکہ نفسانی کا نہ تھا جیسا کہ مختار مدعا علیہ کا خیال فاسد ہے اگر اس قسم کا خطرہ آپ کے قلب مقدس میں ہوتا تو آپ اس خطرہ کے مقام میں بار بار کیوں جاتے خطرہ کے مقام سے تو انسان بھاگتا ہے نہ کہ اس کی طرف دوڑتا ہے۔

بیان مذکورہ بالا سے ثابت ہو گیا کہ مختار مدعا علیہ کا وہ اصول جو اس نے بڑے تکلف اور تحریف کر کے مرزا صاحب کی تقلید میں ایجاد کیا ہے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کریم کا بدیہی طور پر ابطال ہوتا ہے اور درحقیقت اس حدیث میں جس کو اس نے اپنی دستاویز بنایا ہے یہ خبیث مضمون نہیں ہے لیکن میں کہتا ہوں بفرض محال اگر اس میں یہ مضمون بھی ہوتا تو بھی مرزا صاحب کے اصول کے مطابق یہ لازم تھا کہ اس حدیث کو ردی کی ٹوکری میں مختار مدعا علیہ اور مرزا صاحب پھینک دیتے کیونکہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب لازم آتی ہے اور تکذیب بھی ایسی صاف جیسا کہ آفتاب نیمروز اور جب کہ مرزا صاحب اپنے الہام کے مخالف جو حدیث ہو اس کو ردی میں ڈال دیتے ہیں تو قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت اور صداقت کے برخلاف حدیث کو کیوں نہ ردی میں پھینکا بلکہ اس کو ایک اصل اصول قرار دیا اور نہایت "تکلف اور انتہائی تکلف سے اپنی مطلب برآری کی تاکہ مرزا صاحب کی ذات سے وہ اٹل اعتراض دور ہو سکے جو مختار مدعیہ نے کیا لیکن ایں خیال است و محال است وجنون وہ اعتراض ہرگز دفع نہیں ہو سکتا کیونکہ دنیا میں کوئی نبی ایسا نہیں گذرا کہ جس نے پندرہ بیس سال مامور من اللہ ہو کر دعویٰ نبوت کا انکار کیا ہو بلکہ اس دعویٰ کو کفر قرار دیا ہو اور بیس برس کے بعد اسی کفر کو ایمان اور ایمان کو کفر قرار دیا ہو۔ وان فی ذلک لعبرۃ لاولی الالباب۔

قول مختار مدعا علیہ دیکھنا چاہیئے کہ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے کس حکمت سے آہستہ آہستہ آپ کو تبلیغ کرنے کے لیئے ارشاد فرمایا ہے پھر اس آہستہ آہستہ تبلیغ کی آگے کچھ تفصیل کی ہے۔

(الجواب)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بالکل بحث سے غیر متعلق ہے کیونکہ بحث مرزا صاحب کے خاص تدریجی دعویٰ میں جس کی کیفیت اوپر مذکور ہوئی ہے تدریجی تبلیغ میں بحث نہیں ہے۔ لیکن تدریجاً تبلیغ سے تدریجی دعویٰ کا نتیجہ اخذ کرنا جیسا کہ مختار مدعا علیہ نے کیا ہے اور کہا ہے مذکورہ بالا ترتیب سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے تدریجی طور پر اپنے رسول سے اپنا دعویٰ لوگوں تک پہنچانے کے لیے ارشاد فرمایا اس کی خوش فہمی ہے یا صریح مغالطہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے مرزا صاحب کی طرح یہ فرمایا تھا کہ بیس سال رسالت کا دعویٰ نہ کرو اور محدثیت کا دعویٰ کرو اور دعویٰ نبوت کو کفر کہو اور بیس سال کے بعد جو دعویٰ نبوت کرو اور جو نہ مانے اس کو کافر قرار دو یا پہلے آدھے نبی بنو پھر تمام نبی بن جاؤ۔

مختار مدعا علیہ نے اس کے بعد بعض حدیثیں پیش کی ہیں کہ پہلے آپ نے فرمایا کہ مجھے موسیٰ پر بڑائی نہ دو پھر فرمایا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے اور آپ نے خاتم النبیین ہونے کا دعویٰ کیا اور فرمایا کہ مجھے حضرت یونس سے افضل نہ کہو پھر تمام اولین و آخرین کا سردار ہونے کا دعویٰ کیا۔

جواباً گذارش ہے کہ یہ چیزیں مختار مدعا علیہ کے تدریجی دعویٰ مرزا صاحب کو ثابت نہیں کرتیں اور نہ آپ نے کوئی ایسا دعویٰ کیا جس کو پہلے کفر قرار دیا ہو۔

یونس علیہ السلام پر فضیلت نہ دو کا حکم محض بطور تواضع کے تھا اور اس تعلیم کے لیے کہ مجھے بھی کہیں بعد میں عیسیٰ علیہ السلام کی طرح غلو سے شان عبودیت اور نبوت سے بڑھایا نہ جائے اور تاکہ یونس علیہ السلام کے اس مواخذہ الٰہی کی وجہ سے جو مچھلی کے پیٹ میں جانے کی شکل میں ہوا ان کی تحقیر کا خیال غلط فہمی سے کسی کے دل میں نہ آنے پائے اس لیے فرمایا کہ نفس نبوت کے لحاظ سے ہم دونوں یکساں ہیں یہ مطلب نہیں کہ پہلے آپ یونس علیہ السلام سے شان میں کم ہونے کے مدعی تھے بعد میں زیادہ کے مدعی بنے۔

موسیٰ علیہ السلام کا ایک خاص واقعہ ذکر کر کے فرمایا کہ مجھے ان پر فضیلت مت دو یعنی اس خاص واقعہ مذکورہ میں ان کو فضیلت جزئی حاصل ہے اور دوسری حدیث میں اپنی فضیلت کلی کا بیان ہے اور یہ امر مسلم فریقین کہ مفضول کو فاضل پر فضیلت جزئی ہو سکتی ہے پس کوئی نیا دعویٰ نہیں۔

خاتم النبیین آپ ابتداء نبوت سے تھے لیکن آپ نے فرمایا ہے کہ میں اللہ کے نزدیک اس وقت خاتم النبیین تھا جب کہ آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں تھے البتہ اس کے قرآن میں نزول کا وقت مسئلہ متبنّیٰ کے ابطال کے موقعہ پر علم الٰہی میں تھا۔ کیا آپ نے کبھی خاتم النبیین ہونے سے انکار کیا تھا اور اپنے خاتم النبیین ہونے کو کفر قرار دیا تھا تاکہ مرزا صاحب کے استدراجات پر اس سے دلیل پکڑی جاوے غرض مختار مدعا علیہ کی یہ سب غیر متعلق اور بے ربط باتیں ہیں جن کو استدلال کے مقام میں پیش کرنا کم فہمی ہے مختار مدعیہ کا اعتراض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ان سے دفع نہیں ہو سکتا ۔

مختار مدعا علیہ مرزا صاحب کے دعاوی مختلف اور متناقضہ کی توجیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

براہین احمدیہ میں آپ کو مثیل مسیح ہونے کا الہام ہو چکا تھا اور چونکہ آپ پر وفات مسیح کا مسئلہ منکشف نہ ہوا تھا اس لیے آپ نے لکھ دیا کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں ۔

اور چونکہ نبی اور رسول کے معنی یہ سمجھے جاتے تھے جو نئی شریعت لائے یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرے اور آپ پر نبی و رسول کی تعریف صادق نہ آتی تھی اس لیے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے ۔

لیکن جب آپ پر وفات مسیح کی حقیقت کا انکشاف ہوا اور معنیٰ نبوت بھی بتلائے گئے جو آپ پر صادق آتے تھے تو آپ نے کہہ دیا کہ حضرت عیسےٰ فوت ہو گئے اور میں محدث نہیں بلکہ نبی اور رسول ہوں ۔

الجواب بارہ برس تک تو آپ پر قرآن اور الہام سے اور احادیث و اجماع سے یہ ثابت ہوتا رہا کہ حضرت عیسےٰ زندہ ہیں اور وہ مسیح موعود ہیں اور مثیل مسیح آپ جیسا کہ ہم "عقیدہ حیات مسیح شرک عظیم ہے" کی بحث کے جواب میں ثابت کر آئے ہیں جب دیکھا کہ مرید یہاں تک معتقد ہو چکے ہیں کہ بات مان جائیں گے تو کہدیا کہ مجھے الہام ہو گیا ہے کہ مسیح ابن مریم رسول فوت ہو چکا ہے اور ہم مثیل مسیح نہیں بلکہ مسیح موعود ہیں غرض پہلے عقیدہ کا نقیض عقیدہ شائع کیا ۔

اور بقول مختار مدعا علیہ جب کہ "حقیقت مسیح" فوت ہو چکے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور رسول مرزا صاحب کو مسلمانوں کے غلط اور مشرکانہ عقیدہ سے کیوں نہ روکا کیا اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی کو بارہ برس تک مشرک بنا رکھنا کوئی پر لطف مشغلہ تھا اور بحکم لا ینال عہدی الظالمین یعنی ظالم مشرک کو نبوت نہیں مل سکتی اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ مرزا صاحب کے ابطال نبوت پر دلیل قائم کرنے کے بعد اس کو نبوت دیوے خدا کے فعل میں یہ تناقض کیونکر جائز ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کی شان ایسے اقوال اور افعال متناقضہ سے ارفع اور بلند ہے لہذا ثابت ہوا کہ مختار مدعا علیہ کی توجیہ باطل اور مختار مدعیہ کا اعتراض درست ہے ۔

اسی طرح یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک شخص مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرے اور قسمیں کھا کھا کر کہے کہ میں مجازی نبی ہوں جزئی نبی ہوں صرف محدث ہوں اور یہ بھی کہے کہ محدث نبی نہیں ہو سکتا کیونکہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور مدعی نبوت کرے وہ کافر اور خارج از اسلام ہے پندرہ بیس سال کا عرصہ دراز وہ یہی کہتا رہے لیکن اتنے سال گذرنے کے بعد وہ یہ کہہ دے کہ میں چونکہ یہ نہیں جانتا تھا کہ نبی کس کو کہتے ہیں اس لیے میں نبوت کے دعویٰ سے انکار کرتا رہا ہوں ورنہ میں تو بیس سال سے نبی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلے سے نبی بنا رکھا تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں محدث نہیں تھا اور نہ دروازہ نبوت بند تھا بلکہ وہ صاف چوپٹ کھلا تھا عقل اور شرع ہرگز یہ باور نہیں کر سکتی کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسے شخص کو نبی بنائے جو یہ بھی نہیں جانتا کہ نبوت کیا چیز ہے خدا نے تو اس کو نبی بنایا ہے لیکن وہ کہتا رہا کہ میں دعویٰ نبوت کروں تو کافر ہوتا ہوں بلکہ میں تو محدث ہوں اور نہ عقل یہ باور کر سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو نبی بنا کر اس کو نبوت کا مفہوم بھی بیس سال تک نہ سمجھائے لہٰذا مختار مدعا علیہ کی یہ توجیہ بالکل لغو اور باطل ہے اور مختار مدعیہ کا اعتراض بالکل درست ہے کہ مرزا صاحب مریدوں کی برداشت کے مطابق آگے آگے قدم بڑھاتے چلے گئے مرزا صاحب بقول خود پہلے اپنی نبوت کا انکار کر کے کافر ہوئے اور چونکہ کافر نبی نہیں ہو سکتا۔ بحکم لا ینال عھدی الظالمین اس لیے دوبارہ دعویٰ نبوت کر کے ڈبل کافر ہوئے اور تمام امت سید الابرار کی تکفیر کر کے مثلث کافر ہوئے۔

گواہان مدعیہ کی شہادتیں

اس ہیڈنگ کے تحت (۷) نمبر نقل کر کے مدعیہ کی گواہوں کو ناقابل اعتبار ثابت کرنے کی لاحاصل سعی کی ہے جن کا خلاصہ کل چار امور ہیں۔

(۱) مولویوں کی شہادت معتبر نہیں۔

(۲) بعض بزعم خود تعارضات و کذب بیانی

(۳) ان علماء پر خود فتویٰ کفر ہے لہٰذا علماء اسلام ہوں۔

(۴) ان کے خلاف خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت موجود ہے مگر میں مختار مدعا علیہ کے قائم کردہ قانونی نمبروں پر اسی ترتیب سے بحث کرتا ہوں تاکہ عدالت عالیہ کو مختار مدعا علیہ کا مغالطہ تفصیلاً معلوم ہو جائے۔ گواہان مدعیہ کی عدم قبول شہادت کے وجوہات)۔

وجہ اول۔ خلاصہ۔

(۱) گواہان مدعیہ مرزا صاحب اور اُن کی جماعت سے اظہار بغض و عناد کرتے رہے اور ان پر حکم کفر و ارتداد لگایا حالانکہ یہ عدالت کا حق تھا نہ ان کا۔

(۲) ہدایہ مجددیہ سے مبسوط میں ہے کہ امام مالک کا یہ مذہب ہے کہ مخالف علماء کی شہادت قبول کرنا جائز نہیں۔

(۳) مخالف علماء کی شہادت فاضل جج مدراس ہائی کورٹ احمدیوں کے خلاف مقدمہ مندرجہ عنوان ذیل میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول نہیں کی اور پھر انڈین کیسز سے وہ حوالہ اور کچھ عبارت نقل کی۔

(الجواب)

(۱) اگر امور متنازعہ جس کے واسطے شاہد پیش ہوئے تھے اُس کے سوا کوئی اور وجہ عناد ذاتی عداوت پہلے کی مقدمہ بازی کوئی اور دوسری رنجش نکل آئی تو ضرور اس سے ان شاہدوں اور ان کی شہادت پر زد آتی مگر جب کہ یہ شاہد صرف مرزا صاحب اور ان کی جماعت کا کفر وارتداد قرآن وحدیث واقوال سلف سے ثابت کرنے کے واسطے پیش ہوئے ہیں بس انکا ان دلائل کو مرزا صاحب اور ان کے متبعین پر منطبق کرکے کفر وارتداد کا نتیجہ نکالنا نہ عدالت کے اختیارات میں مداخلت ہے نہ ان کا کسی سے بغض عناد کا اظہار ہے جو ان کی شہادت کو خراب کرسکے۔

بخلاف مرزا صاحب کی جماعت کے کہ اُن کا شیوہ ہی حسد وعناد ہے اس کے واسطے خود مرزا صاحب کی شہادت پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو اشتہار ملحقہ شہادت القرآن صفحہ ۲ و ۳ اوپر سے اپنی جماعت کا ذکر کرکے کہتے ہیں۔

اخی مکرم تا ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للّٰہی محبت باہمی پیدا نہیں کی میں (مرزا صاحب) دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر گلہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیاں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کرتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔

(اشتہار ملحقہ شہادۃ القرآن صفحہ ۲)

بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ شخص اس کو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا چارپائی کو الٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گرا دیتا ہے پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے یہ حالات ہیں جو میں اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں تو دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔

(اشتہار ملحقہ شہادۃ القرآن صفحہ ۳)

بس گواہان مدعیہ کا تو بغض وعناد ثابت نہ ہوا مگر گواہان مدعا علیہ کا بے اعتبار ہونا ضرور ثابت ہے۔

نیز ان کی شہادت جماعت احمدیہ یا اُس کے کسی ممبر کے حق میں اس لیے قبول نہیں کہ ان کے یہ گواہ ایک ممبر ہیں۔ اور غیر احمدیوں کے خلاف اس لیے اُسے وقعت نہیں کہ ان کا فرض ہے کہ ساری دنیا کو دشمن سمجھیں جب تک کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمدی نہ ہو جائے گو کتنا ہی ہمدرد ہو ۔ ملاحظہ ہو خطبہ ۔

(خلیفہ محمود صاحب بحوالہ سابق)

لہٰذا ان گواہوں کی شہادت محض ناقابل التفات ہے ۔
باقی ہدیہ مجددیہ کا حوالہ ۔

(۱) اولاً ہدیہ مجددیہ کوئی مسلم کتاب ہی نہیں نہ جرح میں مطالبہ پر پیش کر سکے نہ مصنف کا نام بتا سکے نہ اب تک اُس کے مسلک سے واقفیت ۔

(۲) دوسرے اُس میں جو مبسوط کا حوالہ ہے اُسے گواہ مدعا علیہ نے دیکھا ہے نہ واقفیت ہے نہ یہ پتہ کہ اس میں یہ عبارت ہے بھی یا نہیں ۔

(۳) دوسری کتب فقہ میں امام مالکؒ سے اس کے خلاف روایات موجود ہیں اور علماء کی شہادت کو غیر اہل علم پر راجح مانتے ہیں ۔

(۴) یہ عقلاً بھی غیر معقول ہے کہ بلا استثناء تمام علماء کی شہادت نامقبول ہو پھر تو شہادت کے لیے جہالت کی بھی ایک شرط لگا دینی ہو گی اور صرف جہّال کی شہادت قبول ہوا کرے گی ۔

(۵) یہ حکم صریح قرآن کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہاں علماء کے مدارج، علماء کا تذکرہ اور انہیں کو صرف خدا کا خوف خشیۃ رکھنے والا قرار دیا گیا ہے ۔

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم ..... تا ..... والذین اوتوا العلم درجات ۔
(قرآن حکیم) نیز یخشی اللہ من عبادہ العلماء (قرآن حکیم)

(۴) احادیث کے بھی خلاف ہے فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم ۔ عالم کی عابد پر وہ فضیلت ہے جو میری تم میں ادنیٰ پر

(۵) اگر امام مالک کے زمانے کے علماء مراد ہوں تو یہ بھی غلط ہے زمانہ تابعین اور بنص حدیث خیر القرون ہے اس زمانے کے علماء کو مصابیح الہدیٰ مستقل ہدایت قرار دیا گیا ہے ۔

(۶) اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی نہ فریق مدعیہ مالکی نہ عدالت نہ مدعا علیہ پس یہ حجت کس پر ہو گا اور اگر صرف مسلمان امام کسی جماعت کا ہونا حجت کے لیے کافی ہے تو محمد علی صاحب ایم اے باوجود احمدی ہونے کے فریق مدعا علیہ کو کیوں مسلم نہیں ۔

غرض یہ حوالہ کوئی بھی مدعیہ کے گواہوں کی شہادت کو ناقابل اعتبار نہیں ثابت کر سکتا مفصل اصل بحث و جرح گواہان مدعا علیہ میں موجود ہے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) یہ مدراس ہائی کورٹ کی نظیر مقدمہ زیر سماعت سے بوجوہ ذیل غیر متعلق ہے۔

(۱) یہ عدالت فوجداری کی ہے اور عدالت فوجداری کا فیصلہ عدالت دیوانی میں بطور حجت کے صرف بریت یا سزایابی ثابت کرنے کے لیے پڑھا جا سکتا ہے۔ سوائے اس کے اور کسی کام کے لیے نہیں پڑھا جا سکتا جس کا مطلب یہ ہے کہ جو دلائل و وجوہ اور شہادت اُس فوجداری کے مقدمہ میں ہوئی ہیں وہ دیوانی کے مقدمہ میں غیر متعلق سمجھی جاتی ہیں۔

(۲) جو فیصلہ عدالت فوجداری میں ہوتا ہے وہ مابین سرکار قیصر ہند اور ملزم کے ہوتا ہے۔ اور عدالت دیوانی میں سرکار فریق نہیں ہوتی اس لیے عدالت فوجداری کا فیصلہ درمیان ایک ہی فریق کے ہونا پایا نہیں جاتا نہ حجت میں پیش ہو سکتا ہے۔

(۳) جو تنقیحات عدالت فوجداری کے سامنے ہوتی ہیں اور جو طریقہ ان کے ثابت کرنے اور ان پر حکم کرنے کا ضابطہ فوجداری میں ہے وہ عدالت دیوانی کے سامنے نہیں ہوتا ہے عدالت دیوانی کے سامنے تنقیحات بھی دوسری قسم کی ہوتی ہیں۔ اور طریقہ تصفیہ تنقیحات بھی ضابطہ دیوانی کے مطابق ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر گذارش ہے ایک شخص نے عدالت فوجداری میں دوسرے شخص پر چوری کا دعویٰ کیا اور وہ دعویٰ خارج ہو گیا۔ اب اگر وہ دوسرا شخص عدالت دیوانی میں پہلے شخص پر پرچہ کی نالش کر کے کچھ وصول کرنا چاہے تو اس کو عدالت دیوانی میں پوری شہادت اس بات کی پیش کرنا پڑے گی کہ جو دعویٰ اس کے خلاف پہلے شخص نے کیا تھا وہ جھوٹا تھا فیصلہ سے صرف اس کی بریت ثابت ہو گی یہ ہرگز نہیں ثابت ہو سکتا۔ کہ پہلے شخص کا دعوے جھوٹا تھا۔

ملاحظہ ہو قانون شہادت امیر علی طبوعہ ۱۹۲۱ء صفحہ ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ لہٰذا یہ نظیر بالکل غیر متعلق اور گواہان مدعیہ پر کسی طرح اثر انداز نہیں۔

وجہ دوم۔

گواہان مدعیہ کے بیانات اصول مسائل میں ایک دوسرے سے متناقض ہیں۔

خلاصہ۔

تناقض نمبر (۱)

گواہ مدعیہ ۳ نے ۲۹ر اگست بجواب جرح کہا "کہ عیسیٰ کو ہم پہلے نبی مانتے ہیں اس کے سوا جو وحی ہے وہ وحی نبوت نہیں ہے لفظ وحی کا اس پر اطلاق ہوگا۔ اس کے خلاف گواہ مدعیہ ۷ نے ۳۱ اگست بجواب جرح کہا وحی نبوت نہیں آئے گی نہ کسی نئے پر نہ پرانے پر۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الجواب)

یہ تناقض کوئی نہیں ۔صرف مختار مدعا علیہ کی غلط فہمی سے پیدا ہو گیا اس نے غالباً ،، اس کے سوا کے لفظ سے جملہ کو علیحدہ مانا اور لفظ سوا سے عیسیٰ کی وحی کے سوا سمجھا حالانکہ وہاں اس سے قبل وحی کا ذکر تک نہیں ہے بلکہ صرف عیسےٰ کے نبی ہونے کا ذکر ہے ۔لفظ اس کے سوا کے معنے بغیر اس کے نہیں اور اس سے وہ وحی مراد ہے جس کو وحی نبوت قرار نہیں دیا بلکہ صرف اطلاق لفظ وحی اس پر بتایا ہے وہی عیسیٰ ؑ والی وحی ہے ۔کل پہلے قول کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ کو ہم پہلے نبی مانتے ہیں سوا اس کے یعنی بغیر اس کے کہ جو ان پر وحی ہو وہ وحی نبوت ہو (بلکہ لفظ وحی کا (صرف) اس پر اطلاق ہوگا ۔لہٰذا گواہ نمبر ۳ کا مطلب اور اس کی عبارت بالکل صاف ہے کہ عیسےٰ پہلے نبی تو ہیں مگر ان کی وحی نبوت نہیں اور بعض احادیث میں جو اس کی نسبت لفظ وحی ہے وہ صرف لفظ وحی کا مجازاً اطلاق کیا گیا ہے ورنہ وہ دراصل بمعنےٰ الہام ہے جیسا کہ وحی کے بیان اور نیز اسی جرح میں مصرح ہے اور یہی گواہ ۳ بھی کہہ رہا ہے کہ وحی نبوت کسی پر نہ آئے گی نہ کسی نئے پر نہ پرانے پر ۔دونوں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی نبوت کا مطلقاً انسداد فرمارہے ہیں ۔پس تعارض کب ہے نہ آپس میں تعارض ہے نہ بیانات سے ،یہ مختار مدعا علیہ نے لفظ اس کے سوا کے غلط معنے لے کر تعارض کا مغالطہ دے دیا ہے ورنہ یہاں تعارض کا شبہ تک نہیں۔

تناقض نمبر (۲)

گواہ مدعیہ ۱ نے ۱۸ر اگست بجواب جرح تسلیم کیا کہ در مسیح پر اگر کوئی جبرئیل کے نزول کا قائل ہو تو اس کو کافر نہیں کہا جا سکتا اور پھر حجج الکرامہ کی عبارت کی تردید نہیں کرتا ۔اس کے خلاف گواہ مدعیہ ۳ نے ۳۱ر اگست کو کہا کہ جبرئیل وحی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص پر نازل نہیں ہو سکتے ۔حضرت عیسیٰ ؑ کے نزول کے وقت ان پر جبرئیل علیہ السلام نہ آئیں گے۔

(الجواب)

اس میں بھی تناقض کا کوئی احتمال تک نہیں ،جو عقیدہ گواہ ۳ نے بیان کیا بعینہٖ یہی گواہ ۱ کا بھی عقیدہ ہے جیسا کہ اس کے بیانات وجرح سے مصرح ہے ۔البتہ مختار مدعا علیہ نے اس کی جرح کا جو ٹکڑا نقل کیا ہے اس سے وہ مغالطہ دے کر اسے گواہ کا عقیدہ قرار دیتا ہے حالانکہ اس میں وہ عقیدہ نہیں بتا رہے بلکہ یہ مسئلہ بتا رہے ہیں کہ اگر کوئی عیسےٰ پر نزول جبریل کا قائل ہو تو صرف اس وجہ سے وہ کافر نہ ہوگا (یہ نہیں کہ میں نزول جبریل کا قائل ہوں) کیونکہ لفظ وحی گو مجازاً صحیح حدیثوں میں آیا ہے لہٰذا اس مغالطہ سے وہ معذور ہے اور اس اشتباہ کی وجہ سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ضروریات دین کے ان قطعی شعبوں سے نہ رہا جن کا منکر کافر ہو جاوے۔ جب تک دوسرے قرائن متعین مراد کے نہ ہوں۔

اس کمزوری اور مثبت مدعا نہ ہونے کا احساس مختار مدعا علیہ کو بھی ہوا کہ اس سے تو عقیدہ ثابت نہ ہو گا بلکہ یہ تو دوسرے کے متعلق فتویٰ بتا رہے ہیں ۔ لہٰذا مکمل مغالطے کے لیے فوراً یہ اضافہ کیا کہ:

تح الکرامہ کی عبارت ظاہر است . . . . تا نمے کنم کی تردید نہیں کرتا الخ

وہاں تو تردید و تسلیم کا سوال ہی نہیں۔ صرف اس کتاب میں ہونے کا سوال ہے اور اسی کا اقرار نہ اس کی تسلیم کا سوال تھا نہ تردید کا نہ سوال ہو سکتا تھا کیونکہ نواب صاحب پہلے سے معلوم ہے کہ ہمارے مسلم نہیں پھر ہم پر ان کا قول یوں حجت ہو سکتا ہے۔ البتہ اصل جرح سے مقابلہ فرمائیے وہاں تسلیم و تردید کا کوئی سوال نہیں اور نہ گواہ نے اسے تسلیم کیا نہ اسے اپنا مذہب قرار دیا بلکہ اس کے خلاف جرح اور اس کے بیان میں تصریح ہے۔ پس ہر دو گواہوں کا عقیدہ ایک ہی ہوا کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزول نبی جائز نہ ہو گا۔ اب ان کا نہ ماننے والا کافر ہو گا یا نہ یہ اور بحث ہے جیسا کہ بیان و تی میں گزر چکا۔

تناقض نمبر (۳)

گواہ مدعیہ ۲ نے بیان میں لکھوایا ہے کہ کتب لغت میں سے کوئی حوالہ ایسا نہیں ملتا کہ جس سے قطعاً و یقیناً یہ ثابت ہو کہ خاتم النبیین کے معنے آخر النبیین کے سوا اور بھی ہو سکتے ہیں پس لغت و قواعد کی رو سے اس کے معنے آخر النبیین ہی کے ہوتے ہیں۔

اس کے خلاف گواہ مدعیہ ۳ نے ۲۹ر اگست بجواب جرح تسلیم کیا کہ لغت والوں نے تصریح کی ہے کہ:
"خاتم" بفتح التاء مہر کے معنوں میں بھی آتا ہے۔

(الجواب نمبر ۳)

عدالت خود ملاحظہ فرماوے کہ اس تعارض ثابت کرنے میں مختار مدعا علیہ نے کس قدر شرمناک مغالطہ دیا ہے اور صریح غلط بیانی کی ہے۔ گواہ مدعیہ ۲ تو پورے لفظ خاتم النبیین کے معنے لغت سے صراحتہً صرف آخر النبیین بتاتا ہے اور گواہ مدعیہ ۳ صرف لفظ خاتم مفرد کے معنے مہر کے بھی بتاتا ہے اس میں تعارض کب ہے ہاں دونوں لفظ خاتم مفرد کے معنے بتاتے یا دونوں اسی لفظ خاتم النبیین کے معنے مختلف بتاتے تو تناقض بھی ہو سکتا تھا۔ یہاں پہلے قول کا موضوع اور ہے اور دوسرے قول کا اور۔ ایک مضاف اور مخصوص لفظ کے معنے بتاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا مفرد کے اس اختلاف موضوع کے بعد تناقض کہاں رہا۔ تناقض کے واسطے آٹھ شرطیں ہیں جن میں وحدت موضوع بھی ہے۔

در تناقض ہشت وحدت شرط دان | وحدت موضوع و محمول و مکان
وحدت شرط و اضافت جزو کل | قوت و فعل است در آخر زمان

یہاں نہ وحدت موضوع نہ وحدت محمول نہ وحدت شرط پھر تناقض کیا۔

علاوہ اس کے مختار مدعا علیہ نے گواہ مدعیہ ۴ کے الفاظ بھی غلط نقل کئے ہیں۔ اس کے اصل الفاظ یہ ہیں کہ "لغت میں خاتم بمعنے مہر و آخر دونوں معنوں میں ہے"۔

اس کے الفاظ بدل کر غلط بیانی کی ورنہ کوئی شبہ ہی نہیں تھا۔

تناقض نمبر (۴)

گواہ مدعیہ الف و ب کا بیان ہے کہ وحی نہیں ہو سکتی اس لئے کہ نبوت نہیں کیونکہ وحی لازم نبوت ہے اس کے خلاف گواہ مدعیہ ۴ نے بجواب جرح ۲۴ راگست تسلیم کیا کہ۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مطلق وحی کے دعویٰ کو کفر نہیں کہا جا سکتا"۔

گواہ مدعیہ ۲ نے ۲۹ راگست کو یہ بھی تسلیم کیا کہ۔

"مسیح پر وحی نبوت ہوگی اور اس کے سوا جو وحی ہے وہ وحی نبوت نہیں"۔

پھر گواہ مدعیہ ۱ نے بحوالہ فتوحات اور ۴ و ۳ نے کہا کہ۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی ہو سکتی ہے"۔

اور گواہ ۴ نے کہا کہ

"مسیح علیہ السلام پر غیر تبلیغی وحی ہوگی"۔

(الجواب)

گواہ الف و ب و گواہ ۴ کے قولوں میں کوئی تناقض نہیں۔ محض مغالطہ ہے کیونکہ فریق اول یعنی الف و ب نے جس وحی کی نفی کی ہے وہ وحی ہے جو لازمہ نبوت یعنی وحی نبوت نہ مطلق وحی۔ اور گواہ ۳ صاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مطلق وحی کے دعوے کا کفر نہ ہونا بتاتا ہے نہ وحی نبوت کا اگر دونوں مطلق وحی کے نہ ہونے یا دونوں وحی نبوت کے ہونے نہ ہونے میں اختلاف کرتے تو ضرور تناقض ہوتا۔ یہاں تو اول وحی نبوت کی نفی کرتا ہے اور دوم یعنی گواہ ۲ مطلق وحی کا اثبات پس کسی طرح بھی تناقض و تعارض کا شائبہ نہیں۔ محض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغالطہ ہے۔

یوں ہی گواہ مدعیہ ۳ سے ۲۹ر اگست کا جو فقرہ نقل کیا ہے کہ مسیح پر وحی نبوت ہوگی اور اس کے سوا الخ۔ یہ محض غلط ہے یہ وہی فقرہ ہے جس کا حل تناقض نمبر (۱) میں پیش کر چکا۔ عدالت مختار مدعا علیہ کی اس خیانت کو خود ملاحظہ فرمائے کہ یہ ایک فقرہ تناقض نمبر (۱) میں دوسرے الفاظ میں نقل کیا اور پھر اس ۳ میں دوسرے الفاظ میں اور بات صرف اس قدر ہے کہ عیسٰی علیہ السلام نبی تو ہوں گے سوا اس کے کہ ان پر وحی نبوت ہوگی گو اطلاق لفظ وحی مجازاً ہو جیسا کہ مکمل تشریح تناقض نمبر (۱) میں کر چکا ہوں اب اس کا کوئی بھی تعارض گواہ مدعیہ نمبر ۱ ر ۲ ، ۳ سے نہیں رہا۔ کیونکہ وہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی نبوت نہیں بتلاتے بلکہ مطلق وحی کا ہو سکنا کہتے ہیں۔ یوں ہی گواہ ۳ غیر تبلیغی وحی بتاتا ہے جو معنےٰ الہام ہے نہ کہ وحی نبوت جو تبلیغی وحقیقی ہوتی ہے۔ پس گواہوں کے بیانات وجرح اور ایک دوسرے میں ایک ذرہ برابر تعارض نہیں اور ایسے واضح ہیں کہ اگر جواب نہ دیا جائے تو بھی عدالت ملاحظہ کے وقت مختار مدعا علیہ کا مغالطہ سمجھ سکتی ہے۔

تناقض نمبر (۵)

گواہ نمبر ۲ نے ۲۴ر اگست کو بجواب جرح کہا کہ۔

"عیسٰے رسول الی بنی اسرائیل تھے اور ہیں نہ پہلے وہ ہماری طرف مبعوث ہوئے تھے نہ اب اور جب آئیں گے تو وہ منصب نبوت پر نہ ہوں گے"۔

اس کے خلاف گواہ مدعیہ ۳ نے ۳۱ر اگست کو بجواب جرح کہا کہ۔

"حضرت عیسٰی علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ رسول ہوں گے اور ان کے نزول کے وقت جو شخص نہ مانے گا وہ مسلمان نہ ہوگا"۔

(الجواب نمبر ۵)

گواہ مدعیہ ۲ بھی انہیں رسول بنی اسرائیل مانتے ہیں اور ۳ بھی۔ مسلوب النبوۃ و رسالت کوئی بھی نہیں مانتا، یہ کہنا یقیناً کفر ہے ہاں منصب نبوت پر کسی کے نزدیک نہیں۔ پس وہ رسول بمعنےٰ اس کے ہیں کہ رسالت سلب نہیں ہوئی اور امتی باعتبار اس موجودہ زمانہ کے بھی جو انہیں پہلے کا رسول نہ مانے یعنی مسلوب النبوۃ کہے وہ یقیناً کافر ہوگا۔ مسلمان نہیں جیسا کہ گواہ ۳ نے کہا اور اب اس امت میں جو انہیں منصب نبوت پر مانے وہ ختم نبوت کے خلاف کہہ رہا ہے اس کے بھی اسلام کا اعتبار نہیں اور نبوت و منصب نبوت یا رسالت و منصب رسالت کا مفصل بیان اسی گواہ مدعیہ ۲ نے بوضاحت اپنی شہادت میں خارجی امثلہ و دلائل واضح سے دیا ہے اس کے بعد تناقض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیال کرنا کھلا ہوا مغالطہ ہے ہرگز کسی قسم کے تعارض کا شائبہ تک نہیں نیز جرح کے نقل الفاظ میں بھی خیانت کی ہے۔ خصوصاً گواہ مدعیہ ۲ کے اس کے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

"جب عیسیٰ بن مریم آئیں گے تو جو ان کو تسلیم نہ کرے گا وہ
مسلمان نہیں اب بھی اگر اس کو کوئی نہیں مانتا ہم اسے مسلم
نہیں مانتے۔"

یہاں ان کے رسول اور غیر رسول ہونے کا کوئی ذکر نہیں اپنی طرف سے اضافہ کر کے مغالطہ دے دیا ہے۔ اور جہاں رسول ہونے کا ذکر ہے وہاں یہ الفاظ ہیں کہ۔

"رسول ہوں گے ان پر وحی نہ ہوگی"

یہاں ان کے منکر کے کفر و اسلام کا ذکر نہیں بہرحال پیش کردہ الفاظ جرح کے الفاظ نہیں اپنی طرف سے حاشیہ لگا کر مغالطہ دیا اور تعارض و تناقض ثابت کرنے کی لاحاصل سعی کی۔ حالانکہ کسی طرح گواہان مدعیہ کی شہادت قول میں تناقض ثابت نہیں ہو سکتا اور باوجود اس قدر شرمناک خیانتوں کے مختار مدعا علیہ کوئی ایک بھی تناقض نہ ثابت کر سکا۔

تناقض نمبر(۶)

گواہ مدعیہ ۱ نے ۲۱ راگست کو بجواب جرح کہا کہ۔

آیت ماکان لبشر میں جو طرق بیان کئے گئے ہیں وہ امت محمدیہ پر بند ہیں۔

اس کے خلاف گواہ مدعیہ ۳ نے ۲۹ راگست کو بجواب جرح تسلیم کیا کہ۔

"ام موسیٰ و مریم پر جو وحی ہوئی وہ قرآن کے بیان کردہ تین طرق میں داخل ہے"

اور گواہ ۲ کے نزدیک" وہ وحی جو وحی نبوت نہ ہو وہ امت محمدیہ کے افراد کو ہو سکتی ہے جیسا کہ حضرت مریم اور ام موسیٰ کو ہوئی کیونکہ وہ نبی نہ تھیں"۔

اور یہی وحی گواہ مدعیہ ۲ کے نزدیک آیت ماکان لبشر کے طرق میں داخل ہے۔ جو گواہ مدعیہ ۱ کے قول کے بالکل خلاف ہے۔

(الجواب)

گواہ مدعیہ ۱ نے مخصوص اسی آیت کے مذکورہ طرق جو اس میں خصوصیت سے مراد ہیں مراد لیے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے اور اس میں وحی نبوت مراد ہے پس وحی نبوت کے یہ طرق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بند ہیں۔ اگر وحی بمعنی الہام ہو گو انہی طرق سے بظاہر کیوں مسدود نہیں۔ اس کے واسطے اسی جرح کے مندرجہ ذیل
کو پیش ملاحظہ ہوں۔

نمبر (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی شرعی کا دروازہ بالکل منقطع ہے۔

(۲) وحی شرعی کسی قسم کی نہیں ہو سکتی کوئی الہام کا نام وحی رکھ دے تو دوسری چیز ہے۔

(۳) وحی بواسطہ فرشتہ وحی جو وحی کا فرشتہ لاتے نہیں ہو سکتی۔ نہ فرشتہ الہام والی،

پس گواہ مدعیہ ۱ نے یہ طرق مذکورہ بہ پیرایہ وحی نبوت امت محمدیہ پر بند بتایا ہے اور گواہ مدعیہ نمبر ۲ و ۳ نے ام موسیٰ وغیرہ پر جو وحی بتائی وہ بمعنے الہام بہ پیرایہ وحی الہام ان طرق سے باقی بتائی نہ وحی نبوت بہ پیرایہ وحی نبوت پس کوئی بھی تعارض نہ ہوا۔ وحی نبوت طرق مذکورہ ثلاثہ سے بالاتفاق بند اور وحی الہام بہر طور سے جاری ہے۔

گواہ مدعیہ ۳ کا ہرگز کوئی تعارض و تناقض گواہ مدعیہ ۱ کے ساتھ نہیں یہ اس کے غلط الفاظ نقل کر دیے ہیں اصل جرح کے اس کے الفاظ یہ ہیں بجواب سوال اوحینا الی ام موسیٰ وغیرہ کہ۔

یہ وحی وہی ہے جسے الہام کہا جاتا ہے جیسے ہی اللہ تعالیٰ
نے نحل کے لیے کہا ہے یہ الہام انسان کے ساتھ مخصوص نہیں
غیر انسانوں کو بھی ہو سکتا ہے جیسے کہ سورۃ نحل کی اس
آیت سے معلوم ہوتا ہے واوحی ربک الی النحل الخ

اب عدالت خود ملاحظہ فرمائے کہ گواہ مدعیہ ۱ وحی نبوت بہ پیرایہ وحی نبوت بطرق ثلثہ مذکورہ بند بتاتا ہے اور گواہ مدعیہ ۳ وحی بمعنے الہام جو نحل کو بھی ہو سکتی ہے باقی مانتا ہے تناقض کدھر سے ہو۔

بہر حال یہ تمام مختار مدعا علیہ کی غلط بیانی یا غلط فہمی یا محض مغالطہ تھا ورنہ بیانات گواہان مدعیہ بالکل تناقض سے پاک وصاف ہیں کسی قسم سے مخدوش و مجروح نہیں۔ عدالت خود ہی ملاحظہ فرمائے بخلاف اس کے کہ مختار مدعا علیہ نے جو تناقض کا التزام گواہان مدعا علیہ پر کیا تھا وہ بدستور قائم ہے اور اکثر کا تو جواب میں تذکرہ تک نہیں تاویل کیا کر سکتے۔

گواہ مدعیہ کا خود اپنے بیان سے تعارض

اس سلسلہ میں صرف گواہ ۱ و ۲ و ۳ کا حوالہ پیش کیا ہے

گواہ مدعیہ ۱ نے ۲۱ راگست کو بجواب جرح کہا کہ۔

حدیث من ترک الصلوۃ میں امت یہ معنی سمجھتی ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ کفر کا سا فعل کیا یعنی عمداً نماز کا تارک امت کے نزدیک کافر نہیں ہوگا ۔ اس کے بعد پھر یہ اقرار کیا کہ ۔
بعض ائمہ برحق نے عمداً نماز کے تارک کو کافر قرار دے کر اسے نکاح وغیرہ معاملات کو حرام قرار دیا ہے ۔

(الجواب)

اولاً یہ الفاظ جرح نہیں بلکہ قطع و برید و روایت بالمعنے ہے ۔ وہاں علیحدہ علیحدہ مندرجہ ذیل فقرات ہیں ۔

حدیث من ترک الصلوٰۃ میں مراد کفر جیسا فعل کیا ۔

" لیکن ائمہ نے کافر بھی کہا ہے :

کافر کہنے والے بھی امام برحق و مسلمان ہیں ان کے نزدیک
فسخ نکاح بھی ہوگا ۔

عدالت خود اصل الفاظ مسل سے ملاحظہ فرمائے ۔

اس میں کسی قسم کا تعارض نہیں بلکہ خود مختار مدعا علیہ کے پیش کردہ الفاظ بھی تسلیم کر کے تعارض نہیں ۔
کیونکہ اگر پہلے قول میں تمام امت یا اجماع کا لفظ ہوتا تو کسی ایک امام برحق کا خلاف اس کے منافی تھا اور تناقض ہو جاتا وہاں تو صرف امت کا لفظ ہے اور بعض امام کی رائے آگے ہے یہاں تناقض کا شبہ تک نہیں محض مغالطہ ہے ۔

گواہ مدعیہ نمبر ۲

گواہ مدعیہ نے اپنے بیان میں ۲۵ راگست کو کہا کہ ۔

" مسخ نسخ ، روزہ وغیرہ یہ پانچوں اصطلاحیں آسمانی دینوں میں
کوئی حقیقت نہیں رکھتے " ۔

اور پھر ۲۶ راگست بجواب جرح تسلیم کیا کہ ۔

کونوا قردۃ خاسئین کے متعلق میرا عقیدہ ہے کہ
مسخ ہو گئے تھے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الجواب)

ان دونوں قولوں میں تناقض ثابت کرنا صرف مختار مدعا علیہ کا حصہ ہے ورنہ دنیا کا کوئی بھی عقلمند آدمی ان دونوں قولوں میں تناقض نہیں سمجھ سکتا اول قول میں ان پانچ چیزوں کی اصطلاح کو دینی اصطلاح اور آسمانی ادیان میں ہونے سے انکار کیا ہے اور دوسرے میں کونوا قردة خاسئین کی تفسیر یہ بتائی ہے کہ واقعی انکے چہرہ وغیرہ بدل گئے تھے آیت میں تو مسخ کا لفظ بھی نہیں کہ مغالطہ ہی رفع ہو اور کہا جائے کہ آسمانی کتاب میں یہ اصطلاحی لفظ آگیا صرف مخصوص الفاظ کی مخصوص اصطلاح سے آسمانی کتب وادیان میں ہونے سے انکار ہے بہ معنے نہیں کہ اللہ نے دنیا میں کسی کو مسخ ہی نہیں کیا یہاں کسی قسم کے تناقض کا شائبہ تک نہیں ۔ اور نہ کوئی احتمال مغالطہ تھا خواہ مخواہ مغالطہ دیا گیا ۔ پھر یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ گواہ کے بعینہٖ الفاظ نقل نہیں کئے گئے مفہوم لیا گیا ورنہ مطلب بالکل صاف ہے ۔

اب اس جواب الجواب سے بحمداللہ اچھی طرح واضح ہوگیا کہ نہ گواہان مدعیہ کا تعارض ایک دوسرے گواہ سے ہے اور نہ ایک گواہ کہیں اپنے قول سے ٹکرایا ہے بخلاف گواہان مدعا علیہ کے کہ ان کے بیانات میں تو اب تک لاجواب متعدد دو قسم کے تناقضات موجود ہیں جن کی کوئی تاویل نہ ہو سکی جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے عدالت خود مسل ملاحظہ فرمائے پس گواہان مدعا علیہ کی شہادت یقیناً ناقابل قبول ہے ۔

وجہ سوم :-

مرزا صاحب کی تمام کتب کا سوائے ان عبارات کے جن پر انہوں نے اعتراض کیا ہے مطالعہ نہیں کیا ۔۔۔۔
۔۔۔۔ تا ۔۔۔۔۔۔ لیکن گواہان مدعیہ جن کا ذکر آچکا ہے معترف ہیں کہ انہوں نے مرزا صاحب کی کتابوں کا کماحقہ مطالعہ نہیں کیا الخ ۔

(الجواب)

محض غلط ہے ان الفاظ میں تو کسی کا جواب نہیں نہ تمام گواہوں نے مرزا صاحب کی کتب کے کافی مطالعہ سے انکار کیا بلکہ گواہ ۲ نے تو اس قدر مطالعہ بتایا ہے کہ شاید مرزا صاحب کے متبعین سے زیادہ ہی ثابت ہو ۔

صرف گواہ ۱ نے ضرور یہ مفہوم ادا کیا ہے مگر وہ بحیثیت مفتی اسلام مسائل شرعیہ کے شاہد ہیں ان کو تمام کتب مرزا صاحب کا مطالعہ لازمی بھی نہیں ۔

مرزا صاحب کے اقوال و عقائد کے شاہد دوسرے ہیں انہوں نے خوب مرزا صاحب کی کتب کا مطالعہ کیا ہے ۔ یہ محض مغالطہ دینے کے واسطے تمام گواہوں کی طرف غلط فقرہ بنا کے منسوب کر دیا ۔ بہرحال اس وجہ سے بھی گواہان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدعیہ کی شہادت مجروح نہیں۔

اصل الفاظ جرح گواہ مدعیہ ۲ و ۳ سے ملاحظہ ہوں۔ کہ ان کی کتب کے مطالعہ کو بتایا ہے جس کا شمار بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔

حسام الحرمین وغیرہ

وجہ چہارم۔

دربار معلیٰ کے فیصلہ کی رو سے علمائے اسلام کی آراء حاصل کرنی چاہئیں اور یہ گواہ دیوبندی ہیں ان پر حسام الحرمین اور علماء ہند کے کفر کے فتوے ہیں۔

(الجواب)

یہ محض جھوٹ اور غلط ہے گواہ نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ کا تو کوئی بعید سا تعلق بھی علماء دیوبند سے نہیں اور نہ گواہان مدعا علیہ کسی ایک کو ان کے علاوہ بھی دیوبندی خیال کا ثابت کر سکے صرف گواہ ۱ کو مفتی دیوبند ہونے کی وجہ سے دیوبندی خیال کا بنایا۔ ملاحظہ ہو جرح گواہ مدعا علیہ ۲۔ اب میں اس فتویٰ حسام الحرمین اور "اشتہار تین سو علماء کے فتویٰ کی حقیقت پیش کرتا ہوں۔

(۱) اشتہار منسلکہ مسل عنوان "وہابیہ دیوبندیہ عقائد والوں کی نسبت تین سو علماء اہل سنت والجماعت کا فتویٰ جس کے معلن محمد ابراہیم بھاگل پوری ہیں۔

(الجواب)

(۱) اولاً جو مسلّمہ اصول پر یہ غیر مصدقہ ہے۔

(۲) یہ دوران مقدمہ میں جعلی تیار کرایا گیا اسی واسطے اس پر کوئی تاریخ طبع نہیں۔

(۳) مطبع کی ہمارے پاس شہادتیں ہیں۔ عدالت کی طلبی پر پیش کر سکتا ہوں۔ یہ دوران مقدمہ کا ہے۔

(۴) اس میں اکثر فرضی غیر متعارف نام ہیں۔ بعض وہ ہیں جن کے انتقال کو دس بارہ سال ہو چکے ہیں بعض وہ ہیں جن کی عمر ابھی ۱۲ سال سے زائد نہیں۔ طالب علم مبتدی ہیں۔

(۵) علماء اہل سنت میں عبدالنبی بہاولپوری و رحیم بخش رضوی بہاولپوری بھی ہیں جس سے عدالت اس کی حقیقت کا اندازہ فرمائے۔

(۶) اس میں غلام احمد اختر احمدی کے دستخط بعینہٖ غلام احمد فریدی کے ساتھ ہیں جس طرح وہ دستخط کیا کرتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) عبدالحلیم شاہجہانپوری ہے جو بدچلنی میں سزا یافتہ ہے۔

(۸) خود شائع کنندہ سے بھی گواہ واقف نہ تھا جب مختار مدعیہ نے اس کی سزایابی کا حوالہ پیش کیا تو کہا کہ شاید وہی ہو۔

(۹) اس کے حوالہ تقویۃ الایمان وغیرہ اصل کتاب سے جرح میں نہ ثابت کر سکے بلکہ اس میں اس کے خلاف نکلا۔ بحث میں اصل کتاب سے دکھانے کو کہا تھا مگر اس کا نام تک نہ لیا۔

(۱۰) غرض عدالت خود ملاحظہ فرمائے یہ کسی طرح قابل اعتماد نہیں نہ قانوناً نہ شرعاً۔

باقی رہی حسام الحرمین اس کے متعلق بحث میں مکمل جواب دے چکا ہوں اب صرف اس قدر گذارش ہے کہ میرے اس دعوی پر کہ یہ فتوی بعد اطلاع حقیقۃ حال علماء حرمین نے علماء دیوبند سے واپس لے لیا صرف مرزا صاحب اور ان کی جماعت پر باقی ہے۔ دو کتابیں پیش کی گئی تھیں ایک المہند دوسری علامہ برزنجی مدنی کی غایۃ المامول پہلی میں تو نا قابل التفات تاویلات کیں اور ثانی کو بلا تامل قبول کر لیا جواب میں نام تک نہیں۔ بالآخر یہ فتوی علماء دیوبند کے حق میں یہ تصریح غایۃ المامول علامہ برزنجی کے جس کے آخر میں انہیں علماء کے دستخط سے واپس ہونا ثابت ہے حسام الحرمین میں اولاً مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی ایک عبارت پیش کی گئی جو اس طور پر ان کی کتاب تحذیر الناس میں کہیں بھی موجود نہیں۔ نیز اس کا پہلا فقرہ صـ۲۸ کا دوسرا صفحہ ۳ کا تیسرا صفحہ ۱۴ کا بے ربط قطع و برید کر کے ایک کفریہ مضمون بنایا جس کے خلاف اسی کتاب کے صفحہ ۱۰ پر تصریح موجود ہے بحث ختم نبوت میں اس پر بحث گذر چکی تفصیل کے واسطے شہاب ثاقب السحاب المدرار ملاحظہ ہو۔

دوسرا اتہام خدا کے جھوٹے ماننے کا مولانا گنگوہی رحمہ اللہ پر فرضی ہے کہ ان کا کہیں کوئی فتوی یا اس کا فوٹو دیکھا حالانکہ آپ کی مطبوعہ فتاوی رشیدیہ حصہ اول کے صـ۱۱۸ پر اس کی زبردست تردید موجود ہے اور قطع الوتین کے صفحہ ۹ پر اس فتوی کے بے اصل بہتان ہونے کی ان کے اپنے خط سے تصریح موجود ہے۔

تیسرا حوالہ براہین قاطعہ کا چوتھا حفظ الایمان کا ہے جن کا بہتان اور مغالطہ (علم میں مقابلہ) کے عنوان کے تحت پیش کر چکا ہوں۔ مولانا شیخ الہند رحمہ اللہ کے شعر میں لفظ ثانی بمعنی تابع اور دوم کے معنی میں ہے جیسا کہ حضرت حسان رحمہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائش پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں پڑھا کہ۔

ے وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد ⁂ طاف العدو بہ اذا الجبلا

وکان حب رسول اللہ وقد علموا ⁂ من البریۃ لم یعدل بہ رجلا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کی آنحضرت علیہ السلام نے تائید فرمائی۔ کہ صدقت یا حسان ھو لھا قلت۔

(درمنثور ج ۳ صفحہ ۲۴)

پس یہاں مغالطہ صرف لفظ ثانی بمعنی مثل کے استعمال میں تھا وہ دفع ہو گیا کہ بمعنی تابع اور دویم کے مستعمل و مراد ہے۔

یوں ہی دوسرے اشعار بھی بے غبار ہیں تنگی وقت کی وجہ سے ترک کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ کیس سے زیادہ متعلق نہیں فتاوی رشیدیہ کے میلاد وغیرہ کی نسبت حوالجات چونکہ غیر متعلق ہیں لہٰذا تفصیل کی ضرورت نہیں صرف یہ گزارش ہے۔ کہ وہ سب قطع و برید کر کے متکلم کی اسی کتاب کی تصریحات کے خلاف نقل کئے گئے ہیں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو سیف یمانی الحمد اللہ کہ اس بہتان کا بھی بے بنیاد ہونا ثابت ہو گیا

(گواہان مدعیہ کے صریح کذب)

پنجم

پھر گواہان مدعا علیہ نے اس کے مختار نے متعدد غلط بیانیاں کی تھیں اس پر فرضی اس پر پردہ ڈالنے کے واسطے فرضی کذب کے بہتان صریح کذب کا نام دے کر (۵) نقل کئے جن میں سے ایک نمبر (۵) عدالت نے کاٹ دیا اب صرف (۴) نمبر رہے جن کا مختصر جواب پیش ہے گو وہ زیادہ جواب کے لائق ہی نہ تھے مگر بہرحال مغالطہ کا انکشاف ضروری ہے۔

(پہلا کذب)

گواہ مدعیہ الف نے کہا کہ مرزا صاحب نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو خالق جانا الخ اور حوالہ آئینہ کمالات کا دیا حالانکہ وہیں ہے کہ یہ خواب ہے اور اس کی یہ تعبیر ہے یہ صریح کذب ہے۔

(الجواب)

یہ صرف بہتان اور غلط بیانی ہے۔ اوپر [illegible] الا اللہ کے ہیڈنگ کے تحت اس کا ثبوت مفصل گذر چکا۔ اس میں نہ صرف خدائی کا ذکر ہے بلکہ تیقنت [illegible] بھی ہے کہ میں نے یقین کامل کر لیا کہ یقیناً ہو بہو خدا ہوں۔ باقی [illegible] خواب قرار دیا ہے یہ بھی مغالطہ ہے اولاً تو مرزا صاحب کا خواب بھی وحی ہے۔ جیسا کہ مسلمات سے گذر چکا۔

نیز مرزا صاحب نے خود اس کا ترجمہ کتاب البریہ میں یہ کیا کہ "میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا" بہرحال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں ایک حرف بھی جھوٹ نہیں کشف و تعبیر وغیرہ کی تاویلات و مغالطہ سب نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ جوابالجواب کے ابتدائی اوراق میں گذر چکے عدالت خود وہیں سے ملاحظہ فرمائے تمام تاویلات کا مرزا صاحب کی تصریح سے خاتمہ کر دیا گیا ہے۔

(دوسرا کذب)

گواہ مدعیہ الف نے مرزا صاحب کی طرف بحوالہ البشریٰ ج ۲ صفحہ ۷۹ منسوب کیا ہے کہ خدا نے ان سے کہا کہ "جس طرح میں قدیم و ازلی ہوں اس طرح تیرے لیے میں نے ازلیت کے انوار کر دیئے ہیں اور تو ہی ازلی ہے" یہ عبارت البشریٰ میں نہیں

(الجواب)

یہ بھی محض بہتان ہے اس کا مفصل جواب "داصلی وا صوم و اسهر و انام" کے تحت گذر چکا۔ اور یہ بھی بتلا چکا کہ گواہ الف نے وہاں کی عربی عبارت کا ترجمہ اپنے الفاظ میں کیا ہے البشریٰ کا ترجمہ نقل نہیں کیا اور نہ وہ ترجمہ اردو مرزا صاحب کے متبعین کو مسلم ہے۔ خود مختار مدعا علیہ بابو منظور الٰہی کو جو محکمہ تار کے کلرک ہیں عربی سے ناواقف بتایا ہے۔ پس وہاں عربی الفاظ موجود ہیں گواہ مدعیہ الف نے مطلب خیز ترجمہ کر دیا اس میں کذب کا شائبہ بھی نہیں۔ مفصل بحث اوپر گذر چکی وہیں سے ملاحظہ فرمائی جاوے۔

(تیسرا کذب صریح)

گواہ مدعیہ ع ب نے بحوالہ توضیح مرام مرزا صاحب کی نسبت بیان کیا کہ مرزا صاحب "ملائکہ سیاروں کی روح کو مانتے ہیں"۔

(الجواب)

اب جب کہ بسلسلہ عنوان ملائکہ اس کے تمام حوالے پیش ہو چکے اور ثابت ہو چکا کہ مرزا صاحب کے نزدیک ملائکہ نفوس فلکیہ و ارواح کواکب ہی کا نام ہے پس اب اس کی تصدیق کے واسطے کسی اور شئی کی ضرورت نہیں اور غالباً اب تو مختار مدعا علیہ کی بھی غلط فہمی کا ازالہ ہو چکا ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(چوتھا کذب صریح)

گواہ مدعیہ ب نے بحوالہ توضیح المرام یہ ظاہر کیا۔ کہ مرزا صاحب کے نزدیک "دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ نجوم کی تاثیر سے ہو رہا ہے" الخ۔

(الجواب)

یہ بھی غلط بیانی ہے اس کی توضیح بھی بسلسلہ عنوان ملائکہ گذر چکی ایک اور عبارت مرزا صاحب کی توضیح مرام صفحہ ۳۸ سے پیش ہے۔

"اور آج تک کسی نے اس امر میں اختلاف نہیں کیا کہ جس قدر آسمانوں میں سیارات اور کواکب پائے جاتے ہیں وہ کائنات الارض کی تکمیل اور تربیت کے لیے ہمیشہ کام میں مشغول ہیں تا آسمانی کواکب کا دن رات پر اثر پڑتا ہے"

غرض اس میں کذب کوئی نہیں۔

یہ دوسری بات ہے کہ مختار مدعا علیہ اس میں کچھ تاویل کرے مگر تمام تاویلات کا مفصل جواب ہیڈنگ ملئکہ کے تحت پیش کر چکا ہوں۔

(پانچواں کذب)

گواہ مدعیہ ۲ نے بجواب جرح ۱۲ ر اگست کو یہ جھوٹ بولا کہ "مسیلمہ کذاب نبوت مستقلہ کا مدعی نہیں اس نے اسلامی شریعت کے خلاف کوئی شریعت قائم نہیں کی" الخ۔

(الجواب)

اس میں ایک حرف بھی غلط نہیں وہ تو تابع یا شریک نبی بننا چاہتا تھا۔ یہی قرآن پڑھتا تھا یہی نماز یہی اذان تھی یہی روزہ و حج اسی شریعۃ پر عمل کا ادعا معمولی ترمیمات اس سے زائد نہ تھیں جو مرزا صاحب نے کیں بہر حال یہ صرف مغالطہ ہے کوئی بھی کذب نہیں باقی گواہ ۳ اور حجج الکرامہ سے اس کے خلاف دکھانا اس کا جھوٹ ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ اس میں متقدمین نے اختلاف کیا ہے اور دونوں طرف اکابر ہیں اور اصول ہے جب اسلاف میں کوئی مسئلہ مختلف فیہ ہو جائے تو اسلاف جسے چاہیں عمل در آمد بنائیں۔ بس گواہ ۲ نے اپنی تحقیق اپنے علم کے مطابق اور ۳ نے اپنی تحقیق پیش کر دی نہ اس میں کوئی جھوٹ ہے نہ تعارض۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(چھٹا کذب صریح)

گواہ مدعیہ ۱ نے ۱۲ اگست کو بجواب جرح کہا کہ ہم احمد رضا خان بریلوی کے فرقہ کو کافر نہیں کہتے احمد رضا خان کو بھی کافر نہیں کہتے اس کے کلام میں تاویل کرتے ہیں یہ سراسر جھوٹ ہے۔

(الجواب)

جھوٹ جب ہوتا کہ اس کی یا اس کے کسی مسلم بزرگ کی تحریر و تقریر اس کے خلاف پیش کرتے حالانکہ نہ پیش کر سکے۔ کرکب بیانی جو اس مرحلہ پر پیش کی تھی اس کی غلط بیانی عیاں ہو چکی ہے کہ وہ ان سے ان کی مسلمات پر استفسار رہے نہ ان پر فتوی کفر اس سے قبل مفصل گذر چکا وہیں سے ملاحظہ ہو۔ نیز حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی فیض آبادی کے شہاب ثاقب کے صفحہ ۱۲ کا جو حوالہ دیا ہے اس میں کہیں بھی ان کی تکفیر نہیں کی ہاں سختی سے جواب ضرور دیا اور ان کی خیانتیں واضح کی ہیں۔

(ساتواں کذب)

گواہ مدعا علیہ ۱ نے ۱۲ اگست بجواب جرح کہا کہ حدیث من ترك الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر یہ کہا کہ امت اس کے معنی یہ سمجھتی ہے کہ کفر کا سا فعل کیا الخ۔

(الجواب)

اس کا مفصل جواب متعارضات کے سلسلہ میں اس سے قبل گذر چکا اب اعادہ کی ضرورت نہیں بہر حال یہ بھی قول سرتاپا صداقت ہے کذب کا شائبہ تک نہیں بلکہ اسے کذب بتانا ہی ایک کھلی ہوئی کذب بیانی ہے۔

(آٹھواں کذب)

گواہ مدعیہ ۲ نے بجواب جرح ۲۴ اگست کو کہا کہ مرزا صاحب نے اپنی کسی کتاب میں وحی کو جمع نہیں کیا اور نہ انہوں نے کسی خاص کتاب کو شریعت قرار دیا لیکن ان کی جو وحی جس جس کتاب میں درج ہے وہ وحی شریعت جدیدہ ہے۔

(الجواب)

اس میں جھوٹ کیا ہے جب کہ اپنی تمام وحی کو قرآن پاک کی طرح سمجھتے ہیں جیسا کہ اوپر حوالوں میں گذر چکا تو آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت جدیدہ ہونے میں کیا شک ہے۔

نیز اربعین کا حوالہ متعلقہ نبوت تشریعی کو بھی کہ جس پر شریعت کسے کہتے ہیں" الخ بھی اس سے ملا لیا جائے

تو صداقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔

(نواں کذب)

گواہ مدعیہ ۲ نے ۲۴ر اگست کو بجواب جرح کہا کہ۔

" مرزا صاحب نے ازالہ اوہام کے بعد قرآن کو آخر الکتاب نہیں مانا۔"

(الجواب)

اس میں جھوٹ ہی کیا ہے اس کے بعد مدعی نبوت و وحی نبوت ہوئے اور اپنی وحی قرآن کی طرح ماننے لگے

پھر قرآن آخری وحی اور آخری کتاب کیونکر رہا۔

(دسواں کذب)

گواہ مدعیہ ۳ نے ۲۹ر اگست بجواب جرح کہا کہ۔

"مکتوبات ج ۲ صفحہ ۹۹ مکتوب ۵۱ میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہ کشفی ہے یا الہامی۔"

(الجواب)

یہ بالکل صحیح ہے مختار مدعا علیہ کی اس سے خود ناواقفی ہے۔ اوپر حوالہ پیش کر چکا ہوں کہ یہی مکتوب جس

جگہ ختم کیا ہے وہیں فرمایا ہے۔ کہ یہ مجھے بطور علم لدنی سکھایا گیا ہے۔ جو صراحتہً ہے اس امر کی کہ یہ کشفی ہے۔ نیز

کشفی کے اور بھی ثبوت اوپر جہاں یہ حوالہ آیا ہے پیش کر چکا ہوں صرف اپنی ناواقفی سے دوسری تحقیق غلط اور کذب

بتانا نامناسب امر ہے۔ نیز مختار مدعا علیہ نے حوالہ آخر سے کاٹ کر نقل کیا تاکہ اصل حقیقت پوشیدہ رہے یہ

بھی ایک خیانت ہے۔

(گیارہواں کذب)

گواہ مدعیہ ۳ ۲۸ر اگست بجواب جرح مسلم الثبوت ج ۲ صفحہ ۱۹۵ پھر اس کا مفہوم اس سے نقل کیا اور

تبصرہ یہ کیا کہ یہ مفہوم غلط ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الجواب)

مختار مدعا علیہ کی سمجھ میں نہ آئے یہ دوسری بات ہے باقی مفہوم بالکل صحیح مراد متکلم کے موافق دوسری تصحیح کے مطابق ہے۔

(بارہواں کذب) ۱۲

گواہ مدعیہ ۳ نے ۲۸ر اگست کو بجواب عبارت فقہ اکبر صفحہ ۱۴۷ کی عبارت ہے الخ یہ مفہوم صحیح نہیں۔

(الجواب)

یہ مفہوم بالکل صحیح ہے اور اگر مغالطہ دینا مقصود نہیں تو مختار مدعا علیہ کی غلط فہمی ہے یہ دوسری بات کہ اُس کے نزدیک کفر و اسلام کا کوئی اور معیار ہو۔ پھر خود جو مفہوم پیش کیا ہے اُس سے اُس کی واقفیت کا بھی پتہ چلتا ہے کسی ایک ٹکڑے کو لے کر مطلب بیان کرنا اور بات ہے اور مصنف کے مسلک کا لحاظ کرتے ہوئے اس کا مفہوم ادا کرنا اور ہے۔

NarseIslam
Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

(تیرہواں کذب) ۱۳

گواہ مدعیہ ۴ نے ۳۱ر اگست کو بجواب حدیث علماء ہم الخ۔

(الجواب)

گواہ مدعیہ ۴ نے جو مفہوم حدیث لکھایا ہے وہ دیگر احادیث صحیح کی روشنی میں ہے اور وہی صحیح و درست ہے مگر مختار مدعا علیہ اپنے تصنیف کردہ مطلب کو صحیح بتاتا ہے۔ اُسے اختیار ہے مگر اُسے جھوٹ نہیں کہہ سکتے اسلاف کے مطابق وہی ہے۔ مفصل طوالت طلب ہے لہٰذا ترک کرتا ہوں عدالت خود ملاحظہ فرمائے۔

(چودہواں کذب) ۱۴

گواہ مدعیہ ۴ نے ۳۱ر اگست بجواب جرح کہا کہ مکتوب جلد دوم صفحہ ۱۰۷ میں جو لکھا ہے مکاشفہ ہے الخ۔

(الجواب)

اس کا جواب (۱۰) میں دے چکا اس مکتوب کے آخر میں اس کی تشریح ہے کہ یہ اُن کی خصوصی علم لدنی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کشفی سے ہے ۔ آخر مکتوب کے لفظ حذف کر کے مختار مدعا علیہ نے اوپر حوالہ پیش کیا ہے جیسا کہ عرض کر چکا ۔

غرض یہ کہ ایک بھی جھوٹ ثابت نہ ہو سکا ۔ اور
بحمد اللہ گواہان مدعیہ کی شہادتیں بالکل بے لوث رہیں

وجہ ہفتم ۔

قطب الوقت حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

اس سلسلہ میں مختار مدعا علیہ نے وہی استدلال انہیں مصنوعی الفاظ کے ساتھ نمائشی حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے محامد ذکر کرتے ہوئے جس طرح شہادت میں اشارات فریدی کے بعض حوالے پیش کئے تھے یہاں بھی وہی پیش کئے ۔

حالانکہ جرح میں جب کہ حضرت قبلہ خواجہ صاحب رح کے متعلق دریافت کیا گیا تو یہ جواب دیا کہ میرے واجب الاطاعت مسلّم بزرگ نہیں اور احمدی (مرزائی) ہونے کے بعد دیگر احمدیوں (مرزائیوں) کی طرح ہوں گے یعنی خدا نخواستہ جب کہ ان کے متبعین بھی مرزا صاحب کی امت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے خارج ہو کر ملجائیں تو دوسرے احمدیوں کی طرح ہو سکیں گے ۔

اور ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرزا صاحب کی بیعت میں باوجود دعوت پہنچنے کے شامل نہ ہوئے ۔ پس مرزا صاحب کا فتویٰ ان کے متعلق ان کے اس اصول سے معاذ اللہ یہ رہا ۔ کہ بہرحال جب کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں اور خدا تعالے کے نزدیک قابل مؤاخذہ ہے ۔

(فتاوی احمدیہ صفحہ ۳۰۸)

حضرت خواجہ رح مرزا محمود صاحب کی نگاہ میں

کُل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہ ہوئے خواہ انہوں نے ان کا نام تک بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں ۔"

(آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

اور باقرار گواہان مدعا علیہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز مرزا صاحب کی بیعت میں شامل نہ ہوئے ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(باوجود بزعم فریق مدعا علیہ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز بھی مرزا محمود صاحب کے نزدیک عیاذاً باللہ پکے کافر ہیں) "جو آپ کو رسول نہیں مانتا خواہ زبان سے کتنی ہی مدح سرائی کرتا ہو وہ بھی پکا کافر ہے۔"

(آئینہ صداقت صفحہ ۸۶)

پس صرف اپنی مطلب براری اور حکام ریاست کو فریق مدعیہ کی طرف سے بدظن کرنے کے واسطے یہ شہادت انہوں نے اس انداز میں پیش کی حالانکہ اُن کے متعلق ان کے اصولی وہی خیالات بلکہ اس سے بڑھ کر ہیں جو اوپر نقل ہوئے بخلاف فریق مدعیہ کے وہ ان کو درحقیقت قطب وقت۔ شیخ طریقت اپنا مقتداء پیشوا اور مسلم بزرگ تسلیم کرتاہے اور انہیں کی تصریح کے مطابق فرقہ احمدیہ کو فرقہ ناریہ یقین کرتاہے اور دنیا میں ان کا متبع اور آخرت میں اُن کے ساتھ اپنے حشر کا متمنی ہے۔

مختار مدعیہ نے اس شہادت کے متعلق گواہان مدعا علیہ کے مسلما اقرار واصول اور حقائق کی روشنی میں جو اس پر بحث کی تھی اُس کی مندرجہ ذیل تاویلات کیں۔

(خلاصہ تاویلات)

(۱) مختار مدعیہ نے حضرت خواجہ صاحبؒ کے تقدس پر بیجا طعن کیا کہ آپ نے فیصلے کے وقت کوئی تحقیق نہ کی تھی۔

(۲) آپ نے کافر کہنے والوں کو غلطی پر بتایا جو بلا اعلیٰ درجہ کی تحقیق کے نہیں ہو سکتا۔

(۳) مختار مدعیہ کا یہ کہنا کہ خط میں صرف مرزا غلام احمد لکھا نہ کہ مسیح موعود و مہدی مسعود یا کوئی اور ایسا لفظ نہیں کیونکہ مرزا صاحب اسے پسند نہیں کرتے تھے۔ پھر بھی آپ کو اعز الاحباب لکھا۔

(۴) دیگر خطوط میں مجموعہ محاسن وغیرہ کے الفاظ ہیں۔

(۵) مندرجہ ذیل الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ واقف علی مقام
تعظیمك قبل الرؤیة وما جرت کلمة علی لسانی الخ معترف بصلاح الخ
موقن بانك من عباد اللہ الصالحین اد نیت الفضل الخ
"مرزا صاحب مرد نیک وصالح است" نیک مرد کہ اہل سنت والجماعت است الخ
"تمام کلام او مملو الخ" مرزا صاحب میں مہدی و عیسیٰ ابن مریم کے اوصاف پائے جاتے ہیں الخ۔

(۶) مندرجہ ذیل امور دال ہیں کہ مرزا صاحب کے متعلق بعد تحقیق فتویٰ دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) الفاظ مذکورہ بالا۔

(۲) خلیفہ اول کی ملاقات اور مرزا صاحب کے متعلق گفتگو۔

(۳) مرزا صاحب سے خط وکتابت جاری رہی جس میں اس کا ذکر ہے۔

(۴) لیکچر جلسہ اعظم کا پڑھنا۔

(۵) مخالف علماء کا جانا اور ان کے وجوہات کفریہ کو کفر نہ سمجھنا اور علماء کو غلطی پر بتانا ملی وقت الخ صفحہ ۸۷، صفحہ ۹۹ و ۱۰۰۔

(۶) عبارت مرزا غلام احمد قادیانی الخ صفحہ ۱۷۹۔

(۷) نور فراست سے بھی اولیاء صادق کو پہچانتے ہیں۔

(۸) انجام آتھم جو ۱۸۹۶ء میں شائع ہوئی اور اس میں دعاوی و چیلنج مباہلہ تھا وہ بھی آپ کو پہنچی۔

(۹) کچھ قابل اعتراضات الہامات کا بھی اس میں جواب تھا۔

(۱۰) مسیلمہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

(ل) کافر و اکفر است صفحہ ۱۰۹ ج ۳ اشارات فریدی۔

(ب) ہفتاد فرقہ کہ مردود اند و اہل نار۔ (فوائد فریدی صفحہ ۳۰)

(۱۱) چوڑھے چمار کو عباد اللہ الصالحین فرمانے کا کوئی بھی ثبوت پیش نہ کیا۔

(۱۲) مختار مدعیہ کو مسلم ہے کہ عباد اللہ الصالحین بھی ایک شہادت ہے پھر خواجہ صاحب کی طرف کسی اور نے اس کی نسبت کیوں نہ شہادت دی۔

(الجواب)

(۱) یہ غلط اور محض جھوٹ ہے بلکہ جس قدر اُن کے سامنے تحقیق حکیم نورالدین صاحب یا مرزا صاحب کی کتاب انجام آتھم جس قدر بھی سنی اس سے ہوئی ان پر حکم نہ دیا دیگر کفریات خصوصاً دعویٰ نبوت اور ختم نبوت کا انکار اور حقیقۃ الوحی کے ناقابل برداشت کفریات اس وقت نہ تھے اور نہ انہیں پہنچے۔

یہی کب ثابت ہے کہ یہ خط من و عن حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے بلکہ اغلب یہ ہے کہ اُن کا نہیں بلکہ غلام احمد اختر احمدی کا اس میں اضافہ ہے اور جعل سازی ورنہ حضرت صاحب ؒ ہرگز اپنے قلم مبارک کی تصنیف یعنی نسخہ مبارکہ فوائد فریدی میں احمدی فرقہ کو فرقہ مردودہ اور ناری وجہنمی قرار نہ دیتے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) اُن دلائل کی رو سے جو وہ پیش کرتے تھے ضرور خاطی بتایا ہوگا اس وقت ان کے تمام کفریات قطعیہ سامنے نہ تھے صرف انجام آتھم کی توہین جیلیے تھی اس پر مرزا صاحب کا اپنے بچاؤ کا ایک مصنوعی نوٹ بھی ہے۔

پھر غلام احمد اختر نے نیز حکیم نورالدین صاحب نے ان کفریوں کے خلاف واقع شہادت دی حکم ظاہر پر دیا جاتا ہے نہ کسی کے باطن پر علمائے اسلام نے بھی جب تک صرف وہی امر تھا کفر میں احتیاط اور متفقہ فتویٰ نہ دیا مگر بعد میں کفر بے نقاب ہونے کے خصوصاً ۱۹۰۱ء سے متفقہ تمام علماء و مشائخ نے تکفیر کی اگر حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز اس عالم ظاہر میں رونق افروز ہوتے تو وہ بھی مرزا صاحب کو کافر بتا کر ناموس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں کافی سے زائد حصہ لیتے۔

(۳) اب اس پر لکھنے کی ضرورت نہیں اُس کے اجزاء سب مفصل آ رہے ہیں۔

(۴) پس اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مقدس اسلام کی درحقیقت مرزا صاحب نے جس قدر توہین عظیم کی ہے اور تمام صحابہ رض اور اہل بیت کرام اور اولیاء اللہ کو جو منہ میں آیا کہا ہے حضرت قبلہ قدس سرہ کو پہنچتی تو مرزا صاحب کے فتویٰ تکفیر پر سب سے پہلے حضور قبلہ کے دستخط ہوتے اور اُن کے تمام متبعین کو اسی وقت نہ صرف ریاست بلکہ تمام اُن کے حلقہ اثر سے شہر بدر کرایا جاتا۔ انہیں تو حکیم نورالدین صاحب نے خلاف واقع بیان اور مرزا صاحب نے اپنے قول ع ہر بوت را بروشد اختتام سے مغالطہ دیا ہے اور اگرچہ صاحب نسبت حضرات پر ایسے امور غیبیہ ہی منکشف ہوتے ہیں۔ مگر یہ ہر وقت لازمی اور اخفیائی نہیں۔

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم — گہے بر پشت پائے خود نہ بینم
مے شود پردہ چشم کا م گاہے — دیدہ ام ہر دو صاحباں را بنگاہے گاہے
منزلے عشق بسے دور دراز است ولے — مے شود جادہ صد سالہ بگاہے گاہے

نیز مقربان بارگاہ اسرار الٰہیہ اور امور غیبیہ کو عوام پر واضح کر کے پردہ فاش نہیں کرتے حکم ظاہری پر لگاتے ہیں تاکہ ناموس شرع پر کوئی حرف نہ آئے پھر اس فرقہ احمدیہ کو مردود و ناری بتانا اور مرزا صاحب کو کشف و الہام میں خاطی ماننا اسی زمرہ سے ہے۔

(۵) مرزا صاحب پسند کرتے یا نہ مگر مسیح موعود و مہدی مسعود مان کر صرف الٰہی مرزا صاحب غلام احمد بلا کسی القاب و آداب کے لکھنا کبھی عقل باور نہیں کر سکتی۔ معمولی معمولی انسانوں کو تو اعلےٰ اعلےٰ القاب لکھے جائیں مگر مسیح دوران و مہدی زمان کو کچھ نہیں صرف مرزا غلام احمد معلوم ہوا کہ ان دعاوی کی تصدیق کا الزام محض

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہتان ہے۔ بلکہ اغلب یہ ہے کہ ان تک یہ پہنچی ہی نہیں کیونکہ بالاستیعاب کسی کتاب کا سُننا یا دیکھنا ثابت ہی نہیں۔ اور خود ایسی فوائد فریدی میں حضرت قبلہ قدس سرہٗ نوراللہ مرقدہٗ عیلٰےؑ ابن مریم کی حیات و نزول اور عیلٰےؑ اور مہدی کو وہ علیحدہ علیحدہ شخصیتیں اور مہدی کو آنحضرت کے محمدؐ کے نام کے ہمنام اُن کے والد کا نام عبداللہؓ اور والدہ آمنہ اہل بیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونا بلکہ تمام اہل سنت والجماعت کے معتقدات مفصلاً اپنے عقائد کے سلسلہ میں بیان فرماتے ہیں۔ جس کے بعد ظاہر ہے۔ اگر یہ دعاوی اسے پہنچتے تو ہرگز مسیح موعود نہیں تسلیم کرتے بلکہ تکذیب و تکفیر میں سب سے پیش پیش ہوتے۔

۷ اولاً یہ تمام الفاظ غلام احمد اختر احمدی یا اُن کے دوست ملاّ رکن الدین صاحب کے بڑھائے ہوئے ہیں جن سے حضرت قبلہ نوراللہ مرقدہٗ کا دامن قدس پاک ہے۔ اور آپ کے صاحبزادے خواجہ محمدؐ بخش رحمۃاللہ علیہ جب ان الفاظ پر مطلع ہوئے۔ تو فرمایا اس سے ملا رکن الدین نے اپنی عاقبت خراب کر دی وہ قلمی تحریرات اب تک اُن کے خلفاء کے پاس ہیں نیز وہ روایات ان کے متوسلین میں مشہور ہیں ہم تحریرات پیش کرنا چاہتے تھے۔ عدالت نے حسب ضابطہ اجازت نہ دی آج عدالت اجازت دے ہم پیش کر سکتے ہیں۔
نیز ان میں کوئی بھی لفظ اُن کی نبوت وغیرہ کی تصدیق کے نہیں۔ معلوم ہوا کہ دراصل تمام حقیقت حال کی آپ کو اطلاع نہ دی گئی۔ ملا رکن الدین صاحب اور غلام احمد اختر نے مل ملا کر یہ سازشیں کیں۔

(۸) ہرگز نہیں یہ امور تحقیق مکمل پر دلالت نہیں کرتے الفاظ مذکورہ کے متعلق اوپر عرض کر چکا ہوں مفصل ابتدائی بحث میں ملاحظہ ہو۔ حکیم صاحب کی ملاقات ہی اس امر کی دلیل ہے کہ اصل واقع پیش نہیں ہوا بلکہ حُسن عقیدت اور صفائی کا حکیم صاحب نے اظہار فرمایا۔ حضرت صاحب نوراللہ قدسہٗ نے باور کر لیا اولیاء اللہ کے ایسے ہی وسیع اخلاق ہوتے ہیں۔ وہ دُنیا داروں کی طرح امور میں کرید نہیں کرتے اور نہ اُس کے مکلف ہیں حضور قبلہ تو دنیا سے کنارہ کشی مراقب ذات صفات تھے۔ انہیں ان امور سے شغف تھا اور مہلت ہی کب تھی۔ صوفیائے کرام کسی کو بُرا نہیں کہتے۔ حتیٰ کہ اپنے دشمن کو۔ ریاست کے باشندے بھی واقف ہیں۔ کہ اُن کے معاملات اُن لوگوں کے ساتھ کیا ہے جنہوں نے انہیں گالیاں دیں۔ اور برا کہا۔
خط و کتابت اور تقریر جلسہ اعظم میں کوئی بھی کفریہ دعویٰ والہام نہیں خط و کتابت میں تو اسلامی عقیدہ۔
جا ہر نبوت مابرو شد اختتام سے مغالطہ دیا ہے۔ اُس کے بعد پھر ہر نبوت کے عموم کو باطل قرار دے کر خود نبی اور انبیاء سابقین سے افضل اور سیدالانبیاء کے ہمسر بلکہ کچھ بڑھ کر بن گئے ہیں۔
یوں ہی اُس تقریر کے بعد اپنی کتب میں کوئی بھی کفریہ نہ چھوڑا۔ جو نہ لکھا ہو۔ خصوصاً سنہ ۱۹۰۱ء سے بعد۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالف علماء کے وجوہ کفر انجام آتھم کے نوٹ اور غلام احمد اختر اور حکیم نورالدین صاحب مغالطہ آمیز صفائی کے بعد یقیناً قابل اعتماد نہ سمجھے ہوں گے۔ حضور قبلہ نوراللہ مرقدہ یہ سمجھنا اس وقت حق بجانب ہے۔ اور اس وقت دیگر علماء کا بھی متفقہ فتویٰ نہ تھا اور نہ صرف اسی کتاب پر فتویٰ کفریہ ہے اصل معاملہ تو ۱۹۰۱ء کے بعد جب نبوت سے پردہ اٹھا اور کھل کے تمام اپنی گول مول دعاوی و الہامات کفریہ کا شرع کی اور دین کی بنیادوں پر زبردست ضرب کاری لگائی اور انبیاء کرام حتیٰ کہ سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اہل بیت و اولیاء، اقطاب و ابدال کی توہین کیں اس وقت متفقہ عرب و عجم کے علماء و مشائخ غرض کہ تمام فرق اسلامیہ نے کافر بنایا اور آج روئے زمین پر کوئی بھی فرقہ انہیں مسلمان نہیں کہتا۔ بلکہ اسلام کا سب سے زیادہ دشمن انہیں کو شمار کرتا ہے۔ اس سلسلہ کے دیگر امور کا بھی اس میں جواب آچکا۔

(۹) انجام آتھم پہنچی ہو مگر اول سے آخر تک بالاستیعاب مطالعہ کا ثبوت نہیں نہ کل کے سننے کا نیز اس میں تمام دعاوی بھی نہیں ہیں ۱۹۰۱ء کے جب کہ تمام دعاوی کفریہ بے نقاب ہوئے اس وقت جیسی کوئی کتاب نہ پہنچی اور نہ تھی۔ اور علماء اسلام کا متفقہ کفر دعویٰ نبوت کے پورے اظہار کے بعد اور کفریات کے قطعی الثبوت ہو جانے پر ہوا ہے۔

(۱۰) جب ہی تو مغالطہ ہوا اور کفر کا فتویٰ نہ دیا گیا ورنہ اس کے بعض الہامات حضور قبلہ قدس سرہ العزیز جیسے صاحب بصیرت کے فتوے کفر کے واسطے کافی ہوئے۔ اُس میں پردہ ڈالنے کو کچھ غلط تاویلات مغالطہ آمیز بھی تھیں۔

(۱۱) سیدہ کو جس طرح کافر اکفر بتایا بوجہ دعویٰ نبوت کے اگر مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت پہنچتا تو انہیں بھی اسی طرح کافر اکفر بتاتے۔

ہفتاد فرقہ جنہیں مردود ناری بتایا اُن میں مدعا علیہ کا فرقہ احمدیہ بھی تو ہے۔ اور گواہ ۲ کا جواب جرح کا آخر ہے۔ کہ ہندوستان میں فرقہ احمدیہ صرف مرزا صاحب ہی کا فرقہ ہے نہ کوئی اور۔

(۱۲) چوتھے چہار کے عباداللہ الصالحین ہونے کا ثبوت بحمداللہ ہمارے پاس قطعی اور تحریری موجود ہے۔ اور ہم پیش کر رہے تھے۔ عدالت نے حسب ضابطہ وقت گذر جانے کی وجہ سے اجازت نہ دی تھی آج اگر بے ضابطہ اجازت ہو جائے تو ہم آج پیش کر سکتے ہیں۔

(۱۳) یقیناً عباداللہ الصالحین اگر حضور قبلہ فرماتے تو سوائے ان سازشی حضرات اور خصوصاً غلام احمد اختر احمدی کے کوئی ایک تو خلفاء و مریدین و متوسلین میں تو شاید ہوتا مگر ایک بھی نہیں بلکہ خلفاء اور خصوصاً صاحبزادہ تو اس کی وجہ سے ملا صاحب کو فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنی عاقبت خراب کر لی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز اگر حضور قبلہ اُنہیں مسیح و مہدی سمجھتے تو ہندوستان اور خصوصًا پنجاب اور بالخصوص حضرت کے متوسلین اس سے ناواقف رہتے یا دہ حضرت کی مخالفت کرتے بلکہ سب کے سب اور سب سے پہلے خلفاء داخل سلسلہ ہوتے مگر بحمداللہ آج تک سوائے غلام احمد اختر کے جو پہلے سے احمدی تھا ایک بھی احمدی نہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ یہ سب سازشی کارروائی تھی حضور قبلہ کا دامن اقدس اس سے بالکل پاک ہے۔ فللّٰہ الحمد۔

(بعض اعتراضات کے جواب کا جواب الجواب)

(۱) صرف انجام آتھم یا اس کے ضمیمہ میں خطوط کا شائع ہونا اور اس کی تائید صرف اسی سازش کارروائی غلام احمد اختر پر منحصر ہونا اُن خطوط کے مشکوک ہونے پر کافی تھا۔ پھر کسی خلیفہ کی تائید نہ حاصل ہونا بلکہ اپنی مجلسوں میں زبردست تردید حتیٰ کہ اسے ملا صاحب کی بربادی عاقبت کا سبب بتانا ایسے واضح امور تھے کہ جس کا جواب ہی ناممکن تھا۔

مختار مدعاعلیہ سے کوئی معقول تاویل بھی نہ بن سکی صرف یہ کہہ کر ٹالا کہ اس سے کیا اگر کسی دوسرے نے نہ شائع کیا اور کسی نے تردید نہ کی اولاً مرزا صاحب کی کتابیں کون مسلمان بلا ضرورت دیکھتا ہے پھر اشارات میں ان خطوط سے کیسے دلچسپی ہوگی نیز میں تو عرض کر چکا کہ خلفاء اور خصوصًا صاحبزادہ بھی بعد اطلاع اس سے اظہار بیزاری فرماتے رہے۔ اور اُسے ملا صاحب کا افتراء اور سوء عاقبت کا سبب فرماتے رہے۔ آج بھی بحمداللہ چاچڑاں شریف کی گدی آباد ہے۔ اور اس کے زیب سجادہ سے تصدیق کی جا سکتی ہے۔

یہ کہنا کہ شائع کیوں نہ کیا اس کا جواب یہ ہے۔ کہ صوفیائے کرام کو اشاعت و اشتہارات و طباعت کی فرصت نہیں ہوتی وہ ہمہ وقت ذکر و شغل میں مشغول ہوتے ہیں اور ذکر و شغل میں مصروف رہتے ہیں پھر زبانی اشاعت اتنی ہو چکی تھی کہ اشتہارات کی ضرورت ہی نہ تھی اسی کا تو اثر ہے کہ ایک بھی خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا غلام مرزا صاحب کے زمرہ میں نہ شامل ہوا بلکہ سب کے سب تمام مسلمانوں کی طرح انہیں مرتد و کافر سمجھتے رہے اور سمجھتے ہیں۔ یہ کہنا کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ رسالہ و خطوط پہنچے آپ نے تردید نہ کی یہ بھی غلط ہے کیونکہ اور موثق ثبوت سوا اس مشتبہ اشارات فریدی کے نہیں جس پر اعتماد ہو سکے۔ اگر تائید کرتے تو کوئی ایک تو شاہد اور موید ہوتا۔

(۲) مرزا صاحب کے کشف کو جب غلطی پر محمول فرماتے ہیں تو یہ کہنا کہ انہوں نے تصدیق کی محض مغالطہ ہے اور یہ کہنا کہ لوگوں کے بہلانے کو کہا کہ زیادہ سے زیادہ خطا کشف میں مان لو اس سے زائد مضحکہ خیز ہے اور کیا یہ پھر کشف کی غلطی کے مطالب کی توضیح مکتوب وغیرہ سے سب بیکار ہے مسیح موعود اور مہدی مانتے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر ان کے کشف جو بمنزلہ وحی کے تھا غلط اور خطا والا بتاتے ناممکن نہ تھا یہ سب بیکار تاویلیں ناقابل التفات ہیں۔

(۳) اس کا جواب کہ مرزا صاحب کے آدمیوں نے سازشی طور پر خلاف واقعہ صفائی پیش کر کے حضور قبلہ قدس سرہ العزیز کو مطمئن کر دیا کچھ نہ ہو سکا بلکہ غلط پروپیگنڈے کے طور پر تاویلیں کیں کہ اس سے تو یہ قول بہرحال تسلیم ہی کر لیا۔ حالانکہ یہ جواب بر تقدیر تسلیم و بطور فرض محال تھا ورنہ اس کا ثبوت ہی نہیں جیسا مختصر اوپر اور مفصل اصل بحث میں عرض کر چکا۔

یہ کہنا اس سے زائد ناقابل التفات ہے کہ اس میں حضور قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پر حملہ ہے کہ آپ سے جو شخص جو بھی چاہتا تھا لکھا لیتا تھا اور صادق و کاذب میں فرق نہ کرتے تھے یہ محض مہمل جواب ہے بلکہ مختار مدعیہ کے قول کا ماحصل یہ ہے کہ خواجہ صاحب کے روبرو مرزا صاحب کے متعلقین ان کے خلیفہ اول یا ان کے معتقدین کی شہادتیں ان کی صفائی میں تھیں اور اس وقت اس کے خلاف کوئی مدلل آپ کے روبرو شہادت نہ گذر سکی۔ مولوی غلام دستگیر قصوری نے بناء تکفیر انجام آتھم کی عبارت کو قرار دیا تھا وہاں توضیحی مرزا صاحب کا نوٹ موجود ہے اور یسوع کی توہین کی تاویل کی ہے پس وہ تنہا بلا کسی دوسری خارجی شہادت کے تکفیر جیسے اہم مسئلہ میں کافی و قابل اطمینان نہ تھا پس فتویٰ کفر سے احتراز کیا مگر انہیں بھی عباد اللہ الصالحین میں سے فرما دیا جو مرزا صاحب کے مکفر تھے اس سے خواجہ صاحب رحمہ اللہ علیہ کا صوفیانہ مسلک بھی واضح ہو گیا ورنہ مسیح موعود اور مہدی مسعود کو کافر بتلانے والے کو عباد اللہ الصالحین کہنے کے کیا معنی عجیب بات مسیح موعود بھی عباد اللہ الصالحین سے اور ان کو کافر ماننے والے بھی عباد اللہ الصالحین میں۔ یقیناً خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کا دامن قدس اس سے پاک ہے کبھی بھی وہ مرزا صاحب کو مسیح موعود اور مہدی نہیں مانتے تھے۔

(۴) اس کا کوئی جواب ہی نہیں ہو سکتا کہ بعد تسلیم اس امر کے کہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے مسلمان ہی مانا مگر قبل دعوئے نبوت و اظہار نبوت کے یعنی ۱۹۰۱ء سے پہلے جب کہ ان کو بھی یہی لکھا تھا کہ۔

ع ہر نبوت را بروشد اختتام۔ ورنہ ان پر بھی وہ ہی فتویٰ ہوتا جو مسیلمہ مدعی نبوت پر بوجہ دعویٰ نبوت کے ارشاد فرمایا کہ۔

"در کافر افزاست" ملاحظہ ہو ارشادات فریدی ج ۳ ص ۱۰۹ لہذا مرزا صاحب اور تمام مدعیان نبوت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مرزا صاحب کا فتویٰ آئین کا فر افزا ہونا موجود ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب یہ توجیہ کہ اس قسم کا دعویٰ اور اُس قسم کا یا الہامات ہیں ھو الذی ارسل رسولہ الخ بھی تھا نیز لا غلبن انا و رسلی الخ یا اور اسی قسم کے یہ سب بوجہ نبوت نہ ہونے کے مستور تھے اور دوسرے معانی پر محمول یا خطاء و غلطی پر جیسا کہ اسی اشارات میں کشوف والہام میں خاطی قرار دیا ہے یہ سب تاویلات ہی فضول ہیں جب نبوت پر پردہ پڑا تھا اور بالکل مسلمانوں کی طرح ہر قسم کے مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے اور ہر قسم کے امتی و غیر امتی نئے یا پرانے نبی کا آنا بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے منافی اور کفر بتاتے تھے جیسا کہ ختم نبوت کی بحث میں مفصل گذر چکا۔

(۵) مولوی رکن الدین صاحب سے غلام احمد اختر احمدی کا تعلق اور انہی کا مسودہ خطوط لکھنا تو مسلم ہے اب یہ تاویل احتمالات کسی طور پر نافع نہیں۔ ثبوت بہر حال مشتبہ ہو گیا۔

(۶) اس کا بھی کوئی جواب نہ ہو سکا بلکہ تسلیم کر لیا۔ کہ سوائے غلام احمد صاحب اختر کے اور کسی مرید۔ حتیٰ کہ خود ملا رکن الدین بھی مرزا صاحب کی بیعت میں شامل نہ ہوئے۔ یہ کہہ دیا۔ کہ یہود نے کب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود اپنے انبیاء کی خبر کے مانا۔ گویا یہ سب حضرات جو حضرت قبلہ رحمہ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ جنہوں نے مرزا صاحب کی بیعت نہ کی یا تصدیق نہ کی عیاذاً باللہ یہود کی طرح ہوئے۔

(۷) خواجہ محمد بخش صاحب کا برادر دینی کہنا یقیناً ان کی تمام تحریرات اور ہر قول و فعل کی تائید و توثیق نہیں کرتا۔ بخلاف غلام احمد اختر کو اخویم کہنا۔ ملا رکن الدین صاحب کا تعلق ضرور ثابت کرتا ہے۔ تعلق ہونا اور چیز ہے غلام احمد اختر کو اخویم کہنا و توثیق اور شئے۔

(۸) خواجہ محمد بخش صاحب کی تقریظ میں کہیں بھی یہ نہیں۔ کہ میں نے اسے از اول تا آخر کما حقہٗ مطالعہ کیا ہے نہ عموماً تقریظات میں یہ ہوتا ہے معمولی نظر ڈال کر مولف کے اعتماد بر تصدیق و تقریظ لکھ دی جاتی ہے۔
باقی مریدوں کا طبع کے واسطے اصرار تو حضرت خواجہ صاحب کے ملفوظات کی وجہ سے تھا نہ مرزا صاحب تصدیق کی سازش کارروائی کے لیے۔

اس سے توثیق کیا ہوئی مرزا صاحب کا قول اشارات حضرت خواجہ صاحب کی تصنیف ہے اور گواہان مدعا علیہ کے قول وہ ملا رکن الدین صاحب کی ہے اُس تناقض پر کوئی معقول توجیہ نہ پیش کر سکے صرف تاویلات ناقابل التفات کیں
پھر گواہ کا کبھی یہ کہنا کہ خواجہ محمد بخش صاحب نے سبقاً سبقاً سنی اور پھر سوالات مکرر میں اس کی اصلاح کہ نہیں خود خواجہ صاحب نے سنی دونوں غلط ہیں کیونکہ گواہ نے بجواب جرح ۹ مارچ ۱۹۲۳ء تسلیم کیا ہے کہ اشارات مرتب ہی خواجہ صاحب کے بعد ہوئے۔ اور طباعت و اشاعت بھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ ملا رکن الدین صاحب یا غلام اختر صاحب احمدی کے اقوال تو قابل قبول بلا تامل شک وشبہ ہیں۔ مگر خود حضرت خواجہ صاحب رح کی تصنیف اشارات فریدی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلقاً سب سے آخری نبی ہونا لکھا ہے اور تمام عقاید مرزا صاحب و ان کی جماعت کے خلاف اہل سنت والجماعت کے موافق لکھے ہیں۔ اور اس کے صفحہ ۲۹ اور ۳۰ پر فرقہ احمدیہ کو مردود وناری فرقہ بتایا ہے۔ اس میں بے کار اور بے ربط تاویلات وشبہات نکالے جاتے ہیں اس کا صاف یہ مطلب ہے کہ جو اپنے مطلب کے موافق ہو وہ تو قبول ورنہ رد۔ اور ناقابل قبول۔ جس سے مرزا صاحب کی تصدیق ہو وہ صحیح خواہ سازشی اور فرضی ہی کیوں نہ ہو۔ اور نہایت مستند ومعتبر بھی اگر مرزا صاحب کی تصدیق نہ ہو۔ تو غلط بلکہ احادیث صحیح تک ردی کی طرح پھینکنے کے لائق۔

یہ کہنا کہ مرزا صاحب کے فرقہ کا نام فوائد فریدیہ کی تصنیف تک فرقہ احمدیہ نہ تھا۔ محض مغالطہ ہے۔ اور اس کی تائید تریاق القلوب کے سنہ طباعت سے بھی کافی نہیں۔ کیونکہ زائد سے زائد بغرض تسلیم اس سے یہی ثابت ہوگا کہ گورنمنٹ میں اس نام کو مردم شماری کے لیے رجسٹرڈ کرانے کی درخواست بعد کو کی ہے مگر یہ نہیں کہ یہ نام ایجاد ہی اس سنہ سے ہوا بلکہ پہلے اور ہمیشہ سے ہندوستان میں نام صرف مرزا صاحب کے متبعین کے واسطے باقرار گواہ مدعا علیہا ۲۰۰ مارع مخصوص ہے۔

نیز براہین احمدیہ جو سب سے پہلی کتاب ہے اس کی نسبت بھی اس کا قرینہ موید ہے کہ جماعت کا نام بھی ابتداء سے ہی احمدیہ تھا۔ بہرحال گواہ کے اقرار کے بعد اب یہ تمام احتمالات بے معنی ہیں۔ اور یقیناً حضرت قبلہ مدظلہ تعالی نے اس فرقہ یعنی فرقہ احمدیہ کو فرقہ مردود وناریہ قرار دیا ہے اور باقرار گواہ ہندوستان میں کوئی اس نام کا فرقہ ہی نہ تھا۔ مولانا رشید احمد صاحب کے متبعین رشیدیہ کے نام سے موسوم نہیں جیسا القول الصحیح سے بحث میں پیش کر چکا۔

بہرحال یہ تمام تاویلیں محض بے سود رہیں۔

خلاصہ جواب الجواب متعلقہ شہادت حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اولاً یہ شہادت شہادتی اصول پر محقق اور ثابت نہیں بلکہ اغلب یہ ہے۔ کہ خواجہ صاحب کی نہیں یقیناً غلام احمد اختر احمدی کی سازش ہے۔ جیسا کہ مفصل اصل بحث میں پیش کر چکا ہوں نیز مرزا صاحب کا ان کو منکرین کی فہرست میں شمار کرنا اس امر کو کافی ہے۔ کہ خواجہ صاحب انہیں کافر سمجھتے تھے۔ دوسرے اس پر کسی خلیفہ یا مرید نے اعتقاد نہ کیا نہ مرزا صاحب سے وابستہ ہوئے نہ تصدیق کی نہ بیعت۔

تیسرے یہ بھی ثابت نہیں کہ مرزا صاحب کی کوئی کتاب من اولہ الی آخرہ حضرت خواجہ صاحب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمہ اللہ علیہ نے دیکھی یا سنی ہو ۔ جو تھا ان کے وصال کے بعد مرتب ہوئی ۔
ملا رکن الدین جامع اشارات کی توثیق کے متعلق خواجہ صاحب سے کچھ منقول نہیں ۔ پانچویں ان کے کلام کو طاقت بشری سے خارج بتایا ہے جو خواجہ صاحب ؒ سے متواتر نہیں تمام مرزا صاحب کے دعاوی و معتقدات خواجہ صاحب رحمہ اللہ علیہ کی اپنی کتاب فوائد فریدی کے سراسر مخالف ہیں بلکہ اُن کے مخالف عقائدوں سے آخر تک موجود ہیں نبوۃ، دجال، یاجوج و ماجوج، نزول عیسٰے وغیرہ میں مرزا صاحب کے خلاف اہل سنت کے موافق ہیں جیسا کہ جرح میں حوالے پیش کر چکا ۔
پھر خود فوائد فریدی میں احمدیوں کو فرقہ مردودہ اور ناریہ میں شمار کیا جیسا کہ گواہوں کے مسلمات سے اصل بحث میں پیش کر چکا ۔
ان دلائل و براہین کی روشنی میں ان خطوط کی نسبت حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ علیہ کی طرف کرنا بہتان عظیم ہے ۔
اور اگر بفرض محال تسلیم ہی کرلیں تو یہ اس وقت تک تھا جب تک دعوی نبوت نہ تھا ۔ اور نہیں یہ خط بھیجا جا کہ ہر نبوت دا بروشد انتقام مدنہ بعد دعویٰ نبوت ۔ ہی مسیلمہ مدعی نبوت پر کا فتویٰ اکفر کا فر ہونے کا موجب ہے کہ مرزا صاحب بھی مسیلمہ کی طرح کافر ہیں ۔ لہذا ایک طرف تو معاعلیہ اور اس کی جماعت کے وہ مبلغ مرزا صاحب کو مسلمان اور ان کے فرقہ کو اسلامی فرقہ ثابت کر رہے ہیں اور دوسری طرف ایک خدا رسیدہ بزرگ اور تمام پنجاب و ہندوستان کا مسلم تاجدار بہاولپور کے پیر و مرشد حضرت خواجہ غلام فرید صاحب نور اللہ مرقدہ ہیں
جن کا احترام تمام ریاست کے والی و رعایا پر ضروری ہے ۔ وہ اپنی کتاب فوائد فریدی میں فرقہ احمدیہ کو مردود و ناریہ اور مدعی نبوت مسیلمہ جیسے کو گمراہ کافر فرما رہے ہیں ۔ پس اس جماعت کے کفر و ارتداد میں اب کیا شبہ رہ جاتا ہے ۔

آخری گزارش

تنگی وقت اور تحدید کی وجہ سے اب کوئی جنرل جواب الجواب تمام جوابی بحث پر پیش نہیں کر سکتا اور نہ جدید حوالوں اور خیانتوں میں تیز کلامی کی فہرست پیش کرنا ممکن ہے عدالت کو خود ہی ملاحظہ مسل کے وقت معلوم ہو جائے گا ۔ دوران جواب میں اشارت کرتا رہا ہوں ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

استدعا

تنقیح اول کا حصہ اول مدعا علیہ کا احمدی ہونا یا قادیانیت و مرزائیت اختیار کرنا تو اقراری ہے جصہ دوم یعنی اس سے ارتداد و کفر کا لازم آنا تمام تاویلات مختارہ مدعا علیہ کا مدلل جواب دے کر اور مغالطوں کا انکشاف کر کے تقریباً دوسو سے زائد قطعی دلائل آیات قرآنیہ قطعی الدلالت وقطعی المعنی والمراد اور احادیث صحیحہ مشہورہ و متواترہ واجماع صحابہ و ائمہ و تمام امت و اقوال سلف و خلف و علماء و صوفیہ و اکابر سے مدلل ثابت کر دیا کہ نہ صرف وجوہات پنجگانہ بلکہ اور بھی وجوہات کثیرہ سے مدعا علیہ اور اس کے مقتدا و جماعت کافر مرتد دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

اب صرف تنقیح دوم باقی رہی کہ کیا اس سے فسخ نکاح لازم آتا ہے۔ اس کے واسطے ہر دو گواہوں کا اقرار پیش کر چکا ہوں کہ

"اگر مرتد ہو جائے تو عام حکم یہی ہے کہ نکاح فسخ ہو جائے گا۔" (جرح گواہ مدعا علیہ ۱ ایکم مارچ ۳۳ء)

"تعامل تمام مسلمانوں کا یہی ہے کہ ارتداد سے نکاح فسخ سمجھا جاتا ہے۔" (جرح گواہ مدعا علیہ ۲ ۲۱ مارچ ۳۳ء)

پس مقدمہ ہذا میں

نکاح مدعیہ کا فسخ اور مقدمہ بحق مدعیہ ڈگری ہونا چاہیئے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔ وصلی اللہ علی حبیبہ اوّلاً و آخراً دائماً متوالیاً وعلیٰ اٰلہ وصحبہ و اولیاء امّتہ اجمعین

(ابوالوفاء نعمانی عفاء اللہ عنہ شاہجہانپوری)
۱۰ مئی پنجشنبہ ۱۹۳۴ء

NafseIslam
Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

اسلامک فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) 7/21 جیل روڈ۔ لاہور